وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

تنویر الأحوذی

اردو شرح

جامع ترمذی شریف

للإمام الحافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ

ترجمہ
پروفیسر ابو انس محمد سرور گوہر حفظہ اللہ

فوائد الحدیث
فضیلۃ الشیخ حافظ فاروق الرحمن یزدانی حفظہ اللہ

حکم الحدیث
الشیخ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

تخریج الحدیث
حافظ ابوبکر ظفر حافظ محمد انور زاہد

جلد سوم

مکتبہ محمدیہ

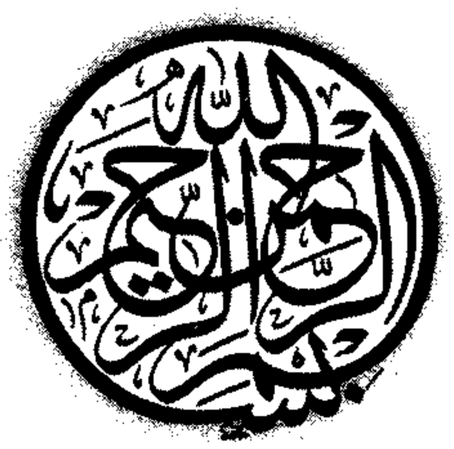

تنویر الاحوذی
اردو شرح
جامع ترمذی شریف

بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عمل

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

جدید کمپیوٹر ایڈیشن

عمدہ طباعت کیساتھ

نام کتاب: تنویر الاحوذی
اردو شرح
جامع ترمذی شریف

طابع ---------- عبدالرحمان عابد
طبع دوم ---------- مارچ 2025ء
تعداد ---------- 1100
قیمت ---------- -/ روپے

اسٹاکسٹ

مکتبہ اہل حدیث' امین پور بازار فیصل آباد
041-2629292, 0345-7709626

اسلامی کتب خانہ ڈاکخانہ بازار چیچہ وطنی ضلع ساہیوال
0346-7467125, 0303-7530314

مکتبہ محمدیہ
النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300- 4826023 ,0334-4842982
E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

فہرست

اَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

صلہ رحمی اور نیکی کا بیان

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ---------- 19

سابقہ عنوان کے متعلق ---------- 20

والدین کی رضامندی کی فضیلت ---------- 21

والدین کی نافرمانی کرنا (انہیں ستانا) ---------- 23

والد کے دوست کی عزت کرنا ---------- 24

خالہ کے ساتھ حسن سلوک ---------- 24

والدین کی دعا ---------- 26

والدین کا حق ---------- 27

قطع رحمی ---------- 27

صلہ رحمی کرنا ---------- 29

والد کا اولاد سے محبّت کرنا ---------- 30

والد کی رحمت / شَفقت ---------- 30

بیٹیوں اور بہنوں پر خرچ کرنا ---------- 31

یتیم پر شَفقت اور اس کی کفالت کرنا ---------- 34

بچوں سے شفقت کرنا ---------- 35

مُسلمانوں سے رحمت و شَفقت برتنا ---------- 36

نصیحت و خیر خواہی ---------- 38

مسلمان کی دوسرے مُسلمان پر شَفقت ---------- 39

مُسلمانوں کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا ---------- 41

مسلمان شخص کی عزت کا دفاع کرنا ---------- 42

مسلمان شخص سے ترک ملاقات کی ممانعت ---------- 43

بھائی کی ہم دردی و غم گساری کرنا ---------- 44

غیبت کی مذمت ---------- 45

حسد کی مذمت ---------- 46

باہم بغض رکھنے کی ممانعت ---------- 48

صلح کرانا ---------- 48

خیانت و چوری کی مذمت ---------- 50

پڑوسی کے حقوق ---------- 51

خادم / ملازم کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ---------- 52

خدام کی مار پٹائی کرنے اور انہیں گالی دینے کی ممانعت ---------- 53

خادم سے درگزر کرنا ---------- 54

خادم کی تربیت ---------- 55

اولاد کی تربیت ---------- 56

ہدیہ قبول کرنا اور اس کے بدلے میں ہدیہ پیش کرنا ---------- 57

محسن کی شکر گزاری ---------- 57

نیکی کے کام ---------- 58

دودھ والا جانور بطور عطیہ دینا ---------- 59

راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ---------- 60

مجلس کی گفتگو امانت ہوتی ہے ---------- 60

سخاوت کرنا ---------- 61

بخیل کی مذمت ---------- 62

اہل خانہ پر خرچ کرنا ---------- 63

ضیافت اور ضیافت کی فضیلت کتنے دن ہے ---------- 65

بیوہ اور یتیم کی سرپرستی کرنا ---------- 66

خندہ پیشانی سے ملنا ---------- 67

صدق اور کذب ---------- 67
فحش اور فحش گوئی کی مذمت ---------- 69
لعنت کرنا ---------- 70
نسب کی تعلیم ---------- 72
(مُسلمان) بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرنا --- 73
گالی دینا ---------- 73
مُسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے ----- 74
اچھی بات کرنا ---------- 75
صالح مملوک کی فضیلت ---------- 76
لوگوں کے ساتھ میل جول / رہن سہن رکھنا ---------- 77
بدگمانی کی مذمت ---------- 78
مزاح کی اجازت ---------- 79
جھگڑا کرنے کی مذمت ---------- 80
مدارات کا بیان ---------- 82
محبّت و بغض میں اعتدال برتنا ---------- 83
تکبّر کی مذمت ---------- 83
حسن خلق اپنانا ---------- 86
احسان اور درگزر کرنا ---------- 88
بھائیوں کی زیارت و ملاقات ---------- 89
حیا اختیار کرنا ---------- 90
توقف / غور و فکر اور عجلت کا بیان ---------- 90
نرمی کی فضیلت ---------- 92
مظلوم کی بددعا سے بچنا ---------- 93
نبی ﷺ کا خلق ---------- 94
حسن عہد ---------- 95
اعلیٰ و عمدہ اخلاق ---------- 96
لعن طعن کرنا ---------- 97
کثرت غصہ ---------- 97
غصہ ضبط کرنا ---------- 98
بڑے کی عزت کرنا ---------- 98
باہم قطع تعلق کرنے والے ---------- 99
صبر کی فضیلت ---------- 100
دورخ والا شخص ---------- 101
چغل خور ---------- 101
قلت کلام ---------- 102
بعض بیان جادو کی تاثیر رکھتے ہیں ---------- 103
تواضع اختیار کرنا ---------- 103
ظلم کی مذمت ---------- 104
کسی نعمت میں عیب نہ نکالنا ---------- 105
مومن کی تعظیم کرنا ---------- 106
تجربہ ---------- 107
کسی ایسی چیز کا اظہار کرنا جو پاس نہ ہو ---------- 107
معروف و بھلائی کے بدلے میں ثناو تعریف کرنا ------ 108

اَبْوَابُ الطِّبِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
طب کا بیان

پرہیز کے بارے میں ---------- 110
دوائی اور اس کی ترغیب ---------- 112
مریض کو کیا کھلایا جائے ---------- 113
اپنے مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو ---------- 114
کلونجی کے بارے میں ---------- 114
اونٹوں کا پیشاب پینے (کی حلت) ---------- 115
زہر یا کسی اور چیز کے ذریعے خودکشی کرنے والا ---------- 116
نشہ آور چیز کے ساتھ علاج معالجہ کرنے کی ممانعت ---- 118
ناک میں ڈالنے کی دوا وغیرہ ---------- 118
لوہے کو گرم کر کے داغ لینے کی ممانعت ---------- 119
لوہے کو گرم کر کے داغ لینے کی رخصت ---------- 120

سینگی لگانا ---------- 120
مہندی کے ذریعے علاج کرنا ---------- 123
دم کی ممانعت ---------- 123
دم کی رخصت ---------- 124
معوذتین کے ساتھ دم کرنا ---------- 125
نظر لگ جانے سے کیا جانے والا دم ---------- 126
بچوں کو کس طرح پناہ میں دیا جائے ---------- 126
نظر لگ جانا حق ہے اور اس کے لیے غسل ---------- 127
دم کرنے (تعویذ) پر اجرت لینا ---------- 128
دم اور دوائیں ---------- 131
کھنبی اور عجوہ (کھجور) ---------- 132
کاہن کی اجرت ---------- 134
گلے میں کوئی چیز (تعویذ، منکا وغیرہ) لٹکانے کی ممانعت -- 134
بخار کو پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرنا ---------- 135
بخار اور تمام تکلیفوں کی دعا ---------- 136
غیلہ (رضاعت کے دوران بیوی سے جماع کرنا) ------- 137
نمونیے کی دوا ---------- 138
اپنے آپ سے بیماری کس طرح دور کی جائے ---------- 139
سَنا کے بارے میں ---------- 139
شہد سے علاج کرنا ---------- 140
مریض کی عیادت کے وقت کی دعا ---------- 141
بخار کو پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرنے کی کیفیت ---------- 142
راکھ کے ساتھ علاج کرنا ---------- 142
مریض کو خوش کرنا ---------- 143

اَبْوَابُ الْفَرَائِضِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

وراثت کا بیان

جو شخص مال چھوڑ کر فوت ہو تو، وہ اس کے وارثوں کا ہے --- 145
فرائض کی تعلیم ---------- 146
بیٹیوں کی میراث ---------- 147
بیٹی کے ہوتے ہوئے پوتی کی میراث ---------- 148
سگے بھائیوں کی میراث ---------- 149
بیٹیوں کے ساتھ بیٹوں کی میراث ---------- 150
بہنوں کی میراث ---------- 151
عصبہ کی میراث ---------- 152
دادا کی میراث ---------- 153
دادی کی میراث ---------- 153
دادی کی اپنے بیٹے کے ساتھ میراث ---------- 155
ماموں کی میراث ---------- 156
ایسی میت جس کا کوئی وارث نہ ہو ---------- 157
فروتر آزاد کردہ غلام کی میراث ---------- 157
مُسلمان اور کافر کے درمیان میراث کا ابطال ---------- 158
دو ملت / دین والے باہم وارث نہیں بنیں گے ---------- 159
قاتل کو میراث نہیں ملے گی ---------- 160
شوہر کی دیت سے بیوی کی میراث ---------- 160
میراث وارثوں کے لیے اور دیت عصبہ پر ---------- 161
اس شخص کی میراث جو کسی شخص کے ہاتھ پر مُسلمان ہو جائے 162
ولد زنا (حرامی بچہ) وارث نہیں بنتا ---------- 163
ولاء کا وارث کون ہو گا؟ ---------- 163
خواتین ولاء کی وارث ---------- 164

أَبْوَابُ الْوَصَايَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

وصیتوں کا بیان

ایک تہائی مال کی وصیت کرنا ---------- 165
وصیت میں نقصان پہنچانا ---------- 167
وصیت کی ترغیب دینا ---------- 167

نبی ﷺ نے وصیت نہیں کی ---------- 168
وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں ---------- 169
وصیت سے پہلے قرض کی ادائیگی ---------- 172
وہ آدمی جو موت کے وقت صدقہ کرتا ہے یا غلام آزاد کرتا ہے 173
باب ---------- 173

أَبْوَابُ الْوَلَاءِ وَالْهِبَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

ولاء اور ہبہ کا بیان

ولاء اسی کی ہے جس نے آزاد کیا ہے ---------- 175
ولاء کی بیع اور اسے ہبہ کرنے کی ممانعت ---------- 176
3- جس نے اپنے مالکوں کے علاوہ کسی اور کو مالک قرار دیا اپنے
باپ کے علاوہ کسی اور سے نسب کا دعویٰ کیا ---------- 177
جو شخص اپنے بچے کا انکار و نفی کر دے ---------- 178
قیافہ شناسی ---------- 179
نبی ﷺ کی ہدیہ دینے پر ترغیب دینا ---------- 180
ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینے کی ممانعت ---------- 181

أَبْوَابُ الْقَدْرِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

تقدیر کا بیان

تقدیر کے بارے میں گفتگو کرنے کی سنگینی ---------- 183
آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا بحث و مباحثہ ---------- 184
بدنصیبی اور سعادت مندی ---------- 185
آخری اعمال کا اعتبار ہے ---------- 186
ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے ---------- 188
دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے ---------- 189
دل رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں ---------- 190
اللہ نے جنتیوں اور جہنمیوں کے لیے کتاب (تحریر) لکھی ہے 191
کوئی بیماری متعدی نہیں اور ہامہ (الو) و صفر کی نحوست کی کوئی
حقیقت نہیں ---------- 193
تقدیر کے اچھا اور برا ہونے پر ایمان لانا ---------- 194
انسان کو اسی جگہ موت آتی ہے جہاں لکھی ہوئی ہے ---------- 196
دم اور دوا اللہ کی تقدیر سے کوئی چیز بدل نہیں سکتی ---------- 197
قدریہ کا بیان ---------- 198
اموات / فیصلے اگر انسان ان سے بچ جائے تو بڑھاپے میں مبتلا ہو
جاتا ہے ---------- 199
تقدیر پر راضی رہنے کے متعلق ---------- 199
تقدیر کو جھٹلانے والوں کے لیے وعید ---------- 200
تقدیر پر ایمان لانے کے امر کی اہمیت ---------- 201

أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

فتنوں کا بیان

تین میں سے کسی ایک وجہ سے کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز
ہے ---------- 204
جان و مال کی حرمت ---------- 205
کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی دوسرے مسلمان
کو خوف زدہ کرے ---------- 206
مسلمان کا اسلحہ کے ساتھ اپنے بھائی کی طرف اشارہ کرنا -- 207
ننگی تلوار لینے کی ممانعت ---------- 208
صبح کی نماز پڑھنے والا اللہ عزوجل کے ذمے و پناہ میں ہے --- 209
جماعت کے ساتھ وابستگی ---------- 209
جب برائی کو روکا نہ جائے تو پھر عذاب نازل ہوتا ہے ----- 213
نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا ---------- 214
لشکر کا زمین میں دھنس جانا ---------- 215
ہاتھ یا زبان کے ساتھ یا دل سے برائی کو روکنا ---------- 216
سابقہ باب سے متعلق ---------- 217
ظالم حکمران کے پاس کلمہ عدل کہنا افضل جہاد ہے ------ 218
نبی ﷺ کے اپنی امت کے بارے میں تین سوال ------ 219

وہ آدمی جو فتنے کے دور میں ہو ---------- 221
فتنے میں زبان پر قابو رکھنا ---------- 222
امانت کا اٹھ جانا ---------- 222
تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے -------- 224
درندوں کا کلام کرنا ---------- 225
چاند کا شق ہونا ---------- 226
زمین میں دھنس جانا ---------- 227
سورج کا اس کے غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہونا ----- 229
یاجوج ماجوج کا نکلنا ---------- 230
گمراہ / مرتد گروہ کی صفت ---------- 232
ترجیح دینا ---------- 233
نبی ﷺ کا اپنے اصحاب کو قیامت تک ہونے والے واقعات کی
خبر دینا ---------- 234
اہل شام کی فضیلت ---------- 237
میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کو مارنے
لگو ---------- 238
ایک ایسا فتنہ ہوگا کہ اس میں بیٹھنے والا کھڑے رہنے والے سے
بہتر ہوگا ---------- 239
عنقریب تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ہوں گے -- 240
ہرج کیا ہے اور اس میں عبادت کرنا ---------- 242
جب میری امت میں تلوار رکھی جائے گی تو پھر وہ قیامت تک
اس سے اٹھائی نہیں جائے گی ---------- 243
فتنے میں لکڑی کی تلوار بنانا (اور اس کا سہارا لینا) -------- 244
قیامت کی نشانیاں ---------- 245
آنے والا دور اپنے سے پہلے سے برا ہوگا ---------- 246
زمین اپنے خزانے نکال باہر پھینکے گی ---------- 247
انتہائی بے وقوف / احمق شخص سب سے زیادہ سعادت مند ہوگا 248
مسخ وخسف کی علامات ---------- 249
نبی ﷺ کا فرمان: میں اور قیامت ان دو یعنی: انگشت شہادت
اور درمیانی انگلی کی طرح بھیجے گئے ہیں ---------- 251
ترکوں سے قتال ---------- 252
کسریٰ کے ختم ہونے کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا ------ 252
قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ حجاز کی طرف سے آگ نکلے گی - 253
قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ کذاب ظاہر ہوں گے ------ 254
ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ہلاکو ہوگا ---------- 256
قرن ثالث (کا ظہور) ---------- 256
خلفاء (کی تعیین) ---------- 258
بادشاہ کی اہانت کی ممانعت ---------- 259
خلافت کا بیان ---------- 260
قیامت تک خلفاء قریش میں سے ہوں گے ---------- 262
موالی میں سے جہجاہ نامی بادشاہ کا ہونا ---------- 262
گمراہ حکمرانوں کا ظہور ---------- 263
امام مہدی (کا ظہور) ---------- 266
مہدی کی زندگی اور اس کی عطاء ---------- 267
عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول ---------- 268
دجال (کا ظہور) ---------- 269
دجال کی علامت ---------- 270
دجال کے نکلنے کی جگہ ---------- 271
خروج دجال کی علامات ---------- 272
فتنہ دجال ---------- 273
دجال (کی صفات) کا تعارف ---------- 278
دجال مدینے میں داخل نہیں ہوگا ---------- 279
عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا دجال کو قتل کرنا ---------- 280
باب، اسی ضمن میں ---------- 281
ابن صیاد کا بیان ---------- 282
جو شخص آج زندہ ہے سو سال بعد وہ سطح زمین پر نہیں ہوگا --- 285

ہواؤں کو برا بھلا کہنے کی ممانعت ---------- 288
دجال کے بارے میں تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث -------- 288
جس کام کی طاقت نہ ہو اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے ----- 290
اپنے بھائی کی مدد کر، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ---------- 290
بادشاہ کے دروازوں پر آنے والا فتنے کا شکار ہو گیا ------- 291
فتح و نصرت کے موقع پر اللہ کے تقویٰ کو لازم پکڑنا ------ 292
وہ فتنہ جو سمندر کی موج کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا اٹھے گا --- 293
برے حکمرانوں کی موافقت سے بچنا ---------- 294
فتنوں میں اپنے دین پر قائم رہنے اور صبر کرنے والا انگاروں کو
پکڑنے والے کی طرح ہے ---------- 295
میری امت کے بہترین لوگوں پر اس کے بدترین لوگ کب
مسلّط کیے جائیں گے ---------- 296
وہ لوگ کامیاب و کامران نہیں ہوں گے جو اپنا امر (خلافت و
حکومت) کسی عورت کے سپرد کر دیں ---------- 297
تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس سے خیر کی امید کی جائے اور
اس کے شر سے مامون رہا (بچا) جائے ---------- 298
بہترین اور بدترین حکمران ---------- 299
سطح زمین اس کے اندرونی حصے سے کب بہتر ہو گی اور کب بری
ہو گی ---------- 299
فتنوں میں عمل، فتنوں کی سرزمین اور فتنوں کی علامت ---- 301

أَبْوَابُ الرُّؤْيَا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

خوابوں کی تعبیر کا بیان

مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے ------- 303
نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور مبشرات باقی ہیں --------- 305
اللہ تعالیٰ کا فرمان: ان کے لیے دنیا کی زندگی میں خوش خبری ہے 306
نبی ﷺ کا فرمان: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے
حقیقت میں مجھے ہی دیکھا'' ---------- 307
جو کوئی خواب میں ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ کیا کرے؟ --- 308
خوابوں کی تعبیر ---------- 309
اچھے اور برے خواب کے حوالے سے تعبیر خواب ------ 310
جھوٹا خواب بیان کرنے والا ---------- 311
نبی ﷺ کا خواب میں دودھ اور قمیضیں دیکھنا --------- 312
نبی ﷺ کا خواب میں ترازو اور ڈول دیکھنا ---------- 314

أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

گواہیوں کا بیان

بہترین گواہ ---------- 323
کس کی گواہی جائز نہیں؟ ---------- 325
جھوٹی گواہی کا حکم ---------- 326
جھوٹ عام ہو جائے گا حتیٰ کہ آدمی گواہی دے گا جبکہ اس سے
گواہی طلب نہیں کی جائے گی، آدمی قسم اٹھائے گا جبکہ اس
سے قسم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا ---------- 328

أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

زہد کا بیان

صحت اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن کی اکثر لوگ قدر
نہیں کرتے ---------- 330
محارم سے بچنے والا سب سے زیادہ عابد ہے ---------- 331
نیک عمل کرنے میں جلدی کرنا ---------- 332
موت کے بارے میں ---------- 333
قبر کی ہولناکی اور یہ کہ وہ آخرت کی پہلی منزل ہے ------ 334
جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات
کرنا پسند کرتا ہے ---------- 335
نبی ﷺ کا اپنی قوم کو ڈرانا ---------- 335
اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونے کی فضیلت ---------- 336
نبی ﷺ کا فرمان: ''اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم

ہنسو" ---------- 337
جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے بات کرنے کی مذمت ------ 338
انسان کے اسلام کی خوبی میں سے ہے کہ وہ غیر متعلق چیز
ترک کر دے ---------- 339
قلت کلام کی حکمت ---------- 341
اللہ عزوجل کے ہاں دنیا کی بے وقعتی ---------- 342
دنیا ملعون ہے ---------- 343
آخرت کے مقابلے میں دنیا اتنی سی ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی
انگلی دریا میں داخل کرے ---------- 344
دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنّت ہے - 345
دنیا کی مثال چار آدمیوں کے مثل ہے ---------- 345
دنیا کا رنج و غم اور اس کی محبّت ---------- 347
آدمی کے سارے مال میں سے اسے کس قدر کافی ہے ---- 347
جاگیر نہ بناؤ ورنہ تم دنیا سے رغبت رکھو گے ---------- 348
مومن کے لیے لمبی عمر (میں بشارت) ---------- 349
بہترین شخص اور بدترین شخص کون ہے ---------- 349
اس امت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہیں - 350
وقت کا قریب آجانا اور امید و آرزو کا کم ہو جانا ---------- 350
امید و آرزو کا کم ہونا ---------- 351
اس امت کا فتنہ مال ہے ---------- 353
اگر انسان کی مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی خواہش کرے
گا ---------- 353
بوڑھے شخص کا دل دو چیزوں کی محبّت پر جوان ہے ----- 354
دنیا سے بے رغبتی ---------- 355
وہ خصال جن کے علاوہ انسان کسی اور کا حق دار نہیں ------ 355
انسان کہتا ہے: میرا مال میرا مال... ---------- 356
بقدر ضرورت روزی پر اکتفا کرنے اور زائد از ضرورت خرچ کر
دینے کی فضیلت ---------- 357
اللہ پر توکل کرنا ---------- 357
وہ شخص جس کے لیے دنیا سمیٹ دی گئی ---------- 359
بقدر ضرورت روزی اور اس پر صبر کرنا ---------- 359
فقر کی فضیلت ---------- 361
فقراء مہاجرین اپنے مال داروں سے پہلے جنّت میں جائیں گے 362
نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کی معیشت و گزران --- 364
نبی ﷺ کے اصحاب کی گزران کا ذکر ---------- 368
تونگری (غنیٰ) دل کی تونگری ہے ---------- 375
مال کو اس کے حق کے ساتھ لینا ---------- 375
درہم و دینار کا بندہ ---------- 376
دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں -- 376
دنیا محض سائے دار درخت کی چھاؤں میں بیٹھنے والے سوار کی
طرح ہے ---------- 377
آدمی اپنے خلیل / دوست کے دین پر ہوتا ہے ---------- 378
انسان، اس کے اہل و عیال اور اس کے مال و اعمال کی مثال -- 378
زیادہ کھانے کی ممانعت ---------- 379
ریاکاری و شہرت ---------- 380
باب (سابقہ عنوان کے متعلق) ---------- 383
چھپا کر عمل کرنا ---------- 384
آدمی جس سے محبّت کرے گا اسی کے ساتھ ہوگا ------ 385
اللہ تعالیٰ کے متعلق حسن ظن رکھنا ---------- 387
نیکی اور گناہ کے متعلق ---------- 388
اللہ کی خاطر محبّت کرنا ---------- 389
محبّت کی اطلاع کرنا ---------- 391
مدح اور مدح سراؤں کی کراہیت ---------- 392
مومن کی ہم نشینی اختیار کرنا ---------- 393
بلاء و آزمائش پر صبر کرنا ---------- 394
بینائی ختم ہو جانا ---------- 396

قیامت کے دن کہ اس روز محسن (نیکوکار) اور مسیٔ کے لیے
ندامت ہوگی ---------- 397
دین کے ذریعے دنیا طلب کرنے والے اور ان کی سزا --- 399
زبان کی حفاظت ---------- 400
اللہ کے ذکر کے علاوہ کثرت کلام کی ممانعت ------- 404
انسان کا سارا کلام اس پر بوجھ ہے اس کے لیے نفع مند نہیں -- 405
نفس، رب، مہمان اور اہل کے حقوق کی ادائیگی ---------- 405
اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرنے والے کی سزا اور اس
کے برعکس کرنے والے کا معاملہ ---------- 407

أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ

قیامت کی صفات اور زہد و ورع کا بیان

قیامت کے بارے میں ---------- 408
حساب اور قصاص کا بیان ---------- 411
باب ---------- 413
حشر کا بیان ---------- 414
عرض (پیشی) کے بارے میں ---------- 416
جس (کے حساب) کی جانچ پڑتال ہوگئی تو وہ ہلاک ہو گیا --- 417
رب اپنے بندے سے دنیا کی نعمتوں کے بارے میں سوال
کرے گا ---------- 417
اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''جس دن وہ اپنی خبریں بیان کر دے
گی'' کی تفسیر ---------- 419
صور کی حالت و کیفیت ---------- 420
صراط (پل صراط کی حالت) ---------- 421
شفاعت کا بیان ---------- 423
میری امت میں سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے میری
شفاعت ---------- 426
ستر ہزار حساب کے بغیر جنّت میں جائیں گے ------ 427
نبی ﷺ کو اپنی نصف امت کے دخول جنّت اور شفاعت
میں سے کسی ایک کے انتخاب کا حکم دیا گیا تو آپ ﷺ نے
شفاعت کو اختیار کیا ---------- 429
حوض کوثر کا تعارف ---------- 430
حوض کے برتنوں کی صفات ---------- 431
وہ لوگ جو بغیر حساب جنّت میں جائیں گے اور عکاشہ اس میں
سبقت لے گئے، کا بیان ---------- 433
لوگوں کا نماز ضائع کرنا اور بندوں کے قابل مذمت معاملات - 435
کھانا کھلانے اور پانی پلانے اور لباس مہیا کرنے کا ثواب ----- 436
علامت تقوی اور جس میں کوئی مضائقہ نہ ہو اسے بھی ترک
کر دینا ---------- 438
اگر تمہاری وہی کیفیت ہو جو میری مجلس میں ہوتی ہے ----- 438
ہر چیز کی ایک چستی ہے ---------- 439
بڑھاپے میں آدمی کی حرص زیادہ ہونے اور طول امید کی تمثیل - 440
رات کے آخری حصے میں اللہ کے ذکر، ذکر موت اور نبی ﷺ
پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کی ترغیب ---------- 442
اللہ نے اس کے حق رشان کے مطابق حیا کرنے کا بیان --- 443
دانا وہ ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع بنالیا ---------- 444
لذتوں کو کاٹ دینے والی (موت) کو کثرت سے یاد کرو ----- 445
میرا دنیا سے کیا سروکار میں تو بس ایک سوار کی طرح ہوں --- 446
اللہ کی قسم! مجھے تم پر فقر کا اندیشہ نہیں ---------- 447
یہ مال سرسبز و شیریں ہے ---------- 448
احادیث: ہم تکلیف کے ساتھ آزمائے گئے، جس کا مطمح نظر
آخرت ہو، ابن آدم میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا ----- 449
عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت: رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی --- 451
اس پردے نے مجھے دنیا یاد دلا دی --- ---------- 451
بکری کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان --- ---------- 452
سیّدہ عائشہ، انس، علی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی احادیث ---- 453

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ذکر میں علی رضی اللہ عنہ کی روایت ---- 456
اصحاب صفہ کا واقعہ ---------- 457
جو دنیا میں بہت زیادہ سیر ہو کر کھانے والا ہے ---------- 460
اونی لباس پہننا ---------- 460
ہر قسم کی تعمیر وبال ہے ---------- 461
تعمیر پر خرچ کرنے کے علاوہ ہر قسم کا خرچ کرنا اللہ کی راہ میں ہے ---------- 462
کسی مسلمان شخص کو لباس پہنانے کا ثواب ---------- 463
سلام کو عام کرو ---------- 464
شکر گزار کھانا کھانے والا ---------- 464
انصار کے مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک پر مہاجرین کی ان کے لیے تعریف ---------- 465
ہر معتدل، سہل مزاج شخص کی فضیلت ---------- 466
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے ہم نشین کے ساتھ تواضع ---------- 467
تکبّر کرنے والوں کے لیے وعید کی شدت ---------- 467
چار احادیث ---------- 468
مومن اپنے گناہوں کو بہت بڑا جانتا ہے ---------- 473
جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے - 475
اگر اسے سمندر کے پانی کے ساتھ ملا دیا جائے... ------- 476
باب ---------- 477
اپنے بھائی کو اس کے گناہ کی وجہ سے عار دلانے والے کے لیے وعید ---------- 477
اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی ظاہر نہ کر ---------- 478
لوگوں کی تکلیف پر صبر اور لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے کی فضیلت ---------- 479
آپس میں دوستی رکھنے کی فضیلت ---------- 480
سرکشی اور قطع رحمی پر وعید کی سنگینی ---------- 482
اپنے سے نچلے درجے کے لوگوں کی طرف دیکھو ---------- 483
حنظلہ رضی اللہ عنہ کی روایت ---------- 484
اس (اونٹ) کو باندھ اور توکل کر ---------- 487

أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

جنّت کی صفات کا بیان

جنّت کا درخت ---------- 491
جنت اور اس کی نعمتیں ---------- 493
جنّت کے بالاخانے ---------- 494
جنت کے درجات ---------- 496
اہل جنّت کی عورتوں کی صفت ---------- 498
اہل جنت کا جماع کرنا ---------- 500
اہل جنّت کی صفت ---------- 500
جنتیوں کا لباس ---------- 502
اہل جنّت کے پھل ---------- 503
جنّت کے پرندے ---------- 503
جنّت کے گھوڑوں کی صفت ---------- 504
اہل جنّت کی عمریں ---------- 506
اہل جنّت کی صفیں کتنی ہوں گی ---------- 506
ابواب جنّت ---------- 508
جنّت کا بازار ---------- 508
رب تبارک وتعالیٰ کی رویت (دیدار) ---------- 511
اللہ کے فرمان: "وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ" کی تفسیر ------- 513
رب تعالیٰ کا اہل جنّت سے گفتگو / سوال وجواب کرنا ---- 514
اہل جنّت کا بالاخانوں میں باہم دیکھنا ---------- 515
اہل جنّت ہمیشہ جنّت میں اور جہنمی ہمیشہ جہنم میں ---- 516
جنّت کو ناگوار چیزوں اور جہنم کو شہوات کی باڑ لگا دی گئی ہے- 519
جنّت اور جہنم کا احتجاج ---------- 521
ادنیٰ جنتی کی عزت ---------- 522

حور عین کا کلام ---------- 523
وہ تین اشخاص جن سے اللہ محبّت کرتا ہے ---------- 524
قریب ہے کہ فرات سونے کا خزانہ ظاہر کردے ---------- 527
جنّت کی نہریں ---------- 528

أَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

جہنم کا بیان

جہنم کا تعارف ---------- 530
جہنم کا گڑھا ---------- 532
جہنمیوں کا جثہ / موٹاپا ---------- 533
جہنمیوں کا مشروب ---------- 535
جہنمیوں کا کھانا ---------- 538
جہنم کی گہرائی ---------- 540
تمہاری (دنیا کی) یہ آگ جہنم کی آگ کا ستر واں حصہ ہے - 540
جہنم کی آگ کالی سیاہ ہے ---------- 541
جہنم کو دو سانس لینے کی اجازت ہے اور اہل توحید میں سے کسے
جہنم سے نکالا جائے گا ---------- 542
جہنمیوں میں سے سب سے آخری جہنمی کا نکلنا ---------- 544
جہنم میں خواتین کی کثرت ہوگی ---------- 548
قیامت کے دن سب سے ہلکے عذاب والا جہنمی ---------- 549
جنتی کون اور جہنمی کون ---------- 550

أَبْوَابُ الْإِيْمَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

ایمان کا بیان

مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللہُ کا اقرار کریں ---------- 551
نبی ﷺ کا فرمان: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال
کروں حتیٰ کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں اور نماز قائم کریں" ---------- 553
اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے ---------- 554
نبی ﷺ کے لیے جبریل علیہ السلام کا ایمان و اسلام کی وضاحت
کرنا ---------- 555
ایمان کے ساتھ فرائض کا اضافہ ---------- 559
استکمال ایمان اور زیادت و نقصان (کمی و بیشی) ---------- 561
حیاء ایمان کا حصہ ہے ---------- 563
حرمت صلاۃ ---------- 564
ترک صلوٰۃ ---------- 566
حدیث: "اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا" اور حدیث: "جس
میں تین چیزیں ہوں اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا" ---------- 568
زانی جس وقت زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا ---------- 570
مُسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مُسلمان
محفوظ رہیں ---------- 572
اسلام کا آغاز اجنبیت سے ہوا اور وہ پھر اجنبی ہو جائے گا --- 573
منافق کی علامت ---------- 575
مُسلمان کو گالی دینا فسق ہے ---------- 577
جو شخص اپنے (مُسلمان) بھائی پر کفر کا الزام لگائے ---------- 578
جو شخص مرتے وقت لا الہ الا اللہ کی گواہی دے ---------- 579
اس امت کا افتراق ---------- 582

أَبْوَابُ الْعِلْمِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ سے مروی علم کا بیان

جب اللہ کسی بندے کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے
تو اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے ---------- 587
علم حاصل کرنے کی فضیلت ---------- 588
کتمان علم ---------- 589
علم حاصل کرنے والے سے اچھا سلوک کرنا ---------- 590
علم کا ختم ہو جانا ---------- 591
وہ شخص جو اپنے علم سے دنیا حاصل کرتا ہے ---------- 593

تبلیغ سماع پر ترغیب ---------- 594
رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کی سنگینی ---------- 597
جو شخص کوئی حدیث بیان کرے جبکہ وہ سمجھتا ہو کہ وہ کذب ہے 598
نبی ﷺ کی حدیث پیش کی جائے تو "کہا گیا" نہیں کہنا چاہیے - 599
کتابت علم کی ممانعت ---------- 601
اس (کتابت علم) کے بارے میں رخصت ------- 602
بنی اسرائیل سے حدیث بیان کرنا ---------- 604
خیر و بھلائی کی راہنمائی کرنے والا خیر و بھلائی کا کام کرنے والے ہی کی طرح ہے ---------- 604
جس نے ہدایت یا گمراہی کی طرف دعوت دی اور اس کی اتباع کی گئی ---------- 607
اتباع سنت اور اجتناب بدعت ---------- 608
رسول اللہ ﷺ جس چیز سے روک دیں اس سے رک جانا -- 611
عالم مدینہ ---------- 612
فقہ کی عبادت پر فضیلت ---------- 613

أَبْوَابُ الْاِسْتِئْذَانِ وَالْآدَابِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

اجازت اور اس کے آداب کا بیان

سلام کو عام کرنا ---------- 618
سلام کہنے کی فضیلت ---------- 619
تین بار اجازت طلب کرنا ---------- 620
سلام کا جواب کس طرح دیا جائے ---------- 622
سلام پہنچانا ---------- 623
سلام میں پہل کرنے والے کی فضیلت --------- 624
سلام میں ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ممانعت ------- 624
بچوں کو سلام کرنا ---------- 625
عورتوں کو سلام کرنا ---------- 626
گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا ---------- 627
بات کرنے سے پہلے سلام کہنا ---------- 627
ذمی شخص کو سلام کرنے کی ممانعت ---------- 628
جس مجلس میں مسلمان اور غیر مسلم ہوں وہاں سلام کرنا - 630
سوار، پیدل چلنے والے کو سلام کرے ---------- 630
مجلس میں کھڑے ہوتے اور بیٹھتے وقت سلام کرنا ------ 632
گھر کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت طلب کرنا------- 632
جو بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکتا ہے ---------- 633
اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام کرنا --------- 634
رات کے وقت سفر سے واپس گھر آنے کی ممانعت ----- 635
مکتوب کو خاک آلود کرنا---------- 636
قلم کان پر رکھنا ---------- 637
سریانی سیکھنا---------- 637
مشرکوں سے خط و کتابت ---------- 638
مشرکوں کے نام کس طرح خط لکھا جائے گا---------- 639
خط پر مہر لگانا ---------- 640
سلام کرنے کی کیفیت ---------- 640
پیشاب کرتے شخص کو سلام کرنے کی ممانعت ------ 641
شروع میں علیک السلام کہنے کی ممانعت ------- 641
وہ تین افراد جو نبی ﷺ کی مجلس میں آئے اور ان کا مجلس میں جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھنا ---------- 644
راستے میں مجلس لگانے والوں کی ذمے داری ---------- 645
مصافحہ کرنا ---------- 646
معانقہ اور بوسہ لینا ---------- 648
ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا ---------- 649
مرحبا (خوش آمدید) کہنا ---------- 650

أَبْوَابُ الْأَدَبِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

ادب کا بیان

چھینکنے والے کو یرحمك اللہ کہہ کر دعا دینا ---------- 652
چھینکنے والا چھینک کر کیا کہے ---------- 654
چھینکنے والے کو کس طرح دعا دی جائے ---------- 654
چھینکنے والا الحمدللہ کہے تو اسے جواب دیا جائے -------- 656
چھینکنے والے کو کتنی بار دعا دی جائے گی ---------- 657
چھینکتے وقت آواز پست رکھنا اور چہرے کو ڈھانپنا ------ 658
اللہ چھینک کو پسند فرماتا ہے جبکہ جمائی کو ناپسند کرتا ہے ---------- 658
نماز میں چھینک شیطان کی طرف سے ہے --------- 660
کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھنے کی ممانعت 661
جب آدمی اپنی نشست سے اٹھ جائے اور پھر وہاں واپس آجائے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے ---------- 661
دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھنے کی ممانعت ---------- 662
حلقے کے وسط میں بیٹھنے کی ممانعت ---------- 662
آدمی کا کسی دوسرے آدمی کی خاطر کھڑا ہونا منع ہے ------ 663
ناخن کاٹنا ---------- 664
ناخن کاٹنے اور مونچھیں کترنے کی مدت کا تعین -------- 665
مونچھیں کترنا ---------- 666
داڑھی کترنا ---------- 667
داڑھی بڑھانا ---------- 668
چت لیٹے ہوئے ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھنا ----- 669
اس (سابقہ باب میں مذکور مسئلے کے) بارے میں ممانعت - 669
پیٹ کے بل (اوندھے منہ) لیٹنے کی ممانعت -------- 670
ستر کی حفاظت ---------- 671
ٹیک لگانا ---------- 671
آدمی کو اس کے حلقہ اقتدار میں مقتدی نہ بنایا جائے ---- 672
سواری کا مالک سواری کے اگلے حصے پر بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے 673
قالین استعمال کرنے کی رخصت ---------- 673
جانور پر تین افراد کا سوار ہونا ---------- 674
اچانک نظر کا اٹھ جانا ---------- 675
عورتوں کا مردوں سے پردہ کرنا ---------- 675
عورتوں کے پاس ان کے شوہروں کی اجازت کے بغیر جانا منع ہے ---------- 676
عورتوں کے فتنے سے بچنا ---------- 677
بالوں کی لٹ رکھنے کی ممانعت ---------- 678
مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی، جسم گودنے والی اور گدوانے والی (پر لعنت) ---------- 679
مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں ---------- 680
عورت خوشبو لگا کر باہر نہ نکلے ---------- 681
خواتین اور مردوں کی خوشبو ---------- 681
خوشبو قبول کرنی چاہیے ---------- 682
مرد دوسرے مرد کے جسم کے ساتھ جسم لگائے، نہ عورت، عورت کے ساتھ ---------- 684
ستر کی حفاظت کرنا ---------- 685
ران ستر کا حصہ ہے ---------- 685
نظافت (صفائی وستھرائی) اختیار کرنا ---------- 687
جماع کے وقت پردہ اختیار کرنا ---------- 687
حمام / غسل خانے میں جانا ---------- 688
جس گھر میں کوئی تصویر اور کتا ہو تو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے 690
زرد رنگ کے کپڑے پہننے کی ممانعت ---------- 692
سفید لباس پہننا ---------- 694
مرد سرخ لباس پہن سکتے ہیں ---------- 694

سبز لباس کا حکم ---------- 695
کالا کپڑا ---------- 696
زرد کپڑے کا حکم ---------- 696
مردوں کے لیے زعفران اور خلوق خوشبو لگانے کی ممانعت 697
ریشم اور دیباج پہننے کی ممانعت ---------- 698
نبی ﷺ کا محرمہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک چادر محفوظ کر لینا اور
آپ ﷺ کی ان کے ساتھ مہربانی ---------- 699
اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے پر اس کی نعمت
کا اثر نظر آئے ---------- 700
کالے موزے پہننا ---------- 700
سفید بال اکھاڑنے کی ممانعت ---------- 701
جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے --- 701
بدشگونی، نحوست ---------- 702
تیسرے کو چھوڑ کر دو افراد سرگوشی نہ کریں ---------- 704
عہد و اقرار کے متعلق ---------- 705
کسی سے کہنا کہ میرے والدین آپ پر قربان ہوں ------- 706
کسی کو پیار سے بیٹا کہنا ---------- 707
نومولود کا نام جلدی رکھنا چاہیے ---------- 708
پسندیدہ نام ---------- 709
ناپسندیدہ نام ---------- 709
نام تبدیل کرنا ---------- 711
نبی ﷺ کے نام مبارک ---------- 712
نبی ﷺ کا نام اور آپ ﷺ کی کنیت ایک ساتھ رکھنے کی
ممانعت ---------- 713
بعض شعر حکمت والے ہوتے ہیں ---------- 714
شعر گوئی ---------- 715
تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جانا، شعروں سے بھر جانے
سے بہتر ہے ---------- 719
فصاحت اور بیان ---------- 720
باب ---------- 720
ہمیشگی والا عمل زیادہ پسندیدہ ہے خواہ وہ کم ہو ---------- 721
برتن ڈھانپ کر رکھو اور مشکیزوں کے منہ باندھ کر رکھو --- 722
شادابی اور قحط سالی میں دوران سفر اونٹ کا خیال رکھنا ------ 723

اَبْوَابُ الْاَمْثَالِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

مثالوں کا بیان

اللہ عزوجل کی اپنے بندوں کے لیے مثال ---------- 725
نبی ﷺ اور آپ ﷺ سے قبل انبیاء علیہم السلام کی مثال ------ 729
نماز، روزے اور صدقے کی مثال ---------- 730
قرآن پڑھنے والے مومن اور قرآن نہ پڑھنے والے کی مثال -- 733
پانچوں نمازوں کی مثال ---------- 735
میری امت کی مثال بارش کے مانند ہے ---------- 736
ابن آدم کی مثال اور اس کی اجل وامل ---------- 737

أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

فضائل قرآن کا بیان

سورۃ الفاتحہ کی فضیلت ---------- 740
سورۃ البقرہ اور آیۃ الکرسی کی فضیلت ---------- 741
چھلاوے کے بارے میں ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی روایت ------- 744
سورۃ البقرہ کی آخری آیتیں ---------- 745
سورۂ آل عمران کی فضیلت ---------- 746
سورۂ الکہف کی فضیلت ---------- 748
سورۂ یٰسٓ کی فضیلت ---------- 749
سورۂ الدخان کی فضیلت ---------- 750
سورۂ الملک کی فضیلت ---------- 751
سورۂ الزلزال کی فضیلت ---------- 752
سورۂ الاخلاص کی فضیلت ---------- 754

معوذتین کی فضیلت ---------- 758
قاریٔ قرآن کی فضیلت ---------- 759
قرآن کریم کی فضیلت ---------- 760
تعلیم القرآن ---------- 762
قرآن کریم کا ایک حرف پڑھنے والے کا ثواب -------- 764
بندے اللہ کا کسی اور چیز کے ذریعے ویسا تقریب حاصل نہیں
کرتے جیسا وہ--- ---------- 765
جسے قرآن کا کچھ حصہ بھی یاد نہ ہو تو وہ ویران گھر کی طرح
ہے..... ---------- 766
کسی شخص کا کوئی سورت یاد کر کے اسے بھلا دینا بہت بڑا گناہ ہے 768
جو قرآن پڑھے تو وہ اس کے ذریعے اللہ سے سوال کرے --- 769
سونے سے پہلے سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ الزمر پڑھنا ---- 771
سورۂ الحشر کی آخری آیات پڑھنے کی فضیلت ------- 772
نبی ﷺ کی قراءت ---------- 773
کیا ایسا کوئی شخص نہیں جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے جائے تاکہ
میں اپنے رب کا کلام پہنچا سکوں ---------- 774
باب ---------- 775

أَبْوَابُ الْقِرَاءَتِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

قراءت کا بیان

سورۂ الفاتحہ کے متعلق ---------- 776
سورۂ ھود میں سے ---------- 779
سورۂ الکہف میں سے ---------- 780
سورۂ الروم میں سے ---------- 781
سورۂ القمر میں سے ---------- 783
سورۂ الواقعہ میں سے ---------- 783
سورۂ اللیل میں سے ---------- 784
سورۂ الذاریات میں سے ---------- 784
سورۂ الحج میں سے ---------- 785
قرآن یاد کرتے رہو ---------- 786
قرآن سات قراءتوں پر نازل ہوا---------- 786
جب کچھ لوگ مسجد میں بیٹھ کر اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں تو ان پر
سکینت نازل ہوتی ہے ---------- 788
میں کتنی مدت میں قرآن پڑھا کروں ---------- 790

☆☆☆

25

اَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

صلہ رحمی اور نیکی کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا

1897: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ ((أُمَّكَ)). قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ((أُمَّكَ)). قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ((أُمَّكَ)). قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ((ثُمَّ أَبَاكَ ثُمَّ الأَقْرَبَ فَالأَقْرَبَ)). قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ.

بہز بن حکیم نے بیان کیا، میرے والد نے میرے دادا سے روایت کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں'' میں نے عرض کیا، پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں'' میں نے عرض کیا، پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تیرا باپ پھر سب سے زیادہ قریبی رشتے دار اور پھر اس کے بعد والا رشتے دار۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَبَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ هُوَ ابْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيُّ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہز بن حکیم یہ ابن معاویہ بن حیدہ قشیری ہیں، اور یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَرَوَى عَنْهُ مَعْمَرٌ وَالثَّوْرِيُّ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ.

شعبہ نے بہز بن حکیم پر جرح کی ہے، جبکہ وہ محدثین کے ہاں ثقہ ہے۔ معمر، سفیان ثوری اور حماد بن سلمہ رحمہم اللہ کے علاوہ کئی ایک اماموں نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) مشكاة المصابيح رقم: ٤٩٢٩، اخرجه الحاكم: ٦٤٢/٢، البيهقي: ١٧٩/٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥١٣٩، مسند احمد: ٨٣٤٤، ٢٠٠٢٨، صحيح بخاری: ٥٩٧١، صحيح مسلم: ٢٥٤٨

فوائد الحدیث: (۱) اسلامی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ نے ہر کسی کو اس کا حق پہنچایا ہے، کچھ حقوق ایسے ہیں جو اسلام کی بنیاد پر ہیں اور کچھ

انسانیت کے باعث۔ زیر نظر حدیث میں بھی جو حقوق بیان ہوئے ہیں وہ رشتے داری کی بنیاد پر ہیں جن میں سب سے مقدم حق ماں کا ہے، کیونکہ کچھ تکلیفیں اور مشقتیں ایسی ہیں جو صرف ماں ہی برداشت کرتی ہے، باپ باوجود کئی قسم کی ضرورتوں کا ذمہ دار ہونے کے جسمانی طور پر ان تکلیفوں میں شریک نہیں۔ مثلاً

حمل کے دوران کی مشقت، پیدائش کے وقت زچگی کی تکلیف اور پھر مدت رضاعت میں بچے کی دیکھ بھال اور پرورش کرنے میں جو تکلیف ماں کو پہنچتی ہے۔ اس کا اندازہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا، کہ دن رات میں وقت بے وقت بچے کو دودھ پلانا، بچے کے آرام کی خاطر اپنے آرام اور نیند کو قربان کرنا، حتیٰ کہ بچے کی صحت کی فکر میں ماں کا اپنے کھانے پینے میں کئی قسم کا پرہیز کرنا۔ آج کل تو پیمپر کا دور آگیا ہے جس میں ماں کو کچھ ریلیف ملا ہے اور اس کے اخراجات باپ کے ذمے آئے ہیں ورنہ اس سے پہلے کئی مرتبہ دیکھنے میں آیا کہ عید کی خوشیوں میں یا شادی کے کسی فنکشن میں کھانے کے دوران بچے نے پیشاب یا پاخانہ کر دیا تو ماں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بچے کو سنبھالنے لگ گئی اس لیے اسلام نے رشتے داری میں ماں کے حقوق کو اولیت دی ہے۔

(۲) دوسرے مرتبے میں باپ کے حقوق ہیں، پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ۔ لیکن یہ تمام حقوق دنیاداری کے لحاظ سے ان سے حسن سلوک کرنے کے ہیں، دین کے معاملات میں اگر والدین کفر، شرک یا بدعت کا حکم دیں تو پھر ان کے احکام کو نہیں ماننا بلکہ دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنا ہے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "اور اگر وہ دونوں ماں، باپ تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تُو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں، دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا..... الایۃ" (سورۃ لقمان، آیت نمبر ۱۵)

2- بَابُ مِنْهُ

سابقہ عنوان کے متعلق

1898: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ ((الصَّلَاةُ لِمِيقَاتِهَا)). قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)). قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)). ثُمَّ سَكَتَ عَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي.

سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا۔" میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! پھر کون سا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا" پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے اگر میں آپ ﷺ سے مزید سوال کرتا تو آپ ﷺ مجھے مزید جواب دیتے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. رَوَاهُ الشَّيْبَانِيُّ وَشُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شیبانی، شعبہ اور کئی ایک نے اسے ولید بن عیزار سے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث کئی طرق سے ابو عمرو شیبانی عن ابن مسعود کی

الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ. وَأَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ إِيَاسٍ.

سند سے روایت کی گئی ہے۔ ابو عمرو شیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٤٨٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٢٧، صحيح مسلم: ٨٥، سنن النسائی: ٢٩٢/١، مسند احمد: ٣٨٩٠، صحيح ابن حبان: ١٤٧٥ و١٤٧٧

فوائد الحدیث: (۱) ماں، باپ کے حقوق سے بھی پہلے نماز کو اوّل وقت میں ادا کرنا افضل عمل قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ والدین کی اطاعت و فرمانبرداری، شریعت کے احکام کے تابع ہے اگر والدین شرعی احکام کی مخالفت کا حکم دیں تو پھر ان کی اطاعت نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی اطاعت واتباع لازم ہے۔

(۲) والدین سے حسن سلوک کے متعلق حدیث نمبر ۱۸۹۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) جہاد فی سبیل اللہ سے پہلے والدین کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کو بیان کر کے یہ پیغام دیا گیا ہے کہ جہاد کی فضیلت و عظمت کے لالچ میں والدین کو پریشان نہیں کرنا اور نہ ہی بڑھاپے میں انہیں کسی قسم کی اذیت پہنچانی ہے بھلے سے تم شہادت کے طلبگار اور غازی بننے کی عظمت کے خواہش مند ہوں لیکن والدین کا آرام، سکون اور خوشی اس سے بھی زیادہ اہم اور مقدم ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الْفَضْلِ فِي رِضَا الْوَالِدَيْنِ

والدین کی رضامندی کی فضیلت

1899: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهَذَا أَصَحُّ.

ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا محمد بن جعفر عن شعبۃ عن یعلی بن عطاء عن ابیہ عن عبداللہ بن عمرو کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔ اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَكَذَا رَوَى أَصْحَابُ شُعْبَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو مَوْقُوفًا وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ. وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ. قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى يَقُولُ مَا رَأَيْتُ بِالْبَصْرَةِ مِثْلَ خَالِدِ بْنِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی طرح شعبہ کے شاگردوں نے عن شعبہ عن یعلی بن عطاء عن ابیہ عن عبداللہ بن عمرو کی سند سے موقوف بیان کیا ہے۔ اس حدیث کو صرف خالد بن حارث نے شعبہ سے مرفوع بیان کیا ہے۔ خالد بن حارث ثقہ مامون ہے۔ محمد بن مثنیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے بصرہ میں خالد

الْحَارِثِ وَلَا بِالْكُوفَةِ مِثْلَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِدْرِيسَ.

بن حارث جیسا اور کوفہ میں عبداللہ بن ادریس جیسا شخص نہیں دیکھا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

اور اس باب میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة رقم: ٥١٥

تخريج الحديث: ابن عساكر: ١/٧٦/٤، مستدرک حاكم: ٤/١٥١-١٥٢، شرح السنة: ٣٤٢٣ و ٣٤٢٤، ابن حبان: ٤٢٩

فوائد الحديث: (۱) باپ، جو اپنی اولاد کے لیے اپنا سکون، آرام قربان کر کے اپنی اولاد کے سکون اور آرام کا بندوبست کرتا ہے، حتیٰ کہ بعض اوقات وہ اپنے بڑھاپے اور بیماری کی بھی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اپنی اولاد کو راحت پہنچانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے ان کی خوراک، سکول کی فیس، تعلیم کے اخراجات پورے کرنے کے لیے وہ کہاں کہاں ساہوکاروں کی جھڑکیاں برداشت کرتا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود اگر اسے اپنی اولاد کی طرف سے اچھے سلوک کی شکل میں ٹھنڈی ہوا نہ آئے تو پھر وہ غمزدہ اور دلبرداشتہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ ناراضگی کا اظہار کر دیتا ہے لیکن اکثر اوقات اولاد کی محبت میں وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ یاد رکھیے اگر باپ ناراض ہو گیا تو رب تعالیٰ ناراض ہو جائیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں تو پھر انسان کے لیے کہاں نجات ہے۔

(۲) ماں کے حقوق، باپ کے حقوق سے بھی مقدم ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے ماں کی رضامندی بھی ضروری ہے۔ لہٰذا انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ والدین کسی موقعہ پر بھی کسی صورت بھی ناراض نہ ہوں بلکہ ان کی خوشی ہی اولین ترجیح ہونی چاہیے، لیکن دین کے معاملات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری ضروری ہے، اگر والدین، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا حکم دیں تو پھر ان کی اطاعت نہیں کرنی۔

1900: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَجُلاً أَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ لِي امْرَأَةً وَإِنَّ أُمِّي تَأْمُرُنِي بِطَلَاقِهَا. قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذَلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ)).

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا تو اس نے کہا: میری بیوی ہے اور میری والدہ مجھے حکم دیتی ہیں کہ میں اسے طلاق دے دوں، ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”والد جنّت کا وسطی (یا بہترین) دروازہ ہے، اگر چاہو تو اس دروازے کو ضائع کر دو چاہو تو اس کی حفاظت کرو۔“

قَالَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ إِنَّ أُمِّي وَرُبَّمَا قَالَ أَبِي.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن ابی عمر نے کہا کہ سفیان نے کبھی: ”میری والدہ“ اور کبھی ”میرا والد“ ذکر کیا ہے۔

وَهٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَبِيبٍ.

اور یہ حدیث صحیح ہے۔ ابو عبدالرحمن سلمی کا نام عبداللہ بن حبیب ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة رقم: ٩١٠، مشكاة المصابيح رقم: ٤٩٢٨ التحقيق الثاني

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٢٠٨٩، مسند احمد: ٢١٧١٧، صحيح ابن حبان: ٤٢٥

فوائد الحديث: باپ، جنّت کا دروازہ ہے کا مطلب ہے کہ جنّت میں جانے کے لیے والدین کی رضامندی اور خوشنودی ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص دنیا میں ماں باپ کی خدمت کر کے انہیں خوش نہیں کرتا اور رکھتا تو یاد رکھیے وہ جنّت کے دروازے کو بند کر رہا ہے۔ یعنی اس کا

داخلہ جنّت میں ممکن نہیں۔ اور جو شخص ماں، باپ کو خوش رکھتا ہے تو اس کے لیے جنّت کا بہترین دروازہ کھلا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۸۹۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي عُقُوقِ الْوَالِدَيْنِ

والدین کی نافرمانی کرنا (انہیں ستانا)

1901: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ)). قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ. قَالَ ((الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)). قَالَ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ ((وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَوْ قَوْلُ الزُّورِ)). فَمَا زَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.

سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ضرور بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا۔“ آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔ فرمایا: ”جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کرنا۔“ رسول اللہ ﷺ بار بار یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے (دل میں) کہا: کاش کہ آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو بَكْرَةَ اسْمُهُ نُفَيْعُ بْنُ الْحَارِثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا نام نفیع بن حارث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) غاية المرام: ٢٧٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٦٥٤، صحيح مسلم: ٨٧، مسند احمد: ٢٠٣٨٥

فوائد الحدیث: جس طرح ماں، باپ کی خدمت، اطاعت و فرمانبرداری اور ان سے حسن سلوک افضل عمل ہے اسی طرح ان کی نافرمانی کرنا بھی بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔

1902: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ يَشْتُمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَهَلْ يَشْتُمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ ((نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَشْتُمُ أَبَاهُ وَيَشْتُمُ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آدمی اپنے والدین کو گالی دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں، وہ کسی آدمی کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ آدمی اس کے والد کو گالی دیتا ہے، وہ اس کی والدہ کو گالی دیتا ہے تو وہ (جواب میں) اس کی والدہ کو گالی دیتا ہے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٣/٢٢١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٩٧٣، صحيح مسلم: ٩٠، مسند احمد : ٦٥٢٩، صحيح ابن حبان: ٤١١ و ٤١٢

فوائد الحدیث: کوئی شخص کسی دوسرے کے والدین کو گالی دے اور وہ جواب میں اس کے والدین کو گالی دے دے تو حقیقت میں اس شخص نے خود اپنے والدین کو گالی دی ہے۔ اس لیے کسی دوسرے کے والدین پر ایسا کوئی طعن نہیں کرنا چاہیے کہ جو انسان اپنے ماں باپ کے لیے پسند نہیں کرتا، کہیں وہ شخص انہی الفاظ کو اس کے والدین پر نہ لوٹا دے، مگر افسوس کہ آج کل تو لوگ نا صرف کہ فی الواقع اپنے ماں باپ کو گالی دیتے ہیں بلکہ انہیں مار پیٹ بھی کرتے ہیں اور بعض ناہنجار تو قتل جیسا سنگین جرم بھی کر بیٹھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِكْرَامِ صَدِيقِ الْوَالِدِ

والد کے دوست کی عزت کرنا

1903: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ أَخْبَرَنِي الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ)). قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَسِيدٍ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”(والد کی وفات کے بعد) بہترین سلوک یہ ہے کہ بیٹا اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ دوستی کے تعلق کو نبھائے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کئی طرق سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ٢٠٨٩ اخرجه البخاري في االادب المفرد: ٢٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥٥٢، سنن ابو داود: ٥١٤٣، مسند احمد: ٥٦١٢ و ٥٧٢١، صحيح ابن حبان: ٤٣٠ و ٤٣١

فوائد الحدیث: والدین کی عزت و توقیر اور ان کے ادب و احترام کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ باپ کے دوست اور ماں کی سہیلیوں سے حسن سلوک سے پیش آنا، ان کا ادب و احترام کرنا بہت بڑی نیکی ہے تو ماں باپ سے حسن سلوک کتنی بڑی نیکی اور ان کی بے ادبی اور گستاخی کتنا بڑا گناہ ہوگا۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي بِرِّ الْخَالَةِ

خالہ کے ساتھ حسن سلوک

1904: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ إِسْرَائِيلَ [ح] قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ وَهُوَ ابْنُ مَدُّويَهْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خالہ ماں کے مقام و مرتبہ پر ہے۔“ حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔

وَاللَّفْظُ لِحَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ)). وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ.

وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء الغليل: ٢١٩٠

تخریج الحدیث: سنن دارمي: ٢٥١٠، اخرجه احمد في المسند: ٢٩٨/٤

1904:م حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيمًا فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ ((هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ)). قَالَ لَا. قَالَ ((هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ)). قَالَ نَعَمْ. قَالَ ((فَبِرَّهَا)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں ایک بڑا گناہ کر بیٹھا ہوں کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا ''تیری ماں ہے؟'' تو اس نے عرض کیا کہ ''نہیں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہاری خالہ ہے؟'' اس نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ اچھا سلوک کر۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ.

اس باب میں سیّدنا علی اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ.

ابن ابی عمر نے یہی بیان کیا، انہوں نے کہا سفیان بن عیینہ نے محمد بن سوقہ عن ابی بکر بن حفص بن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے ہمیں اسی مانند بیان کیا اور اس میں عن ابن عمر کا ذکر نہیں کیا۔ اور یہ ابو معاویہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

وَأَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ هُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ.

ابو بکر بن حفص، یہ ابن عمر بن سعد بن ابی وقاص ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح)

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٦٣٥، صحيح بخاري: ١٧٨١ و ٢٦٩٩، صحيح مسلم: ١٧٨٣، صحيح ابن حبان: ٤٨٧٣

فوائد الحدیث: (۱) انسان کے حسن سلوک کے اولین حق دار والدین ہیں، اگر والدین زندہ موجود نہ ہوں تو ان کی طرف سے قریبی رشتہ دار مثلاً باپ کی طرف سے چچا، دادا وغیرہ اور ماں کی طرف سے خالہ، نانی وغیرہ سے اچھا برتاؤ کرنا ہر شخص کی ذمہ داری ہے۔ حتیٰ کہ باپ کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں سے بھی حسن معاملہ کا حکم ہے۔

(۲) خالہ کو ماں کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے کہ اس کے ساتھ نیکی کرنا درجات کی بلندی اور گناہوں کی معافی اسی طرح ہے جس طرح ماں کی خدمت کرنے سے ہے۔ لہٰذا ان تمام رشتے داریوں کا خیال رکھتے ہوئے ان سے حسن سلوک کرتے ہوئے صلہ رحمی کا ثبوت دینا چاہیے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي دَعْوَةِ الْوَالِدَيْنِ

والدین کی دعا

1905: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین دعائیں یقیناً قبول ہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والد کی اولاد کے لیے بد دعا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ نَحْوَ حَدِيثِ هِشَامٍ. وَأَبُو جَعْفَرٍ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُقَالُ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ الْمُؤَذِّنُ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ غَيْرَ حَدِيثٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حجاج صواف نے اس حدیث کو یحییٰ بن ابی کثیر سے ہشام کی حدیث کے مانند روایت کیا۔ اور ابو جعفر جس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہیں ابو جعفر مؤذن کہا جاتا ہے اور ان کا نام معلوم نہیں۔ اور یحییٰ بن ابی کثیر نے اس سے اس حدیث کے علاوہ روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) واخرجه الحاكم: ١/٤١٨، ٤١٧، مجمع الزوائد: ١٠/١٥١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٥٣٦، سنن ابن ماجه: ٣٨٦٢، مسند احمد: ٧٥١٠، صحيح ابن حبان: ٢٦٩٩

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اور اس کا وعدہ بھی ہے ادعونی استجب لکم (المومن، ٦٠) ''تم مجھے پکارو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا'' لیکن کچھ دعائیں مانگنے والے ایسے مجبور اور لاچار ہوتے ہیں کہ وہ دنیا کے تمام تر سہاروں سے مایوس ہو چکے ہوتے ہیں ایسے لوگ جب اپنے دکھ درد کو اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھتے ہیں تو اللہ کریم ان کی خصوصی طور پر دادرسی فرماتے ہیں۔ اس حدیث میں وہ تین آدمی بیان ہوئے ہیں:

۱۔ ''مظلوم''۔ ایسا شخص جس پر جانی، مالی، جسمانی وغیرہ ظلم کیا گیا ہو اور دنیا میں اس کی کوئی بھی مدد کرنے والا نہ ہو تو اگر وہ ظالم کے خلاف بد دعا کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو جلدی پورا فرما دیتے ہیں۔

۲۔ ''مسافر'' پردیسی آدمی بھی اپنے وطن سے دور مجبور ہوتا ہے اور سفر کی وجہ سے شکستہ حالت کی بنا پر قابل رحم ہوتا ہے، یہ بھی جو دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جلدی قبول فرماتے ہیں لیکن شرط ہے کہ وہ سفر کسی حرام کام کی وجہ سے نہ ہو اور نہ ہی وہ مسافر حرام کھانے والا ہو۔

۳۔ ''باپ'' والدین تو اپنی اولاد کے لیے اتنے مشفق و مہربان ہوتے ہیں کہ وہ اپنے آرام اور سکون کو اپنے بچوں کی راحت کے لیے قربان کر دیتے ہیں بلکہ اس پر بھی مستزاد یہ کہ وہ مشقت بھی اٹھاتے ہیں، اس کے باوجود اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کے حق میں بد دعا کرنے پر مجبور ہو گیا ہے تو سوچا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے ہاتھوں کس قدر دکھی ہو گا۔ اب اگر اولاد ہی ماں، باپ کو دکھ دے تو پھر انہیں سکھ کہاں سے نصیب ہو گا۔ ان حالات میں جب باپ بیٹے کے خلاف اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتا ہے تو وہ کریم رب اپنے بندے کی دعا کو فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ اس لیے ہر انسان کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ وہ اپنے والدین کو ناراض کرنے کی بجائے ان کی خدمت کر کے انہیں خوش کریں اور ان سے دعائیں لیں۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْوَالِدَيْنِ

والدین کا حق

1906: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدًا إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی اولاد اپنے والد کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتی اِلّا یہ کہ وہ اس (والد) کو غلام پائے اور اسے خرید کر آزاد کر دے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، ہم اسے صرف سہیل بن ابی صالح کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ هَذَا الْحَدِيثَ.

سفیان ثوری اور کئی ایک نے سہیل بن ابی صالح سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: صحيح مسلم، العتق، باب فضل عتق الوالد، حديث: ١٥١٠، سنن ابو داود: ٥١٣٧، سنن ابن ماجه: ٣٦٥٩، سنن النسائي في الكبرى: ٤٨٩٦، مسند احمد: ٧١٤٣، صحيح ابن حبان: ٤٢٤

فوائد الحدیث: (۱) کوئی شخص بھی اپنے ماں باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ جتنی مرضی ان کی خدمت کرے، حتیٰ کہ آسمان سے تارے بھی توڑ کر ان کے قدموں پہ نچھاور کر دے تب بھی ان کا حق ادا نہیں ہوگا کیونکہ والدین جو اپنے اس بیٹے کے عدم سے وجود میں لانے کا باعث اور سبب ہیں اس کا بدلہ کیا ہو سکتا ہے۔ نا اس نے اپنے والدین کو جننا اور نہ ان کا حق ادا ہونا۔

(۲) یہ جو آپ ﷺ نے استثناء بیان فرمایا ہے کہ باپ غلام ہو اور بیٹا اسے خرید کر آزاد کر دے تو پھر حق ادا ہوگا، یہ بھی آپ ﷺ نے والدین کے مقام و مرتبے کی عظمت و شان کو واضح کرنے کے لیے فرمایا ہے کیونکہ ایسا ہونا نہایت محال اور شاذ ہے کہ بیٹا اپنے باپ کو خرید کر آزاد کرے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَطِيعَةِ الرَّحِمِ

قطع رحمی

1907: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ اشْتَكَى أَبُو الرَّدَّادِ اللَّيْثِيُّ فَعَادَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ خَيْرُهُمْ وَأَوْصَلُهُمْ مَا عَلِمْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ

سیّدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: میں اللہ ہوں، میں الرحمان ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا اور اپنے نام سے اس کا نام رکھا، پس جو اسے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو اسے قطع کرے گا میں اسے قطع کروں گا۔“

((قَالَ اللهُ أَنَا اللهُ وَأَنَا الرَّحْمَنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنَ اسْمِي فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ)).

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ.

اس باب میں سیّدنا ابو سعید، ابن ابی اوفی، عامر بن ربیعہ، ابوہریرہ اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: سفیان کی زہری سے روایت صحیح ہے۔

وَرَوَى مَعْمَرٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ رَدَّادٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَمَعْمَرٌ كَذَا يَقُولُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَحَدِيثُ مَعْمَرٍ خَطَأٌ.

معمر نے اس حدیث کو زہری عن ابی سلمہ عن رداد لیثی عن عبدالرحمن بن عوف کی سند سے روایت کیا ہے اور معمر بھی اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ امام بخاری نے کہا: معمر کی روایت خطا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الاحاديث الصحيحة رقم: ٥٢٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٦٩٤و ١٦٩٥، مسند احمد : ١٠٤٦٩، ١٦٨٦ صحيح ابن حبان: ٤٤٣

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے بعض رشتے اپنی مرضی سے انسان کے بنائے ہیں جن میں کسی بھی شخص کی مرضی، تمنّا اور خواہش پاپسند کا کوئی دخل نہیں مثلاً باپ کی طرف سے چچا، پھوپھی، دادا اور ان کی اولاد وغیرہ، ماں کی طرف سے خالہ، ماموں، نانی اور ان کی اولاد وغیرہ۔ پھر ان رشتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے جسے "صلہ رحمی" کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ رشتے اللہ تعالیٰ نے قائم فرمائے ہیں لہٰذا ان کے حقوق کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب اور پسند ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بڑا مقام و مرتبہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی صفت "الرحمن" کے ساتھ جوڑا ہے۔ اور جو شخص ان رشتے داریوں کو توڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں کہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اس کو توڑ دیتے ہیں یعنی ذلیل و رسوا کرتے ہیں اور آخرت میں بھی وہ جنّت میں داخلے سے محروم رہے گا۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۱۹۰۹ میں بیان ہوا ہے۔

(۲) لیکن یاد رکھیے کہ اگر یہ ناراضگی یا قطع تعلقی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہو تو وہ قطع رحمی کے زمرے میں نہیں آتی، مثلاً کوئی قریبی رشتہ دار مشرک ہے اب اس کے جنازے میں شامل ہونا اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرنا جائز نہیں یا وہ بدعتی ہے کہ فوتگی وغیرہ پر ایسی رسومات کا ارتکاب کرتا ہے کہ جو بدعات میں شمار ہوتی ہیں وہ ان مواقع پر اپنے اس قریبی رشتہ دار کی موافقت نہیں کرتا تو یہ بھی قطع رحمی نہیں ہے۔

اسی طرح بعض قریبی رشتہ دار کی شادی یا کسی بھی خوشی کے موقعہ پر گانے، بجانے، فضول خرچی کرنے یا مرد و زن کے اختلاط کا اہتمام یا ماحول ہوتا ہے اور یہ اس وجہ سے ناراض ہو کر گھر بیٹھ جاتا ہے کہ آپ چونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں لہٰذا میں اس میں شامل نہیں ہوں گا، اور آئندہ وہ بھی ردعمل میں اس کے کسی پروگرام میں شریک نہیں ہوتے، اس طرح آئندہ ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا کم ہو جاتا ہے یا ختم ہو جاتا ہے تو اس کو بھی اس موحد، مومن، متبع سُنت کی طرف سے قطع رحمی نہیں کہا جائے گا کیونکہ اس کی ناراضگی تو صرف "الحب لله والبغض فی الله" کی بنیاد پر تھی۔

(۳) قطع رحمی یہ ہے کہ دنیاداری کے معاملات میں کسی دوسرے کی طرف سے اس کے مفادات کو نقصان پہنچا تو یہ اپنے دنیاوی مفاد کی

خاطر اس سے ناراض ہوا اور قطع تعلقی کر لی، یہ جرم ہے، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور جنّت سے محرومی کا باعث ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو اس گناہ سے محفوظ و مامون رکھے۔ (آمین)

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِلَةِ الرَّحِمِ

صلہ رحمی کرنا

1908: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا بَشِيرٌ أَبُو إِسْمَاعِيلَ وَفِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا انْقَطَعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلے میں صلہ رحمی کرے، لیکن صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔“
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں سلمان، عائشہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) غاية المرام رقم: ٤٠٤، صحيح ابي داؤد: ١٤٨٩
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٩٩١، سنن ابو داود: ١٦٩٧، مسند احمد : ٦٥٢٤، صحيح ابن حبان: ٤٤٥
فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص کسی سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے اور صلہ رحمی کرتے ہوئے رشتے داریوں کا خیال رکھتا ہے تو اس کے جواب میں بدلے کے طور پر اس سے صلہ رحمی کرنا کوئی کمال نہیں، کمال تو یہ ہے کہ اس کی طرف سے آپ کو تکلیف پہنچے، قطع رحمی ہو لیکن جواب میں آپ اس سے صلہ رحمی کریں۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۹۰۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

1909: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ)). قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي قَاطِعَ رَحِمٍ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قطع رحمی کرنے والا جنّت میں نہیں جائے گا۔“
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) غاية المرام رقم: ٤٠٧، صحيح ابي داؤد: ١٤٨٨
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٩٨٤، صحیح مسلم: ٢٥٥٦، سنن ابو داود: ١٦٩٦، مسند احمد : ١٦٧٣٢، صحيح ابن حبان: ٤٥٤
فوائد الحدیث: قطع رحمی کرنا بہت بڑا جرم ہے، اس لیے اس سے بچنا چاہیے اور صلہ رحمی کرنی چاہیے، (مزید تفصیل حدیث نمبر ۱۹۰۷ کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں۔)

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُبِّ الْوَلَدِ

والد کا اولاد سے محبّت کرنا

1910: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي سُوَيْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ زَعَمَتِ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ قَالَتْ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مُحْتَضِنٌ أَحَدَ ابْنَيِ ابْنَتِهِ وَهُوَ يَقُولُ ((إِنَّكُمْ لَتُبَخِّلُونَ وَتُجَبِّنُونَ وَتُجَهِّلُونَ وَإِنَّكُمْ لَمِنْ رَيْحَانِ اللهِ)).

سیّدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن اپنے ایک نواسے کو گود میں لیے ہوئے باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”تم بخیل بنا دیتے ہو، تم بزدل بنا دیتے ہو اور تم جاہل بنا دیتے ہو، یقیناً تم اللہ کے پھولوں میں سے ہو۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر اور اشعث بن قیس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ. وَلَا نَعْرِفُ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ سَمَاعًا مِنْ خَوْلَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم ابن عیینہ کی عن ابراہیم بن میسرہ روایت کو صرف اس کی روایت ہی سے جانتے ہیں۔ اور ہم عمر بن عبدالعزیز کے خولہ رضی اللہ عنہا سے سماع کے متعلق نہیں جانتے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ٣٢١٤، ضعيف الجامع الصغير: ٢٠٤١، ضعيف ترمذي رقم: ٣٢٢

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٧٣١٤

فوائد الحدیث: روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن معنوی طور پر حقیقت یہی ہے کہ انسان بعض اوقات اپنی اولاد کی محبّت میں یا ان کے مستقبل کی فکر میں بزدل اور کنجوس ہو جاتا ہے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الْوَلَدِ

والد کی رحمت / شفقت

1911: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَبْصَرَ الأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُقَبِّلُ الْحَسَنَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْحُسَيْنَ أَوِ الْحَسَنَ فَقَالَ إِنَّ لِي مِنَ الْوَلَدِ عَشَرَةً مَا قَبَّلْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو حسن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا۔ (ابن ابی عمر نے کہا کہ حسین یا حسن) تو کہا: میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی بوسہ نہیں دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَائِشَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو سلمہ بن عبدالرحمن کا نام عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوف ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج مشکلة الفقر: ١٠٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٩٩٧، صحیح مسلم: ٢٣١٨، سنن ابو داود: ٥٢١٨، مسند احمد: ٧١٢١ و ٧٢٨٩، صحیح ابن حبان: ٤٥٧ و ٤٦٣

فوائد الحدیث: (۱) چھوٹے بچوں سے پیار کرنا چاہیے یہ انسان کی نرم دلی کی علامت ہے۔

(۲) چھوٹے بچوں کا بوسہ لیا جاسکتا ہے۔

(۳) جو شخص دوسروں کے لیے نرمی اور رحم کے جذبات رکھتا ہو، دنیا میں دوسرے لوگ بھی اس کے متعلق نرم رویہ رکھیں گے۔ اور آخرت میں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا حق دار ہوگا اور اس کے بدلے میں اس کے گناہوں سے صرف نظر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اسے جنّت میں داخل فرمائیں گے۔ اور جو شخص ایسا نہیں ہوگا تو وہ دنیا میں دوسروں کے حسن سلوک سے محروم رہے گا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں فرمائیں گے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْبَنَاتِ وَالأَخَوَاتِ

بیٹیوں اور بہنوں پر خرچ کرنا

1912: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَكُونُ لِأَحَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے اچھا سلوک کرتا ہو تو وہ جنتی ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، عقبہ بن عامر، انس، جابر، ور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ هُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ وُهَيْبٍ. وَقَدْ زَادُوا فِي هٰذَا الإِسْنَادِ رَجُلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے جبکہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ یہ سعد بن مالک بن وہیب ہیں۔ اور انہوں نے اس کی سند میں ایک آدمی کا اضافہ کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ضعیف الجامع الصغیر: ٦٣٦٩، ضعیف ترمذي رقم: ٣٢٤، اس میں سعید بن عبدالرحمان مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مسند الحمیدی: ٧٣٨، صحیح ابن حبان: ٤٤٦، مصنف ابن ابی شیبة: ٨/٥٥٢، مسند احمد: ١١٣٨٤ و ١١٩٢٤، الادب المفرد: ٧٩، سنن ابو داود: ٥١٤٧ و ٥١٤٨

فوائد الحدیث: (۱) زمانہ جاہلیت میں بھی بیٹیوں کو ایک بوجھ تصور کیا جاتا تھا کہ وہ نہ تو کما سکتی ہیں اور نہ ہی لڑائی وغیرہ میں دفاع کر سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ناتو انہیں وراثت میں حصہ دیا جاتا تھا اور نہ ہی معاشرے میں ان کا مقام تھا۔ بلکہ انہیں زندہ دفن کرنے کو بہادری اور خاندانی طور پر اپنا فرض منصبی سمجھا جاتا تھا ورنہ وہ پورے خاندان اور معاشرے سے کٹ جاتا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو تعلیم دی اور معاشرے میں عورت کو ایک باوقار مقام دلایا، زیر نظر حدیث میں بھی یہی پیغام ہے۔

(۲) "فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ" کا مطلب ہے کہ

۱۔ اس نے ان کی خوش دلی سے کفالت و پرورش کی۔

۲۔ ان کی اچھی دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا کہ جس سے ان کے عقائد و اعمال اور اخلاقیات درست ہوئے۔

۳۔ اچھی جگہ دین دار گھرانوں میں، موحد، متبع سنت شخص سے ان کی شادی کی وغیرہ جیسا کہ دوسری احادیث میں تفصیل موجود ہے۔

1913: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَنَاتِ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کی بیٹیوں کے حوالے سے کوئی آزمائش ہو جائے اور وہ ان پر صبر کرے تو وہ اس کے لیے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١٣٢، عبد بن حميد: ١٤٧٣، البغوي: ١٦٨١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤٠٥٥، ٢٥٣٣٢ صحيح ابن حبان: ٢٩٣٩صحيح بخاری: ١٤١٨، صحيح مسلم: ٢٦٢٩

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ سب کی بہنوں، بیٹیوں کی عزت محفوظ رکھے، اور انہیں اپنے اپنے گھروں میں شاد و آباد اور خوش خرم رکھے۔ (آمین)

لیکن اگر کسی شخص کو اپنی بہن یا بیٹی کے معاملے میں رشتہ تلاش کرنے میں یا اس کے بعد رشتے داری میں کوئی تکلیف پہنچے یا کسی قدرتی آفت کی وجہ سے پریشانی آئے تو آدمی کو دلبرداشتہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ سے خیر و عافیت اور حالات کی بہتری اور آسانی کے لیے ہمہ وقت دعا گو رہنا چاہیے۔ اس قسم کی پریشانی پر صبر کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان مبارک سے جہنم سے آزادی اور جنّت میں داخلے کا وعدہ کیا ہے۔ سبحان اللہ

1914: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ هُوَ الطَّنَافِسِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الرَّاسِبِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ)). وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے دو لڑکیوں کی کفالت کی تو میں اور وہ ان دو کی طرح جنّت میں داخل ہوں گے۔" اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔

وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ غَيْرَ حَدِيثٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ وَقَالَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ وَالصَّحِيحُ هُوَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ.

محمد بن عبید نے محمد بن عبدالعزیز سے اس حدیث کے علاوہ اس اسناد سے روایت کیا ہے اور کہا: عن ابی بکر بن عبیداللہ بن انس۔ جبکہ صحیح عبیداللہ بن ابی بکر بن انس ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٩٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦٣١، مسند احمد : ١٢٤٩٨، صحيح ابن حبان: ٤٤٧

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خوش دلی سے دو بچیوں کی کفالت و پرورش کرنے والے کے لیے یہ اعزاز ہے کہ اللہ کریم اس شخص کو اپنے پیغمبر سیّدنا محمد ﷺ کی رفاقت اور قرب میں جنّت نصیب فرمائیں گے۔

1915: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا فَسَأَلَتْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ میرے پاس آئی اور اس نے سوال کیا، لیکن اسے میرے پاس صرف ایک کھجور ملی تو میں نے وہی اسے دے دی، پھر اس نے اسے اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود کچھ بھی نہ کھائی پھر اٹھی اور چلی گئی، نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی ان بیٹیوں کی وجہ سے کوئی آزمائش ہوئی تو وہ اس کے لیے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گی۔''

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٣/٨٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٤١٨، صحيح مسلم: ٢٦٢٩، مسند احمد : ٢٥٣٣٢

فوائد الحدیث: جو لوگ کسی بھی موقعہ پر اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرتے ہیں یا ان کے سامنے اونچی آواز سے بولتے ہیں انہیں یہ حدیث بار بار پڑھنی چاہیے اور غور کرنا چاہیے کہ ایک ماں کو اپنے بچوں سے کتنا پیار ہوتا ہے کہ وہ اپنی بھوک پیاس کی پرواہ نہیں کرتی بلکہ اپنے بچوں کی فکر کرتی ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے فوائد حدیث نمبر ۱۹۱۳ دیکھیں)

1916: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدٍ الأَعْشَى، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوِ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان سے اچھا سلوک کرے اور ان کے (حقوق کے) بارے میں اللہ سے ڈرتا رہے تو اس کے لیے جنّت ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيفٌ بِهَذا اللَّفْظِ) ان الفاظ کے ساتھ ضعیف ہے۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة تحت الحديث: ٢٩٤، ضعيف الجامع الصغير: ٥٨٠٨

تخریج الحدیث: مسند الحميدى: ٧٣٨، صحيح ابن حبان: ٤٤٦، مصنف ابن ابى شيبة: ٥٥٢/٨، مسند احمد: ١١٣٨٤ و ١١٩٢٤، الادب المفرد: ٧٩، سنن ابو داود: ٥١٤٧ و ٥١٤٨

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۹۱۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الْيَتِيمِ وَكَفَالَتِهِ

یتیم پر شفقت اور اس کی کفالت کرنا

1917: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالْقَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَبَضَ يَتِيمًا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ إِلَّا أَنْ يَعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ لَهُ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے کی طرف لے لیا تو اللہ اسے ضرور جنّت میں داخل فرمائے گا اِلّا یہ کہ وہ کوئی نا قابل معافی گناہ کا ارتکاب کرے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ مُرَّةَ الْفِهْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا مرہ فہری، ابوہریرہ، ابوامامہ، اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَنَشٌ هُوَ حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ وَهُوَ أَبُو عَلِيٍّ الرَّحَبِيُّ وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ يَقُولُ حَنَشٌ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حنش یہ حسین بن قیس ابو علی الرحبی ہے۔ سلیمان تیمی بیان کرتے ہیں کہ حنش محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الجامع الصغير: ٥٧٤٥، التعليق الرغيب: ٢٣٠/٣، الضعيفة: ٥٣٤٥

تخریج الحدیث: عبد ابن حميد: ٦١٥، مسند ابو يعلى: ٢٤٥٧، الكامل لابن عدى: ٧٦٤/٢، معجم الكبير للطبرانى: ١١٨١٦، مجمع الزوائد: ١٦٢/٨

1918: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِمْرَانَ أَبُو الْقَاسِمِ الْمَكِّيُّ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ)). وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ يَعْنِي: السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى.

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا ان دو کی طرح جنت میں ہوں گے۔“ اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں یعنی: انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٨٠٠، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١٣٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٣٠٤، سنن ابو داود: ٥١٥٠، مسند احمد : ٢٢٨٢٠، صحیح ابن حبان: ٤٦٠

فوائد الحدیث: کسی بھی یتیم کی کفالت و پرورش کرنا جنّت کے حصول اور جنّت میں رسول اللہ ﷺ کے قرب کا باعث ہے۔ خواہ وہ یتیم اپنا قریبی رشتہ دار ہو یا بیگانہ۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الصِّبْيَانِ

بچوں سے شَفقت کرنا

1919: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ زَرْبِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ جَاءَ شَيْخٌ يُرِيدُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَبْطَأَ الْقَوْمُ عَنْهُ أَنْ يُوَسِّعُوا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عُمر رسیدہ شخص نبی ﷺ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا، لوگوں (حاضرین) نے اسے راستہ دینے میں تاخیر کی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر نرمی و شَفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي أُمَامَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبد اللہ بن عمرو، ابو ھریرہ، ابن عباس اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَزَرْبِيٌّ لَهُ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَغَيْرِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور زربی کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ و دیگر سے منکر احادیث ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢١٩٦

تخریج الحدیث: مسند ابو یعلی: ٣٤٧٦، معجم الکبیر للطبرانی : ٥٩٠٥، الکامل لابن عدی: ١٠٩٤/٣

1920: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا)).

سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر شَفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کے مقام و مرتبے کو نہ پہچانے۔“

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ((وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا)).

ہمیں ہناد نے بیان کیا کہ عبدہ نے محمد بن اسحاق کے حوالے سے اسی مانند روایت کیا اِلّا یہ کہ انہوں نے کہا: ”اور ہمارے بڑے کے حق کو نہ پہچانے“۔

حکم الحدیث: (صحیح) التعليق الرغيب: ١٦/١، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٣٥٥ و ٣٥٨ و ٣٦٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٦٧٣٣ و ٦٩٣٥ و ٢٢٧٥٥، ٧٠٧٣ سنن ابو داود: ٤٩٤٣، مستدرک حاکم: ١٢٢/١، مسند البزار: ٢٧١٨

1921: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے،

عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ)).

ہمارے بڑے کی عزت نہ کرے اور وہ نیکی کا حکم نہ کرے اور برائی سے منع نہ کرے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ أَيْضًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ جبکہ محمد بن اسحاق کی عمرو بن شعیب والی روایت حسن صحیح ہے۔ اور عبداللہ بن عمرو سے اس سند کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَيْسَ مِنَّا)). يَقُولُ لَيْسَ مِنْ سُنَّتِنَا يَقُولُ لَيْسَ مِنْ أَدَبِنَا.

بعض اہل علم نے کہا ہے: نبی ﷺ کے فرمان: "ہم میں سے نہیں" کا معنی ہے: ہماری سنت میں سے نہیں، یا ہمارے ادب سے نہیں۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يُنْكِرُ هَذَا التَّفْسِيرَ لَيْسَ مِنَّا يَقُولُ لَيْسَ مِثْلَنَا.

علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس تفسیر کا انکار کرتے تھے وہ کہتے تھے: ہم میں سے نہیں، یعنی ہم جیسا نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) مشكاة المصابيح: ٤٩٧٠، التعليق الرغيب: ١٧٣/٣، ضعيف الجامع الصغير: ٤٩٣٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٣٢٩، صحيح ابن حبان: ٤٥٨

فوائد الحدیث: (۱) جو شخص بھی اپنے آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی سمجھتا ہے اور اپنی نسبت آپ ﷺ سے رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے سے چھوٹے پر نرمی، شفقت اور رحم کرے خواہ وہ عمر میں چھوٹا ہو یا منصب اور عہدے کے لحاظ سے۔ اور اپنے سے بڑے کی عزت کرے خواہ وہ عمر میں بڑا ہو یا علم و فضل میں، یا عہدے اور منصب کے لحاظ سے۔

(۲) یہ حکم دنیاداری اور عام معاملات میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کی بات آئے گی وہاں کسی چھوٹے کو شفقت اور نرمی کرتے ہوئے قرآن و حدیث کی مخالفت کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اور نہ ہی کسی بڑے کی بڑائی، کی وجہ سے اسے دین اسلام کا مذاق اڑانے کی اجازت ہے اگر وہ عزت کروانا چاہتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت و توقیر کرنا ہوگی۔

(۳) جو شخص ایسا نہیں کرتا اسے محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی کہلانے کا کوئی حق نہیں، وہ اپنے آپ کو جو مرضی کہلائے، بس اسے مسلمان نہیں کہلانا چاہیے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الْمُسْلِمِينَ

مسلمانوں سے رحمت و شفقت برتنا

1922: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

فرمایا: "جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں فرماتا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا عبدالرحمن بن عوف، ابو سعید، ابن عمر، ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخريج مشكلة الفقر: ١٠٨، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٩٧، الحميدي: ٨٠٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٠١٣ و ٧٣٧٦ صحیح مسلم: ٢٣١٩، مسند احمد: ١٩١٦٤ و ١٩١٨٩، صحیح ابن حبان: ٤٦٥ و ٤٦٧

فوائد الحدیث: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے تو اسے بھی چاہیے کہ وہ دوسروں کے ساتھ نرمی والا معاملہ کرے۔ اپنی طاقت و قوت، مال و دولت یا عہدے اور منصب کے گھمنڈ اور غرور میں دوسروں پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔

1923: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ كَتَبَ بِهِ إِلَيَّ مَنْصُورٌ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ سَمِعَ أَبَا عُثْمَانَ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ ((لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "صرف بد نصیب شخص ہی سے رحمت کو چھین / نکال لیا جاتا ہے۔"

قَالَ وَأَبُو عُثْمَانَ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يُعْرَفُ اسْمُهُ وَيُقَالُ هُوَ وَالِدُ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ الَّذِي رَوَى عَنْهُ أَبُو الزِّنَادِ وَقَدْ رَوَى أَبُو الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ حَدِيثٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو عثمان جس نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہم اس کا نام نہیں جانتے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ موسیٰ بن ابی عثمان کا والد ہے جس سے ابو الزناد نے روایت کیا ہے۔ اور ابو الزناد نے عن موسیٰ بن ابی عثمان عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کے علاوہ روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) مشكاة المصابيح: ٤٩٦٨، التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٩٤٢، مسند احمد: ٨٠٠١، صحیح ابن حبان: ٤٦٢

فوائد الحدیث: کسی بھی شخص کا سنگدل ہونا اس کی بد بختی کی علامت ہے اس لیے انسان کو ہمیشہ دوسروں کے لیے نرم دلی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

1924: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي قَابُوسَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الرحمان رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے، تم زمین

رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ ارْحَمُوا مَنْ فِي الأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللهُ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا، رحم، الرحمان کی شاخ ہے پس جس نے اسے ملایا اللہ اسے ملائے گا اور جس نے اسے قطع کیا اللہ اسے قطع کرے گا۔"
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٢٢
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٩٤١، مسند احمد : ٦٤٩٤
فوائد الحدیث: (۱) روئے زمین پر موجود ہر مخلوق سے انسان کو نرمی اور آسانی والا معاملہ کرنا چاہیے۔
(۲) رشتہ داروں سے خصوصی طور پر صلہ رحمی کرنی چاہیے اور قطع رحمی سے بچنا چاہیے۔
(مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۹۰۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّصِيحَةِ

نصیحت وخیر خواہی

1925: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کی نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے کی بیعت کی۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٧٩٠، الدارمي: ٢٥٤٣، ابن خزيمه: ٢٢٥٩
تخریج الحدیث: سنن النسائی: ٧/١٥٧ و ١٥٨، مسند احمد : ١٦٩٤٠، ٧٩٥٤
فوائد الحدیث: ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے خیر خواہی اور ہمدردی اس قدر ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے جیسے اسلام کے بنیادی ارکان کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی خیر خواہی کی بیعت بھی لیا کرتے تھے۔

1926: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الدِّينُ النَّصِيحَةُ)). ثَلَاثَ مِرَارٍ. قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! لِمَنْ قَالَ ((لِلهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَتَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَجَرِيرٍ وَحَكِيمٍ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دین خیر خواہی ہے۔" آپ ﷺ نے تین بار فرمایا، انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کس کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، مسلمانوں کے حکمرانوں اور عام مسلمان کے لیے۔"
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
اور اس باب میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر، تمیم داری، جریر، حکیم

بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ وَثَوْبَانَ. بن ابی یزید عن ابیہ اور ثوبان رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ارواء الغليل: ٢٦، غاية المرام: ٣٣٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٧، ١٤٠١، صحيح مسلم: ٥٦، سنن ابو داود: ٤٩٤٥، سنن النسائی: ١٥٢/٧، مسند احمد : ١٩١٩١، صحيح ابن حبان: ٤٥٤٥

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ صدق دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک سمجھا جائے کہ ذات کے لحاظ سے بھی وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور صفات کے لحاظ سے بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اپنے مقام و مرتبے اور عزت و توقیر اور ادب و احترام میں بھی یکتا ہے۔ ہر قسم کے نقص اور کمزوریوں سے پاک ہے۔ قولی، فعلی اور مالی عبادت صرف اس کے لیے ہی کی جائے اس میں کسی دوسرے کو شریک نہ کیا جائے۔

(۲) "کتاب، قرآن مجید" کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے، اس کی تلاوت کی جائے اور اس کے آوامر و نواہی پر ان کی روح کے مطابق عمل کیا جائے اور اس میں کسی قسم کی لفظی یا معنوی تحریف نہ کی جائے۔ اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ کسی بھی لحاظ سے اس سے بڑھ کر یا اس جیسی کوئی کتاب نہیں۔

(۳) "ائمہ مسلمین" کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ اگر تو وہ دین کے علماء آئمہ و محدثین ہیں تو ان کا عزت و احترام کیا جائے۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات اور حفاظت حدیث میں ان کی خدمات کا نہ صرف کہ اعتراف کیا جائے بلکہ ان کی جہود کی قبولیت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی جائے اور قرآن و حدیث پر عمل کرنے کے لیے ان سے راہنمائی لی جائے۔ اور اگر وہ آئمہ سیاست، حکمران ہیں تو شرعی حدود میں رہتے ہوئے ان کی اطاعت کی جائے، ان کے خلاف بغاوت نہ کی جائے بلکہ ان کی مملکت میں امن و استحکام کے لیے ان کے مدد و معاون بنا جائے۔

(۴) عام مسلمانوں سے خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے دینی و دنیاوی مفادات کا تحفظ کیا جائے، ان کے عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے انہیں تبلیغ کی جائے، ممکن حد تک ان کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جائے۔ اخروی کامیابی کے لیے ان کی مکمل راہنمائی کی جائے، دنیاوی معاملات میں بھی انہیں اچھے برے کی پہچان کروائی جائے اور انہیں نقصانات سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ خود بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور دوسروں کے ظلم و زیادتی سے بھی انہیں بچایا جائے۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي شَفَقَةِ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ

مسلمان کی دوسرے مسلمان پر شفقت

1927: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَخُونُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ التَّقْوَى هَا هُنَا بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْتَقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس سے خیانت کرتا ہے نہ اس سے کذب بیانی کرتا ہے اور نہ ہی اس کو بے یارو مددگار چھوڑتا ہے، مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کی عزت، اس کا مال اور اس کی جان، تقویٰ یہاں (دل میں) ہے، کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي أَيُّوبَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔
اس باب میں سیّدنا علی اور ابو ایوب رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ارواء الغليل: ٨/٩٩-١٠٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨٨٢، مسند احمد: ٧٧٢٧، صحيح مسلم: ٢٥٦٤، سنن ابن ماجه: ٣٩٣٣ و ٤٢١٣

فوائد الحدیث: (۱) مُسلمانوں کے آپس میں بھائی چارے کا تقاضا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جانی، مالی کسی بھی قسم کی خیانت نہ کرے، اسے حقیقی طور پر یا شغل میں بھی ذلیل و رسوا اور شرمندہ نہ کرے اور نہ ہی اس کی تکذیب کرے، یعنی اس کی عزت کے تحفّظ کا پورا پورا خیال رکھے۔ اگر ہر مُسلمان اپنے ان فرائض کو پہچان کر ان سنہری اصولوں پر عمل پیرا ہو جائے تو یہ دنیا جنّت نظیر بن جائے۔

(۲) ہر عمل کی اساس و بنیاد تقویٰ و پرہیز گاری ہے۔ لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ یہ کوئی ظاہر چیز نہیں کہ جسے دیکھ کر اندازہ لگایا جائے کہ اس میں تقویٰ ہے یا نہیں، اور ہے تو کتنی مقدار میں ہے۔ کیونکہ اس کی جگہ دل ہے اور دل کے معاملات صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

(۳) لہٰذا کسی بھی مُسلمان کے لیے لائق نہیں کہ وہ اپنی نمازوں، روزوں اور صدقہ و خیرات یا دیگر نیکیوں کی بنیاد پر اپنے کو برتر اور دوسرے مُسلمانوں کو حقیر سمجھے۔

1928: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا)).

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن دوسرے مومن کے لیے دیوار کی طرح ہے وہ ایک دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج مشكاة المصابيح: ١٠٤، ايمان ابن ابي شيبة: ٩٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٨١، صحيح مسلم: ٢٥٨٥، سنن النسائی: ٥/٧٩، مسند احمد: ١٩٦٢٥ و ١٩٦٦٧، صحيح ابن حبان: ٢٣١

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے مثال دے کر سمجھایا ہے کہ ایک مُسلمان کو دوسرے مُسلمان کے ساتھ کس طرح خیر خواہی کرنی ہے اور اس کے ساتھ کس قسم کا تعلق رکھنا ہے کہ جس طرح ایک عمارت / دیوار میں کئی ایک اینٹیں ہوتی ہیں لیکن وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اس کو تقویت دیتی ہیں تو ایک مضبوط عمارت کھڑی ہو جاتی ہے اس طرح مُسلمان کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر کے ان کو ہر طرح دینی و دنیاوی، عقائد، اعمال، نظریات اور اخلاق و کردار کے لحاظ سے مضبوط کرنا چاہیے تاکہ مُسلمان ایک طاقتور امت اور جماعت بن کر دنیا میں عزت و آبرو سے زندگی بسر کریں۔ مگر افسوس کہ آج ہم انتشار و افتراق کا شکار ہو کر جگہ جگہ ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

1929: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کے لیے آئینہ ہے، اگر وہ

هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ مِرْآةُ أَخِيهِ فَإِنْ رَأَى بِهِ أَذًى فَلْيُمِطْهُ عَنْهُ)).

اس میں کوئی برائی دیکھے تو اسے اس سے دور کر دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ ضَعَّفَهُ شُعْبَةُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی بن عبید اللہ کو ضعیف قرار دیا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٨٨٩، ضعيف الجامع الصغير: ١٣٧١، سخت ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: الادب المفرد: ٢٣٩ سنن ابو داود: ٤٩١٨

فوائد الحدیث: (۱) جس طرح آئینہ اپنے دیکھنے والے کے عیب کو کسی دوسرے کے سامنے عیاں نہیں کرتا اسی طرح مُسلمان کو بھی کسی دوسرے مُسلمان بھائی کے عیب کی شہرت نہیں کرنی چاہیے بلکہ باعزت طریقے سے خفیہ طور پر اپنے بھائی کو آگاہ کرنا چاہیے۔

(۲) جس شخص کی کسی غلطی یا کوتاہی پر اسے مطلع کیا جائے تو اسے نشاندہی کرنے والے شخص سے ناراض نہیں ہونا چاہیے بلکہ اپنی اس غلطی کی اصلاح کر لینی چاہیے، جیسے کوئی آدمی بھی آئینہ نہیں توڑتا بلکہ اپنے عیب کو دور کرتا ہے۔

(۳) آج کل سوشل میڈیا کا دور ہے پہلے لوگ کسی دوسرے کی خاک اڑا لیتے ہیں اور پھر ہمدرد اور خیر خواہ بن کر اصلاح کا درس دینا شروع کر دیتے ہیں خصوصاً کسی جماعت یا ادارے کے سربراہ کے متعلق کہ جس سے ذرا برابر بھی اختلاف ہو، اس کی خوب درگت بنائی جاتی ہے۔ یہ طریقہ بالکل غلط اور ناجائز ہے۔

(۴) جماعتوں یا اداروں کے ذمہ داران کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی جماعت اور ادارے میں احتساب کا کوئی ایسا نظام وضع کریں کہ جہاں لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہو سکیں یا وہ مطلوبہ شخصیت تک اپنا موقف پہنچا سکے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ

مُسلمانوں کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا

1930: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ فِي الدُّنْيَا يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ فِي الدُّنْيَا سَتَرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی مُسلمان سے دنیا کی کوئی تکلیف دور کی تو اللہ قیامت کے دن کی کوئی تکلیف اس سے دور فرما دے گا، جس نے دنیا میں کسی تنگ دست پر آسانی کی تو اللہ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے دنیا میں کسی مُسلمان کے گناہوں پر پردہ ڈالا تو اللہ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اللہ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ رَوَى أَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ.

ابوعوانہ اور کئی ایک نے اس حدیث کو اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں یہ ذکر نہیں کیا "مجھے یہ حدیث ابو صالح سے بیان کی گئی ہے"۔

حکم الحدیث: (صحيح) ابن ماجه: ١٢٢٥

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ١١٢٤٤، سنن الدارقطنی: ٢٢٢/٤، سنن كبرىٰ للبيهقی: ١٠٩/٦

فوائد الحدیث: ہمارے ہاں ایک محاورہ ہے کہ "آدمی دودھ اپنی بھینس کا ہی پیتا ہے خواہ وہ سو میل دور ہو" یعنی اپنے گھر سے دور جا کر بھی اگر وہ کسی کی مہمان نوازی یا کسی بھی احسان مندی سے لُطف اندوز ہو رہا ہے تو یقیناً اس سے پہلے یہ اسی قسم کا سلوک اس شخص سے کر چکا ہے، یا پھر بعد میں اس کا بدلہ چکا دے گا۔ اسی طرح اگر کوئی مومن مُسلمان دوسرے مُسلمان سے اچھا سلوک کرتا ہے تو اللہ رب العزت اسی قسم کا فائدہ اسے آخرت میں پہنچائیں گے۔ مثلا:

۱۔ جو دنیا میں کسی دوسرے کی مُصیبت دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مصیبتوں کو دور فرما دے گا۔

۲۔ جو دنیا میں کسی کے لیے آسانیاں پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے لیے آسانیاں فرما دے گا۔

۳۔ جو دنیا میں کسی دوسرے کے عیب پر پردہ ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب کو لوگوں سے چھپا لے گا۔

۴۔ الغرض جو بندہ کسی بھی معاملہ میں اپنے دوسرے مُسلمان بھائی کی مدد اور کام میں لگا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کے کام سنوارتا رہے گا۔

نوٹ: پردہ پوشی سے مراد وہ گناہ ہیں جو کسی شخص کے لیے بے عزتی کا باعث ہوتے ہیں جبکہ ان میں کسی دوسرے کا نقصان یا حق تلفی نہیں ہوتی۔

مثلاً کسی نے شراب وغیرہ پی لی تو اب جس کو معلوم ہے وہ اس جرم کو عام کرنے کی بجائے مجرم کی اصلاح کرتا ہے کہ اس کی عزت بچ جائے۔ اگر اس جرم کا تعلق لوگوں کے حقوق سے ہو جیسے چوری وغیرہ تو اس عیب کو نہیں چھپانا چاہیے بلکہ ہر ممکن فورم پر اس کو لے جایا جائے اور انصاف کے ساتھ گواہی اور شہادت دی جائے تاکہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔ ہاں، البتہ کسی نے ایسا جرم کیا لیکن اس کی تلافی کر دی اور متعلقہ شخص کو اس کا حق ادا کر دیا اور آئندہ سے وہ تائب ہو گیا تو اس کے جرم پر بھی پردہ ڈال دینا چاہیے۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّبِّ عَنْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ

مُسلمان شخص کی عزت کا دفاع کرنا

1931: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ

الْمُبَارَكِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ النَّهْشَلِيِّ عَنْ مَرْزُوقٍ أَبِي بَكْرٍ التَّيْمِيِّ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

نے فرمایا: ”جس نے اپنے کسی (مُسلمان) بھائی کی عزت کا دفاع و بچاؤ کیا تو اللہ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) غاية المرام: ٤٣١

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٧٥٤٣، ٢٧٥٣٦

فوائد الحدیث: ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع اور حفاظت کرنی چاہیے یہ بہت بڑا اجر و ثواب والا عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جہنم کی آگ سے بچالیں گے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْهَجْرِ لِلْمُسْلِمِ

مُسلمان شخص سے ترکِ ملاقات کی ممانعت

1932: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ [ح] قَالَ وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هَذَا وَيَصُدُّ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)).

سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسی مُسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زائد ملاقات ترک (قطع تعلق) کر دے، وہ دونوں ملتے ہیں تو یہ بھی ملاقات نہیں کرتا اور یہ بھی ملاقات نہیں کرتا جبکہ ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَهِشَامِ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي هِنْدٍ الدَّارِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، انس، ابو ہریرہ، ہشام بن عمار اور ابو ہند داری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ارواء الغليل: ٢٠٢٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٠٧٧ و ٦٢٣٧، صحيح مسلم: ٢٥٦٠، سنن ابو داود: ٤٩١١، مسند احمد : ٢٣٥٢٨، صحيح ابن حبان: ٥٦٦٩

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے مُسلمانوں کی آپس میں ایک دوسرے کے لیے محبت و مودّت پیدا فرمائی ہے تبھی وہ ایک دوسرے کے جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن اگر کسی بھی مسلمان کو دوسرے مسلمان بھائی سے کوئی رنج، تکلیف اور دکھ پہنچے تو

پھر بھی اسے درگزر کر کے معاف کر دینا چاہیے لیکن اگر انسانی فطرت کے مطابق غصہ آ ہی گیا ہے تو تین دن سے زائد قطع تعلقی کرنا جائز نہیں۔

(۲) یہ حکم دنیاوی معاملات میں ہے اگر دین اسلام، توحید و رسالت کی وجہ سے ناراضگی ہے تو پھر تین کی کوئی قید نہیں۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۹۰۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُوَاسَاةِ الأَخِ

بھائی کی ہم دردی و غم گساری کرنا

1933: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ لَهُ هَلُمَّ أُقَاسِمْكَ مَالِي نِصْفَيْنِ وَلِي امْرَأَتَانِ فَأُطَلِّقُ إِحْدَاهُمَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا. فَقَالَ بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ. فَدَلُّوهُ عَلَى السُّوقِ فَمَا رَجَعَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا وَمَعَهُ شَيْءٌ مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ قَدِ اسْتَفْضَلَهُ فَرَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ ((مَهْيَمْ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرا دیا۔ تو انہوں (سعد رضی اللہ عنہ) نے انہیں کہا: آؤ میں اپنے مال کے دو حصے کرتا ہوں، ایک حصہ تمہارے لیے، میری دو بیویاں ہیں میں ان میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہوں جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو تم اس سے شادی کر لینا۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تمہارے اہل و مال میں برکت فرمائے، مجھے بازار کا راستہ بتا دو، انہوں نے انہیں بازار کا راستہ بتا دیا۔ جب وہ واپس آئے تو ان کے پاس کچھ پنیر اور گھی تھا وہ اسے نفع میں لائے تھے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان پر زرد رنگ کا نشان تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“

قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ. قَالَ ((فَمَا أَصْدَقْتَهَا)). قَالَ نَوَاةً. قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. فَقَالَ ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

انہوں نے عرض کیا: میں نے انصار کی ایک عورت سے شادی کر لی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اس حق مہر میں کیا دیا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا ایک گٹھلی، حمید نے کہا، یا فرمایا (وزن نواۃ) ”گٹھلی کے برابر سونا“۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ولیمہ کر خواہ ایک بکری ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَزْنُ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ وَزْنُ ثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ وَثُلُثٍ. وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَزْنُ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ وَزْنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ. سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ يَذْكُرُ عَنْهُمَا هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: گٹھلی برابر سونے کا وزن تین درہم اور تہائی درہم کے برابر ہے۔ اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پانچ درہم کے برابر کہا ہے۔ میں نے اسحق بن منصور کو سنا وہ یہ بات ان دونوں سے بیان کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) سنن ابن ماجه: ۱۹۰۷

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۰۴۹، صحیح مسلم: ۱۴۲۷، سنن ابو داود: ۲۱۰۹، سنن النسائی: ۱۱۹/۶-۱۲۰ و ۱۲۹ و ۱۳۶، وفی الکبری: ۸۳۲۲، مسند احمد: ۱۲۶۸۵ و ۱۲۹۷۶، صحیح ابن حبان: ۴۰۶۰

فوائد الحدیث: (۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپس میں جس محبّت و مودّت اور ایثار و قربانی کا عملی نمونہ پیش کیا ہے رہتی دنیا تک کائنات ان نفوس قدسیہ کی مثال پیش کرنے سے قاصر رہے گی۔ ایک طرف اگر انصار نے اپنا مال و دولت، مہاجرین پر نچھاور کیا ہے تو دوسری طرف بھی قناعت کا مظاہرہ کیا گیا ہے، کسی قسم کے لالچ و حرص کا شائبہ تک نہ تھا۔ ان کے اس ایثار و قربانی اور قناعت کے سبب اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا و آخرت کی عزت و بھلائی سے نوازا تھا۔ آج بھی اگر ہم چاہتے ہیں کہ وہ عظمت رفتہ دوبارہ لوٹ آئے تو پھر ہمیں آپس میں اسی طرح پیار و محبّت کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

(۲) جو شخص بھی لالچ نہیں کرتا، بلکہ قناعت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔ اور اپنی گزر اوقات کے لیے محنت مزدوری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے خیر و برکت سے نوازتے ہیں۔

(۳) اپنی طاقت اور بساط کے مطابق دولہا کو ولیمہ کرنا چاہیے۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيبَةِ

غیبت کی مذمت

1934: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا الْغِيبَةُ قَالَ ((ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ)). قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ قَالَ ((إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: غیبت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا اپنے بھائی کا ایسے ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہو۔“ اس نے عرض کیا: مجھے بتائیں کہ میں جو کہہ رہا ہوں اگر وہ اس میں موجود ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم جو کہہ رہے ہو اگر تو وہ فی الواقع ہے اس میں ہے تو تم نے اس کی غیبت کی ہے ورنہ تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو برزہ، ابن عمر اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) غایة المرام: ۴۲۶، نقد الکتانی: ۳۶، سلسلة الاحادیث الصحیحة: ۲۶۶۷

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۲۵۸۹، سنن ابو داود: ۴۸۷۴، سنن النسائی فی الکبری: ۱۱۵۱۸، مسند احمد: ۷۱۴۶، صحیح ابن حبان: ۵۷۵۸ و ۵۷۵۹

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی شخص کی تحقیر اور بے عزتی کرنے کے لیے اس کے کسی ایسے وصف یا عمل کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا اور شہرت دینا جسے وہ ناپسند کرتا ہو غیبت کہلاتا ہے۔ اور غیبت و چغلی کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ ..الایة (الحجرات: ۱۲)

''اے ایمان والو تم میں سے کوئی بھی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے، تم اس کو ناپسند کروگے''۔

اگر تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند نہیں کرتے تو پھر تمہیں کسی کی چغلی اور غیبت بھی نہیں کرنی چاہیے، کہ یہ مُردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ لیکن افسوس کہ آج یہ جرم بڑی مرغوبیت سے کیا جاتا ہے اور ہر طبقہ زندگی کے لوگوں نے اس کو بطور شغل اپنایا ہوا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۲) اگر کسی شریر آدمی کی برائی سے دوسرے لوگوں کو بچانا مقصود ہو تو پھر اس کی برائی سے دوسروں کو آگاہ کیا جاسکتا ہے، یہ غیبت نہیں ہے۔

(۳) کسی شخص کی طرف منسوب ایسی بات یا جرم کو بیان کرنا جو اس میں ہے ہی نہیں۔ تو یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ لہٰذا غیبت و چغلی کرنے اور الزام تراشی سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَسَدِ

حسد کی مذمت

1935: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قطع تعلقی کرو نہ بے رخی برتو، بغض رکھو نہ حسد کرو اور ہو جاؤ اللہ کے بندو! بھائی بھائی، کسی مُسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے (مُسلمان) بھائی سے تین دن سے زائد قطع تعلقی رکھے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو بکر صدیق، زبیر بن عوام، ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) ارواء الغلیل: ۹۳/۷

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٠٦٥ و ٦٠٦٧، صحیح مسلم: ٢٥٥٩، سنن ابو داود: ٤٩١٠، مسند احمد: ١٢٠٧٣، صحیح ابن حبان: ٥٦٦٠

فوائد الحدیث: (۱) قطع رحمی کرنا، دوسرے مُسلمان بھائی سے بے رخی اختیار کرنا، بغض و کینہ رکھنا اور ایک دوسرے سے حسد کرنا ایسے گناہ ہیں کہ جو انسان کی نیکیوں کو ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ دنیاوی زندگی میں بھی اس کے لیے نقصان دہ ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان تمام برائیوں سے منع فرمایا ہے تاکہ معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن جائے۔

(۲) آپس کے بھائی چارے میں بھی مذکورہ برائیاں ہی رکاوٹ ہیں لہٰذا ان سے بچ کر آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنا چاہیے۔

(۳) اگر ناراضگی کا باعث کوئی شرعی معاملہ نہ ہو تو پھر تین دن سے زائد اپنے مُسلمان بھائی سے قطع تعلقی جائز نہیں۔

1936: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صرف دو چیزوں میں حسد (رشک) کرنا جائز ہے: ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال عطا کیا وہ اس میں سے رات اور دن کے اوقات میں خرچ کرتا ہے، اور ایک وہ آدمی، اللہ نے اسے قرآن (کا علم) دیا وہ رات اور دن کے اوقات میں اس (کی تلاوت اور اس کے احکام بجالانے) کا اہتمام کرتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الروض النضیر: ۸۹۷

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۵۰۲۵ و ۷۵۲۹، صحیح مسلم: ۸۱۵، سنن النسائی فی الکبری: ۸۰۷۲، سنن ابن ماجه: ۴۲۰۹، مسند احمد: ۴۵۵۰، صحیح ابن حبان: ۱۲۵

فوائد الحدیث: (۱) کوئی شخص کسی دوسرے کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ خواہش کرے کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے اور مجھے حاصل ہو جائے یا مجھے نہ بھی ملے تو اس کے پاس نہیں رہنی چاہیے یہ ”حسد“ کہلاتا ہے اور یہ بہت بڑا جرم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب (ابو داؤد ص ۲/۳۲۴ کتاب الادب، باب الحسد) ”اپنے آپ کو حسد کرنے سے بچاؤ، بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے“۔ یعنی جلا کر ختم کر دیتی ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا ولا یجتمعان فی قلب عبد الایمان والحسد۔ (نسائی ص ۲/۴۸ کتاب الجہاد) ”کسی شخص کے دل میں حسد اور ایمان جمع نہیں ہو سکتے“۔

اگر ایمان ہو گا تو حسد نہیں ہو گا، اگر حسد ہو گا تو ایمان نہیں رہے گا۔ اس لیے ہمیں کسی دوسرے کے پاس نعمت دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے اس کے دوام کی دعا کرنی چاہیے اور اپنے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے تاکہ ہم حسد کا شکار ہو کر اپنی نیکیوں کو ضائع نہ کر بیٹھیں۔

(۲) زیر نظر حدیث میں حسد اپنے حقیقی معنی میں نہیں بلکہ ”غبطة“ کے معنی میں ہے جس کا مطلب ہے کہ آدمی دوسروں پر ”رشک“ کرتا ہے کہ اگر میرے پاس بھی یہ نعمت ہو تو میں بھی اس کے ذریعے دین کی خدمت کروں یا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لوں۔ تو یہ ”رشک“ کرنا جائز ہے۔

(۳) قرآن مجید میں ”رشک“ یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے حافظ قرآن یا عالم دین کی طرح قرآن مجید کی تلاوت، اس کی تعلیم و تدریس، وعظ و تبلیغ اور ترجمہ و تفسیر کے ذریعے اس کی خدمت کرنے کی خواہش کرے۔

(۴) مال و دولت میں ”رشک“ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی دولت سے نوازے تو میں مساجد و مدارس، فقراء و مساکین اور جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کروں۔ ان صورتوں میں نیکی اور تقرب الی اللہ کا جذبہ ہو، شہرت و ریاکاری یا دنیا کا کوئی مفاد مقصود نہ ہو۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّبَاغُضِ

باہم بغض رکھنے کی ممانعت

1937: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی اس کی پوجا کریں لیکن ان کے درمیان شر انگیزی پیدا کرتا رہے گا۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس، سلیمان بن عمرو بن احوص عن ابیہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَأَبُو سُفْيَانَ اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ.

اور ابو سفیان کا نام طلحہ بن نافع ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٦٠٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٨١٢، مسند احمد : ١٤٣٦٦، صحيح ابن حبان: ٥٩٤١

فوائد الحدیث: (۱) جو شخص نماز کو اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا کیونکہ نماز کے کلمات اسے عقیدہ توحید سکھاتے اور شرک سے نفرت دلاتے ہیں، اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کے باوجود شرک کرتا ہے تو اس کو اپنی نماز کی فکر کرنی چاہیے۔ یہ تو اتنا یقینی عمل ہے کہ شیطان بھی اپنی پوری کوشش کے باوجود مایوس ہو گیا ہے کہ نمازی آدمی شرک نہیں کرے گا۔

(۲) البتہ مسلمانوں کا آپس میں بغض و عناد رکھنا، شیطان کا پسندیدہ گناہ ہے اس لیے اس کی کوشش ہے کہ نمازی مسلمانوں کو آپس میں ہی لڑائی جھگڑوں میں الجھا دیا جائے تاکہ وہ بغض اور کینے کے مرتکب ہو کر اپنی نیکیوں کو ضائع کر لیں۔ اس لیے ہمیں اپنی نمازوں کی اصلاح کرتے ہوئے انہیں سنت رسول ﷺ کے مطابق ادا کرنا چاہیے اور آپس میں ناراضگی سے بچنا چاہیے۔ (اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں)

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ

صلح کرانا

1938: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [ح] قَالَ وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُو أَحْمَدَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا

سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صرف تین امور میں جھوٹ بولنا جائز ہے: آدمی اپنی اہلیہ کو خوش کرنے کے لیے جو اس کے ساتھ گپ شپ کرتا ہے، لڑائی میں جھوٹ بولنا، اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا۔“

وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ)).
وَقَالَ مَحْمُودٌ فِي حَدِيثِهِ ((لَا يَصْلُحُ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَسْمَاءَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ خُثَيْمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، ہم اسے اسماء کی روایت کے حوالے سے صرف ابن خثیم کی روایت سے جانتے ہیں۔

وَرَوَى دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ.
وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ.

داؤد بن ابی ہند نے اس حدیث کو شہر بن حوشب کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن اسماء کا ذکر نہیں کیا۔ محمد بن علاء ابو کریب نے یہ حدیث ہم کو حدثنا ابن ابی زائدۃ عن داؤد بن ابی ہند کی سند سے بیان کی ہے۔
اس باب میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح دُوْنَ قَوْلِهِ: ((لِيَرْضِيَهَا)) "اہلیہ کو خوش کرنے کے لیے" کے الفاظ کے علاوہ باقی حدیث صحیح ہے۔ الصحيحة: ٥٤٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٦٩٢، صحيح مسلم: ٢٦٠٥، سنن ابو داود: ٤٩٢٠ و ٤٩٢١، سنن النسائی فی الکبری: ٩١٢٣، مسند احمد: ٢٧٢٧١، صحيح ابن حبان: ٥٧٣٣

فوائد الحدیث: (۱) دو ناراض مسلمان بھائیوں یا خاندانوں میں اگر کوئی ناراضگی ہو تو ان کی صلح کروانا بہت بڑی نیکی والا عمل ہے۔ حتیٰ کہ اگر صلح کی خاطر کچھ غلط بیانی سے بھی کام لینا پڑے تو اس کی بھی رخصت ہے حالانکہ عام حالات میں جھوٹ بولنا کسی مسلمان کے شایان شان ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستوجب ہے۔ مثلاً، صلح کروانے والا ایک فریق کو دوسرے فریق کے متعلق بتاتا ہے کہ وہ آپ کی تعریف کرتا ہے۔ آپ کے متعلق کسی قسم کے غلط مقاصد نہیں رکھتا، بس آپ کو اس کے متعلق غلط فہمی ہو گئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ یا ایک فریق کی سخت اور ترش کی ہوئی باتوں کو چھپا جاتا ہے دوسرے فریق کو نہیں بتاتا تو اس قسم کا جھوٹ بولنا صلح کروانے کی خاطر جائز ہے۔
(۲) گھر میں امن و سکون اور بیوی کی محبت و چاہت کو برقرار رکھنے کے لیے بھی خلاف واقعہ بات کی جا سکتی ہے۔ لیکن یاد رکھیے کہ اس کی آڑ میں بیوی سے دھوکہ، فراڈ اور خیانت کی کوئی صورت نہ ہو۔
(۳) حالت جنگ میں بھی اپنے ساتھی مجاہدین کا حوصلہ بڑھانے اور دشمنوں کو خوف زدہ کرنے کے لیے کوئی جھوٹی بڑھک ماری جا سکتی ہے یا افواہ پھیلائی جا سکتی ہے۔

1939: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ خَيْرًا أَوْ نَمَى خَيْرًا)).

سیّدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "لوگوں کے درمیان صلح کرانے والا جھوٹا نہیں وہ اچھی بات کرتا ہے یا خیر کی بات آگے پہنچاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ١١٩٦، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٥٤٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٧٢٧٨، ٢٧٢٧٢، ٢٧٢٧٥، صحيح مسلم: ٢٦٠٥، سنن النسائی فی الکبری: ٩١٢٤، ٩١٢٣، سنن ابو داود: ٤٩٢١، سنن النسائی: ٩١٢٤

فوائد الحدیث: صلح کروانے کے لیے فریقین سے ایک دوسرے کے متعلق خلاف واقعہ اچھی باتیں منسوب کرنا جھوٹ نہیں ہے۔ لیکن اس موقعہ پر کسی بھی فریق کی حق تلفی نہیں ہونی چاہیے۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِيَانَةِ وَالْغِشِّ

خیانت وچوری کی مذمت

1940: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ لُؤْلُؤَةَ عَنْ أَبِي صِرْمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللهُ بِهِ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللهُ عَلَيْهِ)).

سیّدنا ابو صرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی کو نقصان پہنچاتا ہے اللہ اس کے بدلے میں اسے نقصان پہنچاتا ہے، اور جو کسی کو مشقت میں ڈالتا ہے، اللہ اسے مشقت میں ڈال دیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ.

اس باب میں سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) ارواء الغليل: ٨٩٦ بعض نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٦٣٥، سنن ابن ماجه: ٢٣٤٢، مسند احمد: ١٥٧٥٥

1941: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا فَرْقَدٌ السَّبَخِيُّ عَنْ مُرَّةَ بْنِ شَرَاحِيلَ الْهَمْدَانِيِّ وَهُوَ الطَّيِّبُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهِ)).

سیّدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی مومن کو نقصان پہنچاتا ہے یا اس کے ساتھ مکر و فریب کرتا ہے تو وہ ملعون ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں فرقد راوی ضعیف ہے۔ سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٩٠٣، ضعيف الجامع الصغير: ٢٥٧٥

تخریج الحدیث: ابن ابی حاتم فی العلل: ٢٣٦٧، الكامل لابن عدی: ٢٠٥٣/٦، حلية الاولياء: ٤٩/٣ و ١٦٤/٤، مسند ابو يعلى: ٩٦، معجم الاوسط للطبرانی: ٩٣٠٨

فوائد الحدیث: کسی بھی مسلمان کو جانی، مالی اور عزت کا نقصان نہیں پہنچانا چاہیے، اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی قسم کا دھوکہ کرنا چاہیے کہ اس جرم کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور اور لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ نیز کسی بھی مسلمان بھائی کو ناجائز طور پر ذہنی و جسمانی مشقت اور پریشانی میں بھی مبتلا نہیں کرنا چاہیے ورنہ وہ خود اس مصیبت کا شکار ہو جائے گا۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْجِوَارِ

پڑوسی کے حقوق

1942: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبریل علیہ السلام مجھے ہم سائے کے متعلق ہمیشہ وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ وہ اسے وارث قرار دے دیں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٨/٥٤٥، البخاري في الادب المفرد: ١٠١، ارواء الغليل: ٨٩١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٠١٤، صحیح مسلم: ٢٦٢٤، سنن ابو داود: ٥١٥١، سنن ابن ماجه: ٣٦٧٣، مسند احمد : ٢٤٢٦٠ و ٢٦٠١٣

1943: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ شَابُورَ وَبَشِيرٍ أَبِي إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو ذُبِحَتْ لَهُ شَاةٌ فِي أَهْلِهِ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ أَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُودِيِّ أَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُودِيِّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ)).

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو کے لیے ایک بکری ذبح کی گئی جب وہ آئے تو انہوں نے کہا: کیا تم نے ہمارے ہم سائے یہودی کو ہدیہ بھیجا ہے؟ کیا تم نے ہمارے ہم سائے یہودی کو ہدیہ بھیجا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جبریل علیہ السلام مجھے ہم سائے کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وارث قرار دے دیں گے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَالْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي شُرَيْحٍ وَأَبِي أُمَامَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، ابن عباس، ابوہریرہ، انس، مقداد بن اسود، عقبہ بن عامر، ابو شریح اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْضًا.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ یہ حدیث مجاہد عن عائشہ و ابی ہریرہ کی سند سے بھی نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ارواء الغليل: ٨٩١، اخرجه الحميدي: ٥٩٣، ابن ابي شيبة: ٨/٣٥٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥١٥٢، مسند احمد : ٦٤٩٦

فوائد الحدیث: اسلام میں پڑوسی کے حقوق کو بڑی اہمیت دی گئی ہے کہ جبریل علیہ السلام خصوصی طور پر اس کی تلقین کرتے تھے۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور ہماری وجہ سے ہمارے کسی پڑوسی اور ہمسائے کو تکلیف نہ ہو۔ خواہ وہ پڑوسی گھر کا ہو یا محلے کا، یا دکان اور مارکیٹ کا، یا عارضی طور پر سفر میں کچھ وقت کے لیے وہ پڑوسی بنا ہو، کسی کو بھی

تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے۔

1944: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَيْرُ الأَصْحَابِ عِنْدَ اللهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ وَخَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں بہترین اصحاب وہ ہیں جو ان میں سے اپنے صاحب / ساتھی کے لیے بہتر ہے، اور اللہ کے ہاں بہترین ہم سائے وہ ہیں جو ان میں سے اپنے ہم سائے کے لیے بہتر ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ.

اور ابو عبدالرحمن حبلی کا نام عبداللہ بن یزید ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج مشكاة المصابيح: ٤٩٨٧، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٠٣٠

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٦٥٦٦، صحيح ابن حبان: ٥١٨ و ٥١٩

فوائد الحدیث: کسی شخص کی اچھائی اور برائی کا معیار دنیا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین وہ شخص ہے جو اپنے دوست، احباب اور ساتھیوں کے لیے اچھا اور بہترین ہو۔ اور دوست احباب میں سب سے زیادہ تعلق اور واسطہ اپنے پڑوسیوں سے ہوتا ہے لہٰذا وہی شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہترین ہے جس کا رویہ اور سلوک اپنے ہمسائیوں سے اچھا ہے۔

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِحْسَانِ إِلَى الْخَدَمِ

خادم / ملازم کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

1945: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ فِتْيَةً تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِهِ وَلْيُلْبِسْهُ مِنْ لِبَاسِهِ وَلَا يُكَلِّفُهُ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ)).

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(خادم) تمہارے بھائی ہیں اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے، پس جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو وہ اپنے کھانے میں سے اسے کھلائے، اپنے لباس میں سے اسے پہنائے، اور اس کے ذمے ایسا کام نہ لگائے جو اسے مغلوب کر دے، اور اگر وہ اس کے ذمے ایسا کام لگا دے جو اسے مغلوب کر دے تو پھر وہ اس کی مدد کرے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، ام سلمہ، ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١٨٩، صحيح ترمذي للالباني: ١٥٨٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٠ و ٦٠٥٠، صحيح مسلم: ١٦٦١، سنن ابو داود: ٥١٥٧ و ٥١٥٨، سنن ابن ماجه: ٣٦٩٠، مسند احمد : ٢١٤٠٩

1946: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيَى عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ عَنْ مُرَّةَ الطَّيِّبِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ)).

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رعایا کے ساتھ بدسلوکی کرنے والا جنّت میں نہیں جائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

وَقَدْ تَكَلَّمَ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ فِي فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

ابوایوب سختیانی اور کئی ایک نے فرقد سبخی پر اس کے حافظے کے حوالے سے جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ترمذي: ٣٣٠، ضعيف ابن ماجه: ٨٠٦، ضعيف الجامع: ٦٣٤٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٦٩١، مسند احمد: ١٣ و ٣١ و ٣٢

فوائد الحدیث: (۱) اپنے غلاموں یا ملازموں کی بنیادی ضرورت کو پورا کرنا ان کے مالکوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق انہیں اچھی سہولیات مہیا کریں۔ حتیٰ کہ ان کے کھانے پینے اور لباس میں بھی عمدگی کا خیال رکھا جائے۔

(۲) اپنے ملازموں کو ان کی طاقت سے بڑھ کر کوئی ذمہ داری نہیں دینی چاہیے اور اگر ان کے ذمہ کوئی ایسا کام لگا دیا گیا ہے تو مالک کو چاہیے کہ اس کا ہاتھ بٹائے تاکہ وہ آسانی کے ساتھ وہ کام نمٹا سکے۔

(۳) مزدوروں کو بھی چاہیے کہ وہ ہڈ حرامی نہ کریں کہ جھوٹ موٹ کے حیلوں بہانوں سے کام چور ہو جائیں بلکہ اسے پوری دیانت داری اور جانفشانی سے وہ کام سرانجام دینا چاہیے۔

(۴) اپنے ماتحتوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنا بہت بڑا جرم ہے، جس کی پاداش میں آدمی جنّت سے بھی محروم ہو سکتا ہے۔

30- بَابُ النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْخَدَمِ وَشَتْمِهِمْ

خدام کی مار پٹائی کرنے اور انہیں گالی دینے کی ممانعت

1947: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ نَبِيُّ التَّوْبَةِ ((مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بَرِيئًا مِمَّا قَالَ لَهُ أَقَامَ عَلَيْهِ الْحَدَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ابو القاسم نبی التوبہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے مملوک پر بہتان باندھا جس سے کہ وہ بری ہے تو اللہ قیامت کے دن اس پر حد قائم کرے گا اِلّا یہ کہ وہ ویسے ہی ہو جیسے کہ اس نے (اس کے متعلق) کہا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَابْنُ أَبِي نُعْمٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ الْبَجَلِيُّ يُكْنَى أَبَا الْحَكَمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن ابی نعم یہ عبد الرحمن بن ابی نعم البجلی ہیں ابو الحکم ان کی کنیت ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا سوید بن مقرن اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم

سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ١١٤٦، اخرجه البيهقي: ٨/ ١٠، البغوي: ٢٤١٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٨٥٨، صحیح مسلم: ١٦٦٠، سنن ابو داود: ٥١٦٥، سنن النسائی فی الکبری: ٧٣٥٢، مسند احمد : ٩٥٦٧

فوائد الحدیث: (۱) کسی پر تہمت لگانا اور الزام تراشی کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ دنیا میں اس کی سزا اسّی (۸۰) کوڑے ہیں۔ لہٰذا کسی بھی شخص کے متعلق کوئی بات کرنے سے پہلے خوب جانچ پڑتال اور تحقیق کرنی چاہیے۔

(۲) اگر کوئی مالک اپنے غلام پر تہمت لگاتا ہے اور اس کا گناہ بھی ثابت نہیں کر سکا تو دنیا میں چونکہ اس پر حد قائم نہیں کی گئی اس لیے قیامت کے دن اس پر حد لگائی جائے گی۔ لہٰذا اپنے ماتحتوں کے متعلق الزام تراشی کرنے سے بھی انسان کو بچنا چاہیے۔

1948: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ أَضْرِبُ مَمْلُوكًا لِي فَسَمِعْتُ قَائِلاً مِنْ خَلْفِي يَقُولُ ((اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ)). فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((للهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ)). قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ فَمَا ضَرَبْتُ مَمْلُوكًا لِي بَعْدَ ذَلِكَ.

سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں اپنے مملوک کی پٹائی کر رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے کسی کہنے والے کو سنا: ابو مسعود! جان لو، ابو مسعود! جان لو، میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم کو اس پر جتنی قدرت حاصل ہے اللہ اس سے بہت زیادہ تم پر قادر ہے۔“ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس کے بعد اپنے کسی مملوک کی پٹائی نہیں کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَإِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ هُوَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ شَرِيكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابراہیم تیمی یہ ابراہیم بن یزید بن شریک ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١٧١، البيهقي: ٨/ ١٠، البغوي: ٢٤١٠

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٦٥٩، سنن ابو داود: ٥١٥٩ و ٥١٦٠، مسند احمد : ١٧٠٨٧ و ٢٢٣٥٤

فوائد الحدیث: آج جو افسران بالا اپنے ماتحتوں، اور مالک اپنے مزدوروں اور ملازموں کو جو گالیاں دیتے اور بات بات پر ان کی بے عزتی کرتے بلکہ بعض اوقات مار پیٹ بھی کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور اس حدیث کو بار بار پڑھنا چاہیے۔

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَفْوِ عَنِ الْخَادِمِ

خادم سے درگزر کرنا

1949: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عَبَّاسٍ الْحَجَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَمْ أَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ فَصَمَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَمْ أَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ فَقَالَ ((كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں کس قدر خادم سے درگزر کروں؟ نبی ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، اس نے پھر عرض کیا، اللہ کے رسول! میں کس قدر خادم سے درگزر کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر روز ستر بار۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ نَحْوًا مِنْ هَذَا. وَالْعَبَّاسُ هُوَ ابْنُ جُلَيْدٍ الْحَجَرِيُّ الْمِصْرِيُّ.
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهْبٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور اس کو عبداللہ بن وہب نے ابوہانی خولانی سے تقریباً اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور عباس، یہ ابن جلید حجری مصری ہیں۔
ہم کو قتیبہ نے حدثنا عبداللہ بن وہب عن ابی ہانی الخولانی کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور بعض نے اس حدیث کو عبداللہ بن وہب سے اس اسناد سے روایت کیا ہے اور انہوں نے کہا: عن عبداللہ بن عمرو۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٤٨٨، اخرجه ابو يعلى: ٥٧٦٠، المزي في تهذيب الكمال: ٢٠٦/١٤
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥١٦٤، مسند احمد: ٥٦٣٥ و ٥٨٩٩
فوائد الحدیث: خادم اور ملازم بھی انسان ہیں ان سے بھی کوئی غلطی اور کوتاہی ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس سے درگزر کی جائے اور اگر انسان سمجھتا ہے کہ وہ جان بوجھ کر نہیں کر رہا تو تو اسے بار بار معاف کیا جائے۔

32- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَدَبِ الْخَادِمِ

خادم کی تربیت

1950: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ فَذَكَرَ اللهَ فَارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کی پٹائی کرے پس وہ اللہ کو یاد کرے، تو اپنے ہاتھ (پٹائی کرنے سے) اٹھالو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو هَارُونَ الْعَبْدِيُّ اسْمُهُ عُمَارَةُ بْنُ جُوَيْنٍ. قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الْعَطَّارُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ضَعَّفَ شُعْبَةُ أَبَا هَارُونَ الْعَبْدِيَّ. قَالَ يَحْيَى وَمَا زَالَ ابْنُ عَوْنٍ يَرْوِي عَنْ أَبِي هَارُونَ حَتَّى مَاتَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہارون عبدی کا نام عمارہ بن جوین ہے۔ ابو بکر عطار کہتے ہیں علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یحیی بن سعید نے بیان کیا کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہارون عبدی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ یحییٰ نے بیان کیا کہ ابن عون ابو ہارون سے روایت کرتے رہے حتیٰ کہ وہ وفات پا گئے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الجامع االصغير: ٥٧٢، ضعيف ترمذي: ٣٣١، سلسلة الاحاديث الضعيفه: ١٤٤١
تخریج الحدیث: مسند عبد بن حميد: ٩٤٨و ٩٥٣، الكامل لابن عدى: ١٧٣٣/٥، شرح السنة: ٢٤١٣
فوائد الحدیث: اگر خادم یا غلام کی تربیت کے لیے مالک اس کو مار رہا ہے اور غلام نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے دیا تو مالک کو چاہیے کہ اسے مارنا چھوڑ دے۔

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَدَبِ الْوَلَدِ

اولاد کی تربیت

1951: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى عَنْ نَاصِحٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لِأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ)).

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا اپنی اولاد کی تربیت کرنا ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلو) صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَنَاصِحٌ هُوَ ابْنُ الْعَلَاءِ كُوفِيٌّ لَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِالْقَوِيِّ وَلَا يُعْرَفُ هَذَا الْحَدِيثُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَنَاصِحٌ شَيْخٌ آخَرُ بَصْرِيٌّ يَرْوِي عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ وَغَيْرِهِ هُوَ أَثْبَتُ مِنْ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ناصح بن علاء کوفی محدثین کے ہاں قوی نہیں اور یہ حدیث اسی طریق سے معروف ہے۔ جبکہ ناصح بصری ایک دوسرے شیخ ہیں اور وہ عمار بن ابی عمار وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ اس سے اثبت ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ناصح راوی ضعیف ہے۔ سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٨٨٧، ضعيف الجامع الصغير: ٤٦٤٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٩٠٠ و ٢٠٩٧٠

1952: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ أَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ)).

ایوب بن موسیٰ نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''والد کا اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنا ان کے لیے بہترین عطیہ ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَامِرِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازِ وَهُوَ عَامِرُ بْنُ صَالِحِ بْنِ رُسْتُمَ الْخَزَّازُ وَأَيُّوبُ بْنُ مُوسَى هُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ. وَهَذَا عِنْدِي حَدِيثٌ مُرْسَلٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف عامر بن ابی عامر الخزاز کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اور وہ عامر بن صالح بن رستم الخزاز ہیں۔ اور ایوب بن موسیٰ: یہ ابن عمرو بن سعید بن العاص ہیں۔ یہ حدیث میرے نزدیک مرسل ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١١٢١، نقد الكتاني: ٢٠، ضعيف الجامع الصغير: ٥٢٢٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١/١٥٤٠٣ و ١٦٧١٠

فوائد الحدیث: انسان اپنی آخرت کو سنوارنے کے لیے مختلف قسم کی نیکیاں کرتا ہے۔ تو اس کی نیکیوں میں سے بہترین نیکی یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت صحیح کرے، ان کے عقائد، اعمال اور اخلاق کو سنوارے تاکہ زندگی میں بھی وہ اس کے لیے بہتری کا باعث اور مرنے کے بعد بھی وہ صدقہ جاریہ بنیں۔ نیز کوئی باپ اس سے بہتر کوئی تحفہ اپنی اولاد کو نہیں دے سکتا کہ وہ ان کی تربیت صحیح خطوط پر کر دے۔

34- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبُولِ الْهَدِيَّةِ وَالْمُكَافَأَةِ عَلَيْهَا

ہدیہ قبول کرنا اور اس کے بدلے میں ہدیہ پیش کرنا

1953: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہدیہ قبول کیا کرتے تھے اور اس کے بدلے میں خود بھی ہدیہ دیا کرتے تھے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ، انس، ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے اس طریق سے۔ ہم اسے صرف عیسیٰ بن یونس عن ہشام کی حدیث سے ہی مرفوع جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) ارواء الغليل: ١٦٠٣، شمائل ترمذي: ٣٥٧، البغوي: ١٦١٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٥٨٥، سنن ابو داود: ٣٠٣٦، مسند احمد: ٢٤٥٩١

فوائد الحدیث: (۱) آپس میں تحائف کا تبادلہ باہمی محبّت والفت کا باعث ہے۔ اس لیے اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(۲) اگر برابر کی حَیثیّت کا کوئی آدمی تحفہ دے تو اس کو بدلے میں اس سے بہتر یا کم از کم اس جیسا تحفہ دینا چاہیے۔

(۳) اگر اپنے سے بڑی حَیثیّت کا کوئی آدمی تحفہ دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ اس کے شایان شان تحفہ واپس نہیں لوٹا سکتا، تو اس کو اس کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے اور اس کے حق میں خیر و برکت کی دعا بھی کرنی چاہیے۔

(۴) اگر اپنے سے کم حَیثیّت کا آدمی تحفہ دے رہا ہے تو اس کے تحفے کو حقیر سمجھ کر ٹھکرانا نہیں چاہیے بلکہ خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہیے تاکہ اس کی دل آزاری نہ ہو۔ اور جواب میں اسے بھی تحفہ دینا چاہیے کہ اس پر گراں بار نہ ہو۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّكْرِ لِمَنْ أَحْسَنَ إِلَيْكَ

محسن کی شکر گزاری

1954: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ لَا يَشْكُرِ النَّاسَ لَا يَشْكُرِ اللّٰهَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں بنتا۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج مشکاة المصابیح: ٣٠٢٥، سلسلة الاحادیث الصحیحة: ٤١٧، التعلیق الرغیب: ٢/٥٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨١١، مسند احمد: ٧٥٠٤، صحیح ابن حبان: ٤٣٠٧

1955: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى [ح] وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہ کیا۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ.

اور اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ، اشعث بن قیس اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح بما قبله) تخریج مشکاة المصابیح: ٣٠٢٥، سلسلة الاحادیث الصحیحة: ٤١٧، التعلیق الرغیب: ٢/٥٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٢٨٠

فوائد الحدیث: انسان کو اپنے محسن انسانوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے اور اپنے محسن حقیقی اللہ خالق و مالک کا بھی شکر گزار ہونا چاہیے۔ اگر کوئی شخص عام انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا تو اس کو اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے کی بھی توفیق نہیں ملتی اور وہ ناشکرا اور احسان فراموش ہی رہتا ہے۔

36- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَنَائِعِ الْمَعْرُوفِ

نیکی کے کام

1956: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُرَشِيُّ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ)).

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے مسکرا دینا صدقہ ہے، تمہارا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، تمہارا راستے سے بھٹکے ہوئے شخص کی راہنمائی کر دینا صدقہ ہے، نابینا شخص کو تمہارا راہ دکھا دینا صدقہ ہے، تمہارا راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی ہٹا دینا صدقہ ہے۔ تمہارا اپنے ڈول سے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَحُذَيْفَةَ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، جابر، حذیفہ، عائشہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت

ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو زُمَيْلٍ اسْمُهُ سِمَاكُ بْنُ الْوَلِيدِ الْحَنَفِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابو زمیل کا نام سماک بن ولید حنفی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٥٧٢

تخريج الحديث: صحيح ابن حبان: ٤٧٤ و ٣٣٧٧، ٥٢٩ مسند احمد: ٢١٣٦٣ و ٢١٤٧٣ و ٢١٤٨٤، صحيح مسلم: ١٠٠٦، سنن النسائي في الكبرى: ٩٠٢٧

فوائد الحدیث: بعض کام انسان کی نظر میں معمولی ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا بڑا اجر و ثواب ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث الباب میں بیان کردہ امور ہیں کہ ان پر آدمی کا کوئی سرمایہ خرچ نہیں ہوا اور نہ ہی زیادہ مشقت برداشت کرنا پڑی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں صدقہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ہر وہ کام جس سے کسی بھی دوسرے مسلمان بھائی کا فائدہ یا اس سے ہمدردی کا اظہار ہو وہ نیکی ہے اسے حقیر اور معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِنْحَةِ

دودھ والا جانور بطور عطیہ دینا

1957: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْسَجَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ لَبَنٍ أَوْ وَرِقٍ أَوْ هَدَى زُقَاقًا كَانَ لَهُ مِثْلُ عِتْقِ رَقَبَةٍ)).

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے دودھ دینے والا جانور یا چاندی (درہم) کا عطیہ (بطور قرض) دیا یا راستے کی راہنمائی کر دی تو اس کے لیے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رَوَى مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ وَشُعْبَةُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابو اسحٰق عن طلحہ بن مصرف کی روایت سے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور منصور بن معتمر اور شعبہ نے یہ حدیث طلحہ بن مصرف سے روایت کی ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ.

اس باب میں سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ وَرِقٍ)). إِنَّمَا يَعْنِي بِهِ قَرْضَ الدَّرَاهِمِ قَوْلُهُ ((أَوْ هَدَى زُقَاقًا)). يَعْنِي: بِهِ هِدَايَةَ الطَّرِيقِ.

اور آپ ﷺ کے اس فرمان (من منح منیحة ورق) کا معنی ہے ”اس نے درہم بطور قرض دیے“۔ اور آپ ﷺ کا فرمان (اوھدی زقاقا) کا مطلب ہے ”راستہ دکھانا“۔

حكم الحديث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٣٤ و ٢٤١، تخريج مشكاة المصابيح: ١٩١٧

تخريج الحديث: مسند احمد: ١٨٥١٦ و ١٨٦٦٥، صحيح ابن حبان: ٥٠٩٦

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی مُسلمان کی دوسرے مسلمان سے ہمدردی وخیر خواہی کی مختلف نوعیت اور صورتیں ہوتی ہیں ہر ایک کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہے۔ لیکن خیر خواہی کے کچھ کام ایسے بھی ہیں جو اجر کے اعلیٰ درجے پر ہیں کیونکہ جس قدر نیکی کرنے میں ایثار، قربانی اور خیر خواہی واخلاص زیادہ ہوگا اسی قدر اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔

(۲) آپ ذرا غور کریں کہ ایک شخص آٹھ یا دس ماہ جانور کو پالتا ہے اس کے اخراجات اٹھاتا اور اس کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ جب وہ دودھ دینے لگتا ہے تو یہ اپنے بچوں کے منہ سے چھڑوا کر کسی غریب مُسلمان کو بطور تحفہ دے دیتا ہے کہ تم اپنے بچوں کو اس کا دودھ پلاؤ، جب یہ دودھ دینا بند کر دے تو مجھے واپس کر دینا کس قدر قربانی ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ بھی ایک غلام آزاد کرنے کے برابر رکھا ہے۔

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمَاطَةِ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ

راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا

1958: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي طَرِيقٍ إِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک دفعہ ایک آدمی راستے میں چل رہا تھا کہ اس نے کانٹے دار شاخ دیکھی تو اس نے اسے راستے سے ہٹا دیا، اللہ نے اس کے اس عمل کی قدر فرمائی اور اسے بخش دیا۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي ذَرٍّ.

اس باب میں سیّدنا ابو برزہ، ابن عباس اور ابو ذر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٣٢٧، الحميدي: ١١٤٠، البخاري في الادب المفرد: ٢٢٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٥٢ و ٢٤٧٢، صحیح مسلم: ١٩١٤، و ص: ٢٠٢١ (١٢٧)، سنن ابو داود: ٥٢٤٥، سنن ابن ماجه: ٣٦٨٢، مسند احمد: ٨٤٩٨ و ١٠٨٩٦، صحیح ابن حبان: ٥٣٦

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس قدر مہربان ہے کہ بظاہر معمولی نیکی پر بھی بخشش کا پروانہ جاری کر دیتا ہے۔ اس لیے ہر شخص کو ہر وقت اپنے مُسلمان بھائی کی ہمدردی اور خیر خواہی والے کاموں میں لگے رہنا چاہیے۔

39- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَجَالِسَ أَمَانَةٌ

مجلس کی گفتگو امانت ہوتی ہے

1959: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ)).

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی بات کرے پھر وہ ادھر ادھر دیکھے تو (سمجھو کہ) وہ امانت ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور ہم اسے صرف ابن ابی ذئب کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٠٨٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨٦٨، مسند احمد : ١٤٤٧٤

فوائد الحدیث: اگر کسی کو کوئی بات بطور امانت بتائی جائے خواہ وہ مجلس میں ہو یا انفرادی اور اسے واضح کہہ دیا جائے یا اشارے کنائے سے باور کروایا جائے کہ یہ امانت ہے تو سننے والے کو اس کی حفاظت کرنی چاہیے اور لوگوں کے سامنے وہ راز افشاء نہیں کرنا چاہیے۔

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّخَاءِ

سخاوت کرنا

1960: حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ لَيْسَ لِي مِنْ شَيْءٍ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ أَفَأُعْطِي قَالَ ((نَعَمْ وَلَا تُوكِي فَيُوكَى عَلَيْكِ)). يَقُولُ لَا تُحْصِي فَيُحْصَى عَلَيْكِ.

سیّدنا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! زبیر (رضی اللہ عنہ) نے جو مجھے دیا ہے اس کے علاوہ میرے پاس کوئی چیز نہیں، کیا میں (ان کے مال میں سے) سخاوت کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں، مال کو روک کر نہ رکھ ورنہ تجھ سے بھی مال روک لیا جائے گا۔" فرماتے تھے کہ شمار نہ کر ورنہ تجھ پر بھی شمار کیا جائے گا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور اس باب میں سیّدہ عائشہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضى الله عنهما وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا عَنْ أَيُّوبَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.

اور بعض نے اس حدیث کو اس اسناد عن ابن ابی ملیکہ عن عباد بن عبداللہ بن زبیر عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے اور کئی ایک نے اسے ایوب کی سند سے بھی روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن عباد بن عبداللہ بن زبیر کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٤٩٠، اخرجه الحميدى: ٣٢٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٤٣٣ و ١٤٣٤ و ٢٥٩٠، صحیح مسلم: ١٠٢٩، سنن ابو داود: ١٦٩٩، سنن النسائی: ٧٤/٥، وفی الکبری: ٢٣٣٢، مسند احمد : ٢٦٩١٢ و ٢٦٩٨٨

1961: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللهِ قَرِيبٌ مِنَ الْجَنَّةِ قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ وَالْبَخِيلُ بَعِيدٌ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سخی اللہ کے قریب ہے، جنّت کے قریب ہے. لوگوں سے قریب ہے، جہنم سے دور ہے، جبکہ بخیل اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے اور لوگوں سے دور ہے۔ جہنم سے

مِنَ اللهِ بَعِيدٌ مِنَ الْجَنَّةِ بَعِيدٌ مِنَ النَّاسِ قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَابِدٍ بَخِيلٍ)).

قریب ہے۔ اللہ عزوجل کو جاہل سخی عابد بخیل سے زیادہ پسند ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ مُحَمَّدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف یحییٰ بن سعید عن الاعرج عن ابی ہریرہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَقَدْ خُولِفَ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ إِنَّمَا يُرْوَى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَائِشَةَ شَيْءٌ مُرْسَلٌ.

اور بے شک سعید بن محمد کی یہ حدیث روایت کرنے میں مخالفت کی گئی ہے یحییٰ بن سعید سے۔ بے شک یہ روایت کی گئی ہے عن یحییٰ بن سعید عن عائشہ کی سند سے کچھ (حصہ) مرسل۔

حکم الحدیث: (ضعيف جدًا) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٥٤، ضعيف الجامع الصغير: ٣٣٤١

تخریج الحدیث: العقيلي في الضعفاء: ١٧٧/٢، وابن حبان في روضة العقلاء ص ٢٣٥، وابن ابي حاتم في العلل: ٢٣٥٢، والكامل لابن عدي: ١٢٣٩/٣

فوائد الحدیث: (۱) صدقہ وخیرات کرنے سے اللہ تعالیٰ مال ودولت میں برکت فرماتے ہیں، جتنا آدمی خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ عطا فرماتے ہیں۔

(۲) جو شخص بغیر شمار کیے خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے بغیر حساب کے مال ودولت بھی دے گا اور اجر وثواب سے بھی نوازے گا۔

(۳) سخی آدمی کو اللہ تعالیٰ بھی پسند فرماتے ہیں اور لوگ بھی اس سے محبّت کرتے ہوئے اس کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ پھر وہ جنّت کے بھی قریب ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سخاوت کی برکت سے اسے جہنم سے دور کر دیتے ہیں۔ جبکہ بخیل اور کنجوس آدمی ان ساری نعمتوں سے محروم رہتا ہے۔

41- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُخْلِ

بخیل کی مذمت

1962: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ غَالِبٍ الْحَدَّانِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوءُ الْخُلُقِ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، دو خصلتیں کسی مومن میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں: بخل اور برا اخلاق۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَدَقَةَ بْنِ مُوسَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف صدقہ بن موسیٰ کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث:(ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١١١٩، نقد الكتاني: ٣٣، ضعيف الجامع الصغير: ٢٨٣٣

تخریج الحدیث: مسند عبد بن حميد: ٩٩٦، الادب المفرد: ٢٨٢، مسند ابو يعلى: ١٣٢٨، حلية الاولياء: ٢/٢٥٨، مسند احمد: ٧٤٨٠ و ٨٤٧٩، و ٨٥١٣

فوائد الحدیث: یعنی مومن آدمی کنجوس اور بد اخلاق نہیں ہوتا۔

1963: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسَى عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ عَنْ مُرَّةَ الطَّيِّبِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خِبٌّ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا بَخِيلٌ)).

سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دھوکا دینے والا، بخیل اور احسان جتلانے والا جنّت میں نہیں جائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث:(ضعيف)((احاديث البيوع)) ضعيف الجامع الصغير: ٦٣٣٩، اس میں صدقہ اور فرقد دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٣ و ٣٢، ٦٥٣٧

فوائد الحدیث: دھوکہ دینا، احسان کر کے جتلانا اور بخل و کنجوسی کرنا انسان کے جنّت سے محرومی کا باعث ہے لہٰذا ان قبیح افعال سے دور رہنا چاہیے۔

1964: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ بِشْرِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيمٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن سادہ لوح سخی ہوتا ہے جبکہ فاجر شخص دھوکے باز، بخیل ہوتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث:(حسن) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٣٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٩١١٨، سنن ابو داود: ٤٧٩٠، شرح المشكل: ٣١٢٧، الادب المفرد: ٤١٨

فوائد الحدیث: (۱) عربی کا مقولہ ہے المرء يقيس على نفسه کہ ہر آدمی دوسرے کو اپنے جیسا ہی سمجھتا ہے۔ اب ایک مومن آدمی جیسے خود مخلص، ہمدرد اور خیر خواہ ہوتا ہے اسی طرح وہ دوسروں کو بھی سمجھتا ہے، اسی سادہ لوحی میں وہ ایسے شخص پر اعتماد کر بیٹھتا ہے جو بڑا چالاک اور خرانٹ ہوتا ہے تو مومن اس کے دھوکے میں آکر نقصان اٹھاتا ہے، جبکہ فاسق و فاجر آدمی دھوکے باز اور فراڈیا ہوتا ہے۔

(۲) اسی طرح مومن آدمی سخی ہوگا جبکہ فاجر آدمی بخیل اور کنجوس۔

42- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ فِي الْأَهْلِ

اہل خانہ پر خرچ کرنا

1965: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ

سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ

الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ صَدَقَةٌ)).

آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا اپنے اہل خانہ پر خرچ کرنا صدقہ ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو، عمرو بن امیۃ ضمری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٨٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٥ و ٤٠٠٦ و ٥٣٥١، صحيح مسلم: ١٠٠٢، سنن النسائی: ٦٩/٥، وفی الكبرى: ٩٢٠٥، مسند احمد: ١٧٠٨٢، صحيح ابن حبان: ٤٢٣٩

فوائد الحدیث: (۱) جو عمل بھی انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق کرتا ہے، تو وہ انسان کے لیے نیکی بن جاتا ہے۔

(۲) اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا انسان کے ذمہ فرض بھی ہے اور دنیاوی لحاظ سے اس کی مجبوری بھی کہ اگر بیوی بچوں کی ضروریات پوری نہیں کرتا تو فساد برپا ہوگا اور گھر اجڑ جائے گا لیکن اگر یہی عمل آدمی خوش دلی سے کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی صدقہ بنا دیتے ہیں۔

1966: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((أَفْضَلُ الدِّينَارِ دِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ)). قَالَ أَبُو قِلَابَةَ بَدَأَ بِالْعِيَالِ. ثُمَّ قَالَ فَأَيُّ رَجُلٍ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلَى عِيَالٍ لَهُ صِغَارٍ يُعِفُّهُمُ اللهُ بِهِ وَيُغْنِيهِمُ اللهُ بِهِ.

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بہترین دینار وہ دینار ہے جسے آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے، ایک دینار وہ ہے جو آدمی اللہ کے راستے میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے۔ ایک دینار وہ ہے جسے آدمی اللہ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔“ ابو قلابہ نے بیان کیا: اہل و عیال (پر خرچ کرنے) سے ابتدا کی، پھر کہا: اس شخص سے زیادہ کس شخص کو زیادہ ثواب ملے گا جو اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے اللہ اس کے ذریعے انہیں سوال کرنے سے بچاتا ہے اور اللہ اس کے ذریعے انہیں بے نیاز کر دیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسی: ٩٨٧، البخاری فی الادب المفرد: ٧٤٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩٩٤، سنن ابن ماجه: ٢٧٦٠، سنن النسائی فی الكبرى: ٩١٨٢، مسند احمد: ٢٢٤٠٦، صحيح ابن حبان: ٤٢٤٢

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے رستے میں خرچ کیا ہوا مال جس قدر نافع ہوگا اس کا اجر بھی اسی قدر زیادہ ہوگا، اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا ہوا روپیہ سب سے زیادہ فضیلت والا ہے، کیونکہ:

۱۔ اس سے صلہ رحمی ہوتی ہے۔

۲۔ میاں بیوی میں محبّت والفت کا باعث ہے۔

۳۔ اولاد کی پرورش اور تعلیم وتربیت اچھے طریقے سے ہوتی ہے۔

۴۔ چھوٹے بچے بچپن میں بھیک مانگنے سے بچ جاتے ہیں۔

۵۔ بچے احساس کمتری کا شکار نہیں ہوتے بلکہ معاشرے میں باوقار زندگی گزارتے ہیں وغیرہ۔

43- بَابُ مَا جَاءَ فِي الضِّيَافَةِ وَغَايَةِ الضِّيَافَةِ كَمْ هُوَ

ضیافت اور ضیافت کی فضیلت کتنے دن ہے

1967: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَمِعَتْهُ أُذُنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ)). قَالُوا وَمَا جَائِزَتُهُ قَالَ ((يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَمَا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ)).

سیّدنا ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جس وقت یہ کلام فرمایا تو اس وقت میری آنکھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور میرے کانوں نے آپ ﷺ کو سنا: ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی دستور کے مطابق عزت کرے۔“ انہوں نے عرض کیا: دستور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک دن اور ایک رات“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ضیافت تین دن کے لیے ہے، اور جو اس کے بعد ہو تو وہ صدقہ ہے، اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ خیر و بھلائی کی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٩٥١، الحميدي: ٥٧٦، الحاكم: ٤/١٦٤

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٦٠١٩، و ٦٤٧٦، صحيح مسلم: ٤٨، ١٤ ، ٣/١٣٥٢، سنن ابو داود: ٣٧٤٨، سنن ابن ماجه: ٣٦٧٥، مسند احمد : ١٦٣٧٤، صحيح ابن حبان: ٥٢٨٧

فوائد الحدیث: (۱) مومن آدمی کے لیے اپنے مہمان کی عزت و تکریم لازم ہے۔ کہ اپنی حیثیّت کے مطابق ایک دن صبح و شام کا کھانا عمدہ اور اچھا کھلائے، پھر تین دن تک اس کی میزبانی کرتے ہوئے بغیر کسی تکلّف کے معمول کا کھانا پیش کرے۔

(۲) اس کے بعد اگر مہمان پر خرچ کرے گا تو وہ صدقہ ہوگا۔

(۳) مومن آدمی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ اچھی بات کرے، یا پھر خاموشی اختیار کرے۔

1968: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ

سیّدنا ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ضیافت تین دن کے لیے ہے، اور دستور کے مطابق

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَجَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَمَا أُنْفِقَ عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ)).

تکریم ایک دن اور ایک رات ہے، اور اس نے اس کے بعد جو اس پر خرچ کیا تو وہ صدقہ ہے، اس (مہمان) کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس کے پاس ٹھہرا رہے حتیٰ کہ اسے تنگی اور مشکل میں ڈال دے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ.

اس باب میں سیّدہ عائشہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ اور بے شک اسے مالک بن انس اور لیث بن سعد نے سعید مقبری سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيُّ هُوَ الْكَعْبِيُّ وَهُوَ الْعَدَوِيُّ اسْمُهُ خُوَيْلِدُ بْنُ عَمْرٍو. وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((لَا يَثْوِي عِنْدَهُ)). يَعْنِي: الضَّيْفَ لَا يُقِيمُ عِنْدَهُ حَتَّى يَشْتَدَّ عَلَى صَاحِبِ الْمَنْزِلِ وَالْحَرَجُ هُوَ الضِّيقُ إِنَّمَا قَوْلُهُ ((حَتَّى يُحْرِجَهُ)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو شریح خزاعی وہ کعبی، عدوی ہیں، ان کا نام خویلد بن عمرو ہے۔ اور آپ ﷺ کے فرمان (لایثوی عندہ) کا معنی ہے کہ "مہمان اپنے میزبان کے پاس (طویل عرصہ) نہ ٹھہرے کہ گھر والا پریشان ہو اور اسے مشکل پیش آئے" یہی وہ تنگی ہے جس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا (حتی یحرجه) "حتیٰ کہ اس کو مشکل میں ڈال دے"۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٣/٢٤٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٠١٩، و ٦٤٧٦، صحيح مسلم: ٤٨، ١٤، ٣/١٣٥٢، سنن ابو داود: ٣٧٤٨، سنن ابن ماجه: ٣٦٧٥، مسند احمد: ١٦٣٧٤، صحيح ابن حبان: ٥٢٨٧

فوائد الحدیث: مہمان کو چاہیے کہ وہ اپنے میزبان کے لیے مشکل اور پریشانی کا باعث نہ بنے:

۱۔ ایک تو اسے زیادہ دن ٹھہرنا نہیں چاہیے کہ اہل خانہ کو ناگوار گزرے۔

۲۔ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے زیادہ دن ٹھہرنا ہو تو پھر گھر والوں کے لیے کسی قسم کے تکلّف کا سبب نہ ہو بلکہ گھر والوں کے معمول کے مطابق وقت بسر کرے۔

44- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْيَتِيمِ

بیوہ اور یتیم کی سرپرستی کرنا

1969: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ)).

صفوان بن سلیم نبی ﷺ سے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "بیوہ اور مسکین کی سرپرستی کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے یا دن کو روزہ رکھنے والے اور رات کو قیام کرنے والے کی طرح ہے۔"

حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ.

ہم کو انصاری نے حدثنا معن حدثنا مالک عن ثور بن زید الدیلی عن ابی الغیث عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

وَهَذَا الْحَدِيثُ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو الْغَيْثِ اسْمُهُ سَالِمٌ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطِيعٍ وَثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ مَدَنِيٌّ وَثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ شَامِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ابو الغیث کا نام سالم مولی عبداللہ بن مطیع ہے۔ اور ثور بن زید مدنی ہے جبکہ ثور بن یزید شامی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر ابن ماجه: ٢١٤٠، صحيح مسلم، الزهد، حديث: ٢٩٨٢

تخریج الحدیث: موطأ مالک: ١٩١٥، صحيح بخاری: ٦٠٠٦

فوائد الحدیث: ضرورت مند (بیوہ، غریب، مسکین وغیرہ) اور یتیم کی کفالت کرنے والے کے لیے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف شخص کے برابر ثواب ملتا ہے جیسا کہ جہاد، روزہ اور نماز جیسی عبادت ہے۔

45- بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَاقَةِ الْوَجْهِ وَحُسْنِ الْبِشْرِ

خندہ پیشانی سے ملنا

1970: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُنْكَدِرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَإِنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَأَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ أَخِيكَ)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر معروف (بھلا کام) صدقہ ہے، یہ بھی معروف میں سے ہے کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو اور یہ کہ تم اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے برتن میں انڈیل دو۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ.

اس باب میں سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) التعليق الرغيب: ٣/٢٦٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٧٠٩ و ١٤٨٧٧

فوائد الحدیث: اپنے کسی بھی مسلمان بھائی کی خوشی کا باعث بننا خواہ وہ خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو، صدقہ اور نیکی ہے، اسی طرح کسی مسلمان کی ضرورت کو پورا کرنا بھی صدقہ ہے۔

46- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ

صدق اور کذب

1971: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سچائی اختیار کرو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف

رَسُولُ اللهِ ﷺ ((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا)).

راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنّت کی طرف راہنمائی کرتی ہے، آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کے لیے کوشاں رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے ہاں سچا لکھ لیا جاتا ہے، جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ گناہوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کے لیے کوشاں رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَعُمَرَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا ابو بکر صدیق، عمر، عبداللہ بن شخیر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٢٤٧، ابن ابي شيبة: ٨/٥٩٠-٥٩١، الادب المفرد: ٣٨٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٠٩٤، صحيح مسلم: ٢٦٠٧، سنن ابو داود: ٤٩٨٩، مسند احمد : ٣٦٣٩، صحيح ابن حبان: ٢٧٢

فوائد الحدیث: (۱) سچ بولنے والا شخص اللہ تعالیٰ کا محبوب اور پسندیدہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ اسے سچے لوگوں میں شمار کرتے ہیں اور اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور صدیق لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے،

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾ (النساء:٦٩)

"تو (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین (نیک لوگوں) میں سے اور ان لوگوں کی رفاقت اچھی ہے"۔

(۲) سچ بولنے والے کو اس کے سچ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کئی ایک دوسری نیکیوں کی توفیق فرما دیتے ہیں اور نیکی کرتے ہوئے انسان جنّت میں چلا جاتا ہے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

(۳) جھوٹ بہت بُری عادت ہے کہ جھوٹ بولنے کی وجہ سے انسان کئی ایک گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور پھر ان گناہوں کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

(۴) مسلسل جھوٹ بولنے والا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ اور جھوٹے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ فلعنة الله على الكاذبين۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ہمیشہ سچ بولیں، سچے لوگوں کا ساتھ دیں اور ہر قسم کے جھوٹ سے بچیں۔

1972: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ هَارُونَ الْغَسَّانِيِّ حَدَّثَكُمْ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلاً مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے کو اس سے جو بدبو آتی ہے وہ اس کی وجہ سے اس سے میل دور چلا جاتا ہے۔" یحییٰ نے کہا کہ عبدالرحیم بن ہارون نے اس کا اقرار کیا تو انہوں

قَالَ يَحْيَى فَأَقَرَّ بِهِ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ هَارُونَ فَقَالَ نَعَمْ.

نے کہا، ہاں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ هَارُونَ.

عبدالرحیم بن ہارون اس کو بیان کرنے میں منفرد ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٨٢٨، ضعيف الجامع الصغير: ٦٨٠، ضعيف الترمذي: ٣٣٧

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ٧٣٩٤، وابن ابی الدنیا فی الصمت: ٤٨٠، والکامل لابن عدی: ٢٥/١ و ١٩٢١/٥، حلية الأولياء: ١٩٧/٨

فوائد الحدیث: جھوٹ بولنا اس قدر قبیح عمل ہے کہ اس کی بدبو کی وجہ سے جھوٹ کے مرتکب آدمی سے فرشتے بھی دور چلے جاتے ہیں۔

1973: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ خُلُقٌ أَبْغَضَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْكَذِبِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُحَدِّثُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْكِذْبَةِ فَمَا يَزَالُ فِي نَفْسِهِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْهَا تَوْبَةً.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جھوٹ کی عادت سب سے زیادہ ناپسندیدہ تھی، اگر آدمی نبی ﷺ کے پاس جھوٹی بات کرتا تو وہ آپ ﷺ کے دل میں رہتی حتیٰ کہ آپ جان لیتے کہ اس نے اس سے توبہ کرلی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (إسناده صحيح) التعليق الرغيب: ٢٥٥/٣، تخريج مشكاة المصابيح: ٤٨٥٤، بعض نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کو ہر چھوٹے بڑے گناہ سے نفرت تھی لیکن جھوٹ سے آپ ﷺ بہت زیادہ نفرت کرتے کہ یہ کئی ایک گناہوں کا سبب، اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستوجب اور انجام کار جہنم میں داخل کرنے والا ہے۔

47- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفُحْشِ وَالتَّفَحُّشِ

فحش اور فحش گوئی کی مذمت

1974: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز میں فحش ہو وہ اسے برا بنا دیتا ہے اور جس چیز میں حیا ہو تو وہ اسے خوب صورت (زینت والا) بنا دیتا ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف عبدالرزاق کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٢٠١٤٥، البخاري في الادب المفرد: ٦٠١، البغوي: ٣٥٩٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٨٥، مسند احمد : ١٢٦٨٩، صحيح ابن حبان: ٥٥١

فوائد الحدیث: فحش گوئی، بدکلامی اور گالی گلوچ انسان کی شخصیت کو مجروح کر دیتے ہیں اور جس معاملے میں اس کا ارتکاب کیا جائے اس میں بھی بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ جبکہ شرم و حیا انسان کا زیور اور خوبصورتی ہے کہ اس سے آدمی کی عزت اور وقار میں اضافہ ہوتا ہے اور اس حیا کی برکت سے اللہ تعالیٰ کئی ایک کام سنوار دیتے ہیں۔

1975: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خِيَارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا)). وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔“ اور نبی ﷺ فاحش تھے نہ بد گو تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٧٩١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٥٥٩ و ٦٠٢٩، صحيح مسلم: ٢٣٢١، مسند احمد : ٦٥٠٤ و ٦٧٦٧، صحيح ابن حبان: ٤٧٧ و ٦٤٤٢

فوائد الحدیث: سب سے بہترین وہ شخص ہے جس کا اخلاق و کردار اچھا ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں ایک مقصد اخلاق حسنہ کا اتمام بھی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا انما بُعثت لاتمم مکارم الاخلاق (سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الشہادات) ”بے شک مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اخلاق و کردار کی اچھائیوں کو مکمل کروں“ اس لیے آپ ﷺ دشمنوں کی بدزبانی کے جواب میں بھی اخلاق کریمانہ کا ہی ثبوت دیتے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اخلاق کی شہادت یوں دی۔

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (القلم، ٤)

”اور بے شک آپ ﷺ بہت بڑے اخلاق پر ہیں“۔

مگر افسوس کہ آج گالی دینا فیشن بن گیا ہے حتیٰ کہ ایک دوسرے کو ماں بہن کی گالی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا بلکہ بعض اوقات تو کوئی قریبی رشتہ دار ہی ایسی گالی دے رہا ہوتا ہے اگر اسے معلوم ہو جائے کہ اس کی زد کہاں کہاں پڑ رہی ہے تو شاید وہ اس سے اجتناب کرے۔ لہٰذا ہمیں امتی ہونے کے ناطے ہر حال میں، غصے میں، مذاق کے طور پر یا خوشی میں بھی گالی نہیں دینی چاہیے۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعْنَةِ

لعنت کرنا

1976: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِهِ وَلَا بِالنَّارِ)).

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی لعنت، اس کے غضب اور جہنم کے ساتھ آپس میں لعن طعن نہ کرو۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس، ابوہریرہ، ابن عمر اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٨٩٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٩٠٦، مسند احمد: ٢٠١٧٥

فوائد الحدیث: ''لعنت'' کا مطلب ہے ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جانا'' اسی لیے کسی بھی مسلمان کے لائق نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی پر لعنت کرے یا اسے اللہ تعالیٰ کے غضب و غصے اور جہنم کی آگ کے عذاب کی بددعا دے۔ بلکہ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کی دنیا و آخرت کی بھلائی اور خیر خواہی کے لیے ہی کوشاں ہونا چاہیے۔

1977: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الأَزْدِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن لعن طعن کرنے والا ہوتا ہے نہ فاحش اور نہ ہی بے ہودہ گو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دیگر طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٣٢٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٣٨٣٩، ٣٩٤٨، صحيح ابن حبان: ١٩٢

فوائد الحدیث: کسی بھی مسلمان کو اس کے حسب و نسب یا ذات پات وغیرہ کے متعلق طعن کرنا، لعنت کرنا، بدکلامی اور بے ہودگی کرنا، اس قدر برا عمل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا طرز عمل کسی مومن آدمی کا نہیں ہو سکتا۔

1978: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً لَعَنَ الرِّيحَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((لَا تَلْعَنِ الرِّيحَ فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے پاس ہوا پر لعنت کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہوا پر لعنت نہ بھیجو کیونکہ وہ تو حکم کی پابند ہے، کیونکہ جو شخص کسی چیز پر لعنت کرتا ہے جو اس کے لائق نہیں ہوتی تو پھر وہ لعنت اس پر لوٹ آتی ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ بِشْرِ بْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ صرف بشر بن عمر نے اسے مسند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٥٢٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٩٠٨، صحيح ابن حبان: ٥٧٤٥، مسند احمد: ٧٤١٣

فوائد الحدیث: (۱) انسانوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کی کسی بھی مخلوق پر لعنت نہیں کی جاسکتی کیونکہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی اپنی اپنی ذمہ داریوں کو نبھا رہی ہیں مثلاً ہوا، سورج وغیرہ، اب اگر آندھی ہو تو آدمی ہوا کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دے یا اس پر لعنت کرے، گرمی کی شدت ہو تو سورج کو کوسنا شروع کر دے، یہ کسی طور بھی جائز نہیں۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی بھی چیز پر لعنت کرتا ہے اور وہ چیز لعنت کی مستحق نہیں ہوتی تو وہ لعنت، لعنت کرنے والے پر واپس پلٹ آتی ہے یعنی یہ شخص خود لعنتی بن جاتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ کسی پر لعنت کرنے سے بچیں۔

49- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعَلُّمِ النَّسَبِ

نسب کی تعلیم

1979: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عِيسَى الثَّقَفِيِّ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الأَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَأَةٌ فِي الأَثَرِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((مَنْسَأَةٌ فِي الأَثَرِ)). يَعْنِي زِيَادَةٌ فِي الْعُمُرِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے نسب سیکھو جس کے ذریعے تم صلہ رحمی کرتے ہو، کیونکہ صلہ رحمی اہل میں محبّت، مال میں کثرت اور درازی عمر کا باعث ہے۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ اور آپ ﷺ کے اس فرمان (منساۃ فی الاثر) کا مطلب ہے ”عمر میں زیادتی ہوتی ہے“

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٧٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٨٦٨، مسند الطيالسي: ٢٧٥٧، مستدرک حاکم: ١/٨٩ و ٤/١٦١

فوائد الحدیث: اپنے نسب اور رشتے داریوں کے متعلق انسان کو معلوم ہونا چاہیے تاکہ اس رشتے داری کی بنیاد پر حسب مراتب ہر کسی سے حسن سلوک اور صلہ رحمی ہو سکے۔ کیونکہ صلہ رحمی سے دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خیر و برکت سے نوازتا ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے، جبکہ قطع رحمی اللہ تعالیٰ کے غضب اور غصے کا باعث ہے۔ صلہ رحمی سے دنیا میں درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ رشتے داروں کی آپس میں محبّت اور الفت پیدا ہوتی ہے جس سے دلی سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے اور آدمی کئی قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رہتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ مال و دولت، عزت و وقار اور شرف میں برکت دے دیتے ہیں۔

۳۔ زندگی میں اضافہ اور برکت ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ عمر لمبی ہوتی ہے اور دوسرا وہ نافع اور خیر والی ہوتی ہے۔ لیکن افسوس کہ آج مادہ پرستی کی وجہ سے قریبی رشتہ دار بھی ایک دوسرے کے لیے ایثار و قربانی کا جذبہ نہیں رکھتے بلکہ دنیاوی مفادات کے حصول کے لیے رشتہ داری تو درکنار اخلاقی حدود بھی پھلانگ جاتے ہیں۔ اور دوسری یا تیسری نسل تو ویسے ہی بھول جاتی ہے کہ ان سے ہماری کیا رشتہ داری ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

50- بَابُ مَا جَاءَ فِي دَعْوَةِ الأَخِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

(مُسلمان) بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرنا

1980: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا دَعْوَةٌ أَسْرَعَ إِجَابَةً مِنْ دَعْوَةِ غَائِبٍ لِغَائِبٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''غائب کی غائب کے لیے کی گئی دعا سے زیادہ جلد کوئی اور دعا قبول نہیں ہوتی۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالإِفْرِيقِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ هُوَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور افریقی کو حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے، اور وہ عبدالرحمن بن زیاد بن انعم الافریقی ہے، اور عبداللہ بن یزید، یہ ابو عبدالرحمن الحبلی ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف) ضعيف ابي داؤد: ٢/٢٦٩، رقم: ٣٣٠-١٥٣٥ ، تخريج مشكاة المصابيح: ٢٢٤٧

تخريج الحديث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٠/١٩٨، مسند عبد بن حميد: ٣٢٧ و ٣٣١، الادب المفرد: ٦٢٣، سنن ابو داود: ١٥٣٥، سنن ابو داود: ١٥٣٤

فوائد الحديث: دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ایک سبب اخلاص بھی ہے، جتنے اخلاص اور عاجزی، انکساری سے دعا کی جائے گی وہ دعا اتنی ہی جلدی قبول ہوگی۔ ایک آدمی کی دوسرے غائب شخص کے لیے دعا میں یقیناً خلوص ہوتا ہے کیونکہ جس کے لیے دعا کی جارہی ہے اس کو تو معلوم ہی نہیں کہ فلاں شخص میرے لیے دعا کر رہا ہے۔ اس لیے انسان کو ہمیشہ اخلاص سے دعا کرنی چاہیے اور اپنی دعاؤں میں دوسرے مُسلمانوں کو بھی شامل کر لینا چاہیے۔

51- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّتْمِ

گالی دینا

1981: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو گالی دینے والے جو بھی کہتے ہوں تو اس کا گناہ ان میں سے ابتدا کرنے والے پر ہے جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ.

اور اس باب میں سیّدنا سعد، ابن مسعود اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٤٢٣، البغوي: ٥٥٣، ابو يعلى: ٦٤٨١، ٦٥١٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥٨٧، سنن ابو داود: ٤٨٩٤، مسند احمد : ٧٢٠٥، صحيح ابن حبان: ٥٧٢٨ و ٥٧٢٩

فوائد الحدیث: (۱) گالی دینا بہت بڑا جرم ہے جیسا کہ آگے حدیث نمبر ۱۹۸۳ میں بیان ہو رہا ہے۔ اس لیے ہمیشہ دوسرے مسلمان بھائی کو گالی دینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۲) اگر دو شخص آپس میں گالی گلوچ کر رہے ہیں تو پھر ابتدا کرنے والے پر گناہ ہوگا، اور اگر دوسرا شخص گالی دینے میں بڑھ جائے تو پھر وہ بھی اس جرم میں شریک ہے۔

1982: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْأَحْيَاءَ)).

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فوت شدگان کو گالی نہ دو اس طرح تم زندوں کو ایذا پہنچاؤ گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدِ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ سُفْيَانَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَرَوَى بَعْضُهُمْ مِثْلَ رِوَايَةِ الْحَفَرِيِّ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يُحَدِّثُ عِنْدَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفیان کے شاگردوں نے اس حدیث کو بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے۔ ان میں سے بعض نے ”حفری“ کی روایت کی مثل بیان کیا اور بعض نے عن سفیان عن زیاد بن علاقہ کی سند سے انہوں نے کہا ”میں نے ایک آدمی کو سنا وہ مغیرہ بن شعبہ کے پاس، نبی اکرم ﷺ سے اس کی مثل بیان کر رہا تھا۔“

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ٣٥٧، التعليق الرغيب: ٤/١٣٥، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٣٧٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٢٠٩، صحيح ابن حبان: ٣٠٢٢

فوائد الحدیث: جس طرح زندہ شخص کو گالی نہیں دی جا سکتی اسی طرح کسی فوت شدہ کو بھی بُرا بھلا کہنے کی اجازت نہیں۔ خصوصاً اس کے زندہ رشتہ داروں کے سامنے کسی فوت شدہ کو گالی دینا زندوں کے لیے اذیت کا باعث ہوتا ہے اور بات لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت تک پہنچتی ہے۔

52- بَابُ [سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ]

مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے

1983: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔“

قَالَ زُبَيْدٌ قُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ أَأَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ

زبید نے بیان کیا: میں نے ابو وائل سے کہا: کیا تم نے اسے

قَالَ نَعَمْ. عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٢٤٨، الحميدي: ١٠٤، البخاري في الادب المفرد: ٤٣١، البغوي: ٣٥٤٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٨، صحیح مسلم: ٦٤، سنن ابن ماجه: ٦٩، سنن النسائی: ١٢٢/٧، مسند احمد: ٣٦٤٧، و ٤١٢٦، صحیح ابن حبان: ٥٩٣٩

فوائد الحدیث: مسلمان کو گالی دینا فسق (ایسا گناہ جو کفر کے قریب ہو) ہے کیونکہ اس کا گالی دینا لڑائی جھگڑے، نفرت وعداوت اور بعض اوقات قتل وغارت کا سبب بن جاتا ہے، لڑائی جھگڑا تو مسلمان کا، کافر سے ہونا چاہیے نا کہ مسلمان سے، اس لیے کسی مسلمان سے لڑنا کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

53- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الْمَعْرُوفِ

اچھی بات کرنا

1984: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا تُرَى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا)). فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلَّى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنّت میں ایسے بالاخانے ہیں کہ ان کی پشت سے ان کے اندرونی حصے اور ان کے اندرونی حصہ سے ان کی پشت دکھائی دیتی ہے۔“ ایک اعرابی کھڑا ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ کس کے لیے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس کے لیے ہیں جو اچھا کلام کرتا ہے، کھانا کھلاتا ہے، روزے کی پابندی کرتا ہے اور رات کو جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں وہ نماز (تہجد) پڑھتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ هَذَا مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَهُوَ كُوفِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ الْقُرَشِيُّ مَدَنِيٌّ وَهُوَ أَثْبَتُ مِنْ هَذَا وَكِلَاهُمَا كَانَا فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف عبدالرحمن بن اسحاق کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ بعض محدثین نے اس عبدالرحمن بن اسحاق پر اس کے حفظ کے حوالے سے جرح کی ہے، اور یہ کوفی ہے، جبکہ عبدالرحمن بن اسحاق قرشی مدنی ہے، وہ اس سے اثبت ہے، اور وہ دونوں ایک ہی زمانے میں تھے۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج مشكاة المصابيح: ٢٣٣٥، التعليق الرغيب: ٤٦/٢، ابن خزيمه: ٢١٣٦، بعض نے اس کو عبدالرحمن بن اسحاق کے ضعف کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٣٣٨، ٦٦١٥

فوائد الحدیث: جس طرح تہجد پڑھنا، غرباء ومساکین کو کھانا کھلانا، کثرت سے روزے رکھنا نیکی اور جنّت کے حصول کا سبب ہے اسی

طرح کسی بھی مُسلمان بھائی کو اچھی بات کہنا اور اس سے نرمی سے کلام کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی جنّت میں اعلیٰ درجات کی ضمانت ہے۔

54- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الصَّالِحِ

صالح مملُوک کی فضِیلت

1985: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((نِعِمَّا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يُطِيعَ رَبَّهُ وَيُؤَدِّيَ حَقَّ سَيِّدِهِ)) يَعْنِي الْمَمْلُوكَ. وَقَالَ كَعْبٌ صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ.
وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَابْنِ عُمَرَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے کیا خوب وہ ایک جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرتا ہے۔'' یعنی: مملُوک۔ کعب نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔
اس باب میں سیّدنا ابو موسیٰ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٣/١٥٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٥٤٩، صحيح مسلم: ١٦٦٦، مسند احمد: ٧٤٢٨ و ٩٠٦٩

فوائد الحدیث: ایسا غلام جو اللہ تعالیٰ کے حقوق، عبادت، اطاعت وغیرہ ادا کرتا ہے اس میں کسی قسم کی شرک وغیرہ کی ملاوٹ نہیں کرتا۔ اور اپنے مالک کی طرف سے تفویض کردہ ذمہ داریوں کو بھی پورا کرتا ہے۔ اپنے نماز روزے کی آڑ میں اس میں خیانت نہیں کرتا یعنی کام چور نہیں بنتا ایسے شخص کو بہترین قرار دیا گیا ہے بلکہ آئندہ حدیث میں اس کے لیے آخرت میں خصوصی اعزاز واکرام کی نشاندھی کی گئی ہے۔

1986: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ عَنْ زَاذَانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ثَلَاثَةٌ عَلَى كُثْبَانِ الْمِسْكِ أُرَاهُ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ أَدَّى حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ وَرَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهِ رَاضُونَ وَرَجُلٌ يُنَادِي بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ وَكِيعٍ وَأَبُو الْيَقْظَانِ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ قَيْسٍ وَيُقَالُ ابْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ أَشْهَرُ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین اشخاص، میرا خیال ہے آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے: غلام جس نے اللہ کا حق ادا کیا اور اپنے مالکوں کا بھی حق ادا کیا، ایک وہ شخص جس نے لوگوں کی امامت کرائی تو وہ (مقتدی) اس پر راضی ہیں، اور ایک وہ آدمی جو ہر روز پانچوں نمازوں کے لیے اذان دیتا ہے۔''
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے سفیان ثوری عن ابی یقظان کی روایت کے حوالے سے نہیں جانتے سوائے وکیع کی حدیث سے۔ ابو یقظان کا نام عُثمان بن قیس ہے۔ ابن عمیر بھی کہا جاتا ہے جبکہ وہ زیادہ مشہور ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج مشكاة المصابيح: ٦٦٦، ضعيف الجامع الصغير: ٢٥٧٩، ابو یقظان ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٤٧٩٩

فوائد الحدیث: (۱) غلام کی طرف سے حقوق کی ادائیگی کے متعلق حدیث نمبر ۱۹۸۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) مقتدیوں کے راضی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ شرعی طور پر انہیں کوئی اعتراض اپنے امام پر نہیں۔ کہ وہ عقیدے و عمل اور اخلاق و کردار کے لحاظ سے مثالی کردار کا حامل ہے۔ باقی سو فیصد تو مقتدی راضی نہیں ہو سکتے کسی کو نماز کے وقت پر اعتراض ہے تو کسی کو نماز کے طویل یا مختصر ہونے پر، جیسا کہ ہر مسجد میں ایک آدھ آدمی ایسا ضرور ہوتا ہے جو اپنے امام کے ساتھ خدا واسطے کی دشمنی پالتا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے بہر حال آئمہ مساجد کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اس کی بھی نوبت نہ آنے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آپ مُخلص رہیں، عـــدو آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهٖ (فاطر:۴۵) (جو کسی کے لیے "کھوہ" کھودتا ہے اس کے لیے "کھاتہ" پہلے سے تیار ہوتا ہے)

(۳) مؤذن کی ڈیوٹی چونکہ بڑی سخت ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اجر بھی بہت بڑا رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی موذن کی حساس ذمہ داری کی وجہ سے اس کے لیے بخشش کی دعا فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا الامام ضامن والموذن مؤتمن اللهم ارشد الائمة واغفر للموذنين (ابو داؤد ص ۱/۸۴، کتاب الصلوٰۃ، باب مایجب علی الموذن) "امام ضامن ہے اور موذن کے پاس امانت رکھی گئی ہے، اے اللہ اماموں کو ہدایت نصیب فرما اور موذنین کو بخش دے"۔

55- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُعَاشَرَةِ النَّاسِ

لوگوں کے ساتھ میل جول / رہن سہن رکھنا

1987: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اتَّقِ اللهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)).

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو، برائی کے بعد نیکی کر لو وہ اس کو ختم کر دے گی، اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. قَالَ مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. قَالَ مَحْمُودٌ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ.

ہم کو محمود بن غیلان نے حدثنا ابو احمد و ابو نعیم عن سفیان عن حبیب کی سند سے اس سند کے ساتھ اسی طرح روایت کیا۔ محمود کہتے ہیں ہم کو وکیع نے عن سفیان عن حبیب بن ابی ثابت عن میمون بن ابی شبیب عن معاذ بن جبل کی سند سے نبی ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا۔ محمود کہتے ہیں ابو ذر رضی اللہ عنہ کی

حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج مشكاة المصابيح: ٥٠٨٣، الروض النضير: ٧٥٥

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢١٣٥٤، و ٢١٩٨٨

فوائد الحدیث: (۱) انسان کو ہر وقت اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے، اگر اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو تو پھر انسان گناہ نہیں کرتا خواہ اکیلا ہو یا جماعت میں، موقعہ خوشی کا ہو یا غمی کا۔

(۲) اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے بعد نیکی بھی کرنی چاہیے تاکہ اس گناہ کا کفارہ ہو جائے۔

(۳) لوگوں کے ساتھ عام میل جول میں بھی حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ جن کے ساتھ کوئی لین دین رشتے داری یا کوئی بھی معاملات ہوں ان کے ساتھ خصوصی طور پر حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔

56- بَابُ مَا جَاءَ فِي ظَنِّ السُّوءِ

بدگمانی کی مذمت

1988: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قَالَ وَسَمِعْتُ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ يَذْكُرُ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ سُفْيَانَ قَالَ قَالَ سُفْيَانُ الظَّنُّ ظَنَّانِ فَظَنٌّ إِثْمٌ وَظَنٌّ لَيْسَ بِإِثْمٍ فَأَمَّا الظَّنُّ الَّذِي هُوَ إِثْمٌ فَالَّذِي يَظُنُّ ظَنًّا وَيَتَكَلَّمُ بِهِ وَأَمَّا الظَّنُّ الَّذِي لَيْسَ بِإِثْمٍ فَالَّذِي يَظُنُّ وَلَا يَتَكَلَّمُ بِهِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے عبد بن حمید کو سنا وہ سفیان کے بعض شاگردوں سے بیان کرتے ہیں کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: گمان کی دو قسمیں ہیں: ایک گمان گناہ ہے جبکہ ایک گمان گناہ نہیں، رہا وہ گمان جو گناہ ہے وہ ہے جو کوئی شخص گمان کرتا ہے اور اس کے متعلق بات بھی کرتا ہے، رہا وہ گمان جو گناہ نہیں تو یہ وہ ہے جو انسان گمان کرتا ہے لیکن اس کے متعلق بولتا نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) غاية المرام: ٤١٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥١٤٣ و ٦٠٦٦، صحيح مسلم: ٢٥٦٣، ٢٨، سنن ابو داود: ٤٩١٧، مسند احمد: ٧٣٣٧ و ١٠٠٠١، صحيح ابن حبان: ٥٦٨٧

فوائد الحدیث: ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کے متعلق بدگمانی سے بچنا چاہیے کہ یہ کئی ایک گناہوں، بغض، کینہ، نفرت، قطع تعلقی اور بعض اوقات لڑائی جھگڑے کا سبب بن جاتی ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے شدید الفاظ میں اس کی مذمت فرمائی۔

57- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِزَاحِ

مزاح کی اجازت

1989: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَضَّاحِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيُخَالِطُنَا حَتَّى إِنْ كَانَ لَيَقُولُ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ ((يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے میل جول رکھتے تھے حتیٰ کہ میرے چھوٹے بھائی کو یوں بھی فرماتے تھے: ''ابو عمیر! نغیر (لال چونچ کی چڑیا یا اس طرح کا پرندہ) نے کیا کیا؟''

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ نَحْوَهُ.

ہناد نے حدثنا وکیع عن شعبۃ عن ابی التیاح کی سند سے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند بیان کیا

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو التَّيَّاحِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ الضُّبَعِيُّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو تیاح کا نام یزید بن حمید الضبعی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج حدیث ۳۳۳ کے تحت گزر چکی ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۷۵۷، صحیح مسلم: ۳۹۷، سنن ابو داود: ۸۵٦، سنن ابن ماجه: ۱۰٦۰ و ۳٦۹۵، سنن نسائی: ۱۲٤/۲، مسند احمد: ۹٦۳۵، صحیح ابن حبان: ۱۸۹۰

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مقام نبوت و رسالت کی عظمت و جلالت کا پاس رکھتے ہوئے بے تکلفانہ میل ملاقات رکھتے تھے تاکہ ان کو مسائل وغیرہ پوچھنے میں اجنبیت کا احساس نہ ہو۔

(۲) ابو عمیر رضی اللہ عنہ، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی تھے اور انہوں نے ایک بلبل پال رکھی تھی وہ مر گئی تو ابو عمیر چونکہ بچے تھے یہ اس کی جدائی کو محسوس کرتے تھے تو آپ ﷺ ان کا دل بہلانے کے لیے ان سے خوش طبعی کرتے تھے۔

1990: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا. قَالَ ((إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں (صحابہ کرام) نے عرض کیا: آپ ﷺ ہم سے خوش طبعی (مزاح) فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں صرف حق بات ہی کرتا ہوں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

مَعْنَى قَوْلِهِ إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا إِنَّمَا يَعْنُونَ إِنَّكَ تُمَازِحُنَا.

إنك تداعبنا کا معنی ہے کہ آپ ہم سے مزاح / خوش طبعی کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۱۷۲٦، مختصر الشمائل: ۲۰۲

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۸۳۸۱، ۸۷۲۳

فوائد الحدیث: مزاح اور خوش طبعی میں عمومی طور پر کچھ جھوٹ شامل ہوتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مزاق میں بھی

جھوٹ نہیں بولتا بلکہ جو کہتا ہوں وہ بالکل حقیقت ہوتا ہے، جیسا کہ اگلی دو حدیثوں سے واضح ہو رہا ہے۔

1991: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلاً اسْتَحْمَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((إِنِّي حَامِلُكَ عَلَى وَلَدِ النَّاقَةِ)). فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَهَلْ تَلِدُ الإِبِلَ إِلَّا النُّوقُ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کی درخواست کی آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔'' اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ کو اونٹنی ہی جنم دیتی ہے'' (اور وہ اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج مشكاة المصابيح: ٤٨٨٦، مختصر الشمائل: ٢٠٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٩٩٨، مسند احمد : ١٣٨١٧

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کے مذاق میں بھی غلط بیانی نہیں تھی بلکہ آپ ﷺ نے خوش طبعی کے طور پر بھی حقیقت ہی بیان فرمائی۔

1992: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ ((يَا ذَا الأُذُنَيْنِ)). قَالَ مَحْمُودٌ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ يَعْنِي: مَازَحَهُ.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اے دو کانوں والے!'' محمود (راوی) نے کہا: ابو اسامہ نے بیان کیا: اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ ان سے مزاح فرماتے تھے۔

وَهَذَا الْحَدِيثُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ٢٠٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٠٠٢، مسند احمد : ١٢١٦٤، معجم الكبير للطبراني: ٦٦٢

فوائد الحدیث: کسی کی تحقیر کرنے کے لیے کسی کا نام بگاڑنا یا ایسے القاب سے یاد کرنا جو لوگوں میں بے عزتی اور شرمندگی کا باعث ہو، شریعت محمدیہ میں منع ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے نہ تو نام بگاڑا اور نہ ہی برے لقب سے یاد کیا بلکہ مذاق میں بھی حقیقت کے پہلو کو مد نظر رکھا، جس سے دوسرے کی نا تحقیر ہو اور نہ ہی وہ احساس کمتری کا شکار، صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

58- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِرَاءِ

جھگڑا کرنے کی مذمت

1993: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ اللَّيْثِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جھوٹ ترک کر دیا جبکہ وہ باطل ہے اس کے لیے جنّت کے کنارے پر گھر بنایا جائے گا، جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیا اس کے لیے اس (جنّت) کے وسط میں گھر بنایا جائے گا اور جس نے اپنے اخلاق سنوار لیے

لَهُ فِي أَعْلَاهَا)).

اس کے لیے اس جنت کے اعلیٰ وبلند حصے پر گھر بنایا جائے گا۔"

وَهَذَا الْحَدِيثُ حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَلَمَةَ بْنِ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اسے صرف سلمہ بن وردان عن انس بن مالک کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف بِهَذَا اللَّفْظِ) ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ضعيف ابن ماجه رقم: ٦ سلسلة الصحيحة: ٢٧٣، ضعيف الجامع الصغير: ٥٥٢٢۔ اس میں سلمہ بن وردان ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٥١، الكامل لابن عدى: ٣/١١٨١، شرح السنة : ٣٥٠٢

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کو سچ بولنے والا، صلح صفائی سے رہنے والا اور اچھے اخلاق و کردار کا حامل شخص بہت پسند ہے۔ مذکورہ تینوں صفات اپنانا بڑے حوصلے، صبر و استقلال کا کام ہے کہ انسان اپنے نفع و نقصان کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا طلبگار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اپنی شان کے مطابق رحمت سے نوازتے ہیں۔

(۲) زمین پر امن و سکون کی خاطر اپنے حق سے دستبردار ہونا بہت بڑی نیکی ہے۔ لیکن یہ حقوق انسان کے ذاتی ہیں وہ مالی ہوں یا جانی، دین اسلام کے معاملے میں کسی قسم کی مداہنت اللہ تعالیٰ کو قبول نہیں بلکہ اس موقعہ پر اپنے جان و مال کے ساتھ دین حنیف کی بقاو سربلندی کے لیے کوشاں ہونا ہی ایک مومن کے ایمان کی دلیل ہے۔

1994: حَدَّثَنَا فَضَالَةُ بْنُ الْفَضْلِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ ابْنِ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَفَى بِكَ إِثْمًا أَنْ لَا تَزَالَ مُخَاصِمًا)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تیرے گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ تو جھگڑتا رہے۔"

وَهَذَا الْحَدِيثُ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٤٠٩٦، ضعيف الجامع الصغير: ٤١٨٦۔ ابن وہب بن منبہ مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانى : ١١٠٣٢

1995: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ اللَّيْثِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا تُمَارِ أَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدَةً فَتُخْلِفَهُ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھائی سے جھگڑا کر نہ اس سے مزاح کر اور نہ ہی اس سے ایسا وعدہ کر کہ تو اس کی خلاف ورزی کرے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَعَبْدُ الْمَلِكِ عِنْدِي هُوَ ابْنُ أَبِي بَشِيرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ اور میرے نزدیک عبدالملک یہ ابن بشیر ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) تخریج مشکاة المصابیح: ٤٨٩٢، التحقیق الثاني، ضعیف الجامع الصغیر: ٦٢٧٤، لیث راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: الادب المفرد: ٣٩٤، حلیة الاولیاء: ٣/٣٤٤

فوائد الحدیث: یہ دونوں روایتیں اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن دوسری صحیح احادیث سے ان کے مضمون کی تائید ہوتی ہے کہ:

۱۔ آدمی کو خواہ مخواہ جھگڑالو نہیں ہونا چاہیے کہ بات بے بات جھگڑتا رہے۔

۲۔ ایسا مذاق نہیں کرنا چاہیے جو جھوٹ پر مبنی ہو یا اپنے دوسرے بھائی کے لیے تحقیر اور بے عزتی کا باعث ہو۔

۳۔ جو کام انسان کر نہ سکے اس کا وعدہ نہیں کرنا چاہیے۔

59- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُدَارَاةِ

مدارات کا بیان

1996: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ ((بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ أَوْ أَخُو الْعَشِيرَةِ)). ثُمَّ أَذِنَ لَهُ فَأَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ! قُلْتَ لَهُ مَا قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ. فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی جبکہ میں آپ ﷺ کے پاس تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”برا ہے فلاں قبیلے کا بیٹا، یا برا ہے فلاں قبیلے کا بھائی؟ پھر آپ ﷺ نے اسے اندر آنے کی اجازت دی اور اس کے لیے نرم انداز میں گفتگو کی، جب وہ چلا گیا تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اس کے لیے یہ یہ کلمات فرمائے تھے اور پھر آپ ﷺ نے اس سے نرم انداز میں گفتگو فرمائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! وہ شخص بدترین ہے جس کی فحش گوئی کی وجہ سے لوگ اسے ملنا چھوڑ دیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الاحادیث الصحیحة: ١٠٤٩، مختصر الشمائل: ٣٠١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٠٣٢ و ٦٠٥٤، صحیح مسلم: ٢٥٩١، سنن ابو داود: ٤٧٩١ و ٤٧٩٢، سنن النسائی فی الکبری: ١٠٠٦٧، مسند احمد: ٢٤١٠٦، صحیح ابن حبان: ٤٥٣٨ و ٥٦٩٦

فوائد الحدیث: (۱) اگر کسی بُرے شخص سے واسطہ پڑے تو تب بھی اس سے حسن سلوک سے معاملہ کرنا چاہیے تاکہ آپ اس کے شر سے محفوظ رہیں، مشہور مقولہ ہے کہ ”کیچڑ میں کنکر پھینکنے سے اپنے آپ پر ہی چھینٹے پڑیں گے“۔ نیز کسی دوسرے کی برائی کی خاطر اپنے آپ کو تو اس کی سطح پر نہیں لایا جاسکتا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے ہر موقعے اور حالات میں اس کی ہی پیروی کرنی چاہیے۔

60- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِقْتِصَادِ فِي الْحُبِّ وَالْبُغْضِ .

محبّت و بغض میں اعتدال برتنا

1997: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أُرَاهُ رَفَعَهُ قَالَ ((أَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَا عَسَى أَنْ يَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَا وَأَبْغِضْ بَغِيضَكَ هَوْنًا مَا عَسَى أَنْ يَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ بِهَذَا الإِسْنَادِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَيُّوبَ بِإِسْنَادٍ غَيْرِ هَذَا رَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ أَيْضًا بِإِسْنَادِهِ لَهُ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّحِيحُ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفٌ قَوْلُهُ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے دوست سے اعتدال کے ساتھ محبّت و دوستی کر سکتا ہے کہ کسی روز وہ تیرا دشمن بن جائے، اور اپنے دشمن سے دشمنی میں اعتدال رکھ، ہو سکتا ہے کہ کسی روز وہ تمہارا دوست بن جائے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے اس اسناد سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

اور یہی حدیث ایوب سے اس اسناد کے علاوہ دیگر اسناد سے روایت کی گئی ہے۔ حسن بن ابو جعفر نے اسے اپنی سند سے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ اور درست بات یہ ہے کہ یہ ان (سیّدنا علی رضی اللہ عنہ) کا موقوف قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) غاية المرام: ٤٧٢

تخریج الحدیث: شعب الايمان للبيهقي: ٦٥٩٥

فوائد الحدیث: اسلام نے ہر ہر معاملے میں اعتدال اور میانہ روی کا درس دیا ہے، کسی بھی شخص سے دوستی اور دشمنی میں بھی یہی تعلیم ہے تاکہ کل کلاں حالات بدلنے سے انسان کو زیادہ پریشانی، خفت اور نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ حد سے زیادہ دشمنی ہوگی تو، دوستی کی صورت میں اس کا سامنا کرنا مشکل ہوگا۔ اگر مبالغے سے دوستی ہوگی تو ناراضگی کی صورت میں یا تو یہ جدائی برداشت نہیں کر سکے گا اور نوبت خودکشی تک چلی جاتی ہے۔ یا پھر وہ اس کا رازدان ہونے کی وجہ سے اسے نقصان پہنچائے گا یا بلیک میل کرے گا۔

61- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ

تکبّر کی مذمت

1998: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبّر ہوگا وہ جنّت میں نہیں جائے گا، اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔“

مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ)).

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ وَأَبِي سَعِيدٍ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابن عباس، سلمہ بن اکوع اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) تخريج اصلاح المساجد: ١١٥

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٩١، ١٤٨، سنن ابو داود: ٤٠٩١، سنن ابن ماجه: ٥٩ و ٤١٧٣، مسند احمد: ٣٩١٣ و ٣٩٤٧، صحيح ابن حبان: ٢٢٤

فوائد الحديث: (۱) تکبّر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اسی کے شایان شان ہے، اس لیے جو مخلوق میں سے تکبّر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں ذلیل ورسوا کرے گا اور جہنم میں اس کو سزا دے گا۔

(۲) جنّت میں داخل نہیں ہوگا، کا مطلب ہے کہ فوری طور پر داخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ اسی حدیث کے دوسرے حصے اور دیگر دلائل سے یہ ثابت ہے کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ اگر اپنے گناہوں کے سبب دوزخ میں گیا بھی تو اسے نکال کر جنّت میں داخل کر دیا جائے گا۔

(۳) اسی طرح جس شخص کے دل میں ایمان ہوگا وہ آگ میں نہیں جائے گا، کا مطلب ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ آگ میں نہیں رہے گا بلکہ اسے نکال لیا جائے گا جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہے۔

1999: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ يَعْنِي مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ)). قَالَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ إِنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ يَكُونَ ثَوْبِي حَسَنًا وَنَعْلِي حَسَنَةً. قَالَ ((إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْجَمَالَ وَلَكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَصَ النَّاسَ)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبّر ہوگا وہ جنّت میں نہیں جائے گا اور جس شخص کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔“ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میرا لباس اچھا ہو اور میرا جوتا اچھا ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ جمال کو پسند فرماتا ہے، لیکن کبر یہ ہے کہ کوئی شخص حق کا انکار کر دے اور لوگوں کو حقیر جانے۔“

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هَذَا الْحَدِيثِ ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ)). إِنَّمَا مَعْنَاهُ لَا يُخَلَّدُ فِي النَّارِ. وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ)).

اس حدیث کی تفسیر میں بعض اہل علم نے کہا: ”جس شخص کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا“ اس سے مراد ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔ اسی طرح ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے دل میں ذرہ برابر

وَقَدْ فَسَّرَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ هَذِهِ الآيَةَ ﴿رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ﴾. فَقَالَ مَنْ تُخَلِّدُ فِي النَّارِ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ.

ایمان ہوگا اسے جہنم سے نکال لیا جائے گا۔"

اور کئی ایک تابعین نے اس آیت ﴿رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ﴾ "اے ہمارے رب جس کو تو آگ میں داخل کر دے تو بے شک تو نے اسے رسوا کر دیا" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ "جس کو تو ہمیشہ کے لیے آگ میں داخل کر دے تو اس کو تو نے رسوا کر دیا"۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٦٢٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩١، ١٤٧و ١٤٩، مسند احمد : ٤٣١٠، صحيح ابن حبان: ٥٤٦٦

فوائد الحدیث: اس حدیث سے تکبّر کا معنی و مفہوم واضح ہوا کہ اچھا لباس پہننا، صاف ستھرا رہنا، کھانے پینے میں عمدگی اختیار کرنا تکبّر نہیں۔ بلکہ حق بات کو جھٹلانا، اور دوسروں کو حقیر سمجھنا تکبّر ہے۔ خواہ وہ حق کو ہٹ دھرمی کی وجہ سے جھٹلائے یا اپنے آئمہ کی تقلید کی وجہ سے وہ متکبرین میں ہی شمار ہوگا۔ اسی طرح دوسروں کو حقیر سمجھنے والا اپنے عہدے، منصب، مال و دولت یا اپنی طاقت و قوت کی وجہ سے دوسرے کو غربت، ناتوانی کی وجہ سے حقیر سمجھے یا ذات برادری کی بنیاد پر وہ متکبر ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔ مقلدین حضرات کو یہ حدیث بار بار پڑھنی چاہیے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۹۹۸ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

2000: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتَّى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِينَ فَيُصِيبُهُ مَا أَصَابَهُمْ)).

سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی اپنے آپ کو (بڑائی میں آگے) لیے جاتا ہے حتی کہ وہ سرکشوں میں سے لکھ دیا جاتا ہے تو پھر اس کے ساتھ بھی ان جیسا سلوک ہوتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ١٩١٤، ضعيف الجامع الصغير: ٦٣٤٤، عمر بن راشد ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ٦٢٥٤، والكامل لابن عدی: ١٦٧٦/٥، شرح السنة: ٣٥٨٩

فوائد الحدیث: جو شخص ناجائز طور پر ہر وقت خود ستائی میں لگا رہتا ہے اور ہر اچھی بات کو اپنے کھاتے میں ڈال لیتا ہے اور نقصان کی صورت میں اپنے ماتحتوں کو ذمہ دار ٹھہرا کر خود بری الذمہ ہو جاتا ہے یہ بھی متکبر اور ظالم ہے اس کا شمار اور انجام بھی قیامت کے دن تکبّر کرنے والوں کے ساتھ ہوگا۔ اعاذنا اللہ منہ

2001: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيسَى الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ تَقُولُونَ لِي فِيَّ الثِّيهُ وَقَدْ رَكِبْتُ الْحِمَارَ وَلَبِسْتُ الشَّمْلَةَ وَقَدْ حَلَبْتُ

سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میرے متعلق کہتے ہو کہ مجھ میں تکبّر ہے حالانکہ میں گدھے پر سواری کرتا ہوں، موٹی چادر پہنتا ہوں اور بکری کا دودھ دوہتا ہوں، اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا ہے: "جو یہ امور بجا لائے اس میں کچھ بھی تکبّر

الشَّاةَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ فَعَلَ هَذَا فَلَيْسَ فِيهِ مِنَ الْكِبْرِ شَيْءٌ)).

نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد)

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ٤/١٨٤، تحفة الاشراف: ٢/٤١٢ – حديث: ٣٢٠٠، المسند الجامع: ٤/٤٧٣

فوائد الحدیث: آدمی کو اپنا رہن سہن، لباس، سواری وغیرہ سادہ اور معمولی رکھنی چاہیے جو فی زمانہ اس کی ضرورتوں کو پورا کرے دوسروں سے مقابلہ بازی اور نمائش کے لیے نہ ہو۔ نیز اپنے ذاتی اور گھریلو کام مثلاً اپنے کپڑے دھو لینا، جوتا صاف کر لینا گھر کے کام کاج میں والدین اور بیوی سے ہاتھ بٹانا وغیرہ کرنے چاہئیں تاکہ اس کی "میں" مر جائے اور اس کا شمار متکبرین میں نہ ہو۔

62- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الْخُلُقِ

حسن خلق اپنانا

2002: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَإِنَّ اللهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ)).

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن مومن کی میزان (ترازو) میں حسن خلق سے زیادہ وزنی کوئی اور عمل نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ فحش گو بد کلامی کرنے والے کو ناپسند فرماتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَأُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، ابوہریرہ، انس اور اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٨٧٦، الروض النضير: ٩٤١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٩٩، مسند احمد: ٢٧٥٥٣، صحيح ابن حبان: ٤٨١ و ٥٦٩٣

2003: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ اللَّيْثِ الْكُوفِيُّ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ شَيْءٍ يُوضَعُ فِي الْمِيزَانِ أَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَإِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ بِهِ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ)).

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "ترازو میں حسن خلق سے زیادہ وزنی کوئی اور چیز نہیں رکھی جائے گی، حسن اخلاق والا اپنے اخلاق کی وجہ سے روزہ دار اور نمازی شخص کے درجے و مقام کو پالیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٨٧٦، ارواء الغليل: ٩٤١

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٧٤٩٦

فوائد الحدیث: (۱) ایمان کے بعد مومن کے ترازو میں سب سے زیادہ وزنی عمل اچھا اخلاق ہے کیونکہ عبادات کے بعد انسانی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت حسن اخلاق کی ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ قیامت کے دن اپنے میزان کو بھاری کرنے کے لیے اچھے اخلاق کو اپنی زندگی کا حصہ اور پہچان بنائے۔

(۲) بد اخلاق اور فحش گوئی کرنے والا، اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

(۳) اچھے اخلاق والا آدمی، کثرت سے نوافل پڑھنے اور روزے دار کے مقام و مرتبے کو حاصل کر لیتا ہے۔ یاد رہے کہ اچھا اخلاق و کردار، قیامت کے دن اس شخص کو فائدہ دے گا جس کا عقیدہ توحید والا اور زندگی عبادات اور سنت رسول ﷺ کے مطابق ہوگی۔ مشرک، بدعتی اور رافضی وغیرہ کو یہ عمل کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

2004: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ فَقَالَ ((تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ)). وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ فَقَالَ ((الْفَمُ وَالْفَرْجُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے جنّت میں جانے کا سب سے زیادہ باعث بننے والے عمل کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کا تقویٰ اور حسن خلق۔“ اور پھر آپ ﷺ سے اس چیز کے متعلق پوچھا گیا جو لوگوں کو جہنم میں داخل کرنے کا سب سے زیادہ باعث بنے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”منہ اور شرم گاہ۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ هُوَ ابْنُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَوْدِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ اور عبداللہ بن ادریس یہ ابن یزید بن عبدالرحمن الاودی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن الإسناد) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٢٨٩، الحاكم: ٤/٣٢٤، البغوي: ٣٤٩٧-٣٤٩٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٤٦، مسند احمد : ٧٩٠٧و ٩٦٩٦، صحيح ابن حبان: ٤٧٦

فوائد الحدیث: (۱) جو شخص بھی منہ / زبان اور شرم گاہ کا ناجائز استعمال کرے گا تو وہ قیامت کے دن جہنم میں جائے گا۔

(۲) منہ کا غلط استعمال، چغلی، غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، گالی دینا اور فحش گوئی کرنا ہے۔

2005: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا أَبُو وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ وَصَفَ حُسْنَ الْخُلُقِ فَقَالَ هُوَ بَسْطُ الْوَجْهِ وَبَذْلُ الْمَعْرُوفِ وَكَفُّ الْأَذَى.

ابو وہب نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے حسن خلق کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا: خندہ پیشانی، معروف کو عام کرنا اور تکلیف کو دور کرنا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد)

تخریج الحدیث: اخرجه المروزى فى تعظيم قدر الصلاة: ٨٧٥، وانظر جامع العلوم والحكم: ١/٣٥٧

فوائد الحدیث: (۱) حسن اخلاق سے مراد منافقت نہیں کہ اوپر سے لوگوں سے خوش ہو کر ملیں اور انہیں اپنے ہر قسم کے تعاون کا یقین

دلائیں لیکن اندر سے ان کی نا صرف کہ مخالفت کریں بلکہ انہیں نقصان پہنچانے کا کوئی موقعہ بھی ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

(۲) اچھے اخلاق سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو خندہ پیشانی سے ملیں اور نیکی کے کاموں کو عام کرنے اور نیکی کی تبلیغ کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کریں ان کے معاون بنیں۔ اور لوگوں کو ہر قسم کی تکلیف دینے سے باز رہیں۔

63- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِحْسَانِ وَالْعَفْوِ

احسان اور درگزر کرنا

2006: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! الرَّجُلُ أَمُرُّ بِهِ فَلَا يَقْرِينِي وَلَا يُضَيِّفُنِي فَيَمُرُّ بِي أَفَأَجْزِيهِ قَالَ ((لَا أَقْرِهِ)). قَالَ وَرَآنِي رَثَّ الثِّيَابِ فَقَالَ ((هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ)). قُلْتُ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ أَعْطَانِي اللهُ مِنَ الإِبِلِ وَالْغَنَمِ. قَالَ ((فَلْيُرَ عَلَيْكَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو الأَحْوَصِ اسْمُهُ عَوْفُ بْنُ مَالِكِ بْنِ نَضْلَةَ الْجُشَمِيُّ.

وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((أَقْرِهِ)) أَضِفْهُ وَالْقِرَى هُوَ الضِّيَافَةُ.

ابو الاحوص نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں آدمی کے پاس سے گزرتا ہوں تو وہ میری مہمان نوازی نہیں کرتا، پس وہ میرے پاس سے گزرے تو کیا میں اس سے بدلہ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، اس کی مہمان نوازی کر۔“ راوی نے بیان کیا، آپ ﷺ نے مجھے پراگندہ حالت میں دیکھا تو فرمایا: ”کیا تیرے پاس مال ہے؟“ میں نے عرض کیا: اللہ نے اونٹ اور بکریاں ہر طرح کا مال مجھے دے رکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پس وہ تجھ پر نظر آنا چاہیے۔“ (کہ تم مال دار ہو)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابو الاحوص کا نام عوف بن مالک بن نضلہ جشمی ہے۔

اور آپ ﷺ کے اس فرمان (اقرہ) کا معنی ہے کہ ”تو اس کی مہمان نوازی کر“ ”قری“ سے مراد ”ضیافت / مہمان نوازی“ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) غاية المرام: ٧٥ سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٣٢٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٦٣، سنن النسائی: ٨/١٨٠-١٨١ و ١٩٦، مسند احمد : ١٥٨٨٧، صحيح ابن حبان: ٣٤١٠ و ٥٤١٦

فوائد الحدیث: (۱) انسانی فطرت ہے کہ جب اس سے کوئی نیکی اور احسان کرتا ہے تو یہ بھی بدلے میں اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور اگر کوئی نامناسب سلوک کرے تو یہ انتقام لینے پر اتر آتا ہے۔ لیکن ایک مومن مسلمان کو اس قدر وسیع الظرف ہونا چاہیے کہ اگر اس کے ساتھ ظلم و زیادتی بھی کی جائے تو یہ بدلہ لینے کی بجائے اسے معاف کرتے ہوئے اس سے حسن سلوک کرے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے جو بھی نعمت عطا کی ہو اس کا اظہار کرنا چاہیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کرنے کی ایک صورت بھی ہے۔ مثلاً مال دار آدمی اپنے رہن سہن، لباس وغیرہ میں اچھی حالت اور پوزیشن اختیار کرے، صاحب علم اپنے علم سے دوسروں کو فائدہ

پہنچائے۔ عاجزی، انکساری کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ہی انکاری ہو جائے۔

2007: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَكُونُوا إِمَّعَةً تَقُولُونَ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنَّا وَإِنْ ظَلَمُوا ظَلَمْنَا وَلَكِنْ وَطِّنُوا أَنْفُسَكُمْ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوا وَإِنْ أَسَاءُوا فَلَا تَظْلِمُوا)).

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ضعیف الرائے نہ بنو کہ تم کہو: اگر لوگوں نے اچھا سلوک کیا تو ہم اچھا سلوک کریں گے اور اگر انہوں نے ظلم کیا تو ہم ظلم کریں گے، لیکن اپنے آپ کو عادی بناؤ کہ اگر لوگوں نے اچھا سلوک کیا تو تم اچھا سلوک کرو گے، اور اگر انہوں نے برا سلوک کیا تو تم ظلم نہیں کرو گے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) نقد الكتاني: ٢٦، تخريج مشكاة المصابيح: ٥١٢٩، ضعيف الجامع الصغير: ٢٦٧١

تخریج الحدیث: جامع بيان العلم: ١١٢/٢ غالباً بعض کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: نیکی اور حسن سلوک کا بدلہ تو نیکی اور اچھے اخلاق کی صورت میں ہی دینا ہوگا لیکن دوسرے کی طرف سے زیادتی اور ظلم کے جواب میں بھی اچھے سلوک کا ہی مظاہرہ کرنا چاہیے۔

64- بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ الإِخْوَانِ

بھائیوں کی زیارت و ملاقات

2008: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي كَبْشَةَ الْبَصْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ السَّدُوسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانٍ الْقَسْمَلِيُّ هُوَ الشَّامِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ عَادَ مَرِيضًا أَوْ زَارَ أَخًا لَهُ فِي اللهِ نَادَاهُ مُنَادٍ أَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا اپنے کسی دینی بھائی کی زیارت کی تو فرشتہ اسے آواز دیتا ہے کہ تجھے مبارک ہو، تیرا چلنا مبارک ہو اور تم نے جنّت میں گھر بنالیا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو سِنَانٍ اسْمُهُ عِيسَى بْنُ سِنَانٍ. وَقَدْ رَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مِنْ هَذَا.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو سنان کا نام عیسیٰ بن سنان ہے۔ حماد بن سلمہ نے ثابت عن ابی رافع عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج مشكاة المصابيح: ٥٠١٥، بعض کہتے ہیں اس کی سند عیسیٰ بن سنان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤٤٣، مسند احمد : ٨٣٢٥، صحيح ابن حبان: ٢٩٦١، صحيح مسلم: ٢٥٦٧، مسند احمد : ٧٩١٩، صحيح ابن حبان: ٥٧٢

فوائد الحدیث: کسی بھی بیمار شخص کی بیمار پُرسی کرنا اور بغیر کسی کام کے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی خاطر کسی بھی دوسرے مُسلمان بھائی سے ملنے کے لیے جانا بہت بڑے اجر و ثواب کے کام ہیں کہ فرشتے ان لوگوں کے حق میں "خیر" کی دعائیں کرتے ہیں۔ لہٰذا عام لوگوں کو عموماً اور اہل علم کو خصوصاً اپنے بزرگوں، مشائخ اور اساطین علم کی خدمت میں وقتاً فوقتاً حاضری دیتے رہنا چاہیے۔

65- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَيَاءِ

حیا اختیار کرنا

2009: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْحَيَاءُ مِنَ الإِيمَانِ وَالإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حیا ایمان کا حصہ ہے، اور ایمان جنّت میں (جانے کا باعث) ہے، بد اخلاقی جفا ہے اور جفا جہنم میں (جانے کا باعث) ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي بَكْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، ابو بکرہ، ابو امامہ، اور عمران بن حصین سے بھی روایت ہے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٤٩٥، الروض النضير: ٧٤٦

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٠٥١٢، صحيح ابن حبان: ٦٠٨ و ٦٠٩

فوائد الحدیث: (۱) ایمان ہی انسان کو گناہ اور برائی سے روکتا ہے کہ وہ روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوئے جزا و سزا پر یقین کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے گناہ سے رک جاتا ہے، اور حیا و شرم بھی انسان کو برائی اور بدی سے روکتی ہے اس لیے حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ آخر کار جس کا انجام جنّت ہے۔

(۲) اگر انسان بے حیا ہو جائے تو پھر وہ بلا جھجک گناہ کرتا ہے بلکہ بعض اوقات گناہ پر فخر بھی کرتا ہے اور بالآخر جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔

66- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّأَنِّي وَالْعَجَلَةِ

توقف / غور و فکر اور عجلت کا بیان

2010: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ الْمُزَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((السَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَةُ وَالاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)).

سیّدنا عبداللہ بن سرجس المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اچھی عادت، اچھی انجام دہی اور اقتصاد و میانہ روی نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.
وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَاصِمٍ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔
اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔
ہم کو قتیبہ نے حدثنا نوح بن قیس عن عبداللہ بن عمران عن عبداللہ بن سرجس کی سند سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔ اور اس میں عن عاصم کا ذکر نہیں کیا جبکہ نصر بن علی کی روایت صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الروض النضير: ٣٨٤، التعليق الرغيب: ٦/٣
تخریج الحدیث: مسند عبد بن حميد: ٥١٢، معجم الاوسط للطبرانی: ١٠٢١، تاريخ بغداد: ٦٦/٣، تهذيب الكمال: ٣٨٣/١٥، مسند احمد: ٢٦٩٨

فوائد الحدیث: شرف انسانیت میں سب سے بلند تر مقام انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے کہ وہ ہر لحاظ سے کامل و اکمل انسان ہوتے ہیں کہ انہوں نے اپنی امت کے لیے نمونہ بننا ہوتا ہے اس لیے وہ اچھی عادات و اطوار، اپنے امور زندگی کی انجام دہی میں سنجیدگی، متانت و وقار اور ہر معاملے میں میانہ روی کے پیکر ہوتے ہیں۔ اس لیے آج بھی جو لوگ ان عادات اور خوبیوں کو اپناتے ہیں وہ نبی و رسول تو نہیں بن جاتے لیکن ان کے اوصاف حمیدہ کے پیرو ضرور ہوتے ہیں، انہی خوبیوں کو نبوت کا چوبیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔

2011: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ ((إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.
وَفِي الْبَابِ عَنِ الْأَشَجِّ الْعَصَرِيِّ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالقیس کے اشج نامی شخص سے فرمایا: ”تم میں دو خصلتیں ہیں اللہ ان دونوں کو پسند فرماتا ہے: حلم و بردباری اور وقار و تمکنت۔“
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔
اور اس باب میں سیّدنا اشج عصری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٥٨٦، الطبراني في الكبير: ١٦٩٦٩، صحيح الترمذي: ١٦٣٦
تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٧، ٢٥، سنن ابن ماجه: ٤١٨٨، صحيح ابن حبان: ٧٢٠٤

فوائد الحدیث: انسان کا اپنے معاملات میں حوصلہ، تحمل و بردباری اختیار کرنا اور اپنے ہر کام کو غور و فکر اور سوچ و بچار کے بعد سرانجام دینا، اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب اور پسند ہے کیونکہ اس سے انسان کی زندگی میں امن، سکون اور راحت آتی ہے۔ اور جب انسان دنیاوی تفکرات سے آزاد ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اتنے ہی زیادہ انہماک اور خشوع و خضوع سے کر سکے گا۔

2012: حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْأَنَاةُ مِنَ اللهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ)).

سیّدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمکنت و وقار اللہ کی طرف سے ہے جبکہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.
وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي عَبْدِ الْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ وَضَعَّفَهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَالأَشَجُّ بْنُ عَبْدِ الْقَيْسِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ عَائِذٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔
بعض اہل علم نے عبدالمہیمن بن عباس بن سہل پر جرح کی ہے اور اس کو اس کے حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اشج بن عبدالقیس کا نام منذر بن عائذ ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة المصابيح: ٥٠٥٥ التحقيق الثاني، ضعيف الجامع الصغير: ٢٣٠٠
تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ٥٧٠٢، الكامل لابن عدی: ١٩٨٢/٥، شرح السنة: ٣٥٩٨
فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی کام کا سوچ و بچار اور تحمل و بردباری سے ادا کرنا اس کام کی بہتری اور خوبصورتی کا باعث ہے جس میں نقصان کا کم سے کم احتمال ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اس کی توفیق بھی باری تعالیٰ ہی عطا فرماتے ہیں اس لیے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ خود خالق کائنات نے تمام تر قدرت کے باوجود زمین و آسمان کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا ہے۔ اس میں انسانوں کے لیے بہت سے اسباق اور راہنمائی موجود ہے۔

(۲) بغیر پلاننگ اور سوچ و بچار کے جلد بازی میں کیے ہوئے کاموں میں چونکہ غلطی اور نقصان کا زیادہ خطرہ و خدشہ ہوتا ہے اس لیے اس کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے کیونکہ شیطان انسان کو جلد بازی پر اکساتا ہے۔ اور پھر نقصان کی صورت میں آدمی ذہنی طور پر انتشار کا شکار ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ عبادت کرتا ہی نہیں اگر کرتا بھی ہے تو اس میں وہ خشوع و خضوع اور للّٰہیت نہیں ہوتی جو ایمان اور اخلاص کا تقاضہ ہے۔ اور یہی شیطان کی تمنّا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم جلد بازی کرنے کی بجائے ہر کام کو خوب سوچ سمجھ کر کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ کام کرنے کی توفیق فرمائے اور شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔ (آمین۔)

67- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّفْقِ
نرمی کی فضیلت

2013: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ)).

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جسے نرمی میں سے اس کا حصہ عطا کیا گیا اسے خیر سے اس کا حصہ عطا کیا گیا، اور جو نرمی سے محروم رکھا گیا تو وہ خیر سے محروم رکھا گیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَجَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.
وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، جریر بن عبداللہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٥١٥ و ٨٧٤
تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٧٥٥٣، ٢٥٢٥٩
فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے اجتماعیت میں خیر و بھلائی رکھی ہے، اگر انسان ایک دوسرے سے معاملات، لین دین اور گفتگو میں نرمی

اختیار کریں گے تو ان میں پیار و الفت پیدا ہو گا اور وہ ایک دوسرے سے خیر خواہی کریں گے اور مشکلات میں ممد و معاون ہوں گے۔ اور اگر وہ ترش روئی اور سختی والا پہلو اپنائیں گے تو پھر ان میں نفرت و کدورت پیدا ہو گی، اگر کوئی ایک مصیبت میں پھنسے گا تو دوسرے اس کی مدد کرنے کی بجائے نا صرف کہ اس کی پریشانی پر خوش ہوں گے بلکہ اسے مزید پھنسانے کی کوشش کریں گے۔ اور یہ بات تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی ارشاد فرمائی:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ ... الآية (آل عمران:۱۵۹)

"اے پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے آپ ان کے لیے نرم دل ہیں اور اگر آپ ترش رو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ سے دور بھاگ جاتے"۔

اس لیے آدمی کو ہمیشہ نرمی اور رِفق کا مظاہرہ کرنا چاہیے کہ اسی میں خیر و برکت ہے، خصوصاً جو حضرات دعوت و تبلیغ یا تعلیم و تربیت سے منسلک ہیں انہیں اس بات کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

68- بَابُ مَا جَاءَ فِي دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ

مظلوم کی بد دعا سے بچنا

2014: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ((اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا: "مظلوم کی بد دعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس، ابو ہریرہ، عبد اللہ بن عمر اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو مَعْبَدٍ اسْمُهُ نَافِذٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو معبد کا نام نافذ ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٤١٢

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کے سامنے جتنی زیادہ عاجزی و انکساری اور الحاء و زاری سے دعا کی جائے اللہ کریم اتنی ہی زیادہ جلدی وہ دعا قبول فرماتے ہیں۔ مظلوم آدمی چونکہ دکھی ہوتا ہے اس لیے جب وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بے چارگی کا اظہار کرتے ہوئے دست بہ دعا ہوتا ہے تو اللہ کریم فوراً قبول فرما لیتے ہیں۔ اس لیے ہمیشہ دوسروں پر ظلم و زیادتی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ کہیں کوئی مظلوم بد دعا ہی نہ کر دے خواہ وہ ظلم جانی مالی یا جسمانی ہو یا کسی کو ذہنی ٹارچر کرنا، ہر قسم کے ظلم سے بچنا چاہیے۔

(۲) صاحب اختیار لوگوں سے اس کا خدشہ اور احتمال زیادہ ہوتا ہے کہ وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر ظلم کا ارتکاب کر بیٹھیں، اس لیے آپ ﷺ نے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو بطور گورنر، یمن بھیجتے ہوئے خصوصی طور پر یہ ہدایت فرمائی کہ کسی پر ظلم نہ کرنا۔

69- بَابُ مَا جَاءَ فِي خُلُقِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کا خلق

2015: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَهُ وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ لِمَ تَرَكْتَهُ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا وَلَا مَسِسْتُ خَزًّا قَطُّ وَلَا حَرِيرًا وَلَا شَيْئًا كَانَ أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا شَمَمْتُ مِسْكًا قَطُّ وَلَا عِطْرًا كَانَ أَطْيَبَ مِنْ عَرَقِ النَّبِيِّ ﷺ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی، آپ ﷺ نے مجھے کبھی بھی اف تک نہیں فرمایا، اور اگر میں نے کوئی کام کیا ہے تو آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: تم نے اسے کیوں کیا ہے؟ اور اگر میں نے کوئی کام نہیں کیا تو آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سب سے بہتر تھے، میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی (ہاتھ مبارک) سے زیادہ نرم و ملائم کسی ریشم کو بھی نہیں چھوا، اور رسول اللہ ﷺ کا پسینہ عطر و کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْبَرَاءِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ اور براء رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل المحمديه: ٢٩٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٧٦٨ و ٦٠٣٨، صحيح مسلم: ٢٣٠٩ و ٢٣٣٠، سنن ابو داود: ٤٧٧٤، مسند احمد: ١١٩٧٤ و ١٣٠٢١، صحيح ابن حبان: ٢٨٩٣ و ٦٣٠٣

فوائد الحدیث: (۱) اپنے سے کم عمر اور ماتحت افراد کی کوتاہیوں سے درگزر کرنا انسان کے اعلیٰ اخلاق و کردار کی دلیل ہے اور رسول اللہ ﷺ تو خلق عظیم کے مالک تھے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ چھوٹوں کی غلطی پر حتی الوسع صبر و تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کریں، اللہ تعالیٰ توفیق فرمائے۔

(۲) آپ ﷺ جسمانی طور پر بھی اتنے حسین اور لطیف تھے کہ نرمی اور ملائمت میں ریشم بھی آپ کا مقابلہ نہیں کرتا تھا۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کو اللہ وحدہ لا شریک نے اس عزت و شرف سے نوازا تھا کہ آپ ﷺ کا پسینہ بھی کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

2016: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيَّ يَقُولُ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا صَخَّابًا فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَعْفُو

ابو عبداللہ جدلی بیان کرتے ہیں، میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے خلق کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کوئی قابل نفرت بات کرتے تھے نہ آپ ﷺ بدزبان تھے، آپ ﷺ بازاروں میں شور و غل کرنے والے تھے نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ

وَيَصْفَحُ.

آپ ﷺ درگزر کرتے تھے اور معاف کر دیتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ بْنُ عَبْدٍ وَيُقَالُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو عبداللہ جدلی کا نام عبد بن عبد ہے اور عبدالرحمن بن عبد بھی کہا جاتا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) مختصر الشمائل المحمديه: ٢٩٨، تخريج مشكاة المصابيح: ٥٨٢٠

تخريج الحديث: مسند احمد : ٢٥٤١٧ و ٢٦٠٩١، صحيح ابن حبان: ٦٤٤٣

فوائد الحديث: (۱) بدزبانی اور گالی گلوچ کرنا، بازاروں یا مجلسوں میں شور و غوغاں کرنا انسان کے بداخلاق ہونے کی دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے اجتناب کرتے تھے۔

(۲) بدلہ نہ لینا بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کرنا، آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ تھے۔

70- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الْعَهْدِ

حسن عہد

2017: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا بِي أَنْ أَكُونَ أَدْرَكْتُهَا وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَهَا وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيجَةَ فَيُهْدِيهَا لَهُنَّ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے سب سے زیادہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک کیا، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں اگر میں انہیں دیکھ لیتی تو پھر میری کیا حالت ہوتی، یہ صورت حال صرف اس لیے تھی کہ رسول اللہ ﷺ ان کا کثرت سے ذکر کیا کرتے تھے، اگر آپ کوئی بکری ذبح کرتے تو آپ ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو تلاش کرتے اور پھر اس کا گوشت بطور ہدیہ انہیں بھیجتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) واخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ٢٥٦، والبيهقي: ٣٠٧/٧

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٨١٦ و ٣٨١٨، صحيح مسلم: ٢٤٣٥، سنن ابن ماجه: ١٩٩٧، سنن النسائی: ٨٣٦١، مسند احمد : ٢٤٣١٠، صحيح ابن حبان: ٧٠٠٦

فوائد الحديث: رسول اللہ ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو آپ ﷺ کو دشمنوں کی طرف سے کئی قسم کے مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی ہر لحاظ سے غمگساری کی اور اپنے مال و جان سے آپ ﷺ کی راحت کا سامان کیا تو رسول اکرم ﷺ ان کے اس احسان کو ساری زندگی فراموش نہ کر سکے بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ ان کا اچھے الفاظ سے تذکرہ کرتے اور ان کی سہیلیوں کو تحائف وغیرہ بھجوا کر اپنی اہلیہ محترمہ سے محبّت اور حسن معاملہ کا ثبوت دیتے، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم آپ ﷺ کی سُنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے والدین، بہن بھائیوں، بیوی اور خاوند سے ان کی زندگی میں اچھا برتاؤ کریں اور ان کی وفات کے بعد ان کے عزیز و اقارب اور دوستوں سے حسن سلوک کریں۔

71- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعَالِي الأَخْلَاقِ

اعلیٰ وعمدہ اخلاق

2018: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَيْهِقُونَ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُونَ قَالَ ((الْمُتَكَبِّرُونَ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جس کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہوں گے وہ میرا انتہائی محبوب اور قیامت کے دن وہ تم میں سے میرے زیادہ قریب ہوگا، اور تم میں سے فضول باتیں کرنے والے، زور شور سے گفتگو کرنے والے اور ”متفیہقون“ میرے انتہائی ناپسندیدہ ہیں اور وہ قیامت کے دن مجھ سے بہت دور ہوں گے۔“ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم ”ثرثارون“ اور ”متشدقون“ کے بارے میں تو جان چکے ہیں تو ”متفیہقون“ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تکبّر کرنے والے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ وَهَذَا أَصَحُّ.

بعض نے اس حدیث کو مبارک بن فضالہ عن محمد بن منکدر عن جابر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن عبدربہ بن سعید کا ذکر نہیں کیا اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

وَالثَّرْثَارُ هُوَ الْكَثِيرُ الْكَلَامِ وَالْمُتَشَدِّقُ الَّذِي يَتَطَاوَلُ عَلَى النَّاسِ فِي الْكَلَامِ وَيَبْذُو عَلَيْهِمْ.

اور ”الثرثار“ سے مراد ”بہت زیادہ / فضول گفتگو کرنے والا“ ہے۔ اور ”المتشدق“ سے مراد ”لوگوں سے لمبی گفتگو اور شوروغل کرنے والا“ ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٧٩١

تخريج الحديث: تاريخ بغداد: ٤/٦٣، مسند احمد: ١٧٧٣٢،٦٧٣٥ و ٦٧٦٧ صحيح ابن حبان: ٤٨٢، مسند البزار: ١٧٢٣، معجم الكبير للطبراني: ١٠٤٢٤،معجم الصغير للطبراني: ٨٣٥، والاوسط: ٧٦٩٣

فوائد الحدیث: اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے محبوب بن جائیں اور قیامت کے دن ہمیں آپ ﷺ کا قرب حاصل ہو تو پھر ہمیں اپنے اخلاق و کردار کو بہت اچھا اور عمدہ بنانا چاہیے۔ نیز بدزبانی، فضول گوئی اور نامناسب شوروغل سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

72- بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعْنِ وَالطَّعْنِ

لعن طعن کرنا

2019: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا)). وَهَذَا الْحَدِيثُ مُفَسِّرٌ.

بعض راویوں نے اس اسناد سے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کی شان نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو۔“ (یہ حدیث تفسیر بیان کرنے والی ہے)

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج مشكاة المصابيح: ٤٨٤٨ – التحقيق الثاني، ظلال الجنة: ١٠١٤

تخریج الحدیث: الادب المفرد: ٣٠٩، مسند ابو يعلى: ٥٥٦٢، والكامل لابن عدى: ٢٠٨٨/٦، مستدرک حاكم: ٤٧/١

فوائد الحدیث: کسی پر لعنت کرنا، مومن کے شایان شان نہیں خواہ وہ چیز جانور، پرندے یا بے جان چیزیں ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ اگر وہ چیز لعنت کی مستحق نہ ہوئی تو پھر وہ لعنت، لعنت کرنے والے پر واپس آجاتی ہے۔

73- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ الْغَضَبِ

کثرت غصہ

2020: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَلِّمْنِي شَيْئًا وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ لَعَلِّي أَعِيهِ. قَالَ ((لَا تَغْضَبْ)). فَرَدَّدَ ذَلِكَ مِرَارًا كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ ((لَا تَغْضَبْ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: مجھے کوئی مختصر سی بات سکھا دیں تاکہ میں اسے یاد کر لوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”غصہ نہ کر“ اس نے یہ درخواست بار بار کی، آپ ﷺ ہر بار یہی فرماتے رہے: ”غصہ نہ کر۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید اور سلیمان بن صرد سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

وَأَبُو حَصِينٍ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الأَسَدِيُّ.

اور ابو حصین کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي: ١٠/١٠٥، البغوي: ٣٥٨٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦١١٦، مسند احمد : ٨٧٤٤ و ١٠٠١١

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ سے کئی ایک لوگ مختلف اوقات میں نصیحت طلب کرتے تو آپ ﷺ ان کے حسب حال نصیحت فرماتے۔ حدیث میں مذکور شخص کو آپ ﷺ نے اس کے بار بار مطالبے اور درخواست کے باوجود صرف ایک ہی نصیحت فرمائی کہ "غصہ نہ کر"۔ کیونکہ غصے کی حالت میں انسان بہت سی برائیوں کا ارتکاب کر گزرتا ہے اور بہت سی خیر اور بھلائی سے محروم رہتا ہے، اور بعض اوقات اپنے دنیاوی اور اخروی نقصان کا باعث بن جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ہمیشہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں اور غصہ کرنے سے بچیں۔

74- بَابُ فِي كَظْمِ الْغَيْظِ

غصہ ضبط کرنا

2021: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الدُّورِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنَفِّذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ فِي أَيِّ الْحُورِ شَاءَ)).

سیّدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے غصے پر قابو پایا جبکہ وہ اسے نافذ و جاری کرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اللہ قیامت کے دن اسے سارے لوگوں کے سامنے بلائے گا حتیٰ کہ وہ اسے اختیار دے گا کہ وہ جس حور کو چاہے پسند کر لے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي للالباني حديث رقم: ١٦٤٥، اخرجه ابويعلى: ١٤٩٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٧٧، سنن ابن ماجه: ٤١٨٦، مسند احمد : ١٥٦١٩ و ١٥٦٣٧

فوائد الحدیث: "سبحان اللہ" طاقت و استطاعت کے باوجود غصے پر قابو پالینا اور اس کو نافذ نہ کرنا خواہ وہ سزا دینے کی شکل میں ہو یا پھر زبانی کلامی کسی دوسرے کی بے عزتی کرنے کی شکل میں، بہت مشکل اور دل گردے کا کام ہے۔ لیکن جو شخص اپنے غصے کو پی جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ساری مخلوق کے سامنے انعام و اکرام سے نوازیں گے کہ وہ اپنی پسند کی "حور" کا مالک بن جائے گا۔

75- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجْلَالِ الْكَبِيرِ

بڑے کی عزت کرنا

2022: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ بَيَانٍ الْعُقَيْلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّحَّالِ الأَنْصَارِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهِ إِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهُ مَنْ يُكْرِمُهُ عِنْدَ سِنِّهِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نوجوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کی عمر کی وجہ سے عزت کی تو اللہ اس کے لیے ایسا شخص مقرر کر دے گا جو اس کی کبر سنی کے وقت اس کی عزت کرے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هَذَا الشَّيْخِ يَزِيدَ بْنِ بَيَانٍ وَأَبُو الرِّجَالِ الأَنْصَارِيُّ آخَرُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اس الشیخ یزید بن بیان کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں جبکہ ابوالرجال انصاری دوسرا شخص ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ٣٠٤، الشكاة: ٤٩٧١، ضعيف الجامع الصغير: ٥٠١٢

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ٥٨٩٩، والكامل لابن عدی: ١٩٨/٣ و ٢٧٣٣/٧، وابو نعيم فی اخبار اصبهان: ١٨٥/٢، شرح السنة: ٣٤٥٣، سنن ابو داود: ٤٨٤٣۔ اس میں یزید بن بیان اور اس کا شیخ دونوں ضعیف ہیں۔

فوائد الحدیث: جو شخص بھی کوئی نیکی کرتا ہے تو اگر وہ مومن ہو تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہوتا ہے لیکن دنیا میں بھی وہ شخص اپنی نیکی کے فوائد سے محروم نہیں رہتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اسلاف صحابہ کرام، تابعین عظام، محدثین و آئمہ اساتذہ، والدین اور عزیز و اقارب میں سے جو فوت ہو جائیں ان کے لیے بخشش کی دعا کریں اور جو زندہ ہوں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں، تاکہ ہمارے بعد آنے والے ہمارے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا سوال کریں اور ہمیں بھی زندگی میں خدمت گزار، اولاد اور شاگرد، دوست احباب عطا فرمائیں۔ خصوصی طور پر بوڑھے لوگوں کو ان کے بڑھاپے میں کسی لحاظ سے بھی پریشان نہیں کرنا چاہیے بلکہ حتی المقدور ان کے آرام اور راحت و سکون کا بندوبست کرنا چاہیے۔

76- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَهَاجِرَيْنِ

باہم قطع تعلق کرنے والے

2023: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((تُفَتَّحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ فِيهِمَا لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا الْمُهْتَجِرَيْنِ يُقَالُ رُدُّوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوموار اور جمعرات کے دن جنّت کے دروازے کھولے جاتے ہیں ان (دو دنوں) میں ہر اس شخص کو بخش دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو سوائے ان دو افراد کے جو باہم قطع تعلق کرتے ہیں، وہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: ان دونوں کو لوٹا دو حتی کہ وہ آپس میں صلح کر لیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَيُرْوَى فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ ((ذَرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا)).

دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں: ”ان دونوں کو چھوڑ دو حتی کہ وہ صلح کر لیں۔“

قَالَ وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((الْمُهْتَجِرَيْنِ)). يَعْنِي: الْمُتَصَارِمَيْنِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ کے فرمان ”المهتجرين“ کا معنی ہے ”المتصارمين“ آپس میں جھگڑا کرنے رناراض ہونے والے دو آدمی۔

وَهَذَا مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)).

اور یہ اس حدیث کے مانند ہے: ”کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زائد قطع تعلق رہے۔“

حکم الحدیث: (صحیح) ارواء الغلیل: ۳/۱۰۵، غایة المرام: ٤١٢

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢٥٦٥، سنن ابو داود: ٤٩١٦، سنن ابن ماجه: ١٧٤٠، مسند احمد : ٧٦٣٩، صحیح ابن حبان: ٥٦٦٣

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا بہت بڑا جرم اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جنّت سے محرومی کا سبب ہے، اس لیے انسان کو ہر قسم کے شرک سے توبہ کرتے ہوئے عقیدہ توحید پر زندگی گزارنی چاہیے۔

(۲) مشرک آدمی کی طرح اپنے دنیاوی مفادات کی خاطر دوسرے مُسلمان سے ناراض ہو کر قطع تعلقی کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جنّت سے محروم رہے گا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم عقیدہ توحید اپنانے کے ساتھ ساتھ دوسرے مُسلمانوں سے قطع رحمی اور قطع تعلقی سے بچیں۔ لیکن اگر کوئی رشتہ دار مشرک، بدعتی ہو اور وہ باوجود سمجھانے کے شرک اور بدعت کو نہیں چھوڑتا بلکہ الٹا موحدین اور متبع سُنت لوگوں کی تحقیر کرتا ہے تو ایسے شخص یا افراد سے قطع تعلقی اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ ناراضگی تو الحب لِلّٰہ والبغض فی اللہ کی مظہر اور اجتمعا علیه وتفرقا علیه کی آئینہ دار ہے۔ ان شاء اللہ۔

77- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ

صبر کی فضیلت

2024: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ قَالَ ((مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ شَيْئًا هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کے کچھ افراد نے نبی ﷺ سے سوال کیا (مانگا) تو آپ ﷺ نے انہیں عطا فرمایا، انہوں نے پھر سوال کیا تو آپ ﷺ نے انہیں عطا فرمایا، پھر فرمایا: ”میرے پاس جو مال ہو گا میں اسے ذخیرہ نہیں کروں گا، جو بے نیازی ظاہر کرے گا اللہ اسے بے نیاز کر دے گا، اور جو سوال کرنے سے بچے گا اللہ اسے بچائے گا، جو صبر سے کام لے گا اللہ اسے صابر بنا دے گا اور کسی شخص کو صبر سے زیادہ بہتر اور کشادہ کوئی چیز عطا نہیں کی گئی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ هَذَا الْحَدِيثُ ((فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ)). وَالْمَعْنَى فِيهِ وَاحِدٌ يَقُولُ لَنْ أَحْبِسَهُ عَنْكُمْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے: ”میں اسے تم سے ذخیرہ نہیں کروں گا“ اور اس حدیث کے مُختلف الفاظ کا معنی ایک ہی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے ”لن احبسه عنكم“ کہ میں اس چیز کو تم سے روکوں گا نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/١١، صحيح ابي داؤد: ١٤٥١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٤٦٩، صحيح مسلم: ١٠٥٣، سنن ابو داود: ١٦٤٤، سنن النسائی: ٥/٩٥، مسند احمد: ١١٨٩٠ و ١١٨٩١، صحيح ابن حبان: ٣٤٠٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی انسان پر اس دنیا میں بے شمار نعمتیں ہیں۔ ان نعمتوں میں صبر کرنا سب سے بہترین نعمت ہے کہ اس کی وجہ سے وہ مصائب و مشکلات کو برداشت کر کے اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب بھی حاصل کر لیتا ہے۔ اور صبر کرنے کی وجہ سے وہ حسد، بغض جیسے گناہوں سے بھی بچ جاتا ہے۔

78- بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ

دو رخ والا شخص

2025: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ہاں قیامت کے دن دو رخ والا شخص بد ترین ہوگا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَمَّارٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس اور عمار رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الجامع: ٢٢٢٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٠٥٨، ومسلم ص: ٢٠١١ (٩٨-١٠٠)، سنن ابو داود: ٤٨٧٢، مسند احمد: ٨٠٦٩ و ٨٤٣٨، صحيح ابن حبان: ٥٧٥٤

فوائد الحدیث: جو شخص منافقت کرتے ہوئے دو رخی اختیار کرتا ہے کہ دو افراد یا خاندانوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت پھیلاتے ہوئے دوریاں پیدا کرتا ہے تو ایسا شخص لوگوں میں جرم کے اعتبار سے سب سے بُرا ہے کیونکہ اس کا جرم صرف اس کی حد تک محدود نہیں بلکہ معاشرے میں کئی قسم کے بگاڑ کا باعث ہے۔

79- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّمَّامِ

چغل خور

2026: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ هَذَا يُبَلِّغُ الأُمَرَاءَ الْحَدِيثَ عَنِ النَّاسِ. فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ

ہمام بن حارث نے بیان کیا، ایک آدمی حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو انہیں بتایا گیا کہ یہ شخص لوگوں کی باتیں امراء / حکمرانوں تک پہنچاتا ہے، تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”چغل خور جنّت

رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)). قَالَ سُفْيَانُ وَالْقَتَّاتُ النَّمَّامُ.

میں نہیں جائے گا۔" سفیان کہتے ہیں "قتات" کا معنی نمام "چغل خور ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٠٣٤، غاية المرام: ٤٣٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٠٥٦، صحيح مسلم: ١٠٥، سنن ابو داود: ٤٨٧١، سنن النسائی فی الکبری: ١١٦١٤، مسند احمد: ٢٣٢٤٧، صحيح ابن حبان: ٥٧٦٥

فوائد الحدیث: چغلی اور نمیمت بھی معاشرے میں نفرت، فساد اور خاندانوں یا افراد میں دوری کا باعث ہوتی ہے، بعض اوقات اس کی وجہ سے معاملات لڑائی جھگڑے، قتل و غارت اور قطع رحمی تک جا پہنچتے ہیں اس لیے شریعت اسلامیہ میں چغلی کی شدید مذمت کی گئی ہے اور چغل خور کو عذاب قبر کا مستحق اور جنّت سے محروم قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے اس فعل بد سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔

80- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِيِّ

قلت کلام

2027: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ)).

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "حیا اور قلت کلام ایمان کے دو حصے ہیں، جبکہ فحش کلامی اور کثرت کلام نفاق کے دو حصے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ.

ہم ابو غسان کی حدیث کو صرف محمد بن مطرف سے ہی جانتے ہیں۔

قَالَ وَالْعِيُّ قِلَّةُ الْكَلَامِ وَالْبَذَاءُ هُوَ الْفُحْشُ فِي الْكَلَامِ وَالْبَيَانُ هُوَ كَثْرَةُ الْكَلَامِ.

امام فرماتے ہیں۔ العی سے مراد "قلت کلام" "البذاء" سے مراد "بے ہودہ گوئی، اور "البیان" سے مراد "فضول اور لمبی گفتگو" ہے۔

مِثْلُ هَؤُلَاءِ الْخُطَبَاءِ الَّذِينَ يَخْطُبُونَ فَيُوَسِّعُونَ فِي الْكَلَامِ وَيَتَفَصَّحُونَ فِيهِ مِنْ مَدْحِ النَّاسِ فِيمَا لَا يُرْضِي اللهَ.

اور کثرت کلام سے مراد ایسے خطباء حضرات ہیں جو خطاب کرتے ہیں تو کلام کو بہت وسعت دیتے ہیں اور وہ ایسے امور میں لوگوں کی مدح سرائی کرتے ہیں جو اللہ کو راضی نہیں کرتے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ايمان ابن ابي شيبة: ١١٨، تخريج مشكاة المصابيح: ٤٧٩٦ – التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٣١٢، ١٠٥١٢، صحيح ابن حبان: ٦٠٨ و ٦٠٩

فوائد الحدیث: حیا اور کم گوئی انسان کے ایمان کی علامت ہے۔ اور فحش گوئی اور غیر مستحق لوگوں کی مدح سرائی نفاق کی دلیل ہے کیونکہ ایسا شخص اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر کسی کی تعریفیں کر رہا ہے حالانکہ اس میں ان خوبیوں کا دور دور تک اتہ پتہ نہیں، جیسا کہ ہمارے آج کل کے

بعض خطباء کا یہ وطیرہ بن چکا ہے اس طرح یہ لوگ علم اور اہل علم کی ناقدری کا سبب بھی بنتے ہیں کہ سرمایہ دار لوگ سمجھتے ہیں ان مولویوں کو پیسے دکھا کر اپنے مطلب کی گفتگو بھی کروائی جا سکتی ہے اور کسی دوسری جگہ پر وعدہ خلافی کروا کے اپنے پروگرام میں بھی بلایا جا سکتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

81- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

بعض بیان جادو کی تاثیر رکھتے ہیں

2028: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلَيْنِ قَدِمَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِهِمَا فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا)) أَوْ ((إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں دو آدمی آئے، انہوں نے خطاب کیا لوگ ان کے کلام سے خوش ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''بعض بیان جادوئی اثر رکھتے ہیں۔'' یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمار، ابن مسعود اور عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٢٠٧٤، البخاري في الادب المفرد: ٨٧٥، البغوي: ٣٣٩٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥١٤٦ و ٥٧٦٧، سنن ابو داود: ٥٠٠٧، ٥٠١٢ مسند احمد : ٤٦٥١، صحیح ابن حبان: ٥٧١٨ و ٥٧٩٥

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کسی شخص کو گفتگو کا ملکہ عطا فرمائیں کہ وہ اپنے بہترین انداز خطابت اور شیریں بیان سے لوگوں پر اثر انداز ہو سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی تقریر اور خطابت سے لوگوں کو حق کی طرف مائل کرے انہیں عقیدہ توحید اپنانے اور اس پر استقامت اختیار کرنے کی تلقین کرے، اپنی زندگی رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق گزارے تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکے۔ نا کہ بعض دنیا داروں اور مفاد پرست واعظین کی طرح محض اپنی دیہاڑی لگانے کے چکر میں فضول قسم کے قصے کہانیاں سنا کر اپنی فیس کھری کرے اور چلتا بنے۔ یاد رکھیں اگر سننے والوں کے عقیدے اور عمل میں کوئی اصلاح اور تبدیلی نہ آئے تو یہ ساری مشق بے کار ہے۔

82- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوَاضُعِ

تواضع اختیار کرنا

2029: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللهُ رَجُلاً بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی، اللہ درگزر کرنے والے شخص کی عزت میں اضافہ ہی کرتا ہے، اور جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ اسے رفعت عطا فرماتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ وَاسْمُهُ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں عبدالرحمٰن بن عوف، ابن عباس اور ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے، ابو کبشہ انماری کا نام عمر بن سعد ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ارواء الغليل: ٢٢٠٠، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٣٢٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥٨٨، مسند احمد: ٧٢٠٦، صحيح ابن حبان: ٣٢٤٨

فوائد الحدیث: انسان کی سوچ بعض اوقات ظاہری صورتحال پر ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ان امور کا انجام ظاہر کے برعکس ہوتا ہے۔ مثلاً

۱۔ صدقہ کرنے سے انسان سمجھتا ہے کہ مال کم ہو گیا ہے مگر حقیقت میں بڑھ جاتا ہے۔

۲۔ کسی دوسرے کو معاف کرنا، انسان سمجھتا ہے کہ میری بے عزتی ہے کہ میں بدلہ نہ لوں لیکن اللہ تعالیٰ اسے معاف کرنے کی صورت میں پہلے سے زیادہ عزتوں سے نواز دیتے ہیں۔

۳۔ جو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے آپ کو عاجزی وانکساری کا پیکر بنالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں لوگوں کی نظروں میں باوقار اور بلند کر دیتا ہے اور آخرت میں بھی اس کے لیے شاندار انجام اور اجر وثواب ہوگا۔

83- بَابُ مَا جَاءَ فِي الظُّلْمِ

ظلم کی مذمت

2030: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ظلم قیامت کے دن کئی تاریکیوں / اندھیروں کا باعث ہوگا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ وَأَبِي مُوسَى وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو، عائشہ، ابو موسیٰ، ابوہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.

یہ حدیث ابن عمر کی روایت سے حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٨٩٠، والبخاري في الادب المفرد: ٤٨٥، والبغوي: ٤١٦٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٤٤٧، صحيح مسلم: ٢٥٧٩، مسند احمد: ٥٦٦٢ و ٦٢١٠

فوائد الحدیث: قیامت کے دن لوگ اپنے عقائد واعمال کی بنیاد پر مختلف حالتوں میں ہوں گے۔ مثلاً کوئی فالج زدہ ہوگا، تو کسی کے منہ پر گوشت نہیں ہوگا۔ کوئی پاگلوں کی سی حالت میں ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ظالم لوگ اندھیروں میں ہونگے خواہ وہ ظالم عقیدے کے اعتبار سے مشرک ہوں کہ

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ (سورۃ لقمان ۱۳)

"بے شک شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔"

یا وہ ظالم عمل کے اعتبار سے بدعتی اور مقلدین ہوں:

وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝

(الفرقان ۲۷-۲۸)

"اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا، ہائے کاش! کہ میں نے رسول (ﷺ) کی راہ اختیار کی ہوتی۔ ہائے افسوس! کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا"۔

یا وہ ظالم دنیا میں دوسرے لوگوں کا حق دبانے والے، دنیا میں عدل و انصاف نہ کرنے والے۔ کمزور کو ذہنی اور جسمانی اذیت دینے والے ہوں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب ظالم قیامت کے دن اندھیرے میں ہوں گے۔ جبکہ ان کے مقابلے میں مومنوں کے لیے نور اور روشنی ہوگی جس میں وہ چلیں گے

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ . . . الآية (الحدید:۱۲)

"قیامت کے دن تو دیکھے گا کہ ایمان دار مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا..... الایۃ"

نیز فرمایا:

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ . . الاية (التحریم:۸)

"جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں کرے گا، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا..... الایۃ"۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم قیامت کے دن کے اندھیرے سے بچنے کے لیے تمام قسم کے ظلم، شرک، بدعات اور حقوق العباد میں دوسروں کی حق تلفی وغیرہ سے مکمل اجتناب کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے (آمین) کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

84- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْعَيْبِ لِلنِّعْمَةِ

کسی نعمت میں عیب نہ نکالنا

2031: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ كَانَ إِذَا اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِلَّا تَرَكَهُ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، جب اس کی رغبت ہوتی تو اسے کھا لیتے ورنہ اسے چھوڑ دیتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو حَازِمٍ هُوَ الْأَشْجَعِيُّ الْكُوفِيُّ وَاسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلَى عَزَّةَ الْأَشْجَعِيَّةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو حازم یہ اشجعی کوفی ہے، ان کا نام سلمان مولیٰ عزہ اشجعیہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ۳۰۳۱، البيهقي: ۲۹۷/۷، في دلائل النبوة: ۳۲۱/۱

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۵۶۳ و ۵۴۰۹، صحیح مسلم: ۲۰۶۴، سنن ابو داود: ۳۷۶۳، مسند احمد: ۹۵۰۷ و ۱۰۱۴۱، صحیح ابن حبان: ۶۴۳۶ و ۶۴۳۷

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی کسی بھی نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے نہ کہ اس نعمت میں عیب اور نقص نکال کر ناشکری کے مرتکب ہوں۔ وہ نعمت اولاد، صحت، مال و دولت اور کاروبار وغیرہ کی شکل میں ہو کسی دوسرے کی طرف سے تیار کردہ کھانا وغیرہ کہ ایک تو یہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہوتی ہے اور دوسرا وہ چیز تیار کرنے والے کی دل آزاری ہوگی، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کھانے میں عیب اور نقص نہیں نکالا تھا، پسند آتا تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ آج جو لوگ گھروں میں سالن میں نمک مرچ کی کمی بیشی یا روٹی کے جل جانے یا کسی جانب سے کچی رہ جانے پر ادھم مچا دیتے ہیں انہیں ضرور اپنے طرز عمل کو رسول اللہ ﷺ کے مبارک اسوۂ حسنہ میں ڈھالنا چاہیے۔

85- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْظِيمِ الْمُؤْمِنِ

مومن کی تعظیم کرنا

2032: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ وَالْجَارُودُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ أَوْفَى بْنِ دَلْهَمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَنَادَى بِصَوْتٍ رَفِيعٍ فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ مَنْ قَدْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الْإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ))

قَالَ وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى الْبَيْتِ أَوْ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللهِ مِنْكِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے تو بلند آواز سے پکار کر فرمایا: ”لوگو! جس نے زبان سے اسلام قبول کیا اور ایمان اس کے دل تک نہیں پہنچا، مسلمانوں کو اذیت پہنچاؤ نہ انہیں عار دلاؤ اور نہ ہی ان کے عیوب تلاش کرو، کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کا عیب تلاش کرے گا تو اللہ اس کا عیب تلاش کرے گا اور اللہ جس کا عیب تلاش کرے گا تو پھر وہ اسے رسوا کر دے گا خواہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔“

راوی نے بیان کیا: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن بیت اللہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: تیری عظمت اور تیری حرمت کس قدر عظیم ہے، لیکن اللہ کے ہاں مومن کی حرمت تجھ سے بھی بڑھ کر ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ. وَرَوَى إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السَّمَرْقَنْدِيُّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ نَحْوَهُ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف حسین بن واقد کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں اسحاق بن ابراہیم سمرقندی نے حسین بن واقد سے اسی مانند روایت کیا ہے اور ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) تخريج مشكاة المصابيح: ٥٠٤٤ — التحقيق الثاني، التعليق الرغيب: ٢٧٧/٣

تخریج الحدیث: شرح السنة: ٣٥٢٦، صحيح ابن حبان: ٥٧٦٣، سنن ابو داود: ٤٨٨٠، مسند احمد: ١٩٧٧٦

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن آدمی کی عزت اور قدر و قیمت بیت اللہ سے بھی بڑھ کر ہے اس لیے جو شخص کسی مسلمان

کے عیب تلاش کرے کہ اسے معاشرے میں رسوا کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے عیوب و نقائص لوگوں کے سامنے افشاء کر کے اسے معاشرے میں ذلیل کر دیتا ہے۔ اس لیے کسی بھی مومن مسلمان کی نا تو تحقیر کرنی چاہیے اور نہ ہی اس کے عیب تلاش کرنے چاہئیں۔

86- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّجَارِبِ

تجربہ

2033: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا حَلِيمَ إِلَّا ذُو عَثْرَةٍ وَلَا حَكِيمَ إِلَّا ذُو تَجْرِبَةٍ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لغزش والا ہی بردبار ہوتا ہے اور تجربے والا ہی دانا ہوتا ہے''۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج مشكاة المصابيح: ٥٠٥٦، سلسلة الضعيفة: ٥٦٤٦، ضعيف الجامع الصغير: ٦٢٨٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٠٥٦، صحيح ابن حبان: ١٩٣، والادب المفرد: ص: ١٩٩ روضة العقلاء ص: ٢٠٨

فوائد الحدیث: انسان جب غلطی کرتا ہے تو پھر اسے احساس ہوتا ہے کہ غلطی کے بعد معافی کی ضرورت کس قدر ہوتی ہے لہٰذا وہ دوسروں کی غلطیوں پر بھی درگزر کرنا سیکھ لیتا ہے۔ نیز عقل انسان کو تجربے کے بعد آتی ہے کہ وہ ہر ایک معاملے کی اچھائی اور برائی کو قبل از وقت بھانپ لیتا ہے اور پھر حالات و واقعات کے پیش نظر اکثر صحیح فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

87- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يُعْطَهُ

کسی ایسی چیز کا اظہار کرنا جو پاس نہ ہو

2034: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ فَإِنَّ مَنْ أَثْنَى فَقَدْ شَكَرَ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ تَحَلَّى بِمَا لَمْ يُعْطَهُ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جسے کوئی عطا (بخشش، نعمت) عطا کی گئی، پس اس نے (قدرت) پائی تو وہ اس کا بدلہ دے، جو قدرت بدلہ نہ پائے تو وہ تعریف کرے، کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکر ادا کیا، جس نے چھپایا اس نے (اس نعمت کا) انکار کیا، جس نے اپنے آپ کو کسی ایسی چیز کے ساتھ آراستہ کیا جو اسے عطا نہیں کی گئی تو وہ جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور اس باب میں سیّدہ اسماء بنت ابی بکر اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم

سے بھی روایت ہے۔

وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ)). يَقُولُ قَدْ كَفَرَ تِلْكَ النِّعْمَةَ.

آپ ﷺ کے اس فرمان "ومن کتم فقد کفر" کا مفہوم ہے کہ "اس نے اس نعمت کی ناشکری کی"۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٦١٧، التعليق الرغيب: ٢/٥٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨١٣، صحيح ابن حبان: ٣٤١٥

فوائد الحدیث: (۱) جس شخص کو ہدیہ اور گفٹ ملے تو اسے چاہیے کہ دینے والے کو بدلے میں اس سے بہتر یا کم از کم اسی طرح کا تحفہ واپس لوٹائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا (النساء:٨٦)

اگر تحفہ لوٹانے کی طاقت نہ ہو تو پھر تحفہ دینے والے کی تعریف کرے اس کا شکریہ ادا کرے اور اس تحفے کی تعریف کرتے ہوئے لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرے یہ اس کی طرف سے شکریہ ادا ہو جائے گا۔

(۲) اگر کوئی شخص ہدیہ واپس بھی نہیں لوٹاتا اور لوگوں کے سامنے اس تحفے کا اظہار بھی نہیں کرتا تو یہ ناشکری ہے۔ اور ناشکری اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سبب ہے۔

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ (ابراہیم۔۷)

"اور جب تمہارے رب نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب بڑا سخت ہے"۔

(۳) اگر کوئی شخص دوسرے لوگوں کے سامنے اپنی ویلیو بنانے کے لیے جھوٹ موٹ کی باتیں بنا کر اپنی برتری ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ اس میں حقیقت کچھ نہیں ہوتی تو وہ جھوٹا آدمی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی حقیقت کو لوگوں کے سامنے واضح کر کے اسے شرمندہ کر دیتے ہیں۔ یہ مرض اکثر دفاتر میں عام ہے کہ ہر کوئی دوسرے کو "صاحب" سے منسوب کہانیاں گھڑ گھڑ کر سناتا رہتا ہے کہ آج انہوں نے مجھ سے فلاں کام میں مشورہ کیا۔ آج انہوں نے میری تعریف میں فلاں بات کہی وغیرہ وغیرہ۔ پھر چند لمحوں بعد ہی "صاحب" سے جھڑکیاں کھا کر ذلیل ہو رہے ہوتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ

88- بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّنَاءِ بِالْمَعْرُوفِ

معروف و بھلائی کے بدلے میں ثنا و تعریف کرنا

2035: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ بِمَكَّةَ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْأَحْوَصُ بْنُ جَوَّابٍ عَنْ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ جَزَاكَ اللهُ

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے کے لیے کہا: "جَزَاكَ اللهُ خيرا" اللہ تجھے بہتر بدلہ عطا فرمائے، تو اس نے (اس کی) خوب تعریف کی۔"

خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ جَيِّدٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن جید غریب ہے۔ ہم اس کو اسامہ بن زید کی حدیث سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا فَلَمْ يَعْرِفْهُ.

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اس کی مثل روایت کی گئی ہے۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو انہوں اس (حدیث) کو نہ پہچانا۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ حَازِمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الْمَكِّيَّ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجٍ الْمَكِّيِّ فَجَاءَ سَائِلٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ لِخَازِنِهِ أَعْطِهِ دِينَارًا. فَقَالَ مَا عِنْدِي إِلَّا دِينَارٌ إِنْ أَعْطَيْتُهُ لَجُعْتَ وَعِيَالُكَ. قَالَ فَغَضِبَ وَقَالَ أَعْطِهِ.

عبدالرحیم بن حازم بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: میں نے مکی بن ابراہیم کو بیان کرتے ہوئے سنا: ہم ابن جریج مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے، ایک سائل آیا اس نے ان سے سوال کیا، تو ابن جریج نے اپنے خازن (خزانچی) سے کہا: اسے ایک دینار دے دو۔ اس نے کہا: میرے پاس صرف ایک دینار ہی ہے اگر میں نے وہ اسے دے دیا تو آپ اور آپ کے بچے بھوکے رہ جائیں گے۔ وہ غصے میں آگئے اور کہا: اسے دو۔

قَالَ الْمَكِّيُّ فَنَحْنُ عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجٍ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ بِكِتَابٍ وَصُرَّةٍ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْهِ بَعْضُ إِخْوَانِهِ وَفِي الْكِتَابِ إِنِّي قَدْ بَعَثْتُ خَمْسِينَ دِينَارًا. قَالَ فَحَلَّ ابْنُ جُرَيْجٍ الصُّرَّةَ فَعَدَّهَا فَإِذَا هِيَ أَحَدٌ وَخَمْسُونَ دِينَارًا. قَالَ فَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ لِخَازِنِهِ قَدْ أَعْطَيْتَ وَاحِدًا فَرَدَّهُ اللهُ عَلَيْكَ وَزَادَكَ خَمْسِينَ دِينَارًا.

مکی نے کہا: ہم ابن جریج کے پاس تھے کہ ایک آدمی خط اور تھیلی لے کر ان کے پاس آیا وہ ان کے کسی بھائی نے انہیں بھیجی تھی، خط میں تحریر تھا: میں پچاس دینار بھیج رہا ہوں، ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے تھیلی کھولی اور دینار گنے تو وہ اکیاون دینار تھے، ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خازن سے کہا: تم نے ایک دینار دیا تھا تو اللہ نے وہ تجھے لوٹا دیا اور پچاس دینار تجھے مزید عطا فرما دیے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخريج مشكاة المصابيح: ٣٠٢٤، التعليق الرغيب: ٢/٥٥، الروض النضير: ٨

تخریج الحدیث: العلل الكبير للمصنف: ٣٤٦، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٨٠، صحيح ابن حبان: ٣٤١٣

فوائد الحدیث: (۱) جو شخص کسی کو تحفہ دے تو اسے جواب میں تحفہ دینا چاہیے۔ (تفصیل حدیث نمبر ۲۰۳۴ کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں۔)

(۲) اگر وہ جواب میں تحفہ نہیں لوٹاتا بلکہ جزاك الله خيرا (اللہ تعالیٰ تجھے بہتر بدلہ عطا فرمائے) کے الفاظ کے ساتھ اس کو دعا دے دیتا ہے تو اس نے اس کی تعریف کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔

تَمَّ كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَيَلِيهِ كِتَابُ الطِّبِّ

26

أَبْوَابُ الطِّبِّ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

طب کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِمْيَةِ

پرہیز کے بارے میں

2036: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ أَحَدُكُمْ يَحْمِي سَقِيمَهُ الْمَاءَ)).

سیّدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ کسی بندے سے محبّت کرتا ہے تو اسے دنیا سے بچاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے مریض کو پانی سے بچاتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ صُهَيْبٍ وَأُمِّ الْمُنْذِرِ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور اس باب میں صہیب اور ام منذر سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث محمد بن لبید کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ.

امام علی بن حجر نے ہم کو اخبرنا اسماعیل بن جعفر عن عمرو بن ابی عمرو عن عاصم بن عمر بن قتادہ عن محمود بن لبید کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح بیان کیا ہے اور اس میں عن قتادہ بن النعمان کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الظَّفَرِيُّ هُوَ أَخُو أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لِأُمِّهِ وَمَحْمُودُ بْنُ لَبِيدٍ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قتادہ بن نعمان ظفری ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ماں کی طرف سے بھائی ہیں۔ محمود بن لبید نے

وَرَآهُ وَهُوَ غُلَامٌ صَغِيرٌ. صغر سنی میں نبی ﷺ کی زیارت کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج مشكاة المصابيح: ٥٢٥٠ — التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٦٦٩، مسند احمد: ٢٣٦٢٢

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ اپنی آخرت کو سنوارے اور اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث بن جائے۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا کو کھیل، تماشہ، دھوکہ فراڈ وغیرہ قرار دیا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں دنیا کی شدید ترین مذمت کی گئی ہے کہ اس کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ جن بندوں سے محبّت کرتا ہے ان کو دنیا کے ایسے مال و متاع سے بچاتا ہے جو انسان کے لیے آخرت سے غفلت اور اس کی خرابی و بربادی کا باعث ہوتا ہے۔ حالانکہ دنیا کے مال و متاع کی ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے۔

۲۔ اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے ایک مثال سے سمجھایا ہے کہ پانی انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات میں سے ہے لیکن بسا اوقات یہ مریض کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے تو اس کے ورثاء اپنے مریض سے محبّت کی وجہ سے اس کے شدید مطالبے کے باوجود اسے پانی نہیں دیتے، آج کے دور میں کئی ایسی بیماریاں ہیں جن میں خوراک کا پرہیز ہوتا ہے مثلاً شوگر والے کو چینی کا، کولسٹرول والے کو چکنائی، گھی وغیرہ کا، بلڈ پریشر والے کو نمک کا وغیرہ اور مریض کو یہ پرہیز گھر والے سختی سے کرواتے ہیں حالانکہ انہیں اس سے محبّت ہوتی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو دنیا کی فراوانی سے بچائے رکھتے ہیں تاکہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں کمال حاصل کرے اور دنیا کے فتنوں سے محفوظ رہے۔

2037: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَلَنَا دَوَالٍ مُعَلَّقَةٌ قَالَتْ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ وَعَلِيٌّ مَعَهُ يَأْكُلُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعَلِيٍّ ((مَهْ مَهْ يَا عَلِيُّ! فَإِنَّكَ نَاقِهٌ)). قَالَ فَجَلَسَ عَلِيٌّ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَأْكُلُ. قَالَتْ فَجَعَلْتُ لَهُمْ سِلْقًا وَشَعِيرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا عَلِيُّ! مِنْ هَذَا فَأَصِبْ فَإِنَّهُ أَوْفَقُ لَكَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ فُلَيْحٍ.

وَيُرْوَى عَنْ فُلَيْحٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ

سیّدہ ام منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، ہماری خشک کھجوروں والی ایک شاخ لٹکی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ وہ کھجوریں کھانے لگے تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھانے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”علی! ٹھہرو، تم ابھی ابھی صحت یاب ہوئے ہو۔“ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور نبی ﷺ کھاتے رہے، میں نے ان کے لیے چقندر اور جو تیار کیے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”علی! یہ لے لو کیونکہ یہ تمہارے لیے زیادہ موافق ہے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف فلیح کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

اور فلیح سے عن ایوب بن عبد الرحمن بھی روایت کیا گیا ہے۔

ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا ابو عامر و ابو داود قالا حدثنا فلیح بن

يَعْقُوبَ عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ الأَنْصَارِيَّةِ فِي حَدِيثِهِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ((أَنْفَعُ لَكَ)). وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَحَدَّثَنِيهِ أَيُّوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ. هَذَا حَدِيثٌ جَيِّدٌ غَرِيبٌ.

سلیمان عن ایوب بن عبدالرحمن عن یعقوب عن ام المنذر الانصاریہ کی سند سے بیان کیا کہ وہ کہتی ہیں دخل علینا رسول اللہ ﷺ باقی حدیث یونس بن محمد کی حدیث کی طرح بیان کی سوائے اس کے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "اَنْفَعُ لَكَ" یہ تیرے لیے زیادہ نفع بخش / مفید ہے۔ محمد بن بشار کہتے ہیں اور مجھ کو یہ حدیث ایوب بن عبدالرحمن نے بھی بیان کی۔ یہ حدیث جید غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث ۲۰۳۸

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٨٥٦، سنن ابن ماجه: ٣٤٤٢، مسند احمد : ٢٧٠٥١

فوائد الحدیث: ۱۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیماری سے ابھی تازہ تازہ صحت یاب ہوئے تھے۔ اور بیمار آدمی کو ہلکی پھلکی غذا دی جاتی ہے پھر آہستہ آہستہ اس کے معدے کو ٹھوس غذا کے قابل بنایا جاتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو کھجوریں کھانے سے روکا اور ان کی طبیعت کے موافق جو خوراک تھی اسے استعمال کرنے کا حکم فرمایا۔ لہٰذا جسمانی صحت کے لیے مضر چیزوں سے آدمی کو پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ "پرہیز علاج سے بہتر ہے"

۲۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مشکل کشا نہیں ہیں ورنہ آپ بیمار نہ ہوتے۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّوَاءِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ

دوائی اور اس کی ترغیب

2038: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ قَالَتِ الأَعْرَابُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا نَتَدَاوَى قَالَ ((نَعَمْ يَا عِبَادَ اللهِ! تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً أَوْ قَالَ دَوَاءً إِلَّا دَاءً وَاحِدًا)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا هُوَ قَالَ ((الْهَرَمُ)).

سیّدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اعرابیوں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہم علاج معالجہ نہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، اللہ کے بندو! علاج معالجہ کرو، کیونکہ اللہ نے جو بھی بیماری پیدا کی ہے اس کے لیے شفا، یا دوا بھی پیدا فرمائی ہے، سوائے ایک بیماری کے۔" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ بیماری کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بڑھاپا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، ابوہریرہ، ابو خذامہ عن ابیہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح الترمذي: ١٦٦٠، اخرجه الحميدى: ٨٢٤، البخاري في الادب المفرد: ٢٩١، الحاكم: ١/١٢١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٨٥٥، سنن ابن ماجه: ٣٤٣٦، سنن النسائی فی الکبری: ٧٥٥٣، مسند احمد : ١٨٤٥٥، صحيح ابن حبان: ٤٨٦

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی زندگی میں مختلف حالات وواقعات سے دوچار کرتے ہیں۔ کبھی خوشی ہوتی ہے اور کبھی غم، کبھی صحت ہوتی تو کبھی بیماری، تاکہ انسان خوشی میں شکر ادا کرے اور دکھ میں صبر کر کے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے جوڑے رکھے۔

۲۔ بیماری کی حالت میں ظاہری اسباب اختیار کر کے بیماری کا علاج کرنا توکل کے منافی نہیں۔ بلکہ ایک لحاظ سے اللہ کریم پر پختہ ایمان اور یقین کی علامت ہے کہ اگر میری کسی کوتاہی کی وجہ سے بیماری آئی ہے

وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ (الشعراء:٨٠)

''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ مجھے شفا دیتا ہے''

تو اس کا علاج (دوائی) بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے لہٰذا اسے اختیار کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں شفا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم اور فضل سے ہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو کوئی دوائی اثر نہیں کرتی۔

۳۔ بڑھاپا قانون قدرت کا اٹل فیصلہ اور اللہ وحدہٗ لا شریک کی واحدانیت کی زبردست دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کا علاج اور اس کی دوائی نازل نہیں فرمائی تو دنیا کی کوئی طاقت کسی بوڑھے کو جوان نہیں کر سکتی۔ ڈاکٹروں کے نسخے اور حکیموں کے کشتے اسے مزید بوڑھا اور کمزور تو کر سکتے ہیں دوبارہ جوانی میں نہیں لوٹا سکتے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ مَا يُطْعَمُ الْمَرِيضُ

مریض کو کیا کھلایا جائے

2039: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ بْنِ بَرَكَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَخَذَ أَهْلَهُ الْوَعْكُ أَمَرَ بِالْحَسَاءِ فَصُنِعَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ فَحَسَوْا مِنْهُ وَكَانَ يَقُولُ ((إِنَّهُ لَيَرْتُو فُؤَادَ الْحَزِينِ وَيَسْرُو عَنْ فُؤَادِ السَّقِيمِ كَمَا تَسْرُو إِحْدَاكُنَّ الْوَسَخَ بِالْمَاءِ عَنْ وَجْهِهَا)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ کے اہل خانہ کو بخار ہو جاتا تو آپ ﷺ شوربہ / سوپ بنانے کا حکم فرماتے تو وہ بنایا جاتا، پھر آپ ﷺ انہیں حکم فرماتے تو وہ اس میں سے تھوڑا تھوڑا لے کر پیتے تھے، اور آپ فرماتے تھے: ''وہ رنجیدہ شخص کے دل کو تسکین دیتا ہے اور مریض کے دل سے بیماری کا اثر اس طرح زائل کر دیتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی پانی کے ساتھ اپنے چہرے سے میل دور کر دیتی ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الطَّالْقَانِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ.

ابن مبارک نے اسے یونس عن الزہری عن عروہ عن عائشہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور اسی کے ساتھ ہم کو حسین بن محمد نے حدثنا ابو اسحاق الطالقانی عن ابن المبارک کی سند سے بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٧٥٢، تخريج مشكاة المصابيح: ٤٢٣٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٤٤٥، سنن النسائي في الكبرى: ٧٥٧٣، مسند احمد : ٢٤٠٣٥

فوائد الحدیث: بیمار آدمی کو نرم غذا کی ضرورت ہوتی ہے تو آپ ﷺ نے اس کے لیے بہترین غذا تلبینہ تجویز فرمائی، جو کہ گندم یا جَو کے آٹے میں گھی یا زیتون کا تیل ملا کر تیار کیا جاتا، ہمارے ہاں دلیہ اور سوجی کا پتلا سا حلوہ بھی تیار کیا جاتا ہے۔ مریض کی نوعیت کا لحاظ رکھتے ہوئے یخنی اور سوپ بھی تیار کیا جاتا ہے۔ یہ تمام غذائیں نرم ہوتی ہیں بیمار کو تقویت پہنچاتی ہیں اور کمزوری کو رفع کرتی ہیں۔

بہر حال مریض کے لیے حسب حال نرم غذا کا اہتمام کرنا چاہئے، طبیعت کی چاہت سے اسے میٹھا یا نمکین بھی بنایا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ پھر اشیاء بھی اسی مناسبت سے استعمال کی جائیں گی۔

4- بَابُ مَا جَاءَ لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ

اپنے مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو

2040: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ يُونُسَ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَإِنَّ اللهَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ)).

سیّدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں کھلاتا پلاتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ١٧٤١، ابن عدي في الكامل: ٤٦٤/٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٤٤٤، معجم الكبير للطبراني في الكبير: ١٧/٨٠٧، وفي الاوسط: ٦٢٦٨، مستدرک حاكم: ١/٣٥٠، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٩/٣٤٧

فوائد الحدیث: بیماری کی حالت میں عمومی طور پر مریض کا کچھ کھانے کو جی نہیں چاہتا اس لیے اس کے لیے نرم غذا بیان فرمائی گئی ہے۔ تاکہ وہ آسانی اور رغبت سے کچھ نہ کچھ کھالے۔ پھر بھی وہ اگر انکار کرے یا چند گھونٹ یا لقمے لیکر چھوڑ دے تو اسے زیادہ کھانے پینے پر مجبور نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بیمار شخص کی خوراک کی کمی کو پورا فرمادیتے ہیں۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

کلونجی کے بارے میں

2041: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ فَإِنَّ فِيهَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کلونجی استعمال کرو، کیونکہ اس میں موت کے سوا ہر بیماری سے شفا ہے۔“

وَالسَّامُ الْمَوْتُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ.

اور اس باب میں بریدہ، ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ هِيَ الشُّونِيزُ.

اور "الحبۃ السوداء" سے مراد "الشونیز" کلونجی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ٢٠١٦٩، الحمیدی: ١٠٧، ابن ابي شيبة: ٨/ ١٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٦٨٨، صحیح مسلم: ٢٢١٥، سنن ابن ماجه: ٣٤٤٧، سنن النسائی فی الکبری: ٧٥٧٨ و ٧٥٧٩، مسند احمد : ٧٢٨٧، صحیح ابن حبان: ٦٠٧١

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کے لیے شفا رکھی ہے لیکن اس کا استعمال کسی ماہر طبیب کے مشورے سے کرنا چاہئے جو مریض کی کیفیت اور آب وہوا کی مناسبت سے خوراک کی مقدار مقرر کر دے۔

ہر دوائی میں شفا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہے، دوائی پر توکل نہیں کرنا چاہئے، بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر ہو، جن چیزوں میں شفا بیان کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یقینی ہیں۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي شُرْبِ أَبْوَالِ الإِبِلِ

اونٹوں کا پیشاب پینے (کی حلت)

2042: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ وَثَابِتٌ وَقَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَبَعَثَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ ((اشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرینہ کے کچھ لوگ مدینے آئے تو انہیں وہاں کی آب وہوا موافق نہ آئی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں صدقہ کے اونٹوں میں بھیج دیا، اور فرمایا: "ان کا دودھ اور ان کے پیشاب پیو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج کے لیے دیکھیں حدیث ٦٢۔

فوائد الحدیث: ١۔ پیٹ کی بیماریوں، خصوصاً ہیپاٹائٹس کے مریض اگر اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پئیں تو اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے گا۔

٢۔ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب پاک ہے۔

٣۔ بیماری کی حالت میں آب وہوا کی تبدیلی کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل ہوا جا سکتا ہے لیکن کسی وباء ہیضہ، طاعون وغیرہ کی صورت میں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ أَوْ غَيْرِهِ

زہر یا کسی اور چیز کے ذریعے خودکشی کرنے والا

2043: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أُرَاهُ رَفَعَهُ قَالَ ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا أَبَدًا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے لوہے کے (کسی آلے کے) ذریعے خودکشی کی تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ وہ لوہے کا ٹکڑا اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا، اور جس نے زہر کے ذریعے خودکشی کی ہوگی تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کے گھونٹ پیتا رہے گا۔''

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٢٤١٦، ابو عوانة: ١/٤٣، الدارمي: ٢٣٦٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٧٧٨، صحيح مسلم: ١٠٩، سنن ابو داود: ٣٨٧٢، سنن ابن ماجه: ٣٤٦٠، سنن. النسائی: ٦٧-٤/٦٦، مسند احمد : ٧٤٤٨، صحيح ابن حبان: ٥٩٨٦

2044: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے لوہے کے ٹکڑے (آلے) کے ذریعے خودکشی کی تو اس کا لوہے کا ٹکڑا اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اس کو جہنم کی آگ میں اپنے پیٹ میں ہمیشہ مارتا رہے گا، جس نے زہر کے ذریعے خودکشی کی تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں اس کے گھونٹ بھرتا رہے گا، جس نے کسی پہاڑ سے گر کر خودکشی کی ہوگی تو وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ گرتا رہے گا۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنِ الأَعْمَشِ.

محمد بن علاء نے ہم کو حدثنا وکیع و ابو معاویہ عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا شعبہ کی اعمش سے حدیث کی طرح۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَهُوَ أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الأَوَّلِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے اور وہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اسی طرح کئی ایک نے یہ حدیث اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے بیان کی ہے۔

وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ عُذِّبَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ)). وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا.

اور محمد بن عجلان سعید مقبری کے حوالے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے زہر کے ذریعے خودکشی کی تو اسے جہنم کی آگ میں عذاب دیا جائے گا۔'' انہوں نے اس روایت میں ہمیشہ ہمیشہ کا ذکر نہیں کیا۔''

وَهَكَذَا رَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهَذَا أَصَحُّ لِأَنَّ الرِّوَايَاتِ إِنَّمَا تَجِيءُ بِأَنَّ أَهْلَ التَّوْحِيدِ يُعَذَّبُونَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّهُمْ يُخَلَّدُونَ فِيهَا.

اسی طرح ابو زناد نے اسے اعرج عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور یہ زیادہ صحیح ہے کیونکہ روایات میں مذکور ہے کہ توحید پرستوں کو جہنم کی آگ میں عذاب دیا جائے گا اور پھر انہیں اس میں سے نکال لیا جائے گا اور یہ ذکر نہیں کیا جاتا کہ انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس میں رکھا جائے گا۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۰۴۳۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٧٧٨، صحیح مسلم: ١٠٩، سنن ابو داود: ٣٨٧٢، سنن ابن ماجه: ٣٤٠، سنن النسائی: ٦٧-٤/٦٦، مسند احمد : ٧٤٤٨، صحیح ابن حبان: ٥٩٨٦

فوائد الحدیث: ۱۔ خودکشی کرنا جرم اور حرام ہے کیونکہ زندگی، موت کا مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہے جو شخص خودکشی کرتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ زندگی موت کا اختیار مجھے بھی ہے اور میں خود اپنی تدبیر سے مصیبتوں اور پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہوں، ایسا شخص اگر مومن ہو وہ ابدی جہنمی تو نہیں البتہ لمبا عرصہ تک شدید ترین عذاب بھگتے گا۔

۲۔ خودکشی کرنے والا جس طریقے سے اپنی زندگی کا خاتمہ کرے گا دوزخ میں اسے اسی طرح کی سزا کا سامنا ہو گا جیسا کہ حدیث الباب میں صراحت موجود ہے۔

2045: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبیث دوائی سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: يَعْنِي السُّمَّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یعنی زہر سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٨/٥، الحاكم: ٤/١٤٠، ابو نعيم في الحليه: ٨/٣٧٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٨٧٠، سنن ابن ماجه: ٣٤٥٩، مسند احمد : ٤٠٤٨

فوائد الحدیث: کسی بھی قسم کی حرام اور نجس، پلید چیز سے علاج کرنا ممنوع ہے۔ زہر سے چونکہ انسان مر جاتا ہے اس لیے اس کا استعمال کرنا حرام ہے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّدَاوِي بِالْمُسْكِرِ

نشہ آور چیز کے ساتھ علاج معالجہ کرنے کی ممانعت

2046: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ وَسَأَلَهُ سُوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ أَوْ طَارِقُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّنَا نَتَدَاوَى بِهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّهَا لَيْسَتْ بِدَوَاءٍ وَلَكِنَّهَا دَاءٌ)).
حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَشَبَابَةُ عَنْ شُعْبَةَ بِمِثْلِهِ. قَالَ مَحْمُودٌ قَالَ النَّضْرُ طَارِقُ بْنُ سُوَيْدٍ وَقَالَ شَبَابَةُ سُوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

سیّدنا وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ سوید بن طارق یا طارق بن سوید نے آپ ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے انہیں منع فرما دیا تو انہوں نے عرض کیا: ہم تو اس کے ذریعے علاج معالجہ کرتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ دوا نہیں بلکہ ایک بیماری ہے۔“
محمود نے ہم کو بیان کیا کہ نضر بن شمیل اور شبابہ نے شعبہ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔ محمود نے کہا: نضر کہتے ہیں طارق بن سوید ہیں اور شبابہ نے کہا سوید بن طارق۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سنن ابن ماجه رقم: ٥٠٠، اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٢/٨، البيهقي: ٤/١٠
تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٨٤، سنن ابو داود: ٣٨٧٣، مسند احمد : ١٨٧٨٧، ابن حبان: ١٣٨٩ و ٦٠٦٥
فوائد الحدیث: شراب بھی حرام ہے اور انسانی جسم و جان کے لیے مضر ہے اس لیے اس سے بھی علاج نہیں کیا جا سکتا۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعُوطِ وَغَيْرِهِ

ناک میں ڈالنے کی دوا وغیرہ

2047: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوَيْهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَمَّادٍ الشُّعَيْثِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوطُ وَاللَّدُودُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشْيُ)). فَلَمَّا اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ لَدَّهُ أَصْحَابُهُ فَلَمَّا فَرَغُوا قَالَ ((لُدُّوهُمْ)). قَالَ فَلُدُّوا كُلُّهُمْ غَيْرَ الْعَبَّاسِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ناک میں دوائی ڈالنا، حلق میں دوائی ڈالنا، سینگی لگوانا اور جلاب لینا بہترین طریقہ علاج ہے۔“ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کے اصحاب نے آپ ﷺ کے حلق میں دوائی ڈالی، جب وہ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان کے حلق میں دوائی ڈالو۔“ پس سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی تمام (حاضرین) کے حلق میں دوائی ڈالی گئی۔“

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة المصابيح: ٤٤٧٣ — التحقيق الثاني، عباد بن منصور ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٤٧٧ و ٣٤٧٨، مسند احمد : ٣٣١٦، صحيح ابن حبان: ٦٠٧٢
فوائد الحدیث: ١۔ ”سعوط“ ناک میں دوائی ڈالنے کو کہتے ہیں۔

۲۔ "لدود" وہ دوائی جو منہ میں پلائی جاتی ہے۔

۳۔ "الحجامة" پچھنے لگوانا۔

۴۔ "المشيُّ" اسہال کے لیے جلاب لینا۔

یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن مذکورہ طریقوں سے حسب ضرورت علاج کیا جاسکتا ہے۔ جس کا فیصلہ کوئی ماہر طبیب ہی کر سکتا ہے۔

2048: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ اللَّدُودُ وَالسَّعُوطُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ وَخَيْرُ مَا اكْتَحَلْتُمْ بِهِ الإِثْمِدُ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ)).
قَالَ وَكَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حلق میں دوائی ڈالنا، ناک میں دوائی ڈالنا، سینگی لگوانا اور جلاب لینا بہترین طریقہ علاج ہے، اور بہتر سرمہ جو تم لگاتے ہو وہ اثمد ہے، کیونکہ وہ نظر کو تیز کرتا ہے اور بال (پلکیں) اگاتا ہے۔"
راوی نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ کی سرمے دانی تھی، آپ ﷺ سوتے وقت اس میں سے ہر آنکھ میں تین تین بار سرمہ لگاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور یہ عباد بن منصور کی حدیث ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف إِلَّا فِقْرَةُ الْاِكْتِحَالِ بِالإِثْمِدِ فَصَحِيحة) "اور بہتر سرمہ جو تم لگاتے ہو وہ اثمد ہے" کے الفاظ صحیح ہیں باقی یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں عباد بن منصور ضعیف ہے۔

تخريج الحديث: مسند الطيالسي: ٢٦٨١، سنن ابن ماجه: ٣٤٩٩، مسند احمد: ٣٣١٨ و ٣٣٢٠

فوائد الحديث: حسب ضرورت یا زیب وزینت کے لیے آنکھوں میں سرمہ لگایا جاسکتا ہے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّدَاوِي بِالْكَيِّ
لوہے کو گرم کر کے داغ لینے کی ممانعت

2049: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْكَيِّ. قَالَ فَابْتُلِينَا فَاكْتَوَيْنَا فَمَا أَفْلَحْنَا وَلَا أَنْجَحْنَا.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوہے کو گرم کر کے داغ لینے سے منع فرمایا۔ راوی بیان کرتے ہیں: ہم بیماری میں مبتلا ہوئے تو ہم نے لوہے سے داغ لیا پس ہم اس میں کامیاب و کامران نہ ہو سکے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
عبدالقدوس بن محمد نے حدثنا عمرو بن عاصم حدثنا ہمام عن قتادۃ عن الحسن کی سند سے ہم کو بیان کیا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

حُصَيْنٍ قَالَ نُهِينَا عَنِ الْكَيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

نے بیان کیا ہمیں لوہا گرم کر کے داغ لینے سے روک دیا گیا۔ امام ترمذی نے کہا: اس باب میں سیّدنا ابن مسعود، عقبہ بن عامر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحاكم في المستدرك: ٢١٣/٤، صحيح ترمذي: ١٦٦٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٨٦٥، سنن ابن ماجه: ٣٤٩٠، سنن النسائی فی الکبری: ٧٦٠٢، مسند احمد: ١٩٨٣١، صحيح ابن حبان: ٦٠٨١

فوائد الحدیث: ۱۔ زخم وغیرہ کی صورت میں جسم کو گرم لوہے سے داغنا چونکہ جسمانی طور پر تکلیف کا باعث ہے اس لیے آپ ﷺ نے اس طریقہ علاج سے منع فرمایا ہے۔

۲۔ اگر علاج کے تمام طریقے اپنا لیے لیکن افاقہ نہیں ہوا تو پھر مجبوراً داغ بھی لگوایا جاسکتا ہے۔ باقی زندگی موت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

لوہے کو گرم کر کے داغ لینے کی رخصت

2050: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَوَى أَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ مِنَ الشَّوْكَةِ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو جسم پر نکلنے والی پھنسی کی وجہ سے داغ دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيٍّ وَجَابِرٍ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا اُبی اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج مشكاة المصابيح ٥٤٣٧ — التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٦٠٨٠، مسند احمد: ١٦٦١٨ و ٢٣٢٠٧

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۲۰۴۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ

سینگی لگانا

2051: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَجَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَجِمُ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ گردن کی ہر دو جانب دو پوشیدہ رگوں اور کندھے میں سینگی لگواتے تھے، اور آپ ﷺ (چاند کی) سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو سینگی لگواتے تھے۔

وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس اور معقل بن یسار رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٩٩٤، ابن عدي في الكامل: ١/٣٤٢، الحاكم: ٤/٢١٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٨٦٠، سنن ابن ماجه: ٣٤٨٣، مسند احمد : ١٢١٩١، صحيح ابن حبان: ٦٠٧٧

فوائد الحدیث: ا۔ "اخدعین" گردن کے دونوں جانب (دائیں، بائیں) کی رگیں۔

یہاں پچھنا لگوانا سر اور اس کے متعلق اعضاء کی بیماریوں میں مفید ہے۔

۲۔ "کاھل" دونوں کندھوں کے درمیان۔ یہ پچھنے کندھے کی بیماریوں کے علاج کے لیے ہیں۔

۳۔ پچھنے کسی ماہر آدمی سے لگوانے چاہئیں، جسے معلوم ہو کہ کس بیماری کے لیے کون سی رگ میں سے کس مقدار میں خون نکالنا ہے۔ کیونکہ خون کا کم یا زیادہ اخراج مزید بیماری کا باعث بن سکتا ہے۔

۴۔ حدیث الباب میں مذکور تاریخوں کا اہتمام کر لیا جائے تو بہتر ہے اگر کوئی مجبوری ہو تو ان کے علاوہ بھی سینگی لگوائی جا سکتی ہے۔

2052: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ قُرَيْشٍ الْيَامِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ أَنَّهُ لَمْ يَمُرَّ عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا أَمَرُوهُ أَنْ مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ.

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج کے حوالے سے بیان فرمایا: "وہ فرشتوں کی جس بھی جماعت سے گزرتے تو وہ آپ ﷺ کو یہی کہتے کہ اپنی امت کو سینگی لگوانے کا حکم فرمائیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ابن مسعود کی حدیث سے حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) بعض نے اس کی سند کو عبدالرحمن بن اسحاق کے ضعف کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: تحفة الاشراف: ٧/٧٦ حديث رقم: ٩٣٦٤

فوائد الحدیث: سینگی لگوانا ایک بہترین اور مفید طریقہ علاج ہے اس لیے آپ ﷺ کو خصوصی طور پر حکم فرمایا گیا کہ اپنی امت کو یہ طریقہ علاج اپنانے کا حکم فرمائیں۔

2053: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ كَانَ لِابْنِ عَبَّاسٍ غِلْمَةٌ ثَلَاثَةٌ حَجَّامُونَ فَكَانَ اثْنَانِ مِنْهُمْ يُغِلَّانِ عَلَيْهِ وَعَلَى أَهْلِهِ وَوَاحِدٌ يَحْجُمُهُ وَيَحْجُمُ أَهْلَهُ. قَالَ

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تین غلام (سینگی) لگانے والے تھے، ان میں سے دو ان کے اور ان کے اہل و عیال کے پاس غلہ لاتے تھے، جبکہ ایک انہیں اور ان کے اہل و عیال کو سینگی لگاتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، اللہ کے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((نِعْمَ الْعَبْدُ الْحَجَّامُ يُذْهِبُ الدَّمَ وَيُخِفُّ الصُّلْبَ وَيَجْلُو عَنِ الْبَصَرِ)).

نبی ﷺ نے فرمایا: ''سینگی لگانے والا غلام کتنا اچھا ہے وہ خون لے جاتا ہے، کمر کو ہلکا کر دیتا ہے اور بینائی صاف کر دیتا ہے۔''

وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ عُرِجَ بِهِ مَا مَرَّ عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوا عَلَيْكَ بِالْحِجَامَةِ. وَقَالَ ((إِنَّ خَيْرَ مَا تَحْتَجِمُونَ فِيهِ يَوْمَ سَبْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ تِسْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ)).

اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب معراج پر گئے تو آپ ﷺ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ ﷺ کو یہی کہتے: آپ ﷺ سینگی لگوائیں۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''سترہ، انیس اور اکیس تاریخ سینگی لگوانے کے لیے بہترین دن ہیں۔''

وَقَالَ ((إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوطُ وَاللَّدُودُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ)).

اور فرمایا: ''ناک میں دوائی ڈالنا، حلق میں دوائی ڈالنا، سینگی لگوانا اور جلاب لینا بہترین طریقہ علاج ہے۔''

وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَدَّهُ الْعَبَّاسُ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ لَدَّنِي فَكُلُّهُمْ أَمْسَكُوا فَقَالَ ((لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِمَّنْ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ غَيْرَ عَمِّهِ الْعَبَّاسِ)).

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے رسول اللہ ﷺ کے حلق میں دوائی ڈالی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے میرے حلق میں دوائی ڈالی تھی؟'' وہ سب خاموش ہو گئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ گھر میں موجود ہر شخص کے حلق میں دوائی ڈالی جائے۔''

قَالَ عَبْدٌ قَالَ النَّضْرُ اللَّدُودُ الْوَجُورُ.

عبد کہتے ہیں نضر نے کہا ''اَللَّدُوْدُ'' سے مراد ''اَلْوَجُوْرُ'' ''حلق میں دوائی ڈالنا'' ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف عباد بن منصور کی حدیث سے جانتے ہیں۔ اور اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) عباد بن منصور ضعیف ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٧٦٢، ضعيف الجامع الصغير: ٥٩٦٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٤٧٧ و ٣٤٧٨، مسند احمد : ٣٣١٦، صحيح ابن حبان: ٦٠٧٢

فوائد الحدیث: ۱۔ سینگی لگانے کی اجرت لی جا سکتی ہے۔

۲۔ فرشتوں کا بار بار کہنا تاکید کے لیے تھا۔

۳۔ دوائی استعمال کرنے کا کوئی سا بھی آسان اور مفید طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ دوائی پی لینا، یا حلق میں ڈالنا وغیرہ۔

۴۔ آپ ﷺ کی مرض الموت میں آپ ﷺ کے حلق میں زبردستی دوائی ڈال دی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ گھر میں موجود تمام افراد کے حلق میں دوائی ڈلوائی تھی۔ جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح کھانے پینے میں مریض کو مجبور نہیں کرنا چاہئے اسی طرح دوائی پلانے میں بھی اس کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّدَاوِي بِالْحِنَّاءِ

مہندی کے ذریعے علاج کرنا

2054: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ حَدَّثَنَا فَائِدٌ مَوْلَى لآلِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمَى وَكَانَتْ تَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ مَا كَانَ يَكُونُ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُرْحَةٌ وَلَا نَكْبَةٌ إِلَّا أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَضَعَ عَلَيْهَا الْحِنَّاءَ.

علی بن عبید اللہ نے اپنی دادی سلمی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، وہ نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کوئی زخم یا پھنسی وغیرہ ہوتی تو آپ ﷺ مجھے حکم فرماتے کہ میں اس پر مہندی رکھوں (لگاؤں)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ فَائِدٍ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ فَائِدٍ فَقَالَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمَى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَلِيٍّ أَصَحُّ وَيُقَالُ سُلْمَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف فائد کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ ان میں سے بعض نے اس حدیث کو فائد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: عن عبید اللہ بن علی عن جدتہ سلمی اور عبید اللہ بن علی زیادہ صحیح ہے۔ اور سُلمَی بھی کہا جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ فَائِدٍ مَوْلَى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مَوْلَاهُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَدَّتِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

ہم کو محمد بن علاء نے حدثنا زید بن حباب عن فائد مولیٰ عبید اللہ بن علی عن مولاہ عبید اللہ بن علی عن جدتہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی کی مثل اس معنی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ترمذي: ١٦٧٦، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٢٢/١٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٨٥٨، سنن ابن ماجه: ٣٥٠٢، مسند احمد : ٢٧٦١٧ و ٢٧٦١٨

فوائد الحدیث: مہندی چونکہ خشک ہوتی ہے اس لیے زخموں پر لگانے سے زخم جلدی مندمل ہو جاتے ہیں اس سے علاج کرنا بھی جائز ہے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الرُّقْيَةِ

دم کی ممانعت

2055: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَقَّارِ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ اكْتَوَى أَوِ اسْتَرْقَى فَقَدْ بَرِءَ مِنَ التَّوَكُّلِ)).

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے لوہا گرم کر کے داغ لگایا دم کرایا تو وہ توکل سے بری ہو گیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں ابن مسعود، ابن عباس

عَبَّاسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٧٦٣، ابن ابي شيبة: ٨/ ٧٠، البغوي: ٣٢٤١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٤٨٩، سنن النسائی فی الکبری: ٧٦٠٥، مسند احمد : ١٨١٨٠ و ١٨٢١٧، صحيح ابن حبان: ٦٠٨٧

فوائد الحدیث: ا۔ کسی بھی بیماری کے علاج کے لیے کوئی طریقہ اختیار کرنا یہ ظاہری اسباب ہیں۔ اگر کوئی شخص انہیں صرف اسباب کی حد تک سمجھ کر کرے تو یہ درست ہے توکل علی اللہ کے خلاف نہیں اور اگر کوئی شخص انہی اسباب کو ہی اصل سمجھ کر شفا کا منبع سمجھ لے تو وہ توکل سے نکل گیا ہے۔ اور حدیث الباب میں یہی مراد ہے۔

۲۔ دم میں بھی شرکیہ دم جھاڑا یا شرکیہ تعویذ گنڈھا ممنوع اور حرام ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات یا معوذات کے ساتھ دم کرنا تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے یہ توکل کے خلاف نہیں۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

دم کی رخصت

2056: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ وَالْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی زہریلی چیز کے ڈس لینے، نظر لگ جانے اور نملہ (چیونٹی کے کاٹ لینے یا پسلی میں دانے نکلنے والے مرض) سے دم کرانے میں رخصت عنایت فرمائی۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ وَأَبُو نُعَيْمٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بخار اور پسلی میں دانے نکلنے والے مرض سے دم کرانے کی رخصت دی ہے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَقَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ.

اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرے نزدیک یہ حدیث معاویہ بن ہشام کی سفیان کے حوالے سے مروی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرٍ وَعَائِشَةَ وَطَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ وَعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَأَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا بریدہ، عمران بن حصین، جابر، عائشہ، طلق بن علی، عمرو بن حزم اور ابو خزامہ عن ابیہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٦/٨-٣٧، البيهقي: ٣٤٨/٩

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢١٩٦، سنن ابو داود: ٣٨٨٩، سنن ابن ماجه: ٣٥١٦، سنن النسائی فی الکبری: ٧٥٤١، مسند احمد : ١٢١٧٣ و ١٢١٩٤، صحیح ابن حبان: ٦١٠٤

فوائد الحدیث: ١۔ کسی بھی موذی چیز کے ڈسنے، نظر لگ جانے اور پھوڑے پھنسی کی صورت میں دم کروایا جاسکتا ہے۔

٢۔ جس شخص کو مسنون معوذات یا مخصوص دعائیں یاد ہوں وہ ان کے ذریعے دم کر سکتا ہے ورنہ ہر شخص سورت فاتحہ، معوذتین اور درود ابراہیمی پڑھ کر دم کر دے تو اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمادیں گے ان شاءاللہ۔

2057: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر لگ جانے یا کسی زہریلی چیز کے ڈس لینے ہی سے دم کرنا ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حصین عن الشعبی عن بریدہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج مشکاة المصابیح رقم: ٤٥٥٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٤٨٤، مسند احمد : ١٩٩٠٨، صحیح بخاری: ٥٧٠٥

فوائد الحدیث: حدیث الباب، میں مذکور دو چیزوں کے علاوہ باقی بیماریوں میں بھی دم کرنا جائز ہے جیسا کہ مختلف احادیث میں صراحت موجود ہے، اور آئندہ احادیث میں بھی مذکور ہیں۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقْيَةِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ

معوذتین کے ساتھ دم کرنا

2058: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتَّى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جن اور انسان کی نظر سے پناہ طلب کیا کرتے تھے حتیٰ کہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس نازل ہوئیں، جب وہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے انہیں لے لیا اور جو ان کے سوا تھا اسے چھوڑ دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ترمذي: ١٦٨١، اخرجه الطحاوي في شرح المشكل: ٢٩٠٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٥١١، سنن النسائی: ٨/٢٧١

فوائد الحدیث: معوذتین میں دم کے لیے جامع کلمات ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ دم کرنے کو ترجیح دیتے۔ ورنہ دوسرے کلمات کے ساتھ بھی آپ ﷺ سے مختلف بیماریوں کے لیے دم کرنا ثابت ہے، جیسا کہ آئندہ، احادیث میں بیان ہو رہا ہے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ

نظر لگ جانے سے کیا جانے والا دم

2059: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عُرْوَةَ وَهُوَ أَبُو حَاتِمٍ بْنُ عَامِرٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ فَقَالَ ((نَعَمْ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ)).

عبید بن رفاعہ زرقی سے روایت ہے کہ اسماء بنت عیسیٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اللہ کے رسول (ﷺ)! جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو بہت جلد نظر لگ جاتی ہے کیا میں انہیں دم کروا لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب آسکتی تو نظر اس پر غالب آتی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَبُرَيْدَةَ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور اس باب میں عمران بن حصین اور بریدہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور یہ حدیث ایوب عن عمرو بن دینار عن عروہ بن عامر عن عبید بن رفاعہ عن اسماء بنت عمیس کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا.

اسی کے ساتھ ہم کو حسن بن علی الخلال نے حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن ایوب کی سند کے ساتھ اسی طرح بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٦٨٢، اخرجه ابن ابي شيبة: ٥٦/٨، البغوي: ٤٢٤٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٥١٠، مسند احمد : ٢٧٤٧٠

فوائد الحدیث: ۱۔ نظر کا لگ جانا ایک حقیقت ہے اس لیے اس کا دم کروانا جائز اور درست ہے۔

۲۔ جو شخص کسی بھی اچھی چیز یا کام کو دیکھ کر پڑھتا ہے ماشاء اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو اس کی نظر بھی کسی کو نہیں لگتی اور کسی دوسرے کی نظر اس کو بھی نہیں لگے گی۔

18- بَابُ [كَيْفَ يُعَوَّذُ الصِّبْيَانُ]

بچوں کو کس طرح پناہ میں دیا جائے

2060: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ حسن و

وَيَعْلَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَقُولُ ((أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ)). وَيَقُولُ ((هَكَذَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يُعَوِّذُ إِسْحَاقَ وَإِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)).

حسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات کے ساتھ (اللہ کی) پناہ میں دیتے تھے: ((أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ)) ''میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے تم دونوں کو شیطان سے، مہلک زہریلے جانور سے، نظر بد سے پناہ میں دیتا ہوں۔'' اور آپ ﷺ فرماتے: ''ابراہیم علیہ السلام، اسحاق و اسماعیل علیہما السلام کو اسی طرح پناہ میں دیا کرتے تھے۔''

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤٨/٧-٤٩، الحاكم: ١٦٨/٣، البغوي: ١٤١٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٣٧١، سنن ابو داود: ٤٧٣٧، سنن ابن ماجه: ٣٥٢٥، عمل اليوم والليلة للنسائی: ١٠٠٦، مسند احمد : ٢١١٢، صحيح ابن حبان: ١٠١٣

فوائد الحدیث: ۱۔ چھوٹے بچوں کو حفظ ماتقدم کے طور پر دم کیا جاسکتا ہے اگرچہ وہ بیمار نہ بھی ہوں۔

۲۔ جو لوگ بڑے ہیں انہیں تو خود صبح و شام کے اذکار کا اہتمام کرنا چاہئے۔ اور بچوں کے لیے ان کے والدین کو چاہیے کہ وہ انہیں صبح، شام مسنون دعاؤں کے ساتھ دم کریں۔

۳۔ ''هامة'' سے ہر قسم کے زہریلے ڈسنے والے جانور مراد ہیں۔ اور ''لامه'' ہر وہ آنکھ جو کسی بھی تکلیف میں مبتلا کر دے، یعنی ''نظر بد''۔

19- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ وَالْغَسْلُ لَهَا

نظر لگ جانا حق ہے اور اس کے لیے غسل

2061: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي حَيَّةُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا شَيْءَ فِي الْهَامِ وَالْعَيْنُ حَقٌّ)).

سیدنا حابس تمیمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہام (الو، زمانہ جاہلیت میں عربوں کے اعتقاد کے مطابق مقتول کے سر سے ایک پرندہ نکل کر کہتا ہے: مجھے سیراب کرو، مجھے سیراب کرو اور مقتول کا بدلہ لیے جانے تک وہ یہ کہتا رہتا ہے) کی کوئی حقیقت نہیں اور نظر لگ جانا حق ہے۔''

حکم الحدیث: (ضعيف لٰكِنْ قَوْلِهِ: ((الْعَيْنُ حَقٌّ)) صَحِيْحٌ) کے ''نظر لگ جانا حق ہے'' الفاظ صحیح ہیں۔ باقی یہ روایت ضعیف ہے۔ سلسلة الاحاديث الضعيفة: ٤٨٠٤، سلسله الصحيحة: ١٢٤٨، ضعيف الجامع الصغير: ٦٢٩٥، صحيح الجامع الصغير: ٧٥٠٣

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٦٦٢٧ و ٢٠٦٧٩، ٧٦٢٠، ٨٢٤٥ صحيح بخاری: ٥٧٤٠، ٥٧٠٧ و ٥٧٧٠، صحيح مسلم: ٢١٨٧، ٢٢٢٠

فوائد الحدیث: زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ گمان تھا جب تک مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو مقتول کی روح اُلو کی کھوپڑی میں اڑتی رہتی ہے اور گھر والوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ میرا بدلہ لو۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کی تردید فرمائی کہ اس گمان اور خیال کی کوئی حقیقت نہیں آج بھی کئی لوگ عام روحوں کے متعلق بھی خیال کرتے ہیں کہ وہ جمعرات کو واپس آتی ہیں اور کچھ کھانے پینے کے سامان کا مطالبہ کرتی ہیں تو انہیں ضرور غور کرنا چاہئے کہ ان کے اس نظریے کے تانے بانے کہاں ملتے ہیں۔

2062: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب آسکتی تو نظر اس پر غالب آسکتی تھی۔ اور جب تم سے غسل کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو تم غسل کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

وَحَدِيثُ حَيَّةَ بْنِ حَابِسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ حَيَّةَ بْنِ حَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ وَحَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ لَا يَذْكُرَانِ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اور حیہ بن حابس کی روایت غریب ہے۔ شیبان نے یحییٰ بن ابی کثیر عن حیہ بن حابس عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ علی بن مبارک اور حرب بن شداد اس میں ابوہریرہ کا حوالہ ذکر نہیں کرتے۔

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٢٥١-١٢٥٢، تخريج الكلم الطيب: ٢٤٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢١٨٨، سنن النسائي في الكبرى: ٧٦٢٠، صحيح ابن حبان: ٦١٠٧

فوائد الحدیث: ۱۔ نظر کا لگ جانا ایک حقیقت ہے دم، دعا کے علاوہ اس کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ جس شخص کے متعلق گمان ہو کہ اس کی نظر لگی ہے تو اس سے ایک برتن میں مکمل غسل کروایا جائے اور پھر وہ پانی جسے نظر لگی ہو اس پر ڈال دیا جائے تو نظر بد کے اثرات فوری ختم ہو جاتے ہیں۔

۲۔ اگر کسی شخص سے غسل کا پانی طلب کیا جائے تو اسے چاہئے کہ ان کو غسل کر کے پانی دے دے تاکہ ان کا وھم دور ہو جائے اور ان کا مریض تندرست ہو جائے۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْأَجْرِ عَلَى التَّعْوِيذِ

دم کرنے (تعویذ) پر اجرت لینا

2063: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا، ہم نے ایک قوم کے ہاں قیام کیا، ان سے مہمان نوازی کا مطالبہ کیا تو انہوں نے ہماری مہمان نوازی

فَسَأَلْنَاهُمُ الْقِرَى فَلَمْ يَقْرُونَا فَلُدِغَ سَيِّدُهُمْ فَأَتَوْنَا فَقَالُوا هَلْ فِيكُمْ مَنْ يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ قُلْتُ نَعَمْ أَنَا وَلَكِنْ لَا أَرْقِيهِ حَتَّى تُعْطُونَا غَنَمًا.

نہ کی، ان کے سردار کو کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا، وہ ہمارے پاس آئے تو انہوں نے کہا: کیا تم میں کوئی بچھو کے کاٹ لینے پر دم کرنے والا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، میں ہوں، لیکن میں تو بکریاں لے کر دم کروں گا۔

قَالُوا فَإِنَّا نُعْطِيكُمْ ثَلَاثِينَ شَاةً. فَقَبِلْنَا فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ (الْحَمْدُ لِلّٰهِ) سَبْعَ مَرَّاتٍ فَبَرَأَ وَقَبَضْنَا الْغَنَمَ. قَالَ فَعَرَضَ فِي أَنْفُسِنَا مِنْهَا شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا تَعْجَلُوا حَتَّى تَأْتُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَيْهِ ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي صَنَعْتُ قَالَ ((وَمَا عَلِمْتَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اقْبِضُوا الْغَنَمَ وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ)).

انہوں نے کہا: ہم تمہیں تیس بکریاں دیں گے، پس ہم نے قبول کر لیا، میں نے سات بار سورۃ الفاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا اور ہم نے بکریاں وصول کر لیں۔ اس سے ہمارے دلوں میں ایک چیز کا خیال آیا۔ ہم نے کہا: جلدی نہ کرو حتیٰ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ جائیں، جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو میں نے جو کیا تھا اس کے متعلق آپ ﷺ کو بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں کس طرح پتہ چلا کہ یہ دم ہے، بکریاں قبضے میں لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی مقرر کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو نَضْرَةَ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ قُطَعَةَ. وَرَخَّصَ الشَّافِعِيُّ لِلْمُعَلِّمِ أَنْ يَأْخُذَ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ أَجْرًا وَيَرَى لَهُ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَى ذَلِكَ. وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

ابو نضرہ کا نام منذر بن مالک بن قطعہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے معلم کو رخصت دی ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم پر اجرت لے لے، اور وہ اس کے لیے سمجھتے ہیں کہ وہ اس پر شرط مقرر کر لے، اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

وَرَوَى شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور شعبہ، ابو عوانہ اور کئی ایک نے یہ حدیث ابو بشر سے روایت کی ہے وہ عن ابی المتوکل عن ابی سعید کی سند سے نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابی شیبة: ٨/٥٣-٥٤، النسائی فی عمل الیوم اللیلة: ١٠٢٧، صحیح ترمذی: ١٦٨٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٠٩٨٥، ١١٠٧١ سنن النسائی فی الکبری: ١٠٨٦٦ و ١٠٨٦٩، ابن حبان: ٦١١٢، صحیح بخاری: ٢٢٧٦ و ٥٧٣٦، صحیح مسلم: ٢٢٠١، ٦٥، سنن ابو داود: ٤٣١٨ و ٣٩٠٠، سنن ابن ماجه: ٢١٥٦

2064: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَرُّوا بِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَلَمْ

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے چند اصحاب کا کسی عرب قبیلے کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے ان کی مہمان نوازی کی نہ ضیافت، ان کا سردار بیمار ہو گیا تو وہ ہمارے پاس آئے انہوں نے کہا: کیا تمہارے پاس کوئی دوا ہے؟ ہم نے

يَقْرُوهُمْ وَلَمْ يُضَيِّفُوهُمْ فَاشْتَكَى سَيِّدُهُمْ فَأَتَوْنَا فَقَالُوا هَلْ عِنْدَكُمْ دَوَاءٌ قُلْنَا نَعَمْ وَلَكِنْ لَمْ تَقْرُونَا وَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَلَا نَفْعَلُ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلاً. فَجَعَلُوا عَلَى ذَلِكَ قَطِيعًا مِنَ الْغَنَمِ. قَالَ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَّا يَقْرَأُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ فَلَمَّا أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ قَالَ ((وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ)). وَلَمْ يَذْكُرْ نَهْيًا مِنْهُ وَقَالَ ((كُلُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ)).

کہا: ہاں، لیکن تم نے ہماری مہمان نوازی کی نہ ضیافت پس ہم کوئی علاج معالجہ نہیں کریں گے حتیٰ کہ تم ہمارے لیے کچھ اجرت مقرر کرو، انہوں نے اس پر کچھ بکریاں مقرر کر دیں، پس ہم میں سے ایک آدمی اس پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے لگا تو وہ ٹھیک ہو گیا، جب ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کس طرح پتہ چلا کہ یہ دم ہے؟'' اور اس (راوی) نے اس سے ممانعت کا ذکر نہیں کیا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ اور اپنے ساتھ میرے لیے بھی حصہ مقرر کرو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الأَعْمَشِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ.
وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي وَحْشِيَّةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.
وَجَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ هُوَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي وَحْشِيَّةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور یہ اعمش عن جعفر بن ایاس کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔
اور اسی طرح یہ حدیث کئی ایک نے عن ابی بشر جعفر بن ابی وحشیہ عن ابی المتوکل عن ابی سعید کی سند سے بیان کی ہے۔
جعفر بن ایاس یہ جعفر بن ابی وحشیہ ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) صحیح ہے دیکھیں حدیث ماقبل ۲۰۶۳

تخريج الحديث: مسند احمد: ۱۰۹۸۵، ۱۱۰۷۱، سنن النسائی فی الکبری: ۱۰۸۶۶ و ۱۰۸۶۹، ابن حبان: ۶۱۱۲، صحیح بخاری: ۲۲۷۶ و ۵۷۳۶، صحیح مسلم: ۲۲۰۱، ۶۵، سنن ابو داود: ۴۳۱۸ و ۳۹۰۰، سنن ابن ماجه: ۲۱۵۶

فوائد الحديث: ۱۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قران مجید کے ساتھ دم کر کے اجرت لی جا سکتی ہے۔
۲۔ قرآن مجید کی تعلیم دے کر یا مساجد میں امامت و خطابت کی تنخواہ لینا بھی جائز اور حلال ہے۔ ''بعض الناس'' تعلیم قران مجید پر اجرت لینا حرام قرار دیتے ہیں لیکن آج تمام ''مقلدین'' تنخواہ اور مال و دولت کی خاطر ''غیر مقلدین'' بنے پھرتے ہیں۔
یاد رکھیے کہ یہ لوگ جو اہل حدیث کو غیر مقلد پکارتے ہیں سخت نادان ہیں اور بڑی زیادتی کرتے ہیں کیونکہ غیر مقلد وہ ہوتا ہے جو تقلید کا دعویٰ کرے لیکن تقلید نہ کرے۔ جس شخص نے تقلید کا دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ وہ اسے ناجائز اور حرام سمجھتا ہے وہ غیر مقلد کیسے ہوا مثلاً:
ایک بچہ کسی بھی مدرسے، سکول، کالج وغیرہ میں داخلہ لیتا ہے، اگر وہ اپنے ادارے میں حاضر ہو گا تو وہ حاضر تصور ہو گا اگر حاضر نہیں ہو گا تو پھر غیر حاضر قرار دیا جائے گا۔ اور جس نے داخلہ نہیں لیا وہ بھلے سے زندگی بھر میں ایک دن بھی اس ادارے میں نہ جائے اسے کوئی بھی شریف اور عقل مند شخص ''غیر حاضر'' نہیں پکارے گا۔ بالکل اسی طرح جو لوگ تقلید کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم فلاں امام کے مقلد ہیں اگر وہ اپنے امام کی تقلید کریں تو مقلد ہیں اور اگر تقلید نہ کریں تو غیر مقلد، اہل حدیث کا ان سے کچھ لینا دینا نہیں۔
اب جو لوگ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہیں اور تنخواہیں بھی وصول کر رہے ہیں خواہ وہ حفظ کی کلاس کا مدرس ہو یا تفسیر القرآن کا مفسر۔ مسجد کا امام ہو یا خطیب، اسے اپنے بارے میں ضرور فیصلہ کرنا چاہئے کہ وہ ''مقلد'' ہے یا ''غیر مقلد'' ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے اپنا حصہ اس لیے مقرر فرمادیا تاکہ دوسروں کے دل میں کسی قسم کا خلش نہ رہے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقَى وَالأَدْوِيَةِ

دم اور دوائیں

2065: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوَى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ شَيْئًا قَالَ ((هِيَ مِنْ قَدَرِ اللهِ)).

ابو خزامہ نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے بتائیں ایک دم کہ جس کے ذریعے ہم دم کرتے ہیں ایک دوائی کہ ہم اس کے ذریعے علاج کرتے ہیں اور بچاؤ کہ ہم اس کے ذریعے بچاؤ کرتے ہیں کیا وہ اللہ کی تقدیر سے کسی چیز کو دور کر سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بھی تو اللہ کی تقدیر سے ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ہم کو سعید بن عبدالرحمٰن نے حدثنا سفیان عن زہری عن ابن ابی خزامۃ عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ كِلْتَا الرِّوَايَتَيْنِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي خُزَامَةَ وَقَدْ رَوَى غَيْرُ ابْنِ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ وَهَذَا أَصَحُّ وَلَا نَعْرِفُ لِأَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ.

اور ابن عیینہ سے دونوں روایتیں روایت کی گئی ہیں۔ ان میں بعض نے کہا: عن ابی خزامہ عن ابیہ اور بعض نے کہا عن ابن ابی خزامہ عن ابیہ۔ اور بعض نے کہا: عن ابی خزامہ اور ابن عیینہ کے علاوہ کسی اور نے اسے زہری عن ابی خزامہ عن ابیہ کی سند سے روایت کیا اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ اور ہم ابو خزامہ عن ابیہ کی روایت کو اس حدیث کے علاوہ نہیں جانتے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٧٤٩، ضعيف ترمذي: ٣٥٩، اس میں ابن ابی خزامۃ مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٤٣٧، مسند احمد : ١٥٤٧٣

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے جس شخص کے متعلق جو بھی فیصلہ فرمادیا ہے وہی تقدیر ہے۔ اور دنیا کا کوئی دم، دوائی، علاج یا احتیاطی تدابیر، اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو نہ ٹال سکتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی تبدیلی لاسکتی ہے۔

اگر دوائی وغیرہ سے کوئی بیماری ختم ہو جائے تو یہ بھی تقدیر میں ہی لکھا ہوا ہے کہ فلاں شخص کو فلاں بیماری لگے گی پھر وہ فلاں دوائی استعمال کرے گا تو اسے اتنی مدت میں آرام آجائے گا وغیرہ وغیرہ۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَمْأَةِ وَالْعَجْوَةِ

کھنبی اور عجوہ (کھجور)

2066: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِيُّ وَهُوَ ابْنُ أَبِي السَّفَرِ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيهَا شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ وَالْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عجوہ (کھجور) جنّت سے ہے، اس میں زہر سے شفا ہے، اور کھنبی سلویٰ (کے ضمن) سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا سعید بن زید، ابو سعید اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو.

یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف سعید بن عامر بن محمد بن عمرو کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) تخريج المشكاة المصابيح: ٤٢٣٥ – التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٤٥٥، سنن النسائي في الكبرى: ٦٦٧٠ و ٦٦٧١ و ٦٦٧٢و ٦٦٧٣ و ٦٧١٩ و ٦٧٢٠ و ٦٧٢١، مسند احمد : ٨٠٠٢ و ٨٣٠٧

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف پھلوں اور جڑی بوٹیوں میں کئی ایک بیماریوں کی شفا رکھی ہے ان میں سے ایک عجوہ کھجور اور کھنبی بھی ہے۔ عجوہ کھجور، کو زہر کا علاج اور تریاق بیان کیا گیا ہے اور کھنبی کو آنکھوں کی بیماریوں کے لیے اکسیر، کہ اس کا پانی نچوڑ کر آنکھ میں ڈالا جائے تو اللہ تعالیٰ شفا دیتے ہیں کیونکہ شفا کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ جس دوائی میں چاہے تاثیر پیدا کر دے اور جس میں چاہے نہ کرے۔

۲۔ ”کھنبی“ کو ”مَنّ“ سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل پر من وسلویٰ بغیر مشقت کے اترتا تھا اسی طرح کھنبی بھی خود بخود اگنے والی بوٹی ہے اس پر کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی۔

2067: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ [ح] وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ)).

سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کھنبی سلوی (کے ضمن) سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ٤٤٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٤٧٨، صحيح مسلم: ٢٠٤٩، سنن ابن ماجه: ٣٤٥٤، سنن النسائی فی الکبری: ٦٦٦٨و ٧٥٦٤ و ٧٥٦٥، مسند احمد : ١٦٢٥

2068: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا الْكَمْأَةُ جُدَرِيُّ الأَرْضِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے چند افراد نے کہا: کھنبی زمین کی چیچک ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کھنبی سلویٰ میں سے ہے، اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے، عجوہ جنّت سے ہے اور وہ زہر کا تریاق ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح بما قبله) دیکھیں گزشتہ حدیث ٢٠٦٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٤٥٥، سنن النسائی فی الکبری: ٦٦٧٠ و ٦٦٧١ و ٦٦٧٢و ٦٦٧٣ و ٦٧١٩ و ٦٧٢٠ و ٦٧٢١، مسند احمد : ٨٠٠٢ و ٨٣٠٧

2069: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حُدِّثْتُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذْتُ ثَلَاثَةَ أَكْمُؤٍ أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَعَصَرْتُهُنَّ فَجَعَلْتُ مَاءَهُنَّ فِي قَارُورَةٍ فَكَحَلْتُ بِهِ جَارِيَةً لِي فَبَرَأَتْ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین یا پانچ یا سات کھنبیاں لیں، ان کا پانی نچوڑا اور اسے ایک بوتل میں ڈال دیا پھر میں نے اسے اپنی ایک لڑکی کی آنکھوں میں ڈالا تو وہ صحت یاب ہو گئی۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد مَعَ وَقْفِهِ) اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ٢٠٦٦ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

2070: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حُدِّثْتُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ الشُّونِيزُ دَوَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ. قَالَ قَتَادَةُ يَأْخُذُ كُلَّ يَوْمٍ إِحْدَى وَعِشْرِينَ حَبَّةً فَيَجْعَلُهُنَّ فِي خِرْقَةٍ فَلْيَنْقَعْهُ فَيَتَسَعَّطْ بِهِ كُلَّ يَوْمٍ فِي مَنْخَرِهِ الأَيْمَنِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الأَيْسَرِ قَطْرَةً وَالثَّانِي فِي الأَيْسَرِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الأَيْمَنِ قَطْرَةً وَالثَّالِثُ فِي الأَيْمَنِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الأَيْسَرِ قَطْرَةً.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کلونجی موت کے سوا ہر بیماری کی دوا ہے۔ قتادہ نے بیان کیا: وہ ہر روز کلونجی کے اکیس دانے لیتے اور انہیں چھوٹے کپڑے میں باندھ کر پانی میں بھگوتے، پھر ہر روز اس میں سے دو قطرے دائیں نتھنے میں ایک قطرہ بائیں نتھنے میں ڈالتے، دوسرے روز بائیں میں دو قطرے اور دائیں میں ایک قطرہ تیسرے روز دائیں میں دو قطرے اور بائیں میں ایک قطرہ ڈالتے تھے۔

حکم الحدیث: (ضعيفُ الإسْنَادِ مَعَ وَقْفِهِ؛ لَكِنْ صَحَّ مَرْفُوْعاً دُوْنَ قَوْلِ قَتَادَةَ: يَأْخُذُ) یہ روایت موقوف ہونے کے ساتھ ساتھ ضعیف بھی ہے۔ البتہ اس روایت میں قتادہ کے الفاظ کے علاوہ باقی الفاظ مرفوع صحیح ثابت ہیں۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٩٠٥

فوائد الحدیث: کلونجی سمیت وہ تمام جڑی بوٹیاں جن کے متعلق بیان ہوا ہے کہ وہ بیماریوں سے شفا ہیں، انہیں کسی ماہر طبیب کے مشورے سے اس کی ہدایات کے مطابق استعمال کرنا چاہئے کیونکہ طبائع کے اختلاف اور بیماریوں کے مختلف ہونے نیز آب و ہوا اور علاقے کی تاثیر کے مطابق ہی ان کو استعمال کیا جائے تو مفید ہوں گی ورنہ نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ اور نقصان انسانی غلطی کی وجہ سے ہوگا، رسول اللہ ﷺ کے تمام فرامین حق ہیں۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَجْرِ الْكَاهِنِ

کاہن کی اجرت

2071: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، بدکار عورت کی کمائی اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح حدیث ہے اس کی تخریج حدیث ۱۱۳۳، ۱۲۷۶ کے تحت گزر چکی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣١٩٤، سنن ابن ماجه: ١٤٩٤، مسند احمد: ١٢١٨٠

فوائد الحدیث: کاہن و نجومی جو لوگوں کو ان کے مستقبل سے آگاہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنی جھوٹ موٹ کی کہانیاں سناتے اور فیس لیتے ہیں، رسول اکرم ﷺ نے ایسی کمائی کو ناجائز قرار دیا ہے (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۱۳۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّعْلِيقِ

گلے میں کوئی چیز (تعویذ، منکا وغیرہ) لٹکانے کی ممانعت

2072: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوَيْهِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عِيسَى أَخِيهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ أَبِي مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ أَعُودُهُ وَبِهِ حُمْرَةٌ فَقُلْنَا أَلَا تُعَلِّقُ شَيْئًا قَالَ الْمَوْتُ أَقْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ).

عیسیٰ بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا، میں عبداللہ بن عکیم ابو معبد جہنی کی عیادت کے لیے ان کے پاس گیا، انہیں خسرہ کی بیماری تھی، میں نے کہا: آپ کوئی چیز کیوں نہیں لٹکا لیتے؟ انہوں نے کہا: موت اس سے زیادہ قریب ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی چیز لٹکائی تو اسے اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُكَيْمٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ كَتَبَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبداللہ بن عکیم کی حدیث کو ہم محمد بن عبدالرحمن ابن ابی لیلی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور عبداللہ بن عکیم نے نبی ﷺ سے سنا نہیں جبکہ وہ نبی ﷺ کے زمانے میں موجود تھے وہ بیان کرتے ہیں، رسول

اللہ ﷺ نے ہمیں خط لکھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

ہمیں محمد بن بشار نے حدثنا یحییٰ بن سعید عن ابن ابی لیلیٰ کی سند سے اسی طرح اس کا معنی بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.

امام ترمذی نے کہا: اس باب میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) غاية المرام: ٢٩٧، بعض نے اسے ابن ابی لیلیٰ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٨٧٨١، ١٧٤٠٤، ٢٠٠٠٠ صحيح ابن حبان: ٦٠٨٦، ٦٠٨٥، سنن ابن ماجه: ٣٥٣١

فوائد الحدیث: ۱۔ بیماری کی صورت میں قران مجید کی آیات اور معوذات کے ساتھ دم کرنا جائز اور درست ہے۔ کفریہ شرکیہ کلمات کے ساتھ دم کرنا حرام ہے۔ لیکن دم کی ہوئی کوئی چیز یا قرآنی آیات کے تعویذ یا ویسے ہی منکا، لکڑی یا دھاگہ گلے میں ڈالنا یا ہاتھ، بازو پر باندھنا کہ اس میں شفا ہے یہ درست نہیں کیونکہ جو لوگ یہ عمل کرتے ہیں ان کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ ہم انہی تعویذوں اور منکوں وغیرہ کی وجہ سے ہی بچے ہوئے ہیں اور پھر وہ انہیں کسی وقت بھی نہیں اتارتے کہ کہیں نقصان نہ ہو جائے، تو ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے اور شرک سے بچنا ضروری ہے۔

۲۔ جو لوگ قرآنی آیات کے تعویذ لٹکاتے ہیں اسے اگرچہ شرک تو نہیں کہا جا سکتا لیکن اس سے شرک کا دروازہ ضرور کھلتا ہے اس لیے اس سے بھی اجتناب کرنا چاہئے۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَبْرِيدِ الْحُمَّى بِالْمَاءِ

بخار کو پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرنا

2073: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْحُمَّى فَوْرٌ مِنَ النَّارِ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ)).

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بخار جہنم کی شدت کی وجہ سے ہے پس اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَامْرَأَةِ الزُّبَيْرِ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی نے کہا: اس باب میں اسماء بنت ابی بکر، ابن عمر، زوجہ زبیر، عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابی شيبة: ٨/٨١، الدارمي: ٢٧٧٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٢٦٢، ٥٧٢٦، صحيح مسلم: ٢٢١٢، سنن ابن ماجه: ٣٤٧٣، سنن النسائی فی الکبری: ٧٦٠٦، مسند احمد : ١٥٨١١

2074: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بخار جہنم کے جوش کی وجہ سے ہے، پس اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرو۔“

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہارون بن اسحق نے ہم کو حدثنا عبدۃ عن ہشام بن عروۃ عن فاطمۃ بنت المنذر عن اسماء بنت ابی بکر کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي حَدِيثِ أَسْمَاءَ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسماء کی حدیث میں اس سے زیادہ کلام ہے۔ اور یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: للالباني: ١٢٩٣، اخرجه ابن شيبة: ٨/ ٨٠، الطبراني في الاوسط: ٢٥٠٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٢٦٣، ٥٧٢٥، صحيح مسلم: ٢٢١٠، سنن ابن ماجه: ٣٤٧١، سنن النسائي في الكبرى: ٧٦٠٧، مسند احمد : ٢٤٢٢٨

فوائد الحدیث: بخار کی مختلف صورتیں ہیں اگر تو گرمی کی وجہ سے ہو تو پھر نہانے اور ٹھنڈا پانی پینے سے اسے افاقہ ہوگا لہٰذا یہ عمل کرنا چاہئے اور اگر سردی کی وجہ سے ہو تو پھر ٹھنڈے پانی سے پرہیز کریں اور طبیب کے مشورے کے مطابق علاج کریں۔

26- بَابُ [دُعَاءِ الْحُمَّى وَالْأَوْجَاعِ كُلِّهَا]

بخار اور تمام تکلیفوں کی دعا

2075: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْحُمَّى وَمِنَ الْأَوْجَاعِ كُلِّهَا أَنْ يَقُولَ ((بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بخار اور تمام تکلیفوں کے حوالے سے انہیں یہ دعا سکھایا کرتے تھے: ((بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ)) ”اللہ سب سے بڑے کے نام کے ساتھ، میں ہر پھڑکتی رگ کے شر سے اور آگ کی حرارت کے شر سے اللہ عظمت والے کی پناہ چاہتا ہوں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ. وَإِبْرَاهِيمُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ. وَيُرْوَى ((عِرْقٍ يَعَّارٍ)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، جبکہ ابراہیم کو حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اور ”عِرْقٍ نَعَّارٍ“ کی بجائے ”عِرْقٍ يَعَّارٍ“ کے الفاظ بھی روایت کئے گئے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة المصابيح: ١٥٥٤، ضعيف الجامع الصغير: ٤٥٨٧، ضعيف ابن ماجه: ٧٧١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٥٢٦، مسند احمد : ٢٧٢٩

فوائد الحدیث: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معوذتین کے علاوہ، دوسرے کلمات کے ساتھ بھی دم کیا جاسکتا ہے۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيلَةِ

غیلہ (رضاعت کے دوران بیوی سے جماع کرنا)

2076: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ ابْنَةِ وَهْبٍ وَهِيَ جُدَامَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((أَرَدْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيَالِ فَإِذَا فَارِسُ وَالرُّومُ يَفْعَلُونَ وَلَا يَقْتُلُونَ أَوْلَادَهُمْ)).

سیّدہ جدامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں نے غیلہ سے منع کرنے کا ارادہ کیا جبکہ فارس اور روم والے یہ (غیلہ) کرتے ہیں اور وہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کرتے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ مَالِكٌ وَالْغِيَالُ أَنْ يَطَأَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تُرْضِعُ.

مالک نے ابو الاسود عن عروہ عن عائشہ عن جدامہ بنت وہب کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: الغیال سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی اہلیہ سے جماع کرے جبکہ وہ بچے کو دودھ پلاتی ہو۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: للباني: ١٦٩٤-١٦٩٥، المزي في تهذيب الكمال: ١٤٣/٣٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٤٤٢، سنن ابو داود: ٣٨٨٢، سنن ابن ماجه: ٢٠١١، سنن النسائي في المجتبى: ١٠٦/٦- ١٠٧، وفي الكبرى: ٥٤٨٥، مسند احمد: ٢٧٠٣٤، صحيح ابن حبان: ٤١٩٦

2077: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ حَتَّى ذُكِّرْتُ أَنَّ الرُّومَ وَفَارِسَ يَصْنَعُونَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ)).

سیّدہ جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں نے غیلہ سے منع کرنے کا ارادہ کر لیا تھا حتیٰ کہ مجھے یاد آگیا کہ فارس اور روم والے یہ کرتے ہیں اور یہ ان کی اولاد کے لیے مضر نہیں۔''

قَالَ مَالِكٌ وَالْغِيلَةُ أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تُرْضِعُ.

اور امام مالک نے کہا: غیلہ سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی زوجہ سے جماع کرے جبکہ وہ بچے کو دودھ پلاتی ہو۔

قَالَ عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ نَحْوَهُ.

عیسیٰ بن احمد نے وحدثنا اسحق بن عیسیٰ حدثنی مالک عن ابی الاسود کی سند سے اس کی مثل بیان کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیے گزشتہ حدیث ۲۰۷۷

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٤٤٢، سنن ابو داود: ٣٨٨٢، سنن ابن ماجه: ٢٠١١، سنن النسائی فی المجتبی: ٦/١٠٦۔ ١٠٧، وفی الکبری: ٥٤٨٥، مسند احمد : ٢٧٠٣٤، صحيح ابن حبان: ٤١٩٦

فوائد الحدیث: مدت رضاعت میں خاوند اپنی بیوی کے ساتھ جماع کر سکتا ہے۔ عرب کے معاشرے میں لوگوں میں یہ بات معروف تھی کہ اس طرح دودھ پینے والے بچے کی صحت پر مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں تو وہ ان ایام میں بیوی سے ہمبستری نہیں کرتے تھے۔
رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکماً اس سے روکنا چاہا لیکن جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ فارس اور روم کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور ان کے بچوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو پھر آپ ﷺ نے بھی منع نہیں فرمایا۔ لہٰذا جائز ہے۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي دَوَاءِ ذَاتِ الْجَنْبِ

نمونیے کی دوا

2078: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْعَتُ الزَّيْتَ وَالْوَرْسَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ. قَالَ قَتَادَةُ وَيَلُدُّهُ مِنَ الْجَانِبِ الَّذِي يَشْتَكِيهِ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَأَبُو عَبْدِ اللهِ اسْمُهُ مَيْمُونٌ هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ.

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نمونیے سے زیتون اور ورس (ہلدی) تجویز فرماتے تھے: قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس طرف تکلیف ہوتی تھی اس جانب سے حلق میں ڈالتے تھے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
ابو عبداللہ کا نام میمون ہے وہ بصرہ کے شیخ ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ضعيف ابن ماجه: ٧٦١، اس میں ابی عبداللہ راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٤٦٧، سنن النسائی فی الکبری: ٧٥٨٨، مسند احمد : ١٩٣٢٧

2079: حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُذْرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي رَزِينٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ حَدَّثَنَا مَيْمُونٌ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَتَدَاوَى مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ بِالْقُسْطِ الْبَحْرِيِّ وَالزَّيْتِ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَيْمُونٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ. وَقَدْ رَوَى عَنْ مَيْمُونٍ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذَا الْحَدِيثَ. وَذَاتُ الْجَنْبِ السِّلُّ.

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم قسط بحری اور زیتون کے ساتھ نمونیے کا علاج کریں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ اور ہم اسے صرف میمون عن زید بن ارقم کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں اور میمون سے کئی ایک اہل علم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور "ذات الجنب" سے مراد "السِّلُّ" "نمونیہ" ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں بھی میمون ابی عبداللہ راوی ضعیف ہے۔ دیکھیں حدیث گزشتہ۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٩٢٨٩

فوائد الحدیث: ۱۔ ''ذات الجنب'' سے مراد پسلیوں کا درد ہے۔ ایسی صورت کو ''نمونیہ'' بھی کہتے ہیں۔

۲۔ ''ورس'' ہلدی کو کہتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ یہ اندرونی زخم اور درد کو ختم کر دیتی ہے۔ باذن اللہ تعالیٰ۔

۳۔ ''قسط بحری'' کا دوسرا نام ''عود ہندی'' بھی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ''نمونیے'' سے شفا رکھی ہے۔ لیکن اگر اللہ چاہے تو یہ چیزیں موثر ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو یہ کچھ بھی اثر نہیں کر سکتیں۔

۴۔ مذکورہ دونوں احادیث سنداً ضعیف ہیں لیکن ان میں مذکورہ چیزیں علاج میں دوائی کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔

29- بَابُ [كَيْفَ يُدْفَعُ الوَجْعُ، عَنْ نَفْسِهِ]

اپنے آپ سے بیماری کس طرح دور کی جائے

2080: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ السُّلَمِيِّ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ أَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَانَ يُهْلِكُنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((امْسَحْ بِيَمِينِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُوَّتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ)). قَالَ فَفَعَلْتُ فَأَذْهَبَ اللهُ مَا كَانَ بِي فَلَمْ أَزَلْ آمُرُ بِهِ أَهْلِي وَغَيْرَهُمْ.

سیّدنا عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ مجھے تکلیف تھی قریب تھا کہ وہ مجھے ہلاک کر دیتی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات بار اپنا دایاں ہاتھ پھیر اور یہ دعا پڑھ: ((أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُوَّتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ)) میں جو شر / تکلیف پاتا ہوں اس سے اللہ کی عزت و غلبے، اس کی قدرت اور اس کی حکومت کے ذریعے پناہ چاہتا ہوں۔'' پس میں نے ایسے کیا تو اللہ نے میری تکلیف دور کر دی۔ پھر میں اپنے اہل و عیال اور دیگر حضرات کو اس کا حکم دیتا رہا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٢٢/١١٥، النسائي في عمل اليوم الليلة: ٩٩٩

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢٢٠٢، سنن ابو داود: ٣٨٩١، سنن ابن ماجه: ٣٥٢٢، سنن النسائي في الكبرى: ٧٥٤٦، ١٠٨٣٧، ١٠٨٣٩، مسند احمد : ١٦٢٦٨، صحيح ابن حبان: ٢٩٦٤

فوائد الحدیث: آدمی اپنے آپ کو خود بھی دم کر سکتا ہے کہ تکلیف والی جگہ پر ہاتھ رکھے اور حدیث میں مذکور یہ دعا سات مرتبہ پڑھے۔

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّنَا

سَنا کے بارے میں

2081: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم کس چیز سے جلاب لیتی ہو؟ انہوں نے

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَأَلَهَا ((بِمَ تَسْتَمْشِينَ)). قَالَتْ بِالشُّبْرُمِ. قَالَ ((حَارٌّ جَارٌّ)). قَالَتْ ثُمَّ اسْتَمْشَيْتُ بِالسَّنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَوْ أَنَّ شَيْئًا كَانَ فِيهِ شِفَاءٌ مِنَ الْمَوْتِ لَكَانَ فِي السَّنَا)).

کہا: شبرم سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گرم، اور بہت دست آور ہے'' پھر میں نے سنا سے جلاب لیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی چیز میں موت سے شفا ہوتی تو وہ سنا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. يَعْنِي: دَوَاءَ الْمَشْيِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ان کی مراد تھی 'جلاب کی دوائی'۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ترمذي: ٣٦٥ اس میں عتبہ بن عبداللہ مجہول ہے۔ضعيف الجامع الصغير: ٤٨٠٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٤٦١، مسند احمد: ٢٧٠٨٠

فوائد الحدیث: ا۔ ''قبض'' بھی ایک بیماری ہے اس کے علاج کے لیے ''دست آور'' دوائی استعمال کی جاتی ہے تاکہ معدہ اچھی طرح صاف ہو جائے، ہمارے ہاں اسے ''جلاب'' لینا بھی کہتے ہیں اس کے لیے ''سنا مکی'' بھی استعمال کی جاتی ہے۔

۲۔ ''شبرم''

۳۔ ''سنا'' یہ ایک خودرو جھاڑی ہے جو عرب کے علاقے میں زیادہ پائی جاتی ہے اسی مناسبت سے اسے ''سنا مکی'' بھی کہتے ہیں۔

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّدَاوِي بِالْعَسَلِ

شہد سے علاج کرنا

2082: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أَخِي اسْتُطْلِقَ بَطْنُهُ. فَقَالَ ((اسْقِهِ عَسَلاً)). فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ سَقَيْتُهُ عَسَلاً فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اسْقِهِ عَسَلاً)). فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ سَقَيْتُهُ عَسَلاً فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا. قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((صَدَقَ اللهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ اسْقِهِ عَسَلاً)). فَسَقَاهُ عَسَلاً فَبَرَأَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: میرے بھائی کو دست (پیچس) کی بیماری لگ گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے شہد پلاؤ'' اس نے اسے شہد پلایا تو آکر عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے اسے شہد پلایا تو اس سے اس کا مرض مزید بڑھ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے شہد پلا۔'' اس نے اسے شہد پلایا اور پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے اسے شہد پلایا ہے اس سے تو مرض اور بڑھ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے سچ فرمایا ہے جبکہ تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ اسے شہد پلاؤ۔'' پس اس نے اسے شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٨/٨٥، ابو يعلى: ١٢٦١، عبد بن حميد: ٩٣٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٦٨٤، صحیح مسلم: ٢٢١٧، سنن النسائی فی الکبری: ٦٧٠٥، ٦٧٠٦، ٧٥٦٠، ٧٥٦١، مسند احمد : ١١١٤٦

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ نے شہد میں بھی شفا رکھی ہے ارشاد فرمایا: فیه شفاء للناس (النحل ٢٩) رسول اللہ ﷺ نے اسے اسہال کی بیماری میں استعمال کروایا تو ظاہری طور پر بیماری پہلے سے بڑھ گئی جب آپ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مزید پلاؤ، اب پیچس پہلے سے زیادہ آنے لگے تو پھر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے جبکہ تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے، لہٰذا اسے اور شہد پلاؤ۔ جب تیسری مرتبہ پلایا گیا تو اس کو آرام آگیا۔ کیونکہ اب شہد کی مقدار بیماری کی مناسبت سے مکمل ہو گئی اور پیٹ بالکل جراثیم اور فاسد مادے سے صاف ہو گیا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہر بات سچی ہے اگر ظاہری طور پر کبھی انسان کو سمجھ نہ آئے تو تب بھی مومن آدمی کا اس پر کامل یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرام ﷺ کا فرمان سچا ہے جیسے فرمایا گیا ہے اسی طرح ہو کر رہے گا۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی" تو مومن بندے کا یقین ہونا چاہئے کہ نمازی کوئی بھی ہو جب تک سورۃ فاتحہ نہیں پڑھے گا نماز نہیں ہوگی۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے تو اس کا رسول اللہ ﷺ کی بات پر یقین نہیں۔

32- بَابُ [مَا يَقُوْلُ عِنْدَ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ]

مریض کی عیادت کے وقت کی دعا

2083: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ أَبِي خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمِنْهَالَ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَعُودُ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فَيَقُولُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَسْأَلُ اللهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ إِلَّا عُوفِيَ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی مسلمان شخص کسی ایسے مریض کی عیادت کرتا ہے جس کی موت کا وقت نہیں آیا تو وہ سات مرتبہ یہ دعا پڑھے: ((أَسْأَلُ اللهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ)) "میں عرش عظیم کے رب اللہ عظیم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا عطا فرمائے" تو اسے صحت عطا کر دی جاتی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف منہال بن عمرو کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج المشکاة المصابیح: ١٥٥٣، الکلم الطیب: ١٤٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣١٠٦، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ١٠٤٣، ١٠٤٤، ١٠٤٥، ١٠٤٦، ١٠٤٧، ١٠٤٨، مسند احمد : ٢١٣٧، صحیح ابن حبان: ٢٩٧٨

فوائد الحدیث: مریض کے پاس جا کر اسے بیماری سے شفا کی دعا دینی چاہئے اگر مسنون دعائیں یاد ہوں تو وہ پڑھے ورنہ اپنی زبان سے جو

بھی الفاظ ادا کرے گا وہ دعا ہی ہوگی اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

33- بَابُ [كَيْفِيَّةِ تَبْرِيْدِ الْحُمّٰى بِالْمَآءِ]

بخار کو پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرنے کی کیفیت

2084: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الأَشْقَرُ الرِّبَاطِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مَرْزُوقٌ أَبُو عَبْدِ اللهِ الشَّامِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ أَخْبَرَنَا ثَوْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمُ الْحُمَّى فَإِنَّ الْحُمَّى قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيُطْفِئْهَا عَنْهُ بِالْمَاءِ فَلْيَسْتَنْقِعْ نَهْرًا جَارِيًا لِيَسْتَقْبِلَ جَرْيَةَ الْمَاءِ فَيَقُولُ بِسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُولَكَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَلْيَغْتَمِسْ فِيهِ ثَلَاثَ غَمَسَاتٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي ثَلَاثٍ فَخَمْسٌ وَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي خَمْسٍ فَسَبْعٌ فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي سَبْعٍ فَتِسْعٌ فَإِنَّهَا لَا تَكَادُ تُجَاوِزُ تِسْعًا بِإِذْنِ اللهِ)).

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو بخار ہو جائے، کیونکہ بخار آگ کا ایک ٹکڑا ہے، تو وہ اسے پانی کے ساتھ بجھائے (ختم کرے) وہ نہر رواں میں داخل ہو اور جس سمت سے پانی آتا ہے اس طرف رخ کرے اور یوں کہے: اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عطا فرما اور اپنے رسول (ﷺ) کو سچا ثابت فرما، وہ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے تین روز اس میں تین ڈبکیاں لے، اگر وہ تین دن میں ٹھیک نہ ہو تو پھر پانچ دن، اگر پانچ میں ٹھیک نہ ہو تو پھر سات دن اگر سات میں ٹھیک نہ ہو تو پھر نو دن، اللہ کے حکم سے وہ نو دن سے متجاوز نہیں ہوگا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ٢٣٣٩، ضعيف الجامع الصغير: ٣٧٥

تخريج الحديث: المرض والكفارات لابن ابى الدنيا: ١٢١، معجم الكبير للطبرانى: ١٤٥٠، عمل اليوم والليلة لابن السنى: ٥٦٨

فوائد الحديث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے اس میں بیان کردہ طریقہ کو مسنون نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ گرمی کی وجہ سے ہو تو نہا کر یا کپڑے کو پانی میں بھگو کر پٹیاں کر کے اس کی شدت کو کم کیا جاسکتا ہے۔

34- بَابُ التَّدَاوِي بِالرَّمَادِ

راکھ کے ساتھ علاج کرنا

2085: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سُئِلَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَأَنَا أَسْمَعُ بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ مَا بَقِيَ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ

ابو حازم نے بیان کیا، سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا جبکہ میں سن رہا تھا: رسول اللہ ﷺ کے زخم کا علاج کس چیز کے ساتھ کیا گیا؟ انہوں نے فرمایا: اس کے متعلق مجھ سے زیادہ

مِنِّي كَانَ عَلِيٌّ يَأْتِي بِالْمَاءِ فِي تُرْسِهِ وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْهُ الدَّمَ وَأُحْرِقَ لَهُ حَصِيرٌ فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ.

جاننے والا کوئی نہیں بچا۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خون صاف کرتی تھیں، آپ ﷺ کے لیے ایک چٹائی کو جلایا گیا اور اس کے ساتھ آپ ﷺ کے زخم کو بھر دیا گیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٦٩٩، اخرجه الحميدى: ٩٢٩، عبد بن حميد: ٣٥٣

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٢٤٣، صحيح مسلم: ١٧٩٠، سنن ابن ماجه: ٣٤٦٤، ٣٤٦٥، مسند احمد : ٢٢٧٩٩، صحيح ابن حبان: ٦٥٧٨، ٦٥٧٩

فوائد الحدیث: اگر زخم سے خون نکلنا بند نہ ہو تو سوتی کپڑے یا بوری وغیرہ کو جلا کر اسکی راکھ لگانے سے خون بند ہو جاتا ہے لہٰذا یہ عمل کرنا جائز ہے۔

2086: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُوَقَّرِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّمَا مَثَلُ الْمَرِيضِ إِذَا بَرَأَ وَصَحَّ كَالْبَرْدَةِ تَقَعُ مِنَ السَّمَاءِ فِي صَفَائِهَا وَلَوْنِهَا)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مریض صحت یاب ہو جاتا ہے تو وہ آسمان سے گرنے والی صاف اور سفید رنگ کی برف کی طرح (گناہوں سے صاف) ہوتا ہے۔“

حکم الحدیث: (موضوع) ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ روایت نہیں ہے۔ سیوطی نے اللالی المصنوعة: ٢/٣٩٩ میں اس کو من گھڑت کہا ہے۔

فوائد الحدیث: بیماری اس شخص کے گناہوں کی معافی کا سبب بنتی ہے جو مومن مسلمان ہو اور اپنی بیماری پر صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس سے توبہ و استغفار کرے۔

35- بَابُ [تَطْيِيبِ نَفْسِ الْمَرِيضِ]

مریض کو خوش کرنا

2087: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَنَفِّسُوا لَهُ فِي أَجَلِهِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيُطَيِّبُ نَفْسَهُ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر میں کشادگی کے لیے دعا کرو کیونکہ یہ تقدیر کی کسی چیز کو رد نہیں کر سکتی البتہ اس کے دل کو خوش کر دے گی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جدًا) ضعيف ابن ماجه: ٣٠٣، المشكاة: ٥٧٢، ضعيف الجامع الصغير: ٤٨٨، الضعيفة: ١٨٤

تخریج الحدیث: العلل الكبير للمصنف: ٢/٨٠٧، سنن ابن ماجه: ١٤٣٨

فوائد الحدیث: مریض کے پاس جاکر اسے حوصلہ دینا چاہئے نہ کہ اسے مایوسی والے واقعات سنائے کہ فلاں شخص کو بھی یہی بیماری تھی بڑا علاج کروایا پیسے بھی خرچ کیے لیکن وہ پھر بھی نہیں بچا تھا بلکہ فوت ہو گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ موت تو اپنے وقت پر ہی آتی ہے لیکن مریض کو ایسی باتیں بتا کر مزید بیمار کر دیا جاتا ہے۔

2088: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلاً مِنْ وَعَكٍ كَانَ بِهِ فَقَالَ ((أَبْشِرْ فَإِنَّ اللهَ يَقُولُ هِيَ نَارِي أُسَلِّطُهَا عَلَى عَبْدِي الْمُذْنِبِ لِتَكُونَ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بیمار شخص کی عیادت کی، تو فرمایا: ”خوش ہو جا، کیونکہ اللہ فرماتا ہے: وہ میری آگ ہے میں اسے اپنے گناہ گار بندے پر مسلّط کرتا ہوں تاکہ وہ جہنم کی آگ سے اس کا حصہ بن جائے۔“

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٥٥٧، الحاكم في المستدرك: ١/٣٤٥، تحفة الاشراف: ١٥٤٣٩

فوائد الحدیث: بیمار شخص کو تسلی دیتے ہوئے اسے آخرت کے حوالے سے بھی حوصلہ بڑھانا چاہئے کہ اس بیماری سے تیرے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور ساتھ ہی اس کو نماز کی پابندی کے ساتھ ادائیگی، اور توبہ و استغفار کی تلقین کرنی چاہئے۔

2089: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ كَانُوا يَرْتَجُونَ الْحُمَّى لَيْلَةً كَفَّارَةً لِمَا نَقَصَ مِنَ الذُّنُوبِ.

ہشام بن حسان نے حسن سے روایت کیا، انہوں نے کہا: بخار سے جس قدر گناہ معاف ہوتے ہیں اسی وجہ سے وہ کفارہ کے طور پر ایک رات بخار ہونے کی امید کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح الاسناد) بعض نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں سفیان ثوری اور اس کا شیخ دونوں مدلس ہیں۔

فوائد الحدیث: مومن کے لیے ہر بیماری میں کفارہ سیئات ہے لیکن بخار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بہت زیادہ گناہوں کو معاف فرماتے ہیں، اس لیے لوگ خواہش کیا کرتے تھے کہ ہمیں ایک رات کا ہی بخار ہو جائے تاکہ ہمارے بھی گناہ کثرت سے معاف ہو جائیں۔

تَمَّ كِتَابُ الطِّبِّ وَيَلِيهِ كِتَابُ الْفَرَائِضِ

27

اَبْوَابُ الْفَرَائِضِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

وراثت کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ

جو شخص مال چھوڑ کر فوت ہو تو، وہ اس کے وارثوں کا ہے

2090: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مال چھوڑ کر فوت ہو تو وہ اس کے وارثوں کا ہے، اور جو اہل و عیال چھوڑ جائے (اور مال نہ ہو) تو وہ (ان کی کفالت) میرے ذمے ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ.

اس باب میں سیّدنا جابر اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَطْوَلَ مِنْ هَذَا وَأَتَمَّ.

زہری نے اسے ابو سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اس سے زیادہ طویل اور زیادہ کامل روایت کیا ہے۔

مَعْنَى ضَيَاعًا ضَائِعًا لَيْسَ لَهُ شَيْءٌ فَأَنَا أَعُولُهُ وَأُنْفِقُ عَلَيْهِ.

”ضیاعا“ کا معنی ہے کہ ایسا ”ضائع“ ہونے والا جس کے لیے کوئی چیز نہ ہو میں اس کی کفالت کروں گا اور پر خرچ کروں گا۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ہے دیکھیے حدیث: ۱۰۸۲ و ۱۰۷۰!

تخریج الحدیث: مسند ابو یعلی: ٥٩٤٨

فوائد الحدیث: ا۔ دنیا میں انسان کے حالات ایک جیسے نہیں ہوتے کوئی امیر ہے تو کوئی غریب پھر آدمی اپنی ضرورتوں کے لیے ایک دوسرے سے قرض بطور تعاون لے لیتے ہیں۔ لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اس قرض کو ادا نہیں کرتا کہ اسے موت آجاتی ہے۔ تو اسلام کی یہ تعلیمات کس قدر سنہری اور محمد رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت پر رحمت و شفقت ہے کہ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس نے

پیچھے مال چھوڑا ہو تو فرمایا وہ مال اس کے ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا لیکن اگر اس کے ذمہ کوئی قرض ہو یا وہ اپنے اہل و عیال کو غربت اور کسمپرسی کی حالت میں چھوڑ کر گیا تو اس کا میں ذمہ دار ہوں، اس کا قرض میں ادا کروں گا اور اس کے اہل و عیال کی کفالت بھی۔

۲۔ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی شخص مقروض فوت ہو اور اس کے ترکے میں اتنا مال نہیں کہ اس کا قرض ادا کیا جا سکے تو حکومت اس کی طرف سے قرض کی ادائیگی کرے، اور اس کے اہل و عیال کی کفالت کرے۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ

فرائض کی تعلیم

2091: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دَلْهَمٍ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَالْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَإِنِّي مَقْبُوضٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرائض (علم میراث) اور قرآن کی تعلیم حاصل کرو اور لوگوں کو تعلیم دو کیونکہ میں وفات پانے والا ہوں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث میں اضطراب ہے۔

وَرَوَى أَبُو أُسَامَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ جَابِرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ بِهَذَا بِمَعْنَاهُ.

ابو اسامہ نے یہ حدیث عن عوف عن رجل عن سلیمان بن جابر عن ابی مسعود کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی اسی طرح ہم کو حسین بن حریث نے اخبرنا ابو اسامہ عن عوف کی سند سے اس کا معنی بیان کیا ہے۔

وَمُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الأَسَدِيُّ قَدْ ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَغَيْرُهُ.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن قاسم اسدی کو ضعیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج مشكاة المصابيح: ٢٤٤، الارواء: ١٦٦٤، ضعيف الجامع الصغير: ٢٤٥٠

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدي: ٢٢٥٤/٦، ٧٩١/٢، سنن ابن ماجه: ٢٧١٩، معجم الاوسط للطبراني: ٥٢٨٩، مستدرک حاکم: ٤/٣٣١، سنن کبریٰ للبیهقی: ٦/٢٠٨۔ ٢٠٩، تاریخ بغداد: ١٢/٩٠،

فوائد الحدیث: ۱۔ ”فرائض“ فریضة کی جمع ہے جس کا معنی ہے مقررہ حصہ۔ وراثت میں چونکہ تمام ورثاء کے حصے مقرر ہیں اس لیے اسے ”فرائض“ اور اس کی تعلیم اور علم کو، علم الفرائض کہا جاتا ہے۔ اس کے متعلق انسان کو معلومات ہونی چاہئیں تاکہ ہر وارث کو اس کا مقررہ حصہ بغیر کسی کمی و زیادتی کے ادا کیا جا سکے۔

۲۔ قرآن مجید چونکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس لیے ہر مسلمان کو اس کی تعلیمات سیکھ کر ان پر عمل پیرا ہونا چاہئے کہ قرآن مجید پر عمل کیے بغیر انسان نہ تو ہدایت حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی کامیابی۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْبَنَاتِ

بیٹیوں کی میراث

2092: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ! هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قُتِلَ أَبُوهُمَا مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَالَهُمَا فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالاً وَلَا تُنْكَحَانِ إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ.
قَالَ ((يَقْضِي اللهُ فِي ذَلِكَ)). فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى عَمِّهِمَا فَقَالَ ((أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ وَقَدْ رَوَاهُ شَرِيكٌ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سعد رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیاں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، اللہ کے رسول! یہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی دونوں بیٹیاں ہیں وہ تو غزوہ احد میں آپ ﷺ کی معیت میں لڑتے ہوئے شہید ہوگئے تھے، ان دونوں کے چچا نے ان دونوں کا مال لے لیا ہے اور اس نے ان کے لیے کوئی مال نہیں چھوڑا، مال ہوگا تو ان کی شادی ہوگی۔
آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس بارے میں اللہ فیصلہ فرمائے گا۔'' پس آیت میراث نازل ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے چچا کو بلا بھیجا اور فرمایا: ''سعد (رضی اللہ عنہ) کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی دو، ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ دو اور جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔''
امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ہم اسے صرف عبداللہ بن محمد بن عقیل کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ اور شریک نے بھی اسے عبداللہ بن محمد بن عقیل کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح الترمذي: ٧٠١، الارواء: ١٦٧٧، اخرجه الحاكم: ٤/٣٣٣ بعض نے اس کو ضعیف کہا ہے۔
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٨٩١، ٢٨٩٢، سنن ابن ماجه: ٢٧٢٠، مسند احمد : ١٤٧٩٨

فوائد الحدیث: ا۔ انسان کے فوت ہونے کے بعد اس کا چھوڑا ہوا مال ''وراثت'' کہلاتا ہے اور اس مال کے جو حق دار ہوتے ہیں انہیں ''وارث'' کہا جاتا ہے۔
۲۔ وارث تین طرح کے ہیں۔ (۱) اصحاب الفروض (۲) عصبہ (۳) ذوی الارحام۔
اصحاب الفروض: وہ ورثاء جن کے حصے اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرما دیئے ہیں۔ یہ کل بارہ افراد ہیں:
ا۔ ماں ۲۔ باپ ۳۔ خاوند ۴۔ بیوی ۵۔ بیٹی ۶۔ مادری بھائی ۷۔ حقیقی بہن ۸۔ پدری بہن ۹۔ مادری بہن۔ ۱۰۔ دادا۔ ۱۱۔ دادی و نانی صحیحہ ۱۲۔ پوتی / پڑپوتی۔
ان میں سے حدیث الباب میں بیٹی اور بیوی کا حصہ بیان ہوا ہے۔ اولاد میں صرف دو بیٹیاں ہونے کی صورت میں دو تہائی ۲/۳ حصہ انہیں

ملے گا اور بیوہ کو آٹھواں ۸/۱ حصہ۔ کیونکہ اس کی اولاد موجود ہے۔ جو باقی بچے گا وہ میت کے بھائی کو عصبہ ہونے کی صورت میں مل جائے گا۔

عصبہ: میت کے وہ قریبی رشتہ دار جن کے حصے متعین نہیں ہیں بلکہ اصحاب الفروض سے بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں اور اصحاب الفروض کی عدم موجودگی میں تمام ترکہ کے وارث بنتے ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) عصبہ نسبی (۲) عصبہ سببی

عصبہ نسبی: جو خونی رشتہ کی وجہ سے عصبہ بنتے ہیں۔ ان کی پھر آگے تین قسمیں ہیں

(۱) عصبہ بالنفس: میت کے وہ مذکر رشتہ دار کہ ان کی نسبت میت کی طرف کی جائے تو درمیان میں کسی مونث کا واسطہ نہ آئے۔ اس کی بالترتیب چار جہات ہیں۔

۱۔ بیٹے کی جہت: یعنی میت کا بیٹا اس کی عدم موجودگی میں پوتا پھر پڑپوتا۔ الخ

۲۔ باپ کی جہت: یعنی میت کا باپ اس کی عدم موجودگی میں دادا پھر پردادا۔ الخ

۳۔ بھائی کی جہت: یعنی میت کا بھائی، اس کی عدم موجودگی میں بھتیجا۔ الخ

۴۔ چچا کی جہت۔ یعنی میت کا چچا، اس کی عدم موجودگی میں چچا کا بیٹا۔ الخ

۲۔ عصبہ بالغیر: ہر وہ مونث جو صاحب فرض ہو اور اپنے بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ بنے۔ یہ چار افراد ہیں (۱) بیٹی (۲) پوتی یا پڑپوتی (۳) حقیقی بہن (۴) پدری بہن۔

۳۔ عصبہ مع الغیر: ہر وہ مونث جو کسی دوسری مونث کی وجہ سے عصبہ بنے۔ اس میں صرف حقیقی بہن اور پدری بہن آتی ہے۔ جس وقت وہ بیٹی یا پوتی کے ساتھ مل کر آئے۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے اسلامی قانون وراثت۔ مولفہ ابو نعمان بشیر احمد حفظہ اللہ تعالیٰ)

ذوی الارحام: یہ میت کے وہ قریبی رشتے دار ہیں جو "اصحاب الفروض" میں شامل نہیں اور عصبہ بھی نہیں اور ان کا تعلق عورت کے واسطے سے ہو۔ مثلاً "ماموں" یا وہ خود عورت ہو جیسے "پھوپھی" وغیرہ۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ ابْنَةِ الِابْنِ مَعَ ابْنَةِ الصُّلْبِ

بیٹی کے ہوتے ہوئے پوتی کی میراث

2093: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي مُوسَى وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ فَسَأَلَهُمَا عَنِ الِابْنَةِ وَابْنَةِ الِابْنِ وَأُخْتٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ فَقَالَا لِلِابْنَةِ النِّصْفُ وَلِلْأُخْتِ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ مَا بَقِيَ. وَقَالَا لَهُ ائْتِ إِلَى عَبْدِ اللهِ فَاسْأَلْهُ فَإِنَّهُ سَيُتَابِعُنَا. فَأَتَى عَبْدَ اللهِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَا قَالَ عَبْدُ اللهِ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ وَلَكِنْ

ہذیل بن شرحبیل نے بیان کیا: ایک آدمی ابو موسیٰ اور سلمان بن ربیعہ کے پاس آیا اور ان سے بیٹی، پوتی اور سگی بہن کی میراث کے متعلق پوچھا، تو ان دونوں حضرات نے کہا: بیٹی کے لیے نصف، جو باقی بچے وہ سگی بہن کے لیے ہے۔ ان دونوں حضرات نے اسے کہا: عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ ان سے پوچھو کیونکہ وہ ہماری ہی متابعت کریں گے، چنانچہ وہ شخص عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہیں اس (مسئلے) کے متعلق اور ان دونوں کے فتوی کے متعلق بتایا۔

أَقْضِي فِيهِمَا كَمَا قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلِابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَلِلْأُخْتِ مَا بَقِيَ.

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو بہت گمراہ ہو جاؤں گا اور میں ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہیں رہوں گا، لیکن میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ ﷺ نے بیٹی کے لیے نصف، دو تہائی کے تکملہ کے لیے پوتی کے لیے چھٹا حصہ اور جو باقی بچ جائے وہ بہن کا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو قَيْسٍ الْأَوْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَرْوَانَ الْكُوفِيُّ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو قیس اودی کا نام عبدالرحمن بن ثروان کوفی ہے۔ شعبہ نے اسے ابو قیس سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسيّ: ٣٧٥، سعيد بن منصور: ٢٩، الدارمي: ٢٨٩٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٧٣٦، سنن ابو داود: ٢٨٩٠، سنن ابن ماجه: ٢٧٢١، سنن النسائی فی الکبری: ٦٣٢٨، ٦٣٢٩، ٦٣٣٠، مسند احمد: ٣٦٩١، صحيح ابن حبان: ٦٠٣٤

فوائد الحدیث: ۱۔ اگر میت کی وارث صرف ایک بیٹی ہو تو اس کو کل جائیداد سے نصف ملے گا اور اگر دو بیٹیاں ہوں تو ان کو دو تہائی ۲/۳ ملے گا۔ اگر بیٹی موجود نہ ہو اور صرف پوتی ہو تو اس کو بھی نصف ۱/۲ حصہ ملتا ہے۔ اگر دو پوتیاں ہوں تو انہیں دو تہائی ۲/۳ حصہ دیا جاتا ہے۔ اس اصول کے مطابق ایک بیٹی اور ایک پوتی کی صورت میں بیٹی کو نصف حصہ ملے گا۔ اور بیٹی اور پوتی کا مجموعی حصہ دو تہائی ہے، لہٰذا دو تہائی میں سے نصف بیٹی کو دیا تو باقی چھٹا حصہ پوتی کو دیا جاتا ہے۔ تاکہ دو تہائی مکمل ہو جائے۔ جو بچ جائے گا وہ بہن بطور عصبہ حاصل کرے گی۔

۲۔ سیّدنا ابو موسیٰ اشعری اور سیّدنا سلمان بن ربیعہ باھلی رضی اللہ عنہما صحابی رسول ہیں جن کے ایمان اور ہدایت کی گواہی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے لیکن ان کے ایسے اجتہاد کو جو حدیث رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے کو اپنانے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے ہیں تو اور کوئی امام، مُفتی یا فقیہہ اور مجتہد ایسا ہے؟ کہ جس کا خلاف قران و حدیث اجتہاد، مُجتّت ہو۔ کوئی نہیں یقیناً کوئی بھی نہیں۔

۳۔ صحابی رسول کے مطابق اگر کسی صحابی کی تقلید گمراہی ہے تو غیر صحابی کی تقلید کیونکر ہدایت کا باعث ہوگی۔ نہیں ہرگز نہیں۔

۴۔ ھدایت صرف اور صرف قران و حدیث پر عمل کرنے سے ہی ملتی ہے اور کسی چیز سے نہیں۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْإِخْوَةِ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ

سگے بھائیوں کی میراث

2094: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هَذِهِ الْآيَةَ (مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ) (النساء: ١٢) وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَإِنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس آیت کو پڑھتے ہو: "تم جو وصیت کرتے ہو اس کے اور قرض کی ادائیگی کے بعد۔" رسول اللہ ﷺ نے قرض کی ادائیگی وصیت سے پہلے کی، اور ماں جائے (حقیقی بھائی) وارث بنیں گے جبکہ علاتی (پدری) بھائی وارث نہیں بنیں گے، اسی طرح آدمی اپنے حقیقی بھائی کا وارث بنے گا

الْعَلاَّتِ الرَّجُلُ يَرِثُ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ دُونَ أَخِيهِ لِأَبِيهِ.

علاتی بھائی وارث نہیں بنے گا۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

بندار نے ہم کو حدثنا یزید بن ہارون اخبرنا زکریا بن ابی زائدہ عن ابی اسحاق عن الحارث عن علی کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

حكم الحديث: (حسن) صحيح الترمذي: ٢١٠٢، بعض علماء نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٢٧١٥، ٢٧٣٩، مسند احمد : ٥٩٥، ١٢٢٢

2095: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ أَعْيَانَ بَنِي الأُمِّ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلاَّتِ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، حقیقی بھائی وارث بنیں گے علاتی بھائی وارث نہیں بنیں گے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْحَارِثِ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف ابو اسحق عن الحارث عن علی کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔ بعض اہل علم نے حارث پر جرح کی ہے، اور عام اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔

حكم الحديث: (حسن) دیکھیے حدیث گزشتہ ۲۰۹۴۔

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٢٧١٥، ٢٧٣٩، مسند احمد : ٥٩٥، ١٢٢٢

فوائد الحديث: ۱۔ میت کا ترکہ، قرض (اگر ہو تو) اس کی ادائیگی اور وصیت (اگر ہو تو) کو پورا کرنے کے بعد تقسیم کیا جائے گا۔
۲۔ میت کے حقیقی بہن بھائیوں کی موجودگی میں "علاتی" (باپ کی طرف سے بہن بھائی) وارث نہیں ہوں گے۔

6- بَابُ مِيرَاثِ الْبَنِينَ مَعَ الْبَنَاتِ

بیٹیوں کے ساتھ بیٹوں کی میراث

2096: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي وَأَنَا مَرِيضٌ فِي بَنِي سَلِمَةَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ كَيْفَ أَقْسِمُ مَالِي بَيْنَ وَلَدِي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا فَنَزَلَتْ ﴿يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنْثَيَيْنِ﴾ (النساء: ١١) الآيَةَ.

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں بنو سلمہ میں بیمار تھا کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے، میں نے عرض کیا، اللہ کے نبی! میں اپنے بچوں میں اپنا مال کس طرح تقسیم کروں؟ آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: "اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ بیٹے (مذکر) کے لیے دو بیٹیوں کے حصے کے برابر حصہ ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ.

حدیث کو شعبہ، ابن عیینہ اور دیگر نے محمد بن منکدر عن جابر کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي للالباني: ١٧٠٥، اخرجه الدارمي: ٧٣٩، والبخاري في الادب المفرد: ٥١١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٤، صحیح مسلم: ١٦١٦، سنن ابو داود: ٢٨٨٦، سنن ابن ماجه: ١٤٣٦، ٢٧٢٨، سنن النسائی: ١/٨٧، مسند احمد : ١٤١٨٦، صحیح ابن حبان: ١٢٦٦

فوائد الحدیث: ١۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث میں موجود قرآن مجید کی آیت مبارکہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ سے استدلال کرتے ہوئے باب قائم کیا ہے کہ میت کی اولاد میں بیٹے اور بیٹیاں دونوں موجود ہوں تو پھر وراثت کیسے تقسیم ہوگی؟ ورنہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی اولاد نہ تھی بلکہ وہ کلالہ تھے۔ حدیث میں موجود لفظ "وَلَدِیْ" سے مراد ان کی بہنیں ہیں جو ان سے چھوٹی تھیں۔

٢۔ اولاد میں بیٹے، بیٹیاں دونوں ہوں تو پھر لڑکے کے لیے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہوگا،

٣۔ کلالہ سے مراد وہ میت ہے جس کی وفات کے وقت اس کے ماں باپ (اصل) یا اولاد (فرع) میں سے کوئی بھی زندہ نہ ہو۔ جسے عرف میں اونتر، نکھتر کہا جاتا ہے۔

7- بَابُ مِيرَاثِ الأَخَوَاتِ

بہنوں کی میراث

2097: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ مَرِضْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي فَوَجَدَنِي قَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَأَتَى وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي أَوْ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي فَلَمْ يُجِبْنِي شَيْئًا وَكَانَ لَهُ تِسْعُ أَخَوَاتٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ (النساء: ١٧٦) الآيَةَ.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے، آپ ﷺ نے مجھے بے ہوشی کے عالم میں دیکھا، آپ ﷺ میرے پاس پہنچے جبکہ سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور وہ دونوں پیدل چل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر انڈیلا، تو مجھے افاقہ ہو گیا اور میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں اپنے مال کے بارے میں کس طرح فیصلہ کروں؟ آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا، ان کی نو بہنیں تھیں حتیٰ کہ آیت میراث نازل ہوئی: "وہ آپ ﷺ سے (میراث کے بارے میں) مسئلہ دریافت کرتے ہیں آپ ﷺ فرما دیں اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔"

قَالَ جَابِرٌ فِيَّ نَزَلَتْ.

جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیے گزشتہ حدیث ۲۰۹۶

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٩٤، صحيح مسلم: ١٦١٦، سنن ابو داود: ٢٨٨٦، سنن ابن ماجه: ١٤٣٦، ٢٧٢٨، سنن النسائی: ١/٨٧، مسند احمد : ١٤١٨٦، صحيح ابن حبان: ١٢٦٦

فوائد الحدیث: ۱۔ مریض کی بیمار پرسی کرنی چاہئے کہ مسلم کا دوسرے مسلمان پر حق بھی ہے اور اجر و ثواب بھی۔

۲۔ کسی بھی بزرگ ہستی کا پیدل چلنا اس کی شان کے خلاف نہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اور کون شان والا ہے۔ جبکہ آپ ﷺ پیدل چل کر عیادت کے لیے جا رہے ہیں۔

۳۔ میت، "کلالہ" ہے اور اس کے ورثاء میں ایک حقیقی بہن ہے تو وہ نصف ترکے کی وارث بنے گی، اگر دو یا دو سے زیادہ بہنیں ہوں تو انہیں دو تہائی ۳/۲ ترکہ ملے گا۔ اگر بہن بھائی دونوں ہوں تو پھر ایک مرد، دو عورتوں کے برابر کے اصول پر وراثت تقسیم کی جائے گی۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۚ (تفصیل کے لیے دیکھئے سورہ النساء آیت نمبر ۱۷۶)

۴۔ کلالہ کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۰۹۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

8- بَابُ فِي مِيرَاثِ الْعَصَبَةِ

عصبہ کی میراث

2098: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میراث ان کے حق داروں کے مقرر شدہ حصے ادا کر دو اور جو بچ جائے وہ (میت کے) قریب ترین مرد (رشتے دار) کا حصہ ہے۔"
(اکیلا وارث ہونے کی صورت میں کل مال سمیٹنے اور اصحاب الفروض کے ہوتے ہوئے بقیہ مال لینے والے کو عصبہ کہتے ہیں)۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہم کو عبد بن حمید نے اخبرنا عبدالرزاق عن معمر عن ابن طاوس عن ابیہ عن ابن عباس کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ بعض نے اسے ابن طاوس عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ٢٦٠٩، سعيد بن منصور: ٢٨٨، ابو يعلى: ٢٣٧١، ابن الجارود: ٩٥٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٧٣٢، صحیح مسلم: ١٦١٥، سنن ابو داود: ٢٨٩٨، سنن ابن ماجه: ٢٧٤٠، سنن النسائی فی الکبری: ٦٣٣١، مسند احمد : ٢٦٥٧، صحیح ابن حبان: ٦٠٢٨، ٦٠٢٩، ٦٠٣٠

فوائد الحدیث: ١۔ اصحاب الفروض، سے جو مال بچ جائے وہ "عصبہ" کو دیا جائے گا۔

٢۔ "اصحاب الفروض" اور "عصبہ" کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ٢٠٩٢ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدِّ

دادا کی میراث

2099: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي مَاتَ فَمَا لِي فِي مِيرَاثِهِ قَالَ ((لَكَ السُّدُسُ)). فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ ((لَكَ سُدُسٌ آخَرُ)). فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ قَالَ ((إِنَّ السُّدُسَ الآخَرَ طُعْمَةٌ)).

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے تو اس کی میراث میں سے میرا کتنا حصہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا چھٹا حصہ ہے۔" جب وہ واپس مڑا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: "تمہارے لیے ایک اور چھٹا حصہ ہے۔" جب وہ مڑا تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: "دوسرا چھٹا حصہ تمہارے لیے بطور کھانا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ضعيف أبي داؤد: ٥٠٠ و ٦١٩ و ٢٨٩٦، تخريج المشكاة المصابيح: ٣٠٦٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٨٩٦، سنن النسائی فی الکبری: ٦٣٣٧، مسند احمد : ١٩٨٤٨

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ نے دادا کو چھٹا حصہ ٦/١ بطور فرض دیا۔ اور دوسرا چھٹا حصہ بطور "عصبہ" دیا۔

٢۔ بصورت "عصبہ" دیے گئے چھٹے حصے کو آپ ﷺ نے "طُعمة" (خوراک / کھانا) اس لیے قرار دیا کہ یہ یقینی نہیں ہے، کبھی ملتا ہے اور کبھی نہیں ملتا، کیونکہ اگر اصحاب الفروض سے مال بچے اور یہ شخص عصبہ بنے تو تب ملے گا اگر دونوں صورتوں میں سے ایک ہو، دوسری نہ ہو تو پھر نہیں ملے گا۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدَّةِ

دادی کی میراث

2100: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ مَرَّةً قَالَ قَبِيصَةُ وَقَالَ مَرَّةً رَجُلٌ عَنْ

قبیصہ بن ذویب نے بیان کیا کہ ایک نانی یا دادی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو اس نے کہا: میرا پوتا یا میرا نواسہ فوت ہو گیا ہے،

قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ أُمُّ الأُمِّ أَوْ أُمُّ الأَبِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنَ ابْنِي أَوِ ابْنَ بِنْتِي مَاتَ وَقَدْ أُخْبِرْتُ أَنَّ لِي فِي كِتَابِ اللهِ حَقًّا. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَجِدُ لَكِ فِي الْكِتَابِ مِنْ حَقٍّ وَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى لَكِ بِشَيْءٍ وَسَأَسْأَلُ النَّاسَ. قَالَ فَسَأَلَ فَشَهِدَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَاهَا السُّدُسَ. قَالَ وَمَنْ سَمِعَ ذَلِكَ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ. قَالَ فَأَعْطَاهَا السُّدُسَ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الأُخْرَى الَّتِي تُخَالِفُهَا إِلَى عُمَرَ. قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَنِي فِيهِ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ أَحْفَظْهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَكِنْ حَفِظْتُهُ مِنْ مَعْمَرٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ إِنِ اجْتَمَعْتُمَا فَهُوَ لَكُمَا وَأَيَّتُكُمَا انْفَرَدَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا.

مجھے بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم میں میرا حصہ بھی مذکور ہے، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں قرآن کریم میں تمہارا کوئی حق نہیں پاتا، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھی تمہارے لیے کسی چیز کا فیصلہ کرتے ہوئے نہیں سنا، میں عنقریب لوگوں (صحابہ کرام) سے پوچھوں گا۔ تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے چھٹا حصہ دلایا ہے۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے ساتھ اور کسی نے یہ مسئلہ سنا تھا؟ انہوں نے کہا: محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ) نے، انہوں نے بیان کیا، کہ انہوں نے اسے چھٹا حصہ عطا فرمایا۔ پھر ایک اور دادی یا نانی آئی جو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کی مخالفت کرتی تھی، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم دونوں اکٹھی ہو جاؤ تو وہ تم دونوں کے لیے ہے اور تم میں سے جو بھی منفرد ہو تو وہ اس کے لیے ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ١٦٨٠، ضعيف ابي داؤد: ٤٩٧ و ٦١٧ و٢٨٩٤، ضعيف ابن ماجه: ٥٩٥ و ٢٧٢٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٨٩٥،٢٨٩٤، سنن ابن ماجه: ٢٧٢٤، سنن النسائی فی الکبری: ٦٣٣٨۔ ٦٣٤٥، مسند احمد: ١٧٩٧٨، صحيح ابن حبان: ٦٠٣١

2101: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ خَرَشَةَ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا. قَالَ فَقَالَ لَهَا مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللهِ شَيْءٌ وَمَا لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْءٌ فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ. فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَاهَا السُّدُسَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ.

قبیصہ بن ذؤیب نے بیان کیا کہ ایک دادی یا نانی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی وہ ان سے اپنی میراث کے بارے میں سوال کرتی تھی، انہوں نے اسے فرمایا: اللہ کی کتاب میں تمہارا کوئی حصہ ہے نہ رسول اللہ ﷺ کی سُنت میں، تم واپس چلی جاؤ حتیٰ کہ میں لوگوں سے پوچھ لوں۔ پس انہوں نے لوگوں سے پوچھا، تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا تو آپ ﷺ نے اس (دادی) کو چھٹا حصہ عطا فرمایا، انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے علاوہ کوئی اور تمہارے ساتھ تھا؟ تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی وہی کچھ کہا جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ (چھٹا) حصہ اس کے لیے جاری کر دیا۔

قَالَ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الأُخْرَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

پھر ایک اور دادی / نانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی وہ

تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللهِ شَيْءٌ وَلَكِنْ هُوَ ذَاكَ السُّدُسُ فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيهِ فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا.

ان سے اپنی میراث کے متعلق پوچھتی تھی، انہوں نے فرمایا: اللہ کی کتاب میں تمہارے لیے کچھ بھی نہیں لیکن وہ چھٹا حصہ ہی ہے، اگر تم دونوں اس میں اکٹھی ہو تو وہ تم دونوں کا ہے، اور تم میں سے جو بھی الگ ہو گئی تو وہ اس کا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ. وَهَذَا أَحْسَنُ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ اور یہ بہترین ہے۔ اور وہ ابن عیینہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) دیکھیے گزشتہ حدیث ۲۱۰۰۔

فوائد الحدیث: ۱۔ میت کی حقیقی ماں موجود نہ ہو تو اس کی دادی یا نانی ترکے میں سے چھٹے حصے ۶/۱ کی وارث بنے گی۔ اگر دونوں نانی، دادی، موجود ہو تو دونوں کے لیے چھٹا حصہ ہے جس کو وہ آپس میں برابر تقسیم کر لیں گی۔

۲۔ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آنے والی نانی تھیں جبکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آنے والی دادی تھیں جیسا کہ سنن ابن ماجہ کی روایت میں وضاحت موجود ہے۔

ثم جاءت الجدة الاخرى من قبل الأب الى عمر تسأله ميراثها ... الحديث (ابن ماجہ ۱۹۵ ابواب الفرائض)

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدَّةِ مَعَ ابْنِهَا

دادی کی اپنے بیٹے کے ساتھ میراث

2102: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ فِي الْجَدَّةِ مَعَ ابْنِهَا إِنَّهَا أَوَّلُ جَدَّةٍ أَطْعَمَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ سُدُسًا مَعَ ابْنِهَا وَابْنُهَا حَيٌّ.

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دادی کی اپنے بیٹے کے ساتھ میراث کے بارے میں فرمایا: وہ پہلی دادی ہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیٹے کے ساتھ چھٹا حصہ دلوایا جبکہ اس کا بیٹا زندہ تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ وَرَّثَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ الْجَدَّةَ مَعَ ابْنِهَا وَلَمْ يُوَرِّثْهَا بَعْضُهُمْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے مرفوع جانتے ہیں۔ نبی ﷺ کے بعض اصحاب نے دادی کو اس کے بیٹے کے ساتھ حصہ دلوایا ہے جبکہ ان میں سے بعض نے اسے حصہ نہیں دلوایا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) الارواء: ۱۶۸۷، ضعیف ترمذي: ۳۷۲، محمد بن سالم متروک ہے۔

تخریج الحدیث: سنن کبریٰ للبیهقی: ۶/۲۲۶، سنن الدارمی: ۲۹۳۲، ۹۹، ۱۱۰، مصنف عبدالرزاق: ۱۹۰۹۰، سنن سعید بن منصور: ۱۰۹، مصنف ابن ابی شیبة: ۱۱/۳۳۱

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے رسول اللہ ﷺ سے مرفوع ثابت نہیں اس لیے قابل حجت نہیں، البتہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میت کے باپ کی موجودگی میں دادی کو وارث بناتے ہیں اور بعض وارث نہیں بناتے۔

جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمادی ہے صحیح بات تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ ایسی صورت میں دادی وارث نہیں بنتی۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْخَالِ

ماموں کی میراث

2103: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((اللهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ)).

ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے بیان کیا، سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھ کر بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا کوئی مولیٰ (حمایتی، مددگار) نہ ہو اس کا اللہ اور اس کے رسول مولیٰ ہیں، اور جس کا کوئی وارث نہ ہو تو ماموں اس کا وارث ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدہ عائشہ اور مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٧٠٨، اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٦٣/١١، البزار: ٢٥٣، ابن الجارود: ٩٦٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٧٣٧، سنن النسائی فی الکبری: ٦٣٥١، مسند احمد : ١٨٩، ا بن حبان: ٦٠٣٧

2104: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا کوئی وارث نہ ہو تو ماموں اس کا وارث ہوتا ہے۔''

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ أَرْسَلَهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، بعض نے اسے مرسل روایت کیا ہے اور اس میں ''عن عائشہ'' ذکر نہیں کیا۔

وَاخْتَلَفَ فِيهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَوَرَّثَ بَعْضُهُمُ الْخَالَ وَالْخَالَةَ وَالْعَمَّةَ وَإِلَى هَذَا الْحَدِيثِ ذَهَبَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَوْرِيثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ وَأَمَّا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَلَمْ يُوَرِّثْهُمْ وَجَعَلَ الْمِيرَاثَ فِي بَيْتِ الْمَالِ.

اس مسئلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا اختلاف ہے، ان میں سے بعض نے ماموں، خالہ اور پھوپھی کو وارث قرار دیا ہے۔ اکثر اہل علم اس حدیث کے مطابق قریبی رشتے داروں کو وارث بنانے کا موقف رکھتے ہیں، البتہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انہیں وارث نہیں بنایا اور انہوں نے میراث کو بیت المال کا حصہ قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ارواء الغليل: ١٧٠٠، اخرجه الطحاوي في شرح المعاني الآثار: ٣٩٧/٤

تخریج الحدیث: سنن النسائی الکبری: ٦٣٥٢، الکامل لابن عدی: ٥/١٧٧١، مسند ابو عوانة: ٥٦٣٨، سنن الدارقطنی: ٤/٨٥، مصنف عبدالرزاق: ١٦٢٠٢، سنن ابن ماجه: ٢٦٣٤، ٢٧٣٨، مسند احمد : ١٧١٧٥، سنن ابو داود: ٢٨٩٩، ٢٩٠٠، ٢٩٠١

فوائد الحدیث: اگر اصحاب الفروض اور عصبہ میں سے کوئی بھی میت کا وارث موجود نہ ہو تو پھر ماموں بحیثیت ذوی الارحام، وارث بنے گا۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يَمُوتُ وَلَيْسَ لَهُ وَارِثٌ

ایسی میت جس کا کوئی وارث نہ ہو

2105: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الأَصْبَهَانِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ وَهُوَ ابْنُ وَرْدَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ مَوْلًى لِلنَّبِيِّ ﷺ وَقَعَ مِنْ عِذْقِ نَخْلَةٍ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((انْظُرُوا هَلْ لَهُ مِنْ وَارِثٍ)). قَالُوا لَا. قَالَ ((فَادْفَعُوهُ إِلَى بَعْضِ أَهْلِ الْقَرْيَةِ)).

وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا آزاد کردہ غلام کھجور کے درخت سے گر کر فوت ہو گیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو کیا اس کا کوئی وارث ہے؟'' انہوں نے عرض کیا، نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس (کے مال) کو بستی والوں میں سے کسی کو دے دو۔''

یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح الترمذي: ١٧١٠، اخرجه الطيالسي: ١٤٦٥، ابن ابي شيبة: ١١/٤١٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٩٠٢، سنن ابن ماجه: ٢٧٣٣، سنن النسائی فی الکبری: ٦٣٩١، ٦٣٩٢، ٦٣٩٣، مسند احمد: ٢٥٠٥٤

فوائد الحدیث: ١۔ جس کا کوئی بھی وارث نہ ہو، تو اس کا ترکہ بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا تاکہ تمام مسلمان اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اور اگر بیت المال کا نظام نہ ہو پھر اس مال کو اس کی بستی یا محلے کے حق دار لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

٢۔ ''حدیث الباب'' میں مذکور صورت میں رسول اللہ ﷺ خود اس میت کے وارث تھے کیونکہ آپ ﷺ نے اس کو آزاد کیا تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے اس کا مال لینا پسند نہ فرمایا تو اسے کسی دوسرے کو دینے کا حکم فرما دیا۔ (ﷺ)

14- بَابُ فِي مِيرَاثِ الْمَوْلَى الأَسْفَلِ

فروتر آزاد کردہ غلام کی میراث

2106: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَوْسَجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً مَاتَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا إِلَّا عَبْدًا هُوَ أَعْتَقَهُ فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ مِيرَاثَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک شخص فوت ہو گیا اس نے صرف ایک غلام وارث چھوڑا اور اسے آزاد کر دیا، تو نبی ﷺ نے اس کی میراث اسے دے دی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اس باب میں

الْعِلْمِ فِي هَذَا الْبَابِ إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ وَلَمْ يَتْرُكْ عَصَبَةً أَنَّ مِيرَاثَهُ يُجْعَلُ فِي بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ.

اہل علم کا عمل یہ ہے کہ جب آدمی فوت ہو جائے اور وہ کوئی عصبہ نہ چھوڑے تو اس کی میراث مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کر دی جائے گی۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٥٩٩، الارواء: ١٦٦٩، ضعيف الترمذي: ٣٧٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٩٠٥، سنن ابن ماجه: ٢٧٤١، سنن النسائی فی الکبری: ٦٤٠٩، ٦٤١٠، مسند احمد: ١٩٣٠

فوائد الحدیث: اگرچہ یہ روایت ضعیف ہے لیکن امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ اگر کسی میت کے ترکے کا کوئی بھی وارث نہ ہو سوائے اس کے آزاد کردہ غلام کے تو اس کا ترکہ آزاد کردہ غلام کو دے دیا جائے گا۔ اور بعض اہل علم کا موقف بھی بیان کر دیا کہ ایسی صورت میں وہ مال بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔

لیکن آجکل دونوں صورتیں ہی نہیں۔ نا تو کوئی غلام ہے اور نہ ہی بیت المال کا انتظام لہٰذا بہتر صورت یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس کے گلی محلے کے کسی بھی مستحق شخص یا افراد کو دے دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِبْطَالِ الْمِيرَاثِ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْكَافِرِ

مسلمان اور کافر کے درمیان میراث کا ابطال

2107: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ [ح] وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ)).

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کافر کا وارث بنے گا نہ کافر مسلمان کا۔''

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ نَحْوَهُ.

ہم کو ابن ابی عمر نے حدثنا سفیان حدثنا الزہری کی سند سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا جابر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

هَكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَحْوَ هَذَا.

اسی طرح اس حدیث کو معمر اور کئی ایک نے زہری سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

وَرَوَى مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَحَدِيثُ

اور مالک نے زہری عن علی بن حسین عن عمر بن عثمان عن اسامۃ بن زید کی سند سے نبی

مَالِكٍ وَهَمٌ وَهِمَ فِيهِ مَالِكٌ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ فَقَالَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَأَكْثَرُ أَصْحَابِ مَالِكٍ قَالُوا عَنْ مَالِكٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ وَعَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ هُوَ مَشْهُورٌ مِنْ وَلَدِ عُثْمَانَ وَلَا يُعْرَفُ عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ.

کریم ﷺ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔ مالک کی روایت میں وہم ہے اس میں مالک کو وہم ہو گیا ہے ان کے بعض شاگردوں نے مالک سے روایت کیا تو انہوں نے کہا عن عمرو بن عثمان جبکہ مالک کے اکثر شاگردوں نے عن مالک عن عمر بن عثمان بیان کیا ہے۔ اور عمرو بن عثمان بن عفان، یہ سیّدنا عثمان کی اولاد سے مشہور ہیں۔ جبکہ عمر بن عثمان کو نہیں پہچانا گیا۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَاخْتَلَفَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مِيرَاثِ الْمُرْتَدِّ فَجَعَلَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمُ الْمَالَ لِوَرَثَتِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَرِثُهُ وَرَثَتُهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ)). وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔ اہل علم کا مرتد کی میراث کے بارے میں اختلاف ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا موقف ہے کہ اس کے مال کے اس کے مسلمان وارث/ حق دار ہوں گے، بعض نے کہا: اس کے مسلمان وارث، اس کے وارث نہیں بنیں گے، انہوں نے نبی ﷺ کی حدیث: ''مسلمان کافر کا وارث نہیں بنے گا۔'' سے استدلال کیا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٩٨٥، ابن الجارود: ٩٥٤، الدارقطني: ٤/٦٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٧٦٤، صحیح مسلم: ١٦١٤، سنن ابو داود: ٢٩٠٩، سنن ابن ماجه: ٢٧٢٩، ٢٧٣٠، سنن النسائی فی الکبری: ٦٣٧٠۔ ٦٣٨٢، مسند احمد: ٢١٧٤٧، صحیح ا بن حبان: ٦٠٣٣

فوائد الحدیث: ا۔ کوئی بھی کافر کسی بھی مسلمان کا وارث نہیں بنے گا اور نہ ہی کوئی مسلمان کسی کافر کا وارث بنتا ہے۔

۲۔ مرتد کے بارے میں اختلاف ہے لیکن صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ کوئی بھی مسلمان اپنے کسی بھی مرتد رشتہ دار کا وارث نہیں بنے گا۔

16- بَابُ لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ

دو ملت / دین والے باہم وارث نہیں بنیں گے

2108: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو ملت / دین والے باہم وارث نہیں بنیں گے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث جابر کو صرف ابن ابی لیلی کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) ارواء الغليل: ١٧١٥

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ٨٤٦١، سنن ابو داود: ٢٩١١، سنن ابن ماجه: ٢٧٣١، مسند احمد: ٦٦٦٤، سنن النسائی فی الکبری: ٦٣٨٩، سنن الدارمی: ٢٩٩٣، ٢٩٩٤، سنن الدارقطنی: ٤/٧٥

فوائد الحدیث: حدیث میں دو ملتوں سے مراد "ملت اسلام" اور ملت کفر" مراد ہے یعنی ملت اسلام والے (مُسلمان) ملت کفر والے (کافر) شخص کے وارث نہیں بنیں گے۔ مُسلمان، مُسلمان کا اور کافر، کافر کے وارث ہوں گے، خواہ کفر کی کوئی سی بھی قسم ہو۔ مثلاً عیسائی، یہودی (اہل کتاب) یا ہندو، سکھ وغیرہ (غیر اہل کتاب)

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِبْطَالِ مِيرَاثِ الْقَاتِلِ

قاتل کو میراث نہیں ملے گی

2109: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْقَاتِلُ لَا يَرِثُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قاتل وارث نہیں بنے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ وَلَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ قَدْ تَرَكَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْهُمْ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح نہیں، اور یہ صرف اسی طریق سے معروف ہے، اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ کو بعض اہل علم / محدثین نے ترک کیا ہے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ انہی میں سے ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْقَاتِلَ لَا يَرِثُ كَانَ الْقَتْلُ عَمْدًا أَوْ خَطَأً. وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَإِنَّهُ يَرِثُ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ.

اہل علم کا اس پر عمل ہے، کہ قاتل وارث نہیں بنے گا، خواہ قتل عمد ہو یا قتل خطا۔ بعض نے کہا ہے کہ اگر قتل خطا ہو تو وہ وارث بنے گا، یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٧١٣، ارواء الغليل: ١٦٧١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٦٤٥، ٢٧٣٥، سنن ابو داود : ٤٥٦٤، سنن النسائی فی الکبری: ٦٣٦٧، مسند احمد: ٣٤٧، ٣٤٨، سنن ابن ماجه: ٢٦٤٦، سنن النسائی فی الکبری: ٦٣٦٨، سنن الدارقطنی: ٤/٩٥، ٩٥۔ ٩٦

فوائد الحدیث: قاتل، مقتول کا وارث نہیں بنے گا کیونکہ اگر قاتل کو وارث بنا دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ وراثت کے حصول کے لیے ہی قتل کر دے۔ اس فساد کو روکنے کے لیے اسلام کی تعلیمات یہی ہیں تاکہ کوئی کسی کو ناحق قتل نہ کرے۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْمَرْأَةِ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا

شوہر کی دیت سے بیوی کی میراث

2110: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ عُمَرُ الدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا. فَأَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیت عاقلہ (پدری رشتے داروں) پر ہے اور بیوی کو اس کے شوہر کی دیت سے کچھ بھی میراث نہیں ملے گی، ضحاک بن سفیان کلابی نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں خط

سُفْيَانَ الْكِلَابِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنْ وَرِّثِ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا.

لکھا: کہ اشیم ضبابی کی اہلیہ کو اس کے شوہر کی دیت سے میراث دو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیے حدیث ۱۴۱۵۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۹۲۷، سنن ابن ماجه: ۲٦٤۲، سنن النسائی فی الکبری: ٦۳٦۳۔ ٦۳٦٦، مسند احمد : ۱٥۷٤٥

فوائد الحدیث: ۱۔ دیت کی رقم مقتول کے ترکہ میں شامل کر کے تمام ورثاء میں شرعی اصولوں کے مطابق اس کو تقسیم کیا جائے گا۔ ورثا میں بیوی بھی شامل ہے لہٰذا وہ اپنے خاوند کی دیت میں سے اپنا حصہ بطور وراثت وصول کرے گی۔

۲۔ اجتہادی غلطی کسی سے بھی ممکن ہے، لہٰذا علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر قسم کے حالات میں ہر قسم کے افراد کی قرآن و حدیث کے دلائل سے اصلاح کرتے رہیں۔ اور افراد کا بھی یہ حق ہے کہ وہ اصلاح کو قبول کریں حق بات کو مذہبی تعصب اور تقلید جامد کی بھینٹ نہ چڑھائیں۔

19- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الأَمْوَالَ لِلْوَرَثَةِ وَالْعَقْلَ عَلَى الْعَصَبَةِ

میراث وارثوں کے لیے اور دیت عصبہ پر

2111: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لَحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قُضِيَ عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ عَقْلَهَا عَلَى عَصَبَتِهَا.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو لحیان کی ایک عورت کے جنین (پیٹ کے بچے) کے بارے میں جو مردہ حالت میں ساقط ہو گیا تھا ایک غلام یا ایک لونڈی کی دیت کا فیصلہ کیا تھا، پھر وہ عورت جس کے خلاف غلام یا لونڈی کا فیصلہ کیا گیا تھا مر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور اس کے شوہر کے لیے ہے، اور اس کی دیت اس کے عصبہ پر ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى يُونُسُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَمَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ.

امام ترمذی نے کہا: یونس نے اس حدیث کو زہری عن سعید بن مسیب و ابی سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کو مالک نے عن الزہری عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرہ بھی روایت کیا ہے۔ اور مالک نے زہری عن سعید بن مسیب کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ۲۲۰٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥۷٥۸، ٦۷٤۰، ٦۹۰٤، ٦۹۰۹، صحیح مسلم: ۱٦۸۱، سنن ابو داود: ٤٥۷۷، ٤٥۷۹، سنن ابن ماجه: ۲٦۳۹، سنن النسائی: ۸/٤۷۔ ٤۸، ٤۸۔٤۹، مسند احمد : ۷۲۱۷، ۱۰۹٥۳

فوائد الحدیث: دیت عصبہ دیں گے اور وراثت / ترکہ ورثاء میں بحسب اصول شرعی تقسیم ہوگا۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الَّذِي يُسْلِمُ عَلَى يَدَيِ الرَّجُلِ

اس شخص کی میراث جو کسی شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہو جائے

2112: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ يُسْلِمُ عَلَى يَدَيْ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ)).

سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، اہل شرک میں سے اس شخص کے بارے میں سنت کیا ہے جو کسی مسلمان شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اس کی حیات و ممات کا سب لوگوں سے زیادہ حق دار ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهْبٍ وَيُقَالُ ابْنُ مَوْهَبٍ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف عبداللہ بن وہب کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ ابن موہب عن تمیم داری بھی کہا جاتا ہے۔

وَقَدْ أَدْخَلَ بَعْضُهُمْ بَيْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهْبٍ وَبَيْنَ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَبِيصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ وَلَا يَصِحُّ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ وَزَادَ فِيهِ قَبِيصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ وَهُوَ عِنْدِي لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُجْعَلُ مِيرَاثُهُ فِي بَيْتِ الْمَالِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ)).

اور بعض نے عبداللہ بن وہب اور تمیم داری کے درمیان قبیصہ بن ذؤیب کو ذکر کیا ہے اور یہ صحیح نہیں۔ اس حدیث کو یحییٰ بن حمزہ نے عبدالعزیز بن عمر سے روایت کیا ہے اور اس میں قبیصہ بن ذؤیب کا اضافہ کیا ہے جبکہ میرے نزدیک یہ (سند) متصل نہیں۔ بعض اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔ جبکہ بعض نے کہا: اس کی میراث بیت المال میں جمع کر دی جائے گی۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ کی حدیث سے استدلال کیا ہے: ”ولاء (آزاد کردہ غلام کی میراث) کا حق دار وہ ہے جو آزاد کرنے والا ہے۔“

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٩٨٧٢، ابن ابي شيبة: ١١/٤٠٨، سعيد بن منصور: ٢٠٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٧٥٢، سنن النسائي في الكبرى: ٦٤١١، ٦٤١٢، ٦٤١٣، مسند احمد: ١٦٩٤٤، سنن ابو داود: ٢٩١٨

فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص کفر سے توبہ کر کے مسلمان ہو جائے اور اس کی وفات کے وقت اس کے ورثاء میں سے کوئی بھی مسلمان نہ ہو تو پھر وہ شخص جس کے ذریعے اس نے اسلام قبول کیا تھا اس کا وارث بنے گا کیونکہ اس کے ورثاء کافر ہونے کی وجہ سے وارث نہیں بن سکتے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِبْطَالِ مِيرَاثِ وَلَدِ الزِّنَا

ولد زنا (حرامی بچہ) وارث نہیں بنتا

2113: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَيُّمَا رَجُلٍ عَاهَرَ بِحُرَّةٍ أَوْ أَمَةٍ فَالْوَلَدُ وَلَدُ زِنًا لَا يَرِثُ وَلَا يُورَثُ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی آزاد عورت یا کسی لونڈی سے زنا کیا تو بچہ ولد زنا ہے وہ زانی اس بچے کا وارث بنے گا نہ اس بچے کو اس کا وارث بنایا جائے گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى غَيْرُ ابْنِ لَهِيعَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث ابن لہیعہ کے علاوہ دوسرے راویوں نے عمرو بن شعیب سے بیان کی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ وَلَدَ الزِّنَا لَا يَرِثُ مِنْ أَبِيهِ.

اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ ولد زنا اپنے والد کا وارث نہیں بنے گا۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٣٠٥٤، صحيح الترمذي: ١٧١٧، بعض نے اس کو ابن لہیعہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٢٦٥، ٢٢٦٦، سنن ابن ماجه: ٢٧٤٥، ٢٧٤٦، مسند احمد: ٦٦٩٩، ٦٠٤٢

فوائد الحدیث: وراثت کا حق نسب سے ثابت ہوتا ہے اگر کوئی بچہ زنا کے نتیجے میں پیدا ہوا ہو تو اپنے (ناجائز) باپ کا وارث نہیں بنے گا۔ اور نہ ہی وہ زانی اپنے اس (ناجائز) بیٹے کا وارث ہوگا۔ کیونکہ سب غیر قانونی، غیر اخلاقی اور غیر شرعی ہے جسے شریعت اسلام قبول نہیں کرتی۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَرِثُ الْوَلَاءَ

ولاء کا وارث کون ہوگا؟

2114: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((يَرِثُ الْوَلَاءَ مَنْ يَرِثُ الْمَالَ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مال کا وارث بنتا ہے وہی ولاء کا وارث بنے گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی اسناد قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٣٠٦٦-التحقيق الثاني:، ضعيف الجامع الصغير: ٦٤٢٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٩١٧، سنن ابن ماجه: ٢٧٣٢، سنن النسائي في الكبرى: ٦٣٤٨

فوائد الحدیث: ''ولاء'' اس نسبت کو کہتے ہیں جو کسی غلام کی آزادی کی، اس غلام کو آزاد کرنے والے کی طرف کی جاتی ہے۔ یا پھر غلام کے اس مال کو بھی کہتے ہیں جو وہ فوت ہونے کے وقت چھوڑتا ہے اور اس کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

تو ان دونوں چیزوں کا حق دار غلام کو آزاد کرنے والا ہی ہوتا ہے یعنی نسبت بھی اسکی طرف ہوگی اور اپنے آزاد کردہ غلام کا مال بھی یہی لے گا۔ پھر یہ ''ولاء'' آگے اس کے ورثاء میں بطور وراثت منتقل ہو جائے گی۔

23- بَابُ مَا جَاءَ مَا يَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ

خواتین ولاء کی وارث

2115: حَدَّثَنَا هَارُونُ أَبُو مُوسَى الْمُسْتَمْلِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رُؤْبَةَ التَّغْلِبِيُّ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَبِي بُسْرٍ النَّصْرِيِّ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمَرْأَةُ تَحُوزُ ثَلَاثَةَ مَوَارِيثَ عَتِيقَهَا وَلَقِيطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِي لَاعَنَتْ عَلَيْهِ)).

سیّدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت تین میراث اکٹھا کرتی ہے: اپنے آزاد کردہ غلام کی، کسی ایسے بچے کی جسے اس نے راہ سے (لاوارث بچے کو) اٹھا کر پالا ہو اور اپنے اس بچے کی جس کی وجہ سے اس نے لعان کیا ہو۔“

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ.

یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے اس طریق سے صرف محمد بن حرب کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٦٠٠، ضعيف ابي داؤد: ٦٢٣، ارواء الغليل: ١٥٧٦، المشكاة: ٣٠٥٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٩٠٦، سنن ابن ماجه: ٢٧٤٢، سنن النسائی فی الکبری: ٦٣٦٠، ٦٣٦١، ٦٤٢٠، مسند احمد: ١٦٠٠٤

فوائد الحدیث: ۱۔ جس طرح مرد ”ولاء“ کی وجہ سے وارث بنتا ہے اسی طرح عورت بھی ”ولاء“ کے سبب اپنے آزاد کردہ غلام کی وارث بنے گی۔

۲۔ لعان کی صورت میں بھی عورت اپنے بچے کی وارث ہوگی۔

۳۔ لاوارث بچے کو پال پوس کر جوان کرنے والی عورت کے اس بچے کا وارث بننے کے بارے اگرچہ اختلاف ہے لیکن مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت اس کی وارث بنے گی کیونکہ اس کا کوئی اور وارث نہیں، اور اس نے اس کی پرورش کی ہے۔ واللہ اعلم

28

أَبْوَابُ الْوَصَايَا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

وصیتوں کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ

ایک تہائی مال کی وصیت کرنا

2116: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَأَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِي مَالاً كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ ((لَا)). قُلْتُ فَثُلُثَيْ مَالِي قَالَ ((لَا)). قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ ((لَا)). قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ ((الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ إِنْ تَدَعْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ فِيهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ)).

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقع پر میں ایسا سخت بیمار ہو گیا کہ میں موت کے قریب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں بہت مال دار ہوں جبکہ میری وارث میری صرف ایک بیٹی ہے میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے عرض کیا: اپنے دو تہائی مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں“۔ میں نے عرض کیا: نصف مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں“۔ میں نے کہا: ایک تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک تہائی اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے، اگر تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑو تو وہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج چھوڑو، وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھیریں، تم جو بھی خرچ کرو گے اس پر تجھے اجر ملے گا حتی کہ وہ لقمہ جو تم اپنی اہلیہ کے منہ کی طرف اٹھاتے ہو (کہ وہ کھا لے)۔“

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أُخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِي قَالَ ((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي فَتَعْمَلَ عَمَلاً تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ رِفْعَةً وَدَرَجَةً وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ)).

میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اپنی ہجرت سے پیچھے رہ گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے بعد پیچھے نہیں رکھے جاؤ گے تم اللہ کی رضامندی کی خاطر جو بھی عمل کرو گے اس سے تمہاری رفعت و درجے میں اضافہ ہوگا، ہو سکتا ہے کہ اگر تم پیچھے رکھے گئے حتی کہ کچھ لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں گے اور دوسروں کو تجھ سے نقصان پہنچے گا۔ اے اللہ! میرے اصحاب کے لیے ان کی ہجرت جاری فرما اور ان کو ان کی ایڑیوں پر نہ لوٹانا لیکن سعد بن خولہ (رضی اللہ عنہ) باعث افسوس ہے۔'' رسول اللہ ﷺ ان کے لیے اظہار غم کرتے تھے کہ وہ مکہ میں فوت ہوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ.

اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ لَيْسَ لِلرَّجُلِ أَنْ يُوصِيَ بِأَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ وَقَدِ اسْتَحَبَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَنْقُصَ مِنَ الثُّلُثِ لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ((وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ)).

اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ آدمی ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت نہ کرے۔ بعض اہل علم نے اس بات کو مستحب جانا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ''ایک تہائی زیادہ ہے۔'' کی وجہ سے ایک تہائی سے کم مال کی وصیت کی جائے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٧١٨، اخرجه الدارمي: ٣١٩٩، البزار: ١٠٨٥، ابن الجارود: ٩٤٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٦، ١٢٩٥، صحيح مسلم: ١٦٢٨، سنن ابو داود: ٢٨٦٤، ٣١٠٤، سنن ابن ماجه: ٢٧٠٨، سنن النسائی: ٦/٢٤١، ٢٤٢، ٢٤٣، ٢٤٤، مسند احمد: ١٤٨٢، صحيح ابن حبان: ٤٢٤٩

فوائد الحدیث: ١۔ وصیت کا مطلب ہے کہ آدمی اپنے مال کے متعلق کوئی فیصلہ کرے کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال میں سے اتنی مقدار میں مال فلاں شخص، ادارے وغیرہ کو دے دینا۔ یا کسی بھی نفع بخش کام کے متعلق اپنی اولاد، ورثاء یا کسی اور کو وصیت کرتا ہے کہ میری وفات کے بعد یہ کام کرنا ہے۔

٢۔ مالی معاملات میں وصیت کرنا پہلے فرض تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے وراثت کے احکام نازل فرمائے اور ہر وارث کا حصہ مقرر فرما دیا تو پھر وصیت کی فرضیت ختم ہو گئی البتہ اس کا جواز چند شرائط کے ساتھ باقی رہا۔ مثلاً

(ا) وصیت سارے مال میں سے ایک تہائی (١/٣) حصے کی ہو سکتی ہے اس سے زائد نہیں۔ اگر کوئی شخص ایک تہائی سے زائد کی وصیت کرے گا تو اس کی وصیت کو پورا نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے صرف تیسرے حصے تک نافذ کیا جائے گا۔

(۲) وصیت، غیر ورثا کے لیے ہو سکتی ہے جن لوگوں کے حصے مقرر ہیں اور وہ شرعی وارث ہیں ان کے حق میں وصیت نہیں ہوگی تاکہ وصیت کی وجہ سے نہ تو کسی وارث کا حصہ زیادہ ہو اور نہ ہی کم۔

(۳) کسی بھی گناہ کے کام کی وصیت کرنا جائز نہیں، اگر کوئی شخص ایسی وصیت کرے گا تو اس کی وصیت کو نافذ نہیں کیا جائے گا۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي الضِّرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ

وصیت میں نقصان پہنچانا

2117: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَهُوَ جَدُّ هَذَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا الأَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللهِ سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ)). ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ أَبُو هُرَيْرَةَ ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اور عورت ساٹھ سال تک اللہ کی اطاعت والے عمل کرتے ہیں، پھر انہیں موت آتی ہے تو وہ وصیت میں نقصان پہنچا دیتے ہیں تو ان کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے، پھر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی: ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ ”وصیت کے بعد جس کی وصیت کی گئی یا قرض ادا کرنے کے بعد نقصان پہنچائے بغیر اللہ کی طرف سے وصیت ہے۔“ اللہ تعالیٰ کے اس قول ”یہ بڑی کامیابی ہے۔“ تک۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَنَضْرُ بْنُ عَلِيٍّ الَّذِي رَوَى عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ جَابِرٍ هُوَ جَدُّ نَضْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور نضر بن علی جس نے اشعث بن جابر سے روایت کیا وہ نضر بن علی جہضمی کے دادا ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٥٩١، المشكاة: ٣٠٧٥، ضعيف الجامع الصغير: ١٤٥٧، ضعيف ابي داؤد: ٦١٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٨٦٧، سنن ابن ماجه: ٢٧٠٤، مسند احمد : ٧٧٤٢

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن مسئلہ بالکل صحیح ہے کہ آدمی کا کسی وارث کو حق سے زیادہ دینا یا کسی کو حق سے محروم کرنے کے لئے ناجائز اور غلط وصیت کرنا بہت بڑا جرم ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ بلکہ سالہا سال کی عبادت و ریاضت بھی اسے کوئی فائدہ نہیں دیتی اور وہ شخص دوسروں کی حق تلفی کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ

وصیت کی ترغیب دینا

2118: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ مَا يُوصِي فِيهِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ.

فرمایا: "کسی مسلمان شخص کے لیے حق نہیں کہ اس کے پاس قابل وصیت چیز ہو اور وہ دو راتیں بسر کر لے اِلّا یہ کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث زہری عن سالم عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج کے لیے دیکھیے حدیث: ۹۷۴۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۷۳۸، صحیح مسلم: ۱۶۲۷، سنن ابو داود: ۲۸۶۲، سنن ابن ماجه: ۲۶۹۹، سنن النسائی: ۶/۲۳۸۔ ۲۳۹ مسند احمد: ٤٤٦٩ و ٤٥٧٨، صحیح ابن حبان: ٦٠٢٤، و ٦٠٢٥۔

فوائد الحدیث: ۱۔ اگر کسی شخص کے ذمہ کچھ حقوق ہوں مثلاً اس نے قرض دینا ہے یا اسکے پاس کسی کی امانت پڑی ہوئی ہے یا کسی کے ساتھ کاروباری شراکت میں لین دین کا معاملہ ہے تو پھر اسے ہر وقت وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھنی چاہئے کیونکہ موت سے کوئی انسان بھی آگاہ نہیں کہ وہ کب اور کہاں آجائے گی لہٰذا اپنے معاملات کو ہر وقت صاف ستھرا رکھ کر ہمہ وقت موت کے لیے تیار رہنا چاہئے۔ البتہ کسی مجبوری کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ تین دن کی تاخیر کی اجازت ہے۔ حدیث الباب میں اگرچہ دو راتوں (دن) کا ذکر ہے لیکن دوسری روایات میں تین دن کا بھی تذکرہ ہے۔

۲۔ اپنے مال کے متعلق چونکہ آیت میراث کے بعد وصیت کرنا فرض نہیں رہا اس لیے حدیث الباب سے یہ وصیت مراد نہیں۔

4- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُوصِ

نبی ﷺ نے وصیت نہیں کی

2119: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى أَوْصَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا. قُلْتُ كَيْفَ كُتِبَتِ الْوَصِيَّةُ وَكَيْفَ أَمَرَ النَّاسَ قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللّٰهِ.

طلحہ بن مصرف نے بیان کیا، میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی تھی؟ انہوں نے کہا: نہیں، میں نے کہا: تو پھر وصیت کس طرح لکھی گئی اور آپ ﷺ نے کس طرح لوگوں کو حکم دیا؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی وصیت کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف مالک بن مغول کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح الترمذي: ۱۷۲۰، اخرجه الدارمي: ۳۱۸٤، الحميدي: ۷۲۲، ابن ابي شيبة: ۱۱/۲۰٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۷٤۰، صحیح مسلم: ۱٦۳٤، سنن ابن ماجه: ۲٦۹٦، سنن النسائی: ٦/۲٤۰، مسند احمد: ۱۹۱۲۳، صحیح ابن حبان: ٦۰۲۳

فوائد الحدیث: ا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو بعض فتنہ پرور لوگوں نے امت میں افتراق و انتشار کے لیے یہ بات پھیلا دی کہ رسول اکرم ﷺ نے خلافت کی وصیت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق کی تھی، معاذ اللہ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ناجائز خلافت پر قبضہ کر لیا ہے۔

کبار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو یہود کی سازش کو سمجھتے تھے لیکن جن حضرات کو معلوم نہیں تھا وہ تصدیق کے لیے ایک دوسرے سے پوچھ لیتے تھے۔ حدیث الباب میں بھی اسی قسم کی کیفیت کا بیان ہے جس کا جواب سیّدنا عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے نفی میں دیا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی اس قسم کی افواہوں کی تردید کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

يقولون ان النبي صلى الله عليه وسلم اوصى الى على لقد دعا بالطست ليبول فيها فانخنثت نفسه ما اشعر فإلى من اوصى۔ (نسائی ۱/۷ کتاب الطہارۃ)

"وہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے وصیت فرمائی تھی (حالانکہ آپ ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات کچھ یوں تھے کہ) آپ ﷺ نے پیشاب کرنے کے لیے تھال (برتن) منگوایا (جب پیشاب سے فارغ ہوئے) تو آپ ﷺ کا جسم ڈھیلا پڑ گیا تو میں نہیں جانتی کہ آپ ﷺ نے کس کو وصیت فرمائی تھی۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے بیماری کے آخری ایام میرے گھر میں میرے پاس گزارے پھر آخری لمحات میں بھی میں ہی آپ ﷺ کی خدمت میں موجود تھی اگر آپ ﷺ نے وصیت کی ہوتی تو مجھے بھی معلوم ہوتا، تو ثابت ہوا کہ کوئی وصیت وغیرہ نہیں تھی صرف یہودیوں کی سازش تھی تاکہ امت میں اختلاف پیدا ہو اور امت کی اجتماعی قوت کمزور ہو جائے، جس میں کسی حد تک وہ کامیاب بھی رہے، آج بھی شیعہ حضرات یہودیوں کی اس سازش کو ہی پروان چڑھانے کے لیے یہی عقیدہ و نظریہ لوگوں میں پھیلانے کی سعی مذموم و مسموم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اذان میں بھی اس عقیدے کا اظہار کر کے بدعت سیئہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

۲۔ آپ ﷺ نے اپنے مال کے متعلق بھی کوئی خاص وصیت نہیں فرمائی تھی کیونکہ آپ ﷺ پہلے ہی فرما چکے تھے کہ ہم انبیاء کرام علیہم السلام جو بھی مال چھوڑیں وہ وراثت نہیں بنتی بلکہ صدقہ ہوتا ہے۔ تو اس لیے الگ سے کوئی وصیت کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو کتاب و سنت کے ساتھ تمسک، نماز کی پابندی اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی تھی۔

5- بَابُ مَا جَاءَ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ

وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں

2120: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ

سیّدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق عطا فرما دیا ہے، وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں، بچہ اس کا ہے جس کے

ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ التَّابِعَةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا تُنْفِقُ امْرَأَةٌ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا)).

بستر پر ہو جبکہ زانی کے لیے رجم ہے، اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے، جس نے اپنے آپ کو اپنے والد کے علاوہ کسی اور کے نام سے مشہور کیا یا اپنے آپ کو اپنے مالکوں کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا تو اس پر قیامت کے دن تک مسلسل اللہ کی لعنت ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔"

قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَلَا الطَّعَامَ قَالَ ((ذَلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا)). ثُمَّ قَالَ ((الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ)).

عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! کھانا بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو ہمارا بہترین مال ہے۔" پھر فرمایا: "مستعار لی ہوئی چیز واپس کی جائے گی،" استعمال و ضرورت کے تحت لیا گیا دودھ والا جانور واپس کیا جائے گا، قرض ادا کیا جائے گا اور ضامن ضمانت والی چیز کا ذمے دار ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عمرو بن خارجہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ ابو امامہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے اس سند کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔

وَرِوَايَةُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ وَأَهْلِ الْحِجَازِ لَيْسَ بِذَلِكَ فِيمَا تَفَرَّدَ بِهِ لِأَنَّهُ رَوَى عَنْهُمْ مَنَاكِيرَ وَرِوَايَتُهُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ أَصَحُّ هَكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ.

اسماعیل بن عیاش کی اہل عراق اور اہل حجاز سے روایت جس میں وہ متفرد ہو قوی نہیں، کیونکہ اس نے ان سے منکر روایات بھی روایت کی ہیں۔ اس کی اہل شام سے روایت زیادہ صحیح ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کہا ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ أَصْلَحُ حَدِيثًا مِنْ بَقِيَّةَ وَلِبَقِيَّةَ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ عَنِ الثِّقَاتِ.

انہوں نے کہا: میں نے احمد بن حسن کو بیان کرتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: احمد بن حنبل نے کہا: اسماعیل بن عیاش بقیہ سے بہتر محدث ہے۔ اور بقیہ ثقہ راویوں سے مناکیر بیان کرتا ہے۔

وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ سَمِعْتُ زَكَرِيَّا بْنَ عَدِيٍّ يَقُولُ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ خُذُوا عَنْ بَقِيَّةَ مَا حَدَّثَ عَنِ الثِّقَاتِ وَلَا تَأْخُذُوا عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَا حَدَّثَ عَنِ الثِّقَاتِ وَلَا عَنْ غَيْرِ الثِّقَاتِ.

اور میں نے عبداللہ بن عبدالرحمن کو سنا وہ فرماتے تھے میں نے زکریا بن عدی کو سنا وہ کہتے تھے۔ ابو اسحاق فزاری نے کہا: بقیہ کی ثقہ راویوں سے مروی احادیث قبول کرو جبکہ اسماعیل بن عیاش کی ثقہ راویوں سے احادیث قبول کرو نہ غیر ثقہ سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیے حدیث ۶۷۰۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۸۷۰، ۳۵٦۵، سنن ابن ماجه: ۲۰۰۷، ۲۲۹۵، ۲۳۹۸، ۲٤۰۵، ۲۷۱۳، سنن النسائی فی الکبری: ۵۷۸۱، ۵۷۸۲، مسند احمد : ۲۲۲۹٤، صحیح ابن حبان: ۵۰۹٤

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ نے جس کا جتنا حق بنتا تھا وہ مقرر فرما دیا ہے، لہٰذا اب کسی بھی وارث کے حق میں ترکے کی وصیت نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس سے بعض ورثاء کا حصہ بڑھ جائے گا اور بعض کا کم ہو جائے گا جو کہ جائز نہیں۔

۲۔ شادی شدہ عورت جو بچہ جنے گی وہ اسی شخص کا ہو گا جس کی منکوحہ ہے۔ ہاں البتہ اگر خاوند انکار کر دے کہ یہ بچہ میرا نہیں تو پھر اس کی نسبت ماں کی طرف ہی کی جائے گی ورنہ وہ بچہ اس عورت کے خاوند کا ہی ہو گا۔

۳۔ شادی شدہ مرد ہو یا عورت اس کی سزا رجم ہے لیکن اگر دنیا میں ان کا علم نہیں ہو سکا تو پھر ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہ جیسے چاہے گا معاملہ کرے گا۔

۴۔ جو شخص جان بوجھ کر شعوری طور پر اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کرے گا تو وہ لعنتی ہے اس پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی رہے گی۔ اسی طرح کسی غلام نے اپنی نسبت اپنے اصل مالکوں کی بجائے کسی دوسرے کی طرف کر دی تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم اور لعنتی ہے۔

۵۔ عورت اپنے خاوند کے گھر / مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کر سکتی ہے۔ اِلّا یہ کہ خاوند کی طرف سے عمومی طور پر اجازت ہو یا ایسی کوئی معمولی چیز جس پر خاوند کو کوئی اعتراض نہ ہو جیسے آجکل بھیک مانگنے والے آتے ہیں تو گھروں سے ان کو معمولی سی کوئی چیز روٹی، اناج یا چند روپے دے دیے جاتے ہیں۔

۶۔ عارضی طور پر استعمال کے لیے لی گئی چیز بھی واپس کرنی ہو گی چاہے وہ دودھ والا جانور ہو یا کوئی اور چیز، کیونکہ وہ قرض کی ہی ایک صورت ہے جبکہ قرض بھی واپس کرنا انتہائی ضروری ہے، لہٰذا "عاریۃ" لی ہوئی چیز کا بھی وہی حکم ہے۔

۷۔ اگر کوئی شخص کسی بھی معاملے میں ضامن بن جاتا ہے تو وہ اپنی ضمانت کا ذمہ دار ہے اگر اصل شخص ادائیگی نہیں کرتا تو پھر اس ضامن کو ادا کرنا ہو گی۔

2121: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ عَلَى نَاقَتِهِ وَأَنَا تَحْتَ جِرَانِهَا وَهِيَ تَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَإِنَّ لُعَابَهَا يَسِيلُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ((إِنَّ اللهَ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ رَغْبَةً عَنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)).

سیّدنا عمر بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی اونٹنی پر خطاب فرمایا جبکہ میں اس کی گردن کے نیچے تھا، وہ جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب میرے کندھوں کے درمیان بہہ رہا تھا، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اللہ نے ہر حق دار کو اس کا حق عطا فرما دیا ہے اور وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔ بچہ اس کا جس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور زانی کے لیے رجم کی سزا ہے اور جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا یا اپنے مالکوں سے اعراض کرتے ہوئے اپنے آپ کو کسی اور کی طرف منسوب کیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا نفل قبول کرے گا نہ فرض۔"

قَالَ وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا أُبَالِي بِحَدِيثِ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.

امام ترمذی کہتے ہیں میں نے احمد بن حسن کو سنا وہ کہتے تھے کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے شہر بن حوشب کی روایت کی کوئی پروا نہیں۔

قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ فَوَثَّقَهُ وَقَالَ إِنَّمَا يَتَكَلَّمُ فِيهِ ابْنُ عَوْنٍ ثُمَّ رَوَى ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي زَيْنَبَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.

انہوں نے کہا میں نے شہر بن حوشب کے متعلق امام بخاری سے پوچھا تو انہوں نے اسے ثقہ قرار دیا۔ اور انہوں نے کہا ابن عون اس پر جرح کرتا ہے۔ جبکہ ابن عون نے ہلال بن ابی زینب عن شہر بن حوشب کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ارواء الغليل: ١٦٥٥، صحيح الترمذي: ١٧٢٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٧١٢، سنن النسائي: ٦/٢٤٧، مسند احمد: ١٧٦٦٣

فوائد الحدیث: جو شخص اپنی ولدیت کی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کرتا ہے یا کوئی غلام اپنی غلامی یا "ولاء" کی نسبت اپنے مالکوں کے سوا کسی دوسرے کی طرف کرتا ہے تو یہ دونوں ہی لعنتی ہیں اور ان کی کوئی بھی نفلی یا فرضی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۱۲۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

6- بَابُ مَا جَاءَ يُبْدَأُ بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ

وصیت سے پہلے قرض کی ادائیگی

2122: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَأَنْتُمْ تَقْرَءُونَ الْوَصِيَّةَ قَبْلَ الدَّيْنِ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وصیت پر عمل کرنے سے پہلے قرض ادا کیا جبکہ تم وصیت کو قرض سے پہلے پڑھتے ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يُبْدَأُ بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عام طور پر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ وصیت سے پہلے قرض کی ادائیگی ہو۔

حکم الحدیث: (حسن) اس کی تخریج حدیث ۲۰۹۴، ۲۰۹۵ کے تحت گزر چکی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٧١٥، ٢٧٣٩، مسند احمد: ٥٩٥، ١٢٢٢

فوائد الحدیث: ۱۔ کسی بھی فوت شدہ شخص کی وراثت، قرض کی ادائیگی اور وصیت کو پورا کرنے کے بعد تقسیم کی جائے گی۔ اگر قرض اور وصیت دونوں چیزیں ہی موجود ہوں تو پھر پہلے قرض ادا کیا جائے گا پھر وصیت پر عمل ہوگا۔

۲۔ قرآن مجید میں جو وصیت کا ذکر، قرض سے پہلے کیا گیا ہے وہاں ترتیب مراد نہیں بلکہ دونوں کی ادائیگی کا حکم ہے۔

اس کی تشریح تو سیدنا امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی روشنی میں ہی ہوگی اس لیے کہ قرآن مجید کو حدیث اور سنت رسول ﷺ کے بغیر سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَتَصَدَّقُ أَوْ يُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ

وہ آدمی جو موت کے وقت صدقہ کرتا ہے یا غلام آزاد کرتا ہے

2123: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ الطَّائِيِّ قَالَ أَوْصَى إِلَيَّ أَخِي بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِهِ فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ إِنَّ أَخِي أَوْصَى إِلَيَّ بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِهِ فَأَيْنَ تَرَى لِي وَضْعَهُ فِي الْفُقَرَاءِ أَوِ الْمَسَاكِينِ أَوِ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَلَوْ كُنْتُ لَمْ أَعْدِلْ بِالْمُجَاهِدِينَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَثَلُ الَّذِي يُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي إِذَا شَبِعَ)).

ابو حبیبہ طائی نے بیان کیا: میرے بھائی نے اپنے مال کے ایک حصے کی مجھے وصیت کی، میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے کہا: میرے بھائی نے اپنے مال کے ایک حصے کی مجھے وصیت کی ہے، آپ کا کیا خیال ہے کہ میں اسے کہاں خرچ کروں فقراء پر مساکین پر یا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں پر؟ انہوں نے کہا: جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں مجاہدین کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''موت کے وقت غلام آزاد کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو سیر ہو جانے / پیٹ بھر جانے کے بعد ہدیہ کرتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الأحاديث الضعيفة: ١٣٢٢، المشكاة: ١٨٧١-التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٦٨، سنن النسائي: ٦/٢٣٨، مسند احمد : ٢١٧١٨، صحيح ابن حبان: ٣٣٣٦

فوائد الحدیث: انسان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس وقت صدقہ کرنا چاہئے جب وہ صحت و عافیت کی حالت میں زندگی گزار رہا ہو کہ اس کی کئی قسم کی اپنی ضرورتیں بھی موجود ہوں، مثلاً بچوں کی پرورش، ان کے تعلیمی اخراجات، اولاد جوان ہے تو ان کی شادی کے انتظامات وغیرہ ان ساری اور ان جیسی دیگر ضرورتوں کی موجودگی میں آدمی جو صدقہ کرے گا وہ بہترین ہوگا۔ اور زیادہ اجر و ثواب کا باعث بھی۔

اگر موت کے وقت کوئی خرچ کرتا ہے تو پھر اس کا اجر و ثواب پہلے والا نہیں ہوگا۔ کیونکہ اب یہ مال تو ویسے ہی لوگوں کا ہے اس نے ساتھ تو لے نہیں جانا، یہ سمجھتا ہے کہ میں خرچ کر کے نیکی کما لوں تو اس کا بہترین وقت تندرستی کی حالت میں تھا۔

8- بَابٌ

باب

2124: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُ عَائِشَةَ فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ لِي وَلَاؤُكِ فَعَلْتُ. فَذَكَرَتْ ذَلِكَ

عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا اپنی مکاتبت کے سلسلے میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تعاون حاصل کرنے آئیں جبکہ انہوں نے ابھی اس میں سے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں کہا: اپنے مالکوں کے پاس جاؤ اگر وہ چاہیں تو میں تمہاری

بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ وَيَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكِ فَلْتَفْعَلْ.

طرف سے مکاتبت کی ساری رقم ادا کر دیتی ہوں لیکن تمہاری ولاء (آزاد کردہ غلام کا مال و اسباب) میرا ہوگا۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مالکوں سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا: اگر وہ ثواب کی خاطر تمہاری رقم ادا کرتی ہیں تو کریں بصورت دیگر تمہاری ولاء ہماری ہی ہوگی۔

فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ)).

میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”خرید کر آزاد کر دو ولاء تو آزاد کرنے والے ہی کی ہوتی ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شروط مقرر کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں؟ جس نے ایسی شرط قائم کی جو اللہ کی کتاب میں نہیں اس کا اسے کوئی فائدہ نہیں خواہ وہ سو شرطیں مقرر کرے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور سیّدہ عائشہ سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ ولاء آزاد کرنے والے ہی کی ہوتی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تحقیق حدیث ۱۱۵۴ کے تحت گزر چکی ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٥٦، صحیح مسلم: ١٥٠٤، سنن ابو داود: ٣٩٢٩، ٣٩٣٠، سنن ابن ماجه: ٢٠٧٦، ٢٥٢١، سنن النسائی: ١٠٧/٥۔ ١٠٨، ١٦٢/٦، ١٦٢۔ ١٦٣، ١٦٣، ١٦٤۔ ١٦٥، ١٦٥، ١٦٥۔ ١٦٦، ٣٠٠/٧ و ٣٠٥، ٣٠٥۔ ٣٠٦، مسند احمد : ٢٤٠٥٣، صحیح ابن حبان: ٤٢٧٢، ٤٣٢٥

فوائد الحدیث: جو شخص کسی غلام یا لونڈی کو خرید کر یا پہلے سے اپنی ملکیت میں موجود کسی بھی غلام یا لونڈی کو آزاد کرتا ہے تو اس کی آزادی کی نسبت جسے ”ولاء“ کہتے ہیں اس آزاد کرنے والے کی طرف ہی ہوگی۔

اسی طرح جب وہ غلام یا لونڈی فوت ہو جائے اور اس کا کوئی حقیقی وارث نہ ہو تو اس کا ترکہ بھی اس آزاد کرنے والے کو ہی ملے گا۔

(مزید تفصیل حدیث نمبر ۱۲۵ باب الولاء والهبة کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں)

29

أَبْوَابُ الْوِلَاءِ وَالْهِبَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

ولاء اور ہبہ کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ

ولاء اسی کی ہے جس نے آزاد کیا ہے

2125: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الثَّمَنَ أَوْ لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَةَ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ بریرہ کو خرید کر آزاد کر دیں، پس انہوں نے ولاء کی شرط لگائی (کہ ولاء ان کی ہوگی)، نبی ﷺ نے فرمایا: ”ولاء تو اسی کی ہے جس نے قیمت ادا کی ہے یا جو نعمت کا ولی ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٥٨٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥٩١، سنن ابو داود: ٣٣٥١ و ٣٣٥٢، سنن النسائی: ٧/٢٧٩، مسند احمد : ٢٣٩٦٢

فوائد الحدیث: ١۔ ”ولاء“ اس نسبت کو کہتے ہیں جو کسی بھی غلام یا لونڈی کی آزادی کی اس کے آزاد کرنے والے کی طرف کی جاتی ہے۔ یا پھر آزاد کردہ غلام کا وہ مال جو وہ فوت ہوتے وقت چھوڑتا ہے لیکن اس کا کوئی وارث نہیں ہوتا، نہ ہی اصحاب الفروض میں سے اور نہ ہی عصبہ میں سے تو اس ”ترکہ“ کو بھی ”ولاء“ کہتے ہیں۔

٢۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ ”ولاء“ (خواہ وہ نسبت ہو یا ترکہ، یا پھر دونوں چیزیں، کیونکہ نسبت تو ہر صورت آزاد کرنے والے مالک کی طرف ہی ہوگی۔ لیکن ممکن ہے کہ وہ غلام فوت ہوتے وقت ”ترکہ“ بھی بطور ”ولاء“ چھوڑے) اسی کی ہوگی جس نے غلام یا

لونڈی کو آزاد کیا ہے، خواہ وہ پہلے سے اس کی ملکیت میں ہو یا خرید کر آزاد کر دے۔

۳۔ حدیث الباب میں موجود واقعہ کا پس منظر یا تفصیل کچھ یوں ہے کہ سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا، لونڈی تھیں انہوں نے اپنے مالکوں سے مکاتبت کی تھی کہ میں نو اوقیہ چاندی تمہیں ادا کر دوں گی تو تم مجھے آزاد کر دو گے اور اس کے لیے انہوں نے نو قسطیں طے کر لیں کہ ہر سال ایک اوقیہ تمہیں ادا کیا کرونگی۔ اب وہ اس رقم کے بندوبست کے لیے ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھی حاضر ہوئی تو امی جان رضی اللہ عنہا نے تجویز پیش کی کہ اگر تیرے مالک راضی ہو جائیں تو میں یہ رقم اکٹھی ایک ہی دفعہ ادا کر دیتی ہوں۔ (تیرے مالکوں کو رقم بھی یکمشت مل جائے گی اور تو بھی نو سال غلامی میں نہیں گزارے گی بلکہ فوراً آزاد ہو جائے گی) لیکن تیری "ولاء" میری ہو گی۔

سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے مالکوں سے بات کی تو وہ اس پر راضی نہ ہوئے بلکہ وہ کہنے لگے کہ اگر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یکمشت رقم ادا کر کے تجھے آزاد کرنا چاہتی ہیں تو کر سکتی ہیں لیکن "ولاء" ہماری ہو گی۔

جب رسول اللہ ﷺ کو ساری صورتحال معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: لا یمنعك ذالك منها ابتاعی واعتقی فان الولاء لمن اعتق... الحدیث (نسائی ۲/ ۲۲۴ کتاب البیوع) "کہ ان مالکوں کی ولاء کی شرط تجھے یہ لونڈی آزاد کرانے والی نیکی کرنے سے نہ روکے، تو خرید لے اور آزاد کر دے بے شک "ولاء" اسی کی ہے جس نے آزاد کیا۔" بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ کوئی ایسی شرط لگائے جو اللہ تعالیٰ نے بیان نہ کی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی شرط ہی حق اور سب سے زیادہ مضبوط اور مناسب ہے۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ

ولاء کی بیع اور اسے ہبہ کرنے کی ممانعت

2126: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولاء کی بیع اور اسے ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ہم اسے صرف عبداللہ بن دینار عن ابن عمر کی سند سے ہی جانتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ولاء کی بیع اور اسے ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ. وَيُرْوَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لَوَدِدْتُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ دِينَارٍ حِينَ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَذِنَ لِي حَتَّى كُنْتُ أَقُومُ إِلَيْهِ فَأُقَبِّلُ رَأْسَهُ.

شعبہ، سفیان ثوری اور مالک بن انس نے اسے عبداللہ بن دینار سے روایت کیا ہے اور شعبہ سے یہ بھی روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے پسند کیا کہ عبداللہ بن دینار نے جس وقت اس حدیث کو بیان کیا کہ وہ مجھے اجازت دیں تو میں ان کے سر کا بوسہ لے لوں۔

وَرَوَى يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ وَهَمٌ وَهِمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ وَالصَّحِيحُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. هَكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

یحییٰ بن سلیم نے اس حدیث کو عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور یہ وہم ہے اس میں یحییٰ بن سلیم کو وہم ہوا ہے۔ جبکہ صحیح عن عبید اللہ بن عمر عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے مروی ہے۔ اور کئی ایک نے عبید اللہ بن عمر سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَتَفَرَّدَ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ. اس حدیث میں عبداللہ بن دینار کا تفرد ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تحقیق کے لیے دیکھیے حدیث ۱۲۳۶۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٥٣٥، صحيح مسلم: ١٥٠٦، سنن ابو داود: ٢٩١٩، سنن ابن ماجه: ٢٧٤٧، سنن النسائی: ٧/٣٠٦، مسند احمد : ٤٥٦٠، صحيح ابن حبان: ٤٩٤٨

فوائد الحدیث: "ولاء" (غلام کی آزادی کی نسبت) کو نہ تو کسی دوسرے کو ھبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اسے فروخت کرنا جائز ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ أَوِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ

3- جس نے اپنے مالکوں کے علاوہ کسی اور کو مالک قرار دیا

اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے نسب کا دعویٰ کیا

2127: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ فَقَالَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللهِ وَهَذِهِ الصَّحِيفَةَ صَحِيفَةٌ فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ فَقَدْ كَذَبَ وَقَالَ فِيهَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ)).

ابراہیم تیمی نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: تو فرمایا کہ جس کا یہ خیال ہے کہ ہمارے پاس کوئی چیز ہے جسے ہم پڑھتے ہیں سوائے اللہ کی کتاب اور اس صحیفے کے وہ صحیفہ اس میں اونٹوں کی عمریں اور زخموں کی دیتوں کے متعلق لکھا ہے، تو وہ شخص جھوٹا (خیال رکھتا) ہے، انہوں نے اس میں بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عیر اور ثور کا درمیانی حصہ حرم مدینہ ہے، پس جس نے اس میں دین میں کوئی نیا کام جاری کیا یا دین میں نیا کام جاری کرنے والے کسی شخص کو پناہ دی تو اس پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ اس سے قیامت کے دن کوئی نفل قبول فرمائے گا نہ فرض، مسلمانوں میں سے ایک شخص کا امان دینا سب کی طرف سے تصور ہوگا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ.

اور بے شک یہ کئی ایک طرق سے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: اور ان میں سے بعض نے اعمش عن ابراہیم التیمی عن الحارث بن سوید عن علی کی سند سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ١٠٥٨، نقد الكتانی: ٤٢، صحیح ابی داؤد: ١٧٧٣-١٧٧٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١١١، ١٨٧٠، صحیح مسلم: ١٣٧٠، وص: ١١٤٧، سنن ابو داود: ٢٠٣٤، ٢٠٣٥، ٤٥٣٠، سنن النسائی فی المجتبی: ٨/٢٤، وفی الكبرى: ٤٢٧٧، ٤٢٧٨، مسند احمد : ٦١٥، ٩٩٣، صحیح ابن حبان: ٣٧١٦، ٣٧١٧ .

فوائد الحدیث: ١۔ اس حدیث سے شیعہ حضرات کے اس مفروضے کی نفی ہوتی ہے کہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یا حضرات اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس، قرآن وحدیث کے علاوہ کوئی خاص علم تھا۔

٢۔ جس طرح مکہ مکرمہ حرمت والا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے "عَیر" اور "ثور" کے درمیان کو حرم قرار دیا ہے۔

٣۔ بدعت تو ہر جگہ ہی مذموم ہے کہ کل بدعة ضلالة لیکن مدینہ منورہ میں بدعت کا ارتکاب یا بدعتی آدمی کو تحفّظ اور اس کی حوصلہ افزائی زیادہ سنگین جرم ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت کا مستحق ٹھہرتا ہے اور مزید بر آں کہ اس کی نفلی یا فرضی کسی بھی قسم کی کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی۔

٤۔ غلام کا اپنے مالکوں کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا یا کسی شخص کا اپنے نسب کو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب کرنا بھی لعنت کا موجب ہے اور یہ شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی بھی قسم (نفل یا فرض) عبادت کی قبولیت سے محروم رہتا ہے۔

٥۔ مسلمان ہونے کے ناطے، اسلام کی آغوش میں تمام مسلمانوں کے حقوق یکساں ہیں اگر کوئی امیر کبیر یا عہدے و منصب والا کسی کو ضمانت دے سکتا ہے تو اسی طرح کوئی غریب اور عام مسلمان بھی کسی کو ضمان دے تو اس کی پابندی سب پر لازم ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَنْتَفِي مِنْ وَلَدِهِ

جو شخص اپنے بچے کا انکار و نفی کر دے

2128: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعَطَّارُ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ)). قَالَ نَعَمْ. قَالَ ((فَمَا أَلْوَانُهَا)). قَالَ حُمْرٌ. قَالَ ((فَهَلْ فِيهَا أَوْرَقُ)). قَالَ نَعَمْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنو فزارہ کا ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میری اہلیہ نے ایک کالے رنگ کے بچے کو جنم دیا ہے، نبی ﷺ نے اسے فرمایا: "کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟" اس نے عرض کیا، جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کے رنگ کیسے ہیں؟" اس نے کہا: سرخ، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا ہے؟" اس نے عرض

إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا. قَالَ ((أَنَّى أَتَاهَا ذَلِكَ)). قَالَ لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهَا. قَالَ ((فَهَذَا لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهُ)).

کیا: جی ہاں، خاکستری رنگ کے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہاں سے آگیا؟'' اس نے عرض کیا: ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی رگ ہو جسے اس نے کھینچ لیا ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ (آباؤ اجداد سے) کوئی رگ ہو اس نے اسے کھینچ لیا ہو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذی: ١٧٢٨، اخرجه الحميدی: ١٠٨٤، ابو يعلى: ٥٨٦٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٣٠٥، صحيح مسلم: ١٥٠٠، سنن ابو داود: ٢٢٦٠، ٢٢٦١، ٢٢٦٢، سنن ابن ماجه: ٢٠٠٢، سنن النسائی: ٦/١٧٨، ١٧٩، مسند احمد: ٧١٨٩، صحيح ابن حبان: ٤١٠٦، ٤١٠٧

فوائد الحدیث: ا۔ کسی بھی باپ کے لیے جائز نہیں کہ وہ رنگ اور نقش و نگار کی وجہ سے اپنی اولاد کا انکار کرے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے هو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشآء (آل عمران: ٦) وہ چاہے تو سیاہ رنگ جوڑے سے سرخ و سفید اور گورے چٹے والدین سے سیاہ رنگ بچہ پیدا کردے۔

هو العزيز الحكيم (آل عمران)

٢۔ رسول اللہ ﷺ نے مثال دے کر مسئلہ سمجھایا ہے کہ یہ رنگ اور نقش و نگار کا اثر ننھیال یا ددھیال میں سے بھی کسی طرف سے ہوسکتا ہے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَافَةِ

قیافہ شناسی

2129: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ ((أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ هَذِهِ الْأَقْدَامُ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ خوشی کے عالم میں ان کے ہاں تشریف لائے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے معلوم نہیں کہ قیافہ شناس نے ابھی ابھی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو کہا: یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَزَادَ فِيهِ ((أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا مَرَّ عَلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَدْ غَطَّيَا رُءُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو زہری عن عروہ عن عائشہ کی سند سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: ''کیا تجھے معلوم نہیں کہ ایک قیافہ شناس زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرا تو ان دونوں کے سر

بَعْضٍ)).

ڈھانپے ہوئے تھے اور پاؤں ننگے تھے، اس نے کہا: یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں۔"

وَهٰكَذَا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اسی طرح ہم کو سعید بن عبدالرحمن اور کئی ایک نے یہ حدیث سفیان بن عیینہ عن الزہری عن عروہ عن عائشہ کی سند سے بیان کی۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ فِي إِقَامَةِ أَمْرِ الْقَافَةِ.

بعض اہل علم نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قیافہ شناس کا امر نافذ ہوگا۔

حكم الحديث: (صحيح) ارواء الغليل: ١٥٧٧، صحيح الترمذي: ١٧٢٩

تخريج الحديث: صحيح بخاري: ٣٥٥٥، صحيح مسلم: ١٤٥٩، سنن ابو داود: ٢٢٦٧، سنن ابن ماجه: ٢٣٤٩، سنن النسائي: ٦/١٨٤، مسند احمد: ٢٤٥٢٦، صحيح ابن حبان: ٤٠٢، ٧٠٥٧

فوائد الحدیث: ۱۔ زمانہ جاہلیت میں قیافہ شناسی کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی اور "مجزز" نامی قیافہ شناس پر بڑا اعتماد کیا جاتا تھا۔

۲۔ سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ گورے چٹے تھے جبکہ ان کے بیٹے سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سیاہ رنگ تھے۔ بعض لوگ رنگت کے اس فرق کی وجہ سے ان کے نسب میں طعن کرتے تھے جو آپ ﷺ کے لیے پریشانی اور کوفت کا باعث تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ کو ان دونوں سے بہت محبت تھی۔ ایک دفعہ یہ دونوں باپ بیٹا چادر سے منہ ڈھانپ کر سوئے ہوئے تھے اور اتفاق سے ان کے پاؤں ننگے تھے ادھر "مجزز مدلجی" کا گزر ہوا تو وہ دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ دونوں باپ بیٹا ہیں۔ جس سے رسول اللہ ﷺ کو سن کر خوشی ہوئی کہ اب ایک قیافہ شناس کی بات پر تو ایسے لوگ یقین کر کے طعن کرنا چھوڑ دیں گے۔

۳۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیافہ شناسی مجتہد ہے اور اس کی بنیاد پر فیصلہ ہو سکتا ہے۔

6- بَابُ فِي حَثِّ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى التَّهَادِي

نبی ﷺ کی ہدیہ دینے پر ترغیب دینا

2130: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ شِقَّ فِرْسِنِ شَاةٍ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "باہم ہدیہ دیا کرو کیونکہ ہدیہ سینے کے کینے، غضب کو ختم کر دیتا ہے، کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لیے (ہدیہ دینے کو) حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کے کھر کا کچھ حصہ ہی ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو مَعْشَرٍ اسْمُهُ نَجِيحٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ ابو معشر کا نام نجیح مولیٰ بنی ہاشم ہے۔ بعض اہل علم نے اس کے حفظ کے حوالے سے اس پر جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) تخریج المشکا: ۳۰۲۸، ضعیف الجامع الصغیر: ۲٤۸۹، حدیث کا آخری ٹکڑا صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲٥٦٦، ٦۰۱۷، صحیح مسلم: ۱۰۳۰، مسند احمد : ۷٥۹۱

فوائد الحدیث: ۱۔ آپس میں تحائف کا تبادلہ کرنا چاہئے کہ اس سے باہمی محبّت والفت پیدا ہوتی ہے اور آپس کی رنجشوں اور کدورتوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ تحفہ اور گفٹ معاشرتی اعتبار سے معمولی ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ جس کو تحفہ دیا جائے وہ اسے اپنی حیثیت سے کم تر سمجھ کر حقیر نہ سمجھے بلکہ ھدیہ دینے والے کا اخلاص اور محبّت کی قدر کرتے ہوئے اسے خوش دلی سے نا صرف کہ قبول کرے بلکہ اس کے بدلے میں اسے بہتر دینے کی کوشش کرے یا کم از کم اس کا شکریہ ضرور ادا کرے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الرُّجُوعِ فِي الْهِبَةِ

ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینے کی ممانعت

2131: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُكْتِبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَثَلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَالْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فَرَجَعَ فِي قَيْئِهِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص عطیہ دے کر واپس لے لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے جس نے کھایا حتیٰ کہ جب سیر ہو گیا تو اس نے قے کر دی اور پھر اپنی قے کو چاٹ لیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی نے کہا: اس باب میں ابن عباس اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٦/٦۳

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲٥۸۹ و صحیح مسلم: ۱٦۲۲، سنن ابو داود: ۳٥۳۸ و ۳٥۳۹، سنن ابن ماجه: ۲۳۹۱، سنن النسائی: ٦/۲٦٥ و ۲٦٦۔ ۲٦۸، مسند احمد : ۱۸۷۲

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک واضح ہے کہ جو شخص بھی کسی دوسرے کو کوئی چیز ھبہ کر دے وہ ازاں بعد اس سے واپس نہیں لے سکتا کیونکہ آپ ﷺ نے ایسے شخص کی مثال اس کتے سے بیان کی ہے جو خود ہی قے کرتا ہے اور پھر خود ہی اسے کھا جاتا ہے۔ بلکہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

لیس لنا مثل السوء العائد فی ھبتہ کالکلب یعود فی قیئہ (نسائی ص ۲/۱۲۸، کتاب الھبۃ)

ہمیں اس بری مثال کا مصداق نہیں بننا چاہئے کہ ھبہ کر کے واپس لینے والا اپنی ہی قے کو چاٹنے والے کتے کی طرح ہے“

اور یہ مثال عرب کے معاشرے میں اس قدر معروف تھی کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی اس ھبہ کی واپسی والے عمل کو بہت معیوب سمجھتے تھے اور ایسا کرنے والے کو بطور طنز کہتے تھے یا عائدا فی قیئہ (نسائی ۲/۱۲۸) مگر ”بعض الناس“ نے اس صحیح اور صریح حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے یہ اصول وضع کر لیا کہ: اذا وھب ھبۃ لا جنبی فلہ الرجوع فیھا (ہدایہ ۳/۲۳۹ کتاب الھبۃ)

”کہ جب کوئی شخص کسی اجنبی آدمی کو کوئی چیز ھبہ کرے تو وہ واپس لے سکتا ہے“ جبکہ یہ درست نہیں۔

2132: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ

سیّدنا ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم مرفوع روایت کرتے ہیں:

حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعَانِ الْحَدِيثَ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يَحِلُّ لِمَنْ وَهَبَ هِبَةً أَنْ يَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ فِيمَا أَعْطَى وَلَدَهُ. وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ کوئی عطیہ دے، پھر اسے واپس لے لے سوائے والد کے جو وہ اپنی اولاد کو دیتا ہے، اور جو شخص عطیہ دے کر اسے واپس لے لیتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جس نے کھایا حتیٰ کہ جب سیر ہو گیا تو قے کر دی پھر اپنی قے کو چاٹ لیا۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اس حدیث کے مطابق ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو کوئی چیز ہبہ کر دے تو اس کے لیے اسے واپس لینا حلال نہیں البتہ اگر والد اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرے تو وہ اس سے واپس لے سکتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیے حدیث ۱۲۹۹۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۵۸۹ و صحیح مسلم: ۱۶۲۲، سنن ابو داود: ۳۵۳۸ و ۳۵۳۹، سنن ابن ماجه: ۲۳۹۱، سنن النسائی: ۶/۲۶۵ و ۲۶۶۔ ۲۶۸، مسند احمد : ۱۸۷۲

فوائد الحدیث: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کوئی بھی اجنبی شخص اپنی ھبہ کی ہوئی چیز واپس نہیں لے سکتا۔ لیکن باپ نے اگر اپنے بیٹے کو کوئی چیز ھبہ کی ہو تو وہ واپس لے سکتا ہے۔ لیکن حضرات احناف نے ان دونوں باتوں میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہوئے اس کے بالکل الٹ کہا ہے کہ:

۱۔ اجنبی آدمی اپنی ھبہ کی ہوئی واپس لے سکتا ہے۔

۲۔ باپ اپنے بیٹے کو ھبہ کی ہوئی چیز واپس نہیں لے سکتا۔ (ہدایہ ۳/۲۳۹)

انا للہ وانا الیہ راجعون

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بشیر رضی اللہ عنہ کو وہ غلام واپس لینے کا حکم فرمایا تھا جو انہوں نے اپنے بیٹے سیدنا نعمان رضی اللہ تعالیٰ کو ھبہ کیا تھا۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے سنن نسائی ۲/۱۲۵، کتاب النحل)

تَمَّ كِتَابُ الْوِلَاءِ وَالْهِبَةِ وَيَلِيهِ كِتَابُ الْقَدَرِ

30

أَبْوَابُ الْقَدْرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

تقدیر کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْخَوْضِ فِي الْقَدَرِ

تقدیر کے بارے میں گفتگو کرنے کی سنگینی

2133: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدَرِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّمَا فُقِئَ فِي وَجْنَتَيْهِ الرُّمَّانُ فَقَالَ ((أَبِهَذَا أُمِرْتُمْ أَمْ بِهَذَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ؟ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِينَ تَنَازَعُوا فِي هَذَا الأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَلاَّ تَتَنَازَعُوا فِيهِ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم تقدیر کے بارے میں تنازع کر رہے تھے، آپ ﷺ ناراض ہو گئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا جیسا کہ آپ ﷺ کے رخساروں پر انار نچوڑ دیا گیا ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہیں اس کا حکم دیا ہے یا مجھے اس کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا گیا ہے؟ تم سے پہلے لوگوں نے جس وقت اس امر میں تنازع کیا تو وہ ہلاک ہو گئے۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اس بارے میں تنازع نہ کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ. وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ صَالِحٍ الْمُرِّيِّ. وَصَالِحٌ الْمُرِّيُّ لَهُ غَرَائِبُ يَنْفَرِدُ بِهَا لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عمر، عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔ اور یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے صالح مری کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اور صالح مری کے غرائب ہیں جن میں وہ متفرد ہے۔ ان پر اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكاة: ٩٨-٩٩

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٦٠٤٥، ٣١٢١ مسند احمد: ٦٦٦٨، ٦٨٤٦، سنن ابن ماجه: ٨٥

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور حکم دیا کہ جو کچھ اس سے پہلے ہو چکا ہے وہ بھی لکھ دے اور جو آئندہ ابد تک ہونا ہے وہ بھی تحریر کر دے۔ چنانچہ ابد تک جو کچھ ہونا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ لکھا جا چکا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں اسی کا نام تقدیر ہے۔ اس پر ایمان لانا اللہ تعالیٰ، انبیاء و رسل، ملائکہ، آسمانی کتب اور قیامت وغیرہ پر ایمان لانے کی طرح فرض ہے۔

۲۔ تقدیر میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے لکھوایا ہے کہ ذات باری تعالیٰ نے مخلوقات میں کیا کیا پیدا کرنا ہے اور ان سے کیا کام لینا ہے، ان کی ذمہ داری کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام مخلوقات اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کر رہی ہیں۔

البتہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بطور امتحان و آزمائش نیکی اور برائی کرنے میں اختیار دیا ہے کہ یہ عمل صالح کر لے یا برائی کر کے نافرمان ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ کس آدمی نے میری اطاعت کر کے مجھے راضی کرتے ہوئے جنّت کا وارث بننا ہے اور کس نے میری نافرمانی کرتے ہوئے مجھے ناراض کر کے جہنم کا ایندھن ہو جانا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے لوگوں کا جنتی اور جہنمی ہونا بھی لکھوا دیا ہے اور وہ اسی طرح ہی ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم یقینی ہے جس میں سرِ مو بھی فرق نہیں آسکتا۔

۳۔ لوگوں کا جنتی اور جہنمی لکھ دیا جانا یہ جبر اور ظلم نہیں جیسا کہ بعض گمراہ لوگوں کا خیال ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے علم کے عین مطابق ہے۔

۴۔ لہٰذا تقدیر کے مسئلے میں بالکل بحث مباحثہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے راز ہیں۔ جتنی راز کی بات اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے اس پر پورے یقین و اعتماد کے ساتھ ایمان لانا چاہئے اور جو بات پوشیدہ رکھی ہے اس کی کھوج اور ٹوہ نہیں لگانی چاہئے۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي حِجَاجِ آدَمَ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا بحث و مباحثہ

2134: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سُلَيْمَانَ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ مُوسَى يَا آدَمُ أَنْتَ الَّذِي خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ أَغْوَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ. قَالَ فَقَالَ آدَمُ وَأَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللهُ بِكَلَامِهِ أَتَلُومُنِي عَلَى عَمَلٍ عَمِلْتُهُ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ قَالَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا بحث و مباحثہ ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آدم (علیہ السلام)! آپ وہی ہیں جسے اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور آپ میں اپنی طرف سے روح پھونکی، آپ نے لوگوں کو بھٹکا دیا اور انہیں جنّت سے نکلوا دیا۔ آدم (علیہ السلام) نے فرمایا: آپ وہی موسیٰ (علیہ السلام) ہیں کہ اللہ نے آپ کو اپنے کلام کے لیے منتخب فرمایا، کیا آپ مجھے ایسے عمل پر ملامت کرتے ہیں جو میں نے کیا جسے اللہ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے مجھ پر فرض کر دیا تھا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پس آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر دلیل کے ساتھ غالب آ گئے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَجُنْدَبٍ.
وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْأَعْمَشِ.
وَقَدْ رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.
وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عمر اور جندب رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے سلیمان تیمی عن الاعمش کی حدیث سے۔
اعمش کے بعض شاگردوں نے اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ جبکہ بعض نے اعمش عن ابی صالح عن ابی سعید کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٧٣٣، ابن ابي عاصم في السنة: ١٤٠-١٤١
تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٤٠٩، صحيح مسلم: ٢٦٥٢، سنن ابو داود: ٤٧٠١، سنن ابن ماجه: ٨٠، سنن النسائی فی الکبری: ١٠٩٨٥، و ١٠٩٨٦، ١١١٣٠، ١١١٨٦، ١١١٨٧، ١١٣١٨، ١١٤٤٣، مسند احمد: ٧٣٨٧، صحيح ابن حبان: ٦١٧٩، ٦١٨٠، ٦٢١٠

فوائد الحدیث: ١۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ انسان اپنے گناہوں کے لیے تقدیر کو ڈھال نہیں بنا سکتا کہ اس کی آڑ میں گناہ پہ گناہ کرتا چلا جائے اور کہے کہ یہ تقدیر میں لکھا ہوا ہے اس میں میرا کیا قصور ہے (معاذ اللہ)۔ البتہ اگر کوئی پریشانی اور مُصیبت آجائے تو پھر تقدیر پر ایمان لاتے ہوئے صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے غم اور پریشانی کی تکلیف کو برداشت کرنے کی توفیق دے دیتے ہیں۔
٢۔ کوئی بھی غلطی یا گناہ ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے اور توبہ کر کے اپنے رب تعالیٰ کو راضی کر لینا چاہئے۔ نیز بعد ازاں کسی بھی گناہ گار کو اس کی غلطی پر اسے طعنہ زنی نہیں کرنی چاہئے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّقَاءِ وَالسَّعَادَةِ

بد نصیبی اور سعادت مندی

2135: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ مَا نَعْمَلُ فِيهِ أَمْرٌ مُبْتَدَعٌ أَوْ مُبْتَدَأٌ أَوْ فِيمَا قَدْ فُرِغَ مِنْهُ فَقَالَ ((فِيمَا قَدْ فُرِغَ مِنْهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَكُلٌّ مُيَسَّرٌ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلسَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ)).

سیّدنا عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے بتائیں کہ ہم جو عمل کرتے ہیں اس میں امر مبتدع ہے یا مبتدأ یا وہ ایسا عمل ہے جس سے فراغت ہو چکی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابن خطاب! اس میں ایک ایسا امر ہے جس سے فراغت ہو چکی ہے اور ہر چیز کی توفیق دی گئی ہے، رہا وہ شخص جو سعادت مندوں میں سے ہے تو وہ سعادت مندی والے عمل کرتا ہے، اور جو بد نصیبوں میں سے ہو تو وہ بد نصیبی والے عمل کرتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ وَأَنَسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا علی، حذیفہ بن اسید، انس اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) ظلال الجنة: ١٦١-١٦٧، اخرجه الطيالیس: ١١، ابن ابي عاصم: ١٦٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٥١٤٠، ١٤١١٦، ١٤٦٠٠ صحیح مسلم: ٢٦٤٨

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے اپنے یقینی اور کامل علم سے ہر شخص کے جنتی اور جہنمی ہونے کے متعلق تقدیر میں لکھوادیا ہے۔ اب جو شخص جنتی ہے اسے اچھے اعمال کی توفیق ملتی ہے اور جو جہنمی ہے تو وہ ہمیشہ جہنمیوں والے کام کرتا ہے۔ لیکن اس کا یہ عمل تقدیر میں لکھے جانے کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ نیکی اور بدی میں بطور آزمائش دیے گئے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے کرتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے پہلے لکھوا رکھا ہے۔

2136: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَنْكُتُ فِي الأَرْضِ إِذْ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا قَدْ عُلِمَ وَقَالَ وَكِيعٌ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ)). قَالُوا أَفَلَا نَتَّكِلُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((لَا اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ زمین کرید رہے تھے کہ آپ ﷺ نے اچانک اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا، پھر فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کا حال معلوم ہو چکا ہے، اِلّا یہ کہ اس کا جہنم میں ٹھکانا ہے اور جنّت میں ٹھکانا ہے“ (سب معلوم ہے) انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا ہم بھروسا نہ کرلیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، عمل کرو ہر شخص کو اس کی توفیق ملتی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ١٠٥١، البزاز: ٥٨٣، البخاري في الادب المفرد: ٩٠٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٣٦٢، صحیح مسلم: ٢٦٤٧، سنن ابو داود: ٤٦٩٤، سنن ابن ماجه: ٧٨، سنن النسائي فی الکبری: ١١٦٧٨، ١١٦٧٩، مسند احمد: ٦٢١، صحیح ابن حبان: ٣٣٤، ٣٣٥

فوائد الحدیث: ١۔ تقدیر میں ہر شخص کا جنتی یا جہنمی ہونا لکھا جا چکا ہے۔ لیکن اسی تقدیر میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ فلاں شخص اپنے فلاں فلاں اچھے اعمال کے سبب جنّت میں جائیگا اور فلاں آدمی فلاں فلاں گناہ اور بد اعمال کی بنا پر جہنم کا ایندھن بنے گا۔

٢۔ تقدیر میں لکھے ہوئے اعمال کے متعلق تو کوئی انسان بھی نہیں جانتا، لہٰذا اسے تقدیر پر بھروسہ کرکے عمل کرنے چھوڑ نہیں دینے چاہئیں بلکہ ہمیشہ اچھے اعمال کرنے کی کوشش اور جستجو کرنی چاہئے تاکہ وہ اہل جنّت میں شامل ہو جائے، اور جہنم میں جانے سے بچ جائے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الأَعْمَالَ بِالْخَوَاتِيمِ

آخری اعمال کا اعتبار ہے

2137: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جو الصادق المصدوق ہیں، نے ہمیں حدیث بیان کی: ”تم میں سے

رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ إِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيَنْفُخُ فِيهِ وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعٍ يَكْتُبُ رِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَعَمَلَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ ثُمَّ يَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ ثُمَّ يَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا)).

کوئی (ہر انسان) چالیس دن تک ماں کے رحم میں نطفہ کی صورت میں پڑا رہتا ہے پھر اتنی ہی مدت جما ہوا خون اور پھر اتنی ہی مدت گوشت کے لوتھڑے کی صورت میں رہتا ہے، پھر اللہ اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے اور وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ فرشتہ اس کی روزی، اس کی اجل (زندگی رموت)، اس کا عمل، اور بدبخت یا نیک بخت ہونا، لکھ دیتا ہے پس اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! تم میں سے کوئی جنتیوں والے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور اس (جنّت) کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر لکھائی (تقدیر) اس پر غالب آجاتی ہے تو اس کا جہنمیوں والے عمل سے خاتمہ ہوتا ہے تو وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے، اور تم میں سے کوئی جہنمیوں والے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور اس (جہنم) کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے، پھر لکھائی (تقدیر کا لکھا ہوا) اس پر غالب آجاتا ہے تو اس کا خاتمہ جنتیوں والے عمل سے ہوتا ہے تو وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ مِثْلَهُ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ہم کو محمد بشار نے حدثنا یحییٰ بن سعید حدثنا الاعمش حدثنا زید بن وہب عن عبداللہ بن مسعود کی سند سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا، تو اس کی مثل ذکر کیا۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ. وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ بِعَيْنِي مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ.

شعبہ اور ثوری نے اسے اعمش سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا: اس باب میں ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ اور میں نے احمد بن حسن کو سنا وہ کہتے تھے امام احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں میری آنکھوں نے یحییٰ بن سعید القطان جیسی شخصیت نہیں دیکھی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدٍ نَحْوَهُ.

ہم کو محمد بن علاء نے حدثنا وکیع عن الاعمش عن زید کی سند سے اسی مانند بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ٢٩٨، الحميدي: ١٢٦، ابن ابي عاصم: ١٧٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٢٠٨، صحیح مسلم: ٢٦٤٣، سنن ابو داود: ٤٧٠٨، سنن ابن ماجه: ٧٦، سنن النسائی فی الکبری: ١١٢٤٦، مسند احمد : ٣٦٢٤، صحیح ابن حبان ٦١٧٤

فوائد الحدیث: ا۔ یہ حدیث مسئلہ تقدیر میں بہت واضح ہے کہ انسان کے مراحل تخلیق میں ہی اس کے مستقبل کے متعلق فیصلہ فرمادیا گیا ہے حالانکہ ابھی انسان دنیا میں بھی نہیں آیا۔

۲۔ جو رزق انسان کے مقدر میں ہے وہ کسی نہ کسی طرح ضرور آدمی کو مل کر رہے گا خواہ وہ ٹیکے اور ڈرپ کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو۔ حتیٰ کہ اس کا رزق جو کسی دوسرے انسان کے جسم میں خون کی شکل میں موجود ہے وہ بھی اسے ملے گا اور صرف اتنا ہی جتنا اس کے مقدر میں ہے۔ اس سے زائد نہیں۔

اور جو مقدر میں نہیں وہ انسان باوجود کوشش کے حاصل نہیں کر سکتا حتیٰ کہ اس کے کھانا کھاتے وقت کوئی لقمہ اس انداز سے گرتا ہے کہ یہ اسے دوبارہ استعمال بھی نہیں کر سکتا تو وہ کیڑے مکوڑے یا پرندے کھا جاتے ہیں وہ رزق ان کا تھا اس کا نہیں، بے شک اس نے کمایا، پکایا، تیار کیا وغیرہ لیکن کھا نہیں سکتا تھا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اس کا رزق کتنا ہے اور کیسے یہ حاصل کرے گا۔

۳۔ یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہی ہے کہ انسان کی زندگی کتنی ہے اور کس انداز سے کب ختم ہوگی، خود انسان اپنی زندگی کے متعلق بھی نہیں جانتا۔

۴۔ اسی طرح انجام کار کے لحاظ سے آدمی کے جنتی یا جہنمی ہونے کا علم بھی صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات عالی کو ہی ہے ورنہ بعض اوقات انسان زندگی بھر اچھے اعمال کرتا ہے لیکن موت سے پہلے اس سے کوئی ایسی غلطی اور گناہ ہو جاتا ہے کہ سارے اعمال صالحہ اکارت ہو جاتے ہیں اور یہ جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ساری زندگی گناہ ہی گناہ کرتے رہتا ہے لیکن زندگی کے آخری لمحات میں کوئی ایسی نیکی کر گزرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف فرما کر اسے اپنی جنّت کا وارث بنا دیتا ہے۔ اس لیے انسان کو ہمیشہ اچھے اعمال کرنے کی ہی کوشش کرتے رہنا چاہئے تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو اور یہ بُرے انجام سے بچ جائے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

۵۔ کسی بھی انسان کی زندگی میں اس کے اعمال کی بنیاد پر اس کے جنتی یا جہنمی ہونے کا حتمی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ معلوم نہیں اس کا خاتمہ کس حالت پر ہوگا۔ البتہ اچھے اعمال کی وجہ سے خیر اور بھلائی کی امید رکھنی چاہئے اور شرک و بدعات جیسے اعمال کی وجہ سے یہ کہنا چاہئے کہ اگر یہ شخص شرک کی حالت میں بغیر توبہ مر گیا تو جہنم میں جائے گا کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا اٹل فیصلہ ہے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے

2138: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رَبِيعَةَ الْبُنَانِيُّ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْمِلَّةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی بنا دیتے ہیں، یا نصرانی بنا دیتے ہیں یا مشرک بنا دیتے ہیں۔“ عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! جو اس سے پہلے ہی فوت

يُشَرِّ كَانِهِ)). قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ فَمَنْ هَلَكَ قَبْلَ ذَلِكَ قَالَ ((اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ بِهِ)).

ہو جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہوں نے جو عمل کرنے تھے اللہ ان کے متعلق خوب جاننے والا ہے۔''

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَقَالَ ((يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ)).

ابو کریب اور حسین بن حریث دونوں نے ہم کو بیان کیا کہ وکیع نے اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی معنی میں اسی مانند روایت کیا ہے اور کہا: ''وہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے''۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُهُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

اور اس حدیث کو شعبہ وغیرہ نے اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کا معنی بیان کیا ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ.

اور اس باب میں سیّدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الاروا: ١٢٢٠، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٣١/١٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٣٥٨، ٦٥٩٩، ٦٦٠٠، صحیح مسلم: ٢٦٥٨، سنن ابو داود: ٤٧١٤، سنن النسائی: ٤/٥٨، مسند احمد: ٧١٨١، ٧٤٤٥، صحیح ابن حبان: ١٢٨۔ ١٣١

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ کو اسلام بطور دین پسند ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ) اس لیے اللہ کریم ہر بچے کو فطرت اسلام پر ہی پیدا فرماتے ہیں اور جب تک وہ سن شعور تک نہیں پہنچتا اس کو فطرت اسلام پر ہی سمجھا جاتا ہے۔

اگر وہ شعور کی زندگی کو پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو وہ مسلمان ہی سمجھا جائے گا خواہ وہ کافروں کے گھر میں ہی کیوں نہ پیدا ہوا ہو۔ البتہ شعور کو پہنچنے کے بعد وہ اپنے والدین کی تربیت یا اردگرد کے ماحول سے متاثر ہو کر جو بھی مذہب قبول کر لے گا اس کا انجام اسی کے مطابق ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ یہ بچہ کس انجام سے دوچار ہوگا۔ کون جانتا تھا کہ ابو جہل جیسے کافر کا بیٹا سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ آغوش اسلام میں پناہ لے کر شرف صحابیت سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا اکثر کرتے رہنا چاہئے:

يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ وَإِطَاعَتِكَ

اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ

6- بَابُ مَا جَاءَ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ

دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے

2139: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الضُّرَيْسِ عَنْ أَبِي مَوْدُودٍ

سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف دعا ہی سے تقدیر بدل سکتی ہے اور نیکی عمر میں

عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ)).

اضافہ کرتی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا اسید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَلْمَانَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ الضُّرَيْسِ. وَأَبُو مَوْدُودٍ اثْنَانِ أَحَدُهُمَا يُقَالُ لَهُ فِضَّةُ وَهُوَ الَّذِي رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ اسْمُهُ فِضَّةُ بَصْرِيٌّ وَالْآخَرُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ أَحَدُهُمَا بَصْرِيٌّ وَالْآخَرُ مَدَنِيٌّ وَكَانَا فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف یحییٰ بن ضریس کی حدیث سے جانتے ہیں۔ ابو مودود دو ہیں: ان میں سے ایک کو فضہ اور دوسرے کو عبدالعزیز بن ابی سُلیمان کہا جاتا ہے، ایک بصری ہے جبکہ دوسرا مدنی ہے اور وہ دونوں ہم عصر ہیں۔ ابو مودود جس نے اس حدیث کو روایت کیا وہ فضہ بصری ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٥٤

تخریج الحدیث: شرح مشكل الآثار: ٣٠٦٨، معجم الكبير للطبراني: ٦١٢٨، مسند احمد: ٢٢٣٨٦

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ نے جو تقدیر لکھوادی ہے وہ حتمی اور اٹل ہے اس میں اب کوئی ایک لفظ کا بھی اضافہ نہیں ہوگا اور نہ ہی اس میں لکھا ہوا مٹایا جائے گا۔ یہ جو دعا سے تقدیر بدلنے کا ارشاد گرامی ہے یہ دعا بھی اسی تقدیر کا ہی حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی ازل سے ہی لکھوا دیا ہے کہ فلاں آدمی فلاں موقعہ پر یہ دعا کرے گا اور اس کے نتیجے میں اسے یہ فائدہ حاصل ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تو معلوم ہے کہ انسان نے یہ دعا کرنی ہے جبکہ ہمیں علم نہیں اس لیے وہ ہمارے اعتبار سے تبدیلی ہے۔ ورنہ حقیقت میں کوئی تبدیلی نہیں۔

۲۔ اسی طرح دیگر نیکیاں کہ جن کے کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے یا عمر میں برکت ہوتی ہے وہ بھی پہلے سے تقدیر میں لکھا ہوا ہے کہ فلاں شخص فلاں نیکی کرے گا تو اس کے رزق یا عمر میں اتنا اضافہ ہوگا اور پھر فلاں وقت پر فلاں نیکی کی وجہ سے مزید اتنا اضافہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ آخر کار زندگی بھر میں اسے اتنا رزق نصیب ہوگا اور اس کی ٹوٹل عمر اتنی ہوگی۔ لہٰذا یہ تمام معاملات ہی تقدیر کے ہیں۔

۳۔ انسان کو چونکہ اس کا علم نہیں کہ میرا ٹوٹل رزق یا عمر کتنی ہے اس لیے اسے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے خیر و برکت کی دعائیں اور ہمہ قسم کی نیکیوں کا اہتمام کرتے رہنا چاہئے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أَصْبُعَيِ الرَّحْمَنِ

دل رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان میں

2140: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کثرت سے کیا کرتے تھے: "دلوں کو بدلنے (الٹ پلٹ کرنے) والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھنا۔" میں

فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! آمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهِ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا قَالَ ((نَعَمْ إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ)).

نے عرض کیا: اللہ کے نبی! ہم آپ ﷺ پر اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے کیا آپ ﷺ کو ہمارے متعلق اندیشہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں، دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے انہیں الٹ پلٹ کرتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا نواس بن سمعان، ام سلمہ، عبداللہ بن عمرو اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَنَسٍ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَنَسٍ أَصَحُّ.

اور یہ حدیث حسن ہے۔ اور اسی طرح کئی ایک نے اعمش عن ابی سفیان عن انس کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے جبکہ بعض نے اعمش عن ابی سفیان عن جابر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ ابو سفیان کی انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٠٩/١٠، البغوي: ٨٨، ابو نعيم في الحلية: ١٢٢/٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٨٣٤، مسند احمد: ١٧٦٣٠، ١٢١٠٧، ٢٦٥١٩، ٩٤٢٠، ٢٤٦٠٤

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی صفات قرآن مجید یا احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہیں وہ سب کی سب حق اور حقیقت ہیں ہر مسلمان کے لیے ان پر بغیر کسی تشبیہ، تمثیل اور تاویل کے ایمان لانا فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ مبارک بھی ہے اور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی انگلیاں بھی ہیں۔ اور بنی آدم کے دل اللہ پاک کی انگلیوں کے درمیان میں ہیں وہ ذات باری تعالیٰ جس طرف چاہے پھیر دے، اس لیے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام اور اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف پھیر دے اور پھر اس پر قائم ودائم بھی رکھے۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ

8- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ اللهَ كَتَبَ كِتَابًا لأَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ

اللہ نے جنتیوں اور جہنمیوں کے لیے کتاب (تحریر) لکھی ہے

2141: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي قَبِيلٍ عَنْ شُفَيِّ بْنِ مَاتِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَفِي يَدِهِ كِتَابَانِ فَقَالَ ((أَتَدْرُونَ مَا هَذَانِ الْكِتَابَانِ)). فَقُلْنَا لَا يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا. فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَدِهِ الْيُمْنَى

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ ﷺ کے ہاتھ میں دو کتابیں (تحریریں) تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کیا ہیں؟“ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! نہیں، اِلّا یہ کہ آپ ﷺ ہمیں بتائیں، آپ ﷺ نے

((هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا)).

اپنے دائیں ہاتھ والی کے متعلق فرمایا: ”یہ رب العالمین کی طرف سے کتاب ہے، اس میں جنتیوں کے، ان کے آباء کے اور ان کے قبائل کے نام ہیں، پھر ان کے آخری پر میزان لگا دی گئی ہے، ان میں کبھی بھی کمی بیشی نہیں ہوگی۔“

ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي شِمَالِهِ ((هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا)).

پھر آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا: ”یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے، اس میں جہنمیوں کے نام ان کے آباء اور ان کے قبائل کے نام ہیں، پھر ان کے آخری پر میزان لگا دی گئی ہے اب اس میں کبھی بھی کمی بیشی نہیں ہوگی۔“

فَقَالَ أَصْحَابُهُ فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنْ كَانَ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ فَقَالَ ((سَدِّدُوا وَقَارِبُوا فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ)).

آپ ﷺ کے اصحاب نے عرض کیا: اللہ کے رسول! تو پھر عمل کس لیے اگر وہ ایک ایسا امر ہے جس سے فراغت ہو چکی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”راست روی اور میانہ روی اختیار کرو جنتی شخص کا آخری عمل جنتیوں والا ہوگا، خواہ اس نے جو بھی عمل کیا ہو اور جہنمی کا آخری عمل جہنمیوں والا ہوگا خواہ وہ جو بھی عمل کرے۔“

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ ((فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ)).

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا اور ان دونوں کو پھینک دیا، پھر فرمایا: ”تمہارا رب بندوں سے فارغ ہو چکا، پس ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں۔“

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ أَبِي قَبِيلٍ نَحْوَهُ.

ہم کو قتیبہ نے حدثنا بکر بن مضر عن ابی قبیل کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

وَأَبُو قَبِيلٍ اسْمُهُ حُيَيُّ بْنُ هَانِئٍ.

ابو قبیل کا نام حیی بن ہانی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكاة: ٩٦، سلسلة الصحيحة: ٨٤٨، الظلال: ٣٤٨

تحریج الحدیث: سنن النسائی فی الکبری: ١١٤٧٣، مسند احمد : ٦٥٦٣

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ کا علم حتمی اور یقینی ہے اس لیے اللہ پاک نے ہر شخص کا انجام کہ یہ جنتی ہے یا جہنمی اور وہ اعمال جو انسان نے

کرنے تھے اس کی تمام تر جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ لکھوا دیے ہیں جن میں کسی قسم کی کمی بیشی یا ردوبدل نہیں ہے۔

۲۔ انسان وہ اعمال تقدیر میں لکھے ہونے کی وجہ سے نہیں کرتا کہ اس نے نیکی کرنی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے جبراً لکھ دیا کہ یہ گناہ کرے گا تو اب یہ گناہ کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ یا اس کے برعکس، نہیں ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حتمی علم سے اس آدمی کے عمل کرنے سے پہلے ہی وہ عمل بھی لکھوا دیا اور اس کا انجام بھی، ورنہ اللہ تعالیٰ نے زبردستی نہیں کی۔

إِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ إِمَّا شَاكِرًا وَّإِمَّا كَفُوْرًا ۝ (الدھر: ۳)

"بے شک ہم نے اس انسان کو راستہ دکھا دیا ہے اب چاہے تو اطاعت و فرمانبرداری کر کے شکر گزار بن جائے اور چاہے تو نافرمان ہو جائے۔"

2142: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ)). فَقِيلَ كَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ جب کسی بندے سے خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے عمل پر لگا دیتا ہے۔" عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! وہ اسے کس طرح عمل پر لگاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ اسے موت سے پہلے نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ۲/۸۷، المشكاة: ۵۲۸۸، الظلال: ۳۹۷، ۳۹۹

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱۲۰۳۶، صحيح ابن حبان: ۳۴۱

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ ہی انسان کو توفیق دیتا ہے کہ وہ جنّت میں جانے والے اعمال صالحہ کرے۔ اس لیے ہمیشہ اللہ وحدہٗ لا شریک سے ہدایت اور نیکی کی توفیق مانگتے رہنا چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى

9- بَابُ مَا جَاءَ لَا عَدْوَى وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ

کوئی بیماری متعدی نہیں اور ہامہ (الو) و صفر کی نحوست کی کوئی حقیقت نہیں

2143: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَاحِبٌ لَنَا عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((لَا يُعْدِي شَيْءٌ شَيْئًا)). فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ! الْبَعِيرُ الْجَرِبُ الْحَشَفَةُ نُدْبِنُهُ فَيُجْرِبُ الإِبِلَ كُلَّهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فَمَنْ أَجْرَبَ الأَوَّلَ؟ لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ خَلَقَ اللهُ

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کوئی چیز کسی چیز کو بیماری نہیں لگاتی۔" ایک اعرابی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم خارش زدہ حصے والے اونٹ کو باڑے میں داخل کرتے ہیں تو وہ ان سب اونٹوں کو خارش والا کر دیتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی؟ کوئی بیماری متعدی ہے نہ صفر کی نحوست کی

كُلَّ نَفْسٍ وَكَتَبَ حَيَاتَهَا وَرِزْقَهَا وَمَصَائِبَهَا)).

کوئی حقیقت ہے، اللہ نے ہر نفس کو پیدا فرمایا اور پھر اس کی زندگی، اس کا رزق اور اس کے مصائب لکھ دیے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ صَفْوَانَ الثَّقَفِيَّ الْبَصْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ يَقُولُ لَوْ حَلَفْتُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ لَحَلَفْتُ أَنِّي لَمْ أَرَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ.

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن عمرو بن صفوان الثقفی البصری کو سنا وہ فرماتے تھے میں نے سنا علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اگر میں رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان قسم اٹھاؤں تو میں ضرور قسم اٹھاؤں گا کہ میں نے عبدالرحمن بن مہدی سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١١٥٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٤١٩٨

فوائد الحدیث: ۱۔ زمانہ جاہلیت میں یہ تصور عام تھا کہ بیماری متعدی ہوتی ہے یعنی ایک سے دوسرے کو آپس میں میل ملاقات کی وجہ سے لگ جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تردید فرمائی کہ کوئی بیماری بھی متعدی نہیں سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔

۲۔ "ھامہ" اُلو کو بھی کہتے ہیں اور کھوپڑی کو بھی، جس کا پس منظر یہ ہے کہ لوگوں کا خیال تھا کہ اگر مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی کھوپڑی اُلو کی شکل میں چیختی چلاتی رہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔

۳۔ قبل از اسلام صفر کے مہینے کو منحوس سمجھا جاتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی وقت، دن یا مہینہ منحوس نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ہر جان کو پیدا کیا ہے اور اسکی زندگی، رزق، اور مصائب و مشکلات بھی پہلے سے ہی لکھ دی ہیں۔ اب کسی بھی پریشانی کو کسی کی نحوست کا نتیجہ قرار دینا درست نہیں۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِيمَانِ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ

تقدیر کے اچھا اور برا ہونے پر ایمان لانا

2144: حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَأَنَّ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ تقدیر کے اچھا اور برا ہونے پر ایمان لائے حتیٰ کہ وہ جان لے جو کچھ اسے ملا ہے وہ اس سے چونک نہیں سکتا، اور جو اس سے چونک گیا وہ اسے مل نہیں سکتا تھا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبادہ، جابر اور

بْنِ عَمْرٍو.
وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَيْمُونٍ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَيْمُونٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔
اور یہ حدیث غریب ہے ہم اسے عبداللہ بن میمون کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں جبکہ عبداللہ بن میمون منکر الحدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٤٣٩
تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ٣/٥٤٢، مسند الشهاب: ٧٤٥، معجم الكبير للطبرانی: ١١٢٤٣، مسند احمد : ٢٦٦٩
فوائد الحدیث: ۱۔ تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ جو چیز میرے مقدر میں ہے وہ مجھے مل کر رہے گی اور جو مقدر میں نہیں وہ میں کسی صورت بھی حاصل نہیں کر سکتا اور یہ کہ جو کچھ ہو رہا ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور مشیّت سے ہو رہا ہے۔ نیز اللہ کریم نے یہ سب کچھ اپنے یقینی اور حتمی علم سے پہلے ہی لکھوا رکھا ہے۔ جسے تقدیر کہتے ہیں اب کائنات میں اس کے خلاف نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے مطابق ہی ہو گا۔

۲۔ ''تقدیر'' کو اچھا یا بُرا لوگوں کے حالات کے پیش نظر کہا گیا ہے کہ لوگ اپنے فائدے کی چیز کو اچھا اور نقصان کو بُرا سمجھتے ہیں۔

2145: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ چار چیزوں پر ایمان لائے: وہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، وہ موت پر ایمان لائے، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لائے اور تقدیر پر ایمان لائے۔''

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسی: ١٠٦، عبد بن حميد: ٧٥، الحاكم: ١/٣٣
تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٨١، مسند احمد : ٧٥٨، صحيح ابن حبان: ١٧٨

2145م: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ رِبْعِيٌّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَلِيٍّ.

نضر بن شمیل نے شعبہ سے اسی مانند روایت کیا، اِلّا یہ کہ انہوں نے کہا: ربعی عن رجل عن علی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ النَّضْرِ وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو داؤد عن شعبہ کی روایت میرے نزدیک نضر کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اسی طرح کئی ایک نے عن منصور عن ربعی عن علی کی سند سے بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنَا الْجَارُودُ قَالَ سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ بَلَغَنَا أَنَّ رِبْعِيًّا لَمْ يَكْذِبْ فِي الْإِسْلَامِ كِذْبَةً.

جارود رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں بیان کیا کہ میں نے وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: وہ فرماتے تھے مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ربعی بن حراش نے اسلام میں ایک بھی جھوٹ نہیں بولا۔

حکم الحدیث: (صحیح)

فوائد الحدیث: مومن آدمی کے لیے ان چار چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے ورنہ ان کے بغیر آدمی مومن نہیں ہو سکتا۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی توحید، سیّدنا محمد ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کی شریعت، (قران وحدیث) کا حق ہونا۔

(۲) موت پر ایمان لانا کہ موت ایک حقیقت ہے اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو موت کو حقیقی تسلیم نہیں کرتے بلکہ سمجھتے ہیں اس سے صرف پردہ فرما جانا ہی مراد ہے ورنہ وہ بزرگ اگلے جہاں میں بھی اسی طرح تصرف کرتے اور بااختیار ہیں۔ معاذ اللہ۔

(۳) مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے اور حساب دینے کا یقین۔

(۴) تقدیر پر ایمان لانا کہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مشیّت سے ہو رہا ہے۔

اگر ان چاروں میں سے کسی ایک پر بھی ایمان نہیں ہوگا تو بندہ مومن نہیں ہو سکتا۔

11- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّفْسَ تَمُوتُ حَيْثُ مَا كُتِبَ لَهَا

انسان کو اسی جگہ موت آتی ہے جہاں لکھی ہوئی ہے

2146: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ. قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا قَضَى اللهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَمُوتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً)).

مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ نے کسی بندے کے متعلق فیصلہ فرما دیا کہ وہ فلاں جگہ مرے گا تو وہ اس کا وہاں کوئی کام رکھ دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي عَزَّةَ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَلَا يُعْرَفُ لِمَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ هَذَا الْحَدِيثِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو عزۃ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے۔

اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے صرف یہی حدیث ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ وَأَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ نَحْوَهُ.

ہم کو محمود بن غیلان نے بیان کیا کہ مؤمل اور ابو داؤد حفری نے سفیان سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج المشکاۃ المصابیح: ۱۱۰

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۲۱۹۸۳

2147: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِي عَزَّةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا قَضَى اللهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَمُوتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً أَوْ قَالَ بِهَا حَاجَةً)).

سیّدنا ابو عزہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ کسی بندے کے متعلق فیصلہ فرماتا ہے کہ اسے فلاں جگہ موت آئے تو وہ اس کے لیے وہاں کوئی کام رکھ دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.
وَأَبُو عَزَّةَ لَهُ صُحْبَةٌ وَاسْمُهُ يَسَارُ بْنُ عَبْدٍ وَأَبُو الْمَلِيحِ اسْمُهُ عَامِرُ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ عُمَيْرٍ الْهُذَلِيُّ وَيُقَالُ زَيْدُ بْنُ أُسَامَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔
ابو عزہ صحابی ہیں اور ان کا نام یسار بن عبد ہے۔ ابو الملیح کا نام عامر بن اسامہ بن عمیر ہذلی ہے اور زید بن اسامہ بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) انظر ما قبله: ٢١٤٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٥٥٣٩، صحيح ابن حبان: ٦١٥١

فوائد الحدیث: انسان کی زندگی، رزق اور خوشیاں و غم کے ساتھ ساتھ تقدیر میں یہ بھی لکھا جا چکا ہے کہ اس شخص نے کس جگہ، کب اور کس حالت میں فوت ہونا ہے اور انسان کسی نہ کسی بہانے وہاں تک پہنچتا ہے تو اسے موت آجاتی ہے۔ مثلاً ایسے واقعات روز مرہ ہمارے سامنے ہوتے رہتے ہیں کہ کسی مریض کو ہسپتال لے جایا جا رہا ہوتا ہے تو وہ راستے میں فوت ہو جاتا ہے اب جہاں وہ فوت ہوا ہے اسی جگہ پر اس کی موت کا وقت مقرر تھا نہ وہ وہاں سے ایک سیکنڈ پہلے گزر سکتا تھا اور نہ ہی سیکنڈ لیٹ ہو سکتا ہے کیونکہ یہ فیصلہ اللہ علیم و خبیر کا ہے جس کا علم حتمی اور یقینی ہے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ لَا تَرُدُّ الرُّقَى وَلَا الدَّوَاءُ مِنْ قَدَرِ اللهِ شَيْئًا

دم اور دوا اللہ کی تقدیر سے کوئی چیز بدل نہیں سکتی

2148: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوَى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ شَيْئًا فَقَالَ ((هِيَ مِنْ قَدَرِ اللهِ)).

سیّدنا ابو خزامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے بتائیں کہ دم جس کے ذریعے ہم دم کرتے ہیں، دوا جس کے ذریعے ہم علاج معالجہ کرتے ہیں اور بچاؤ کی چیزیں جن کے ذریعے ہم بچاؤ کرتے ہیں کیا وہ اللہ کی تقدیر سے کسی چیز کو بدل سکتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ وَهَذَا أَصَحُّ هَكَذَا قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف زہری کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ کئی ایک نے اسے سفیان عن الزہری عن ابی خزامہ عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) دیکھیے حدیث ۲۰۶۰ اس میں ابن ابی خزامہ مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٤٣٧، مسند احمد : ١٥٤٧٣

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی تقدیر حق ہے اس میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آسکتا، کوئی دم اور دوا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر موثر نہیں ہوتے کیونکہ ان کی تاثیر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَدَرِيَّةِ

قدریہ کا بیان

2149: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَبِيبٍ وَعَلِيِّ بْنِ نِزَارٍ عَنْ نِزَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَيْسَ لَهُمَا فِي الإِسْلَامِ نَصِيبٌ الْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے دو گروہ ہیں ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں: مرجئہ اور قدریہ۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عمر، ابن عمر اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث غریب حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَلاَّمُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ نِزَارٍ عَنْ نِزَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہم کو محمد بن رافع نے حدثنا محمد بن بشر حدثنا سلام بن ابی عمرۃ بن عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے نبی ﷺ سے بیان کیا۔ محمد بن رافع کہتے ہیں محمد بن بشر نے ہم کو اخبرنا علی بن نزار عن عکرمۃ عن ابن عباس کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ١٠٥، الظلال: ٣٣٤ و ٣٣٥، ضعيف الجامع الصغير: ٣٤٩٨

تخریج الحدیث: مسند عبد بن حميد: ٥٧٩، سنن ابن ماجه: ٦٢، ٧٣، السنة لابن ابى عاصم: ٣٣٤، ٩٥١، معجم الكبير للطبرانى: ١١٦٨٢

فوائد الحدیث: ا۔ ''مرجئہ'' اور ''قدریہ'' دونوں گمرہ فرقے ہیں جو اپنے عقائد باطلہ کی وجہ سے امت محمدیہ سے کٹ چکے ہیں اور اہل سنت والجماعت کے نظریات سے ہٹے ہوئے ہیں مثلاً ''مرجئہ'' کا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے افعال واعمال میں محض مجبور ہے اس کو کوئی اختیار نہیں کہ اچھائی کرے یا برائی، نیز ایمان صرف اقرار کرنے کا نام ہے اعمال اس میں شامل نہیں۔ اور یہ کہ ایمان نہ کم ہوتا ہے اور نہ ہی زیادہ، پھر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات حتیٰ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بھی منکر ہیں وغیرہ وغیرہ۔

(ان کے عقائد کی تفصیل کے لیے ''عقیدہ اہل حدیث'' مصنفہ، مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ''غنیۃ الطالبین'' پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، ملاحظہ فرمائیں)

''قدریہ'' کا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے افعال واعمال کا خود ہی خالق ہے، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادے کو اس میں کچھ دخل نہیں۔ چونکہ یہ لوگ تقدیر کے منکر ہیں اس لیے انہیں ''قدریہ'' کہا جاتا ہے۔

۲۔ یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اسی مسئلہ کی تائید دوسری صحیح احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ اس لیے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تقدیر کا انکار کرنے اور اسے جبر، ظلم قرار دینے والوں کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

14- بَابُ [الْمَنَايَا إِنْ أَخْطَأَتْ ابْنَ آدَمَ وَقَعَ فِي الْهَرَمِ]

اموات / فیصلے اگر انسان ان سے بچ جائے تو بڑھاپے میں مبتلا ہو جاتا ہے

2150: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مُثِّلَ ابْنِ آدَمَ وَإِلَى جَنْبِهِ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ مَنِيَّةً إِنْ أَخْطَأَتْهُ الْمَنَايَا وَقَعَ فِي الْهَرَمِ حَتَّى يَمُوتَ)).

سیّدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کی تصویر بنائی گئی اس کے پہلو میں ننانوے اموات ہیں، اگر وہ ان اموات سے بچ جاتا ہے تو بڑھاپے میں مبتلا ہو جاتا ہے حتی کہ وہ مر جاتا ہے۔'' ھ

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو الْعَوَّامِ هُوَ عِمْرَانُ وَهُوَ ابْنُ دَاوَرَ الْقَطَّانُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اس کو صرف اسی ایک سند سے جانتے ہیں۔ ابو العوام، عمران ابن داور القطان ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) تخریج المشکاۃ: ١٥٦٩، بعض نے اسے قتادہ مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: الکامل لابن عدی: ٥/١٧٤٣، حلیۃ الاولیاء: ٢/٢١١

فوائد الحدیث: انسان اپنی زندگی میں کئی ایک بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے اور بعض اوقات کسی بیماری کی وجہ سے بچپن، لڑکپن یا جوانی میں ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اگر کسی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت نہ ہو تو پھر اس پر بڑھاپا آجاتا ہے، اور آخر کار تو پھر موت ہی ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ٢٤٥٦ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔)

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّضَا بِالْقَضَاءِ

تقدیر پر راضی رہنے کے متعلق

2151: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللهُ لَهُ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللهُ لَهُ)).

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کی سعادت مندی ہے کہ اللہ نے اس کے لیے جو فیصلہ کیا ہے وہ اس پر راضی ہو، اور انسان کی بدنصیبی ہے کہ وہ اللہ سے استخارہ (خیر طلب) کرنا ترک کر دے، اور انسان کی یہ بدنصیبی ہے کہ اللہ نے اس کے لیے جو فیصلہ کیا ہے وہ اس پر ناراض ہو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ. وَيُقَالُ لَهُ أَيْضًا حَمَّادُ بْنُ أَبِي

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف محمد بن ابی حمید کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں،

حُمَيْدٍ وَهُوَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ الْمَدَنِيُّ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

انہیں حماد بن ابی حمید بھی کہا جاتا ہے، یہ ابو ابراہیم مدنی ہیں اور محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٨٠٠، التعليق الرغيب: ١/٢٤٤، ضعيف الجامع الصغير: ٥٣٠٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٤٤

فوائد الحدیث: انسان کو زندگی میں جس قسم کے حالات بھی پیش آئیں وہ غربت و فقیری ہو یا تونگری، مصائب و مشکلات ہوں یا فرحت و خوشی، سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے فیصلے کے مطابق ہے اگر تو انسان، اللہ جل جلالہ کے فیصلے پر راضی ہوگا تو یہ اسکی خوش قسمتی ہے کہ دنیا بھی راحت و سکون سے گزرے گی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

اور اگر اللہ تعالیٰ کے فیصلے / تقدیر پر راضی نہیں ہوگا تو یہ اس کی بد بختی ہے کہ دنیا میں بھی پریشان رہے گا اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے عذاب سے دو چار ہوگا۔ کیونکہ یہ اپنے غصے، ناراضگی سے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو تبدیل تو کر نہیں سکتا تو پھر اس کو برضا و رغبت قبول کرنے میں ہی عقلمندی اور عافیت ہے۔

16- بَابُ [مَا جَآءَ فِي الْمُكَذِّبِيْنِ بِالْقَدْرِ مِنَ الْوَعِيْدِ]

تقدیر کو جھٹلانے والوں کے لیے وعید

2152: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ. فَقَالَ لَهُ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((يَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوْ فِي أُمَّتِي الشَّكُّ مِنْهُ خَسْفٌ أَوْ مَسْخٌ أَوْ قَذْفٌ فِي أَهْلِ الْقَدَرِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

وَأَبُو صَخْرٍ اسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ.

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو اس نے کہا: فلاں شخص آپ کو سلام کہتا ہے، انہوں نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ اس نے دین میں نیا کام جاری کیا ہے، اگر تو اس نے ایسے کیا ہے تو پھر میری طرف سے اسے سلام نہ کہنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”میری امت میں قدریوں کا زمین میں دھنسا دیا جانا، یا چہرے مسخ ہو جانا یا قذف (سنگ باری) ہوگا۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

ابو صخر کا نام حمید بن زیاد ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح الترمذي: ١٧٤٨، اخرجه الحاكم: ١/٨٤، البغوي: ٨٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٦١٣، سنن ابن ماجه: ٤٠٦١، مسند احمد: ٥٨٦٧

2153: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي صَخْرٍ حُمَيْدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((يَكُونُ فِي أُمَّتِي خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَذَلِكَ فِي الْمُكَذِّبِينَ بِالْقَدَرِ)).

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں تقدیر کی تکذیب کرنے والوں میں خسف و مسخ ہوگا۔“

حکم الحدیث: (حسن) ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ روایت نہیں ہے۔

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ نے جزاو سزا کے لیے قیامت کا دن مقرر فرمایا ہے۔ لیکن بعض لوگوں کے جرائم اتنے سنگین ہوتے ہیں کہ انہیں دنیا میں بھی شدید ترین سزا دی جاتی ہے۔ جیسا کہ پہلی قوموں میں کئی ایک مثالیں گزر چکی ہیں۔

ان بڑے گناہوں میں ایک تقدیر کا انکار کرنا یا اسے ظلم و جبر سے تعبیر کرنا بھی ہے کہ ایسے لوگوں کے لیے "خسف" (زمین میں دھنسایا جانا) "مسخ" (شکلیں تبدیل ہونا) اور، "قذف" (آسمان سے پتھر برسائے جانا) کی سزا دنیا میں بھی ہو سکتی ہے۔ آخرت کا عذاب تو ہے ہی۔

۲۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے لوگوں کو نہ سلام کہتے تھے اور نہ ہی ان کا سلام قبول کرتے تھے۔

17- بَابُ [إِعْظَامِ أَمْرِ الْإِيْمَانِ بِالْقَدْرِ]

تقدیر پر ایمان لانے کے امر کی اہمیت

2154: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الْمَوَالِي الْمُزَنِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ لَعَنَهُمُ اللهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللهِ وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوتِ لِيُعِزَّ بِذٰلِكَ مَنْ أَذَلَّ اللهُ وَيُذِلَّ مَنْ أَعَزَّ اللهُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي مَا حَرَّمَ اللهُ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چھ قسم کے افراد پر میں نے لعنت کی ہے، ان پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ہر نبی نے، اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا، اللہ کی تقدیر کی تکذیب کرنے والا، طاقت کے ذریعے مسلّط ہونے والا تاکہ وہ اس کے ذریعے سے اس شخص کو معزز ٹھہرائے جسے اللہ نے ذلیل کیا ہے اور جسے اللہ نے معزز ٹھہرایا ہے وہ اسے ذلیل کرے۔ اللہ کی حرمتوں کو حلال جاننے والا، اللہ نے میری عترت (اولاد) کی جو حرمت ٹھہرائی ہے اسے حلال جاننے والا اور میری سُنّت کا تارک۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰكَذَا رَوَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی نے کہا: عبدالرحمن بن ابو موالی نے اس حدیث کو عبیداللہ بن عبدالرحمن بن موہب عن عمرہ عن عائشہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَهٰذَا أَصَحُّ.

جبکہ سفیان ثوری اور حفص بن غیاث اور کئی ایک نے عبیداللہ بن عبدالرحمن بن موہب عن علی بن حسین کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ روایت نہیں ہے۔

فوائد الحدیث: تقدیر پر ایمان لانا۔ ایمان کے ان بنیادی ارکان میں سے ایک ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور جو شخص تقدیر کا انکار کر دیتا ہے تو یہ اس قدر سنگین جرم اور بڑا گناہ ہے کہ وہ آدمی اللہ تعالیٰ، تمام انبیا کرام علیہم السلام حتیٰ کہ امام الانبیاء سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

2155: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ

عبدالواحد بن سلیم نے بیان کیا: میں مکہ آیا تو میں عطاء بن ابی

الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! إِنَّ أَهْلَ الْبَصْرَةِ يَقُولُونَ فِي الْقَدَرِ. قَالَ يَا بُنَيَّ أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ فَاقْرَإِ الزُّخْرُفَ. قَالَ فَقَرَأْتُ ﴿حم وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ﴾ فَقَالَ أَتَدْرِي مَا أُمُّ الْكِتَابِ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ فَإِنَّهُ كِتَابٌ كَتَبَهُ اللهُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَقَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الأَرْضَ فِيهِ إِنَّ فِرْعَوْنَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَفِيهِ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾

رباح سے ملا اور ان سے کہا: ابو محمد! بصرہ والے تقدیر کے بارے میں باتیں کرتے ہیں، انہوں نے کہا: بیٹے! کیا تم قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، انہوں نے کہا: سورۂ الزخرف پڑھو، میں نے پہلی چار آیات پڑھیں: ﴿حم وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ﴾ ”حم، کتاب مبین کی قسم! ہم نے اس کو عربی قرآن بنایا تاکہ تم عقل رکھو (سمجھو)، وہ ہمارے پاس ام الکتاب میں البتہ بلند دانا ہے، انہوں نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ ام الکتاب کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ ایک کتاب ہے اللہ نے اسے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے لکھ دیا۔ اس میں ہے: فرعون جہنمی ہے، اس میں ہے کہ ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔“

قَالَ عَطَاءٌ فَلَقِيتُ الْوَلِيدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ مَا كَانَ وَصِيَّةُ أَبِيكَ عِنْدَ الْمَوْتِ قَالَ دَعَانِي أَبِي فَقَالَ لِي يَا بُنَيَّ اتَّقِ اللهَ وَاعْلَمْ أَنَّكَ لَنْ تَتَّقِيَ اللهَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِاللهِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ فَإِنْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هَذَا دَخَلْتَ النَّارَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ فَقَالَ اكْتُبْ. فَقَالَ مَا أَكْتُبُ قَالَ اكْتُبِ الْقَدَرَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الأَبَدِ)).

عطاء رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بیٹے ولید سے ملا، میں نے ان سے پوچھا: تمہارے والد نے موت کے وقت کیا وصیت کی تھی؟ انہوں نے کہا: انہوں نے مجھے بلایا تو فرمایا: بیٹے! اللہ سے ڈرنا اور جان لے کہ تو اللہ سے نہیں ڈرے گا حتیٰ کہ تو اللہ پر اور اس کی ساری تقدیر پر اسی کے اچھا اور برا ہونے پر ایمان لے آئے، اگر تمہاری موت اس عقیدے پر نہ آئی تو تم جہنم میں جاؤ گے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور فرمایا: لکھ، اس نے عرض کیا: میں کیا لکھوں؟ فرمایا: تقدیر لکھ جو ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہو گا وہ بھی لکھ۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٣٣، تخريج الطحاويه: ٢٧١، المشكاة: ٩٤، الظلال: ١٠٢ و ١٠٥

تخريج الحديث: مسند احمد: ٢٢٧٠٥

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تقدیر کا انکار کرنیوالا قرآن مجید کا بھی منکر ہے۔

۲۔ فرعون اور ابولہب کا انجام بھی تقدیر کے حق ہونے کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا جو انجام ان کی تخلیق سے بھی پہلے لکھوا دیا تھا وہ بالکل اسی سے ہی دوچار ہوئے۔

2156: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُنْذِرِ الْبَاهِلِيُّ الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((قَدَّرَ اللهُ الْمَقَادِيرَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے تقدیریں مقدر کر دیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ٣٤٣، البيهقي: في اسماء الصفات: ٣٧٤-٣٧٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦٥٣، مسند احمد : ٦٥٧٩، صحيح ابن حبان: ٦١٣٨

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے بھی پچاس ہزار سال پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم دیا کہ جو اس سے پہلے ہو چکا ہے وہ بھی لکھ دے اور جو آئندہ ابد تک ہوگا وہ بھی تحریر کر دے۔

2157: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُومِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يُخَاصِمُونَ فِي الْقَدَرِ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾.

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، قریش کے مشرک تقدیر کے بارے میں جھگڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''جس دن وہ اپنے چہروں کے بل جہنم میں گھسیٹے جائیں گے (فرشتے ان سے کہیں گے) سقر (جہنم کا نام) کا مزہ چکھو، ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے سے تخلیق فرمایا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٦/٤٣٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم : ٢٦٥٦، خلق افعال العباد للبخاری: ١٣٤، سنن ابن ماجه: ٨٣، مسند احمد : ٩٧٣٦

فوائد الحدیث: تقدیر کا مسئلہ قرآن و حدیث کا مسلمہ، مسئلہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ نے حدیث مبارک میں بیان فرما کر اسے ماننے اور اس پر راضی رہنے والوں کے لیے اجر و ثواب اور خوش بختی و سعادت کی بشارت سنائی ہے۔

اور اس کا انکار کرنے یا اس پر ناراض ہونے والوں کے لیے سخت ترین سزا کا بھی اعلان فرمایا۔

31

أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

فتنوں کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ

تین میں سے کسی ایک وجہ سے کسی مُسلمان کو قتل کرنا جائز ہے

2158: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَشْرَفَ يَوْمَ الدَّارِ فَقَالَ أَنْشُدُكُمُ اللهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ زِنًا بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوِ ارْتِدَادٍ بَعْدَ إِسْلَامٍ أَوْ قَتْلِ نَفْسٍ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقُتِلَ بِهِ)). فَوَاللهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا فِي إِسْلَامٍ وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَلَا قَتَلْتُ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ فَبِمَ تَقْتُلُونَنِي

سیّدنا ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عُثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے یوم الدار (جن دنوں آپ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا) اوپر سے دیکھ کر فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مُسلمان شخص کو صرف تین میں سے کسی ایک وجہ ہی سے قتل کرنا جائز ہے: شادی شدہ زانی، یا اسلام سے ارتداد کرنے والا، یا ناحق قتل کرنے والے کو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔'' اللہ کی قسم! میں نے دور جاہلیت میں زنا کیا نہ اسلام میں، میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے ارتداد نہیں کیا، اور میں نے اس جان کو قتل نہیں کیا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے، تو پھر تم کس وجہ سے مجھے قتل کرتے ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

اور یہ حدیث حسن ہے۔

وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فَرَفَعَهُ. وَرَوَى

حماد بن سلمہ نے یحییٰ بن سعید سے اسے مرفوع روایت کیا۔

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ هَذَا الْحَدِيثَ فَأَوْقَفُوهُ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَرْفُوعًا.

جبکہ یحییٰ بن سعید قطان اور کئی ایک نے اسے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا تو انہوں نے اسے مرفوع نہیں بلکہ موقوف روایت کیا۔ اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے سیّدنا عثمان کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے مرفوع بیان کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٧٥٢، اخرجه الحاكم: ٤/ ٣٥٠، ابن الجارود: ٨٣٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٥٠٢، سنن ابن ماجه: ٢٥٣٣، سنن النسائي: ٧/١٠٣ و ١٠٤ و ١٩١ـ ١٩٢، مسند احمد : ٤٣٧

فوائد الحدیث: ا۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جن دنوں باغیوں نے گھر میں محصور کر دیا ان دنوں کو "یوم الدار" کہا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں باغیوں نے غلبہ پالیا اور سر عام بغیر کسی خوف و خطر کے وہ مدینہ پاک کی گلیوں میں دندناتے پھرتے اور امت مسلمہ میں افتراق و انتشار پھیلانے کے لیے امیر المومنین سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قتل کے درپے تھے کہ آپ نے ایک دن اپنے گھر سے ہی جھانک کر ان لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہو اور اسلام میں تو سوائے ان تین اسباب کے کسی کو بھی قتل کرنے کی چوتھی کوئی وجہ اور سبب نہیں۔ جبکہ میں نے ان تینوں کاموں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی کام بھی نہیں کیا تو پھر مجھے ناحق قتل کر کے اور اسلام کی تعلیمات کو چھوڑ کر تم اپنا اسلام کیوں کر ثابت کر سکو گے۔

۲۔ کسی بھی انسان کو قتل کرنے کے تین اسباب درج ذیل ہیں:

ا۔ کوئی مسلمان "مرتد" ہو جائے یعنی اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لے تو اس پر ارتداد کی حد نافذ کرتے ہوئے اسے قتل کر دیا جائے گا۔ باقی اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

۲۔ کسی مسلمان کو ناجائز قتل کر دے تو اس قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائیگا۔

۳۔ یا پھر شادی شدہ آدمی بدکاری، زنا کرے تو اس کو بھی رجم کی صورت میں قتل کیا جائے گا۔

2- بَابُ مَا جَاءَ دِمَاؤُكُمْ وَأَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ

جان و مال کی حرمت

2159: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلنَّاسِ ((أَيُّ يَوْمٍ هَذَا)). قَالُوا يَوْمُ الْحَجِّ الأَكْبَرِ. قَالَ ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ أَلَا وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ مِنْ أَنْ يُعْبَدَ فِي بِلَادِكُمْ هَذِهِ

سیّدنا عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع میں لوگوں (حاضرین) سے فرماتے ہوئے سنا: "یہ کون سا دن ہے؟" انہوں نے عرض کیا: حج اکبر کا دن ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہاری جانیں، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تمہارے درمیان تمہارے اس شہر میں تمہارے اس دن کی حرمت کی طرح حرام ہیں، سنو! جو بھی مجرم کوئی جرم / گناہ کرتا ہے تو اس کا گناہ اور بوجھ اس پر ہے، سنو! کوئی جرم کرنے والا اپنے بچے (اولاد) کے حق میں جرم و

أَبَدًا وَلَكِنْ سَتَكُونُ لَهُ طَاعَةٌ فِيمَا تَحْتَقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضَى بِهِ)).

نقصان کرتا ہے نہ اولاد اپنے والد کے حق میں، سنو! شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہارے اس شہر میں کبھی بھی اس کی پوجا نہیں کی جائے گی، لیکن تمہارے ایسے اعمال میں اس کی اطاعت کی جائے گی جن کو تم معمولی جانتے ہو وہ ان سے راضی ہو جائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَحُذَيْمِ بْنِ عَمْرٍو السَّعْدِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو بکرہ، ابن عباس، جابر اور حذیم بن عمرو السعدی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى زَائِدَةُ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ نَحْوَهُ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ زائدہ نے شبیب بن غرقدہ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور ہم اس حدیث کو صرف شبیب بن غرقدہ کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تحقیق حدیث ۱۱۶۳ میں گزر چکی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۳۰۵۵، سنن النسائی فی الکبری: ۴۱۰۰، ۱۱۲۱۳، مسند احمد: ۱۵۵۰۷، صحیح مسلم: ۱۲۱۸

فوائد الحدیث: ۱۔ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے اسلام تو اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ راستے میں تکلیف دہ چیز پتھر، کانٹا وغیرہ کو ہٹا کر اور مسافروں کو راحت پہنچا کر اللہ کریم سے اجر و ثواب حاصل کر سکتا ہے۔

۲۔ ایک مسلمان کی جان اور عزت و توقیر کو حج کے دن اور مکہ مکرمہ کی حرمت کی طرح محترم قرار دیا گیا۔ بعض روایات میں شهر كم هذا کے الفاظ بھی ہیں کہ تمہارے ذوالحجہ کے مہینے کی حرمت کی طرح۔

۳۔ کسی بھی جرم کی سزا اس کے فاعل (مجرم) کو ہی دی جائے گی اس کی جگہ اس کے باپ، بیٹے، بھائی یا کسی بھی قریبی رشتے دار کو نہیں دی جا سکتی۔

۴۔ حجاز مقدس میں زمانہ جاہلیت کی طرح سر عام اور کثرت سے بت پرستی نہیں ہوگی کہ اسلام کا نام اور اس کی تعلیمات ہی باقی نہ رہیں۔ البتہ چھوٹے موٹے جرائم اور غلطیاں تو ہوتی رہیں گی اور شیطان انہیں ہی غنیمت جان کر خوش ہوتا رہے گا۔

3- بَابُ مَا جَاءَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا

کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی دوسرے مسلمان کو خوف زدہ کرے

2160: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَأْخُذْ أَحَدُكُمْ عَصَا أَخِيهِ لَاعِبًا أَوْ جَادًّا فَمَنْ أَخَذَ عَصَا أَخِيهِ فَلْيَرُدَّهَا إِلَيْهِ)).

سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی ہنسی مذاق میں یا سنجیدگی کے ساتھ اپنے بھائی کی لاٹھی نہ لے، جو اپنے بھائی کی لاٹھی لے لے تو وہ اسے اس کو لوٹا دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ وَجَعْدَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ. وَالسَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ لَهُ صُحْبَةٌ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ أَحَادِيثَ وَهُوَ غُلَامٌ وَقُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ وَوَالِدُهُ يَزِيدُ بْنُ السَّائِبِ لَهُ أَحَادِيثُ هُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالسَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ هُوَ ابْنُ أُخْتِ نَمِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، سلیمان بن صُرد، جعدہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔ اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف ابن ابی ذئب کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے صحبت بھی ہے اور انہوں نے آپ ﷺ سے کچھ احادیث بھی روایت کی ہیں۔ اور آپ رضی اللہ عنہ سات برس کے تھے جب نبی ﷺ نے وفات پائی، ان کے والد یزید بن سائب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں۔ اور انہوں نے بھی آپ ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں۔ اور سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نمر کے بھانجے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح لغيره) تخريج المسكاة: ٢٩٤٨، الارواء: ١٥١٨، اخرجه الحاكم: ٦٣٧/٣، البيهقي: ٩٢/٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٠٠٣، مسند احمد : ١٧٩٤٠

2161: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَجَّ يَزِيدُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ.

سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، یزید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع ادا کیا جبکہ میں سات برس کا تھا۔

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَبْتًا صَاحِبَ حَدِيثٍ وَكَانَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ جَدَّهُ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ يَقُولُ حَدَّثَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ وَهُوَ جَدِّي مِنْ قِبَلِ أُمِّي.

علی بن مدینی نے یحییٰ بن سعید القطان کے حوالے سے بیان کیا کہ محمد بن یوسف ثبت تھے صاحب حدیث تھے اور سائب بن یزید ان کے جد (نانا) تھے۔ محمد بن یوسف کہا کرتے تھے کہ سائب بن یزید نے مجھے حدیث بیان کی۔ اور وہ میرے نانا تھے۔

حکم الحدیث: (إسناده حسن موقوف) یہ روایت کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ مسلمان کی عزت واحترام ہے کہ اسلامی تعلیمات میں کسی بھی مسلمان بھائی کی معمولی سی چیز کو مذاق سے یا حقیقتاً چوری کرنا یا چھین کر لینے سے منع فرمایا ہے کہ جس کی وجہ سے دوسرے مسلمان بھائی کو پریشانی اور تکلیف ہو۔

۲۔ جو اسلام اس قدر امن پسند ہو اس کی دہشت گردی کی طرف نسبت کوئی اسلام دشمن اور بے عقل آدمی ہی کر سکتا ہے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِشَارَةِ الْمُسْلِمِ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ

مسلمان کا اسلحہ کے ساتھ اپنے بھائی کی طرف اشارہ کرنا

2162: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْعَطَّارُ الْهَاشِمِيُّ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے

حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ لَعَنَتْهُ الْمَلَائِكَةُ)).

فرمایا: ”جس نے لوہے کے (اوزار، اسلحہ کے) ساتھ اپنے بھائی کی طرف اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَعَائِشَةَ وَجَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا ابو بکرہ، سیّدہ عائشہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، اس طریق سے۔ خالد الحذاء کی حدیث سے اسے غریب جانا گیا ہے۔

وَرَوَاهُ أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَزَادَ فِيهِ ((وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ)). قَالَ وَأَخْبَرَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا.

ایوب نے اسے محمد بن سیرین عن ابی ہریرہ کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے اور اسے مرفوع نہیں کہا اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے ”خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو“ امام ترمذی فرماتے ہیں: اور اس بات کی ہم کو قتیبہ نے حدثنا حماد بن زید عن ایوب کی سند کے ساتھ خبر دی۔

حکم الحدیث: (صحيح) غاية المرام: ٤٤٦، اخرجه البيهقي: ٢٣/٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦١٦، مسند احمد : ٧٤٧٦

فوائد الحدیث: کسی بھی مُسلمان کی طرف لوہے کی کسی ایسی چیز کہ جس سے آدمی کو قتل یا زخمی کیا جاسکتا ہے مثلاً چھری، چاقو، تلوار، بندوق وغیرہ کے ساتھ ڈرانے کے لیے اشارہ کیا جائے، اگرچہ مذاق کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو تو یہ فرشتوں کی لعنت کا موجب ہے کیونکہ کسی بھی مُسلمان بھائی کو خوف زدہ اور پریشان نہیں کیا جاسکتا۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُولاً

ننگی تلوار لینے کی ممانعت

2163: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولاً.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ننگی (بے نیام) تلوار لی جائے، سونتی ہوئی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

اور یہ حدیث حماد بن سلمہ کی حدیث سے حسن غریب ہے۔

وَرَوَى ابْنُ لَهِيعَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

ابن لہیعہ نے اس حدیث کو عن ابی زبیر عن جابر عن بنہ جہنی کی

عَنْ بَنَّةَ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عِنْدِي أَصَحُّ.

سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے جبکہ حماد بن سلمہ کی روایت میرے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخريج المشكاة: المصابيح: ٣٥٢٧-التحقيق الثاني: بعض نے اسے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥٨٨ مسند احمد : ١٤٢٠١، ١٤٩٨١

فوائد الحدیث: ١۔ اسلحہ اور ہتھیاروں کے متعلق ہر وہ احتیاط کرنی چاہئے کہ جس میں ذرہ سی کوتاہی کسی بڑے حادثے کا باعث بن سکتی ہو۔

٢۔ اسی طرح بندوق، پستول وغیرہ کو لوڈ کر کے ایک دوسرے کو پکڑانے سے بھی گریز کرنا چاہئے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ

صبح کی نماز پڑھنے والا اللہ عزوجل کے ذمے وپناہ میں ہے

2164: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مَعْدِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ فَلَا يُتْبِعَنَّكُمُ اللهُ بِشَيْءٍ مِنْ ذِمَّتِهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جُنْدَبٍ وَابْنِ عُمَرَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کی نماز پڑھ لی وہ اللہ کی پناہ میں ہے، پس اللہ اپنے ذمے اور پناہ میں سے کسی چیز کی وجہ سے تمہارے درپے نہ ہو۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا جندب اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

اور یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیے حدیث ٢٢٢۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٦٤٥٢، سنن الدارمي: ١٤٢٦، صحيح مسلم: ٦٥٧، مسند احمد : ٥٨٩٨

فوائد الحدیث: فجر کی نماز دوسری نمازوں کی بہ نسبت قدرے مشکل ہے کہ آدمی سارے دن کا تھکا ماندہ سو رہا ہوتا ہے اور صبح کے وقت گہری نیند میں ہوتا ہے لیکن اگر وہ اس ساری صورتحال کے باوجود اُٹھ کر نماز ادا کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حفاظت میں ہو جاتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی نمازی شخص کو پریشان نہیں کرنا چاہئے کیونکہ نمازی کو تنگ کرنے والا اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حفاظت کو بے توقیر کرتا ہے اسے ڈرنا چاہئے کہ کہیں اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کو جواب دہ نہ ہونا پڑے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُزُومِ الْجَمَاعَةِ

جماعت کے ساتھ وابستگی

2165: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو الْمُغِيرَةِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَطَبَنَا عُمَرُ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ يَا

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں ہمیں خطاب فرمایا تو فرمایا: لوگو! جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تھا ویسے ہی میں تم سے مخاطب ہوں،

أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قُمْتُ فِيكُمْ كَمَقَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِينَا فَقَالَ ((أُوصِيكُمْ بِأَصْحَابِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى يَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدَ الشَّاهِدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ

آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اپنے اصحاب کے متعلق وصیت کرتا ہوں، پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے، پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے، پھر جھوٹ عام ہو جائے گا حتیٰ کہ آدمی قسم اٹھائے گا، حالانکہ اس سے قسم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا، گواہ گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔

أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ)).

سنو! جب کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو ان دونوں کا تیسرا شیطان ہوتا ہے، جماعت سے وابستہ رہنا، فرقے بازی سے اجتناب کرنا، کیونکہ شیطان اکیلے شخص کے ساتھ ہوتا ہے، وہ دو سے زیادہ دور ہوتا ہے۔ جو شخص جنّت کا عمدہ حصہ چاہتا ہے تو وہ جماعت سے وابستگی رکھے، جس کی نیکی اسے خوش کر دے اور اس کی برائی اسے پریشان کر دے تو وہ شخص مومن ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔ ابن مبارک نے اسے محمد بن سوقہ سے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے سیّدنا عمر کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البزار: ١٦٦، ابن ابي عاصم في السنة: ٨٨، الحاكم: ١/١١٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٣٦٣، سنن النسائي في الكبرى: ٩٢١٩- ٩٢٢٦، مسند احمد : ١١٤، ١٧٧، صحيح ابن حبان: ٤٥٧٦، ٥٥٨٦، ٦٧٢٨، ٧٢٥٤

فوائد الحدیث: ١۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو امت کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ٢١) کیونکہ آپ ﷺ کی اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ رہنمائی فرماتے تھے۔

٢۔ پھر آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ نفوس قدسیہ تھے کہ جنہوں نے سمع و اطاعت کی وہ داستان رقم کی کہ قیامت تک دنیا جس کی مثال پیش کرنے سے قاصر رہے گی اس لیے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقیدے و ایمان کو معیار قرار دیا۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (البقرہ: ١٣٧)

اور رسول اللہ ﷺ نے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق لوگوں کو وصیت فرمائی کہ ان کے متعلق اپنی زبانوں کو بند رکھیں، کیونکہ کسی دوسرے کی بہت بڑی نیکی بھی کسی ایک صحابی کے معمولی سے نیک عمل کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

٣۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا وہ مبارک زمانہ ہے کہ جس میں رائے، قیاس کو کوئی عمل دخل نہ تھا

بلکہ لوگ کتاب وسُنت کے چشمہ صافی سے سیراب ہوتے اور اپنے ایمان وعمل کو جلا بخشتے تھے۔

۴۔ ان کے بعد پھر لوگوں نے اپنے عقیدے وعمل کی بنیاد رائے قیاس کو بنالیا جس کے نتیجے میں گروہی تعصب کی وجہ سے فرقہ بندی، تحریف وتاویلات باطلہ کا رواج ہو گیا۔

۵۔ حتیٰ یحلف الرجل ولا یستحلف ویشهد الشاهد ولا یستشهد کا ایک معنی تو واضح اور ظاہر ہے۔ کہ لوگ ایک دوسرے پر اعتبار نہ کرنے کی وجہ سے ان سے قسم اور گواہی کا مطالبہ ہی نہیں کریں گے۔ لیکن لوگ خود بخود گواہ بن جائیں گے اور قسمیں اٹھانے کے لیے تیار ہونگے۔ اور اس کی دوسری جیتی جاگتی مثال اور نمونہ، بعض الناس، کی وہ کتب فقہ ہیں جن میں ایسے ایسے مسائل پر بحث کی گئی ہے اور ان کا حل نکالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جن کا دنیا میں وجود ہی نہیں اور ان کا وقوع پذیر ہونا محال تو کیا ممکن بھی نہیں۔

۶۔ کسی بھی غیر محرم مرد کا کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہا ہونا منع ہے تاکہ شیطان ان کو بہکا کر گناہ میں مبتلا نہ کر دے۔

۷۔ جماعت سے مراد امت مسلمہ ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین وتبع تابعین کے بعد ان کی راہنمائی میں قران و حدیث پر عمل پیرا ہوں۔ اس سے اپنی دینی ومذہبی، سیاسی اور خاندانی جماعتیں مراد نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال اور اس حدیث سے استدلال ہے۔

کیونکہ جماعت کے ساتھ رہنے والے شیطان کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رہتے ہیں اور اکیلا شخص اپنی انفرادی سوچ اور فکر کی وجہ سے شیطانی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ دور حاضر میں بھی اس کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔

۸۔ مومن آدمی کی یہ بھی علامت ہے کہ وہ نیکی پر خوش ہوتا ہے خواہ اس کے اپنے اندر ہو یا کسی دوسرے میں دیکھے اور برائی سے وہ نفرت کرتا ہے نہ خود کرنا پسند کرتا ہے اور نہ ہی دوسروں میں برداشت کرتا ہے۔

جس شخص کی یہ حالت نہ ہو بلکہ بسا اوقات وہ اپنے ذاتی اور دنیاوی مفادات کی خاطر نیکی کو ناپسند کرے اور برائی پر خوش ہو تو اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

2166: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔“

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے ابن عباس کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج اصلاح المساجد: ٦١

تخریج الحدیث: مسند الشهاب: ٢٣٩

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ کا مومنوں کے لیے مدد کا وعدہ ہے: وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (الروم ۴۷) اس لیے جو لوگ جماعت کے ساتھ وابستہ رہتے ہیں اور دین اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے شامل حال ہوتی ہے

۲۔اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

2167: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنِي الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْمَدَنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ میری امت، یا فرمایا محمد ﷺ کی امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں فرمائے گا، اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے، جو (جماعت سے) الگ ہوا وہ جہنم کی طرف الگ ہوا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَسُلَيْمَانُ الْمَدَنِيُّ هُوَ عِنْدِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے، سلیمان مدنی یہ میرے نزدیک سلیمان بن سفیان ہے۔ اور ان سے ابو داؤد طیالسی اور ابو عامر عقدی اور کئی ایک اہل علم نے روایت کی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَتَفْسِيرُ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ هُمْ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ وَالْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل علم کے نزدیک ”جماعت“ کی تفسیر یہ ہے کہ وہ اہل فقہ، اہل علم اور اہل الحدیث ہیں۔

قَالَ وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ بْنَ مُعَاذٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ مَنِ الْجَمَاعَةُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. قِيلَ لَهُ قَدْ مَاتَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. قَالَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ. قِيلَ لَهُ قَدْ مَاتَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَبُو حَمْزَةَ السُّكَّرِيُّ جَمَاعَةٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے جارود بن معاذ کو سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسن کو سنا، وہ بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے جماعت کے متعلق پوچھا؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں، ان سے کہا گیا: وہ تو وفات پا چکے، انہوں نے کہا: فلاں شخص، کہا گیا: فلاں اور فلاں بھی فوت ہو چکے ہیں، تو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو حمزہ سکری (رحمۃ اللہ علیہ) ایک جماعت ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو حَمْزَةَ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ وَكَانَ شَيْخًا صَالِحًا وَإِنَّمَا قَالَ هَذَا فِي حَيَاتِهِ عِنْدَنَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو حمزہ: یہ محمد بن میمون ہیں، اور وہ ایک صالح بزرگ تھے۔ انہوں نے ان کے بارے میں ان کی زندگی میں ہمارے پاس کہا تھا۔

حكم الحديث: (صحيح دون: ((ومن شذ))) ”جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم کی طرف الگ ہوا“ کے الفاظ کے علاوہ باقی حدیث صحیح ہے۔ تخريج المشكاة ۳/۱۱، الظلال الجنة: ۸۰، ضعيف الجامع الصغير: ۱۸٤۸، بعض نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخريج الحديث: معجم الكبير للطبراني: ۱۳٦۲۳، ۱۳٦۲٤، مستدرک حاكم: ۱/۱۱۵ و ۱۱٦، وابن ابی عاصم: ۸۰

فوائد الحديث: ۱۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سُنت ہے کہ کسی دور کے بھی عُلماء ربانیین ضلالت و گمراہی پر اکٹھے اور متفق نہیں ہو سکتے اگر کسی مسئلہ میں وقت کے عُلماء کی اکثریت کسی غلط بات پر اتفاق کر لیں تو کوئی نہ کوئی عالم ربانی حق بات کہنے کے لیے میدان عمل میں اترتا ہے جو خلق خدا کو حق بات سے آگاہ کرتا ہے۔ مسئلہ خلق قرآن میں جبل عزم و استقامت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کردار ایک مینارہ نور کی

حَیثیّت رکھتا ہے۔

کتب فقہ حنفیہ میں اکثر مسائل میں تلامذہ کا اپنے محترم استاد سے اور پھر آپس میں بھی جابجا اختلاف رائے، اس حدیث کی صداقت کی بین دلیل ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت بھی جماعت مومنین کے ساتھ ہی ہے اس لئے ہمیشہ قران و حدیث پر عمل پیرا ہوتے ہوئے صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین کے طریقے کو اختیار کرنا چاہئے کہ جو اپنے عقائد اعمال میں صرف اور صرف قران و حدیث کو ہی حجّت سمجھتے تھے وہ آپس میں بھی کسی دوسرے کی تقلید اور غیر مشروط پیروی کو جائز قرار نہیں دیتے تھے۔ ان کی راہ سے الگ ہو کر جہنم کا ایندھن نہیں بننا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (النساء:۱۱۵)

"اور جو شخص ہدایت کے ظاہر ہو جانے کے بعد پھر رسول کی مخالفت کرے گا اور مومنوں والے راستے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا تو ہم اس کو اس کی طرف پھیر دیں گے جس کی طرف وہ پھرا ہے اور ہم اس کو (آخر کار) جہنم میں ڈالیں گے اور وہ (جہنم) برا ٹھکانہ ہے۔"

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ الْعَذَابِ إِذَا لَمْ يُغَيَّرِ الْمُنْكَرُ

جب برائی کو روکا نہ جائے تو پھر عذاب نازل ہوتا ہے

2168: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هَذِهِ الآيَةَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ)).

سیّدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو: ایمان والو! تم پر تمہاری اپنی ذمے داری ہے اگر تم ہدایت پر ہو تو پھر گمراہوں کی گمراہی تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔" اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب لوگ ظالم کو دیکھیں گے اور اسے نہیں روکیں گے تو ممکن ہے کہ اللہ اپنی طرف سے انہیں عمومی عذاب میں مبتلا کر دے۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ نَحْوَهُ.

ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا یزید بن ہارون عن اسماعیل بن ابی خالد کی سند سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَحُذَيْفَةَ. وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، ام سلمہ، نعمان بن بشیر، عبد اللہ بن عمر اور حذیفہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔ اور یہ حدیث صحیح ہے۔

وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ نَحْوَ حَدِيثِ يَزِيدَ وَرَفَعَهُ بَعْضُهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ وَأَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ.

کئی ایک نے اسی طرح اسماعیل سے یزید کی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔ بعض نے اسے اسماعیل سے مرفوع اور بعض نے موقوف روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٣، ابن ابي شيبة: ١٥/١٧٤-١٧٥، البزار: ٦٥-٦٦

تخریج الحدیث: سنن ابو٠داود: ٤٣٣٨، سنن ابن ماجه: ٤٠٠٥، سنن النسائی فی الکبری: ١١١٥٧، مسند احمد: ١، صحيح ابن حبان: ٣٠٤

فوائد الحدیث: ظلم، نافرمانی اور گناہ کا کام ہوتا دیکھ کر ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی اس گناہ سے بچے اور دوسروں کو بھی اس ظلم سے بچائے۔ اگر تمام لوگ یہ ذمہ داری ادا نہ کریں تو انفرادی طور پر اپنی وسعت کے مطابق یہ فریضہ انجام دینا چاہئے اور اگر کوئی شخص خود تو نیک متقی اور پارسا ہے لیکن برائی کو برا نہیں جانتا اور ظلم ہوتا دیکھ کر بھی خاموش رہتا ہے تو پھر اسے ڈرنا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو صرف جرم کرنیوالے شکار نہیں ہوں گے بلکہ لوگوں کو اس جرم اور گناہ سے منع نہ کرنے والے بھی اس عذاب کے مستحق ہوں گے۔ اعاذنا اللہ منہ

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا

2169: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ)).

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کا حکم کرو گے اور ضرور برائی سے منع کرو گے، ورنہ اللہ اپنی طرف سے تم پر عذاب بھیج دے گا، پھر تم اس سے دعائیں کرو گے تو وہ تمہاری دعائیں قبول نہیں کرے گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

ہم کو علی بن حجر نے اخبرنا اسماعیل بن جعفر عن عمرو بن ابی عمرو کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة المصابيح: ٥١٤٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٣٣٠١

فوائد الحدیث: ١۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو ایک بہترین امت اسی وجہ سے قرار دیا ہے کہ اس کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ اگر امت کے تمام افراد اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کریں گے تو عذاب کے مستحق ہونگے۔

٢۔ برائی ہوتے دیکھ کر اس سے برائی کرنے والوں کو نہ روکنا اس قدر سنگین جرم اور گناہ ہے کہ ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ دعائیں بھی قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی فرض کی ہوئی ذمہ داری ادا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی بات کیونکر مانیں گے؟

٣۔ برائی صرف چوری، زنا، سود خوری اور گانا بجانا وغیرہ ہی نہیں بلکہ ہر وہ عقیدہ و عمل جو قرآن مجید اور حدیثِ رسول ﷺ کے خلاف

ہو گا وہ برائی اور منکر ہے۔ نماز سُنت کے مطابق ادا نہ کرنا۔ صف بندی تعلیمات پیغمبر ﷺ کے مطابق نہ ہونا وغیرہ بھی منکرات میں شامل ہیں اگر کسی جگہ خلاف شریعت یہ اعمال دیکھیں تو امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ اگر:

(۱) ہاتھ سے روک سکتا ہے تو حکماً اور عملاً زبردستی اس سے روکے۔

(۲) اگر اس کی طاقت نہیں تو پھر زبان سے ان کی اصلاح کرے اور قران وحدیث کی روشنی میں صحیح مسئلہ بتا کر تبلیغی فریضہ سے سبکدوش ہو۔

(۳) اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو پھر دل سے بُرا جانے اور برائی سے نفرت کرے۔ مصلحت کے نام پر برائی کو قبول نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔

2170: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَنْصَارِيُّ الأَشْهَلِيُّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلُوا إِمَامَكُمْ وَتَجْتَلِدُوا بِأَسْيَافِكُمْ وَيَرِثَ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ)).

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت قائم نہیں ہو گی حتیٰ کہ تم اپنے امام / حکمران کو قتل کرو گے، اپنی تلواروں کے ساتھ باہم لڑو گے اور تمہارے بدترین لوگ تمہاری دنیا کے وارث (حکمران) بن جائیں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اس کو صرف عمرو بن ابی عمرو کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٨٧٦، ضعيف الجامع الصغير: ٦١١١۔ عبداللہ بن عبدالرحمن مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٠٤٣، مسند احمد : ٢٣٣٠٢

فوائد الحدیث: حدیث سنداً ضعیف ہے لیکن فی الواقع یہ تمام علامات اس وقت پوری کی پوری موجود ہیں

(۱) کتنے ایسے اسلامی ملک ہیں کہ جنہوں نے اپنے حکمرانوں کو خود قتل کیا ہے۔ یا ان کے لیے سہولت کار بنے ہیں

(۲) کتنے ایسے اسلامی ممالک ہیں جو کئی دھائیوں سے خانہ جنگی کا شکار ہیں۔

(۳) کئی ایک اسلامی ممالک میں اس وقت بھی عقیدے و عمل اور اخلاق و کردار کے لحاظ سے معاشرے کے بدترین لوگ حکمران ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

10- بَابٌ [حَدِيْثُ الْخَسْفِ بِجَيْشِ الْبَيْدَاءِ]

لشکر کا زمین میں دھنس جانا

2171: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ الْجَيْشَ الَّذِي يُخْسَفُ بِهِمْ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ لَعَلَّ فِيهِمُ الْمُكْرَهَ. قَالَ ((إِنَّهُمْ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ)).

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے لشکر کا ذکر کیا جسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا، سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہو سکتا ہے کہ ان میں ایسے لوگ بھی ہوں جنہیں جبراً لایا گیا ہو، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اپنی اپنی نیت کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ اور یہ حدیث عن نافع بن جبیر عن عائشہ کی سند سے بھی نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٧٦٣، اخرجه ابو يعلى: ٦٩٢٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٨٨٢، سنن ابو داود: ٤٢٨٩، سنن ابن ماجه: ٤٠٦٥، مسند احمد : ٢٦٤٧٥، صحيح ابن حبان: ٦٧٥٧

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے جزا و سزا کے لیے قیامت کا دن مقرر فرمایا ہے لیکن بعض گناہ اور جرم ایسے سنگین ہوتے ہیں کہ ان کی سزا دنیا میں بھی دی جاتی ہے ایسی صورت میں بعض وہ لوگ بھی اس عذاب کی لپیٹ میں آجاتے ہیں جو مجبوراً اس میں شریک تھے یا اگر شریک نہیں تھے لیکن اپنی کمزوری کی وجہ سے انہیں گناہ سے روک نہیں سکتے تھے۔ البتہ قیامت کے دن ان کے ساتھ سلوک ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔

رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمًا وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْن

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْيِيرِ الْمُنْكَرِ بِالْيَدِ أَوْ بِاللِّسَانِ أَوْ بِالْقَلْبِ

ہاتھ یا زبان کے ساتھ یا دل سے برائی کو روکنا

2172: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدَّمَ الْخُطْبَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لِمَرْوَانَ خَالَفْتَ السُّنَّةَ. فَقَالَ يَا فُلَانُ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ.

طارق بن شہاب نے بیان کیا کہ سب سے پہلے مروان نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھا، تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے مروان سے کہا: تم نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ اس نے کہا: اے فلاں! وہ یہاں ترک کر دی گئی ہے۔

فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَلْيُنْكِرْهُ بِيَدِهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ)).

تو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: البتہ یہ شخص تو اس نے اپنی ذمے داری پوری کر دی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر طاقت نہ ہو تو زبان سے، اور استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے (برا جانے)، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٧٦٤، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٥٨/٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٤٩، سنن ابو داود: ١١٤٠، ٤٢٤٠، سنن ابن ماجه: ١٢٧٥، ٤٠١٣، سنن النسائي: ١١١/٨ و ١١٢، مسند احمد : ١١٠٧٣/أ

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے کہ آپ ﷺ پہلے عید کی نماز پڑھاتے اس کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے۔ لیکن گورنر مدینہ مروان بن حکم نے عید کی نماز سے پہلے خطبہ دیا، اور دوسری روایات کے مطابق عید گاہ میں منبر بھی منگوایا جبکہ رسول اللہ ﷺ عید

گاہ میں منبر نہیں لے کر جاتے تھے۔ تو ایک آدمی نے ان دونوں خلاف سُنت کاموں پر وقت کے حکمران کو ٹوکا اور اپنے وعظ سے تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا۔

۲۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ تھا کہ وہ جب کوئی برائی (خلاف سُنت کام) دیکھتے تو فوراً ٹوک دیتے تھے۔

۳۔ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے مروان بن حکم کو ٹوکنے والے کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ برائی ختم ہو یا نہ ہو لیکن اس مرد مجاہد نے اپنی ذمہ داری تو پوری کر دی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے منکرات سے روکنے کی تین صورتیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ ہاتھ سے روکنا۔

۲۔ زبان سے منع کرنا۔

۳۔ دل سے برا جاننا۔ اور فرمایا کہ یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جو شخص برائی کو روکنا تو درکنار اسے برائی ہی نہیں سمجھتا اور دل میں اس سے نفرت نہیں رکھتا تو اس کے دل میں بالکل ایمانی غیرت ختم ہو گئی ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۱۶۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

۴۔ برائی کی مخالفت کرنے والوں کا ساتھ دینا چاہئے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ "نیوٹرل" ہو کر تماشہ نہیں دیکھنا چاہئے۔

12- بَابٌ مِنْهُ

سابقہ باب سے متعلق

2173: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللهِ وَالْمُدْهِنِ فِيهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ فِي الْبَحْرِ فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا يَصْعَدُونَ فَيَسْتَقُونَ الْمَاءَ فَيَصُبُّونَ عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا فَقَالَ الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا لَا نَدَعُكُمْ تَصْعَدُونَ فَتُؤْذُونَنَا فَقَالَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا فَإِنَّا نَنْقُبُهَا مِنْ أَسْفَلِهَا فَنَسْتَقِي فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ فَمَنَعُوهُمْ نَجَوْا جَمِيعًا وَإِنْ تَرَكُوهُمْ غَرِقُوا جَمِيعًا)).

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور ان میں سستی کرنے والے کی مثال اس قوم جیسی ہے کہ انہوں نے بحری سفر کے لیے ایک کشتی (بحری جہاز) پر سوار ہونے کے لیے قرعہ اندازی کی، ان میں سے کچھ لوگوں کے حصے میں اوپر والا حصہ آیا اور کچھ کے حصے میں نیچے والا، وہ لوگ جو نچلے حصے میں تھے وہ اوپر چڑھتے اور وہاں سے پانی لیتے تھے، اور وہ اوپر والوں پر پانی گراتے تھے، اوپر والے لوگوں نے کہا: ہم تمہیں اوپر نہیں آنے دیں گے، تم ہمیں تکلیف پہنچاتے ہو، نچلے حصے والوں نے کہا: ہم نچلے حصے میں سوراخ کر لیتے ہیں اور پانی حاصل کر لیتے ہیں، اگر انہوں (اوپر والوں) نے ان کے ہاتھ پکڑ کر انہیں روک دیا تو وہ سب بچ جائیں گے اور اگر انہیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیا تو سب ڈوب جائیں گے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٦٩، التعليق الرغيب: ١٦٨/٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٤٩٣، مسند احمد : ١٨٣٦١، صحيح ابن حبان: ٢٩٧، ٢٩٨، ٣٠١

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے اس مثال سے یہ بات سمجھادی کہ جب معاشرے میں برائی عام ہو جائے اور لوگ باوجود اس کو روکنے کی طاقت رکھنے کے اسے نہ روکیں تو سب کے سب اس جرم میں برابر کے شریک ہوتے ہیں اور سبھی پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ معاشرہ اجتماعی طور پر بے حسی کا شکار ہے یا تو وہ گناہ میں مبتلا ہے یا اسے اپنی سستی کی بنا پر مداھنت اختیار کرتے ہوئے برائی کو قبول کیے ہوئے ہے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

ظالم حکمران کے پاس کلمہ عدل کہنا افضل جہاد ہے

2174: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُصْعَبٍ أَبُو يَزِيدَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ظالم حکمران کے سامنے کلمہ عدل کہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

اور یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٧٦٦، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٤٠٥/١٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٣٤٤، سنن ابن ماجه: ٤٠١١، مسند احمد :١٨٨٢٨، ٢٢١٥٨، ١١٤٢

فوائد الحدیث: ١۔ کفار کے مقابلے میں مسلح ہو کر نکلنا اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے لڑائی کرنا جہاد کہلاتا ہے۔

٢۔ ظالم و جابر، بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا اور اسے نیکی کی تلقین کرتے ہوئے برائی سے روکنا سب سے بڑا جہاد قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ کفار کے مقابلے میں آدمی کے پاس ہتھیار اور طاقت ہوتی ہے جسے وہ استعمال کر کے اپنا دفاع اور دشمن کا نقصان کر سکتا ہے۔ لیکن حاکم وقت کے سامنے تو کلمہ حق کہتے ہوئے اس کے پاس کوئی طاقت نہیں کہ وہ بادشاہ کے ظلم و ستم سے اپنے آپ کو بچا سکے۔ جبکہ حاکم وقت اسے قید کر سکتا ہے۔ قتل کروا سکتا ہے یا اس کے ماتحت کسی ادارے میں ملازم ہے تو وہ اسے بے روزگار کرنے کی قوت بھی رکھتا ہے۔ جیسا کہ آجکل اکثر مساجد کے آئمہ و خطباء اور دینی مدارس کے اساتذہ اس مجبوری کا شکار ہیں۔ کہ ان کی انتظامیہ حق بات سننے کے لیے تیار نہیں اور یہ بے چارے انتظامیہ کی بے مروتی کی وجہ سے اپنی مساجد و مدارس میں بھی اصلاح کا فریضہ کماحقہٗ سرانجام نہیں دے سکتے۔ یہ دین دار طبقے کی حالت ہے تو جو خالص دنیاوی ادارے اور فرمیں ہیں وہاں حق بات کہنا اور برائی سے روکنا کس قدر مشکل ہے؟ اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو ان حالات سے دوچار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت اور مدد فرمائے۔ اس لیے اس عمل کو ”بڑا جہاد“ اور بعض روایات میں ”افضل جہاد“ قرار دیا گیا ہے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُؤَالِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا فِي أُمَّتِهِ

نبی ﷺ کے اپنی امت کے بارے میں تین سوال

2175: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ رَاشِدٍ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً فَأَطَالَهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! صَلَّيْتَ صَلَاةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيهَا قَالَ ((أَجَلْ إِنَّهَا صَلَاةُ رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ إِنِّي سَأَلْتُ اللّٰهَ فِيهَا ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً سَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِسَنَةٍ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُذِيقَ بَعْضَهُمْ بَأْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِيهَا)).

سیّدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ نماز پڑھائی اور اسے لمبا کیا، تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے نماز پڑھائی پہلے کبھی ایسی نماز نہیں پڑھائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے یہ ترغیب و ترہیب والی نماز ہے، میں نے اس میں اللہ سے تین چیزیں مانگیں تو اس نے مجھے دو عطا کر دیں اور ایک سے روک دیا: میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کرے تو اس نے میری یہ دعا قبول فرمائی، میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ ان پر ان کے علاوہ کسی اور دشمن کو مسلّط نہ کرے، اس نے میری یہ درخواست بھی قبول فرمائی، اور میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ آپس میں نہ لڑیں تو اس نے میری یہ دعا قبول نہیں فرمائی۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا سعد اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صفة الصلاة، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٤/٤٤٨

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٣/٢١٧، مسند احمد: ٢١٠٥٣، صحيح ابن حبان: ٧٢٣٦

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں میں سے بعض کو دنیا میں مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا کیا اور بعض قومیں اجتماعی طور پر ہلاک بھی ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ کریم میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کرنا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی یہ دعا قبول فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ امت اجتماعی طور پر قحط سالی کا شکار ہو کر ہلاک نہیں ہوگی۔

۲۔ آپ ﷺ کی دعا کی قبولیت ہے کہ امت مسلمہ پر کبھی بھی کسی غیر مسلم نے مکمل طور پر تسلط حاصل نہیں کیا البتہ بعض اپنوں کی غداری کی وجہ سے یا آپس میں لڑ بھڑ کر نقصان ضرور اٹھایا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ ہی قادر مطلق ہے وہ جس کی چاہے درخواست / دعا قبول فرمائے اور جس کی چاہے رد کر دے، اسے کوئی پرواہ نہیں۔ جبکہ مخلوق ساری کی ساری اس ذات کی محتاج ہے حتیٰ کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور پھر سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ بھی ''مختار کل'' نہیں کہ اپنی مرضی اور خواہشات کو پورا کر لینا تو درکنار، اللہ تعالیٰ سے اپنی بات بھی نہیں منوا سکتے۔ کتنے انبیاء کرام علیہم السلام ایسے ہیں کہ جن کی دعاؤں کا

ذکر قرآن وحدیث میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں فرمائیں۔ لہذا ہمیں اپنے عقیدے کی اصلاح کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہئے۔ وباللہ التوفیق

2176: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَصْفَرَ وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَإِنَّ رَبِّي قَالَ يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَأَنْ لَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِأَقْطَارِهَا أَوْ قَالَ مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا)).

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرق و مغرب دیکھ لیے، اس میں سے میرے لیے جتنا حصہ سمیٹ دیا گیا وہاں تک میری امت کی حکومت پہنچے گی، مجھے سرخ و پیلے دو خزانے دیے گئے۔ میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے درخواست کی کہ وہ انہیں عام قحط سالی کے ساتھ ہلاک نہ کرے۔ وہ ان پر ان کے علاوہ کسی اور دشمن کو مسلّط نہ کرے کہ وہ ان کی بیخ کنی کر دے، میرے رب نے فرمایا: محمد (ﷺ)! جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو پھر اس میں تبدیلی نہیں ہوتی، میں نے آپ ﷺ کی امت کے لیے یہ دعا قبول فرمائی کہ میں انہیں عام قحط سالی سے ہلاک نہیں کروں گا، میں ان کے علاوہ ان پر دشمن مسلّط نہیں کروں گا کہ وہ ان کی بیخ کنی کر دے، خواہ وہ (اتحاد بنا کر) ہر طرف سے آجائیں حتیٰ کہ ان میں سے بعض بعض کو ہلاک کر دے گا اور ان میں سے بعض بعض کو قیدی بنائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٧٦٨، اخرجه الحاكم: ٤/٤٤٩-٤٥٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٨٨٩، سنن ابن ماجه: ٣٩٥٢، مسند احمد : ٢٢٣٩٤، صحيح ابن حبان: ٦٧١٤

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں کفار کی دو بڑی سلطنتیں تھیں جو کہ اس وقت کی سپر پاور سمجھی جاتی تھیں جو روم اور ایران کے نام سے موسوم اور قیصر و کسریٰ کے نام سے معروف تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پوری دنیا لپیٹ کر دکھا دی کہ یہاں مسلمانوں کی حکومت ہوگی اور اسلام کا جھنڈا لہرائے گا۔ نیز قیصر و کسریٰ کے خزانے آپ کو دے دیے گئے۔ یعنی آپ ﷺ کی امت کو ملنے کی بشارت دی۔

”الکنزین الاحمر والاصفر“ ”احمر“ ”سرخ“ سے مراد دینار ہیں جو اس وقت ایرانیوں کا سکہ تھا اور ”اصفر“ ”زرد“ سے رومیوں کا سکہ ”درہم“ مراد ہے۔ جیسے آجکل امریکہ کا سکہ ”ڈالر“ اور برطانیہ کا ”پونڈ“ ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان دونوں کافر سلطنتوں کو مسلمانوں کے زیر نگین کر دے گا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے جس میں کوئی ردوبدل نہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کی دعائیں قبول ہو گئیں کہ:

(۱) یہ امت اجتماعی طور پر قحط سالی سے ہلاک نہیں ہوگی۔

(۲) اس امت پر غیر مسلم دشمن مسلّط نہیں ہوگا کہ امت کو ہی ختم کر دے۔ لیکن تیسری دعا قبول نہیں کی گئی کہ امت میں تفرقہ بازی اور خانہ جنگی نہ ہو۔ لہٰذا آج امت مذہبی، سیاسی اور علاقائی گروہ بندی کا شکار ہے اور آپس میں ہی ایک دوسرے کے خون اور مال کے درپے ہے، اللہ تعالیٰ عافیت والا معاملہ فرمائیں اور امت مسلمہ کو پھر سے عظمت رفتہ نصیب فرمائیں کہ دنیا بھر میں اسلام کا بول بالا ہو، اور اسلام کی حقانیت چہار دانگ عالم میں پھیلے (آمین)

15- بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ يَكُونُ الرَّجُلُ فِي الْفِتْنَةِ

وہ آدمی جو فتنے کے دور میں ہو

2177: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ قَالَتْ ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فِيهَا قَالَ ((رَجُلٌ فِي مَاشِيَتِهِ يُؤَدِّي حَقَّهَا وَيَعْبُدُ رَبَّهُ وَرَجُلٌ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ يُخِيفُ الْعَدُوَّ وَيُخِيفُونَهُ)).

سیّدہ ام مالک بہزیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر کیا تو اسے قریب ظاہر کیا۔ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس میں بہترین شخص کون ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص جو اپنے جانوروں میں ہو اور وہ ان کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے، ایک وہ آدمی اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے ہے وہ دشمن کو ڈراتا ہے اور وہ اسے ڈراتے ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدہ ام مبشر، ابو سعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ لیث بن ابی سُلیم نے اسے طاؤس عن ام مالک بہزیہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٦٩٨، التعليق الرغيب: ٢/١٥٣، بعض نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٧٣٥٣، ٢١١٦، ٩١٤٢، ١١٠٣٢

فوائد الحدیث: جب مسلمان آپس کی خانہ جنگی، قتل وغارت اور فتنہ وفساد میں مبتلا ہو جائیں تو اس وقت وہی شخص اچھا ہے جو اس وقت:

(۱) اپنے مال مویشی میں مصروف ہو، ان کی زکوٰۃ وصدقات ادا کرے اور مسلمانوں کے آپس کے لڑائی جھگڑے سے الگ تھلگ رہے۔ یہ اس وقت ہے جب وہ ان میں صلح صفائی نہ کروا سکے اگر وہ ان کی اصلاح کی قدرت رکھتا ہو تو پھر علیحدہ رہنے کی بجائے حالات کو کنٹرول کرنا اور امن وامان پیدا کرنا ہی اس کی ذمہ داری اور بہترین عمل ہے۔

(۲) یا پھر کفار کے مقابلے میں سرحد پر جا کر جہادی معرکوں میں شامل ہو جانیوالا اچھا انسان ہے۔

16- بَابٌ [فِي كَفِّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ]

فتنے میں زبان پر قابو رکھنا

2178: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ سِيمِينَ كُوشٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((تَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنَ السَّيْفِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فتنہ ہوگا کہ وہ سارے عرب کو لپیٹ میں لے لے گا، اس کے مقتول جہنم میں جائیں گے، اس میں زبان تلوار سے بھی زیادہ شدید ہوگی۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ لَا يُعْرَفُ لِزِيَادِ بْنِ سِيمِينَ كُوشٍ غَيْرُ هَذَا الْحَدِيثِ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ لَيْثٍ فَرَفَعَهُ وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثٍ فَوَقَفَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ زیاد بن سیمین کوش کی صرف یہی حدیث معلوم ہے۔ حماد بن سلمہ نے اسے لیث سے مرفوع جبکہ حماد بن زید نے اسے لیث سے موقوف روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٨٥٩، ضعيف ابي داؤد: ٩١٨، ضعيف الجامع الصغير: ٢٤٧٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٦٥، سنن ابن ماجه: ٣٩٦٧، مسند احمد : ٦٩٨٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے زبان ایک بہت بڑی نعمت ہے کہ انسان اس کے ذریعے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے، ذکر، اذکار سے اجر و ثواب اور نیکیاں کماتا ہے۔ لیکن اگر اسی زبان کا غلط استعمال کیا جائے تو امام کائنات محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے لوگ اسی زبان کی وجہ سے جہنم میں پھینک دیے جائیں گے اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھے زبان اور شرم گاہ کی ضمانت دے تو میں اسے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں''۔

یہ تو عام حالات کی بات ہے اور اگر خدانخواستہ لڑائی جھگڑے اور فتنے فساد کے وقت اس زبان کا نامناسب استعمال ہو گیا۔ خواہ چغلی کی شکل میں یا کسی بھی فریق کو بھڑکانے کے لیے تو قتل و غارت کے ذریعے گھروں کے گھر نہیں بلکہ خاندانوں کے خاندان حتیٰ کہ ملک تک تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ استغفر اللہ، اعاذنا اللہ منہ اس لیے انسان کو ہمیشہ زبان کا صحیح اور محتاط استعمال کرنا چاہیے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الأَمَانَةِ

امانت کا اٹھ جانا

2179: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الآخَرَ

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو حدیثیں بیان کیں، میں نے ان میں سے ایک تو دیکھ لی ہے جبکہ دوسری کا منتظر ہوں، آپ ﷺ نے ہمیں بتایا

حَدَّثَنَا ((أَنَّ الأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ)).

کہ امانت آدمیوں کے دلوں کی اصل میں نازل ہوئی، پھر قرآن نازل ہوا، پس انہوں نے قرآن جان لیا اور سُنت جان لی۔

ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الأَمَانَةِ فَقَالَ ((يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ نَوْمَةً فَتُقْبَضُ الأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَتْ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ)).

پھر آپ ﷺ نے امانت کے اٹھ جانے کے متعلق بیان کیا، تو فرمایا: ”آدمی سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھ جائے گی تو اس کا ہلکا سا نشان باقی رہ جائے گا، پھر وہ سوئے گا تو اس کے دل سے امانت قبض کر لی جائے گی اور اس کا نشان آبلے کے نشان کے مثل رہ جائے گا جس طرح انگارہ ہو جسے تو اپنے پاؤں پر لڑھکا دے تو تو اسے ابھرا ہوا دیکھے جس میں کوئی چیز نہ ہو۔“

ثُمَّ أَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهَا عَلَى رِجْلِهِ قَالَ ((فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ لَا يَكَادُ أَحَدُهُمْ يُؤَدِّي الأَمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلاً أَمِينًا وَحَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا أَجْلَدَهُ وَأَظْرَفَهُ وَأَعْقَلَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ)).

پھر آپ ﷺ نے ایک کنکری پکڑی اور اسے اپنے پاؤں پر لڑھکا دیا، فرمایا: ”لوگ اسی طرح ہو جائیں گے کہ وہ خرید و فروخت کریں گے کوئی ایک بھی امانت ادا نہیں کرے گا حتیٰ کہ کہا جائے گا: فلاں قبیلے میں ایک امانت دار شخص ہے حتیٰ کہ (ایک) آدمی کے متعلق کہا جائے گا وہ کس قدر مضبوط اعصاب والا، عقل مند اور دانا شخص ہے جبکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔“

قَالَ وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ فِيهِ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِينُهُ وَلَئِنْ كَانَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لأُبَايِعَ مِنْكُمْ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا.

انہوں نے کہا: مجھ پر ایک ایسا وقت آچکا ہے مجھے پروا نہیں کہ تم میں سے کسی کے ساتھ بیع کا معاملہ کروں، اگر وہ مُسلمان ہوا تو اس کا دین اسے مجھ پر لوٹائے گا (وہ میرا حق ادا کر دے گا) اور اگر وہ یہودی یا نصرانی ہوا تو اس کا کفیل اسے مجھ پر لوٹا دے گا، جب کہ آج (اب) میں تم میں سے صرف فلاں اور فلاں شخص ہی سے بیع کا معاملہ کروں گا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٤٢٤، الحميدي: ٤٤٦، ابو عوانه: ٥٢/١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤٩٧، صحیح مسلم: ١٤٣، سنن ابن ماجه: ٤٠٥٣، مسند احمد : ٢٣٢٥٥، صحیح ابن حبان: ٦٧٦٢

فوائد الحدیث: ١۔ امانت و دیانت کا وصف اللہ تعالیٰ نے مومن کی فطرت میں رکھ دیا ہے اسی لیے فرمایا لا ایمان لمن لا امانة له۔ جس شخص میں امانت داری نہیں وہ ایمان دار ہی نہیں۔

٢۔ پھر جیسے جیسے لوگ زمانہ نبوت سے دور ہوتے چلے جائیں گے ان میں دیانت داری کا وصف اور خوبی اتنی تیزی اور جلدی سے ختم ہو جائے

گا کہ جیسے کوئی آدمی سو کر اٹھے تو اس میں امانت ختم ہو چکی ہو گی۔

۳۔ ظاہری طور پر کوئی آدمی بڑا متقی پرہیز گار اور دیانت دار نظر آئے گا لیکن حقیقت میں وہ اس خوبی سے تہی دامن ہو گا۔ جیسا کہ آبلہ ہوتا ہے کہ اوپر سے وہ پھولا ہوا ہوتا ہے، حجم میں وہ بڑا نظر آتا ہے لیکن اندر سے خالی ہوتا ہے۔

۴۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۶ھ میں ہوئی اس وقت اگر یہ حالت تھی کہ چند ایک گنے چنے افراد کی دیانت و امانت پر اعتماد کر کے ان سے معاملہ کیا جا سکتا تھا تو آج ہماری کیا حالت ہو چکی ہے کہ عُلماء، خطباء، واعظین و مبلغین، سیاستدان، جج اور جرنیل کون سا طبقہ ایسا ہے جن کی دیانت و امانت کی گواہی دی جا سکتی ہے۔؟ الا ماشاء اللہ

18- بَابُ مَا جَاءَ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے

2180: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ مَرَّ بِشَجَرَةٍ لِلْمُشْرِكِينَ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ أَنْوَاطٍ يُعَلِّقُونَ عَلَيْهَا أَسْلِحَتَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((سُبْحَانَ اللهِ هَذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى ﴿اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ﴾ (الاعراف: ۱۳۸) وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَرْكَبُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ)).

سیّدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ حنین کے لیے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ مشرکوں کے ایک درخت کے پاس سے گزرے جسے وہ ذات انواط کہتے تھے، وہ اس پر اپنا اسلحہ (ہتھیار) لٹکاتے تھے، انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی ایک ذات انواط مقرر فرما دیں جس طرح ان کے لیے ذات انواط ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ (اللہ پاک ہے! یہ اسی طرح ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا: ”ہمارے لیے ایک معبود مقرر کر دیں جس طرح ان کے لیے معبود ہیں“ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے پر ضرور چلو گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ.

ابو واقد لیثی کا نام حارث بن عوف ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) ظلال الجنة: ۷۶، تخريج المشكاة: ۵۳۶۹

تخریج الحدیث: سنن النسائی الکبری: ۱۱۱۸۵، مسند احمد: ۲۱۸۹۷، صحیح ابن حبان: ۶۷۰۲

فوائد الحدیث: ۱۔ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں اس کے ماننے والوں کے لیے عقائد، اعمال، خوشی، غمی وغیرہ تمام مواقع اور معاملات میں راہنمائی موجود ہے۔ اس لیے ایک مُسلمان کو ہمیشہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کو اپناتے ہوئے ہی زندگی بسر کرنی چاہئے

اسے دوسروں کے غلط نظریات وعقائد اور خلاف سُنت اعمال کی ہرگز ہرگز نقالی اور تقلید نہیں کرنی چاہیے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشن گوئی آج کس قدر حرف بحرف پوری ہو رہی ہے کہ آج مُسلمان یہودیوں، عیسائیوں کی طرح غلو اور تعصب کی وجہ سے اپنے عقائد میں شرک اور اعمال میں بدعات کو داخل کر چکے ہیں۔

یہودیوں نے عزیر علیہ السلام اور عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ (اللہ کا بیٹا) کہا تو مُسلمان کہلانے والوں نے محمد ﷺ کو نور من نور اللہ کہنا شروع کر دیا۔ عیسائیوں نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا یوم ولادت کرسمس کے نام سے منانا شروع کیا تو بعض مُسلمان کہلانیوالوں نے بھی امام الانبیاء سیّدنا محمد ﷺ کا "میلاد" منانا شروع کر دیا۔

یہودیوں کی طرح آسمانی کتاب قرآن مجید اور وحی الٰہی حدیث مبارکہ میں تحریف اور اسلامی احکام کو ٹالنے کے لیے حیلہ سازی اور تاویلات باطلہ جیسے گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کیا۔ غیر مسلموں کی نقالی میں ہندوؤں کی طرح میت کو ایصال ثواب کے نام سے "قُل" تیجا، ساتواں اور چالیسواں کی رسم ایجاد کر لی۔ آج بھی بعض سنی کہلانے والے شیعہ کی مخالفت میں ان کے تعزیہ کے جلوس کے مقابلے میں یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مناتے ہوئے جلوس نکالتے ہیں۔ اسی طرح یکم محرم الحرام کو شہادت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جلوس نکلنا بھی شروع ہو گیا ہے۔ آہستہ آہستہ یہ رسم پختہ ہو جائے گی اور پھر دین میں بدعت کا مقام حاصل کر لے گی۔

۳۔ مُسلمانوں آجاؤ، پلٹ آؤ، اپنے اپنے "ذات انواط" تراشنے کی بجائے قرآن وحدیث کی تعلیمات کو مشعل راہ بناؤ، اور عقیدہ توحید اپناتے ہوئے سُنت کے مطابق زندگی گزار کر اپنی آخرت کی کامیابی کو یقینی بنالو۔

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب ۷۱)

کامیابی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمان برداری میں ہے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَلَامِ السِّبَاعِ

درندوں کا کلام کرنا

2181: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ الْعَبْدِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ وَحَتَّى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهِ وَشِرَاكُ نَعْلِهِ وَتُخْبِرَهُ فَخِذُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ مِنْ بَعْدِهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ. وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ درندے انسانوں سے کلام کریں گے، حتیٰ کہ آدمی کے کوڑے کا سرا اور اس کے جوتے کا تسمہ اس سے کلام کرے گا اور اس کی ران اس چیز کے متعلق اسے بتائے گی جو اس کے اہل نے اس کے بعد کیا تھا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

اور یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف قاسم بن فضل کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں اور قاسم بن فضل محدثین

عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ.

کے نزدیک ثقہ مامون ہے۔
یحییٰ بن سعید قطان اور عبدالرحمن مہدی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٢، تخريج المشكاة المصابيح: ٥٤٥٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٧٩٢، صحيح ابن حبان: ٦٤٩٤

فوائد الحدیث: ا۔ درندوں یا بے جان چیزوں کا انسانوں سے کلام کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی دلیل اور قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اس میں ان لوگوں کے لیے حجّت ہے جو "بعث بعد الموت" مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا یقین نہیں رکھتے۔ کہ جو خالق و مالک درندوں اور بے جان چیزوں کو بولنے کی طاقت عطا فرما سکتا ہے وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

۲۔ ایک مسلمان کو کلمہ پڑھنے کے بعد سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین پر ایمان لانا اور یقین کرنا ضروری ہے اس میں انکار تو کیا؟ شک کی بھی گنجائش نہیں۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

چاند کا شق ہونا

2182: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ انْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اشْهَدُوا)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں چاند پھٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گواہ رہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور اس باب میں ابن مسعود، انس اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٨٩١، الطبراني في الكبير: ١٣٤٧٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٨٠١، صحيح ابن حبان: ٦٤٩٦

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ ہر نبی کو حسبِ حال معجزات عطا فرماتے ہیں تاکہ اس نبی کی صداقت کو اس کی قوم کے سامنے واضح کر دیا جائے۔ کیونکہ معجزہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نبی و رسول کی سچائی کی دلیل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ چاہے تو قوم کے معجزات کا مطالبہ کرنے کے جواب میں ارشاد فرما دے: قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٣﴾ (بنی اسرائیل: ٩٣) "اے پیغمبر ﷺ کہہ دیجئے میرا رب پاک ہے (اگر وہ چاہے تو تمہارے ان تمام مطالبات کو پورا کرنے پر قادر ہے) میں تو صرف ایک بشر رسول ہوں" (میں اپنے اختیار اور مرضی سے کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتا۔)

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو معجزے کا ظہور فرما دے۔

۲۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے "شق قمر" کا معجزہ ظاہر فرما کر اپنے پیغمبر ﷺ کی نبوت و رسالت کی صداقت کو قیامت تک کے لیے بطور حجّت و دلیل قائم کر دیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی و روحی و جسدی و کل شئی عندی

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَسْفِ

زمین میں دھنس جانا

2183: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ أَشْرَفَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ غُرْفَةٍ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ السَّاعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَرَوْا عَشْرَ آيَاتٍ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَالدَّابَّةُ وَثَلَاثَةُ خُسُوفٍ خَسْفٍ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٍ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٍ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنَ تَسُوقُ النَّاسَ أَوْ تَحْشُرُ النَّاسَ فَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا وَتَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا)).

سیّدنا حذیفہ بن اسیّد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کمرے سے جھانک کر ہمیں دیکھا جبکہ ہم قیامت کے متعلق آپس میں گفتگو کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تم دس نشانیاں دیکھ لو: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، یاجوج ماجوج، دابۃ الارض، زمین کا تین مقامات سے دھنس جانا، مشرق میں دھنسنا، مغرب میں دھنسنا اور جزیرۂ عرب میں دھنسنا، آگ جو عدن کے نچلے حصے سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانکے گی وہ جہاں رات بسر کریں گے وہ ان کے ساتھ رات بسر کرے گی اور وہ جہاں قیلولہ کریں گے وہ وہیں قیلولہ کرے گی۔“

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ فُرَاتٍ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ ((الدُّخَانَ)).

محمود بن غیلان نے ہم کو حدثنا وکیع عن سفیان عن فرات کی سند سے اسی مانند بیان کیا اور اس میں (الدخان) ”دھواں“ کا اضافہ کیا۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ نَحْوَ حَدِيثِ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ.

ہم کو ہناد نے حدثنا ابو الاحوص عن فرات القزاز کی سند سے وکیع کی سفیان سے حدیث کی مثل بیان کیا۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ وَالْمَسْعُودِيِّ سَمِعَا مِنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ فُرَاتٍ وَزَادَ فِيهِ ((الدَّجَّالَ أَوِ الدُّخَانَ)).

ہمیں محمود بن غیلان نے حدثنا ابو داؤد طیالسی عن شعبہ والمسعودی سمعا من فرات القزاز کی سند سے عبد الرحمن عن سفیان عن فرات کی حدیث کی مثل بیان کیا اور اس میں اس کا اضافہ کیا کہ (الدجال او الدخان) ”دجال یا دھواں“

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعِجْلِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ فُرَاتٍ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ وَزَادَ فِيهِ قَالَ ((وَالْعَاشِرَةُ إِمَّا رِيحٌ تَطْرَحُهُمْ فِي الْبَحْرِ وَإِمَّا نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ)).

ہم کو ابو موسیٰ محمد بن مثنی نے حدثنا ابو النعمان الحکم بن عبد اللہ العجلی عن شعبۃ عن فرات کی سند سے ابو داؤد عن شعبہ کی حدیث کی طرح بیان کیا اور اس میں یہ الفاظ زیادہ کیے کہ ”دسویں نشانی: ہوا ہے جو انہیں سمندر میں پھینک دے گی یا نزول عیسیٰ ابن مریم ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور اس باب میں سیّدنا علی، ابو ہریرہ،

سَلَمَةَ وَصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ. ام سلمہ اور صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٠٦٧، الحميدي: ٨٢٧، ابن ابي شيبة: ١٦٣/١٥

تخریج الحدیث: مسند حمیدی: ٨٢٧، مسند احمد: ١٦١٤١، سنن ابن ماجه: ٤٠٥٥، ومعجم الكبير للطبرانی: ٣٠٢٩، ٣٠٣٠، ٣٠٣٢، صحيح مسلم: ٢٩٠١، سنن ابو داود: ٤٣١١، سنن ابن ماجه: ٤٠٤١، ٤٠٥٥، مسند احمد : ١٦١٤١، صحيح ابن حبان: ٦٧٩١

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک قیامت کا دن مقرر فرمایا ہے کہ جب یہ دنیا کا سارا نظام ختم ہو جائے گا۔ پھر اللہ کریم حشر کا میدان بپا کریں گے جس میں تمام لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا یا سزا ملے گی اور وہ اپنے انجام جنّت یا دوزخ سے دو چار ہوں گے۔ اس سے پہلے جو لوگ اپنے عقائد کی درستگی اور اچھے اعمال کر لیں گے وہ وہاں کامیاب ٹھہریں گے۔

۲۔ قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ کئی ایک بڑی بڑی نشانیاں ظاہر فرمائیں گے جو اس طرف اشارہ ہو گا کہ یوم حساب قریب آپہنچا ہے اس لیے اپنی اپنی اصلاح کر لیں تاکہ قیامت کے دن کی ذلت و رسوائی سے بچ جائیں۔ خوش نصیب ہونگے وہ لوگ جو ان نشانیوں کے ظہور کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات کو درست اور مضبوط کرتے ہوئے اپنی آخرت کو سنوار لیں گے۔

۳۔ البتہ ایک نشانی کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا کے ظاہر ہونے کے بعد کسی کا ایمان قبول کرنا اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا یعنی قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ہی کسی کی توبہ قبول ہو گی۔ البتہ جو لوگ پہلے سے ایمان دار اور اعمال صالحہ کرنے والے ہونگے تو ان کے اچھے اعمال باقی رہیں گے۔

2184: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْمَرْهَبِيِّ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ صَفِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَنْتَهِي النَّاسُ عَنْ غَزْوِ هَذَا الْبَيْتِ حَتَّى يَغْزُوَ جَيْشٌ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَلَمْ يَنْجُ أَوْسَطُهُمْ)). قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَمَنْ كَرِهَ مِنْهُمْ قَالَ ((يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمْ)).

سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ اس بیت اللہ پر حملہ آور ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ ایک لشکر اس پر حملہ آور ہو گا وہ سرزمین بیداء پر پہنچیں گے تو ان کے اول و آخر سب دھنسا دیے جائیں گے، ان کا اوسط بھی نہیں بچے گا۔" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ان میں سے جس نے ناپسند کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ ان کی نیتوں کے مطابق انہیں اٹھائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٧٧٥، اخرجه ابو يعلى: ٧٠٦٩، المزي في تهذيب الكمال: ٥٢٣/٢٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٠٦٤، مسند احمد : ٢٦٨٥٨

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہیں گے بیت اللہ کی حفاظت فرمائیں گے کوئی بھی بیت اللہ کا دشمن اپنی کاروائیوں میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ حتیٰ کہ بیت اللہ کو گرانے کے لیے آنے والا سب سے بڑا لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان، "بیداء" مقام پر زمین میں دھنسا کر ہلاک کر دیا جائے گا۔

۲۔ ظالم اور غلط کار لوگوں کا ساتھ دینے والے بھی دنیا میں اسی عذاب اور سزا سے دوچار ہونگے جو مجرموں کو پہنچے گا، البتہ جو لوگ مجبوراً ان لوگوں کے ساتھ شامل ہونگے انہیں قیامت کے دن ان کی نیتوں کے مطابق بدلہ ملے گا۔

2185: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا صَيْفِيُّ بْنُ رِبْعِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَكُونُ فِي آخِرِ هَذِهِ الأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ)). قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ ((نَعَمْ إِذَا ظَهَرَ الْخَبَثُ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس امت کے آخری دور میں خسف، مسخ اور قذف ہوگا۔“ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا ہم ہلاک کر دیے جائیں گے جبکہ ہم میں صالح لوگ بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں جب خبث (بدکاری) عام ہو جائے گی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ تَكَلَّمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے غریب ہے۔ ہم اس کو صرف اس طریق سے ہی جانتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر پر یحییٰ بن سعید نے اس کے حافظے کے حوالے سے جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٨٧، الروض النضير: ٣٩٤/٢

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٤٦٩٣، تهذيب الكمال: ١٣/٢٤٨

فوائد الحدیث: ۱۔ پہلی امتوں پر کئی قسم کے اجتماعی عذاب آئے مثلاً پانی میں غرق کر دیا جانا۔ زمین میں دھنسا دینا۔ شکلیں بگاڑ دینا وغیرہ۔ اور ایسا تب ہوتا ہے جب قومیں اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی باغی اور سرکش ہو جاتی ہیں اور انہیں کوئی روکنے ٹوکنے والا بھی نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ ان کے نیک، صالح اور عبادت گزار لوگ بھی۔ ”نهي عن المنكر“ (برائی سے روکنے) کا فریضہ سرانجام نہیں دیتے۔

۲۔ اس امت میں بھی جب لوگوں کی حالت اس نہج پر پہنچ جائے گی کہ وہ نا صرف کہ برائی کو روکیں گے نہیں، بلکہ ان کے دلوں سے اس کی نفرت بھی ختم ہو جائے گی اور وہ اسے مصلحت کے نام پر قبول کرتے ہوئے چپ سادھ لیں گے تو پھر اس امت پر بھی، ”خسف“ (زمین میں دھنسا دینا) ”مسخ“ (شکلیں بگاڑ دینا) اور ”قذف“ (آسمان سے پتھر برسنا) جیسے عذاب نازل ہوں گے اعاذنا الله منه۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي طُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا

سورج کا اس کے غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہونا

2186: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالنَّبِيُّ ﷺ جَالِسٌ فَقَالَ ((يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ)). قَالَ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((فَإِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: (ایک مرتبہ) میں مسجد میں داخل ہوا جس وقت سورج غروب ہو چکا تھا جبکہ نبی ﷺ تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابوذر! تم جانتے ہو کہ یہ کدھر جاتا ہے؟“ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ جاتا ہے تاکہ سجدہ کی

فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا اطْلُعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا)). قَالَ ثُمَّ قَرَأَ ((وَذَلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا)). قَالَ وَذَلِكَ قِرَاءَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

اجازت طلب کرے اسے اجازت دی جاتی ہے گویا کہ اسے کہا جاتا ہے جہاں سے آئے ہو وہاں سے طلوع ہو۔ پس وہ اپنے غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہوگا۔" پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "یہ اس کا مستقر / ٹھکانہ ہے۔" فرمایا: یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي مُوسَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا صفوان بن عسال، حذیفہ بن اسید، انس اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) انظر تحفة الاشراف رقم: ١١٩٩٣، الطبري في جامع البيان: ٢٣/٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣١٩٩، صحیح مسلم: ١٥٩، سنن ابو داود: ٤٠٠٢، سنن النسائی فی الکبری: ١١١٧٦، مسند احمد: ٢١٣٠٠، صحیح ابن حبان: ٦١٥٤

فوائد الحدیث: ا۔ زمین و آسمان کا سارا نظام اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری و ساری ہے۔ جب قیامت آئے گی تو یہ سارا سسٹم ختم ہو جائے گا۔ لیکن اس قیامت سے پہلے اللہ کریم کچھ بڑی بڑی نشانیاں ظاہر فرمائیں گے جو اس بات کی طرف اشارہ ہوگا کہ اب قیامت قریب ہے اور جلد ہی یہ نظام ملیامیٹ ہونے والا ہے۔ مومن اور ایمان دار لوگ ان نشانیوں سے نصیحت حاصل کرتے ہوئے گناہوں سے توبہ کر لیں گے اور نیکیاں کمانے میں پہلے سے زیادہ مستعد ہوں گے۔

ان کبار نشانیوں میں سے ایک سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا بھی ہے جس کی تفصیل حدیث الباب میں ہے۔

۲۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا صرف ایک مرتبہ ہوگا اس کے بعد معمول کے مطابق جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا مشرق سے طلوع اور مغرب میں غروب ہوتا رہے گا۔ لیکن اس نشانی کے ظاہر ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ کوئی کافر اگر ایمان لائے گا تو اس کا ایمان قبول نہیں کیا جائے گا۔

کوئی گنہگار اگر توبہ کرے گا تو اس کی توبہ کو قبول نہیں کیا جائیگا۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ

یاجوج ماجوج کا نکلنا

2187: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ حَبِيبَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ

سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ ﷺ کا چہرہ سرخ تھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: "لا الہ الا اللہ" آپ ﷺ نے تین بار یہ کلمہ دہرایا، "عرب کے لیے "شر" سے "ویل" ہے

قَالَتِ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ نَوْمٍ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ وَهُوَ يَقُولُ ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يُرَدِّدُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ)) وَعَقَدَ عَشْرًا. قَالَتْ زَيْنَبُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَنَهْلَكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ ((نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ)).

جو قریب پہنچ چکا ہے، آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا سا سوراخ ہو گیا ہے۔" آپ ﷺ نے دس کی گرہ لگائی، زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا ہم ہلاک کر دیے جائیں گے جبکہ ہم میں صالح افراد بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، جب بدکاری بڑھ جائے گی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ جَوَّدَ سُفْيَانُ هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تحسین کی ہے۔

هَكَذَا رَوَى الْحُمَيْدِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ نَحْوَ هَذَا. وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَفِظْتُ مِنَ الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَرْبَعَ نِسْوَةٍ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ حَبِيبَةَ وَهُمَا رَبِيبَتَا النَّبِيِّ ﷺ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَى مَعْمَرٌ وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ حَبِيبَةَ وَقَدْ رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ ابْنِ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ.

اسی طرح حمیدی، علی بن مدینی اور بہت سے حفاظ/ محدثین نے سفیان بن عیینہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔ حمیدی کہتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے اس حدیث میں زہری سے چار خواتین یاد کی ہیں۔ زینب بنت ابی سلمہ عن حبیبۃ یہ دونوں نبی کریم ﷺ کی ربیبہ تھیں۔ وہ عن ام حبیبہ عن زینب بنت جحش سے بیان کرتی ہیں اور یہ دونوں نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ اور معمر وغیرہ نے یہ حدیث زہری سے بیان کی اور اس میں انہوں نے عن حبیبۃ کا ذکر نہیں کیا۔ سفیان بن عیینہ کے بعض شاگردوں نے یہ حدیث ابن عیینہ سے بیان کی اور اس میں انہوں نے عن ام حبیبہ کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٧٤٩، صحيح الترمذي للالباني: ١٧٧٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٣٤٦، صحیح مسلم: ٢٨٨٠، سنن ابن ماجه: ٣٩٥٣، مسند احمد : ٢٧٣١٤، صحيح ابن حبان: ٣٢٧

فوائد الحدیث: ۱۔ قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے جو قیامت سے قبل ظاہر ہوں گی ایک نشانی یاجوج ماجوج قوم کا نکلنا بھی ہے۔ یہ ایک جھگڑالوں اور فسادی قوم ہے جو قتل غارت اور مار دھاڑ کرتی تھی تو لوگوں کی شکایت پر حضرت ذوالقرنین بادشاہ نے ایک دیوار تعمیر کر دی، جس کا بیان سورہ الکھف آیت نمبر ۹۳ سے ۹۸ تک تفصیل سے موجود ہے۔ اب تک وہ اس دیوار کو توڑنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہو سکے قیامت کے قریب وہ دیوار توڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور پھر زمین میں شر و فساد پھیلائیں گے۔

۲۔ یاجوج ماجوج قوم کا ظہور ابھی تک نہیں ہوا بلکہ قرب قیامت میں ہو گا جب سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو چکا ہو گا۔ جیسا کہ سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذ اوحی الله الی عیسیٰ علیه السلام انی قداخرجت عبا دا لی لایدان لا حد بقتالهم فحرز عبادی الی الطور و یبعث الله یاجوج و ماجوج وهم من کل حدب ینسلون۔۔۔ الحدیث (مسلم ۲/۴۰۱ کتاب الفتن، باب الدجال)

"عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لا کر دجال کو قتل کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائیں گے کہ میں نے اپنے کچھ بندے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں تو آپ میرے بندوں کو طور کی طرف لے جا کر محفوظ کر لو، اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے" تو اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ یاجوج ماجوج ظاہر ہو چکے ہیں۔

24- بَابُ فِي صِفَةِ الْمَارِقَةِ

گمراہ / مرتد گروہ کی صفت

2188: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آخری دور میں کچھ لوگوں کا ظہور ہوگا وہ نو عمر نادان ہوں گے وہ قرآن پڑھتے ہوں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا وہ خیر البریہ (مخلوق میں سے بہترین شخصیت) کی بات کریں گے، وہ دین سے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل (کر آر پار ہو) جاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي ذَرٍّ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا علی، ابو سعید اور ابو ذر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ فِي غَيْرِ هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَيْثُ وَصَفَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ إِنَّمَا هُمُ الْخَوَارِجُ وَالْحَرُورِيَّةُ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْخَوَارِجِ.

نبی کریم ﷺ سے اس کے علاوہ دوسری حدیث بیان کی گئی ہے جس میں ان لوگوں کا وصف بیان کیا گیا ہے کہ وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترے گا دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ بے شک وہ لوگ خوارج اور حروری ہیں اور ان کے علاوہ خوارج میں سے بھی دوسرے لوگ۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) صحيح الترمذي: ١٧٧٩، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٥٣٦، ابو يعلى: ٥٤٠٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٦٨، مسند احمد : ٣٨٣١

فوائد الحدیث: یہ خارجی لوگ تھے جنہیں "حروری" یا "حروریہ" بھی کہا جاتا ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی اس پیشگوئی کے مطابق بعض دینی معاملات میں شدت پسندی کے سبب اسلام کے بنیادی احکام کو بھی نظر انداز کر بیٹھے۔ اور سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے

درمیان جنگ صفین کے موقعہ پر فریقین کا سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو حکم تسلیم کرنے کی آڑ میں ان الحکم الا للہ کا نعرہ بلند کر کے اقت مسلمہ سے الگ ہو گئے حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر مُسلمانوں کو کافر قرار دے دیا۔

25- بَابُ فِي الأَثَرَةِ وَمَا جَاءَ فِيهِ

ترجیح دینا

2189: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)).

سیّدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فلاں شخص کو عامل (گورنر) مقرر کیا ہے جبکہ مجھے عامل مقرر نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے بعد عنقریب اثرہ (تم پر ترجیح دیا جانا) دیکھو گے، پس صبر کرنا حتیٰ کہ تم حوض پر مجھ سے ملو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الظلال الجنة: ٧٥٢-٧٥٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٧٩٢، صحيح مسلم: ١٨٤٥، سنن النسائي: ٩/٢٢٤- ٢٢٥، مسند احمد : ١٩٠٩٢

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ اس کائنات میں سب سے بڑھ کر عدل و انصاف کرنے والے تھے اور آپ ﷺ ہر کسی سے اس کے مقام و مرتبہ اور حیثیت کے مطابق اس سے معاملہ کرتے، اگر کبھی ظاہری طور پر محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ کسی کو مال و متاع دے رہے ہیں اور کسی کو محروم رکھ رہے ہیں تو وہ بھی کسی مصلحت کے تحت ہوتا تھا اس میں کبھی کسی کی حق تلفی نہیں ہوتی تھی۔

٢۔ اس سب کے باوجود جب آپ ﷺ سے اس معاملے میں شکایت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا (اب تو ایسی صورت نہیں کہ کسی ایک کو دوسرے پر ذاتی تعلقات یا رشتہ داری کی بنیاد پر ترجیح ہو، لیکن) میرے بعد تم ایسی صورتحال سے ضرور دوچار ہو گے۔

پھر آپ ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے حالات میں بھی کہ جب تم دیکھو کہ تمہاری حق تلفی کر کے تم پر کسی دوسرے کو ترجیح دی جا رہی ہے تو بجائے فتنہ و فساد بپا کرنے کے صبر کرنا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں اس کا اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔

٣۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ نصیحت قیامت تک کے مُسلمانوں کے لیے ہے۔ اگر آج بھی کوئی شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ کسی تنظیم یا ادارے میں میری صلاحیتوں اور خدمات کو نظر انداز کر کے کسی خوشامدی اور چاپلوسی کرنے والے کو مجھ پر ترجیح دی جا رہی ہے حالانکہ وہ اپنی صلاحیت کی بنیاد پر اس کے حق دار نہیں تو اسے صبر و سکون سے کام لینا چاہئے اور سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے کلمات إِنَّمَآ أَشْكُوا۟ بَثِّى وَحُزْنِىٓ إِلَى ٱللَّهِ کا کثرت سے وظیفہ کرنا چاہئے۔

ان شاء اللہ الکریم دنیا میں اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائیں گے اور آخرت میں اجر و ثواب سے نوازیں گے۔

2190: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ

سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے بعد اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیا جانا دیکھو

ﷺ قَالَ ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا)). قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللهَ الَّذِي لَكُمْ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

گے اور ایسے امور دیکھو گے جن کو تم ناپسند کرو گے،" انہوں نے عرض کیا، آپ ﷺ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا حق انہیں ادا کرو اور اپنا حق اللہ سے طلب کرو۔"
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٢٩٧، ابن ابي شيبة: ١٥/٦٠، ابن عدي في الكامل: ٥/١٩١٨
تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٦٠٣، صحيح مسلم: ١٨٤٣، مسند احمد: ٣٤٦٠، صحيح ابن حبان: ٤٥٨٧
فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص یہ محسوس کرے کہ میرا حکمران، مدیر، پرنسپل یا امیر وغیرہ میری حق تلفی کرتے ہوئے کسی دوسرے کو مجھ پر ترجیح دے رہا ہے تو پھر بھی اسے اپنی ذمہ داریوں سے دامن نہیں چرانا چاہئے اور نہ ہی حاکم وقت کے خلاف کسی قسم کی بغاوت کا پروپیگنڈہ کرنا چاہیے بلکہ اپنے ذمہ مفوضہ فرائض کو خوش اسلوبی سے کماحقہ ادا کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا کہ اللہ کریم اپنی رحمت سے ہمارے حقوق کی حق تلفی کی تلافی فرمادے (آمین) البتہ احسن انداز سے حاکم وقت کی اصلاح کر سکتا ہے اور اپنے حقوق کا مطالبہ بھی کر سکتا ہے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ مَا أَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

نبی ﷺ کا اپنے اصحاب کو قیامت تک ہونے والے واقعات کی خبر دینا

2191: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا صَلَاةَ الْعَصْرِ بِنَهَارٍ ثُمَّ قَامَ خَطِيبًا فَلَمْ يَدَعْ شَيْئًا يَكُونُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا أَخْبَرَنَا بِهِ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ وَكَانَ فِيمَا قَالَ ((إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ أَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں عصر کی نماز پڑھائی تو خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات ہمیں بتادیے، پس جس نے انہیں یاد رکھا سو اس نے یاد رکھا اور جس نے بھولنا تھا وہ بھول گیا، آپ ﷺ نے ہمیں جو بتایا اس میں یہ بھی تھا: "دنیا سرسبز و شاداب شیریں ہے اللہ اس میں تمہیں جانشین بنا کر دیکھے گا کہ تم کس طرح کے عمل کرتے ہو، سنو! دنیا اور عورتوں (کے فتنے) سے بچو۔"

وَكَانَ فِيمَا قَالَ ((أَلَا لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلاً هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ بِحَقٍّ إِذَا عَلِمَهُ)). قَالَ فَبَكَى أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ قَدْ وَاللهِ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ فَهِبْنَا.

اس میں ایک بات یہ بھی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: "سنو! کسی شخص کو لوگوں کی ہیبت حق بیان کرنے سے منع نہ کرے جبکہ وہ جانتا ہو۔" پس ابو سعید رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا: اللہ کی قسم! ہم نے کئی چیزیں دیکھیں پس ہم (بیان کرنے سے) ڈر گئے۔

وَكَانَ فِيمَا قَالَ ((أَلَا إِنَّهُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ

اس میں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "ہر عہد شکن کے لیے

الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ وَلَا غَدْرَةَ أَعْظَمَ مِنْ غَدْرَةِ إِمَامِ عَامَّةٍ يُرْكَزُ لِوَاؤُهُ عِنْدَ اسْتِهِ)).

اس کی عہد شکنی کے حساب سے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا، کسی امام / حکمران کی عہد شکنی سے بڑھ کر کوئی عہد شکنی نہیں ہوگی، اس کا جھنڈا اس کی سرین پر نصب کیا جائے گا۔"

وَكَانَ فِيمَا حَفِظْنَا يَوْمَئِذٍ ((أَلَا إِنَّ بَنِي آدَمَ خُلِقُوا عَلَى طَبَقَاتٍ شَتَّى فَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَا مُؤْمِنًا وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ كَافِرًا وَيَحْيَا كَافِرًا وَيَمُوتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَا مُؤْمِنًا وَيَمُوتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ كَافِرًا وَيَحْيَا كَافِرًا وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمُ الْبَطِيءَ الْغَضَبِ سَرِيعَ الْفَيْءِ وَمِنْهُمْ سَرِيعُ الْغَضَبِ سَرِيعُ الْفَيْءِ فَتِلْكَ بِتِلْكَ أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمْ سَرِيعَ الْغَضَبِ بَطِيءَ الْفَيْءِ أَلَا وَخَيْرُهُمْ بَطِيءُ الْغَضَبِ سَرِيعُ الْفَيْءِ أَلَا وَشَرُّهُمْ سَرِيعُ الْغَضَبِ بَطِيءُ الْفَيْءِ

ہم نے اس دن جو یاد کیا اس میں یہ بھی تھا: "سنو! انسان مختلف طبقات پر پیدا کیے گئے ہیں، ان میں سے کوئی مومن پیدا ہوتا ہے حالت ایمان پر زندہ رہتا ہے اور مومن ہی وفات پاتا ہے، ان میں سے کوئی حالت کفر پر پیدا ہوتا ہے، کافر زندہ رہتا ہے اور حالت کفر پر فوت ہوتا ہے، ان میں سے کوئی مومن پیدا ہوتا ہے مومن زندہ رہتا ہے اور حالت کفر پر فوت ہوتا ہے، ان میں سے کوئی کافر پیدا ہوتا ہے، حالت کفر پر زندہ رہتا ہے اور حالت ایمان پر فوت ہوتا ہے، سنو! ان میں سے کسی کو غصہ دیر سے آتا ہے اور جلد ختم ہو جاتا ہے، ان میں سے کسی کو غصہ جلد آتا ہے اور جلد ختم ہو جاتا ہے، پس یہ ادلے کا بدلہ ہے، سنو! ان میں سے کسی کو غصہ جلد آتا ہے دیر سے ختم ہوتا ہے، سنو! ان میں سے بہتر وہ ہے جسے غصہ دیر سے آتا ہے اور جلد ختم ہوتا ہے۔

أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمْ حَسَنَ الْقَضَاءِ حَسَنَ الطَّلَبِ وَمِنْهُمْ سَيِّئُ الْقَضَاءِ حَسَنُ الطَّلَبِ وَمِنْهُمْ حَسَنُ الْقَضَاءِ سَيِّئُ الطَّلَبِ فَتِلْكَ بِتِلْكَ أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمُ السَّيِّئَ الْقَضَاءِ السَّيِّئَ الطَّلَبِ أَلَا وَخَيْرُهُمُ الْحَسَنُ الْقَضَاءِ الْحَسَنُ الطَّلَبِ أَلَا وَشَرُّهُمْ سَيِّئُ الْقَضَاءِ سَيِّئُ الطَّلَبِ أَلَا

سنو! ان میں سے برا وہ ہے جسے غصہ جلد آتا ہے اور دیر سے ختم ہوتا ہے، سنو! ان میں سے کوئی اچھے طریقے سے ادائیگی کرتا ہے اور اچھے طریقے سے مطالبہ کرتا ہے، کوئی ادائیگی برے طریقے سے کرتا ہے جبکہ مطالبہ اچھے طریقے سے کرتا ہے، کوئی ادائیگی کرنے میں اچھا ہے اور مطالبہ کرنے میں برا ہے، تو یہ بھی ادلے کا بدلہ ہے، سنو! ان میں سے کوئی ادائیگی میں بھی برا ہے اور مطالبہ کرنے میں بھی برا ہے، سنو! ان میں سے بہتر وہ ہے جو ادائیگی کرنے اور مطالبہ کرنے میں اچھا ہو، سنو! ان میں سے برا وہ ہے جو ادائیگی کرنے اور مطالبہ کرنے میں برا ہو۔

وَإِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ فِي قَلْبِ ابْنِ آدَمَ أَمَا رَأَيْتُمْ إِلَى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاخِ أَوْدَاجِهِ فَمَنْ أَحَسَّ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ

سنو! غصہ انسان کے دل میں ایک انگارہ ہے کیا تم نے اس کی آنکھوں کی سرخی اور رگوں کے پھولنے کو نہیں دیکھا، پس جو

فَلْيَلْصَقْ بِالْأَرْضِ)).

شخص اس میں سے کوئی چیز محسوس کرے تو وہ زمین کے ساتھ لگ جائے (لیٹ جائے)۔"

قَالَ وَجَعَلْنَا نَلْتَفِتُ إِلَى الشَّمْسِ هَلْ بَقِيَ مِنْهَا شَيْءٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَلَا إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيمَا مَضَى مِنْهَا إِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هَذَا فِيمَا مَضَى مِنْهُ)).

راوی نے بیان کیا: ہم سورج کی طرف دیکھنے لگے کیا دن کا کوئی حصہ باقی ہے؟ (یا شام ہوگئی ہے)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سنو! دنیا کا جو وقت گزر چکا اس سے جو باقی رہ گیا ہے وہ بس اتنا ہی باقی ہے جتنا کہ تمہارے اس دن سے گزرے ہوئے حصے سے باقی ماندہ حصہ رہ گیا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ وَأَبِي مَرْيَمَ وَأَبِي زَيْدِ بْنِ أَخْطَبَ وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَذَكَرُوا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَدَّثَهُمْ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا حذیفہ، ابو مریم، ابو زید بن اخطب اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے اور انہوں نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے انہیں قیامت قائم ہونے تک کے واقعات بیان فرمائے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٨٦٥، ضعيف الترمذي: ٣٨٥، علی بن زید ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١١٤٣، ١١٠١٧، ١١٣٠٣، سنن ابن ماجه: ٤٠٠٠، ٢٨٧٣ صحيح مسلم: ٢٧٤٢، ١٧٣٨، سنن النسائي في الكبرى: ٢٩٦٩، مسند احمد: ١١١٦٩، صحيح ابن حبان: ٣٢٢١

فوائد الحدیث: ا۔ رسول اللہ ﷺ نے قیامت سے پہلے رونما ہونے والی بڑی بڑی نشانیوں کو بیان فرمایا اور خصوصی طور پر:

(۱) دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ فرمایا کہ اگرچہ یہ بڑی خوش نما، سرسبز و شاداب اور میٹھی نظر آتی ہے کہ دنیا کے مال و متاع کے سبب انسان دنیا کی زندگی میں کئی قسم کی سہولتیں حاصل کرتا اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیاوی زندگی کو پُر تعیّش اور آسان بنالیتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا۔۔۔!

(۲) یہ ہمیشہ کسی کے پاس نہیں رہی بلکہ کبھی کسی کے ہاتھ ہوتی ہے تو کبھی کسی کے ہاتھ اور ایسا کبھی تو زندگی میں ہی ہو جاتا ہے کہ آج جس دکان کا مالک ہے کل کو اس پر ملازمت کرنے پر مجبور ہے۔ اور موت کے بعد تو پھر یقینی ہے کہ یہ چھوڑ کر چلا جائے گا اور دنیا کسی اور کی ملکیت ہو گی۔ رہے نام اللہ تعالیٰ کا۔

(۳) اس لیے آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے یعنی اخروی زندگی برباد کر کے دنیا حاصل کرنے سے بچنا۔

(۴) عورتوں کے فتنے سے بچنا کہ یہ انسان کے ایمان اور عزت کے لیے شدید ترین فتنہ ہے۔

(۵) ہمیشہ حق بات بیان کرنا، دنیاوی تکلیف اور پریشانی سے بچنے کے لیے حق بات کہنا نہ چھوڑ دینا۔

(۶) اپنے امیر، امام اور حاکم سے بد عہدی اور غداری کرنے سے بچنا۔

۲۔ پھر آپ ﷺ نے انسانوں کی مختلف طبائع کا ذکر کرتے ہوئے اچھے اور برے لوگوں کے اوصاف بیان فرمائے۔

۳۔ معاملات میں بہترین اور بدترین لوگوں کی نشاندھی فرمائی (جن کی تفصیل حدیث الباب میں مذکور ہے)

۴۔ غصے کو رفع کرنے کا نسخہ بیان فرمایا کہ غصے کی حالت میں انسان کو بیٹھ جانا چاہئے اس سے اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔

۵۔اس حدیث سے بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے پر استدلال کرتے ہیں جبکہ ان کا موقف کئی لحاظ سے درست نہیں۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّامِ

اہل شام کی فضیلت

2192: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ)).

سیّدنا قرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اہل شام بگاڑ کا شکار ہو گئے تو پھر تم میں کوئی خیر نہیں میری امت کی ایک جماعت منصور رہے گی ان کو بے یار و مددگار چھوڑنے والا نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔“

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ اہل الحدیث ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَوَالَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبد اللہ بن حوالہ، ابن عمر، زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَيْنَ تَأْمُرُنِي قَالَ ((هَا هُنَا)). وَنَحَا بِيَدِهِ نَحْوَ الشَّامِ.

ہم کو احمد بن منیع نے یزید بن ہارون کے واسطے سے بیان کیا بہز بن حکیم نے اپنے والد سے انہوں نے اس کے دادا سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ مجھے کہاں کے لیے حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس طرف“ اور آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے شام کی طرف اشارہ فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٠٧٦، الدارمي: ٢٧٦٣، ابو نعيم في الحلية: ٧/ ٢٣٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٥٥٩٦، صحيح ابن حبان: ٧٣٠٢، ٧٣٠٣، مسند احمد: ٢٠٠٣١

فوائد الحدیث: ا۔کسی بھی علاقے، شہر یا محلے میں آدمی دینی تعلیمات پر عمل نہ کر سکتا ہو تو اسے ایسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہئے جہاں اسے دینی امور بجالانے میں سہولت ہو، مثلاً آج کل لوگ کالونیوں میں رہائش اختیار کر لیتے ہیں لیکن اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ قریب کوئی مسجد بھی ہے یا نہیں، جہاں جمعہ، نماز باجماعت ادائیگی کا اہتمام ہو سکے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ گھر میں پڑھنا شروع کرتے ہیں تو کبھی وقت پر ادا کر لی اور کبھی تاخیر ہو گئی پھر کبھی کبھار نماز ویسے ہی رہ گئی تو کوئی پرواہ نہ کی حتیٰ کہ اگلی نسل تو بالکل ہی بے نماز ہو گئی۔ الا ماشاء اللہ۔

اس لیے رہائش کے لیے ہمیشہ دین دار علاقوں کا انتخاب کرنا چاہئے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ملک شام کی تعریف فرمائی اور اپنے صحابی کو حکم فرمایا کہ جب ادھر، ادھر کے حالات خراب ہوں تو پھر شام میں رہنے کو ترجیح دینا۔

۲۔ ''طائفہ منصورہ'' سے وہ لوگ مراد ہیں جو قران وحدیث پر عمل کرنے والے ہیں اور یہ زمانہ نبوت سے قیامت تک باقی رہیں گے خواہ کسی علاقے میں کم ہوں یا زیادہ؟ محدثین کی تصریحات کے مطابق یہ ''اہل الحدیث'' کا خوش نصیب گروہ ہے۔ کیونکہ:

۳۔ مقلدین تو اپنے آئمہ کے مذاہب، وجود میں آنے سے پہلے نہیں تھے۔ جبکہ قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے ''اہل حدیث'' زمانہ نبوت میں پھر صحابہ کرام اور تابعین عظام و تبع تابعین کے خیر القرون میں موجود تھے۔

۴۔ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء میں رکھی گئی اس سے پہلے دیوبندی مسلک کا کوئی وجود نہیں تھا۔

۵۔ بریلی میں مدرسہ ''منظر الاسلام بریلی'' ۱۹۰۴ء میں قائم کیا گیا جس کے بانی مولانا احمد رضا خان بریلوی ہیں۔ اس سے پہلے ''بریلوی مذہب'' کی کوئی شناخت دنیا میں نہ تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔

28- بَابُ مَا جَاءَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِی كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کو مارنے لگو

2193: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِی كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن اڑانے لگو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَجَرِيرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَكُرْزِ بْنِ عَلْقَمَةَ وَوَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَالصُّنَابِحِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، جریر، ابن عمر، کرز بن علقمہ، واثلہ بن اسقع اور صنابحی رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٥/٦٠

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١٧٣٩، مسند احمد : ٢٠٣٦

فوائد الحديث: آپس میں قتل وغارت اسلام کی تعلیمات نہیں بلکہ اسلام تو اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات ۱۰) ''مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں'' کا درس دیتا ہے۔ جبکہ اسلام کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر لوٹ مار، لڑائی جھگڑا اور قتل وغارت کا مرتکب شخص اسلامی احکامات سے کفر کرتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے تنبیہ فرمائی کہ میرے بعد کفار کی روش کو نہ اپنانا بلکہ اسلام کے سنہری اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے رحماء بینھم کا عملی نمونہ پیش کرنا۔

29- بَابُ مَا جَاءَ تَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ

ایک ایسا فتنہ ہوگا کہ اس میں بیٹھنے والا کھڑے رہنے والے سے بہتر ہوگا

2194: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ عِنْدَ فِتْنَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي)). قَالَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِي وَبَسَطَ يَدَهُ إِلَيَّ لِيَقْتُلَنِي. قَالَ ((كُنْ كَابْنِ آدَمَ)).

بسر بن سعید سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فتنے کے موقع پر فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ایسے فتنے برپا ہوں گے کہ ان میں بیٹھنے والا کھڑے رہنے والے سے بہتر ہوگا، کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا ان میں دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔'' انہوں نے کہا: مجھے بتائیں اگر وہ میرے گھر میں مجھ پر حملہ آور ہو اور وہ اپنا ہاتھ میری طرف بڑھائے تاکہ وہ مجھے قتل کر دے۔ آپ نے فرمایا: ''آدم (علیہ السلام) کے بیٹے (ہابیل) کی طرح ہو جا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَخَبَّابِ بْنِ الأَرَتِّ وَأَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي وَاقِدٍ وَأَبِي مُوسَى وَخَرَشَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابوہریرہ، خباب بن ارت، ابوبکرہ، ابن مسعود، ابو واقد، ابو موسیٰ اور خرشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَزَادَ فِي الإِسْنَادِ رَجُلاً. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

اور یہ حدیث حسن ہے۔ اور ان کے بعض نے یہ حدیث لیث بن سعد سے بیان کی ہے اور اس کی اسناد میں ایک آدمی کا اضافہ کر دیا ہے۔ اور انہوں نے کہا: یہ حدیث سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس کے علاوہ طرق سے بھی مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٧٥٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٥٧، مسند احمد : ١٤٤٦، ١٦٠٩

فوائد الحدیث: ۱۔ جب فتنہ و فساد اور مسلمانوں کی آپس میں خانہ جنگی اس حد تک پہنچ جائے کہ انسان اس کو نہ روک سکے تو پھر اسے ان حالات میں اس فتنے سے بالکل الگ تھلگ ہو جانا چاہئے۔ لیکن اگر وہ روک سکتا ہے اور اس فتنے کا خاتمہ کر سکتا ہے تو پھر اپنے تمام وسائل بروئے کار لا کر اسے روکنا چاہئے۔

۲۔ آپ ﷺ نے مثال دے کر یہ بات سمجھائی ہے کہ فتنوں میں جس قدر عمل دخل یا دلچسپی کم ہوگی اسی قدر ہی بہتر ہے اس لیے ہمیشہ اپنے آپ کو فتنوں سے بچا کر رکھنا چاہئے۔

۳۔ حتیٰ کہ مظلومیت سے قتل ہو جانا ظلم کرتے ہوئے قاتل بن کر زندہ رہنے سے بہتر ہے۔

30- بَابُ مَا جَاءَ سَتَكُونُ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ

عنقریب تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ہوں گے

2195: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ أَحَدُهُمْ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو، ایسے فتنے ہوں گے جس طرح تاریک رات کے ٹکڑے ہوں، آدمی صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر، شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر، ان میں سے کوئی دنیا کے کچھ ساز و سامان کے بدلے میں اپنا دین بیچ دے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٦٥١٥، البغوي: ٤٢٢٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١١٨، مسند احمد : ٨٠٣٠، صحيح ابن حبان: ٦٧٠٤

فوائد الحدیث: قیامت کے قریب فتنے اس قدر شدید اور زیادہ ہوں گے کہ لوگ صبح و شام کی بنیاد پر دنیاوی مفادات کی خاطر اپنے ایمان کو بیچ ڈالیں گے۔ یعنی چوبیس گھنٹے بھی اپنے موقف پر قائم نہیں رہ سکیں گے۔ آج آپ معاشرے کے ہر طبقہ میں دیکھیں تو رسول اکرم ﷺ کی یہ پیشن گوئی حرف بحرف پوری نظر آئے گی کہ تاجر حضرات تھوڑے سے منافع کی خاطر پہلے سے کیے ہوئے سودے اور عہد کو یک طرفہ طور پر غیر شرعی طریقے سے ختم کر دیتے ہیں۔ سیاست دان ایک ایک لمحے میں کئی کئی بار اپنے ووٹ کو بیچتے دکھائی دیتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ان فتنوں سے عافیت کا سوال کرتے رہنا چاہئے اور اپنے دین و ایمان کو دنیا جہاں کی ہر چیز سے مقدم محترم اور محبوب سمجھنا چاہئے۔ وباللہ التوفیق

2196: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدِ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ)).

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ ایک رات بیدار ہوئے تو فرمایا: ”سبحان اللہ! آج رات کتنے ہی فتنے اتارے گئے اور کتنے ہی خزانے اتارے گئے؟ ان حجروں والیوں کو کون جگائے گا؟ بہت سی عورتیں دنیا میں (باریک) لباس پہنتی ہیں لیکن وہ آخرت میں برہنہ ہوں گی۔“

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٢٩٢، ابو يعلى: ٦٩٨٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١٥، مسند احمد : ٢٦٥٤٥، صحيح ابن حبان: ٦٩١

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے عورتوں کو خصوصی طور پر ہر لحاظ سے باپردہ رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ لیکن بعض خواتین نا صرف کہ بے پردگی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ بلکہ فیشن کے طور پر ایسا لباس پہنتی ہیں جس پر اس کے باریک ہونے کی وجہ سے لباس کی بس تہمت ہی ہے ورنہ اسے کسی طور پر بھی لباس شمار نہیں کیا جاسکتا۔ یا پھر لباس تو موٹا ہی ہوتا ہے لیکن تنگ ہوتا ہے۔ نیز نمود و نمائش اور تکبّر و

غرور کے لیے پہن کر دوسروں کو حقیر سمجھتی ہیں۔ تو ایسی عورتوں کو اللہ تعالیٰ ساری دنیا کے سامنے ذلیل ورسوا کرے گا جیسے معاشرے میں ننگی عورت کو ذلیل سمجھا جاتا ہے۔

2197: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ أَقْوَامٌ دِينَهُمْ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیام قیامت سے پہلے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ہوں گے، ان میں آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا، شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا، لوگ دنیا کے ساز وسامان کے بدلے میں اپنے دین کا سودا کرلیں گے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجُنْدَبٍ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَأَبِي مُوسَى. وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، جندب، نعمان بن بشیر اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) سلسلة الأحاديث الصحيحة: ٧٥٨ و ٨١٠

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٤٢٦٠، مستدرک حاكم: ٤/٤٣٨۔ ٤٣٩

2198: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ كَانَ يَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ ((يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا)). قَالَ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُحَرِّمًا لِدَمِ أَخِيهِ وَعِرْضِهِ وَمَالِهِ وَيُمْسِي مُسْتَحِلاًّ لَهُ وَيُمْسِي مُحَرِّمًا لِدَمِ أَخِيهِ وَعِرْضِهِ وَمَالِهِ وَيُصْبِحُ مُسْتَحِلاًّ لَهُ.

حسن رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث: ''آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا شام کو کافر، شام کو مومن تو صبح کو کافر ہوگا'' کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے کہ آدمی صبح کو اپنے مسلمان بھائی کی جان، اس کی عزت اور اس کے مال کو حرام جانتا ہوگا جبکہ شام کو وہ اسے حلال جانتا ہوگا، اور شام کو اپنے بھائی کی جان، اس کی عزت اور اس کے مال کو حرام جانتا ہوگا جبکہ صبح کو حلال۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسْنَادِ عَنِ الحَسَنِ، وَهُوَ البَصْرِيُّ) حسن سے مراد، حسن بصری ہیں۔ بعض نے اسے ہشام مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرما کر کہ قیامت کے قریب فتنوں کے دور میں آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ اور اگر شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا کے ساتھ ہی متصل دوسرا مسئلہ یہ بیان فرمادیا کہ آدمی صبح کے وقت اپنے بھائی کی عزت، جان اور مال کو حرام سمجھے گا تو شام کو حلال سمجھ لے گا اور اگر شام کو حرام سمجھتا ہوگا تو صبح کو حلال قرار دے دے گا۔

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کا ناحق خون بہانا اور اس کی بے عزتی کرنا یا اس کے مال کو ناجائز طریقے سے ہڑپ کر جانا کسی بھی مسلمان کے لائق اور اس کے شایان شان نہیں۔

مگر افسوس کہ آج اس کی پرواہ نہیں کی جاتی ہے بلکہ ہر طاقت ور اپنے سے کمزور یا ماتحت کی بے عزتی کرنا اور اس کا مال کھانا اپنا حق سمجھتا ہے اور اسے اپنی برتری کی دلیل سمجھا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

2199: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَرَجُلٌ سَأَلَهُ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَمْنَعُونَا حَقَّنَا وَيَسْأَلُونَا حَقَّهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ)).

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو، جبکہ ایک آدمی آپ ﷺ سے سوال کر رہا تھا، فرماتے ہوئے سنا، اس نے عرض کیا: مجھے بتائیں اگر ہم پر ایسے حکمران ہوں جو ہمارا حق ہمیں نہ دیتے ہوں جبکہ اپنے حق کا ہم سے مطالبہ کرتے ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو اور اطاعت کرو وہ اپنی ذمے داری کے لیے جواب دہ ہیں اور تم اپنی ذمے داری کے متعلق جواب دہ ہو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ١١٧٧٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٨٤٦

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۱۹۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَرْجِ وَالْعِبَادَةِ فِيهِ

ہرج کیا ہے اور اس میں عبادت کرنا

2200: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! مَا الْهَرْجُ قَالَ ((الْقَتْلُ)).

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے بعد ایسا دور آنے والا ہے جس میں علم اٹھا لیا جائے گا اور اس میں ہرج بہت زیادہ ہوگا،'' انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قتل۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ.
وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ، خالد بن ولید اور معقل بن یسار رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔
اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الجامع: ٢٢٣٣، صحيح الترمذي: ١٧٩١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٧٠٦٢، صحيح مسلم: ٢٦٧٢، سنن ابن ماجه: ٤٠٥١، مسند احمد: ٣٦٩٥، ١٩٤٩٧

فوائد الحدیث: ۱۔ علم کا اٹھ جانا اور قتل و غارت کا عام ہو جانا بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور بہت بڑا فتنہ ہے۔
۲۔ علم کے اُٹھ جانے سے مراد ہے کہ باوجود حصولِ علم کے ذرائع، کتب وغیرہ کی کثرت کے امت میں راسخون فی العلم کی کمی ہوگی۔ علم میں پختگی اور فہم و فراست کا فقدان ہوگا پھر اہل علم کا بے عمل ہونا اس پر مستزاد ہے۔
۳۔ آج اگر اسٹیج اور منبر و محراب پر نگاہ دوڑائی جائے تو ثقہ علماء نہیں بلکہ نقال اور جہال کی اجارہ داری نظر آئے گی۔ مسندیں دیکھیں تو ان

پر ماہرین علم وفن کی بجائے کاسہ لیسی اور چاپلوسی کی بدولت، بونے قسم کے لوگ براجمان دکھائی دیں گے۔

2201: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ رَدَّهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ رَدَّهُ إِلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَدَّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَالْهِجْرَةِ إِلَيَّ)).

سیّدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مرفوع روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہرج (قتل و غارت) میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْمُعَلَّى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ ہم اسے صرف حماد بن زید عن المعلی کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٩٣٢، صحيح الترمذي: ١٧٩٢، عبد بن حميد: ٤٠٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٩٤٨، سنن ابن ماجه: ٣٩٨٥، مسند احمد : ٢٠٢٩٨، صحيح ابن حبان: ٥٩٥٧

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا یہ حق ہے کہ اس طرح عبادت کی جائے کہ عابد، آدمی اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم اس کے عبادت کرنے میں اتنا خشوع و خضوع تو ہونا چاہئے کہ وہ سمجھے اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

لیکن بدامنی، فتنہ و فساد اور قتل و غارت میں یہ سب کچھ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جاتا ہے۔ اس لیے ایسے حالات میں عبادت کرنے کو اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

32- بَابُ [حديث: إِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِيْ أُمَّتِيْ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ]

جب میری امت میں تلوار رکھی جائے گی تو پھر وہ قیامت تک اس سے اٹھائی نہیں جائے گی

2202: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب میری امت میں تلوار رکھی جائے گی تو پھر وہ قیامت کے دن تک اس سے اٹھائی نہیں جائے گی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٥٤٠٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٥٢، سنن ابن ماجه: ٣٩٥٢، مسند احمد : ٢٢٣٩٥، ٢٢٤٥٢

فوائد الحدیث: ا۔ زمانہ نبوت میں امت محمدیہ (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا وصف اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا۔ رحماء بینھم کہ وہ آپس میں بڑے نرم دل اور شفیق ہیں، اور پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا آپس میں ایک دوسرے کے لیے ایثار اور قربانی اور اپنی ضروریات پر دوسرے کو ترجیح دینا ایک ایسا بے مثال کارنامہ ہے کہ زمانہ، قیامت تک اس کا عشر عشیر بھی پیش نہیں کر سکے گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھم

۲۔ ان حالات میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ (جب تک یہ ایثار و قربانی، مودت و محبت اور باہمی احترام باقی رہے گا تو امت بھی امن و سکون کی زندگی بسر کرے گی) اور جب ایک دفعہ تلوار چل پڑی اور باہمی قتل و غارت شروع ہو گئی تو پھر قیامت تک یہ سلسلہ نہیں رکے گا۔
سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ناحق سے شروع ہونے والا یہ سلسلہ اب کسی نہ کسی صورت میں جاری ہے اور جس کی قیمت امت اب تک چکا رہی ہے۔

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ سَيْفٍ مِنْ خَشَبٍ فِي الْفِتْنَةِ

فتنے میں لکڑی کی تلوار بنانا (اور اس کا سہارا لینا)

2203: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عُدَيْسَةَ بِنْتِ أُهْبَانَ بْنِ صَيْفِيٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَتْ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى أَبِي فَدَعَاهُ إِلَى الْخُرُوجِ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ أَبِي إِنَّ خَلِيلِي وَابْنَ عَمِّكَ عَهِدَ إِلَيَّ إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ أَنْ أَتَّخِذَ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ فَقَدِ اتَّخَذْتُهُ فَإِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ بِهِ مَعَكَ. قَالَتْ فَتَرَكَهُ.

عدیسہ بنت اہبان بن صیفی الغفاری نے بیان کیا، سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس آئے انہوں نے انہیں اپنے ساتھ جانے کو کہا، تو میرے والد نے ان سے کہا: میرے خلیل (پیارے دوست) اور آپ کے چچازاد نے مجھے وصیت کی ہے کہ جب لوگ اختلاف کا شکار ہو جائیں تو میں لکڑی کی تلوار بنالوں میں نے وہ بنالی ہے، اگر آپ چاہیں تو میں وہ لے کر آپ کے ساتھ چلتا ہوں، پس انہوں (علی رضی اللہ عنہ) نے ان (میرے والد) کو چھوڑ دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدٍ.

اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف عبداللہ بن عبید کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) صحيح الترمذي: ١٧٩٤، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣/٣٨٥

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٩٦٠، مسند احمد: ٢٠٦٧١، ٢٠٦٧٠

فوائد الحدیث: ۱۔ لکڑی کی تلوار بنانا کنایہ ہے اس بات سے کہ آدمی کو باہمی قتل و غارت کی صورت میں اس سے الگ ہی رہنا بہتر ہے۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ اس میں شریک ہونا زیادہ فساد کا باعث ہوگا اور جنگ کی آگ مزید بھڑکے گی۔
لیکن اگر آدمی سمجھتا ہے کہ میرے دلچسپی لینے اور کوشش کرنے سے یہ سلسلہ رک سکتا ہے تو پھر اسے علیحدگی اختیار نہیں کرنی چاہئے بلکہ اپنی تمام تر قوت کو بروئے کار لا کر اس فتنے کی سرکوبی اور خاتمے کے لیے کوشش کرنا زیادہ بہتر ہے۔
۲۔ صحابی رسول اللہ ﷺ کا رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی صداقت پر یقین اور آپ ﷺ کی کمال اتباع و فرمانبرداری تھی کہ انہوں نے واقعتاً ہی لکڑی کی تلوار بنا کر رکھ لی۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے سنن ابن ماجہ ص ۲۹۳ کتاب الفتن)

2204: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سَهْلُ

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ

بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَرْوَانَ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الْفِتْنَةِ ((كَسِّرُوا فِيهَا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوا فِيهَا أَوْتَارَكُمْ وَالْزَمُوا فِيهَا أَجْوَافَ بُيُوتِكُمْ وَكُونُوا كَابْنِ آدَمَ)).

آپ ﷺ نے فتنوں کے بارے میں فرمایا: ”ان میں اپنی کمانیں توڑ ڈالو اور ان کے تانت کاٹ ڈالو اور ان میں اپنے گھروں کے اندر ہی ٹھہرے رہو، اور آدم علیہ السلام کے بیٹے (ہابیل) کی طرح ہو جاؤ۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَرْوَانَ هُوَ أَبُو قَيْسٍ الأَوْدِيُّ.

عبدالرحمن بن ثروان یہ ابو قیس اودی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٧٩٥، ارواء الغليل: ٣٤٥١، الحاكم: ٤/٤٤٠

تخریج الحدیث: سنن ابوداؤد: ٤٢٥٩، سنن ابن ماجه: ٣٩٦١، مسند احمد: ١٩٦٦٣، صحيح مسلم: ٢٨٨٧(١٣)

فوائد الحدیث: مسلمان کا اسلحہ اور ہتھیار کسی دوسرے مسلمان کے خلاف استعمال نہیں ہونا چاہئے خواہ اس کے لیے آدمی کو اپنی جان ہی قربان کیوں نہ کرنا پڑے۔ ناحق اور مظلوماً قتل ہو جائے لیکن امت کے باہمی قتال کا حصہ نہ بنے۔

34- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَشْرَاطِ السَّاعَةِ

قیامت کی نشانیاں

2205: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَفْشُوَ الزِّنَا وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً قَيِّمٌ وَاحِدٌ)).

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، میرے بعد تمہیں کوئی بیان نہیں کرے گا کہ اس نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم کو اٹھا لیا جائے گا جہالت زیادہ ہو جائے گی، زنا عام ہو جائے گا، شراب پی جائے گی، خواتین زیادہ ہو جائیں گی مرد کم ہوں گے حتی کہ پچاس عورتوں کے لیے ایک منتظم ہو گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو موسیٰ اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٧٩٦، اخرجه الطيالسي: ١٩٨٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٨٠، صحيح مسلم: ٢٦٧١، سنن ابن ماجه: ٤٠٤٥، مسند احمد: ١١٩٤٤، صحيح ابن حبان: ٦٧٦٨

فوائد الحدیث: ا۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا مطلب "میرے بعد تمہیں کوئی نہیں سنائے گا؟" یہ ہے کہ کوئی ایسا شخص جس نے بذاتِ خود، بلاواسطہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ سنانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

۲۔ قیامت چونکہ شر اور شریر لوگوں پر قائم ہوگی، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"لا تقوم الساعة الا علی شرار الناس (ابن ماجہ ص ۳۰۲، کتاب الفتن) کہ قیامت بُرے لوگوں پر قائم ہوگی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ عُلمار بانیین اور ثقہ عُلما کو فوت کر کے علم کو اٹھالیں گے۔ معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں میں بلاخوف لومة لائم کوئی اصلاح کرنے والا نہیں ہوگا تو پھر زنا اور شراب نوشی جیسے جرائم عام ہو جائیں گے تو جب معاشرہ دین، عقل اور شرم وحیا سے عاری ہو جائے گا تو پھر اس کو تباہ کر دیا جائے گا کہ یہ اپنی بقا کا جواز کھو چکا ہے۔

۳۔ آج آپ دیکھ لیں کہ مساجد و مدارس بھی ہیں۔ ہر سال ہزاروں عُلماء سند فراغت بھی حاصل کرتے ہیں لیکن پختہ علم اور ثقہ عُلماء کس حد تک ہیں۔ اب تقاریر، وعظ حتیٰ کہ خطبات جمعہ بھی ایک معمول بن کر رہ گئے ہیں لوگوں کے عقائد، اعمال اور اخلاق و معاملات کی اصلاح کا فریضہ کس حد تک ادا کیا جا رہا ہے۔

آج یہ نہیں دیکھا جاتا کہ قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین بیان کس عالم دین نے دیا ہے بلکہ خطباء میں اس مقابلہ کی دوڑ ہے کہ زیادہ رولا تا کون ہے، جگتیں کون زیادہ مارتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ آج نا صرف کہ معاشرے میں ہر قسم کی برائیاں پنپ رہی ہیں بلکہ خود عُلماء بھی بے توقیر ہو کر رہ گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۴۔ مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت بھی قربِ قیامت کی نشانی ہے۔

35- بَابُ [مِنْهُ لَا يَأْتِيْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِيْ بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ]

آنے والا دور اپنے سے پہلے سے برا ہوگا

2206: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ ((مَا مِنْ عَامٍ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ)). سَمِعْتُ هَذَا مِنْ نَبِيِّكُمْ ﷺ.

زبیر بن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے حجاج کی طرف سے پیش آمدہ تکالیف کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا: ہر سال کے بعد آنے والا سال اس سے برا ہوگا حتیٰ کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے۔ میں نے اسے تمہارے نبی ﷺ سے سنا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۱/۱۰/۱۲۱۸، اخرجه ابو يعلى: ٤٠٣٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۷۰۶۸۔ مسند احمد: ۱۲۱۶۴

فوائد الحدیث: زمانہ نبوت سب سے بہترین اور اچھا تھا کہ لوگوں کے عقائد پختہ تھے، سُنت رسول ﷺ کی اتباع میں اعمال کی کثرت تھی، اخلاق و کردار مثالی تھے۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دور اور تابعین و تبع تابعین کا زمانہ بھی بہترین تھا بعد ازاں ہر گزرتے دن، مہینے اور سال سے کمتری آتی گئی اور یہ سلسلہ قیامت تک یوں ہی جاری رہے گا کہ ہر آنے والا سال گذشتہ سال کی بہ نسبت بُرا ہوگا۔

حتیٰ کہ دین بالکل ختم ہو جائے گا اور بے دینی و برائی رہ جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت بپا کر دیں گے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

2207: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اللّٰهُ اللّٰهُ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ زمین پر اللہ اللہ نہ کہا جائے“ (جب زمین پر اللہ اللہ نہیں کہا جائے گا تو پھر قیامت قائم ہوگی)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

خالد بن حارث نے حمید عن انس کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے لیکن اسے مرفوع روایت نہیں کہا۔ اور یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحاكم: ٤/٤٩٤، ابو عوانه: ١/١٠١، البغوي: ٤٢٨٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٤٨، مسند احمد: ١٢٠٤٣، صحيح ابن حبان: ٦٨٤٨، ٦٨٤٩

فوائد الحدیث: یہ حدیث دلیل ہے کہ جب تک انسان کی ذات، گھر، معاشرے میں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور عقیدہ توحید موجود ہوگا وہ گھر اور معاشرہ برباد نہیں ہوتا جب ان میں دین داری ختم ہو جاتی ہے تو پھر وہ تباہی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی جب قیامت قائم کرنا چاہیں گے تو کوئی ایک شخص بھی مومن، مسلمان زندہ موجود نہیں ہوگا۔

اس لیے ہمیں چاہئے کہ خود بھی شریعت کے مطابق زندگی گزاریں گھروں میں قرآن و حدیث کی تعلیمات کی پابندی ہو تاکہ ایک دیندار اور مسلمان معاشرہ تشکیل پا سکے تاکہ قیامت ہم پر قائم نہ ہو بلکہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت کی آغوش میں لے لے۔

36- بَابُ مِنْهُ [فِي طَرْحِ الْأَرْضِ مَا فِي بَطْنِهَا مِنَ الْكُنُوزِ]

زمین اپنے خزانے نکال باہر پھینکے گی

2208: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَقِيءُ الْأَرْضُ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا أَمْثَالَ الْأُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ قَالَ فَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُولُ فِي مِثْلِ هَذَا قُطِعَتْ يَدِي وَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَتَلْتُ وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَطَعْتُ رَحِمِي ثُمَّ يَدَعُونَهُ فَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمین سونے اور چاندی کے ستونوں کی طرح اپنے جگر گوشے (قیمتی خزانے) اگل دے گی“ فرمایا: ”چور آئے گا تو وہ کہے گا اس جیسی چیز (کی چوری کرنے) میں میرا ہاتھ کاٹا گیا، قاتل آئے گا تو وہ کہے گا: میں نے اس کے لیے قتل کیا، قطع رحمی کرنے والا آئے گا تو وہ کہے گا: میں نے اس کی خاطر قطع رحمی کی، پھر وہ اسے چھوڑ دیں گے اور وہ اس میں سے کوئی چیز نہیں لیں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٦١٧١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٠١٣، صحيح ابن حبان: ٦٦٩٧

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ (الزلزال:٦) "اور زمین اپنے بوجھ (چھپے ہوئے خزانے) نکال دے گی"۔ قیامت کے قریب زمین میں پوشیدہ سونے چاندی کے خزانے بڑے بڑے ستونوں کی طرح ظاہر ہو جائیں گے لیکن کوئی انہیں اٹھانے والا نہیں ہو گا۔

حتیٰ کہ دنیا کے اس مال و دولت کی خاطر قتل ہونے والے، چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹ دیے جانے والے اور دنیا کے مال کی خاطر رشتہ داریوں سے بیگانے ہو جانے والے لوگ انہیں دیکھ کر افسوس کریں گے کہ اس مال و دولت کی یہ حَیثِیّت ہے۔ کہ آج انہیں اٹھانے والے کوئی نہیں۔ لیکن افسوس کہ ہم اس کی خاطر اپنی جان لٹا بیٹھے۔ میرا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور میں نے اپنے خونی رشتوں سے بھی قطع تعلقی کر لی۔ لیکن اس وقت افسوس کرنا کسی کام نہیں آئے گا، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و اتباع کریں۔

اللہ تعالیٰ ان سب سے بہتر نعمتیں جنّت میں عطا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ

37- بَابُ مِنْهُ [أَسْعَدَ النَّاسِ لُكَعُ بْنُ لُكَعْ]

انتہائی بے وقوف / احمق شخص سب سے زیادہ سعادت مند ہو گا

2209: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو [ح] قَالَ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيُّ الْأَشْهَلِيُّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكُونَ أَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ ابْنُ لُكَعَ)).

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت قائم نہیں ہو گی حتیٰ کہ انتہائی بے وقوف، احمق شخص دنیا کا سعادت مند شخص ہو گا (سمجھا جائے گا)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اسے صرف عمرو بن ابی عمرو کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة المصابيح: ٢٣٦٥ — التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٣٣٠٣، ٨٣٢٠، ١٥٨٣٧

فوائد الحدیث: ١۔ قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہو گی کہ مال و دولت یا سرکاری عہدے اور منصب کو ہی سعادت اور خوش نصیبی سمجھا جائے گا۔ اگرچہ اس کا حامل شخص پرلے درجے کا غبی اور بے وقوف شخص ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ آج ہم دیکھیں تو رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشن گوئی حرف بحرف پوری ہو رہی ہے کہ بڑے بڑے زیرک اور سمجھ دار حتیٰ کہ صالح اور دیندار بھی، نکمے نالائق اور جاہل قسم کے لوگوں کے سامنے صرف ان کی دولت یا منصب کی وجہ سے غلاموں کی طرح بچھے جاتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلَامَةِ حُلُولِ الْمَسْخِ وَالْخَسْفِ

مسخ وخسف کی علامات

2210: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ التِّرْمِذِيُّ حَدَّثَنَا الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ أَبُو فَضَالَةَ الشَّامِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا فَعَلَتْ أُمَّتِي خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ)). فَقِيلَ وَمَا هُنَّ؟ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((إِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلاً وَالأَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا وَأَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ وَعَقَّ أُمَّهُ وَبَرَّ صَدِيقَهُ وَجَفَا أَبَاهُ وَارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ وَلُبِسَ الْحَرِيرُ وَاتُّخِذَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الأُمَّةِ أَوَّلَهَا فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ أَوْ خَسْفًا وَمَسْخًا)).

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب میری امت پندرہ کاموں میں مبتلا ہو جائے گی تو اس پر بلاء نازل ہوگی۔“ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! وہ کیا کام ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب مال غنیمت کو دولت اور امانت کو مال غنیمت اور زکوۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے، آدمی بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے، اپنے دوست سے اچھا سلوک کرے اور باپ سے جفا، مساجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں، قوم کا سربراہ ان کا انتہائی رذیل شخص ہو، آدمی کے شر کے خوف سے اس کی عزت کی جائے۔ شراب نوشی ہو اور ریشم زیب تن کیا جائے، موسیقی کا ساز وسامان لیا جائے، اس امت کے بعد والے اس کے پہلے لوگوں پر لعنت کریں، تو پھر ایسے موقع پر سرخ آندھی کا انتظار کرو یا پھر خسف (زمین میں دھنس جانے) اور مسخ (صورتوں کے بگڑ جانے) کا (انتظار کرو)۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ غَيْرَ الْفَرَجِ بْنِ فَضَالَةَ. وَالْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَضَعَّفَهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَقَدْ رَوَاهُ عَنْهُ وَكِيعٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اس حدیث کو یحیی بن سعید انصاری سے صرف فرج بن فضالہ نے روایت کیا ہے، جبکہ فرج بن فضالہ پر بعض محدثین نے اس کے حفظ کے حوالے سے جرح کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ اور کئی ایک ائمہ نے اس سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة المصابيح: ٥٤٥١، ضعيف الجامع الصغير: ٦٠٨

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ٤٧٢

2211: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ عَنِ الْمُسْتَلِمِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ رُمَيْحٍ الْجُذَامِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلاً وَالأَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّينِ وَأَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَعَقَّ أُمَّهُ وَأَدْنَى صَدِيقَهُ وَأَقْصَى أَبَاهُ وَظَهَرَتِ الأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الأُمَّةِ أَوَّلَهَا فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مال غنیمت کو دولت، امانت کو مال غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان قرار دے دیا جائے، دین کے علاوہ کسی اور چیز کی تمنّا کی جائے، آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور اپنی ماں کی نافرمانی، دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور، مساجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں، قبیلے کا فاسق شخص ان کا سردار بن جائے، قوم کا سربراہ ان کا انتہائی رذیل شخص ہو، آدمی کے شر کے خوف کی وجہ سے عزت کی جائے، موسیقی عام ہو جائے، شراب نوشی ہو، اس امت کے بعد والے اس امت کے پہلے لوگوں پر لعنت کریں تو پھر اس وقت سرخ آندھی، زلزلے، خسف و مسخ اور سنگ باری کا انتظار کرو، نشانیاں موتیوں کی کسی بوسیدہ لڑی کی طرح لگاتار ہوں گی کہ اس کا دھاگا کاٹ دیا جائے تو موتی لگاتار گرنے لگتے ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

اور یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: المصابيح: ٥٤٥٠، ضعيف الجامع الصغير: ٢٨٧

2212: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((فِي هَذِهِ الأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ)). فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَتَى ذَاكَ؟ قَالَ ((إِذَا ظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ)).

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس امت میں خسف، مسخ اور قذف (سنگ باری) ہے۔“ ایک مسلمان شخص نے عرض کیا، اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب گانے والیاں اور آلات موسیقی عام ہو جائیں گے اور شراب پی جائے گی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ یہ حدیث اعمش عن عبدالرحمن بن سابط کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٦٠٤، بعض نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٦٨٨، صحيح ابن حبان: ٦٧٥٨

فوائد الحدیث: قیامت چونکہ برے اور شریر لوگوں پر قائم ہوگی اس لیے ان احادیث میں مذکور تمام اعمال گناہ ہیں اور انہیں بجالانے والے گنہگار۔ اس لیے پہلی دونوں روایتیں ضَعیف ہونے کے باوجود قربِ قیامت کی علامتوں کے متعلق جو تفصیل ان میں بیان ہوئی ہے ان کے مفہوم کی صحیح احادیث تائید کرتی ہیں۔

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)). يَعْنِي السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى

نبی ﷺ کا فرمان: میں اور قیامت ان دو یعنی: انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرح بھیجے گئے ہیں

2213: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجٍ الأَسَدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَرْحَبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ الأَسْوَدِ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ الْفِهْرِيِّ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((بُعِثْتُ فِي نَفَسِ السَّاعَةِ فَسَبَقْتُهَا كَمَا سَبَقَتْ هَذِهِ هَذِهِ)). لإِصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى.

سیّدنا مستورد بن شداد فہری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے زمانے میں بھیجا گیا ہوں پس میں اس پر سَبقت لے گیا ہوں جس طرح یہ انگشت شہادت اس درمیانی انگلی پر سبقت لے گئی ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث مستورد بن شداد کی روایت سے غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٥١٣، ضعيف الترمذي: ٣٨٨۔ اس میں مجالد ضَعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ٢٠/٧٢٤، ٧٣٢

2214: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)). وَأَشَارَ أَبُو دَاوُدَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى فَمَا فَضْلُ إِحْدَاهُمَا عَلَى الأُخْرَى.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اور قیامت کو اس طرح (ایک ساتھ) بھیجا گیا ہے۔'' ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔ پس دونوں میں سے ایک کو دوسری پر کتنی سی فضیلت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٩٨٠، ابو يعلى: ٢٩٢٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٥٠٤، صحيح مسلم: ٢٩٥١، مسند احمد: ١٢٢٤٥، صحيح ابن حبان: ٦٦٤٠

فوائد الحدیث: اس تشبیہ سے مراد قیامت کا قریب ہونا ہے کہ وہ کوئی دور نہیں لہٰذا تمہیں اس سے غفلت نہیں برتنی چاہئے بلکہ اس کی تیاری کرنی ہوگی۔ اور یہ تشبیہ دو لحاظ سے ہے:

(۱) جس طرح سبابہ (شہادت والی) اور وسطی (درمیانی) انگلی کی لمبائی میں معمولی سا فرق ہے اسی طرح میرے اور قیامت بپا ہونے میں تھوڑا وقت باقی ہے۔

(۲) جس طرح شہادت والی اور درمیانی انگلی ساتھ ساتھ ملی ہوئی ہیں ان کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں آئے گا۔

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِتَالِ التُّرْكِ

ترکوں سے قتال

2215: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تم ایک قوم سے قتال کروگے ان کی جوتیاں بالوں کی ہوگی، اور قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تم ایک قوم سے قتال کروگے گویا کہ ان کے چہرے تہ در تہ ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ وَمُعَاوِيَةَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں ابو بکر صدیق، بریدہ، ابو سعید، عمرو بن تغلب اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٨٠٣، اخرجه الحميدي: ١١٠٠، ابن ابي شيبة: ٩٢/١٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٩٢٨، صحيح مسلم: ٢٩١٢، سنن ابو داود: ٤٣٠٣، ٤٣٠٤، سنن ابن ماجه: ٤٠٩٦، ٤٠٩٧، سنن النسائي: ٦/٤٥، مسند احمد: ٧٢٦٣، صحيح ابن حبان: ٦٧٤٣۔ ٦٧٤٦

فوائد الحدیث: ۱۔ ان اوصاف کے حامل لوگ ترک تھے جو بالوں سے بنی ہوئی جوتیاں پہنتے تھے اور ان کے چہرے چوڑے اور گوشت سے بھرپور ہیں۔

۲۔ سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک مرفوع حدیث میں بھی اس بات کی وضاحت موجود ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے صحیح بخاری ۱/۵۰۷ ابواب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

۳۔ ہلاکو خان اور چنگیز خان ترک ہی تھے جن سے جنگ ہو چکی ہے گویا کہ قرب قیامت کی یہ نشانی بھی پوری ہو چکی ہے۔

41- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا ذَهَبَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ

کسریٰ کے ختم ہونے کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا

2216: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ)).

نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں ضرور خرچ کرو گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ١٠٩٤، البيهقي: ١٧٧/٩، في دلائل النبوة: ٣٩٣/٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٠٢٧، صحیح مسلم: ١٧٤٠، مسند احمد: ٧١٨٤، صحیح ابن حبان: ٦٦٨٩

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں کفار کی دو بڑی سلطنتیں تھیں۔ ایک "ایران" تھا جس کے باشندے مجوسی، آتش پرست تھے اور انکے بادشاہ کو "کسریٰ" کہا جاتا تھا۔ دوسری "روم" تھی جو عیسائی مذہب کے پیروکار تھے ان کے سردار اور بادشاہ کو لوگ "قیصر" کا لقب دیتے تھے۔

٢۔ آپ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی کہ یہ دونوں سلطنتیں تباہ و برباد ہو جائیں گی اور ان کے ملک اور خزانوں پر مسلمان قبضہ کر لیں گے۔ نیز اس کے بعد ان کے بادشاہوں کو کبھی قیصر اور کسریٰ کا لقب نہیں دیا جائے گا یہ پیشین گوئی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پوری ہوئی۔

42- بَابُ مَا جَاءَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ قِبَلِ الْحِجَازِ

قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ حجاز کی طرف سے آگ نکلے گی

2217: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ أَوْ مِنْ نَحْوِ حَضْرَمَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحْشُرُ النَّاسَ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ ((عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت سے پہلے حضر موت سے یا حضر موت کی جانب سے ایک آگ نکلے گی وہ لوگوں کو جمع کرے گی۔" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم شام میں سکونت اختیار کرنا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي ذَرٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدنا حذیفہ بن اسید، انس، ابو ہریرہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.

اور یہ حدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) فضائل الشام: ١١، تخریج المشکاة: ٦٢٦٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٤٥٣٦، صحیح ابن حبان: ٧٣٠٥

فوائد الحدیث: قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے۔ کہ یمن کے علاقے سے ایک آگ نمودار ہوگی۔ جو لوگوں کو میدان محشر کی طرف اکٹھا کر دے گی۔ اس وقت آپ ﷺ نے شام کے علاقے میں سکونت اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔

43- بَابُ مَا جَاءَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ كَذَّابُونَ

قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ کذاب ظاہر ہوں گے

2218: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْبَعِثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تقریباً تیس جھوٹے دجال اٹھیں (ظاہر ہوں) گے ان میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا جابر بن سمرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٦٨٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٦٠٩، صحیح مسلم ص: ٢٢٤٠، ٨٤، سنن ابو داود: ٤٣٣٣، ـ ٤٣٣٤، مسند احمد: ٧٢٢٨، ٨١٣٧، صحیح ابن حبان: ٦٦٥١

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (الاحزاب۔ ٤٠)

''کہ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا۔ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ٢/ ٢٣٤ کتاب الفتن) میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لیے آپ ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور دجال تو ہوگا لیکن نبی نہیں ہوگا۔

٢۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے کذاب اور دجال لوگوں کی تعداد تیس بیان فرمائی ان میں سے بعض نے آپ ﷺ کے زمانہ میں ہی دعویٰ کر دیا تھا اور بعض نے خلفائے راشدین کے دور میں پھر بعد ازاں وقتاً فوقتاً نبوت کا دعویٰ کرنے والے ظاہر ہوتے رہے جن میں قادیان کا دجال مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے۔ جو سرخیل اہل حدیث، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ١٥ مارچ ١٩٤٨ء) کے ہاتھوں ساری زندگی مناظروں اور مقابلوں میں شکست کی صورت میں ہزیمت اٹھاتا رہا۔ آخر کار آپ کے ساتھ ہی ایک مباہلے کے نتیجے میں ٢٦ مئی ١٩٠٨ء کو ذلت آمیز طریقے سے مر کر جہنم واصل ہوا لعنة الله علیه وعلی من تبعه الی یوم الدین۔

اور فخر اہل حدیث مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے۔ رحمه الله رحمة واسعة واسكنه فسيح جناته۔

2219: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ میری امت کے کچھ قبائل مشرکوں سے جاملیں گے اور حتیٰ کہ وہ بتوں کی پوجا کریں گے، اور

أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)).

میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ نبی ہے جبکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٥٤٠٦، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٦٨٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٥٢، سنن ابن ماجه: ٣٩٥٢، مسند احمد : ٢٢٣٩٤

فوائد الحدیث: ا۔ رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی نشانیوں میں یہ دو علامتیں بھی بیان فرمائی:

(۱) کہ مسلمانوں کے کچھ قبیلے مشرکوں کے ساتھ مل جائیں گے۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ وہ مرتد ہو جائیں گے، اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کر لیں گے، جیسا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں منکرین زکوۃ نے کیا۔

(۲) اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جب مسلمانوں اور کفار کی جنگ ہوگی تو کچھ مسلمان کہلانے والے قبائل، مسلمانوں کی بجائے مشرکوں کا ساتھ دیں گے۔ جیسا کہ ماضی قریب میں ہو چکا ہے کہ کئی ایک مسلم ممالک نے نیٹو کی افواج کو سپورٹ کیا تھا۔

(۳) اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض نام نہاد مسلمان، کفار اور مشرکین کے عقائد و اعمال کی پیروی میں لگ جائیں گے جیسا کہ آجکل لوگ درباروں مزاروں حتیٰ کہ سکھوں کے گردواروں میں جا کر انکا سا سوانگ رچا لیتے ہیں اور غیر اللہ کو سجدہ کرنے اور غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز دینے کے جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں "دوس" قبیلے کے لوگ بڑے پختہ عقیدے کے موحد اور مسلمان تھے جن کی تعریف زبان نبوت نے بھی فرمائی۔ لیکن قرب قیامت کے فتنے اتنے شدید ہوں گے کہ لوگ دوبارہ شرک میں مبتلا ہو جائیں گے اور بتوں کی پوجا اور ان کا طواف کرنے لگ جائیں گے اس کے لیے آپ ﷺ نے "دوس" قبیلے کی مثال دے کر بیان فرمایا کہ اتنے پختہ عقیدے کے حامل لوگ بھی پھسل جائیں گے (دیکھئے بخاری ۲/ ۱۰۵۴، کتاب الفتن)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (آل عمران ۳)

"وثن" سے مراد صرف پتھروں کے تراشے ہوئے بت نہیں بلکہ ہر وہ چیز مراد ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جائے، خواہ وہ کوئی نبی، ولی، بزرگ، امام، مفتی، مجتہد اور فقیہ ہو یا ان کے دربار اور قبریں۔

۳۔ اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں کہ اس امت میں شرک نہیں ہوگا، لہٰذا ہم مزاروں پر سجدے کریں، غیر اللہ کو پکاریں یا ان کے نام کی نذر و نیاز دیں وہ شرک نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ: وانی واللہ ما اخاف من بعدی ان تشرکو ولکن اخاف ان تنافسو فیھا (بخاری ۱/ ۵۰۸ کتاب المناقب) "بے شک اللہ کی قسم میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم آپس میں جھگڑنے لگ جاؤ گے۔" آپ ﷺ کا اطمینان صرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق ہی تھا اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ ﷺ کی امت میں شرک نہیں ہوگا۔ بلکہ امتی کہلوانے والے بھی شرک میں مبتلا ہو جائیں گے۔ جیسا کہ تفصیلاً عرض کر دیا گیا۔ فافھم و تدبر

اللھم اریا الحق حقا وارزقنا اتباعہ

وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

(مزید تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۲۲۱۸ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

44- بَابُ مَا جَاءَ ((فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ))

ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ہلاکو ہوگا

2220: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُصْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ہلاکو ہوگا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: يُقَالُ الْكَذَّابُ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ وَالْمُبِيرُ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کہا جاتا ہے کہ کذاب، مختار بن ابی عبید ہے، اور ہلاکو: حجاج بن یوسف ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ نَحْوَهُ بِهَذَا الإِسْنَادِ.

ہم کو عبدالرحمن بن واقد نے شریک سے اس کی مثل اس اسناد سے بیان کیا ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ. وَشَرِيكٌ يَقُولُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُصْمٍ وَإِسْرَائِيلُ يَقُولُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَصْمَةَ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شریک اپنی روایت میں، عبداللہ بن عصم کہتے ہیں جبکہ اسرائیل عبداللہ بن عصمہ کہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ أَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ أَلْفٍ وَعِشْرِينَ أَلْفَ قَتِيلٍ.

ہم کو ابو داؤد سلیمان بن سلم بلخی نے نضر بن شمیل سے بیان کیا کہ ہشام بن حسان نے کہا: حجاج نے جن افراد کو باندھ کر قتل کیا ان کا شمار کیا تو وہ ایک لاکھ بیس ہزار افراد (مقتول) تھے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے لیکن مقطوع ہے۔ اخرجه الطيالسي: ١٩٢٥، ابو يعلى: ٥٧٥٣

تخریج الحدیث: مسند احمد ٤٧٩٠، ٢٦٩٦٧، صحيح مسلم: ٢٥٤٥، ٢٢٩

فوائد الحدیث: حدیث الباب کی مناسب تشریح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمادی ہے۔

45- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَرْنِ الثَّالِثِ

قرن ثالث (کا ظہور)

2221: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول

الْفُضَيْلِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ يَتَسَمَّنُونَ وَيُحِبُّونَ السِّمَنَ يُعْطُونَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلُوهَا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَلِيَّ بْنَ مُدْرِكٍ. قَالَ وَحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ يِسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. وَهَذَا أَصَحُّ عِنْدِي مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد ہیں، پھر ان کے بعد لوگ آئیں گے وہ موٹے ہو جائیں گے اور سِمن (موٹاپے) کو پسند کریں گے، وہ شہادت (گواہی) طلب کیے جانے سے پہلے ہی شہادت دیں گے۔''

امام ترمذی نے کہا: محمد بن فضیل نے اس حدیث کو اعمش عن علی بن مدرک عن ہلال بن یساف کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ جبکہ کئی ایک حفاظ نے اس حدیث کو عن الاعمش عن یساف بن حریث کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور اس میں انہوں نے علی بن مدرک کا ذکر نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم کو حسین بن حریث نے حدثنا وکیع عن الاعمش حدثنا ہلال بن یساف عن عمران بن حصین کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا۔ میرے نزدیک یہ زیادہ صحیح ہے محمد بن فضیل کی حدیث سے۔ اور کئی ایک طرق سے عمران بن حصین کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٨٤٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٩٨٢٠

فوائد الحدیث: ۱۔ سب سے بہترین زمانہ امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کا تھا کہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی راہنمائی فرماتے تھے، جہاں کوئی کوتاہی ہو جاتی تو بذریعہ وحی اصلاح کر دی جاتی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کا حل معلوم کر لیتے۔

۲۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مبارک زمانہ تھا کہ جس میں اسلام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چہار دانگ عالم میں پھیل رہا تھا۔ اور مسلمان اسلام کی سربلندی کے لیے اپنا تن، من دھن قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔

۳۔ بعد ازاں تابعین و تبع تابعین کا دور آتا ہے اسے بھی بہترین قرار دیا گیا ہے کہ خالص قرآن و حدیث کی تعلیمات پر عمل کیا جاتا تھا، لوگوں کی آراء اور قیاس کی کوئی حیثیت نہ تھی، اہل علم کی قدر کی جاتی تھی، قرآن و حدیث کی تعلیم کو عام کرنے اور اس کے مطابق زندگیاں گزارنے کی تگ و دو کی جاتی تھی۔ جہاد کے ذریعے اسلامی فتوحات کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ امانت و دیانت اور صدق و سچائی کا دور دورہ تھا۔

۴۔ پھر وہ دور نامسعود شروع ہوا کہ جس میں قرآن و حدیث کے مقابلہ میں لوگوں کی رائے اور قیاس کو ترجیح دینا شروع ہوئی۔ لوگوں کی

دلچسپیاں کھانے پینے میں زیادہ ہو گئیں۔ اس سے پہلے جو علوم نبوت کو سیکھنے سکھانے کی کوشش ہوتی تھی اس میں بتدریج کمی آتی گئی۔ حتیٰ کہ امت تقلیدی دلدل میں دھنستی چلی گئی، یہاں تک کہ لوگ اس قدر ناقابل اعتماد ہو گئے کہ کوئی ان سے شہادت اور گواہی طلب کرنے کے لیے تیار نہیں۔

بس دنیاوی حرص و طمع اور مال و دولت کی محبت اور اسے جمع کرنے کا جنون بڑھتا چلا گیا۔ اور یہ سلسلہ روز افزوں جاری و ساری ہے۔

۵۔ لوگوں میں موٹاپے کا باعث بھی خوش خوراکی اور آخرت سے بے فکری ہوگی۔ آج ہم دیکھ لیں کہ عوام الناس تو ہے ہی مذہبی راہنما بھی دنیا کے مال و دولت یا منصب و عہدے کے حریص اور لالچی ہیں بلکہ اس کے حصول کے لیے شرمناک حد تک کردار ادا کرتے ہوئے بدعہدی جھوٹ، خیانت اور بددیانتی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ کیا منبر و محراب اور کیا سیاسی میدان؟ الامان والحفیظ

(مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۱۶۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

2222: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)).

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جن میں مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ پھر وہ جو ان کے بعد ہیں۔“

قَالَ وَلَا أَعْلَمُ ذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا ((ثُمَّ يَنْشَأُ أَقْوَامٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَفْشُو فِيهِمُ السِّمَنُ)).

راوی نے بیان کیا: میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے تیسرے کا ذکر کیا یا نہیں، ”پھر کچھ لوگ پیدا ہوں گے وہ گواہی دیں گے جبکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی، وہ خیانت کریں گے اور ان کے پاس امانت نہیں رکھی جائے گی، ان میں موٹاپا عام ہو جائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ابو عیسیٰ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٨٤٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٦٥١، صحيح مسلم: ٢٥٣٥، سنن ابو داود: ٤٦٥٧، سنن النسائی: ١٧/٧۔ ١٨، مسند احمد: ١٩٨٢٣، صحيح ابن حبان: ٦٧٢٩

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۲۲۲۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

46- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلَفَاءِ

خلفاء (کی تعیین)

2223: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَكُونُ مِنْ بَعْدِي اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا)). قَالَ ثُمَّ تَكَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ أَفْهَمْهُ فَسَأَلْتُ

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد بارہ خلیفے ہوں گے۔“ پھر آپ ﷺ نے کوئی بات فرمائی میں اسے نہ سمجھ سکا، میں نے اپنے ساتھ والے سے پوچھا تو اس نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ”وہ سب

الَّذِي يَلِينِي فَقَالَ قَالَ ((كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ.
حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ هَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

قریش میں سے ہوں گے۔"
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جبکہ یہ کئی ایک طرق سے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔
ابو بکر بن ابی موسیٰ نے جابر بن سمرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اس حدیث کے مثل روایت کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس کو ابو بکر بن ابی موسیٰ عن جابر بن سمرہ کی حدیث سے غریب سمجھا گیا ہے۔
اور اس باب میں سیّدنا ابن مسعود اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٠٧٥
تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٧٢٢٢، صحيح مسلم: ١٨٢١، سنن ابو داود: ٤٢٧٩، ٤٢٨٠، ٤٢٨١، مسند احمد: ٢٠٨٣٦، صحيح ابن حبان: ٦٦٦٢
فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ نے جن بارہ خلفاء کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ سارے کے سارے قریشی خاندان سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ انکا تذکرہ اس لیے خصوصیت سے کیا گیا ہے کیونکہ ان کے ادوار میں اسلام کی ترویج و اشاعت کا سلسلہ جاری رہا اور اقوام عالم میں اسلام ایک زندہ جاوید اور پوری شان و شوکت سے موجود تھا۔
رسول اللہ ﷺ کی دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔
لا يزال الاسلام عزيزا الى اثني عشر خليفة (صحیح مسلم ۲/۱۱۹ کتاب الامارۃ)
اسلام ہمیشہ قوی اور غالب رہے گا، بارہ خلفاء کے ادوار میں (اور وہ سارے قریشی ہونگے)"
۲۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد جن بارہ قریشی خلفاء پر امت کا اتفاق رہا (اگرچہ ابتدا میں بعض کی خلافت کچھ تنازع اور اختلاف کا شکار رہی لیکن بعد ازاں امت کا اتفاق ہو گیا) ان کی ترتیب کچھ یوں ہے۔
سیّدنا ابو بکر صدیق، سیّدنا عمر بن خطاب، سیّدنا عثمان ذوالنورین، سیّدنا علی المرتضیٰ، سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اور یزید بن معاویہ، عبد الملک بن مروان، ولید بن عبد الملک، سلیمان بن عبد الملک، عمر بن عبد العزیز، یزید بن عبد الملک اور ہشام بن عبد الملک رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (تحفۃ الاحوذی ۳/۱۲۲۸، مطبوعہ ضیاء السنۃ، فیصل آباد)

47- بَابٌ [كَرَاهِيَةِ إِهَانَةِ السُّلْطَانِ]

بادشاہ کی اہانت کی ممانعت

2224: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ كُسَيْبٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي بَكْرَةَ تَحْتَ مِنْبَرِ ابْنِ عَامِرٍ وَهُوَ يَخْطُبُ

زیاد بن کسیب عدوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابن عامر کے منبر کے نیچے تھا جبکہ وہ خطاب کر رہا تھا اور اس نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے، ابو

وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَقَالَ أَبُو بِلَالٍ انْظُرُوا إِلَى أَمِيرِنَا يَلْبَسُ ثِيَابَ الْفُسَّاقِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ اسْكُتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللهِ فِي الأَرْضِ أَهَانَهُ اللهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

بلال نے کہا: ہمارے امیر / حکمران کو دیکھو وہ فاسقوں والا لباس پہنتا ہے۔ سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خاموش ہو جاؤ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے زمین پر اللہ کے بادشاہ کی اہانت کی اللہ اس کی اہانت کرتا ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٢٩٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٤٣٣

فوائد الحدیث: ۱۔ اسلام تو عام مسلمان آدمی کی عزت و توقیر کا بھی تحفّظ کرتا ہے چہ جائیکہ کوئی نیک اور عادل حکمران ہو جو اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہو اور ان کے حقوق ادا کرتا ہو تو اسے لوگوں کے سامنے بے عزت اور بے توقیر کرنے کے لیے اس کے رہن سہن اور لباس وغیرہ پر اعتراض درست نہیں۔

۲۔ اگر کوئی حکمران ظالم اور فاسق و فاجر ہو تو اس کی اصلاح کے لیے اس کے ظلم و ستم کی تردید کی جا سکتی ہے۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِلَافَةِ

خلافت کا بیان

2225: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَوِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ وَإِنْ لَمْ أَسْتَخْلِفْ لَمْ يَسْتَخْلِفْ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ. وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: اگر آپ خلیفہ نامزد کر دیتے۔ انہوں نے فرمایا: اگر میں خلیفہ نامزد کر دوں تو سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ نامزد کیا، اور اگر میں نامزد نہ کروں تو رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ نامزد نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے، اور یہ حدیث صحیح ہے۔ کئی ایک طرق سے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابى داؤد: ٢٦٠٥

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٧٢١٨، صحيح مسلم: ١٨٢٣، سنن ابو داود: ٢٩٣٩، مسند احمد : ٢٩٩، صحيح ابن حبان: ٤٤٧٨

فوائد الحدیث: ۱۔ اسلام ایک کامل و اکمل دین ہے جو ہر دور میں اور ہر معاملے میں انسان کی مکمل راہنمائی کرتا ہے، جن مسائل میں وقت اور علاقے کی تبدیلی سے بھی کوئی ردوبدل نہیں تھا ان مسائل کو اس کی تمام تر جزئیات کے ساتھ بیان کر دیا گیا۔ مثلاً: نماز وغیرہ کی ادائیگی کا طریقہ ہے۔ لیکن جن معاملات میں حالات کی وجہ سے کوئی تبدیلی واقع ہونا تھی وہاں جزئیات بیان نہیں کیں بلکہ اصول و ضوابط سے راہنمائی فرما دی گئی جیسے جہاد وغیرہ ہے۔ انہی معاملات میں سیاست بھی ہے کہ نظام سلطنت کو سنبھالنے اور چلانے کے لیے امیر، خلیفہ یا حکمران کے

چناؤ کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں فرمایا بلکہ احوال کے پیش نظر رعایا کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا۔ جیسا کہ چاروں خلفائے راشدین سیّدنا ابو بکر صدیق، سیّدنا عمر فاروق، سیّدنا عثمان ذوالنورین اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے انتخاب کا طریقہ مختلف ہے جبکہ ہیں چاروں ہی درست۔

۲۔ حدیث الباب میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ اسلام کے مقرر کردہ قواعد وضوابط کے مطابق جو بھی طریقہ اختیار کر لیا جائے وہ جائز ہے۔

2226: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَفِينَةُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذَلِكَ)). ثُمَّ قَالَ لِي سَفِينَةُ أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ وَخِلَافَةَ عُمَرَ وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ. ثُمَّ قَالَ لِي أَمْسِكْ خِلَافَةَ عَلِيٍّ. قَالَ فَوَجَدْنَاهَا ثَلَاثِينَ سَنَةً. قَالَ سَعِيدٌ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْخِلَافَةَ فِيهِمْ. قَالَ كَذَبُوا بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوكٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوكِ.

سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں خلافت تیس سال (رہے) گی، پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی“ پھر سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ر شمار کر، پھر فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت، اور عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت، پھر مجھے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو حفاظت کر، راوی نے بیان کیا: ہم نے اس (خلافت) کو تیس سال پایا۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نے ان (راوی) سے کہا: بنو امیہ کہتے ہیں کہ خلافت ان میں ہے انہوں نے کہا: بنو زرقاء غلط کہتے ہیں، بلکہ وہ بدترین بادشاہ ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ قَالَا لَمْ يَعْهَدِ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْخِلَافَةِ شَيْئًا. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ.

امام ترمذی نے کہا: اس باب میں سیّدنا عمر اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے خلافت کے بارے میں کوئی وصیت نہیں کی۔ اور یہ روایت حسن ہے۔ کئی ایک نے اسے سعید بن جمہان سے روایت کیا ہے اور ہم اس حدیث کو صرف سعید بن جمہان کی روایت سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٤٥٩ و ١٥٣٤-١٥٣٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٦٤٦، ٤٦٤٧، سنن النسائی فی الکبری: ٨١٥٥، مسند احمد : ٢١٩١٩، صحیح ابن حبان: ٦٦٥٧، ٦٩٤٣

فوائد الحدیث: ۱۔ خلافت تیس سال رہنے کا مطلب ہے کہ علی منہاج النبوۃ خلافت تیس سال رہے گی۔ جیسا کہ انہی سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں صراحت موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم يوتى الله الملك من يشاء (ابو داؤد ۲/ ۲۹۰ کتاب السنۃ باب الخلفاء)

”نبوی طریقے پر خلافت تیس سال تک ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا بادشاہی عطا فرمائے گا“۔

۲۔ سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کا بنو امیہ کے خلفاء کو شر الملوک کہنا ان کی خلافت کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ بعض لوگوں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض کیا، جیسا کہ سنن ابو داؤد کی ہی مذکورہ روایت کے آخر میں ہے۔ حدیث کے راوی حضرت سعید بن جمہان کہتے ہیں قلت لسفينة ان هولاء يزعمون ان عليا لم يكن بخليفة (حوالہ مذکور) ”میں نے سیّدنا سفینہ سے کہا کہ ان لوگوں (بنو مروان) کا خیال ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ

خلیفہ نہیں تھے۔" تو سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یہ بنو مروان جھوٹ بولتے ہیں اور اسی تناظر میں انہوں نے شر الملوک والی بات فرمائی۔
ورنہ جب اللہ کے رسول ﷺ کی واضح حدیث موجود ہے کہ میرے بعد قریش میں سے بارہ امیر، خلفاء ہونگے جن کے ادوار میں اسلام محفوظ اور غالب رہے گا تو سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ اس کے خلاف کیسے کہہ سکتے ہیں۔
(تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۲۲۲۳)
نوٹ: مسئلہ خلافت کی تنقیح کے لیے، متکلم اسلام حضرت حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲ جولائی ۲۰۲۰ء) کی مایہ ناز تصنیف "خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت" کا مطالعہ فرمائیں۔

49- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْخُلَفَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ

قیامت تک خلفاء قریش میں سے ہوں گے

2227: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي الْهُذَيْلِ يَقُولُ كَانَ نَاسٌ مِنْ رَبِيعَةَ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ لَتَنْتَهِيَنَّ قُرَيْشٌ أَوْ لَيَجْعَلَنَّ اللهُ هَذَا الْأَمْرَ فِي جُمْهُورٍ مِنَ الْعَرَبِ غَيْرِهِمْ. فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ كَذَبْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((قُرَيْشٌ وُلَاةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

عبداللہ بن ابی ہذیل بیان کرتے ہیں کہ ربیعہ (قبیلے) کے کچھ لوگ سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو بکر بن وائل میں سے ایک آدمی نے کہا: قریش باز آجائیں یا پھر اللہ اس امر (خلافت) کو ان کے علاوہ جمہور عرب میں مقرر کر دے گا، تو سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "قریش قیامت کے دن تک خیر وشر میں لوگوں کے حکمران رہیں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١١٥٥

تخريج الحديث: مسند احمد: ١٧٨٠٨

فوائد الحديث: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رسول اکرم ﷺ کے فرمان مبارک کے مقابلے میں کسی کے خدشات بھی برداشت نہیں تھے۔ جیسا کہ سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بنو بکر قبیلے کے آدمی کو فوری جواب دیا۔

50- بَابُ [مَلِكُ رَجُلٌ مِنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهُ]

موالی میں سے جہجاہ نامی بادشاہ کا ہونا

2228: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

الْحَنَفِيُّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهُ)).

فرمایا: ”رات اور دن ختم نہیں ہوں گے حتیٰ کہ موالی میں سے جہجاہ نامی شخص بادشاہ بنے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٢٤٤١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٩١١، مسند احمد : ٨٣٦٤

فوائد الحدیث: کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے حکومت و بادشاہت عطا فرمادے اور جس سے چاہے چھین لے۔

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۔ وہ مالک و مختار اس پر قادر ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ جب چاہے گا تو ایک غلام کو حکمران بنادے گا اور جو کل تک اس کے مالک تھے آج اس کی رعایا ہونگے۔ آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی ہے جو ان شاء اللہ پوری ہو کر رہے گی۔

51- بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَئِمَّةِ الْمُضِلِّينَ

گمراہ حکمرانوں کا ظہور

2229: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ)). قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ يَخْذُلُهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ)).

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اپنی امت پر گمراہ حکمرانوں کا اندیشہ ہے۔“ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا ان کی حمایت نہ کرنے والا انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا امر آجائے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ يَقُولُ وَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ)). فَقَالَ عَلِيٌّ هُمْ أَهْلُ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور انہوں نے کہا: میں نے امام بخاری کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے علی بن مدینی کو بیان کرتے ہوئے سنا اور انہوں نے نبی ﷺ سے یہی مذکورہ بالا حدیث ذکر کی تو علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس جماعت سے مراد اہل حدیث ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٤/ ١١٠ و ١٩٥٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٢٠، سنن ابو داود: ٤٢٥٢، سنن ابن ماجه: ١٠، ٣٩٥٢، مسند احمد : ٢٢٣٩٤

فوائد الحدیث: ١۔ عوام الناس کی فطرت میں بات عمومی طور پر شامل ہے کہ یہ اپنے آئمہ، لیڈروں اور راہنماؤں کی پیروی کرتے ہیں، رہن

سہن، لباس اور وضع قطع میں ان کی نقالی کی کوشش کرتے ہیں۔

اس لیے آپ ﷺ نے امت کے لیے گمراہ حکمرانوں کو خطرہ فرمایا کہ ان کے غلط عقائد و نظریات امت پر اثر انداز ہو کر انہیں بھی گمراہی میں دھکیل دیں گے۔ اعاذنا اللہ منہ

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے امت میں سے ایک جماعت کے ہمیشہ حق پر رہنے کی پیشین گوئی فرمائی، جس کا مطلب بڑا واضح ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے مبارک زمانے سے قیامت کے قائم ہونے تک ہر دور میں کچھ ایسے لوگ روئے زمین پر موجود رہیں گے جو حق (قرآن و حدیث) کو اپنانے اور اس پر عمل کرنے والے ہونگے۔

۳۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمائی کہ وہ جماعت "اہل حدیث" کی ہے جو ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ اور ان کے مخالفین باوجود ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ کیونکہ "حق" صرف اور صرف قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ میں ہی ہے۔

قرآن مجید حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

۱۔ انا ارسلناك بالحق بشيرا و نذيرا (البقر،۱۱۹)

"بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

۲۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۔۔۔ الآية (النساء۱۰۵)

"بے شک ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو سکھائی ہے۔"

۳۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ (یونس۱۰۸)

"کہہ دیجئے اے پیغمبر ﷺ، اے لوگو! بے شک تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے پہنچ چکا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ بھی حق ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ لکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بعض احباب نے مشورہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ کبھی غصے کی حالت میں ہوتے ہیں اور کبھی خوشی میں اس لیے ہر بات نہیں لکھا کرو بلکہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیا کرو جو بات آپ ﷺ اجازت دیں وہ لکھ لیا کرو۔ اور جس کی اجازت نہ دیں وہ نہ لکھا کرو۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی احادیث لکھنا چھوڑ دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ پہلے لکھتے تھے اب کیوں نہیں لکھتے؟ تو سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں کے مشورے سے آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں جس حالت میں بھی اور جو کچھ بھی کہوں وہ لکھ لیا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ما یخرج منه الا الحق (ابوداؤد ۲/۱۵۸ کتاب العلم) "کہ اس منہ سے جو بھی بات نکلتی ہے وہ حق ہی ہوتی ہے۔"

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ حق صرف قرآن و حدیث ہے تو اب جو بات، قول، فتویٰ یا اجتہاد، قرآن و حدیث کے خلاف ہو گا وہ سراسر گمراہی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ (یونس:۳۲)

"کہ حق کے علاوہ تو گمراہی ہی ہے۔"

۴۔ نیز قران مجید کو اللہ تعالیٰ نے، حدیث کہا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

۱۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ ۔۔۔۔الآیۃ (الزمر:۲۳)

''اللہ تعالیٰ نے بہترین حدیث (بات، کلام) نازل فرمائی ہے۔''

۲۔ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝ (المرسلات:۵۰)

''تو قرآن مجید کے بعد وہ لوگ کس حدیث (بات) پر ایمان لائیں گے''

ان دونوں آیات میں حدیث سے مراد قرآن مجید ہے اختصار کے پیش نظر صرف دو آیتیں پیش کی ہیں ورنہ دیگر کئی آیات میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ پھر رسول اکرم ﷺ کی بات کو بھی حدیث کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۔۔۔الآیۃ (التحریم:۳) ''اور جب نبی ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کو پوشیدہ بات کہی''۔

تو جب قرآن مجید بھی حدیث ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بات بھی حدیث ہے تو ان دونوں پر عمل کرنے والا، اہل حدیث ہے۔ اور یہ بات گذشتہ سطور میں ثابت کی جا چکی ہے کہ حق صرف اور صرف قرآن و حدیث ہی میں ہے اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ گمراہی ہے۔ اس ساری بحث سے یہ ثابت ہوا کہ اہل حدیث رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک سے ہیں اور اہل حدیث ہی حق پر ہیں۔

کیونکہ مقلدین حضرات احناف، شوافع، حنابلہ اور مالکیہ اپنے اپنے آئمہ کے مذاہب کے رائج ہونے سے پہلے صفحہ ہستی پر اپنا نام اور وجود نہیں رکھتے تھے۔ جبکہ اہل حدیث کا امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم سے پہلے وجود بھی تھا اور نام بھی تھا۔

جیسا کہ صحابی رسول سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جب نوجوان طلبہ علم کو دیکھتے تو فرماتے۔ انکم خلوفنا واهل الحديث بعدنا (شرف اصحاب الحدیث:۳۰)

''بے شک تم ہمارے جانشین ہو اور ہمارے بعد اہل حدیث بھی'' اسی لیے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ومن اهل السنة مذهب قديم معروف قبل ان يخلق الله و اباحنفة و مالكا و الشافعي و احمد فانه مذهب الصحابه تلقوه عن نبيهم ومن خالف ذالك كان مبتدعا عند اهل السنة والجماعة (منہاج السنۃ، ۱/۳۴۴) (اہل حدیث تو) ''اہل سُنت کا وہ معروف مذہب ہے جو امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے اور یہی مذہب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ جس کی تعلیم انہوں نے نبی کریم ﷺ سے حاصل کی تھی جو لوگ اس کے خلاف کوئی دوسری راہ اپنائیں گے تو اہل سُنت کے نزدیک ان کا شمار اہل بدعت میں ہوگا۔''

۵۔ فی الواقع بھی رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشن گوئی ''اہل حدیث'' کے حق میں ہی پوری ہوئی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے ہی مخالفین نے اہل حق، اہل حدیث کو ہر قسم کی ایذاء اور تکلیف اس لیے دی کہ انہیں ہدایت کے راستے سے ہٹا دیا جائے اور یہ مذہب ختم کر دیا جائے لیکن ہر دور میں بحمد اللہ تعالیٰ ان کی دعوت پھیلتی اور تعداد بڑھتی چلی گئی۔

آج بھی برصغیر کی تاریخ میں وہ کون سا جبر اور ظلم ہے اور مخالفت کا وہ کون سا طریقہ ہے جو اہل حدیث کے مخالفین نے ان پر نہ آزمایا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی توفیق سے آج ہر شہر، گاؤں اور علاقے میں اہل حدیث حضرات کی مساجد اور جماعتیں موجود ہیں خواہ تعداد میں قلیل اور قوت میں کمزور ہی ہوں لیکن ہیں تو سہی اور ہوں بھی کیوں نا، کہ ناطق وحی محمد رسول اللہ ﷺ نے زبان نبوت سے فرمایا ہے۔

لا تزال طائفة من امتي على الحق ظاهرين لا يضرهم من يخذلهم حتى ياتي امر الله

''میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب، قائم رہے گا ان کی مخالفت کرنے والا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے۔''

۶۔اس لحاظ سے بھی اہل حدیث کی قدامت مسلمہ ہے کہ ان کے امام باقی مذاہب کے آئمہ سے پہلے کے ہیں۔ جیسا کہ مفسر قران امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، قران مجید کی آیت مبارکہ

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ ---- الاية (الاسراء ۷۱)

"جس دن ہم تمام لوگوں کو انکے امام (پیشوا) سمیت بلائیں گے" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هذا الا كبر شرف لاصحاب الحديث لان امامهم النبى صلى الله عليه وسلم (تفسیر ابن کثیر)

"یہ اہل حدیث کے لیے بہت بڑے شرف کی بات ہے کہ ان کے امام نبی کریم ﷺ ہیں۔"

(کثر اللہ سوادھم وزادھم اللہ تعالیٰ عزا و شرفا فی الدنیا والآخرۃ آمین)

52- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَهْدِيِّ

امام مہدی (کا ظہور)

2230: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دنیا ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ میرے گھرانے میں سے میرا ہم نام ایک شخص عرب پر بادشاہی کرے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا علی، ابو سعید، ام سلمہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) تخريج المشكاة: ٥٤٥٢، فضائل الشام: ١٦، الروض النضير: ٦٤٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٨٢، مسند احمد: ٣٥٧١، صحيح ابن حبان: ٥٩٥٤، ٦٨٢٤، ٦٨٢٥

2231: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَلِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي)). قَالَ عَاصِمٌ وَأَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَلِيَ.

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "میرے اہل بیت میں سے میرا ہم نام ایک شخص حکمران بنے گا۔" ایک دوسری روایت میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "خواہ دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ گیا ہو تو اللہ اس دن کو لمبا کر دے گا حتیٰ کہ وہ حکمران بن جائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) دیکھیے حدیث ۲۲۳۰۔

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٥٩٥٣، سنن ابن ماجه: ٢٧٧٩

فوائد الحدیث: ۱۔ قیامت کے قریب کہ جب زمین ظلم وزیادتی اور ناانصافی سے بھری ہوئی ہوگی اللہ تعالیٰ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی نسل سے ایک آدمی کو پیدا فرمائے گا جس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا اور اسے "مہدی" کہا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق ونصرت سے وہ کم از کم سات سال یا زیادہ سے زیادہ نو سال حکومت کرے گا، شریعت محمدیہ کا نفاذ ہوگا، اسلام چہار دانگ عالم میں پھیلے گا۔ روئے زمین پر عدل وانصاف کا دور دورہ ہوگا۔ ظلم وستم کا کہیں نام ونشان نہیں ہوگا زمین پہ خوش حالی اور رزق کی فراوانی ہوگی کہ ہر حاجت مند اپنی ضرورت کو بیت المال سے پورا کرے گا۔ (سنن ابی داؤد ۲/ ۲۳۹ باب المهدی، سنن ابن ماجہ ۲۹۹ کتاب الفتن)

۲۔ نیز شیعہ حضرات کے غلط عقیدے کا بھی رد ہوتا ہے جو اپنے مذعومہ امام (قائم) کے انتظار میں قرآن وحدیث کے مُسلمات کا نہ صرف کہ انکار کیے جاتے ہیں بلکہ شرافت سے بھی تہی دست ہو رہے ہیں۔ کیونکہ یہ اپنے امام مہدی کا نام محمد بن حسن عسکری بیان کرتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اس کا نام محمد بن عبداللہ، صادر ہوا ہے۔

53- بَابُ [فِي عَيْشِ الْمَهْدِيّ وَعَطَائِهِ]

مہدی کی زندگی اور اس کی عطاء

2232: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدًا الْعَمِّيَّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الصِّدِّيقِ النَّاجِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَشِينَا أَنْ يَكُونَ بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَثٌ فَسَأَلْنَا نَبِيَّ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((إِنَّ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ يَعِيشُ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا)). زَيْدٌ الشَّاكُّ.
قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ ((سِنِينَ)). قَالَ ((فَيَجِيءُ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَيَقُولُ يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِي أَعْطِنِي)). قَالَ ((فَيَحْثِي لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَأَبُو الصِّدِّيقِ النَّاجِيُّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ.

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی نیا کام نہ ہو جائے، ہم نے اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں مہدی ہوگا وہ پانچ یا سات یا نو (سال) زندہ رہے گا، آدمی اس کے پاس آئے گا تو کہے گا: مہدی! مجھے عطا کرو، مجھے عطا کرو۔ فرمایا: وہ جس قدر اٹھا سکے گا اس کے کپڑے (جھولی) میں ڈال دے گا۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور ابو سعید کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔ ابو الصدیق ناجی کا نام بکر بن عمرو ہے اور بکر بن قیس بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح الترمذي: ١٨٢٠، بعض نے اسے زید العمی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٠٨٣، مسند احمد : ١١١٦٣، سنن ابو داود: ٤٢٨٥

فوائد الحدیث: دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۲۲۳۰، ۲۲۳۱

54- بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول

2233: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قریب ہے کہ ابن مریم (علیہ السلام) تم میں منصف حاکم بن کر نازل ہوں، وہ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے، مال کی ریل پیل ہوگی حتیٰ کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٨٢١، اخرجه ابو يعلى: ٥٨٧٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٢٢٢، صحيح مسلم: ١٥٥، سنن ابن ماجه: ٤٠٧٨، مسند احمد : ٧٢٢٩، صحيح ابن حبان: ٤٨١٦، ٤٨١٨

۱۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ موجود ہیں قرب قیامت جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور زمین پر عدل وانصاف سے حکومت کریں گے۔

۲۔ اسلامی نظام کو نافذ کریں گے کہ کوئی دوسرا مذہب عیسائیت وغیرہ باقی نہیں ہوگا یا تو وہ مُسلمان ہو جائیں گے یا انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ صلیب کو توڑنے کا یہی مفہوم ہے۔

۳۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے یعنی خوراک میں بھی اسلام کی تعلیمات کے مطابق حلال وحرام کا فیصلہ ہوگا۔

۴۔ زمانہ نبوت سے اسلام کا یہ اصول چلا آرہا ہے کہ اگر کوئی شخص اسلام قبول نہیں کرتا تو وہ ٹیکس اور جزیہ دے کر اسلامی حکومت میں رہ سکتا ہے۔ کچھ شرائط کے ساتھ اسے مکمل تحفّظ حاصل ہوگا۔ لیکن یہ ضابطہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک ہے۔ آپ علیہ السلام کے آنے کے بعد اسلام کا قانون یہ ہوگا کہ اب تمام غیر مُسلم یہودی، عیسائی، وغیرہ یا تو مُسلمان ہو جائیں گے یا انہیں قتل کر دیا جائے گا۔

۵۔ مال ودولت کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ کسی کو بھی اس کی حاجت وضرورت نہ ہوگی۔ اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی فکر کی وجہ سے اسے جمع کرنے کا لالچ بھی نہیں ہوگا۔ لہٰذا کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔

۶۔ یہ حدیث قادیانیوں کے اس نظریے کہ ”سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں ان کا دوبارہ دنیا میں ظہور نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ آسمان سے نازل ہونگے، کی مرزا غلام احمد قادیانی کے بنائے ہوئے اصول کے مطابق اس حدیث سے ان کی تردید ہوتی ہے۔ اور مرزائیت کا مذھب باطل قرار پاتا ہے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی خود رقم طراز ہے: والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۴)

”اور قسم (اٹھا کر بات کرنا) اس بات کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہری معنی پر محمول ہوگی اس میں کسی قسم کا استثناء اور تاویل نہیں ہو سکتی“

اور حدیث الباب میں رسول اللہ ﷺ قسم اٹھا کر ارشاد فرما رہے ہیں کہ ”تم میں ابن مریم نازل ہوں گے۔“

۳۔ نیز مرزائیوں کے اس عقیدے کا بھی رد ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ہے۔ کیونکہ حدیث میں نازل ہونے والے مسیح کو "ابن مریم" بیان کیا گیا ہے۔

صحیح مسلم میں واضح طور پر نام بھی موجود ہے۔

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

فینزل عیسیٰ ابن مریم علیه السلام فیقول امیرهم تعال صل لنا ... الحدیث (مسلم ص ۱/ ۸۷ کتاب الایمان)

جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ماں کا نام "چراغ بی بی" تھا۔ فافهم و تدبر

55- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّجَّالِ

دجال (کا ظہور)

2234: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُرَاقَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوحٍ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَهُ وَإِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ)). فَوَصَفَهُ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((لَعَلَّهُ سَيُدْرِكُهُ بَعْضُ مَنْ رَآنِي أَوْ سَمِعَ كَلَامِي)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! فَكَيْفَ قُلُوبُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ ((مِثْلُهَا يَعْنِي الْيَوْمَ أَوْ خَيْرٌ)).

سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "نوح (علیہ السلام) کے بعد ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں بھی تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔" رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہمیں تعارف کرایا تو فرمایا: "ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص جس نے مجھے دیکھا ہے یا میرا کلام سنا ہے اس کا زمانہ پالے۔" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس وقت ہمارے دل کس طرح ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "آج کے دن کی طرح یا بہتر۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزَيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبد اللہ بن بسر، عبد اللہ بن حارث جزی، عبد اللہ بن مغفل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ أَيْضًا عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ.

اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو عبیدہ بن جراح کی حدیث سے۔ ہم اس کو صرف خالد حذاء کی حدیث سے جانتے ہیں۔ اور شعبہ نے بھی خالد حذاء سے روایت کی ہے۔

وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ اسْمُهُ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْجَرَّاحِ.

اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا نام عامر بن عبد اللہ بن جراح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) تخریج المشکاۃ: ٥٤٨٦ التحقیق الثانی، ضعیف ابی داؤد: ١٠١٩ و ٤٧٥٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٥٦، مسند احمد: ١٦٩٣، صحیح ابن حبان: ٦٧٧٨

فوائد الحدیث: قیامت کے قریب ایک شخص نمودار ہوگا جو بہت بڑا مکار اور فریبی دھوکے باز ہوگا اور اپنے دجل و فریب کے ذریعے لوگوں کو

گمراہ کرے گا۔ اسی لیے اس کو "دجال" کہا جاتا ہے، سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اس کو "لُد" کے مقام پر قتل کریں گے۔

56- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلَامَةِ الدَّجَّالِ

دجال کی علامت

2235: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ ((إِنِّي لأُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلاً لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے لوگوں میں کھڑے ہوئے تو اللہ کی شان کے مطابق اس کی ثنا بیان کی، پھر دجال کا ذکر کیا، تو فرمایا: "میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے، نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا لیکن میں اس کے متعلق ایک بات کروں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کی، تمہیں یہ علم ہونا چاہیے کہ وہ کانا ہے جبکہ اللہ کانا نہیں۔"

قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَئِذٍ لِلنَّاسِ وَهُوَ يُحَذِّرُهُمْ فِتْنَتَهُ ((تَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَنْ يَرَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رَبَّهُ حَتَّى يَمُوتَ وَإِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كافر يَقْرَأُهُ مَنْ كَرِهَ عَمَلَهُ)).

امام زہری کہتے ہیں مجھے عمر بن ثابت انصاری نے بتایا کہ اسے نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہ نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے ایک دن حضرات صحابہ کرام سے فرمایا جبکہ آپ ﷺ دجال کے فتنے سے ڈرا رہے تھے: "تم جانتے ہو کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے رب کا دیدار نہیں کرے گا حتیٰ کہ وہ فوت ہو جائے، اور اس (دجال) کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے، اس کے عمل سے نفرت کرنے والا اسے پڑھ لے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٨٢٠

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٠٥٧، صحيح مسلم: ١٦٩، وص: ٢٢٤٧، سنن ابو داود: ٤٧٥٧، مسند احمد: ٤٧٤٣، ٤٨٠٤، صحيح ابن حبان: ٦٧٨٥

فوائد الحديث: ١۔ رسول اللہ ﷺ نے دجال کی ایک علامت اور نشانی یہ بتائی کہ وہ "کانا" ہوگا۔

٢۔ دجال کا فتنہ اتنا شدید اور خطرناک ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام سے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تک ہر نبی نے اپنی اپنی قوم کو اس فتنے سے آگاہ فرمایا ہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ تو اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اللهم انی اعوذبك من فتنة الدجال بعض احادیث میں من فتنة المسیح الدجال کے الفاظ بھی ہیں۔

٣۔ اس حدیث مبارکہ سے وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں کا بھی رد ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ کو تو انسان نے فوت ہونے کے بعد دیکھنا ہے اس دنیاوی زندگی میں نہیں۔ اور اگر وہ زندگی میں کوئی چیز دیکھتا ہے تو وہ رب نہیں ہو سکتی لہٰذا ایسا دعویٰ بے بنیاد اور باطل ہے۔ سبحان اللہ عما

يصفون

۴۔ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان 'کافر' لکھا ہوا ہوگا جسے صحیح العقیدہ آدمی پڑھ لے گا اور اس کا ایمان مزید مضبوط ہو جائے گا اور وہ دجال کا انکار کر دے گا۔

2236: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہود تم سے قتال کریں گے پس تم ان پر مسلّط کر دیے جاؤ گے حتیٰ کہ پتھر کہے گا: اے مُسلم! میرے پیچھے یہ یہودی ہے اسے قتل کرو"۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٥٥٢٣، الطبراني في الاوسط: ٩١٦١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٩٢٥، صحيح مسلم: ٢٩٢١، مسند احمد: ٦٠٣٢، صحيح ابن حبان: ٦٨٠٦

فوائد الحدیث: جب دجال کا فتنہ ظاہر ہوگا تو مُسلمان سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں اس کے خلاف جہاد کریں گے اس وقت یہودی، دجال کے ساتھ ہونگے تو اللہ تعالیٰ مُسلمانوں کو ان پر غلبہ عطا فرمائے گا اور مُسلمان دجال کے ساتھی اور حمایتی یہودیوں کو قتل کریں گے حتیٰ کہ اگر کوئی یہودی کسی درخت یا پتھر کے پیچھے بھی چھپنے کی کوشش کرے گا تو وہ چیز پکار کر مُسلمانوں کو اطلاع دے گی کہ یہ ایک یہودی میرے پیچھے بھی چھپا ہوا ہے۔ لہٰذا مُسلمان اس کو وہاں ہی قتل کر دیں گے حتیٰ کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر دیں گے تو یہ فتنہ اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔

57- بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ

دجال کے نکلنے کی جگہ

2237: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ ((الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)).

سیّدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیث بیان کی: "دجال مشرق سے خراسان نامی علاقے کی سرزمین سے نکلے گا کچھ لوگ اس کے ساتھ ہوں گے گویا کہ ان کے چہرے تہ بہ تہ ڈھالوں جیسے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَوْذَبٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي

اس حدیث کو عبد اللہ بن شوذب اور کئی ایک نے ابو تیاح سے

التَّيَّاحِ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي التَّيَّاحِ.

روایت کیا ہے اور ہم اسے صرف ابو تیاح کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٥٩١، اخرجه الحاكم: ٥٢٧/٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٠٧٢، مسند احمد : ١٢

فوائد الحدیث: ا۔ دجال کا ظہور خراساں کے علاقے سے ہوگا جس کا کچھ حصہ اس وقت ایران اور افغانستان میں شامل ہے۔

۲۔ دجال کے یہودی ساتھی ہٹے کٹے اور طاقتور ہونگے۔ ان کے چہرے گول مٹول سے ہونگے جیسے چینی وغیرہ ہیں۔

58- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلَامَاتِ خُرُوجِ الدَّجَّالِ

خروج دجال کی علامات

2238: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُطَيْبٍ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ صَاحِبِ مُعَاذٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْمَلْحَمَةُ الْعُظْمَى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ)).

ابو بحریہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بڑی جنگ، قسطنطنیہ کی فتح اور خروج دجال سات ماہ میں ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں صعب بن جثامہ، عبداللہ بن بُسر، عبداللہ بن مسعود اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف اس طریق سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٨٩٠، ضعيف ابي داؤد: ٩٢٥ / ٤٢٩٥، المشكاة: ٥٤٢٥، ضعيف الجامع الصغير: ٥٩٤٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٩٥ ، سنن ابن ماجه: ٤٠٩٢، مسند احمد : ٢٢٠٤٦

فوائد الحدیث: اس حدیث میں قیامت کے قرب کی تین بڑی نشانیاں بیان کی گئی ہیں:

(۱) ایک بہت بڑی جنگ ہوگی جس کے نتیجے میں (۲) قسطنطنیہ فتح ہوگا۔ (۳) دجال کا فتنہ ظاہر ہوگا اور یہ سب کچھ مختصر سی مدت سات ماہ میں ہے۔

2239: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ مَعَ قِيَامِ السَّاعَةِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسطنطنیہ کی فتح قیام قیامت کے ساتھ ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

وَالْقُسْطَنْطِينِيَّةُ هِيَ مَدِينَةُ الرُّومِ تُفْتَحُ عِنْدَ خُرُوجِ الدَّجَّالِ وَالْقُسْطَنْطِينِيَّةُ قَدْ فُتِحَتْ فِي زَمَانِ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

قسطنطنیہ روم کا شہر ہے جو خروج دجال کے وقت فتح ہوگا، جبکہ قسطنطنیہ نبی ﷺ کے بعض صحابہ کرام کے دور میں فتح ہو چکا۔

حكم الحديث: (صحيح الإسناد موقوف)

فوائد الحدیث: قسطنطنیہ سب سے پہلے سیّدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں فتح ہوا تھا پھر اس کے بعد عیسائیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت اگرچہ وہ مسلمانوں کے زیر نگین ہے مگر ایک دفعہ پھر کفار کے تسلط میں چلا جائے گا جسے قیامت کے قریب ایک بہت بڑی جنگ کے ذریعے مسلمان دوبارہ فتح کر لیں گے۔

59- بَابُ مَا جَاءَ فِي فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

فتنہ دجال

2240: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِمَا فِي حَدِيثِ الآخَرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ. قَالَ فَانْصَرَفْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَيْهِ فَعَرَفَ ذَلِكَ فِينَا فَقَالَ ((مَا شَأْنُكُمْ)). قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ.

سیّدنا نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن دجال کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اس کے معاملے کو معمولی قرار دیا اور سنگین بھی، حتیٰ کہ ہم نے اسے کھجوروں کے جھنڈ میں تصور کیا۔ پس ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے گئے اور پھر دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو آپ ﷺ نے ہم میں اس (بے چینی کی کیفیت) کو بھانپ لیا، تو فرمایا: ”تمہیں کیا مسئلہ ہے؟“ ہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے صبح دجال کا ذکر کیا اور اس کے معاملے کو ہلکا اور سنگین کر کے پیش کیا حتیٰ کہ ہم نے اس کے متعلق سمجھا کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔

قَالَ ((غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُ لِي عَلَيْكُمْ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ قَائِمَةٌ شَبِيهٌ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ رَآهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ سُورَةِ أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَالَ يَخْرُجُ مَا بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَشِمَالاً يَا

آپ ﷺ نے فرمایا: ”دجال کے علاوہ کسی اور چیز کا مجھے تمہارے متعلق اندیشہ ہے اگر وہ (دجال) نکل آیا جبکہ میں تم میں موجود ہوا تو پھر تمہارے علاوہ میں اس سے بحث و مباحثہ کرنے والا ہوں، اور اگر وہ اس حال میں نکلا کہ میں تم میں نہ ہوا تو پھر ہر شخص اپنی طرف سے خود بحث و مباحثہ کر لے گا، اللہ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے، وہ (دجال) گھنگریالے بالوں والا،

عِبَادَ اللهِ اثْبُتُوا)).

ایک آنکھ سے کانا نوجوان ہے، عبدالعزیٰ بن قطن کے مشابہ ہے، تم میں سے جو اسے دیکھے وہ سورۂ الکہف کی ابتدائی آیات تلاوت کرے۔" فرمایا: "وہ شام اور عراق کے درمیان ظاہر ہوگا۔ دائیں اور بائیں فساد پھیلائے گا، اللہ کے بندو! ثابت رہو۔"

قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا لُبْثُهُ فِي الأَرْضِ قَالَ ((أَرْبَعِينَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ)). قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ الْيَوْمَ الَّذِي كَالسَّنَةِ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ ((لَا وَلَكِنِ اقْدُرُوا لَهُ)). قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! فَمَا سُرْعَتُهُ فِي الأَرْضِ

ہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول! وہ زمین پر کتنا عرصہ ٹھہرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "چالیس دن، ایک دن ایک سال کی طرح، ایک دن مہینے کی طرح اور ایک دن جمعہ (یعنی ہفتے: سات دن) کی طرح اور اس کے باقی دن تمہارے معمول کے ایام کی طرح ہوں گے۔" ہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول! یہ بتائیں کہ وہ دن جو سال کی طرح ہوگا کیا اس میں ہمارے لیے ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، لیکن اس کا اندازہ کر لینا۔" ہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس کی زمین پر سرعت / تیزی کس طرح ہوگی؟

قَالَ ((كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيُكَذِّبُونَهُ وَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَتَتْبَعُهُ أَمْوَالُهُمْ فَيُصْبِحُونَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ وَيُصَدِّقُونَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ وَيَأْمُرُ الأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ كَأَطْوَلِ مَا كَانَتْ ذُرًى وَأَمَدِّهِ خَوَاصِرَ وَأَدَرِّهِ ضُرُوعًا

آپ ﷺ نے فرمایا: "بارش کی طرح جس کے پیچھے تیز آندھی ہو وہ لوگوں کے پاس آئے گا انہیں دعوت دے گا تو وہ اس کی تکذیب کریں گے اور اس کی بات کو قبول نہیں کریں گے تو وہ ان کے پاس سے چلا جائے گا، ان کے اموال اس کے پیچھے چلے جائیں گے اور ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں بچے گا، پھر وہ دوسرے لوگوں کے پاس جائے گا اور انہیں دعوت دے گا تو وہ اس کی دعوت قبول کر لیں گے اور اس کی بات کی تصدیق کریں گے تو وہ آسمان کو حکم دے گا کہ بارش برسا تو وہ بارش برسائے گا، زمین کو حکم دے گا کہ (اناج، نباتات) اگا تو وہ اگائے گی، ان کے مویشی شام کے وقت ان کے پاس آئیں گے کہ ان کے کوہان بہت لمبے ہوں گے، ان کے کوکھ لمبے اور ان کے تھن دودھ سے خوب بھرے ہوں گے۔"

قَالَ ثُمَّ يَأْتِي الْخَرِبَةَ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ فَيَنْصَرِفُ مِنْهَا فَتَتْبَعُهُ كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُو

فرمایا: "پھر وہ کھنڈر پر آئے گا اور اسے کہے گا: اپنے خزانے نکال، وہ وہاں سے چلے گا تو وہ شہد کی مکھیوں کی رانیوں کی طرح اس

رَجُلاً شَابًّا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جِزْلَتَيْنِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ

کے پیچھے ہوں گے، پھر وہ بھرپور جوانی والے ایک شخص کو بلائے گا اور تلوار کے وار سے اس کے دو ٹکڑے کر دے گا، پھر وہ اسے آواز دے گا تو وہ چمچماتے چہرے کے ساتھ مسکراتا ہوا اس کے پاس آئے گا۔

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ هَبَطَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِشَرْقِيِّ دِمَشْقَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ قَالَ وَلَا يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ يَعْنِي أَحَدٌ إِلَّا مَاتَ وَرِيحُ نَفَسِهِ مُنْتَهَى بَصَرِهِ قَالَ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ قَالَ فَيَلْبَثُ كَذَلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ. قَالَ ثُمَّ يُوحِي اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ حَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ فَإِنِّي قَدْ أَنْزَلْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ.

اسی اثنا میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زرد رنگ کی دو چادروں میں ملبوس دو فرشتوں کے پروں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کے مشرق میں سفید مینارہ کے پاس اتریں گے جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو قطرے گریں گے اور جب اسے اٹھائیں گے تو اس سے موتیوں کی طرح جمان (قطرے، موتی) گریں گے، جو بھی ان کے نفس رسانس کی ہوا پائے گا تو وہ فوت ہو جائے گا، ان کے نفس رسانس کی ریح ان کی انتہائے بصر تک جائے گی۔" فرمایا: "پس وہ اسے تلاش کر لیں گے اور اسے باب لد پر پا کر قتل کر دیں گے۔" فرمایا: "پس جس قدر اللہ چاہے گا وہ قیام کریں گے۔" فرمایا: "پھر اللہ ان کی طرف وحی فرمائے گا کہ میرے بندوں کو طور کی طرف جمع کرو کیونکہ میں نے اپنے کچھ بندے وہاں اتارے ہیں، ان سے قتال کرنے کی کسی میں طاقت نہیں۔"

قَالَ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ كَمَا قَالَ اللّٰهُ (مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ). قَالَ فَيَمُرُّ أَوَّلُهُمْ بِبُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ فَيَشْرَبُ مَا فِيهَا ثُمَّ يَمُرُّ بِهَا آخِرُهُمْ فَيَقُولُ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيرُونَ حَتَّى يَنْتَهُوا إِلَى جَبَلِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُولُونَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ. فَيَرْمُونَ بِنُشَّابِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مُخَمَّرًا دَمًا وَيُحَاصَرُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ يَوْمَئِذٍ خَيْرًا لِأَحَدِهِمْ مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ. قَالَ فَيَرْغَبُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى اللّٰهِ وَأَصْحَابُهُ قَالَ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ إِلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ

فرمایا: "اللہ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہیں: "وہ ہر اونچی جگہ (ٹیلے) سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔" فرمایا: "ان کا پہلا شخص بحیرہ طبریہ سے گزرے گا تو وہ اس کا سارا پانی پی جائے گا، پھر ان کا آخری شخص وہاں سے گزرے گا تو وہ کہے گا: یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا پھر وہ سفر جاری رکھیں گے حتیٰ کہ بیت المقدس کے پہاڑ پر پہنچیں گے تو کہیں گے ہم نے زمین کے ہر شخص کو قتل کر دیا آؤ ہم آسمان میں موجود مخلوق کو قتل کریں۔ وہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے تو اللہ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے ان پر لوٹائے گا، عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا محاصرہ کر لیا جائے گا حتیٰ کہ ان کے لیے اس دن بیل کا سر تمہارے لیے آج کے دن

فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى مَوْتَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ قَالَ وَيَهْبِطُ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ فَلَا يَجِدُ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا وَقَدْ مَلأَتْهُ زَهَمَتُهُمْ وَنَتَنُهُمْ وَدِمَاؤُهُمْ قَالَ فَيَرْغَبُ عِيسَى إِلَى اللهِ وَأَصْحَابُهُ قَالَ فَيُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمْ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ قَالَ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ بِالْمَهْبِلِ وَيَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُونَ مِنْ قِسِيِّهِمْ وَنُشَّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِينَ

کے سو دینار سے بہتر ہوگا۔" فرمایا: "عیسی ابن مریم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھی اللہ کی طرف راغب ہوں گے، اللہ ان (یاجوج و ماجوج) کی گردنوں میں کیڑے پیدا کر دے گا تو وہ ایک جان کی موت کی طرح سب مر جائیں گے، عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (طور سے) نیچے اتریں گے تو وہ بالشت برابر بھی ایسی کوئی جگہ نہیں پائیں گے اِلّا یہ کہ وہ ان کی چربیوں، ان کی بدبو اور ان کے خون سے بھری ہوگی، عیسی علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ سے التجا کریں گے تو اللہ ان پر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح پرندے بھیجے گا، وہ انہیں اٹھا کر گہرے کھڈ میں پھینک دیں گے، مسلمان ان کے تانت، تیر اور ترکش سات برس بطور ایندھن جلائیں گے۔

قَالَ وَيُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمْ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ وَبَرٍ وَلَا مَدَرٍ قَالَ فَيَغْسِلُ الأَرْضَ فَيَتْرُكُهَا كَالزَّلَفَةِ قَالَ ثُمَّ يُقَالُ لِلأَرْضِ أَخْرِجِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ. فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى إِنَّ الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ لَيَكْتَفُونَ بِاللَّقْحَةِ مِنَ الإِبِلِ وَإِنَّ الْقَبِيلَةَ لَيَكْتَفُونَ بِاللَّقْحَةِ مِنَ الْبَقَرِ وَإِنَّ الْفَخِذَ لَيَكْتَفُونَ بِاللَّقْحَةِ مِنَ الْغَنَمِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ رِيحًا فَقَبَضَتْ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقَى سَائِرُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ كَمَا تَتَهَارَجُ الْحُمُرُ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ)).

اللہ ان پر بارش برسائے گا اس سے کوئی خیمہ بچ سکے گا نہ کوئی گھر، وہ ساری زمین کو دھو دے گی اور اسے آئینے کی طرح بنا چھوڑے گی، پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل نکال اور اپنی برکت لوٹا دے پس اس وقت افراد کی ایک جماعت ایک انار کھائے گی وہ اس سے چھلکے سے سایہ حاصل کریں گے اور دودھ والی اونٹنیوں میں برکت ڈال دی جائے گی حتیٰ کہ لوگوں کا ایک گروہ ایک اونٹنی کے دودھ سے سیر ہو جائے گا، ایک قبیلہ ایک گائے کے دودھ سے سیر ہو جائے گا، قبیلے کی ایک شاخ ایک بکری کے دودھ سے سیر ہو جائے گی، وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ ایک ہوا بھیجے گا وہ ہر مومن کی روح قبض کر لے گی اور پھر باقی لوگ جو رہ جائیں گے وہ باہم اس طرح جماع کریں گے جس طرح گدھے جماع کرتے ہیں ان پر قیامت قائم ہوگی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اسے صرف عبدالرحمن بن یزید بن جابر کی حدیث سے پہچانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح الترمذی: ١٨٢٥، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٤٨١، تخريج فضائل الشام: ٢٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٩٣٧، سنن ابو داود: ٤٣٢١، سنن ابن ماجه: ٤٠٧٥، سنن النسائی فی الکبری:

٨٠٢٤، ١٠٧٨٣، مسند احمد : ١٧٦٢٩

فوائد الحدیث: ا۔ قرب قیامت کے فتنوں میں دجال کا فتنہ بہت بڑا ہوگا جس میں اللہ تعالیٰ اسے بعض خلاف عادت کاموں کا اختیار دے گا، مثلاً اس کے ساتھ ظاہری طور پر نظر آنے والی جنت اور دوزخ کا ہونا، اس کے حکم سے آسمان سے بارش برسنا کسی کو قتل کر کے دوبارہ زندہ کر لینا وغیرہ ایسے امور ہوں گے جنہیں دیکھ کر لوگ پھسل جائیں گے، اس کی بات مان کر اپنا ایمان ضائع کر بیٹھیں گے۔

۲۔ دجال چونکہ اپنے آپ کے رب ہونے کا دعویٰ کریگا اور بطور دلیل بعض خرق عادت چیزیں ظاہر کرے گا تو ایسی حالت میں جو مومن، موحد، صحیح العقیدہ مسلمان ہونگے وہ اس کو دیکھ کر پہچان جائیں گے کہ یہ رب نہیں بلکہ دجال ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر عیب اور نقص سے پاک ذات ہے جبکہ وہ "کانا" ہوگا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے جھوٹا ثابت کرنے کے لیے ظاہری شکل وصورت میں بھی عیب دار بنایا ہے۔

۳۔ سورہ الکہف کی ابتدائی آیات تلاوت کرنے والا دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

۴۔ دجالی فتنے کے دوران کائنات کا موجودہ نظام کچھ تبدیل کر کے اس کے چند ایام خلاف معمول طویل کر دیے جائیں گے جن میں پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینے کے برابر اور تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا۔ باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ اور دجال کے قیام کا دورانیہ چالیس دن ہوگا۔

۵۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، عقیدے اور عمل کے اعتبار سے خیر و بھلائی کے اعلیٰ درجے پر تھے. کہ اس قدر شدید فتنے کے دوران بھی انہیں نمازوں کی فکر ہے کہ اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو پھر نمازیں کس طرح ادا کرنی ہیں۔ افسوس کہ آج کا مسلمان نماز سے اس قدر غافل ہے کہ باوجود ہر قسم کی سہولت اور فرصت کے اسے نماز کی فکر ہی نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۶۔ اسلام ایک مکمل و اکمل دین ہے کہ جو ہر قسم کے حالات میں انسان کی ہر معاملے میں راہنمائی کرتا ہے، رسول اکرم ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ اگر کسی کو ایسی صورت حال پیش آجائے کہ جہاں دن رات کا نظام معمول کے مطابق نہ ہو تو پھر اس نظام کو چوبیس گھنٹوں پر تقسیم کر کے ہفتے، مہینے اور سال کی نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۷۔ آپ ﷺ کی یہ وضاحت اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی تعلیمات ہی قیامت تک کافی ہیں، کسی رائے، اجتہاد وغیرہ کی تقلید کی کوئی ضرورت نہیں، اور جو لوگ سمجھتے یا کہتے ہیں کہ بعض مسائل کا حل معاذ اللہ قرآن وحدیث میں نہیں ہے بلکہ وہ آئمہ وفقہاء نے پیش کیا ہے تو یہ ان کی خام خیالی اور سراسر جھوٹ ہے۔ (تفصیل کے لیے راقم کی کتاب "خرافات حنفیت" ملاحظہ فرمائیں۔)

۸۔ دجال کے فتنے کے دوران ہی اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے اور یہ ان کی شان و کرامت ہوگی کہ ان کی سانس کی ہوا سے ہی کافر مر جائیں گے صرف مومن مسلمان باقی رہیں گے جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے اور عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مقام "لُد" پر قتل کریں گے۔

۹۔ دجالی فتنے کے خاتمے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ زمین کی خیر و برکات کو لوٹا دے گا کہ ہر طرف خوش حالی اور سکون ہی سکون ہی ہوگا۔

۱۰۔ اسی دوران یاجوج، ماجوج قوم کا ظہور ہوگا۔ وہ اس قدر دیو ہیکل، طاقتور اور کثیر تعداد میں ہوں گے کہ مسلمان ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو لے کر طور پہاڑ پر پناہ لے لیں گے حتیٰ کہ خوراک کی شدید قلت پیدا ہو جائے گی۔

پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی دعاؤں، التجاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ یاجوج، ماجوج قوم کو ایک وبا کے ذریعے ختم کر دیں گے

حتیٰ کہ زمین ساری کی ساری ان کی لاشوں، خون اور بدبو سے بھر جائے گی۔

۱۱۔ پھر اللہ تعالیٰ بڑی بڑی جسامت کے پرندے بھیجے گا جو انہیں اٹھا کر گہرے کھڈوں میں پھینک دیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے تیز بارش ہوگی جس سے زمین ہر قسم کی غلاظت یاجوج ماجوج کے خون، بدبو وغیرہ سے صاف ہو جائے گی۔

۱۲۔ یاجوج ماجوج کے اسلحہ، تیر، ترکش وغیرہ کو مسلمان سات سال تک آگ جلا کر اپنی ایندھن کی ضروریات کو پورا کریں گے جس سے ان کی تعداد کی کثرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۱۸۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

۱۳۔ ان تمام فتنوں کے بعد پھر اللہ تعالیٰ زمین میں خوشحالی اور ہر قسم کے رزق میں فراوانی پیدا فرمائیں گے، لوگ امن و سکون میں خوشی کی زندگی گزار رہے ہونگے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہوا چلائے گا جس سے تمام مومن مسلمان فوت ہو جائیں گے اور صرف بد طینت لوگ رہ جائیں گے جو اس قدر بے شرم اور بے حیا ہوں گے کہ گدھوں کی طرح سر عام جماع کریں گے اور انہی برے لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔

اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام

ومن توفيته منا فتوفه على الايمان

60- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الدَّجَّالِ

دجال (کی صفات) کا تعارف

2241: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الدَّجَّالِ فَقَالَ ((أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنُهُ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ سے دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”سنو! تمہارا رب کانا نہیں جبکہ یاد رکھو کہ وہ (دجال) داہنی آنکھ سے کانا ہے گویا کہ وہ ایک ابھرا ہوا انگور ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَحُذَيْفَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَسْمَاءَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي بَكْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالْفَلَتَانِ بْنِ عَاصِمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سعد، حذیفہ، ابوہریرہ، اسماء جابر بن عبداللہ، ابوبکرہ، عائشہ، انس، ابن عباس اور فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث عبیداللہ بن عمر کی روایت سے صحیح غریب ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى. ٥٨٢٣، ابو عوانة: ١/١٤٨، البغوي: ٤٢٥٦

تخريج الحديث: صحيح بخاري: ٣٠٥٧، صحيح مسلم: ١٦٩، وص: ٢٢٤٧، سنن ابو داود: ٤٧٥٧، مسند احمد ٤٧٤٣، ٤٨٠٤، صحيح ابن حبان: ٦٧٨٥

فوائد الحديث: ۱۔ اس حدیث میں وضاحت ہے کہ اس کی دائیں آنکھ پھولی ہوئی ہوگی جیسے کہ انگور کا دانہ ہوتا ہے جبکہ دوسری روایت

میں کہ اس کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ الدجال اعور العین الیسریٰ (مسلم ص ۱/ ۴۰۰ کتاب الفتن)

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دجال کی بائیں آنکھ کانی ہوگی۔"

اس سے معلوم ہوا کہ دجال کی دونوں آنکھوں میں عیب اور نقص ہوگا اس کی دائیں آنکھ تو ابھری ہوئی اور انگور کے دانے کی طرح پھولی ہوئی ہوگی جبکہ بائیں آنکھ بالکل مٹی ہوئی ہوگی نہ تو وہ ابھری ہوئی ہوگی اور نہ ہی گہری گڑھے کی شکل میں۔ جیسا کہ سنن ابی داؤد میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صراحت ہے، رسول اللہ ﷺ نے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ مطموس العین لیس بناتئة ولا جحراء (ابوداؤد ۲/ ۲۴۵ کتاب الملاحم) "دجال کانا ہوگا اس کی ایک آنکھ مٹی ہوئی ہوگی، نہ تو ابھری ہوئی اور نہ ہی گہری۔"

۲۔ دجال کے کانے پن کا تذکرہ بہت کثرت سے ہوا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے رب ہونے کا دعویٰ کرے گا اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں میں نقص اور عیب پیدا کر کے سمجھایا ہے کہ یہ رب نہیں جو اپنی شکل و صورت اور اپنے وجود پر اختیار نہیں رکھتا اپنی انکھوں کے نقص کو دور نہیں کر سکتا وہ لوگوں کی زندگی، موت، رزق اور ان کی جنّت دوزخ کا مالک کیسے ہو سکتا ہے۔

۳۔ آج ہمارے لیے بھی اس میں درس و نصیحت موجود ہے کہ جو خود بے اولاد ہو، اسے بھوک پیاس لگتی ہو، وہ بیمار ہوتا ہو حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا اپنی زندگی کی حفاظت نہ کر سکا اور اپنے آپ کو موت سے نہ بچا سکا وہ داتا، غوث اعظم، دستگیر مشکل کشا اور لوگوں کے لیے اولاد اور رزق کا مالک کیسے ہو سکتا ہے۔؟

لہٰذا ان سب کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ تعالیٰ کی ذات سے اپنی ساری امیدیں وابستہ کرنی چاہئیں اور اسی سے اپنی ضرورتوں کا سوال کرنا چاہئے کہ بس وہی ذات سب کی خالق و مالک ہے باقی سب اس کی مخلوق اور محتاج۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ (فاطر:۱۵)

61- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّجَّالِ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ

دجال مدینے میں داخل نہیں ہوگا

2242: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَأْتِي الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دجال مدینہ آئے گا تو وہ فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتے ہوئے پائے گا، ان شاء اللہ طاعون اور دجال وہاں داخل نہیں ہو سکیں گے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَمِحْجَنٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیدنا ابوہریرہ، فاطمہ بنت قیس، اسامہ بن زید، سمرہ بن جندب اور محجن رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٤٥٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٨٨١، ٧١٣٤، مسند احمد : ١٢٢٤٤، صحيح ابن حبان: ٦٨٠٤

فوائد الحدیث: مدینہ منورہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ طاعون کی وبا اور دجال کا فتنہ مدینہ پاک میں داخل نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ

2243: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((الإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْكُفْرُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِينَةُ لِأَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْخَيْلِ وَأَهْلِ الْوَبَرِ يَأْتِي الْمَسِيحُ إِذَا جَاءَ دُبُرَ أُحُدٍ صَرَفَتِ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یمن کی طرف سے ہے جبکہ کفر مشرق کی جانب سے ہے، سکینت بکریوں والوں کے لیے ہے جبکہ فخر و ریا گھوڑوں اور اونٹوں کے مالکوں میں ہے، مسیح دجال آئے گا، جب وہ احد پہاڑ کے پیچھے آئے گا تو فرشتے اس کے چہرے کو شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہ وہاں ہلاک ہوگا۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٧٧٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٣٠١، صحيح مسلم: ٥٢، ١٣٨٠، مسند احمد : ٩١٦٦، ١٠٢٢٢، صحيح ابن حبان: ٥٧٧٤، ٦٨١٠

فوائد الحدیث: ا۔ یمن کے لوگ ایمان پسند ہوں گے اور خرابی کی صورت میں بھی اسلامی تعلیمات کو جلدی قبول کر لیتے ہیں۔ جبکہ عراق اور ایران کے لوگ شر پسند اور فتنہ پرور ہیں، اسی لیے آپ ﷺ نے ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں مشرق کی جانب منہ مبارک کرتے ہوئے فرمایا

الا ان الفتنه ههنا من حيث يطلع قرن الشيطان (بخاری ص ٢/ ١٠٥٠ کتاب الفتن)

خبردار: بے شک فتنے یہاں سے ہونگے جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا نیز ارشاد فرمایا:

هناك الزلازل والفتن و بها يطلع قرن الشيطان (بخاری ٢/ ١٠٥١ کتاب الفتن)

''وہاں زلزلے آئیں گے فتنے بپا ہونگے اور وہاں سے ہی شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔'' بلکہ کنز العمال میں واضح طور پر عراق، کے الفاظ موجود ہیں۔ تاریخ عالم اس بات پہ گواہ ہے کہ اکثر فتنے اسی سرزمین سے نمودار ہوئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے سے لے کر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت تک فتنوں کی آماجگاہ یہی علاقہ رہا ہے۔ اور کئی ایک فتنے ایسے ہیں کہ جس کو امت اب تک بھگت رہی ہے۔

٢۔ بکریوں کے پالنے والوں میں جو عاجزی اور انکساری بیان کی گئی ہے یہ اونٹوں اور گھوڑوں والوں کے مقابلے میں ہے ورنہ حدیث جبریل، میں خود رسول اللہ ﷺ نے بکریوں کے چرواہوں کے فخر، تکبّر و غرور کو قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بیان فرمایا ہے۔

٣۔ دجال، احد پہاڑ تک جائے گا پھر فرشتے اس کا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہ مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

62- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا دجال کو قتل کرنا

2244: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

سیّدنا مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الأَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَمِّي مُجَمِّعَ بْنَ جَارِيَةَ الأَنْصَارِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ)).

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ابن مریم (علیہ السلام) دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَنَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبِي بَرْزَةَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَكَيْسَانَ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَجَابِرٍ وَأَبِي أُمَامَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمران بن حصین، نافع بن عتبہ، ابو برزہ، حذیفہ بن اسید، ابوہریرہ، کیسان، عثمان بن ابی العاص، جابر، ابو امامہ، ابن مسعود، عبداللہ بن عمرو، سمرہ بن جندب، نواس بن سمعان، عمرو بن عوف اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٤٥٧

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٢٩٣٧، مسند احمد : ١٧٦٢٩

فوائد الحديث: تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۲۲۴۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

63- بابٌ
باب، اسی ضمن میں

2245: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی نے اپنی امت کو جھوٹے کانے سے ڈرایا ہے، سنو! وہ کانا ہے، بے شک تمہارا رب کانا نہیں، اس (دجال) کی پیشانی پر کافر لکھا ہوا ہے۔“

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) تخريج الطحاوية: ٧٦٢، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٤٥٧

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٧١٣١، صحيح مسلم: ٢٩٣٣، سنن ابو داود: ٤٣١٦، ٤٣١٧، مسند احمد : ١٢٠٠٤، صحيح ابن حبان: ٦٧٩٤

فوائد الحديث: حدیث نمبر ۲۲۴۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

64- بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ ابْنِ صَائِدٍ

ابن صیاد کا بیان

2246: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ صَحِبَنِي ابْنُ صَائِدٍ إِمَّا حُجَّاجًا وَإِمَّا مُعْتَمِرِينَ فَانْطَلَقَ النَّاسُ وَتُرِكْتُ أَنَا وَهُوَ فَلَمَّا خَلَصْتُ بِهِ اقْشَعْرَرْتُ مِنْهُ وَاسْتَوْحَشْتُ مِنْهُ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ فِيهِ فَلَمَّا نَزَلْتُ قُلْتُ لَهُ ضَعْ مَتَاعَكَ حَيْثُ تِلْكَ الشَّجَرَةِ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ابن صیاد نے میرے ساتھ حج کیا یا عمرہ کیا، لوگ چلے گئے اور مجھے اور اسے چھوڑ دیا گیا، جب میں اس کے پاس اکیلا رہ گیا تو اس کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اس کے متعلق لوگ جو کچھ کہتے تھے اس وجہ سے میں اس سے ڈر گیا، جب میں نے پڑاؤ ڈالا میں نے اس کو کہا: اس درخت کے پاس کسی جگہ اپنا سامان رکھ دے۔

قَالَ فَأَبْصَرَ غَنَمًا فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَانْطَلَقَ فَاسْتَحْلَبَ ثُمَّ أَتَانِي بِلَبَنٍ فَقَالَ لِي يَا أَبَا سَعِيدٍ اشْرَبْ. فَكَرِهْتُ أَنْ أَشْرَبَ مِنْ يَدِهِ شَيْئًا لِمَا يَقُولُ النَّاسُ فِيهِ فَقُلْتُ لَهُ هَذَا الْيَوْمُ يَوْمٌ صَائِفٌ وَإِنِّي أَكْرَهُ فِيهِ اللَّبَنَ.

اس نے ایک بکری دیکھی، پیالہ اٹھایا اور جا کر اس کا دودھ دوہا پھر دودھ لے کر میرے پاس آیا تو اس نے مجھے کہا: ابو سعید! پیو، میں نے اس کے ہاتھ سے اس وجہ سے کوئی چیز پینا ناپسند کیا جو کہ لوگ اس کے متعلق کہتے تھے، میں نے اسے کہا: یہ جو دن ہے یہ گرم دن ہے، میں اس میں دودھ پینا پسند نہیں کرتا۔

قَالَ لِي يَا أَبَا سَعِيدٍ! هَمَمْتُ أَنْ آخُذَ حَبْلاً فَأُوثِقَهُ إِلَى شَجَرَةٍ ثُمَّ أَخْتَنِقُ لِمَا يَقُولُ النَّاسُ لِي وَفِيَّ أَرَأَيْتَ مَنْ خَفِيَ عَلَيْهِ حَدِيثِي فَلَنْ يَخْفَى عَلَيْكُمْ أَلَسْتُمْ أَعْلَمَ النَّاسِ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّهُ كَافِرٌ وَأَنَا مُسْلِمٌ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّهُ عَقِيمٌ لَا يُولَدُ لَهُ وَقَدْ خَلَّفْتُ وَلَدِي بِالْمَدِينَةِ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ أَوْ لَا تَحِلُّ لَهُ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ أَلَسْتُ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ؟ وَهُوَ ذَا أَنْطَلِقُ مَعَكَ إِلَى مَكَّةَ.

اس نے مجھے کہا: ابو سعید! میں نے قصد کیا کہ لوگ میرے متعلق جو باتیں کرتے ہیں اس وجہ سے میں اس درخت کے ساتھ ایک رسی لے کر باندھ دوں اور پھر گلا گھونٹ لوں، مجھے بتاؤ! جس پر میری بات مخفی رہی تم پر مخفی نہیں رہے گی، تم لوگوں کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے متعلق خوب جانتے ہو: انصار کی جماعت! کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا: "کہ وہ کافر ہے۔" جبکہ میں مسلمان ہوں، کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: "وہ بانجھ ہے اس کی کوئی اولاد نہیں۔" جبکہ میں نے مدینہ میں اپنی اولاد چھوڑی ہے۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: "وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا" کیا میں اہل مدینہ سے نہیں ہوں؟ جبکہ میں آپ کے ساتھ مکہ کی طرف چلا جا رہا ہوں۔

فَوَاللهِ مَا زَالَ يَجِيءُ بِهَذَا حَتَّى قُلْتُ فَلَعَلَّهُ مَكْذُوبٌ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ وَاللهِ لَأُخْبِرَنَّكَ خَبَرًا حَقًّا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ وَأَعْرِفُ وَالِدَهُ وَأَعْرِفُ أَيْنَ هُوَ السَّاعَةَ مِنَ الْأَرْضِ. فَقُلْتُ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ.

انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ ایسی ہی باتیں کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے کہا: ہو سکتا ہے کہ اس پر جھوٹ لگایا گیا ہو، پھر اس نے کہا: ابو سعید! اللہ کی قسم! میں تمہیں ایک سچی خبر دیتا ہوں اللہ کی قسم! میں اسے جانتا ہوں، اس کے والد کو جانتا ہوں اور جانتا ہوں کہ وہ اس وقت زمین کے کس حصے میں ہے، میں نے کہا: سارا دن تیرے لیے تباہی ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البغوي: ٤٢٧٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٩٢٧، مسند احمد : ١١٩٢٣، فتح الباری: ١٣/٣٢٤۔ ٣٢٩

فوائد الحدیث: ۱۔ ابن صیاد کا نام "صاف" ہے، یہ ایک یہودی لڑکا تھا جو بہت ہی ذہین اور مکار تھا۔ کہانت بھی کرتا تھا۔ اس میں دجال کی کچھ علامتیں پائی جاتی تھیں جس کی وجہ سے بعض لوگ اس کے متعلق شکوک و شبہات کا شکار تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی تھی لیکن آپ ﷺ نے اجازت نہیں دی بلکہ فرمایا کہ اگر تو یہ واقعی صحیح دجال ہے تو تم اس پر قابو نہیں پا سکو گے کیونکہ اسے عیسیٰ علیہ السلام نے قتل کرنا ہے۔ اور اگر تم اسے قتل کر دو تو اس کا مطلب ہے کہ یہ صحیح دجال نہیں، پھر تم ایک جان کو ناجائز قتل کرو گے۔ (مفہوماً صحیح مسلم ۲/۳۹۸، کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد)

۲۔ حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد کو بھی اپنے متعلق لوگوں کے خیالات کا علم تھا اسی وجہ سے اس نے اپنی صفائی میں دلائل ذکر کیے ہیں۔ واللہ اعلم

2247: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ لَقِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ابْنَ صَائِدٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَاحْتَبَسَهُ وَهُوَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ وَلَهُ ذُؤَابَةٌ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ)). فَقَالَ أَتَشْهَدُ أَنْتَ أَنِّي رَسُولُ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((آمَنْتُ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مدینے کے کسی راستے میں ابن صیاد سے ملے تو اسے روک لیا وہ ایک یہودی لڑکا تھا اس کے بالوں کی لٹ تھی، سیّدنا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: "کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟" اس نے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "میں اللہ پر، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان لایا۔"

قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا تَرَى)). قَالَ أَرَى عَرْشًا فَوْقَ الْمَاءِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((تَرَى عَرْشَ إِبْلِيسَ فَوْقَ الْبَحْرِ. قَالَ ((فَمَا تَرَى)). قَالَ أَرَى صَادِقًا وَكَاذِبَيْنِ أَوْ صَادِقَيْنِ

نبی ﷺ نے اسے فرمایا: "تو کیا دیکھ رہا ہے؟" اس نے کہا: میں پانی پر ایک عرش دیکھ رہا ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا: "تو سمندر کے اوپر ابلیس کا تخت دیکھ رہا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "تو

وَكَاذِبًا. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لُبِّسَ عَلَيْهِ)). فَدَعَاهُ

کیا دیکھ رہا ہے؟" اس نے کہا: میں ایک سچا اور دو جھوٹے یا دو سچے اور ایک جھوٹا دیکھ رہا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اس پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے۔" پس آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي ذَرٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَحَفْصَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر، حسین بن علی، ابن عمر، ابو ذر، ابن مسعود، جابر اور حفصہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن شيبة: ١٥/ ١٦٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٩٢٥، مسند احمد : ١١٦٢٩،

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کی ابن صیاد سے سر راہ ملاقات ہو گئی تو آپ ﷺ نے اس سے تین سوال کئے:

۱۔ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ "میں اللہ کا رسول ہوں"؟

تو اس کے جواب میں اس نے کہا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے تعرض نہیں فرمایا بلکہ جواب میں ارشاد فرمایا:

امنت بالله وملائكته و كتبه و رسله واليوم الاخر

"کہ میں اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہوں۔"

۲۔ دوسرا سوال آپ ﷺ نے یہ کیا کہ "تو کیا دیکھ رہا ہے؟"

تو اس نے جواب دیا کہ "میں پانی پر عرش دیکھ رہا ہوں"۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو ابلیس کا تخت دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عرش تو آسمانوں پر ہے۔

۳۔ تیسرا سوال آپ ﷺ نے یہ کیا کہ تو اور کیا دیکھ رہا ہے۔ اس کے متعلق وہ کوئی واضح جواب نہ دے سکا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا ہے۔

2248: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَمْكُثُ أَبُو الدَّجَّالِ وَأُمُّهُ ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُولَدُ لَهُمَا وَلَدٌ ثُمَّ يُولَدُ لَهُمَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضَرُّ شَيْءٍ وَأَقَلُّهُ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ)). ثُمَّ نَعَتَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَوَيْهِ فَقَالَ ((أَبُوهُ طِوَالٌ ضَرْبُ اللَّحْمِ كَأَنَّ أَنْفَهُ مِنْقَارٌ وَأُمُّهُ امْرَأَةٌ فَرْضَاخِيَّةٌ طَوِيلَةُ الْيَدَيْنِ)).

سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دجال کا والد اور اس کی ماں تیس سال تک ٹھہریں گے ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہو گی، پھر ایک کانا لڑکا ان کے ہاں پیدا ہو گا جس کا نقصان زیادہ اور نفع کم، اس کی آنکھیں سوئیں گی جبکہ اس کا دل جاگے گا۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے والدین کا ہمیں تعارف کرایا تو فرمایا: "اس کا باپ طویل قد و بلا پتلا ہے اس کی ناک گویا کہ چونچ ہے، اس کی ماں لمبے ہاتھ والی لمبی چوڑی ایک عورت ہے۔"

فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ فَسَمِعْنَا بِمَوْلُودٍ فِي الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ فَذَهَبْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبَوَيْهِ فَإِذَا نَعْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَا مَكَثْنَا ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُولَدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضَرُّ شَيْءٍ وَأَقَلُّهُ مَنْفَعَةً تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ.

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے مدینہ میں یہود میں ایک بچے کے متعلق سنا تو میں اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ گئے حتیٰ کہ ہم اس کے والدین کے پاس گئے تو رسول اللہ ﷺ نے جو تعارف کرایا تھا وہ صفات اس کے والدین میں تھیں۔ ہم نے کہا: کیا تمہارا کوئی بچہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہم نے تیس سال انتظار کیا ہمارے ہاں اولاد نہیں ہوئی، پھر ہمارے ہاں ایک کانا لڑکا پیدا ہوا جس کا نقصان زیادہ اور فائدہ کم ہے، اس کی آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے۔

قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَإِذَا هُوَ مُنْجَدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ وَلَهُ هَمْهَمَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْتُمَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي.

پس ہم ان دونوں کے پاس سے نکلے تو ہم نے اسے ایک چادر میں لپٹے ہوئے دھوپ میں کچھ گنگناتے ہوئے دیکھا، اس نے اپنے سر سے کپڑا ہٹایا تو اس نے کہا: تم دونوں نے کیا کہا ہے؟ ہم نے کہا: ہم نے جو کہا ہے کیا تم نے وہ سن لیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، میری آنکھیں سوتی ہیں جبکہ میرا دل نہیں سوتا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف حماد بن سلمہ کی حدیث سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٣٩٢، المشكاة: ٥٥٠٣ – التحقيق الثاني) ضعيف الجامع الصغير: ٦٤٤٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٤١٨

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس میں بیان، واقعہ بھی صحیح حدیث کے مطابق نہیں

65- بَابُ [لَا تَأْتِي مِائَةُ سَنَةٍ وَعَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ الْيَوْمَ]

جو شخص آج زندہ ہے سو سال بعد وہ سطح زمین پر نہیں ہوگا

2249: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِابْنِ صَيَّادٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَهُوَ غُلَامٌ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ ((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ)). فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ. ثُمَّ قَالَ ابْنُ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چند صحابہ کرام کے ساتھ ابن صیاد کے پاس سے گزرے، سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان میں موجود تھے، ابن صیاد بنو مغالہ کے ٹیلوں کے پاس لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، اور وہ بھی لڑکا تھا، اسے پتہ نہ چلا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی پشت پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا: ”کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟“ ابن صیاد نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا اور

صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((آمَنْتُ بِاللهِ وَبِرُسُلِهِ)).

کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ امیوں کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے نبی ﷺ سے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔''

ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا يَأْتِيكَ)). قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ)). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنِّي خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا)). وَخَبَأَ لَهُ (يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ) فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ)). قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ! ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنْ يَكُ حَقًّا فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَا يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ)). قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ يَعْنِي الدَّجَّالَ.

پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیرے پاس کیا آتا ہے؟'' اس نے کہا: میرے پاس صادق و کاذب آتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تجھ پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تیرے لیے دل میں ایک چیز چھپائی ہے۔'' اور آپ ﷺ نے اس کے لیے یہ آیت: ((یوم تأتی السماء بدخان مبین)) (الدخان:۱۰) چھپائی۔ تو ابن صیاد نے کہا: وہ ''دُخ'' (دھواں) ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دور ہو جا تو اپنی حَیثیّت سے بڑھ نہیں سکے گا۔'' سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ (دجال) وہی ہے تو پھر تم اس پر مسلّط نہیں کیے جاؤ گے اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر اس کے قتل کرنے میں تمہارے لیے کوئی خیر نہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

عبدالرزاق راوی نے کہا اس سے آپ کی مراد ''دجال'' تھا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٨١٢، البخاير في الادب المفرد: ٩٥٨، البعوي: ٤٢٥٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٣٥٤، صحيح مسلم: ٢٩٣٠، سنن ابو داود: ٤٣٢٩، مسند احمد : ٦٣٦٠، صحيح ابن حبان: ٦٧٨٥

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۲۲۴۶ اور ۲۲۴۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

2250: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا عَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ يَعْنِي الْيَوْمَ تَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ذی روح چیز آج سطح زمین پر ہے سو سال بعد وہ نہیں ہو گی۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَبُرَيْدَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن

عمر، ابو سعید اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٩٦١، الحاكم: ٤/٢٧٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥٣٨، مسند احمد : ١٤٢٨١، صحيح ابن حبان: ٢٩٨٧، ٢٩٩٠

2251: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ ((أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارک کے آخر میں ایک رات ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی، جب سلام پھیرا تو کھڑے ہو کر فرمایا: ''اس رات کو تو دیکھو کہ جو شخص آج زمین پر ہے اس (رات) سے سو سال بعد ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔''

قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَهَلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ تِلْكَ فِيمَا يَتَحَدَّثُونَهُ مِنْ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ وَإِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ)). يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَنْخَرِمَ ذَلِكَ الْقَرْنُ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سو سال والی ان احادیث کے حوالے سے جو لوگ گفتگو کرتے ہیں اس میں ان سے غلطی ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا: ''جو آج زمین پر موجود ہے اس میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔'' آپ ﷺ کی اس سے مراد یہ تھی کہ یہ قرن ختم ہو جائے گا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٥٣٤، البيهقي: /٤٥٣، في الدلائل: ٦/٥٠٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١٦، صحيح مسلم: ٢٥٣٧، سنن ابو داود: ٤٣٤٨، مسند احمد : ٥٦١٧، صحيح ابن حبان: ٢٩٨٩

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک واضح ہے کہ جب آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی اس وقت جو لوگ بھی ذی روح موجود تھے وہ سو سال کے بعد زندہ موجود نہیں ہوں گے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سو سال کے بعد کوئی بھی زندہ نہیں ہوگا۔

٢۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ سیّدنا خضر علیہ السلام اب بھی زندہ ہیں۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ وہ پہلے ہی جب اللہ تعالیٰ نے چاہا فوت ہو چکے تھے لیکن اگر بفرض محال زندہ بھی تھے تو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے سو سال بعد زندہ نہیں رہے۔

٣۔ بعض لوگ علی ظهر الارض کے الفاظ سے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں یہ حدیث زمین والوں کے لیے ہے جبکہ خضر علیہ السلام تو پانی میں رہتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ تاویل باطل ہے کیونکہ یہاں الارض (زمین) کا لفظ السماء (آسمان) کے مقابلے میں ہے جس میں خشکی اور تری کے تمام حصے مراد ہیں کسی بھی قطعہ زمین کو استثناء حاصل نہیں۔ واللہ اعلم

66- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيَاحِ

ہواؤں کو برا بھلا کہنے کی ممانعت

2252: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقُولُوا اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ)).

سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہوا کو برا بھلا نہ کہو جب تم ناپسندیدہ چیز دیکھو تو یوں کہو: اے اللہ ہم اس ہوا (آندھی) کی خیر کا اور اس میں جو خیر ہے اس کا اور جس کے متعلق اسے حکم دیا گیا ہے اس کی خیر کا تجھ سے سوال کرتے ہیں اور ہم اس ہوا کے شر سے، اس میں جو شر ہے اس سے اور جس کے متعلق اسے حکم دیا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَأَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، ابوہریرہ، عثمان بن ابی العاص، انس، ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ١٥١٨، الصحيحة: ٢٧٥٦، الروض النضير: ١١٠٧، الكلم الطيب: ١٥٤ عن عائشه

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٩٣٣- ٩٣٨، مسند احمد: ٢١١٣٩

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے وہ مخلوقات جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسان کی خدمت پر مامور ہیں مثلاً ہوا، بادل، چاند، ستارے، اور سورج وغیرہ ان کا کسی معاملے میں بھی اپنا کوئی اختیار نہیں اس لیے اگر ان سے آدمی کو کوئی تکلیف پہنچے یا ناپسندیدہ صورت حال سامنے آئے تو انہیں برا بھلا کہنا اور کوسنے دینا کسی صورت بھی جائز نہیں بعض لوگ ہوا کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں جبکہ یہ درست نہیں بلکہ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ کریم اس میں جو خیر اور بھلائی ہے وہ مجھے بھی نصیب فرما اور جو اس میں شر اور برائی رکھ دی گئی ہے اس سے مجھے بچا لینا۔

67- بَابٌ [حَدِيْثُ: تَمِيْمٍ الدَّارِيْ فِي الدَّجَّالِ]

دجال کے بارے میں تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث

2253: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَضَحِكَ فَقَالَ ((إِنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ حَدَّثَنِي بِحَدِيثٍ فَفَرِحْتُ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ

سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) اللہ کے نبی ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: ”تمیم داری (رضی اللہ عنہ) نے مجھے ایک بات بتائی تو میں خوش ہو گیا اور میں نے پسند کیا کہ میں اس کے متعلق تمہیں بھی بتاؤں، اس (انہوں) نے مجھے بتایا

حَدَّثَنِي أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ فِلَسْطِينَ رَكِبُوا سَفِينَةً فِي الْبَحْرِ فَجَالَتْ بِهِمْ حَتَّى قَذَفَتْهُمْ فِي جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ فَإِذَا هُمْ بِدَابَّةٍ لَبَّاسَةٍ نَاشِرَةٍ شَعْرَهَا فَقَالُوا مَا أَنْتِ قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ.

کہ فلسطین کے کچھ لوگوں نے کشتی میں بحری سفر کیا وہ انہیں لے کر چلی حتیٰ کہ انہیں ایک بحری جزیرے میں اتار دیا انہوں نے وہاں حقیقت چھپانے والا مادہ جانور دیکھا جس نے اپنے بال بکھیر رکھے تھے، انہوں نے کہا: تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔

قَالُوا فَأَخْبِرِينَا. قَالَتْ لَا أُخْبِرُكُمْ وَلَا أَسْتَخْبِرُكُمْ وَلَكِنِ ائْتُوا أَقْصَى الْقَرْيَةِ فَإِنَّ ثَمَّ مَنْ يُخْبِرُكُمْ وَيَسْتَخْبِرُكُمْ.

انہوں نے کہا: ہمیں خبر دو۔ اس نے کہا: میں تمہیں کوئی خبر دوں گی نہ تم سے کوئی خبر پوچھوں گی لیکن تم بستی کے آخری کنارے پر جاؤ وہاں تم ایک شخص کو موجود پاؤ گے وہ تمہیں بتائے گا اور تم سے خبر دریافت کرے گا۔

فَأَتَيْنَا أَقْصَى الْقَرْيَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُوثَقٌ بِسِلْسِلَةٍ فَقَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُغَرَ. قُلْنَا مَلأَى تَدْفُقُ. قَالَ أَخْبِرُونِي عَنِ الْبُحَيْرَةِ قُلْنَا مَلأَى تَدْفُقُ. قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ الَّذِي بَيْنَ الأُرْدُنِّ وَفِلَسْطِينَ هَلْ أَطْعَمَ قُلْنَا نَعَمْ. قَالَ أَخْبِرُونِي عَنِ النَّبِيِّ هَلْ بُعِثَ قُلْنَا نَعَمْ. قَالَ أَخْبِرُونِي كَيْفَ النَّاسُ إِلَيْهِ قُلْنَا سِرَاعٌ. قَالَ فَنَزَّ نَزْوَةً حَتَّى كَادَ. قُلْنَا فَمَا أَنْتَ قَالَ إِنَّهُ الدَّجَّالُ وَإِنَّهُ يَدْخُلُ الأَمْصَارَ كُلَّهَا إِلَّا طَيْبَةَ. وَطَيْبَةُ الْمَدِينَةُ)).

پس ہم بستی کے آخری کنارے پر پہنچے تو ہم نے وہاں ایک آدمی کو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھا اس نے کہا: مجھے چشمہ زغر کے متعلق بتاؤ، ہم نے کہا: بھرا ہوا ہے اچھل رہا ہے۔ اس نے کہا: مجھے بحیرہ کے متعلق بتاؤ۔ ہم نے کہا وہ بھی بھرا ہوا اچھل رہا ہے۔ اس نے کہا: مجھے اردن اور فلسطین کے درمیان واقع نخلستان بیسان کے متعلق بتاؤ کیا وہ پھل دے رہا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں، اس نے کہا: مجھے نبی کے متعلق بتاؤ کیا وہ مبعوث ہو گئے ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں، اس نے کہا: اسکے متعلق لوگوں کے میلان کے متعلق بتاؤ؟ ہم نے کہا: تیزی کے ساتھ۔ راوی نے کہا: اس نے تیزی کے ساتھ ایک جست لگائی قریب تھا (کہ وہ آزاد ہو جاتا)۔ ہم نے کہا: تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میں دجال ہوں میں طیبہ کے علاوہ سارے شہروں میں داخل ہو جاؤں گا، اور طیبہ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث قتادہ عن شعبی کی روایت سے صحیح غریب ہے۔ اور اس حدیث کو کئی ایک نے شعبی عن فاطمۃ بنت قیس کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج پیچھے حدیث ۱۱۸۰ کے تحت گزر چکی ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۲۹۴۲، سنن ابو داود: ۴۳۲۵۔ ۴۳۲۷، سنن ابن ماجه: ٤٠٧٤، مسند احمد: ۲۷۱۰۰، صحیح ابن حبان: ٦٧٨٨، ٦٧٨٩

فوائد الحدیث: یہ حدیث دلیل ہے کہ دجال اس وقت موجود ہے جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو اس کا ظہور ہوگا اور وہ فتنہ بپا کرے گا، اب وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت سے پوشیدہ ہے اس لیے جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمادیا ہے بس اس پر ایمان رکھنا چاہیے۔ مزید کریدنے اور ٹوہ لگانے کی ضرورت نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔۔۔الایۃ (البقرہ ۴)

یعنی متقی پرہیز گار وہ لوگ ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتانے سے ہی بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں۔

(مزید حدیث نمبر ۲۲۴۰ اور ۲۲۴۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

68- بَابُ [لَا يَتعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيْقُ]

جس کام کی طاقت نہ ہو اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے

2254: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدُبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ)).
قَالُوا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ. قَالَ ((يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيقُ)).

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔“ انہوں نے عرض کیا: وہ کس طرح اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے کاموں کے پیچھے پڑتا ہے جن کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اسے علی بن زید کے ضعف کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: ابن ماجه: ٤٠١٦، مسند احمد : ٢٣٤٤٤، مسند البزار: ٣٣٢٣، معجم الكبير للطبرانی فی الكبير: ١٣٥٠٧

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف انہی امور کے بجالانے کا حکم دیا ہے جنہیں ادا کرنے کی وہ استطاعت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا (البقرہ)

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بھی منع فرمادیا ہے کہ جو کام انسان کی طاقت سے باہر ہو اسے سرانجام دینے کے لیے اپنی جان کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہیے۔

۲۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنے آپ پر حرام قرار دے لیتے ہیں اور باوجود اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی فروانی کے تنگی اور مشکل کی زندگی گزارتے ہیں۔ اچھا کھانا نہیں کھائیں گے، خوبصورت لباس نہیں پہنیں گے، وقت پر حجامت نہیں بنوائیں گے۔ وغیرہ

69- بَابُ [اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا]

اپنے بھائی کی مدد کر، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم

2255: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُكْتِبُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بھائی کی مدد کر، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔“ عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! میں نے اس کی مظلوم

قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! نَصَرْتُهُ مَظْلُومًا فَكَيْفَ أَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ ((تَكُفُّهُ عَنِ الظُّلْمِ فَذَاكَ نَصْرُكَ إِيَّاهُ)).

ہونے کی حیثیت سے تو مدد کی ہے جب وہ ظالم ہو تو پھر میں اس کی کس طرح مدد کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے ظلم کرنے سے روک دو یہ تمہارا اس کی مدد کرنا ہی ہے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٤٤٩، الروض النضير: ٣٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٤٤٤، مسند احمد : ١٣٠٧٩، صحيح ابن حبان: ٥١٦٧، ٥١٦٨

فوائد الحدیث: مظلوم کی مدد سے مراد ہے اس کی تائید و حمایت میں کھڑے ہو جانا، اور ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم کرنے سے روکا جائے۔ خواہ ہاتھ سے یا زبان سے۔

70- بَابُ [مَنْ أَتَى أَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ]

بادشاہ کے دروازوں پر آنے والا فتنے کا شکار ہو گیا

2256: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ أَتَى أَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنگل میں رہنے والا سخت طبیعت ہو گیا، شکار کا پیچھا کرنے والا غافل ہو گیا، اور بادشاہ کے دروازوں پر حاضری دینے والا فتنے کا شکار ہو گیا۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ابن عباس کی روایت سے حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف حدیث ثوری کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٣٧٠١ – التحقيق الثاني، صحيح ابي داؤد: ٢٥٤٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٨٥٩، سنن النسائي: ٧/١٩٥۔ ١٩٦، مسند احمد : ٣٣٦١، ٨٨٣٦

فوائد الحدیث: اسلام نے ہر ہر معاملے میں میانہ روی کی تعلیم دی ہے، افراط و تفریط سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ میانہ روی ہی ایک صائب راستہ ہے۔ مثلاً حدیث الباب میں مذکور تینوں کام اگر ضرورت کے مطابق مناسب حد تک کر لیے جائیں تو جائز ہیں ورنہ ناجائز اور فتنے کا باعث ہونگے کیونکہ:

(ا) جو الگ تھلگ رہتا ہے وہ سخت دل ہو جاتا ہے اس میں نرمی اور صلہ رحمی کے جذبات نہیں ہوتے

(۲) جو ہر وقت شکار کی ٹوہ میں ہی رہتا ہے وہ دیگر فرائض وعبادات سے غافل ہو جاتا ہے۔

(۳) اپنے ذاتی مفادات کے لیے حکمرانوں کی کاسہ لیسی اور چاپلوسی کرتا ہے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے غلط فیصلوں کی نا صرف تائید کرتا ہے بلکہ انہیں صحیح ثابت کرنے کے لیے دلائل تک تراشنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس سے اس کا ایمان ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ اپنے "صاحب" کی منشاء کے خلاف مشورہ بھی دے دے تو جان نہیں تو عزت ضرور خطرے پڑ جاتی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

71- بَابٌ [فِيْ لُزُوْمِ تَقْوَى اللهِ عِنْدَ الْفَتْحِ وَالنَّصْرِ]

فتح ونصرت کے موقع پر اللہ کے تقویٰ کو لازم پکڑنا

2257: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّكُمْ مَنْصُورُونَ وَمُصِيبُونَ وَمَفْتُوحٌ لَكُمْ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللهَ وَلْيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "تمہاری مدد کی جائے گی، تمہیں اموال غنیمت ملیں گے اور تمہارے لیے (مفتوحہ علاقوں کے دروازے) کھولے جائیں گے۔ پس تم میں سے جو اس کیفیت کو پائے تو وہ اللہ کا تقوی اختیار کرے۔ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے، اور جس نے میرے ذمے جھوٹ لگایا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٣٨٣، دیکھیے حدیث: ۲۸۰۹

تخریج الحدیث: سنن النسائی فی الکبری: ٩٧٤١، مسند احمد : ٣٦٩٤، سنن ابن ماجه: ٣٠

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی میں خوشیاں نصیب فرمائے تو انسان کو ہمیشہ تقویٰ اختیار کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہئے، خوشی کی آڑ میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی والا اور ان کی ناراضگی کا باعث ہو۔ عمومی طور پر لوگ خوشی کے موقعہ پر فضول خرچی، رنگ راگ اور شباب وکباب وغیرہ جیسے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں یا دوسروں پر ظلم وستم ڈھاتے ہیں اس لیے فتح یابی کی صورت میں خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم فرمایا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی خصوصیت ہی یہ رکھی ہے کہ یہ ہر حال میں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے والی ہے۔ لیکن کسی علاقے کو فتح کرنے کے موقعہ کی خوشی ہو یا زندگی کی چھوٹی موٹی خوشیاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی خصوصی طور پر تلقین کی گئی ہے۔ ایک تو اس موقعہ پر لوگ زیادہ گناہ کے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور دوسرا کسی کی نصیحت سننے کو بھی تیار نہیں ہوتے کہ خوشی کا موقعہ ہے اس میں لوگوں کو انجوائے کرنے دیں، یا کم از کم نصیحت کرنے والے کو نشانہ تضحیک بنالیا جاتا ہے اس لیے ایسے مواقع پر لا یخافون لومة لائم کا مظاہرہ کرتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ پوری ذمہ داری سے ادا کرنا چاہئے۔ وباللہ التوفیق

۳۔ عام لوگوں کے متعلق جھوٹ بولنا بھی بہت بڑا جرم اور اللہ تعالیٰ کی لعنت کا موجب ہے تو ہادی کائنات ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق جھوٹ بولنا تو جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنانا ہے اس لیے اپنے فرقے کے کسی رسم ورواج کے اثبات یا تائید اور اپنے لیڈر اور راہنما و مقتدیٰ و پیشوا کی مدح وفضیلت میں روایتیں گھڑنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

72- بَابُ [الْفِتْنَةِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ]

وہ فتنہ جو سمندر کی موج کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا اٹھے گا

2258: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ وَحَمَّادٍ وَعَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ سَمِعُوا أَبَا وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا. قَالَ حُذَيْفَةُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ.

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فتنے کے بارے میں جو فرمایا اس کے متعلق تم میں سے کسے یاد ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یاد ہے، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آدمی کا فتنہ (اس کی آزمائش) اس کی بیوی، اس کے مال، اس کی اولاد اور اس کے ہم سائے (کے معاملات) میں ہوتا ہے نماز، روزہ، صدقہ، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا اس کا کفارہ ہے۔

فَقَالَ عُمَرُ لَسْتُ عَنْ هَذَا أَسْأَلُكَ وَلَكِنْ عَنِ الْفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا. قَالَ عُمَرُ أَيُفْتَحُ أَمْ يُكْسَرُ قَالَ بَلْ يُكْسَرُ. قَالَ إِذًا لَا يُغْلَقُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کے متعلق تم سے نہیں پوچھتا میں تو اس فتنے کے متعلق پوچھتا ہوں جو سمندر کی موج کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا۔ تو عرض کیا: امیر المومنین! آپ کے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ دروازہ کھول دیا جائے گا یا توڑ دیا جائے گا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، بلکہ اسے توڑ دیا جائے گا، فرمایا: پھر تو وہ قیامت کے دن تک بند نہیں ہو سکے گا۔

قَالَ أَبُو وَائِلٍ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ فَقُلْتُ لِمَسْرُوقٍ سَلْ حُذَيْفَةَ عَنِ الْبَابِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ.

ابو وائل نے حماد کی روایت میں بیان کیا، میں نے مسروق سے کہا: سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس دروازے کے متعلق پوچھو، انہوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٤٤٧، صحيح الترمذي: ١٨٤٢، الطبراني في الاوسط: ٤٨٣٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٢٥، صحیح مسلم: ١٤٤، سنن ابن ماجه: ٣٩٥٥، سنن النسائی فی الکبری: ٢٢٥٨، مسند احمد: ٢٣٤٤٠

فوائد الحدیث: ١۔ انسان کی بعض غلطیاں اور گناہ ایسے ہوتے ہیں جو اس کی نیکیوں سے ہی معاف ہو جاتے ہیں یہ انفرادی قسم کے معاملات ہوتے ہیں جو گھر والوں یا اڑوس پڑوس کے لوگوں کے متعلق ہوتے ہیں لیکن جو اجتماعی جرائم اور گناہ ہوتے ہیں وہ انفرادی نیکی سے معاف نہیں ہوتے بلکہ اس کے لیے یا تو توبہ بھی اجتماعی کرنی چاہئے یا پھر پوری قوم اس کا خمیازہ بھگتتی ہے۔

٢۔ جس طرح سمندر کی موجوں کے آگے بند نہیں باندھا جا سکتا اسی طرح اس بڑے فتنے کا سدباب بھی نہیں ہو سکے گا۔ اور وہ فتنہ یہود و مجوس کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش تھی جس کے نتیجے میں امت آج تک اختلاف و انتشار کی صورت میں قیمت ادا کر رہی ہے

۳۔ فتنوں کے آگے بند دروازے سے مراد سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی تھی کہ جن کی فہم و فراست اور بے لاگ جراتمندانہ اقدام کی وجہ سے ہر قسم اور ہر سطح کا سازشی اور فتنے باز دبا ہوا تھا کہ وہ اپنے خبث باطن کا اظہار نہیں کر سکا۔ لیکن جونہی سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ابولولو فیروز مجوسی ایرانی کے ہاتھوں شہادت ہوئی تو پھر فتنے ایسے موج در موج رونما ہوئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی پاکباز ہستیاں بھی انہیں روکنے میں بے بس نظر آئیں۔

۴۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دروازہ ٹوٹنے سے تعبیر کیا گیا کہ یہ غیر فطری طریقہ ہے طبعی موت کو دروازہ کھولنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اسی لیے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تھا کہ فتنوں کے آگے بند دروازے کو کھولا جائے گا۔ یا توڑا جائے گا؟"

73- بَابٌ (فِي التَّحْذِيْرِ، عَنْ مُوَافِقَةِ أُمَرَاءِ السُّوْءِ)

برے حکمرانوں کی موافقت سے بچنا

2259: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ خَمْسَةٌ وَأَرْبَعَةٌ أَحَدُ الْعَدَدَيْنِ مِنَ الْعَرَبِ وَالآخَرُ مِنَ الْعَجَمِ فَقَالَ ((اسْمَعُوا هَلْ سَمِعْتُمْ أَنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ)).

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے ہم کل نو افراد تھے ان میں سے پانچ عربی اور چار عجمی یا چار عربی اور پانچ عجمی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "سنو! کیا تم نے سنا ہے کہ میرے بعد کچھ حکمران ہوں گے پس جو ان کے پاس جا کر ان کے کذب کی تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم پر ان کی معاونت کرے گا تو وہ مجھ سے ہے نہ میں اس سے ہوں اور وہ حوض کوثر پر میرے پاس نہیں آئے گا۔ اور جو ان کے پاس نہیں جائے گا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد نہیں کرے گا اور ان کے کذب کی تصدیق نہیں کرے گا تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ حوض کوثر پر میرے پاس آئے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مِسْعَرٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ اور ہم اسے مسعر کی روایت کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

قَالَ هَارُونُ فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہارون کہتے ہیں۔ مجھے محمد بن عبدالوہاب نے سفیان کے حوالے سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ هَارُونُ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَلَيْسَ بِالنَّخَعِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

ہارون کہتے ہیں مجھ کو محمد نے عن سفیان عن زبید عن ابراہیم (یہ ابراہیم نخعی نہیں) عن کعب بن عجرہ کی سند سے نبی

ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مِسْعَرٍ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ.

کریم ﷺ سے مسعر کی حدیث کی مثل بیان کیا۔ اور اس باب میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٣/ ٥٥٠-٥٥١، الحاكم: ١/ ٧٨

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٧/ ١٦٠، مسند احمد : ١٨١٢٦، صحيح ابن حبان: ٢٧٩، ٢٨٢، ٢٨٣، ٢٨٥

فوائد الحدیث: ا۔ وقت کے حکمرانوں سے تعلقات بنانا اور رکھنا کوئی معیوب اور برا نہیں لیکن جب یہ سب کچھ ذاتی مفادات سے بالا ہو کر ان کی اصلاح اور خیر خواہی کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوں۔ ان کی غلطیوں، کوتاہیوں کی نا صرف کہ نشان دھی کی جائے بلکہ ممکن حد تک انہیں روکا بھی جائے۔

۲۔ اور اگر کوئی شخص حکمرانوں سے ذاتی مفادات کے لیے تعلق رکھتا ہے پھر ان کے حصول کی خاطر حکمرانوں کے ہر ظلم و ستم، جھوٹ فراڈ اور غلط فیصلوں کی نا صرف کہ تائید کرتا ہے بلکہ ان کی معاونت بھی کرتا ہے، خواہ دلائل مہیا کرنے کی صورت میں ہو یا رائے عامہ ہموار کرنے کی شکل میں۔ یہ بہت بڑا جرم ہے اس کا مرتکب شخص قیامت کے دن، رسول اللہ ﷺ کے حوض کوثر کے پانی سے محروم رہے گا۔

استغفر الله، اعاذنا الله منه

۳۔ حکمران سے مراد صرف کسی ملک کا بادشاہ یا علاقے اور صوبے کا گورنر ہی نہیں بلکہ کوئی چھوٹا موٹا افسر یا پرائیویٹ اداروں کے سربراہ، مدیر اور پرنسپل بھی ہو سکتے ہیں۔

74- بَابٌ [الصَّابِرُ عَلٰى دِيْنِهِ فِي الْفِتَنِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ]

فتنوں میں اپنے دین پر قائم رہنے اور صبر کرنے والا انگاروں کو پکڑنے والے کی طرح ہے

2260: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ ابْنُ بِنْتِ السُّدِّيِّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ اس میں اپنے دین پر صبر کرنے والا انگاروں کو پکڑنے والے کی طرح ہو گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَعُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ قَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ اور عمر بن شاکر سے کئی ایک اہل علم نے روایت کیا ہے وہ بصرہ کے شیخ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٩٥٧

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٣٨٥، مسند احمد: ٩٠٧٤

فوائد الحدیث: سارا معاشرہ دیندار ہو تو آدمی کو دینی احکام پر عمل کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ لیکن اگر انسان کے قرب و جوار میں فسق و فجور اور غیر شرعی معاملات کی بھرمار ہو تو پھر بعض اوقات اپنا ایمان بچانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

ایسے حالات میں دین اسلام کی تعلیمات کی پابندی کرنا، شرعی امور پر استقامت اختیار کرنا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں زندگی گزارنا بڑا مشکل ہے۔ جسے آگ کے انگارے کو پکڑنے سے تشبیہ دی گئی ہے لیکن ایسے حالات میں استقامت کا مظاہرہ

کرنا ہی کامل ایمان کی نشانی ہے۔

ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا

75- بَابُ [مَتٰى يُسَلَّطُ شِرَارُ أُمَّتِيْ عَلٰى خِيَارِهَا]

75-میری امت کے بہترین لوگوں پر اس کے بدترین لوگ کب مسلّط کیے جائیں گے

2261: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا مَشَتْ أُمَّتِي الْمُطَيْطِيَاءَ وَخَدَمَهَا أَبْنَاءُ الْمُلُوكِ أَبْنَاءُ فَارِسَ وَالرُّومِ سُلِّطَ شِرَارُهَا عَلَى خِيَارِهَا)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب میری امت اکڑ کر چلے گی، بادشاہوں کے بیٹے فارس وروم کے بیٹے اس کی خدمت کریں گے تو اس کے بہترین لوگوں پر اس کے بدترین لوگ مسلّط کیے جائیں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ابو معاویہ نے اسے یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَلَا يُعْرَفُ لِحَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَصْلٌ إِنَّمَا الْمَعْرُوفُ حَدِيثُ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ.

محمد بن اسماعیل واسطی نے ہم کو بیان کیا کہ ابو معاویہ نے یحییٰ بن سعید عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔
ابو معاویہ کی عن یحییٰ بن سعید عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر کی سند سے حدیث کی اصل معلوم نہیں۔ موسیٰ بن عبیدہ کی حدیث مشہور ہے۔

وَقَدْ رَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

مالک بن انس نے اس حدیث کو یحییٰ بن سعید سے مرسل روایت کیا ہے اور اس نے اس میں عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر کا ذکر نہیں کیا۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٥٧

تخريج الحديث: عند معجم الكبير للطبراني في الاوسط: ١٣٢، ٣٦١١، قال الهيثمي في المجمع: ١٠/٢٣٧ورواه ابن حبان: ٦٧١٦، اخرجه ابن المبارک في الزهد: ١٨٧، شرح السنة: ٤٢٠٠، سنن كبرىٰ للبيهقي في دلائل النبوة: ٦/٥٢٥

فوائد الحديث: یہ حدیث دلیل ہے کہ اچھے یا برے حکمران، رعایا کے اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں اگر من حیث القوم لوگ اچھے، نیک، صالح اور دیندار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کے لیے حکمران بھی اچھے عطا فرمائے گا۔

اور اگر رعایا بددیانت، خائن، رشوت خور اور تکبّر وغرور کرتے ہوئے ”ہم چوں ما دیگر نیست“ کا عملی نمونہ پیش کرتی ہوگی تو پھر حکمران بھی برے مسلّط ہو جائیں گے۔ جو اپنے اللوں تللوں کے لیے قوم کے منہ سے نوالہ چھیننے سے بھی دریغ نہیں کریں گے اور نت نئے ٹیکسز لگا کر اور بجلی، گیس، پٹرول مہنگا کر کے اپنی رعایا کو اذیت دینے اور ان کی گزر بسر کو مشکل بنانے کا کوئی موقعہ بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیں گے۔ اس لیے

قوم کو چاہیے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانیوں کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس قوم پر رحم فرما دے گا اور اسے نیک اور ہمدرد حکمران عطا فرمائے گا۔

76- بَابُ مَا جَآءَ ((لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً))

وہ لوگ کامیاب و کامران نہیں ہوں گے جو اپنا امر (خلافت و حکومت) کسی عورت کے سپرد کر دیں

2262: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ عَصَمَنِي اللهُ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَمَّا هَلَكَ كِسْرَى قَالَ ((مَنِ اسْتَخْلَفُوا)). قَالُوا ابْنَتَهُ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً)).

سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ نے اس چیز کے ذریعے مجھے بچا لیا جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، جب کسریٰ ہلاک ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہوں نے کس کو خلیفہ / حکمران بنایا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: اس کی بیٹی کو، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ لوگ کامیاب و کامران نہیں ہوں گے کہ جنہوں نے اپنا امر (حکومت) کسی عورت کے سپرد کر دیا۔“

قَالَ فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ يَعْنِي الْبَصْرَةَ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَعَصَمَنِي اللهُ بِهِ.

انہوں (ابو بکرہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ پہنچیں تو مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد آ گیا اللہ نے اس کے ذریعے مجھے بچا لیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) الاروا: ٢٤٥٦

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٤٤٢٥، سنن النسائی: ٨/٢٢٧، مسند احمد : ٢٠٤٣٨، صحيح ابن حبان: ٤٥١٦

فوائد الحديث: ا۔ یہ حدیث نص صریح ہے کہ عورت کسی بھی درجہ میں حکمران نہیں بن سکتی۔ یعنی صدر اور وزیر اعظم، گورنر، وزیر اعلیٰ وغیرہ وغیرہ۔

آج کچھ سیاسی جماعتوں کی یہ بد بختی ہے کہ وہ اپنے دور اقتدار میں صرف اپنے آپ کو ماڈرن ثابت کرنے اور اپنے غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے تقریباً ہر شعبے میں خواتین کو اہم ذمہ داریاں سونپ رہی ہیں اور اپنی اپنی ”ملکہ“ کے لیے راہ ہموار کر رہی ہیں۔

اور وہ مذہبی جماعتیں جو کسی نہ کسی حَیثیّت سے سیاست میں دخیل ہیں وہ بھی اس جرم میں برابر کی شریک ہو رہی ہیں کہ اگر خاتون مخالف پارٹی سے ہو تو جھٹ سے حدیث یاد آ جائے گی اور اگر اپنی حلیف پارٹی سے ہو تو پھر چپ سادھ لیتے ہیں۔ یہ امت محمدیہ کا وطیرہ نہیں ہے، اس امت کو تو رہبر کامل ﷺ نے یہ پیغام دیا ہے کہ:

من رای منکم منکر فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه وذالك اضعف الایمان

(مسلم ١/ ٥١ کتاب الایمان)

”جو شخص بھی تم میں سے کوئی منکر (خلاف شریعت) کام دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو پھر زبان سے روکے (برا کہے) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔“

(مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ٢١٦٩ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

۲۔ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے فرمان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی ہمدردیاں سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے ساتھ تھیں لیکن جنگ جمل میں اس کی قیادت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کر رہی تھیں اس لیے انہوں نے صرف اس وجہ سے اس گروہ کا ساتھ نہیں دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد آگیا کہ۔

لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ (حدیث الباب)

لہٰذا وہ جنگ جمل میں شریک نہ ہوئے اور بالکل کنارہ کشی اختیار کیے رکھی۔ اگر ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک محدود معاملہ میں قیادت قبول نہیں تو پھر اور کون خاتون ہے کہ جس کی حکمرانی کو قبول کیا جائے یا اس کی حاکمیت کی راہ ہموار کی جائے۔

فافھم وتدبر یا اولی الالباب

77- بَابُ حَدِيْثِ: «خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجٰى خَيْرُهُ وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ»

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس سے خیر کی امید کی جائے اور اس کے شر سے مامون رہا (بچا) جائے

2263: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَفَ عَلَى أُنَاسٍ جُلُوسٍ فَقَالَ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ)). قَالَ فَسَكَتُوا فَقَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا. قَالَ ((خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ وَشَرُّكُمْ مَنْ لَا يُرْجَى خَيْرُهُ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بیٹھے ہوئے لوگوں کے پاس ٹھہرے تو فرمایا: ”کیا میں تمہارے برے لوگوں میں سے بہترین لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟“ راوی نے بتایا: وہ حضرات خاموش رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین بار فرمائی، تو ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ضرور بتائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے برے لوگوں میں سے بہترین لوگوں کے بارے میں بتائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس سے خیر و بھلائی کی امید کی جائے اور اس کے شر سے مامون و محفوظ رہا جائے، اور تمہارے برے لوگ وہ ہیں جن سے خیر کی امید رکھی جائے نہ اس کے شر سے مامون و محفوظ رہا جائے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة المصابيح: ٤٩٩٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٨١٢، صحيح ابن حبان: ٥٢٧، ٥٢٨

فوائد الحدیث: یہ حدیث ایک معیار اور کسوٹی ہے جس پر ہر ایک شخص دوسروں کی بجائے اپنے آپ کو جانچ اور پرکھ سکتا ہے کہ میں اچھا ہوں یا برا؟۔ اگر تو مجھ سے لوگ خواہ وہ میرے ماتحت ہوں یا رفقاء کو مجھ سے خیر اور بھلائی کی امید ہے اور وہ میری سازشوں یا اذیتوں سے محفوظ ہیں تو پھر میں اچھا آدمی ہوں۔ اور خدانخواستہ معاملہ اس کے الٹ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں اس سے کسی بھی شخص کو فائدہ پہنچنے کی امید نہیں اور پھر

میری بدزبانی یا کسی اور طریقے اور ذریعے سے میری شر سے محفوظ نہیں تو پھر مجھے "اپنے منہ، میاں مٹھو" بننے کی بجائے اس حدیث میں اپنے آپ کو جانچتے ہوئے اپنی اصلاح کر لینی چاہئے۔

78- بَابٌ [فِي خِيَارِ الْأُمَرَاءِ وَشِرَارِهِمْ]

بہترین اور بدترین حکمران

2264: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِ أُمَرَائِكُمْ وَشِرَارِهِمْ خِيَارُهُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَتَدْعُونَ لَهُمْ وَيَدْعُونَ لَكُمْ وَشِرَارُ أُمَرَائِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ)).

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہارے بہترین حکمرانوں اور ان میں سے بدترین حکمرانوں کے بارے میں نہ بتاؤں: ان میں سے بہترین حکمران وہ ہیں جنہیں تم پسند کرتے ہو اور وہ تمہیں پسند کرتے ہیں، تم ان کے لیے دعائیں کرو اور وہ تمہارے لیے دعائیں کریں، تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن کو تم ناپسند کرو اور وہ تمہیں ناپسند کریں۔ تم ان پر لعنت بھیجو اور وہ تم پر لعنت بھیجیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ. وَمُحَمَّدٌ يُضَعَّفُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے محمد بن ابی حمید کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں اور محمد کو اس کے حفظ کے حوالے سے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٠٧

تخریج الحدیث: مسند البزار: ٢٩٠، مسند ابو يعلى: ١٦١، مسلم: ١٨٥٥، مسند احمد: ٢٣٩٨١، ابن حبان: ٤٥٨٩

فوائد الحدیث: "سبحان اللہ" رسول معظم ﷺ نے کس قدر صاف شفاف آئینہ لا کر رکھ دیا ہے کہ جس سے اچھے یا بُرے حکمرانوں کی پہچان آسانی سے ہو سکتی ہے۔ اگر تو رعایا اپنے حکمران کے عدل و انصاف اس کی ہمدردی و خیر خواہی کی وجہ سے اس سے محبّت کرنے اور اس کے حق میں خیر و برکت اور بلند اقبال کی دعائیں کرنے والے ہوں تو سمجھ لیں کہ وقت کا حکمران نیک اور اچھا ہے۔

اور اگر قوم اپنے بادشاہ کے ظلم و ستم، ناانصافی اور اس کے حسد اور بغض کا شکار ہو تو پھر ظاہر ہے کہ وہ اس سے جان تو نہیں چھڑا سکتے لیکن اس کے حق میں بد دعائیں ضرور کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اس ظالم سے ان کی جان چھڑا دے۔ لہٰذا ہر صاحب اختیار جو رسول اللہ ﷺ کو سچا نبی مانتا ہے کو اس حدیث کی روشنی میں جائزہ لے کر اپنی اصلاح یا استقامت کی کوشش کرنی چاہئے۔

79- بَابُ مَتَى يَكُوْنُ ظَهرَ الْأَرْضِ خَيْراً مِن بَطْنِها، وَمَتَى يَكُوْنُ شَرّاً

سطح زمین اس کے اندرونی حصے سے کب بہتر ہو گی اور کب بری ہو گی

2265: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ ضَبَّةَ بْنِ

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب تم پر ایسے حکمران ہوں گے تم ان (کے

مِحْصَنٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّهُ سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أَئِمَّةٌ تَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ بَرِءَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ)). فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ قَالَ ((لَا مَا صَلَّوْا)).

بعض افعال) کو اچھا جانو گے اور (بعض افعال کو) برا، پس جس نے برا جانا تو وہ لاتعلق ہو گیا، جس نے ناپسند کیا تو وہ سلامت رہا، لیکن جو خوش ہوا اور متابعت کی (تو وہ ہلاک ہوا)۔" عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! کیا ہم ان سے قتال نہ کریں؟ فرمایا: "نہیں، جب تک وہ نماز پڑھتے ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في تاريخه: ٤/٣٠٦١، المزي في تهذيب الكمال: ١٣/٢٥٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٨٥٤، سنن ابو داود: ٤٧٦٠، ٤٧٦١، مسند احمد : ٢٦٥٢٨

فوائد الحدیث: ا۔ ہر حکمران میں کچھ خوبیاں ہوتی ہیں کچھ خامیاں، اب جس شخص نے اپنے حکمران کو اس کی غلطیوں پر روک ٹوک کی اور اس کی اصلاح کرنیکی کوشش کی تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنی ذمہ داری سے بری ہو گیا کہ اس نے اپنا حق ادا کر دیا۔

اور جس شخص نے برائیوں کو بُرا تو جانا لیکن اس کے خلاف آواز بلند نہ کی وہ بھی گناہ سے بچ جائے گا (کہ اس نے نہی عن المنکر کے تیسرے درجے کو اپنایا جو اضعف الایمان ہے) لیکن جس شخص نے اپنے حکمران کے غلط اقدام اور فیصلوں کی پیروی کی اور اس پر راضی ہوا تو ایسا شخص بھی اپنے "صاحب" کی طرح مجرم اور گنہگار ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم ہر قسم کے حالات میں نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے رہیں۔

۲۔ جب تک حکمران نمازی ہوں ان کے خلاف بغاوت کرنا منع ہے اگرچہ دوسرے جرائم بھی ہوں۔

2266: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الأَشْقَرُ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَا حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَأُمُورُكُمْ شُورَى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَإِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَأُمُورُكُمْ إِلَى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تمہارے حکمران تمہارے بہترین لوگ ہوں، تمہارے مال دار تمہارے فیاض و سخی ہوں اور تمہارے امور باہم مشورہ سے ہوں تو زمین کی سطح تمہارے لیے اس کے بطن (اندرونی حصے) سے بہتر ہے، اور جب تمہارے حکمران تمہارے برے لوگ ہوں، تمہارے مال دار لوگ بخیل ہوں اور تمہارے امور و معاملات تمہاری عورتوں کے سپرد ہوں، تو زمین کا بطن (اندرونی حصہ) تمہارے لیے اس کی پشت سے بہتر ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَالِحٍ الْمُرِّيِّ. وَصَالِحٌ الْمُرِّيُّ فِي حَدِيثِهِ غَرَائِبُ يَنْفَرِدُ بِهَا لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا وَهُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف صالح المری کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ صالح المری کی روایت میں غرائب ہیں اس میں اس کا تفرد ہے اور اس پر متابعت نہیں کی گئی اور وہ نیک آدمی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٣٦٨ – التحقيق الثاني، ضعيف الجامع الصغير: ٦٤٦

فوائد الحدیث: ۱۔ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ امور کے فوائد و فضائل دوسری صحیح احادیث میں موجود ہیں۔

۲۔ لہٰذا کوشش کرنی چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی بھی حَیثِیّت سے صاحب اقتدار بنادیں تو پھر اپنے آپ کو اپنی رعایا کے لیے بہترین ثابت کریں کہ ان سے ہمدردی اور خیر خواہی کا پہلو ہی مدنظر رہے، عدل و انصاف ہو اور انہیں حقیر نہ سمجھا جائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو کنجوسی کی بجائے سخاوت کرنے کی عادت اپنائیں۔

۳۔ اپنے معاملات کو ہمیشہ مشورے سے طے کرنے اور انہیں سرانجام دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔

80- بَابُ [فِي الْعَمَلِ فِي الْفِتَنِ وَأَرْضِ الْفِتَنِ، وَعَلَامَةِ الْفِتَنِ]

فتنوں میں عمل، فتنوں کی سرزمین اور فتنوں کی علامت

2267: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجُوزَجَانِيُّ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّكُمْ فِي زَمَانٍ مَنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا أُمِرَ بِهِ هَلَكَ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا أُمِرَ بِهِ نَجَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ایک ایسے وقت میں ہو کہ تم میں سے جس نے امر مامور میں سے دسواں حصہ بھی ترک کر دیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا، پھر ایک وقت آئے گا کہ اس دور کے لوگوں میں سے جس نے امر مامور میں سے دسواں حصہ بھی کر لیا تو وہ نجات پا جائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ نُعَيْمِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف نعیم بن حماد عن سفیان بن عیینہ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو ذر اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ترمذي: ٣٩٣، الضعيفة: ٦٨٤، المشكاة: ١٧٩، الروض النضير: ١٠٧٦، ضعيف الجامع: ٢٠٣٨

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدي: ٧/٢٤٨٣

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر خاص عنایت ہے کہ انہیں ان کی مجبوریوں کا فائدہ دیا گیا ہے۔ مثلاً جب انسان ایسے ماحول اور معاشرے میں ہو کہ جہاں اسے دینی امور کو سرانجام دینے میں کوئی دشواری نہ ہو تو اس کے لیے دین اسلام پر اس کی روح کے مطابق کماحقہ عمل کرنے کا پابند بنایا ہے۔ لیکن اگر شرعی طور پر کچھ مجبوریاں اس کے آڑے آرہی ہوں خواہ وہ حکومت کی طرف سے ہوں یا معاشرے کی طرف سے تو پھر حکم فرمادیا: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن ١٦) کہ تم پورے اخلاص اور جانفشانی سے اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو، تمہاری طرف سے کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے، باقی تم جتنا بھی کروگے اللہ تعالیٰ اسے ہی نجات کا سبب بنادے گا۔

2268: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ ((هَا هُنَا أَرْضُ الْفِتَنِ وَأَشَارَ إِلَى الْمَشْرِقِ حَيْثُ يَطْلُعُ جِذْلُ الشَّيْطَانِ)). أَوْ قَالَ ((قَرْنُ الشَّيْطَانِ)).

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

کھڑے ہوئے تو فرمایا: ”اس طرف فتنوں کی سرزمین ہے۔“ اور آپ ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا یعنی: ”جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔“ یا فرمایا: ”شیطان کی شاخ (طلوع ہوتی ہے)۔“

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج فضائل الشام: ٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣١٠٤، ٣٢٧٩، صحیح مسلم: ٢٩٠٥، مسند احمد : ٤٧٥١، صحیح ابن حبان: ٦٦٤٨

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ نے عراق اور ایران کے علاقوں کو فتنوں کی سرزمین قرار دیا ہے۔ کیونکہ وہاں سے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں ہی پروان چڑھتی ہیں اور آج تک امت مسلمہ میں افتراق وانتشار انہی علاقوں کے فتنوں کے باعث ہے۔

٢۔ بعض لوگوں نے اس حدیث کا مصداق، نجد یمن، قرار دے کر امام محمد بن عبدالوہاب اور ان کی تحریک اعلاء کلمۃ اللہ کے خلاف محاذ قائم کیا ہے حالانکہ ان کی یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ مدینہ منورہ کے مشرق میں عراق واقع ہے۔ یمن نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بعض احادیث میں بالصراحت، عراق کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ دیکھئے (کنز العمال)

2269: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((تَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُودٌ لَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تُنْصَبَ بِإِيلِيَاءَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خراسان سے سیاہ پرچم نکلیں گے کوئی چیز انہیں واپس نہیں کر سکے گی حتیٰ کہ وہ ایلیاء (بیت المقدس) کے مقام پر نصب کیے جائیں گے۔“

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف الإسناد) ضعیف الجامع الصغیر: ٦٤٢٠، اس میں رشدین بن سعد ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٨٧٧٥

فوائد الحدیث: ١۔ یعنی ایک لشکر خراسان کے علاقے سے نکلے گا اور فتوحات کرتا ہوا بیت المقدس تک پہنچے گا۔

٢۔ یہ مسلمانوں کا لشکر ہوگا جو یہودیوں کے خلاف جہاد کرے گا۔

32

أَبْوَابُ الرُّؤْيَا عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ ﷺ

خوابوں کی تعبیر کا بیان

1- بَابُ أَنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے

2270: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَالرُّؤْيَا ثَلَاثٌ فَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرَى مِنَ اللهِ وَالرُّؤْيَا مِنْ تَحْزِينِ الشَّيْطَانِ وَالرُّؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ وَلْيَتْفُلْ وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ قَالَ وَأُحِبُّ الْقَيْدَ فِي النَّوْمِ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب (قیامت کا) وقت قریب آجائے گا مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا، ان میں سے جو زیادہ سچا ہوگا اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہوگا، مُسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ خواب تین طرح کے ہیں: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، ایک خواب شیطان کی طرف سے رنج و غم پہنچانا ہوتا ہے، اور ایک خواب اس ضمن سے ہوتا ہے جو انسان اپنے دل میں خیالات لاتا ہے، پس جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ کھڑا ہو جائے اور تھوکے، اور اس کے متعلق لوگوں سے بات نہ کرے۔ اور میں خواب میں قید (زنجیر) دیکھنا پسند کرتا ہوں اور طوق دیکھنا ناپسند کرتا ہوں۔ زنجیر سے مراد دین میں ثبات ہے۔“

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٨٥١، اخرجه الحاكم: ٤/٣٩٠، النسائي في عمل اليوم الليلة: ٩١٠

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٦٩٨٨، ٧٠١٧، صحيح مسلم: ٢٢٦٣، سنن ابو داود: ٥٠١٩، سنن ابن ماجه: ٣٩٠٦،

٣٩١٧، ٣٩٢٦، ٤٨٩٤، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٩١٠، مسند احمد : ٧٦٤٢، صحيح ابن حبان: ٦٠٤٠

فوائد الحدیث: ا۔ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اپنے مومن بندوں کو دیکھائے گئے، جو بالکل حقیقت یا اس کے قریب تر ہوتے ہیں جو اکثر خوشخبریوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

(۲) شیطان کی طرف سے دکھائے گئے بعض مناظر، جو عمومی طور پر ڈراؤنے اور پریشان کن ہوتے ہیں۔

(۳) ذاتی خیالات و وساوس جو دن بھر آدمی دیکھتا یا سوچتا ہے وہی خواب کی صورت میں نیند کی حالت میں بھی آدمی دیکھ لیتا ہے۔

۲۔ پہلی قسم کے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتے ہیں اس لیے سو فیصد سچے اور حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں مثلاً سیّدنا یوسف علیہ السلام کو خواب آیا کہ مجھے گیارہ ستارے، چاند اور سورج سجدہ کر رہے ہیں تو جب آپ کے بھائی اور ماں باپ مصر میں سیّدنا یوسف علیہ السلام کے پاس گئے تو آپ نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھالیا اور آپ کے بھائی آپ کے سامنے سجدے میں پڑ گئے تو آپ نے فرمایا تھا۔

يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُءْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ... الآية (یوسف ۱۰۰)

"اے ابا جان یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے جسے میرے رب نے سچا کر دکھایا۔"

۲۔ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خواب آیا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں تو انہوں نے عملی طور پر اپنے بیٹے کو ذبح کرنا چاہا کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کروں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیٹے کو بچالیا۔ اور ارشاد فرمایا:

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٥﴾ (الصافات ۱۰۵)

"(اے ابراہیم) بے شک تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔"

۳۔ جب رسولنا الکریم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ مسجد حرام (بیت اللہ) میں تشریف لائے ہیں اور آپ ﷺ نے عمرہ ادا کیا ہے تو آپ ﷺ اپنے چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کے لیے مدینہ منورہ سے روانہ ہو گئے۔

حدیبیہ کے مقام پر قریش مکہ سے ایک معاہدے کے تحت آپ ﷺ بیت اللہ کی زیارت کیے بغیر جب واپس روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۖ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ ۙ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ ۙ لَا تَخَافُونَ ۖ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿٢٧﴾ (الفتح: ۲۷)

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو واقعی خواب میں سچا کر دیکھایا کہ ان شاء اللہ تم یقیناً پورے امن و امان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہونگے۔ سر منڈوانے والے اور سر کے بال کتروانے والے بے خوف ہو کر، اللہ تعالیٰ ان باتوں کو جانتا ہے جن کو تم نہیں جانتے تو اس نے اس سے پہلے ایک نزدیک کی فتح تمہیں عطا فرمادی۔"

یہ تینوں واقعات اس بات کی دلیل ہیں کہ پیغمبر ﷺ کا خواب وحی ہوتا ہے۔ مومن آدمی کے سچے خواب کو جو نبوت کا حصہ اور جزء قرار دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ یہ خواب بھی سچا ہے جیسے نبی کا خواب سچا ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ مومن بندہ ۴۶/ انبی بن

گیا ہے۔ کیونکہ سلسلہ نبوت مکمل ہو چکا ہے۔ اب کوئی نبی نہیں آئے گا جو ایسا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور دجال ہو گا۔

۳۔ دوسری قسم کے خواب اگر نظر آئیں تو جونہی رات کو جاگ آئے تو آدمی تین مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر اپنے بائیں کندھے پر پھونک مار دے اللہ تعالیٰ توفیق دیں تو اُٹھ کر تھوڑی بہت نماز ادا کرے، ورنہ کروٹ بدل کر سو جائے تو اللہ تعالیٰ اس خواب کے بد، اثرات پریشانی وغیرہ سے محفوظ رکھیں گے۔ اطمینان عطا فرما دیں گے۔ ایسے خواب لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

۴۔ تیسری قسم کے خواب انسان کی نفسیاتی کیفیت ہوتی ہے، اس کے حالات و واقعات اور کاروبار وغیرہ کی وجہ سے۔ ان کی کسی قسم کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۵۔ اگر خواب میں پاؤں میں بیڑیاں نظر آئیں تو مومن آدمی کے لیے یہ دین اسلام پر ثابت قدمی کی علامت ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کو پسند فرمایا اور اچھا خواب قرار دیا۔ اور اگر گلے میں طوق ہو تو اسے ناپسند کیا گیا ہے کیونکہ یہ تو جہنمیوں کو سزا کی علامت ہے۔

2271: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)).

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ. قَالَ وَحَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابورزین عقیلی، ابو سعید، عبداللہ بن عمرو، عوف بن مالک، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ نیز فرمایا کہ: عبادہ کی حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٣٢٣٧، ابن ابي شيبة: ١١/٥١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٩٨٧، صحیح مسلم: ٢٢٦٤، سنن ابو داود: ٥٠١٨، سنن النسائی: ٧٦٢٥، مسند احمد: ٢٢٦٩٧

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۲۲۷۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

2- بَابُ ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ

نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور مبشرات باقی ہیں

2272: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْمُخْتَارُ بْنُ فُلْفُلٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ)). قَالَ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، میرے بعد کوئی رسول آئے گا نہ کوئی نبی۔“ راوی نے بیان کیا: یہ بات لوگوں پر گراں گزری تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”لیکن مبشرات باقی ہیں۔“ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مبشرات سے

فَقَالَ ((لَكِنِ الْمُبَشِّرَاتُ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ ((رُؤْيَا الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ)).

کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأُمِّ كُرْزٍ.

اور اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، حذیفہ بن اسید، ابن عباس اور ام کرز رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے مختار بن فلفل کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه ابو يعلى: ٣٩٤٧، الحاكم: ٣٩١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٣٨٢٤

فوائد الحدیث: نبوت کا خاتمہ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اس لیے گراں گزرا کہ نبوت کے ذریعے اچھائی اور برائی معلوم ہو جاتی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبوت بے شک ختم ہو چکی ہے میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا لیکن اچھے خوابوں کا سلسلہ جاری رہے گا جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی راہنمائی فرماتے رہیں گے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۲۷۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

3- بَابٌ قَوْلُهُ [لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا]

اللہ تعالیٰ کا فرمان: ان کے لیے دنیا کی زندگی میں خوش خبری ہے

2273: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى (لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا) فَقَالَ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرَكَ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرَكَ مُنْذُ أُنْزِلَتْ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ)).

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مصر میں سے ایک آدمی سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''ان کے لیے دنیا کی زندگی میں'' ''البشریٰ'' ہے کہ متعلق ابو درداء رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے جب سے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا ہے تب سے تمہارے علاوہ صرف ایک ہی آدمی نے اس کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب سے یہ آیت مجھ پر نازل ہوئی ہے تب سے تمہارے علاوہ کسی نے اس کے متعلق مجھ سے نہیں پوچھا: اس (البشریٰ) سے مراد اچھا خواب ہے جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٧٨٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٧٥١٠

فوائد الحدیث: ا۔ دنیا میں خوشخبری سے مراد اچھے اور سچے خواب ہیں۔

۲۔ اچھے خواب میں یا تو بشارت خود خواب دیکھنے والے کے لیے ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا یراها المسلم۔ یا کسی دوسرے کے متعلق اچھی چیز دکھا کر خوشخبری دی جاتی ہے۔ یہ مفہوم ہے او تری له کا۔

۳۔ لیکن آجکل جو لوگوں نے دوسروں کی طرف سے استخارہ کرنے کا کاروبار بنایا ہوا ہے کہ کام کی نوعیت کے مطابق بھاری معاوضہ وصول کرتے ہیں پھر غلط سلط تعبیر بتا کر وہ پیسے ہڑپ کر جاتے ہیں اس کا اس حدیث کے مضمون سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو دوسروں کا مال ناجائز طریقے سے کھانے سے باز آجانا چاہیے۔

2274: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالأَسْحَارِ))

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سحری کے وقت کے خواب زیادہ سچے ہوتے ہیں۔“

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ١٧٣٢، ضعيف الجامع الصغير: ٨٨٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٢٤٠، صحيح ابن حبان: ٦٠٤١

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے مومن آدمی کا خواب رؤیا صالحہ ہی ہوتا ہے۔ اس کے لیے سحری کے وقت کا ہونا ضروری نہیں۔ واللہ اعلم

2275: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ وَعِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ نُبِّئْتُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ (لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا) قَالَ ((هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُؤْمِنُ أَوْ تُرَى لَهُ)). قَالَ حَرْبٌ فِي حَدِيثِهِ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((لهم البُشرىٰ في الحيوة الدنيا)) کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اچھا خواب ہے جسے مومن دیکھتا ہے یا وہ اسے دکھایا جاتا ہے۔“ حرب نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ مجھ کو یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٧٨٦، بعض کے نزدیک ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٨٩٨، مسند احمد : ٢٢٦٨٧

فوائد الحدیث: دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۲۲۷۳۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي))

نبی ﷺ کا فرمان: ”جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے حقیقت میں مجھے ہی دیکھا“

2276: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس

مَهْدِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي)).

نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے حقیقت میں مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَأَبِي بَكْرَةَ وَأَبِي جُحَيْفَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابو قتادۃ، ابن عباس، ابو سعید، جابر، انس، ابو مالک اشجعی عن ابیہ، ابو بکرہ اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الترمذي في الشمائل: ٤٠٦، صحيح الترمذي: ١٨٥٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٩٠٠، مسند احمد: ٣٥٥٩

فوائد الحدیث: ۱۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ایک حقیقت ہے کہ شیطان آپ ﷺ کی شکل و صورت میں آکر کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ لیکن یہ شرف تو صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل تھا کہ انہوں نے زندگی میں آپ ﷺ کو دیکھا تھا لہٰذا خواب میں وہ دیکھ کر پہچان سکتے ہیں۔

مگر آج کے مسلمانوں کو تو شیطان کسی بھی بزرگ کی شکل میں آکر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ اس لیے آج یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا ہے کہ خواب میں دیکھائی دینے والی شخصیت واقعی آپ ﷺ ہیں یا خواب دیکھنے والے کو دھوکہ دیا جارہا ہے۔

۲۔ احادیث مبارکہ اور کتب سیرت میں جو آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان ہوا ہے اگر اس کے مطابق کوئی شخص آپ ﷺ کو دیکھتا ہے تو وہ واقعۃ حقیقت ہے لیکن حتمی حکم تو اس پر بھی نہیں لگایا جاسکتا، اور نہ ہی اس خواب کا ڈھنڈورا پیٹا جاسکتا ہے۔

۳۔ کئی لوگ اپنی بزرگی اور تقویٰ و پرہیز گاری لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے کے لیے ایسے ہی کہہ دیتے ہیں کہ مجھے "اتنی بار" رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی ہے اور پھر اس کی آڑ میں لوگوں سے داد اور پروٹوکول وصول کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور صرف دنیاوی منفعت کے لیے غلط اور جھوٹے خواب نہیں بیان کرنے چاہئیں کہ یہ بہت بڑا جرم ہے۔

۴۔ غیر نبی کے خواب میں بیان کردہ کسی بھی شرعی مسئلے کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے جائز یا ناجائز ہونے پر قرآن و حدیث کے دلائل ثابت نہ ہو جائیں۔

5- بَابُ إِذَا رَأَى فِي الْمَنَامِ مَا يَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ

جو کوئی خواب میں ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ کیا کرے؟

2277: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے جبکہ برا خواب شیطان کی طرف سے ہے، پس جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے پسند نہ ہو تو وہ تین بار اپنی بائیں جانب

يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ)).

تھوکے اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے، پس وہ (برا خواب) اسے نقصان نہیں دے گا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو، ابو سعید، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٨٥٧، أخرجه الطبراني في الاوسط: ٤٩٧٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٢٩٢، صحیح مسلم: ٢٢٦١، سنن ابو داود: ٥٠٢١، سنن ابن ماجه: ٣٩٠٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٨٩٤، ٨٩٦۔ ٩٠١، مسند احمد : ٢٢٥٢٥، صحيح ابن حبان: ٦٠٥٩

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۲۷۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا

خوابوں کی تعبیر

2278: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ وَكِيعَ بْنَ عُدُسٍ عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ يَتَحَدَّثْ بِهَا فَإِذَا تَحَدَّثَ بِهَا سَقَطَتْ)). قَالَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ ((وَلَا يُحَدِّثُ بِهَا إِلَّا لَبِيبًا أَوْ حَبِيبًا)).

سیّدنا ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن کا خواب نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔ جب تک وہ اسے کسی کو بیان نہیں کرتا تو وہ پرندے کے پاؤں پر ہے۔ پس جب وہ اسے بیان کر دیتا ہے تو وہ گر پڑتا ہے۔" (راوی کہتا ہے میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے) فرمایا: "تم اس کو کسی عقل مند شخص یا کسی عزیز (دوست) ہی سے بیان کرو۔"

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٢٠، تخريج المشكاة: ٤٦٢٢ — التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٠٢٠، سنن ابن ماجه: ٣٩١٤، مسند احمد : ١٦١٨٢، صحيح ابن حبان: ٦٠٤٩، ٦٠٥٠، ٦٠٥٥

2279: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((رُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا فَإِذَا حَدَّثَ بِهَا وَقَعَتْ)).

سیّدنا ابو رزین رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے، وہ جب تک اسے کسی سے بیان نہیں کرتا تو وہ پرندے کے پاؤں پر ہے اور جب وہ اسے بیان کر دیتا ہے تو وہ واقع ہو جاتا ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو رَزِينٍ الْعُقَيْلِيُّ اسْمُهُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو رزین

لَقِيطُ بْنُ عَامِرٍ.

عقیلی کا نام لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ ہے۔

وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ فَقَالَ عَنْ وَكِيعِ بْنِ حُدُسٍ وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَهُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ وَهَذَا أَصَحُّ.

حماد بن سلمہ نے اسے یعلی بن عطاء سے انہوں نے وکیع بن حدس سے اور شعبہ، ابو عوانہ اور ہشیم نے یعلی بن عطاء عن وکیع بن عدس کے حوالے سے روایت کیا، اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیے گزشتہ حدیث ۲۲۷۸۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٠٢٠، سنن ابن ماجه: ٣٩١٤، مسند احمد : ١٦١٨٢، صحيح ابن حبان: ٦٠٤٩، ٦٠٥٠، ٦٠٥٥

فوائد الحدیث: ۱۔ احادیث میں جو اچھے خواب کو نبوت کا حصہ اور جزو قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کے لئے مختلف عدد بیان ہوئے ہیں تو یہ اختلاف، خواب دیکھنے والے کے ایمان، اعمال صالحہ اور تقویٰ و پرہیز گاری کی نسبت سے ہے کہ کسی کے خواب میں سچائی کا عنصر زیادہ ہوتا ہے اور کسی کے خواب میں کم، لہٰذا کسی کو نبوت میں سے زیادہ حصہ نصیب ہو اور کسی کو کم۔ لیکن یہ تناسب صرف نبوت، وحی اور خواب کی سچائی اور حقیقت کے متعلق ہے ورنہ سچا خواب دیکھنے والا کوئی نبی نہیں بن جاتا کہ آدمی سمجھے کہ فلاں شخص اتنی مقدار میں مقام نبوت پر فائز ہو گیا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے حدیث نمبر ۲۲۷۰ کے فوائد)

۲۔ خواب کا پرندے کے پاؤں پر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح کسی بھی پرندے کے پاؤں پر کوئی چیز نہیں ٹکتی اسی طرح جب تک خواب کو بیان نہ کیا جائے تو اس کے اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ اس لیے حتیٰ الوسع کوشش کرنی چاہئے کہ خواب کو بیان ہی نہ کیا جائے اگر خوش کن ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اگر پریشانی والا ہے تو صدقہ وخیرات کر کے نوافل وغیرہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔ کیونکہ جب اس خواب کو بیان کر دیا جاتا ہے تو پھر وہ واقع ہو جاتا ہے۔

۳۔ اگر خواب بیان کرنا بہت ہی ضروری ہو تو پھر کسی ہمدرد، خیر خواہ، دوست اور صاحب علم و عقل اور فہم و فراست سے بیان کرنا چاہئے تاکہ وہ بغیر کسی حسد، بغض اور جہالت کے اس خواب کی اچھی تعبیر کر دے۔

7- بَابٌ فِي تَأْوِيلِ الرُّؤْيَا وَمَا يُسْتَحَبُّ مِنْهَا وَمَا يُكْرَهُ

اچھے اور برے خواب کے حوالے سے تعبیر خواب

2280: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدِ اللهِ السُّلَمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ فَرُؤْيَا حَقٌّ وَرُؤْيَا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ وَرُؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ)). وَكَانَ يَقُولُ ((يُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ)). وَكَانَ يَقُولُ ((مَنْ رَآنِي فَإِنِّي أَنَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خواب تین طرح کے ہوتے ہیں: سچا خواب، وہ خواب جس کے متعلق اپنے نفس میں خیالات لاتا ہے، اور ایک خواب شیطان کی طرف سے رنجیدہ کرنا ہے، پس جو کوئی برا خواب دیکھے تو وہ کھڑا ہو اور نماز پڑھے۔" اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "خواب میں قید دیکھنا مجھے اچھا لگتا ہے جبکہ میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں اور قید سے مراد دین میں ثابت

هُوَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَمَثَّلَ بِي)). وَكَانَ يَقُولُ ((لَا تُقَصُّ الرُّؤْيَا إِلَّا عَلَى عَالِمٍ أَوْ نَاصِحٍ)).

قدمی ہے۔" اور آپ ﷺ فرماتے تھے: "جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو وہ میں ہی ہوں، کیونکہ شیطان کے بس میں نہیں کہ وہ میری صورت اختیار کر لے۔" اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "خواب کسی عالم یا خیر خواہ شخص سے ہی بیان کرو۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي بَكْرَةَ وَأُمِّ الْعَلَاءِ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَأَبِي مُوسَى وَجَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب میں سیّدنا انس، ابو بکرہ، ام العلاء، ابن عمر، عائشہ، ابو موسیٰ، جابر، ابو سعید، ابن عباس اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١١٩-١٢٠ و ١٣٤١، الروض النضير: ١١٦٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٩٩٣، صحيح مسلم: ٢٢٦٦، سنن ابو داود: ٥٠٢٣، سنن ابن ماجه: ٣٩٠١، مسند احمد: ٧٥٥٣، صحيح ابن حبان: ٦٠٥١، ٦٠٥٢

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۲۷۰ اور ۲۲۷۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

8- بَابُ فِي الَّذِي يَكْذِبُ فِي حُلْمِهِ

جھوٹا خواب بیان کرنے والا

2281: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَذَبَ فِي حُلْمِهِ كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَقْدَ شَعِيرَةٍ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے خواب کے بارے میں جھوٹ بولے اسے قیامت کے دن جَو کو گرہ دینے کا پابند کیا جائے گا۔"

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٣٥٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٥٦٨

2282: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ایک دوسری سند سے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا گیا ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي شُرَيْحٍ وَوَاثِلَةَ.

اور اس باب میں ابن عباس، ابو ہریرہ، ابو شریح اور واثلہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) واخرجه البزار: ٥٩٥، والحاكم: ٣٩٢/٤، وعبد بن حميد: ٨٦، تحفة الاشراف: ١٠١٧٢

2283: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ تَحَلَّمَ كَاذِبًا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَعْقِدَ بَيْنَهُمَا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جھوٹا خواب بیان کیا اسے قیامت کے دن اس بات کا پابند کیا جائے گا کہ وہ دو جو کے دانوں کے درمیان گرہ لگائے وہ ان دو کے درمیان گرہ نہیں لگا سکے گا۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج حدیث ۱۷۵۱ کے تحت گزر چکی ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۷۰۴۲، سنن ابو داود: ۵۰۲٤، مسند احمد : ۱۸٦٦، صحیح ابن حبان: ٥٦٨٥، ٥٦٨٦

فوائد الحدیث: ۱۔ جھوٹا خواب بیان کرنا بہت بڑا جرم ہے اس لیے خواہ مخواہ اپنی بزرگی ظاہر کرنے یا دوسروں کو پریشان کرنے کے لیے جھوٹ موٹ کا خواب بیان نہیں کرنا چاہئے

۲۔ خصوصاً اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق تو کوئی بھی جھوٹ خواب کی آڑ میں منسوب نہیں کرنا چاہئے۔

۳۔ جس طرح جَو کے دانے کو گرہ نہیں لگائی جا سکتی اس طرح جھوٹے خواب بیان کرنے والا عذاب سے چھٹکارا نہیں پا سکے گا۔

9- بَابُ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ اللَّبَنَ وَالْقُمُصَ

نبی ﷺ کا خواب میں دودھ اور قمیضیں دیکھنا

2284: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)). قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((الْعِلْمَ)).

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَخُزَيْمَةَ وَالطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ وَسَمُرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَجَابِرٍ.

قَالَ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا تو میں نے اس میں سے پیا، پھر میں نے بچا ہوا دودھ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔“ صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ نے فرمایا: ”علم۔“

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابوبکرہ، ابن عباس، عبداللہ بن سلام، خذیمہ، طفیل بن سخبرہ، سمرہ، ابو امامہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ۱۱/۷۰، النسائي في فضائل الصحابة: ۲۲

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۸۲، صحیح مسلم: ۲۳۹۱، سنن النسائی فی الکبری: ۸۱۲۳، مسند احمد : ٥٥٥٤، صحیح ابن حبان: ٦٨٧٨

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث میں دودھ کی تعبیر علم سے کی گئی ہے کہ جس طرح دودھ انسان کے جسم کی نشوونما میں اہم عنصر ہے اسی

طرح علم سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے رسول اکرم ﷺ کے مقام و مرتبے کو پہنچانتا ہے اور شرعی احکام معلوم کر کے ان پر عمل کر کے اپنے درجات کو بلند کرتا ہے۔

۲۔ خواب کی تعبیر کرنے والوں کو خواب میں دیکھی گئی چیزوں کی اس قسم کی مماثلتیں تلاش کر کے خواب کی تعبیر بیان کرنی چاہئیں۔

۳۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ان کے علم و فضل اور فہم و فراست کی گواہی زبان نبوت سے بیان ہو رہی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا علم و فضل ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مرتبہ آسمان سے وحی کا نزول سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق فرمایا۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا: لو کان بعدی نبی لکان عمر (مسند ترمذی ۲/ ۲۰۹) ”اگر میرے بعد سلسلہ نبوت منقطع نہ ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔“

2285: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُرَيْرِيُّ الْبَلْخِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ فَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ)). قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((الدِّينَ)).

ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے نبی ﷺ کے کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں سویا ہوا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ مجھ پر پیش کیے جا رہے ہیں اور انہوں نے قمیصیں پہنی ہوئی ہیں، ان میں سے بعض قمیضیں تو سینے تک تھیں اور بعض اس سے نیچے تھیں۔“ فرمایا: ”عمر رضی اللہ عنہ مجھ پر پیش کیے گئے ان پر جو قمیض تھی وہ اسے گھسیٹ رہے تھے۔“ صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دین۔“

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ۲۰۳۸۵

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۲۳۱۷۲صحیح بخاری: ۲۲، صحیح مسلم: ۲۳۹۰، سنن النسائی: ۸/۱۱۳، مسند احمد : ۱۱۸۱٤، صحیح ابن حبان: ٦٨٩٠

2286: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. قَالَ وَهَذَا أَصَحُّ.

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی نے کہا: یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه النسائي في فضائل الصحابه: ۲۰ ابو يعلى: ۱۲۹۰

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۲، صحیح مسلم: ۲۳۹۰، سنن النسائی: ۸/۱۱۳، مسند احمد : ۱۱۸۱٤، صحیح ابن حبان: ٦٨٩٠

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث میں بھی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت و فضیلت ہے کہ وہ سر تا پا دین میں ڈھکے ہوئے تھے، یعنی مکمل طور پر شریعت محمدیہ کی پیروی کرنے والے تھے۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ان الشیطان لیخاف منك یا عمر (ترمذی ص ۲/۲۱۰ ابواب المناقب) ”اے عمر! بے شک شیطان تجھ سے ڈرتا ہے“ مزید ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ما لقیك الشیطان قط سالكا فجأ الا سلك فجأ غیر فجك (بخاری ۱/ ۴۶۵، کتاب بدء الخلق)

۲۔ قمیض کو زمین پر کھینچنے کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے اسلام کی سربلندی اور امت مسلمہ کی فلاح و بہبود کے لیے اٹھائے گئے اقدامات کے آثار و اثرات ان کے بعد بھی امت میں جاری رہیں گے۔ رضی اللہ عنہ

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ الْمِيزَانَ وَالدَّلْوَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں ترازو اور ڈول دیکھنا

2287: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ ((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا)). فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ أَنْتَ وَأَبُو بَكْرٍ فَرَجَحْتَ أَنْتَ بِأَبِي بَكْرٍ وَوُزِنَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ. فَرَأَيْنَا الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: ”تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا، میں نے خواب دیکھا گویا کہ آسمان سے ایک ترازو نازل ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے وزن زیادہ ہو گیا، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ ہو گیا، عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ ہوا، پھر ترازو کو اٹھا لیا گیا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ناگواری کے آثار دیکھے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة المصابيح: ٦٠٥٧ التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٦٣٤، ٤٦٣٥، مسند احمد : ٢٠٤٤٥

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و مناقب کے لحاظ سے درجہ بندی کی ترتیب بیان کی گئی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین کی بھی ترتیب بیان کر دی گئی ہے۔ خلیفہ اول سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلیفہ ثانی سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ ثالث سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ۔

۲۔ ترازو اٹھا لینے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناگواری اس وجہ سے تھی آپ چونکہ نبی تھے اس لیے آپ سمجھتے تھے کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد ترازو اٹھا لینا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے بعد خلافت کی وہ شان و شوکت قائم نہیں رہ سکے گی جو خلفاء ثلاثہ کے ادوار خلافت کی تھی بلکہ زوال اور پستی کا سفر شروع ہو جائے گا۔

2288: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ وَرَقَةَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ إِنَّهُ كَانَ صَدَّقَكَ وَلَكِنَّهُ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أُرِيتُهُ فِي الْمَنَامِ وَعَلَيْهِ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ورقہ (بن نوفل) کے بارے میں پوچھا گیا، تو سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تھی لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کرنے سے پہلے فوت ہو گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ مجھے خواب میں سفید

ثِيَابٌ بَيَاضٌ وَلَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَكَانَ عَلَيْهِ لِبَاسٌ غَيْرُ ذَلِكَ)).

کپڑے پہنے ہوئے دکھایا گیا، اگر وہ جہنمی ہوتا تو اس کا لباس یہ نہ ہوتا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَعُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِالْقَوِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور عثمان بن عبدالرحمن محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٤٦٢٣، ضعيف الجامع الصغير: ٧٩٢، اس میں عثمان متروک ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤٣٦٧

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے لہٰذا اس کی بنیاد پر ورقہ بن نوافل کے متعلق اس کے انجام کار کا حتمی حکم نہیں لگایا جاسکتا اس کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے سکوت بہتر ہے۔

۲۔ معبرین کے لیے اس میں اشارہ ہے کہ فوت شدہ کو اچھی حالت میں دیکھنا اس کے اچھے انجام اور پراگندہ حالات میں دیکھنا اس کے برے انجام کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم

2289: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالَ ((رَأَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوا فَنَزَعَ أَبُو بَكْرٍ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ فِيهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ قَامَ عُمَرُ فَنَزَعَ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ، اور سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے خواب کے متعلق بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ جمع ہیں، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک یا دو ڈول پانی کھینچا اور ان (کے کھینچنے) میں کمزوری تھی، اللہ انہیں معاف فرمائے، پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے پانی کھینچا تو وہ ایک بڑا ڈول بن گیا، پس میں نے لوگوں میں سے کسی کو اتنی مہارت کے ساتھ پانی نکالتے ہوئے نہیں دیکھا حتیٰ کہ لوگوں نے حوض بھر لیے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ ابن عمر کی حدیث سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١١/٦٢، ابو يعلى: ٥٥١٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٦٣٣، صحیح مسلم: ٢٣٩٣، سنن النسائی فی الکبری: ٧٦٣٦، مسند احمد: ٤٨١٤

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت کے مختصر ہونے کا اشارہ ہے۔ اور یہ بھی کہ ان کی خلافت میں حالات میں کچھ کمزوری ہوگی۔ جو کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مرتدین (منکرین زکوٰۃ) کی صورت میں سامنے آئی۔

۲۔ پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی طویل مدت اور اس میں امن و امان کی مثالی صورت کو بیان کیا گیا ہے۔ نیز سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی امور مملکت میں فہم و فراست اور خود اعتمادی پھر اس کے نتائج سے بھی آگاہی ہے۔

2290: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ

ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ وَأَوَّلْتُهَا وَبَاءَ الْمَدِينَةِ يُنْقَلُ إِلَى الْجُحْفَةِ.

آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں ایک سیاہ فام بکھرے بالوں والی عورت کو دیکھا وہ مدینہ سے نکلی حتیٰ کہ جحفہ پر کھڑی ہو گئی، میں نے اس کی مدینہ کی وبا کی تعبیر لی کہ وہ جحفہ کی طرف منتقل کر دی گئی۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٨٦٦، اخرجه البيهقي في الدلائل النبوة: ٥٦٨/٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧٠٣٨، سنن ابن ماجه: ٣٩٢٤، سنن النسائی فی الکبری: ٧٦٥١، مسند احمد : ٥٨٤٩

فوائد الحدیث: ا۔ رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں بخار وغیرہ کی وبا عام تھی جس سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پریشان تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب کے ذریعے یہ خوشخبری دی کہ آپ کی دعا کے نتیجے میں بیماری کو 'جحفہ' کے مقام پر منتقل کر دیا جائے گا اور مدینہ منورہ کی فضا پاک، صاف اور خوشگوار ہو جائے گی۔

۲۔ خواب میں کسی آدمی کو خوبصورت دیکھنا اچھے حالات اور بدصورت دیکھنا برے اور ناپسندیدہ حالات کی علامت ہے۔

2291: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((فِي آخِرِ الزَّمَانِ لَا تَكَادُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا وَالرُّؤْيَا ثَلَاثٌ الْحَسَنَةُ بُشْرَى مِنَ اللهِ وَالرُّؤْيَا يُحَدِّثُ الرَّجُلُ بِهَا نَفْسَهُ وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ)). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ((يُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ)). قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانے میں مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا، ان میں سے زیادہ سچی بات کرنے والے کا خواب بھی زیادہ سچا ہوگا، اور خواب تین طرح کے ہیں: اچھا خواب اللہ کی طرف سے خوشخبری ہے، وہ خواب جس کے متعلق انسان اپنے آپ سے بات کرتا ہے (خیالات نفس) اور ایک وہ خواب جو شیطان کا ڈرانا اور رنجیدہ کرنا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی شخص خواب میں بری چیز دیکھتا ہے تو وہ اس کے متعلق کسی سے ذکر نہ کرے اور کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔'' سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے خواب میں قید (زنجیریں) نظر آنا اچھا لگتا ہے اور میں طوق کو دیکھنا ناپسند کرتا ہوں۔ اور قید سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَيُّوبَ مَرْفُوعًا وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ وَوَقَفَهُ.

امام ترمذی نے کہا: عبدالوہاب ثقفی نے اس حدیث کو ایوب سے مرفوع جبکہ حماد بن زید نے اسے ایوب سے موقوف روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث:۲۳۹۶

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٩٨٨، ٧٠١٧، صحیح مسلم: ٢٢٦٣، سنن ابو داود: ٥٠١٩، سنن ابن ماجه: ٣٩٠٦، ٣٩١٧، ٣٩٢٦، ٤٨٩٤، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٩١٠، مسند احمد : ٧٦٤٢، صحيح ابن حبان: ٦٠٤٠

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۲۲۷۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

2292: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ أَنْفُخَهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَاذِبَيْنِ يَخْرُجَانِ مِنْ بَعْدِي يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا مُسَيْلِمَةُ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ وَالْعَنْسِيُّ صَاحِبُ صَنْعَاءَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا گویا میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں، ان دونوں کا معاملہ مجھ پر گراں گزرا تو میری طرف وحی کی گئی کہ میں ان پر پھونک ماروں پس میں نے ان دونوں پر پھونک ماری تو وہ اڑ گئے، میں نے ان کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جو میرے بعد ظاہر ہوں گے، ان میں سے ایک یمامہ کا مسیلمہ اور دوسرا صنعاء کا عنسی۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحاكم: ٣٩٨/٤، البيهقي في الدلائل النبوة: ٣٣٤/٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٦٢١، صحیح مسلم: ٢٢٧٤، سنن ابن ماجه: ٣٩٢٢، سنن النسائی فی الکبری: ٧٦٤٨، ٧٦٤٩، مسند احمد : ٢٣٧٣، ٨٢٤٩، صحيح ابن حبان: ٦٦٥٣، ٦٦٥٤

فوائد الحدیث: (۱) ہاتھوں میں کنگن دیکھنا اس لیے ناگوار گزرا کہ

۱- آدمی روزمرہ کے کام کاج ہاتھوں سے کرتا ہے اس کا مطلب ہے کہ اب ہاتھوں کو کام سے روک دیا جائے گا۔

۲- اور دوسرا وہ سونے کے تھے چونکہ سونا پہننا مردوں کے لیے حرام ہے اس لیے آپ ﷺ پریشان ہوئے کہ یہ ناخوشگوار صورتحال میرے ہاتھوں میں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے بعد جب آپ ﷺ نے اس میں پھونک ماری تو وہ ختم ہو گئے یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ایسی صورت حال سے گھبرائیں نہیں بلکہ ان کا مقابلہ کرنا ہے۔

(۲) آپ ﷺ نے خود ہی اس خواب کی تعبیر بیان فرمائی کہ میرے بعد دو جھوٹے مدعی نبوت ہوں گے اور آپ ﷺ نے ان کے نام بھی بتا دیے۔ چنانچہ اسود عنسی کو جس نے یمن کے شہر صنعا میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کی زندگی میں ہی قتل کر دیا۔ اور مسیلمہ کذاب، سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سیّدنا وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس طرح اس خواب کی تعبیر مکمل ہو گئی۔

2293: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: میں نے آج رات خواب میں

النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ ظُلَّةً يَنْطِفُ مِنْهَا السَّمْنُ وَالْعَسَلُ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَسْتَقُونَ بِأَيْدِيهِمْ فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَرَأَيْتُ سَبَبًا وَاصِلاً مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ وَأَرَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَكَ فَعَلَا ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَهُ فَعَلَا ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ فَقُطِعَ بِهِ ثُمَّ وُصِلَ لَهُ فَعَلَا بِهِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَيْ رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللهِ لَتَدَعَنِّي أَعْبُرْهَا فَقَالَ ((اعْبُرْهَا)).

ایک بادل کا ٹکڑا (چھتا) دیکھا اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ پی رہے ہیں کوئی زیادہ پینے والا ہے اور کوئی کم اور میں نے آسمان سے زمین تک پہنچنے والی ایک رسی دیکھی اور اللہ کے رسول! میں نے آپ ﷺ کو بھی دیکھا آپ ﷺ نے اسے پکڑا اور اوپر چلے گئے، پھر آپ ﷺ کے بعد ایک آدمی نے اسے پکڑا اور وہ بھی اوپر چلا گیا، پھر اس کے بعد ایک اور آدمی نے اسے پکڑا تو وہ بھی اوپر چلا گیا، پھر ایک اور آدمی نے اسے پکڑا تو وہ کاٹ دی گئی، پھر وہ اس شخص کے لیے جوڑ دی گئی تو وہ بھی اوپر چلا گیا، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم! آپ ﷺ مجھے اجازت دیں میں اس کی تعبیر کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی تعبیر بیان کرو۔''

فَقَالَ أَمَّا الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الإِسْلَامِ وَأَمَّا مَا يَنْطِفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَهُوَ الْقُرْآنُ لِينُهُ وَحَلَاوَتُهُ وَأَمَّا الْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ فَهُوَ الْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ مِنْهُ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ فَهُوَ الْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ فَأَخَذْتَ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ بَعْدَكَ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوصَلُ لَهُ فَيَعْلُو أَيْ رَسُولَ اللهِ لَتُحَدِّثَنِّي أَصَبْتُ أَوْ أَخْطَأْتُ.

انہوں نے فرمایا: وہ ابر کا ٹکڑا (چھتا) اسلام کا سایہ ہے، اس سے جو گھی اور شہد ٹپک رہا ہے تو یہ قرآن اس کی نرمی اور اس کی مٹھاس ہے، رہا زیادہ لینے والا اور کم لینے والا، تو وہ قرآن کو زیادہ حاصل کرنے والا ہے اور کم، رہی وہ آسمان سے زمین تک پہنچنے والی رسی، تو یہ وہ حق ہے جس پر آپ ﷺ ہیں اور اسے تھامے ہوئے ہیں پس اللہ آپ ﷺ کو اٹھالے گا، پھر آپ ﷺ کے بعد ایک دوسرا شخص اسے پکڑ لے گا اور وہ بھی اس کے ذریعے اوپر چلا جائے گا، پھر اس کے بعد ایک اور شخص اسے پکڑے گا تو وہ بھی اوپر چلا جائے گا، پھر ایک اور شخص اسے پکڑے گا تو وہ کٹ جائے گی، پھر اسے جوڑ دیا جائے گا تو وہ بھی اوپر چلا جائے گا۔ اللہ کے رسول! آپ ﷺ مجھے بتائیں میں نے جو تعبیر دی ہے۔ کیا میں نے صحیح تعبیر دی ہے یا میں نے غلطی کی ہے؟

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا)) قَالَ أَقْسَمْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي لَتُخْبِرَنِّي مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا تُقْسِمْ)).

نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم نے بعض حصے کی صحیح تعبیر دی ہے اور بعض میں غلطی کی ہے۔'' ابو بکر نے عرض کیا: میں قسم دیتا ہوں اللہ کے رسول! میرے والدین آپ ﷺ پر فدا ہوں میں نے

جہاں غلطی کی ہے آپ ﷺ اس کے متعلق مجھے بتائیں گے؟
نبی ﷺ نے فرمایا: "قسم نہ اٹھاؤ۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٨٦٩، اخرجه البغوي: ٣٢٨٣

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٧٠٤٦، صحيح مسلم: ٢٢٦٩، سنن ابو داود: ٣٢٦٨، ٤٦٣٢، سنن ابن ماجه: ٣٩١٨، مسند احمد: ٢١١٣، صحيح ابن حبان: ١١١

فوائد الحديث: ١۔ اس حدیث میں، خواب کے ذریعے خلفاء ثلاثہ سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کے حق ہونے کی دلیل ہے۔

٢۔ رسی کا درمیان سے ٹوٹنا اور پھر جڑ جانا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور کے فتنوں کی طرف اشارہ ہے اور رسی جڑنے کے بعد پھر اوپر چلے جانا ان فتنوں میں سیدنا عثمان رضی اللہ کے حق پر ہونے کی دلیل ہے۔

آج جو لوگ اس دور کے باغیوں، فسادیوں اور فتنہ پرور لوگوں کے لگائے ہوئے الزامات کو اچھالتے اور ہوا دیتے ہوئے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے کہ وہ تو اپنے پیش رو تینوں احباب رسول اللہ ﷺ اور شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح اوپر چلے گئے اور ان کے ساتھ جنّت میں اکٹھے ہو گئے، اور تم بغض صحابہ میں اپنا نامہ اعمال سیاہ کر رہے ہو۔

٣۔ دین اور شریعت وہی ہے جو منزل من اللہ ہو۔ زمین پر گھڑی ہوئی شریعتیں فتاوے اور اقوال، شریعت نہیں ہو سکتے نہ ہی ان کے ذریعے ایمان کی حلاوت اور مٹھاس حاصل کی جا سکتی ہے۔

٤۔ بڑی شخصیت موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر کسی بھی سوال کا جواب نہیں دینا چاہئے۔ آج عوام کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ اگر کوئی اپنے امام، خطیب، عالم دین سے مسئلہ پوچھے تو ان صاحب کے بولنے سے پہلے ہی عوام میں سے کئی ایک "مُفتی" حضرات جواب دینا شروع کر دیتے ہیں یہ طریقہ کار مناسب نہیں۔ اپنے استاد، مرشد، امام، خطیب کا ادب و احترام، سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھئے۔

٥۔ جن مسائل میں شریعت (قرآن و حدیث) نے باوجود پیش آنے کے خاموشی اختیار کی ہو وہاں اپنی طرف سے ان کا حکم نہیں بیان کرنا چاہئے اور نہ ہی ایسے معاملات کو کریدنا چاہیے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قسم دینے کے باوجود جواب ارشاد نہیں فرمایا۔ (ﷺ)

2294: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى بِنَا الصُّبْحَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ وَقَالَ ((هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا)).

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ جب ہمیں صبح کی نماز پڑھاتے تو لوگوں (صحابہ کرام) کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: "کیا تم میں سے کسی نے آج رات خواب دیکھا ہے؟"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَوْفٍ وَجَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قِصَّةٍ طَوِيلَةٍ. قَالَ وَهَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ هَذَا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث عوف اور جریر بن حازم عن ابی رجاء عن سمرہ کی سند سے نبی ﷺ سے ایک طویل قصے کے بارے میں روایت کی جاتی

الْحَدِيثَ عَنْ وَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ مُخْتَصَرًا.

ہے۔اور محمد بن بشار نے اسی طرح اس حدیث کو وہب بن جریر سے مختصر روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ١/١٩٨-١٩٩، اخرجه البغوي: ٢٠٥٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٨٤٥، ١٣٨٦، صحيح مسلم: ٢٢٧٥، مسند احمد : ٢٠٠٩٤، ابن حبان: ٦٥٥، ٤٦٥٩

فوائد الحدیث: ا۔ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ آپ ﷺ اکثر فجر کی نماز کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھتے کہ رات کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو وہ بیان کرے اگر کوئی صحابی خواب بیان کرتا تو آپ ﷺ اس کی تعبیر فرما دیتے، یا آپ ﷺ نے خود کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان فرماتے اور ساتھ ہی اس کی تعبیر بھی فرما دیتے۔

۲۔ یہ آپ ﷺ کا فجر کی نماز کے بعد معمول تھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعلیم و تربیت کا حصہ بھی اس سے فجر کی نماز کے بعد خصوصی طور پر درس قران و حدیث اور وعظ و نصیحت کا ثبوت ملتا ہے۔ جب تک ہماری مساجد میں فجر کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا اس وقت تک عقیدہ توحید و رسالت کی ترویج و اشاعت بھی ہوتی رہی اور لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح بھی۔ اس وقت جو قریہ قریہ بستی بستی اہل حدیث کی مساجد کا جال بچھا ہوا نظر آتا ہے یہ اسی عصر زریں میں ہمارے سلف صالحین عُلماء کرام کی محنَت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جب سے خطباء حضرات دیہاڑی دار ہوئے ہیں اور مساجد کی انتظامیہ کو رنگ راگ کے چسکے کی لت پڑی ہے تبلیغ کا یہ سلسلہ رک سا گیا ہے۔ اور خود ہم اپنے آپ میں بھی عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کا وہ معیار باقی نہیں رکھ پائے جو اس امت کا طرہ امتیاز تھا۔

اللہ کرے وہ بہاریں پھر ہمارے گلشن میں عود کر آئیں کہ موجودہ صورتحال کو دیکھ کر دل بہت دکھی اور اداس ہوتا ہے۔ عُلماء کرام اور مساجد کی انتظامیہ کو پوری سنجیدگی سے اس پر غور کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (العنکبوت ٦٩)

"اور جو لوگ ہمارے راستے میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں ضرور اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

۳۔ اس حدیث میں جو طویل واقعہ ہے وہ صحیح بخاری جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۰۴۳ کتاب التعبیر میں موجود ہے۔ اور بہت ہی نصیحت آموز ہے۔ اختصار کے پیش نظر صرف ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ جو باتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اکثر کیا کرتے تھے ان میں یہ بھی تھی تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے، بیان کیا کہ پھر جو چاہتا اپنا خواب آپ ﷺ سے بیان کرتا اور آپ ﷺ نے ایک صبح کو فرمایا، رات میرے پاس دو آنے والے آئے اور انہوں نے مجھے اٹھایا اور مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو، میں ان کے ساتھ چل دیا۔ پھر ہم ایک لیٹے ہوئے شخص کے پاس آئے جس کے پاس ایک دوسرا شخص پتھر لیے کھڑا تھا اور اس کے سر پر پتھر پھینک کر مارتا تو اس کا سر اس سے پھٹ جاتا ہے لیکن وہ شخص پتھر کے پیچھے جاتا اور اسے اٹھالاتا اور اس لیٹے ہوئے شخص تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر ٹھیک ہو جاتا جیسا کہ پہلے تھا۔ کھڑا شخص پھر اسی طرح پتھر اس پر مارتا اور وہی صورتیں پیش آئیں جو پہلے پیش آئیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ان دونوں سے پوچھا۔ سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ فرمایا کہ مجھ سے انہوں نے کہا کہ آگے بڑھو آگے بڑھو فرمایا: کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ

کے بل لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا اس کے پاس لوہے کا آنکڑا لیے کھڑا تھا۔ اور یہ اس کے چہرے کے ایک طرف آتا اور اس کے ایک جبڑے کو گدی تک چیرتا اور اس کی ناک کو گدی تک چیرتا اور اس کی آنکھ کو گدی تک چیرتا۔ (عوف نے) بیان کیا کہ بعض دفعہ ابو رجاء (راوی حدیث) نے "فیشق" کہا، (رسول اللہ ﷺ) نے بیان کیا کہ پھر وہ دوسری طرف جاتا اور پھر بھی اسی طرح چیرتا جس طرح اس نے پہلی جانب کیا تھا۔

وہ ابھی دوسری جانب سے فارغ نہیں ہوتا تھا کہ پہلی جانب اپنی پہلی صحیح حالت میں لوٹ آتی، پھر دوبارہ وہ اسی طرح کرتا جس طرح اس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ (اس طرح برابر ہو رہا ہے) فرمایا کہ میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلو، آگے چلو (ابھی کچھ نہ پوچھو) چنانچہ ہم آگے چلے پھر ہم ایک تنور جیسی چیز پر آئے۔ راوی نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کہا کرتے تھے کہ اس میں شور و آواز تھی، کہا کہ پھر ہم نے اس میں جھانکا تو اس کے اندر کچھ ننگے مرد اور عورتیں تھیں اور ان کے نیچے سے آگ کی لپٹ آتی تھی۔ جب آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو وہ چلانے لگتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا چلو چلو، فرمایا کہ ہم آگے بڑھے اور ایک نہر پر آئے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے کہا کہ وہ خون کی طرح سرخ تھی اور اس نہر میں ایک شخص تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے ایک دوسرا شخص تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے تھے۔ اور یہ تیرنے والا تیرتا ہوا جب اس شخص کے پاس پہنچتا جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے تو یہ اپنا منہ کھول دیتا اور کنارے کا شخص اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا وہ پھر تیرنے لگتا اور پھر اس کے پاس لوٹ کر آتا اور جب بھی اس کے پاس آتا تو اپنا منہ پھیلا دیتا اور یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔

فرمایا کہ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمایا کہ انہوں نے کہ آگے چلو آگے چلو، فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک نہایت بدصورت آدمی کے پاس پہنچے، جتنے بدصورت تم نے دیکھے ہونگے ان میں سب سے زیادہ بدصورت۔ اس کے پاس آگ جل رہی تھی اور وہ اسے جلا رہا تھا اور اس کے چاروں طرف دوڑتا تھا (نبی ﷺ) نے فرمایا کہ میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا چلو چلو۔ ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے باغ میں پہنچے جو ہرا بھرا تھا اور اس میں موسم بہار کے سب پھول تھے اس باغ کے درمیان میں بہت لمبا ایک شخص تھا، اتنا لمبا تھا کہ میرے لیے اس کا سر دیکھنا دشوار تھا کہ وہ آسمان سے باتیں کرتا تھا اور اس شخص کے چاروں طرف بہت سے بچے تھے کہ اتنے کبھی نہیں دیکھے۔

(نبی ﷺ) فرمایا کہ میں نے پوچھا یہ کون ہے، یہ بچے کون ہیں؟ فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلو چلو۔ فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک عظیم الشان باغ تک پہنچے، میں نے اتنا بڑا اور اتنا خوبصورت باغ کبھی نہیں دیکھا تھا ان دونوں نے کہا کہ اس پر چڑھیے، ہم اس پر چڑھے تو ایک ایسا شہر دکھائی دیا جو اس طرح بنا تھا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی تھی اور ایک اینٹ چاندی کی۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے تو ہم نے اس کو کھلوایا۔ وہ ہمارے لیے کھولا گیا اور ہم اس میں داخل ہوئے، ہم نے اس میں ایسے لوگوں سے ملاقات کی جن کے جسم کا نصف حصہ نہایت خوبصورت تھا اور دوسرا نصف نہایت بدصورت (نبی ﷺ نے) فرمایا کہ دونوں ساتھیوں نے ان لوگوں سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ، ایک نہر سامنے بہہ رہی تھی۔ اس کا پانی انتہائی سفید تھا وہ لوگ گئے اور اس میں کود گئے، پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کا پہلا عیب جا چکا تھا اور اب وہ نہایت خوبصورت ہو گئے تھے۔

(نبی ﷺ نے) فرمایا کہ ان دونوں نے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ کی منزل ہے (نبی ﷺ نے) فرمایا کہ میری نظر اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل اوپر نظر آیا فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کی منزل ہے فرمایا کہ میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ

تمہیں برکت دے، مجھے اس میں داخل ہونے دو۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت تو آپ نہیں جاسکتے، لیکن ہاں آپ اس میں ضرور جائیں گے۔ فرمایا کہ میں نے ان سے کہا کہ آج رات میں نے عجیب وغریب چیزیں دیکھی ہیں یہ چیزیں کیا تھیں جو میں نے دیکھی ہیں۔

فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم آپ کو بتائیں گے۔ پہلا شخص جس کے پاس آپ گئے تھے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جارہا تھا یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا تھا اور پھر اسے چھوڑ دیتا اور فرض نماز چھوڑ کر سو جاتا، اور وہ شخص جس کے پاس گئے اور جس کا جبڑا گدی تک اور ناک گدی تک آنکھ گدی تک چیری جارہی تھی یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹی خبر تراشتا، جو دنیا میں پھیل جاتی۔ اور وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور میں آپ نے دیکھے وہ زناکار مرد اور عورتیں تھیں۔ وہ شخص جس کے پاس آپ اس حال میں گئے کہ وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر دیا جاتا تھا وہ سود کھانے والا ہے۔

اور وہ شخص جو بدصورت ہے اور جہنم کی آگ بھڑکا رہا ہے اور اس کے چاروں طرف چل پھر رہا ہے وہ جہنم کا داروغہ مالک نامی ہے۔ اور وہ لمبا شخص جو باغ میں نظر آیا وہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے چاروں طرف ہیں تو وہ بچے ہیں جو بچپن میں ہی فطرت پر مرگئے ہیں" بیان کیا کہ اس پر بعض مسلمانوں نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا مشرکین کے بچے بھی ان میں داخل ہیں؟

نبی ﷺ نے فرمایا: ہاں مشرکین کے بچے بھی (ان میں داخل ہیں) اب رہے وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا بدصورت تھا تو یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے عمل کے ساتھ برے عمل بھی کیے، اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو بخش دیا۔

(ترجمہ: شیخ الحدیث مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ)

33

أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

گواہیوں کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّهَدَاءِ أَيُّهُمْ خَيْرٌ

بہترین گواہ

2295: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي عَمْرَةَ الأَنْصَارِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا)).

سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں بہترین گواہ کے متعلق نہ بتاؤں وہ جو گواہی طلب کیے جانے سے پہلے ہی گواہی پیش کر دے۔“

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٨٧١-١٨٧٢، اخرجه الطبراني في الكبير: ٥١٨٣، البيهقي: ١٠/١٥٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٧١٩، سنن ابو داود: ٣٥٦٩، سنن ابن ماجه: ٢٣٦٤، سنن النسائی فی الکبری: ٦٠٢٩، مسند احمد: ١٧٠٤٠، صحيح ابن حبان: ٥٠٧٩

2296: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ نَحْوَهُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ.

سیّدنا عبداللہ بن مسلمہ نے مالک سے اسے روایت کیا اور انہوں نے کہا: ابن ابی عمرہ۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

وَأَكْثَرُ النَّاسِ يَقُولُونَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ وَاخْتَلَفُوا عَلَى مَالِكٍ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ فَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي عَمْرَةَ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمْرَةَ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ الأَنْصَارِيُّ

اکثر لوگ بیان کرتے ہیں: عبدالرحمن بن ابی عمرہ۔ اس حدیث کو روایت کرنے میں انہوں نے مالک پر اختلاف کیا ہے، ان میں سے بعض نے اسے ابو عمرہ سے روایت کیا ہے، اور بعض نے ابن ابی عمرہ سے روایت کیا ہے، اور یہ عبدالرحمن بن ابی عمرہ

وَهَذَا أَصَحُّ لأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ غَيْرُ هَذَا الْحَدِيثِ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ أَيْضًا وَأَبُو عَمْرَةَ مَوْلَى زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ وَلَهُ حَدِيثُ الْغُلُولِ وَأَكْثَرُ النَّاسِ يَقُولُونَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ.

اور یہ زیادہ صحیح ہے کیونکہ یہ مالک کی روایت کے علاوہ عبدالرحمن بن ابی عمرہ عن زید بن خالد کی سند سے بھی روایت کی گئی ہے اور ابن ابی عمرہ عن زید بن خالد کی سند سے اس حدیث کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔ اور وہ حدیث بھی صحیح ہے۔ ابو عمرہ، زید بن خالد جہنی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اور اس کے لیے حدیثِ غلول ہے جبکہ اکثر لوگ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ کہتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٧١٩، سنن ابو داود: ٣٥٦٩، سنن ابن ماجه: ٢٣٦٤، سنن النسائی فی الکبری: ٦٠٢٩، مسند احمد : ١٧٠٤٠، صحیح ابن حبان: ٥٠٧٩

2297: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ ابْنُ بِنْتِ أَزْهَرَ السَّمَّانِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((خَيْرُ الشُّهَدَاءِ مَنْ أَدَّى شَهَادَتَهُ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا)).

سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بہترین گواہ وہ ہے جو اپنی گواہی ادا کر دے اس سے پہلے کہ اس کے متعلق اس سے پوچھا جائے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح بما قبله) دیکھیں حدیث ۲۲۹۵۔ بعض نے اس کو ابی بن عباس کے ضعف کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٧١٩، سنن ابو داود: ٣٥٦٩، سنن ابن ماجه: ٢٣٦٤، سنن النسائی فی الکبری: ٦٠٢٩، مسند احمد : ١٧٠٤٠، صحیح ابن حبان: ٥٠٧٩

فوائد الحدیث: انسان اگر کسی معاملے کا گواہ ہو تو بوقت ضرورت اس کو گواہی دینی چاہئے تاکہ حق دار کو اس کا حق مل سکے اور کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ اگر کوئی شخص بوقت ضرورت گواہی چھپاتا ہے تو وہ گناہ گار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ (البقرہ ٢٨٣)

”اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو اسے چھپائے گا تو وہ گنہگار دل والا ہے۔“

جبکہ ایسے موقعہ پر اگر کوئی ایسا شخص گواہی دیتا ہے جس کو کسی نے گواہی کا کہا بھی نہیں اور اس کے متعلق معلوم بھی نہ تھا کہ وہ گواہی دے گا، لیکن اس شخص نے بغیر کسی ذاتی مفاد کے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے، اپنے مسلمان بھائی کو ظلم سے بچانے اور اسے اس کا حق دلانے کے

لیے گواہی دی تو ناطق وحی پیغمبر ﷺ نے اسے بہترین گواہ قرار دیا ہے۔ اس لیے ہمیں بھی ذاتی تعلقات یا مفادات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بالکل حق اور سچ کے ساتھ گواہی دینی چاہئے۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ لَا تَجُوزُ شَهَادَتُهُ

کس کی گواہی جائز نہیں؟

2298: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ وَلَا مَجْلُودٍ حَدًّا وَلَا مَجْلُودَةٍ وَلَا ذِي غِمْرٍ لِأَخِيهِ وَلَا مُجَرَّبِ شَهَادَةٍ وَلَا الْقَانِعِ أَهْلَ الْبَيْتِ لَهُمْ وَلَا ظَنِينٍ فِي وَلَاءٍ وَلَا قَرَابَةٍ)). قَالَ الْفَزَارِيُّ الْقَانِعُ التَّابِعُ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیانت کرنے والے مرد اور عورت کی گواہی جائز ہے نہ کسی ایسے مرد اور عورت کی جس پر حد نافذ کی جا چکی ہو اور نہ ہی کسی ایسے شخص کی جس کی کسی سے عداوت ہو، کسی (جھوٹی) گواہی میں آزمودہ شخص کی گواہی بھی قبول نہیں، کسی گھرانے کے تابع شخص کی اس گھرانے کے بارے میں گواہی قبول کی جائے گی نہ ہی ولاء اور قرابت میں نا اعتبار شخص کی۔'' فزاری نے کہا کہ ''قانع'' سے مراد ''تابع'' ''ماتحت آدمی ہے''۔

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيِّ. وَيَزِيدُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَلَا يُعْرَفُ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ.

یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے یزید بن زیاد دمشقی کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں جبکہ یزید کو حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے، اور یہ حدیث زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے صرف اسی کی حدیث سے معلوم و معروف ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ وَلَا نَعْرِفُ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ وَلَا يَصِحُّ عِنْدِي مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کا معنی بھی نہیں جانتے اور میرے نزدیک یہ سند کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں۔

وَالْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي هَذَا أَنَّ شَهَادَةَ الْقَرِيبِ جَائِزَةٌ لِقَرَابَتِهِ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي شَهَادَةِ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ وَالْوَلَدِ لِوَالِدِهِ وَلَمْ يُجِزْ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ شَهَادَةَ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ وَلَا الْوَلَدِ لِلْوَالِدِ.

اہل علم کا اس بارے میں عمل اس پر ہے کہ قریبی رشتے دار کی اپنے قریبی رشتے دار کے بارے میں گواہی جائز ہے۔ اہل علم کا والد کی اولاد کے حق میں اور اولاد کی والد کے حق میں گواہی دینے کے بارے میں اختلاف ہے، اکثر اہل علم نے مذکورہ بالا شہادت و گواہی کو جائز قرار نہیں دیا۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا كَانَ عَدْلًا فَشَهَادَةُ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ جَائِزَةٌ وَكَذَلِكَ شَهَادَةُ الْوَلَدِ لِلْوَالِدِ. وَلَمْ يَخْتَلِفُوا فِي شَهَادَةِ الْأَخِ لِأَخِيهِ أَنَّهَا جَائِزَةٌ وَكَذَلِكَ شَهَادَةُ كُلِّ

بعض اہل علم نے کہا ہے: جب وہ عادل ہو تو والد کی اولاد کے حق میں گواہی جائز ہے اسی طرح اولاد کی والد کے حق میں، انہوں نے بھائی کی بھائی کے حق میں گواہی کے بارے میں کوئی

قَرِيبٍ لِقَرِيبِهِ.

اختلاف نہیں کیا کہ وہ جائز ہے، اسی طرح ہر رشتے دار کی اپنی رشتے دار کے حق میں گواہی۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا تَجُوزُ شَهَادَةٌ لِرَجُلٍ عَلَى الآخَرِ وَإِنْ كَانَ عَدْلاً إِذَا كَانَتْ بَيْنَهُمَا عَدَاوَةٌ.

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: جب دو آدمیوں کے درمیان عداوت ہو تو پھر ایک کی دوسرے کے خلاف گواہی جائز نہیں خواہ وہ شخص عادل ہو۔

وَذَهَبَ إِلَى حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً ((لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ صَاحِبِ إِحْنَةٍ)). يَعْنِي صَاحِبَ عَدَاوَةٍ وَكَذٰلِكَ مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ حَيْثُ قَالَ ((لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ صَاحِبِ غُمْرٍ لأَخِيهِ)) يَعْنِي صَاحِبَ عَدَاوَةٍ.

اور انہوں نے عبدالرحمن اعرج کی نبی ﷺ سے حدیث کو اختیار کیا ہے کہ "دشمنی والے کی شہادت جائز نہیں"۔ اسی طرح اس حدیث کا معنی جس میں ہے کہ (تجوز شهادة صاحب غمر لاخيه) سے مراد ہے (صاحب عداوة) "دشمنی والا"۔

حكم الحديث: (ضعيف) الارواء: ٢٦٧٥، تخريج المشكاة: ٣٧٨١ التحقيق الثاني، ضعيف الجامع الصغير: ٦١٩٩

تخريج الحديث: شرح مشكل الآثار: ٤٨٦٦، سنن الدارقطني: ٤/٢٤٤، سنن كبرىٰ للبيهقي: ١٠/١٥٥، شرح السنة: ٢٥١٠

فوائد الحديث: ا۔ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے اس لیے حجت نہیں ہو سکتی لیکن بعض احادیث سے شہادت کے متعلق جو اصول و ضوابط ثابت ہیں ان کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے۔

ا۔ مخالف فریق جس شہادت اور گواہی پر بھی راضی ہو جائیں وہ قبول کر لی جائے گی کیونکہ بعض لوگ اس قدر عادل اور صادق ہوتے ہیں کہ دشمن بھی ان کی سچائی اور عدل و انصاف کا معترف ہوتا ہے۔

۲۔ جن لوگوں کے مفادات مشترکہ ہونگے ان کی ایک دوسرے کے حق میں گواہی قبول نہیں کیونکہ خدشہ ہے کہ وہ اپنے مفادات کی خاطر گواہی میں انصاف نہیں کریں گے۔

۳۔ کسی عداوت، دشمنی وغیرہ کی وجہ سے خطرہ ہو کہ وہ عدل و انصاف سے گواہی نہیں دے گا تو اس کی گواہی بھی رد کی جا سکتی ہے۔

بہر حال گواہی کے لیے اصول وہی ہے جو پہلی صورت میں بیان ہوا ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ

جھوٹی گواہی کا حکم

2299: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ الأَسَدِيِّ عَنْ فَاتِكِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ أَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ إِشْرَاكًا بِاللهِ)). ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ (فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ

سیّدنا ایمن بن خریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: 'لوگو! جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔"

الأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ وَاخْتَلَفُوا فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ. وَلَا نَعْرِفُ لأَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ سَمَاعًا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف سفیان بن زیاد کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ انہوں نے اس حدیث کے سفیان بن زیاد سے روایت کرنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ ایمن بن خریم کے نبی ﷺ سے سماع کے متعلق ہم نہیں جانتے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٥١٨، تخريج الايمان لابن سلام: ٤٩ و ١١٨، المشكاة: ٣٧٧٩-٣٧٨٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٦٠٣

2300: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ الْعُصْفُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ النُّعْمَانِ الأَسَدِيِّ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الأَسَدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ ((عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالشِّرْكِ بِاللهِ)). ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الآيَةَ (وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ) إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

سیّدنا خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو سیّدھے کھڑے ہو کر فرمایا: ”جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دی گئی ہے۔“ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔“ آخر آیت تک۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا عِنْدِي أَصَحُّ. وَخُرَيْمُ بْنُ فَاتِكٍ لَهُ صُحْبَةٌ وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَادِيثَ وَهُوَ مَشْهُورٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے نزدیک یہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔ خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں اور وہ مشہور ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذى: ٣٩، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٣٥/٢٣

تخریج الحدیث: اخرجه احمد في المسند: ١٧٨/٤ و ٢٣٣ و ٣٢٢، ابن جرير في تفسيره: ١٥٤/١٧

فوائد الحدیث: ۱۔ جھوٹ بولنا تو عام حالات اور معاملات میں کبیرہ گناہ ہے اور لعنت کا موجب ہے چہ جائیکہ کسی ایسی گواہی کے وقت بولا جائے جب اس کی شہادت اور گواہی کی وجہ سے کوئی شخص اپنے حق سے محروم ہو جائے۔ اس وقت تو اس کی سنگینی مزید بڑھ جاتی ہے۔

۲۔ یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں البتہ آئندہ روایت سے جھوٹی گواہی کا کبیرہ گناہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

2301: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ)). قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ.

سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟“ صحابہ کرام نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ضرور بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا،

قَالَ ((الإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَوْ قَوْلُ الزُّورِ)). قَالَ فَمَا زَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.

والدین کی نافرمانی کرنا (انہیں ستانا) اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کرنا۔" راوی نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ یہ بات دہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا: کاش کہ آپ ﷺ اب نہ فرمائیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه — غاية المرام: ٢٧٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٦٥٤، صحيح مسلم: ٨٧، مسند احمد : ٢٠٣٨٥

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے شرک، والدین کی نافرمانی جیسے بڑے بڑے گناہوں میں جھوٹی گواہی کو بھی شامل کر لیا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ کے کسی امتی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کا ارتکاب کرے۔

4- بَابُ مِنْهُ [يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ وَيَحْلِفُ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ]

جھوٹ عام ہو جائے گا حتیٰ کہ آدمی گواہی دے گا جبکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی، آدمی قسم اٹھائے گا جبکہ اس سے قسم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا

2302: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ مِنْ بَعْدِهِمْ يَتَسَمَّنُونَ وَيُحِبُّونَ السِّمَنَ يُعْطُونَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلُوهَا)).

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔" تین بار فرمایا: پھر ان کے بعد لوگ آئیں گے وہ موٹے ہو جائیں گے اور موٹاپے کو پسند کریں گے، وہ گواہی دیں گے اس سے پہلے کہ ان سے گواہی طلب کی جائے گی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الأَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ وَأَصْحَابُ الأَعْمَشِ إِنَّمَا رَوَوْا عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اعمش عن علی بن مدرک کی روایت سے غریب ہے۔ اعمش کے شاگردوں نے اعمش عن ہلال بن یساف عن عمران بن حصین کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیے حدیث: ۲۲۲۱۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٩٨٢٠

فوائد الحدیث: یعنی جھوٹ اس قدر عام ہو جائے گا کہ لوگ ہمہ وقت جھوٹی قسم اٹھانے اور جھوٹی گواہی دینے کے لیے تیار نظر آئیں گے حالانکہ ان کے ناقابل اعتماد ہونے کی وجہ سے ان سے قسم نہیں لی جائے گی اور نہ ہی ان سے گواہی طلب کی جائے گی۔

2303: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ يِسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ. قَالَ وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ ((يُعْطُونَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلُوهَا)). إِنَّمَا يَعْنِي شَهَادَةَ الزُّورِ يَقُولُ يَشْهَدُ أَحَدُهُمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُسْتَشْهَدَ

بیان کیا ہم کو ابو عمار حسین بن حریث نے حدثنا وکیع عن الاعمش حدثنا ہلال بن یساف عن عمران بن حصین کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل۔ اور یہ حدیث محمد بن فضیل کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ نیز فرمایا بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث (گواہی دیں گے اس سے پہلے کہ ان سے گواہی طلب کی جائے) کا معنی ہے کہ "جھوٹی گواہی دینا"۔ ان میں سے کوئی گواہی دے گا جبکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی گئی۔

وَبَيَانُ هَذَا فِي حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ وَيَحْلِفُ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ)).

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔ پھر جھوٹ عام ہو جائے گا حتیٰ کہ آدمی گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی، آدمی قسم اٹھا جائے گا حالانکہ اس سے قسم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔"

وَمَعْنَى حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ ((خَيْرُ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا)). هُوَ عِنْدَنَا إِذَا أُشْهِدَ الرَّجُلُ عَلَى الشَّيْءِ أَنْ يُؤَدِّيَ شَهَادَتَهُ وَلَا يَمْتَنِعَ مِنَ الشَّهَادَةِ هَكَذَا وَجْهُ الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

اور وہ جو حدیث ہے: "بہترین گواہ وہ ہے کہ جو گواہی کے مطالبہ سے پہلے گواہی دے دے" اس کا معنی یہ ہے جب آدمی نے کوئی چیز / کوئی واقعہ دیکھا ہو تو وہ اس کی گواہی دے دے اور وہ گواہی دینے سے انکار نہ کرے۔
بعض اہل علم کے نزدیک اس کی توجیہ اسی طرح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) مجمع الزوائد: ١٠/١٩

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٣٦٣، سنن النسائی فی الکبری: ٩٢١٩- ٩٢٢٦، مسند احمد: ١١٤، ١٧٧، صحیح ابن حبان: ٤٥٧٦، ٥٥٨٦، ٦٧٢٨، ٧٢٥٤

فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص کسی کو ظلم اور حق تلفی سے بچانے کے لیے سچی گواہی دے اگرچہ اس میں کئی قسم کی رکاوٹیں بھی ہوں تو یہ نا صرف کہ جائز ہے بلکہ یہ گواہ سب سے بہترین قرار دیا گیا ہے۔

كَمُلَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كِتَابُ الشَّهَادَاتِ وَيَلِيهِ كِتَابُ الزُّهْدِ

34

أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

زہد کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الصِّحَّةَ وَالْفَرَاغَ نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ

صحت اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن کی اکثر لوگ قدر نہیں کرتے

2304: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَسُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ صَالِحٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی اکثر لوگ قدر نہیں کرتے: صحت اور فراغت۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا یحییٰ بن سعید حدثنا عبداللہ بن سعید بن ابی ہند عن ابیہ عن ابن عباس کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اس باب میں سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَرَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ فَرَفَعُوهُ وَأَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو کئی ایک نے عبداللہ بن سعید بن ابی ہند کے حوالے سے مرفوع اور بعض نے موقوف بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھئے بخاری، اخرجه ابن المبارك في الزهد: ١، والحاكم: ٤/٣٠٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤١٢، سنن ابن ماجه: ٤١٧٠، مسند احمد : ٢٣٤٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی انسان پر بیشمار نعمتیں ہیں کہ اگر آدمی ان کو شمار کرنا چاہے تو شمار نہیں کر سکتا۔ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللهِ لَا تُحْصُوهَا (النحل ١٨) لیکن دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جو انسانی زندگی میں بڑی اہمیت کی حامل ہیں لیکن افسوس ہے کہ انسان اس قدر ان دونوں کے متعلق بے حسی، لاپرواہی اور خسارے کا شکار ہے۔ ایک ہے صحت اور دوسری ہے فرصت اور فراغت، کہ انسان صحت میں عبادت کے وہ امور سرانجام دے سکتا ہے جو بیماری کی حالت میں ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جاتے ہیں اور اپنے فارغ وقت کو بھی اللہ تعالیٰ کی یاد، عبادت اور دینی امور میں صرف کرنے کی بجائے لہو ولعب اور فضول و بے ہودہ کاموں میں گزار کر ضائع کر لیتا ہے اور جب مصروفیتیں سر پڑتی ہیں تو پھر سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اس لیے ہمیں چاہئے کہ ہم ان دونوں نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آخرت کے لیے کچھ سامان کر لیں کہ زندگی ایک مہلت ہے نا جانے کب یہ مہلت ختم ہو جائے۔

2- بَابُ مَنِ اتَّقَى الْمَحَارِمَ فَهُوَ أَعْبَدُ النَّاسِ

محارم سے بچنے والا سب سے زیادہ عابد ہے

2305: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي طَارِقٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ يَأْخُذُ عَنِّي هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ أَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ)). فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! فَأَخَذَ بِيَدِي فَعَدَّ خَمْسًا وَقَالَ ((اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ وَأَحْسِنْ إِلَى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کون مجھ سے یہ کلمات حاصل کرتا ہے، پس وہ ان پر عمل کرے یا ان پر عمل کرنے والے کو ان کی تعلیم دے؟“ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پانچ چیزیں گنوائیں اور فرمایا: ”محارم سے بچ جا تو سب سے زیادہ عابد بن جائے گا، اللہ نے تیری قسمت میں جو لکھ دیا ہے اس پر راضی ہو جا تو سب سے زیادہ مال دار / بے نیاز ہو جائے گا، اپنے ہم سائے کے ساتھ اچھا سلوک کر تو مومن بن جائے گا، جو چیز اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی چیز دوسروں کے لیے پسند کر تو مسلم بن جائے گا اور زیادہ ہنسا نہ کر کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف جعفر بن سلیمان کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

وَالْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ شَيْئًا هَكَذَا رُوِيَ عَنْ أَيُّوبَ وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ قَالُوا لَمْ يَسْمَعِ

حسن نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔ ایوب، یونس بن عبید اور علی بن زید سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے

الْحَسَنُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَرَوَى أَبُو عُبَيْدَةَ النَّاجِيُّ عَنِ الْحَسَنِ هَذَا الْحَدِيثَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور انہوں نے کہا حسن نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور ابو عبیدہ ناجی نے حسن سے اس حدیث کو اس کا قول روایت کیا اور اس میں عن ابی ہریرہ عن النبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٣٠، تخريج المشكاة: ١٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢١٧، مسند احمد : ٨٠٩٥

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کا نام ہی عبادت ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ جو حکم دیں اسے خوشی سے اس کی روح کے مطابق بجالائے۔

(۲) اللہ تعالیٰ جن امور سے منع فرمادیں پوری استقامت کے ساتھ ان سے باز رہے۔ نیکی کرنے کی بجائے گناہ اور برائی سے بچنا زیادہ مشکل ہوتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حرام کاموں سے بچو، سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے، کیونکہ جو گناہ سے بچ جاتا ہے اس کے لیے نیکی آسان ہو جاتی ہے۔

۲۔ انسان کو ہمیشہ قناعت پسند یعنی اللہ تعالیٰ کی موجود اور میسر نعمتوں پر راضی ہونا اور رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے غنی کر دے گا۔

۳۔ اپنے پڑوسیوں سے حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے یہ ایمان کی علامت ہے۔

۴۔ جو چیز انسان اپنے لیے پسند کرے وہی دوسرے لوگوں کے لیے پسند کرے تو پھر یہ مسلمان ہے۔ اور چیزوں سے مراد دنیا میں کھانے پینے پہننے وغیرہ کی چیزیں ہی مراد نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ عقائد و اعمال اور اخروی زندگی میں شرف و فضل جو آدمی اپنے لیے پسند کرتا ہے اسے چاہئے کہ دوسروں کے عقائد بھی درست اور پختہ کرے، اور دوسروں کے اعمال بھی سنت کے مطابق بنانے کی خواہش رکھے اور اس کے لئے مقدور بھر کوشش بھی کرے تاکہ آخرت میں دوسرے بھائی کو بھی وہی مقام و مرتبہ ملے جس کی یہ خود خواہش رکھتا ہے اور اگر انسان صرف اپنے لیے ہی طمع کرے اور دوسروں کے لیے یہ پسند نہ کرے تو یہ بات اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

۵۔ دنیا میں رہ کر انسان کو زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کاریگری پر غور و فکر کرتے رہنا چاہئے تاکہ اس کا شکر بھی ادا ہوتا رہے اور انسان نافرمانی سے بھی بچا رہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ زیادہ ہنسنے اور کھیل تماشے میں مبتلا ہونے سے بچے اور خاموشی کی عادت بنائے۔

لیکن اس کی آڑ میں عبوساً قمطریراً، کا نمونہ نہیں بن جانا چاہئے۔

۶۔ قرآن و حدیث کا علم ہمیشہ عمل کرنے کی نیت سے سیکھنا چاہئے اور اس لیے دوسروں کو سکھانا چاہئے کہ وہ بھی اس پر عمل کریں تاکہ ان کی آخرت کی زندگی سنور جائے اور میرے لیے بھی صدقہ جاریہ بن جائے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُبَادَرَةِ بِالْعَمَلِ

نیک عمل کرنے میں جلدی کرنا

2306: حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ مُحَرَّرِ بْنِ هَارُونَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سات سے پہلے پہلے اعمال کرنے میں جلدی کرو: تم کو

ﷺ قَالَ ((بَادِرُوا بِالأَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تَنْظُرُونَ إِلَّا فَقْرًا مُنْسِيًا أَوْ غِنًى مُطْغِيًا أَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا أَوْ هَرَمًا مُفَنِّدًا أَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا أَوِ الدَّجَّالَ فَشَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ أَوِ السَّاعَةَ فَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ)).

صرف غافل کر دینے والے فقر، غربت یا سرکش کر دینے والی دولت مندی، یا فساد و بگاڑ پیدا کر دینے والے مرض، یا سٹھیا دینے والے بڑھاپے یا جلد آجانے والی موت یا دجال تک مہلت دی گئی ہے پس شر غائب ہے جس کا انتظار ہے یا قیامت؟ پس قیامت انتہائی تکلیف دہ اور پر کٹھن ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَرَّرِ بْنِ هَارُونَ وَقَدْ رَوَى بِشْرُ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ مُحَرَّرِ بْنِ هَارُونَ هَذَا. وَقَدْ رَوَى مَعْمَرٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَمَّنْ سَمِعَ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَقَالَ تَنْتَظِرُونَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو اعرج عن ابی ہریرہ کی حدیث سے صرف محرر بن ہارون کی روایت ہی کے حوالے سے جانتے ہیں۔ معمر نے اس حدیث کو اس شخص سے روایت کیا جس نے سعید مقبری سے سنا۔ وہ ابوہریرہ کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں اور اس میں یہ الفاظ ہیں "تَنْتَظِرُونَ"

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ١٦٦٦، محرر بن ہارون متروک ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٦٥٤٢، ٦٥٤٢، مستدرک حاكم: ٤/٣٢٠-، ٣٢١، شرح السنة: ٤٠٢٢

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ جب بھی انسان کو نیکی کا کوئی موقعہ عطا فرمائیں تو اسے فوراً موقعہ کی مناسبت سے آخرت کے لئے ذخیرہ کر لینا چاہئے نہ جانے اس کے بعد کیا صورت حال پیش آجائے کہ انسان خواہش کے باوجود نیکی نہ کر سکے، اور یہ مہلت ختم ہو جائے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ الْمَوْتِ

موت کے بارے میں

2307: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ)). يَعْنِي الْمَوْتَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لذتوں کو کاٹ دینے والی۔ یعنی: موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه ابن عدي في الكامل: ٥/١٨٦٤، الحاكم: ٤/٣٢١، صحيح الترمذي: ١٨٧٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٥٨، سنن النسائي: ٤/٤، مسند احمد: ٧٩٢٥، صحيح ابن حبان: ٢٩٩٢- ٢٩٩٥

فوائد الحدیث: جس شخص کو موت یاد ہو وہ نہ تو نیکی کرنے میں غفلت کرتا ہے اور نہ ہی گناہ میں کوئی رغبت رکھتا ہے۔ کیونکہ اسے یقین

ہوتا ہے کہ یہ دنیا کی تنگی اور عسرت عارضی ہے اس کی وجہ سے میں اپنی آخرت کی زندگی سنوارنے میں کمی کیوں کروں؟ اور یہ دنیا کی آسائش، آسانیاں اور عیش و عشرت بھی دائمی نہیں ان میں پڑ کر میں اپنی آخرت کو کیوں برباد کروں؟

لہٰذا ہمیں اکثر اپنی موت کو یاد کرتے ہوئے آخرت بنانے کی فکر میں لگے رہنا چاہیے۔

5- بَابُ [مَا جَآءَ فِي فَظَاعَةِ الْقَبْرِ وَإِنَّه أَوَّلُ مَنَازِلُ الْآخِرَةِ]

قبر کی ہولناکی اور یہ کہ وہ آخرت کی پہلی منزل ہے

2308: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بَحِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَ هَانِئًا مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ كَانَ عُثْمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى حَتَّى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ فَقِيلَ لَهُ تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْكِي وَتَبْكِي مِنْ هَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنَازِلِ الآخِرَةِ فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ)). قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ)).

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہانی نے بیان کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو روتے حتیٰ کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی، ان سے کہا گیا: آپ جنّت اور جہنم کا تذکرہ کرتے ہیں تو نہیں روتے جبکہ اس (قبر) سے روتے ہیں؟ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے پس اگر اس میں نجات مل گئی تو اس کے بعد جو ہے وہ اس سے آسان تر ہے، اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو پھر اس کے بعد جو ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے۔“ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے ایسا کوئی منظر نہیں دیکھا جو قبر سے زیادہ بھیانک ہو۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ يُوسُفَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف ہشام بن یوسف کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح الترمذي: ١٨٧٨، اخرجه الحاكم: ١/٣٧١، البيهقي: ٤/٥٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٦٧، مسند احمد : ٤٥٤

فوائد الحدیث: ۱۔ قبر آخرت کی گھاٹیوں سے پہلی گھاٹی یا مراحل میں سے پہلا مرحلہ ہے اگر یہاں پر کامیابی نصیب ہو گئی تو اللہ تعالیٰ آخرت کی منزلیں بھی آسان فرمادیں گے اور اگر خدانخواستہ یہی پر آدمی فیل ہو گیا تو آخرت کے معاملات تو اس سے بھی شدید تر ہیں۔

۲۔ قبر میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے انسان کو عقیدہ توحید پر پختہ ہونا چاہیے اس کے عقیدے میں کفر، شرک اور نفاق کی ملاوٹ نہیں ہونی چاہیے، اس کی زندگی سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزرنی چاہیے اور اسلام کی تعلیمات پر پورا پورا عمل کرنے سے ہی قبر میں منکر نکیر کے سوالوں کے صحیح جواب دینا ممکن ہو سکے گا، اور صرف اسی سے ہی قبر میں کامیابی ممکن ہے ورنہ بصورت دیگر یہ پہلا مرحلہ ہی جہنم کا گڑھا بن جائے گا۔ اعاذنا اللہ منہ

6- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ

جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے

2309: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ)).

سیّدنا عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند فرماتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا اللہ اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي مُوسَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، عائشہ، انس اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ حَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عبادہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیہ۔ دیکھیں حدیث ۱۰۶۶

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٥٠٧، صحیح مسلم: ٢٦٨٣، سنن النسائی: ٤/١٠، مسند احمد: ٢٢٦٩٦، صحیح ابن حبان: ٣٠٠٩

فوائد الحدیث: ۱۔ انسان کو اپنی زندگی کا ہر ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارنا چاہیے تاکہ جب بھی اسے موت کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا پیغام آئے تو یہ بخوشی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرے، ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ بھی اسے ملنا پسند فرمائیں گے۔

۲۔ اگر اس کی زندگی نافرمانی میں گزری تو پھر موت کے وقت یہ کچھ دیر کے لیے زندہ رہنا چاہے گا تاکہ نیکی کر سکے یا توبہ کر لے لیکن اسے پھر مہلت نہیں دی جائیگی۔ اس وقت یہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ملنا چاہے گا اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند نہیں کریں گے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنْذَارِ النَّبِيِّ ﷺ قَوْمَهُ

نبی ﷺ کا اپنی قوم کو ڈرانا

2310: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب یہ آیت: ''اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرائیں۔'' نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے صفیہ بنت عبدالمطلب!، اے فاطمہ بنت محمد (ﷺ)!، اے بنو عبدالمطلب! میں اللہ کے ہاں تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي مُوسَى وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اور اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابو موسیٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. هَكَذَا رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ نَحْوَ هَذَا وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض نے اسے اسی طرح ہشام بن عروہ سے اسی مانند روایت کیا ہے جبکہ بعض نے ہشام عن ابیہ عن النبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے اور اس میں عن عائشہ کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیے مسلم۔ اخرجه البيهقي: ٦/٢٨٠، ابن جرير في تفسيره: ١١٨/١٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٥، سنن النسائي: ٦/٢٥٠، مسند احمد: ٢٥٠٤٤

فوائد الحدیث: ۱۔ قیامت کے دن نجات کے لیے کوئی رشتے داری، عہدہ و منصب یا مال و دولت کام نہیں آئے گا بلکہ صرف اور صرف صحیح عقیدے و ایمان اور اعمال صالحہ کی بنیاد پر نجات ہوگی۔

• ۲۔ رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے بڑھ کر اور کون خاندان زیادہ عزت و شرف والا ہوگا اور آپ ﷺ سے رشتہ داری سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے۔ لیکن آپ ﷺ اپنی پھوپھی صاحبہ اور پیاری بیٹی کو مخاطب کر کے فرما دیتے ہیں کہ دنیا کے مال و دولت سے جو میرے پاس ہے کوئی مانگنا چاہو تو لے سکتی ہو۔ لیکن آخرت میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا لہٰذا صحیح عقیدہ و اعمال کا اہتمام کرنا۔

۳۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ مختار کل نہیں ہیں۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونے کی فضیلت

2311: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَسْعُودِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ڈر سے رونے والا شخص جہنم میں نہیں جائے گا حتیٰ کہ دودھ تھنوں میں واپس آجائے، اور اللہ کی راہ میں پہنچنے والا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب مین سیّدنا ابو ریحانہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ وَهُوَ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ رَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور محمد بن عبدالرحمن، آل طلحہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور وہ مدنی ہیں، ثقہ

وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ.

ہیں۔ شعبہ اور سفیان ثوری رحمہما اللہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة المصابيح: ٣٨٢٨، التعليق الرغيب: ١٦٦/٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٧٧٤، سنن النسائی: ٦/١٢ و ١٢-١٣ و ١٣-١٤ و ١٤، مسند احمد: ٧٤٨٠ و ١٠٥٦٠، صحيح ابن حبان: ٤٢٠٦ و ٤٦٠٧

فوائد الحدیث: ۱۔ جس شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر، خوف اور اللہ کریم کے سامنے کھڑے ہو کر حساب دینے کا احساس، تو پھر وہ شخص اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے روتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل نہیں کرے گا۔

۲۔ بات کو مزید پختہ کرنے کے لیے مثال دے کر سمجھایا ہے کہ جیسے جانور کے تھن سے دھویا ہوا دودھ واپس نہیں جاتا اسی طرح خشیت الٰہی سے رونے والا بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ اللهم اجعلنا منهم

۳۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جسم پر پڑے گرد و غبار کی جگہ جہنم کا دھواں بھی نہیں پہنچے گا تو ظاہر ہے کہ دوزخ کی آگ کیسے لگے گی یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے محنت و کوشش اور جہاد کرنے والا جہنم میں نہیں جائے گا۔

9- بَابٌ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ [لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا]

نبی ﷺ کا فرمان: ”اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو“

2312: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إِلَى اللّٰهِ)). لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ.

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں وہ کچھ دیکھتا اور سنتا ہوں جو تم دیکھتے اور سنتے نہیں ہو، آسمان چرچرایا اس کے لیے حق قرار دے دیا گیا کہ وہ چرچرائے، وہاں چار انگلیوں کے برابر ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں فرشتے اللہ کے حضور سجدہ ریز نہ ہوں، اللہ کی قسم! اگر تم وہ کچھ جان لو جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ، تم بستروں پر بیویوں کے ساتھ لطف اندوز ہونا چھوڑ دو اور تم جنگلوں کی طرف نکل جاؤ اور اللہ کی پناہ حاصل کرو۔“ میں نے چاہا کہ میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، عائشہ، ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَيُرْوَى مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ قَالَ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ.

اس سند کے علاوہ یہ روایت کیا گیا ہے کہ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”میں نے چاہا/پسند کیا کہ میں ایک درخت ہوتا

جسے کاٹ دیا جاتا۔"

حکم الحدیث: (حسن: دون قوله: لوددت) "میں نے چاہا کہ...." الفاظ کے علاوہ باقی روایت حسن ہے۔ صحيح الترمذي: ١٨٨٢، ضعيف الترمذي: ٤٠١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٩٠، مسند احمد : ٢١٥١٦، مشكل الآثار: ١١٣٤

2313: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔"

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) فقه السير: ٤٧٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٤٨٥، مسند احمد : ٧٤٩٩، صحيح ابن حبان: ٥٧٩٣

فوائد الحدیث: ١۔ انسان کی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ کسی بات کا سن لینا اس پر اتنا اثر انداز نہیں ہوتا جتنا کہ آنکھوں سے دیکھنا اپنا اثر چھوڑتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو ان حقائق کا مشاہدہ بھی کروا دیتے ہیں جنہیں عمومی طور پر لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہوتا ہے۔

اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ باتیں تم جان لو اور وہ مناظر تم دیکھ لو جو میں جانتا اور دیکھتا ہوں تو تم دنیا جہان کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور ڈر سے بہت زیادہ رونے لگ جاؤ۔

٢۔ آسمان کا چرچرانا ایک حقیقت ہے جس کی کوئی تاویل وغیرہ نہیں کی جا سکتی لیکن قابل غور یہ بات ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ڈر سے آسمان جیسی مضبوط مخلوق سے بھی چرچرانے کی آوازیں آتی ہیں تو انسان کی کیا حیثیت ہے؟

٣۔ حدیث الباب میں آخری جملہ: "کاش میں ایک درخت ہوتا" سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا کلام ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے خواہش کر رہے ہیں کہ کاش میں ایک درخت ہوتا جسے دنیا میں ہی کاٹ کر ختم کر دیا جاتا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کے لیے پیش ہونے کی نوبت نہ آتی۔

10- بَابُ فِيمَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ يُضْحِكُ بِهَا النَّاسَ

جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے بات کرنے کی مذمت

2314: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا يَهْوِي بِهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا فِي النَّارِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی ایسی بات کرتا ہے جس میں وہ کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا وہ اس وجہ سے ستر سال تک جہنم میں گرتا چلا جائے گا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه البيهقي: ٨/١٦٤، الحاكم: ٤/٥٩٧، صحيح الترمذي: ١٨٨٤، الصحيحة: ٥٤٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٤٧٧، صحيح مسلم: ٢٩٨٨، سنن ابن ماجه: ٣٩٧٠، مسند احمد : ٧٢١٥، صحيح ابن حبان: ٥٧٠٦

فوائد الحدیث: انسان کو ہمیشہ بات سوچ سمجھ کر کرنی چاہئے کہ کہیں اس کے بولے ہوئے الفاظ اس کے جہنم میں جانے کا سبب نہ بن جائیں۔ بلکہ بعض باتیں تو ایسی ہوتی ہیں کہ جن کے سبب آدمی ستر سال تک جہنم کے گڑھے میں گرتا رہے گا (اعاذنا اللہ منہ) جبکہ انسان اس کی پرواہ ہی نہیں کرتا بلکہ جو جی میں آتا ہے جھٹ سے زبان پر لے آتا ہے۔

2315: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ)).

بہز بن حکیم نے اپنے والد سے انہوں نے اس (بہز) کے دادا سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اس شخص کے لیے تباہی و بربادی ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹی بات کرتا ہے، اس شخص کے لیے بربادی ہے، اس شخص کے لیے بربادی ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) غاية المرام: ٣٧٦، المشكاة: ٣٨٣٨ — التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٩٩٠، سنن النسائی فی الکبریٰ: ١١١٢٦، مسند احمد : ٢٠٠٢١

فوائد الحدیث: ”ویل“ جہنم میں ایک خاص گڑھا یا وادی ہے جس میں عذاب دوسرے حصوں کی بہ نسبت زیادہ سخت ہوگا اور اس میں بڑے بڑے مجرموں کو پھینکا جائے گا جن میں وہ لوگ بھی شامل ہونگے جو جھوٹ پر مبنی چٹکلے اور لطیفے صرف لوگوں کو ہنسانے اور شغل میلے کے لیے سناتے ہوں گے۔ اس لئے محتاط رہیں کہیں دنیا کا ہنسنا، آخرت میں رونے کا سبب نہ بن جائے۔

11- بَابُ حَدِيْثِ: ((مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ))

انسان کے اسلام کی خوبی میں سے ہے کہ وہ غیر متعلق چیز ترک کر دے

2316: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَعْنِي رَجُلٌ أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَوَلَا تَدْرِي فَلَعَلَّهُ تَكَلَّمَ فِيمَا لَا يَعْنِيهِ أَوْ بَخِلَ بِمَا لَا

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا تو کسی شخص نے کہا: جنّت کی بشارت ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں کیا معلوم، ہو سکتا ہے کہ اس نے کسی غیر متعلق چیز کے بارے میں بات کی ہو یا کسی ایسی چیز کے بارے میں بخل سے کام لیا ہو جو اس میں کمی

يَنْقُصُهُ)).

واقع نہ کرتی ہو۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ٣٩٧٦، اعمش مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٤٠١٧، حلية الاولياء: ٥/٥٥-٥٦، والذهبى فى السير: ٦/٢٤٠

2317: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَمَاعَةَ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ عَنْ قُرَّةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے ہے کہ وہ ایسی چیز کو ترک کر دے جو اس سے متعلق نہیں۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے ابو سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) بعض کہتے ہیں اس کی سند قرہ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٩٧٦، صحيح ابن حبان: ٢٢٩

2318: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكَهُ مَا لَا يَعْنِيهِ)).

علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے ہے کہ وہ غیر متعلق چیز کو چھوڑ دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ مُرْسَلاً وَهَذَا عِنْدَنَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَعَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ.

امام ترمذی نے کہا: امام زہری کے کئی ایک شاگردوں نے اسی طرح زہری عن علی بن حسین کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مالک کی روایت کے مانند مرسل روایت کیا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ابو سلمہ عن ابی ہریرہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ علی بن حسین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

حکم الحدیث: (صحيح بما قبله) بعض نے اسے زہری مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٢٠/٤

تخریج الحدیث: موطا مالک: ٢/٩٠٣، مصنف عبدالرزاق: ٢٠٦١٧، مسند احمد : ١٧٣٧

فوائد الحدیث: ١۔ ایسی باتوں یا کاموں سے انسان کو ہمیشہ پرہیز کرنا چاہئے جس کی نا تو کوئی ضرورت ہو اور نہ ہی دین یا دنیا کا کوئی فائدہ، محض وقت گزاری یا ہنسی مذاق کے طور پر لوگ ایسی باتیں کر دیتے ہیں یا کام کر گزرتے ہیں جن کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ اور بعض اوقات ایسی چیزیں انسان کے جنّت میں جانے سے رکاوٹ کا باعث بھی ہو سکتی ہیں۔

٢۔ ایک اچھے مُسلمان کی یہ بھی ایک علامت ہے کہ وہ بے مقصد اور فضول کاموں سے اجتناب کرتا ہے۔

12- بَابٌ فِي قِلَّةِ الْكَلَامِ

قلت کلام کی حکمت

2319: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللهُ عَلَيْهِ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ)).

سیّدنا بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے کوئی اللہ کی رضا مندی والی بات کرتا ہے اور اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ یہاں تک پہنچ جائے گا جہاں تک وہ پہنچ گیا، تو اللہ اس وجہ سے قیامت کے دن تک کے لیے اس کے لیے اپنی رضا مندی لکھ دیتا ہے، اور تم میں سے کوئی اللہ کی ناراضی والی بات کرتا ہے اور اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ جہاں تک پہنچ گیا ہے وہاں تک پہنچ جائے گا تو اللہ اس وجہ سے قیامت کے دن تک کے لیے اس پر اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَ هَذَا قَالُوا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ. وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ جَدِّهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ کئی ایک نے اسے محمد بن عمرو سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا عن محمد بن عمرو عن ابیہ عن جدہ عن بلال بن الحارث۔ اور یہ حدیث مالک نے عن محمد بن عمرو عن ابیہ عن بلال بن الحارث کی سند سے بیان کی اور اس میں انہوں نے عن جدہ کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٨٨٨، اخرجه ابن المبارك في الزهد: ١٣٩٤، والحميدى: ٩١١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٩٦٩، مسند احمد : ١٥٨٥٢، ابن حبان: ٢٨٠، ٢٨١، ٢٨٧،صحيح بخارى: ٦٤٧٨

فوائد الحدیث: انسان کو نہ تو کوئی نیکی معمولی سمجھ کر چھوڑنی چاہئے کیونکہ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بڑی اہمیت اور قدر و قیمت ہو اور نہ ہی کسی گناہ کو حقیر جان کر اس کا ارتکاب کرنا چاہئے کہ چلو یہ تو معمولی سا ہے اس کی کوئی بات نہیں، ہوسکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن جائے، لہٰذا حتی الوسع نیکی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے نیز ہر قسم کے گناہوں سے بچتے رہنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللہ عزوجل کے ہاں دنیا کی بے وقعتی

2320: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ)).

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ کے ہاں دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ اس میں سے کسی کافر کو پانی کا گھونٹ بھی نہ پلاتا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٤٠، صحيح الترمذي: ١٨٨٩، بعض کے نزدیک عبدالحمید بن سلیمان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١١٠

فوائد الحدیث: ا۔ دنیا صرف اور صرف ایک کھیل تماشہ ہے اس میں مال و دولت کی فراوانی یا عہدہ و منصب اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کے احسان کی دلیل و علامت نہیں۔ اور نہ ہی دنیاوی زندگی میں مشکلات اور پریشانیاں اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔

دنیاوی عیش و عشرت کے اسباب تو اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے دشمنوں اور نافرمانوں کو ہمیشہ زیادہ دیے ہیں بلکہ بعض اوقات تو ان کی تباہی و بربادی کا یہی سبب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا۟ فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا ٱلْقَوْلُ فَدَمَّرْنَٰهَا تَدْمِيرًا ﴿١٦﴾ (بنی اسرائیل:١٦)

''اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے متکبر خوشحال لوگوں کو (کچھ) حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان پر عذاب کی بات ثابت ہو جاتی ہے۔ پھر ہم اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں'' لیکن یہ کافر آخرت کی ہر قسم کی نعمتوں سے محروم رہیں گے، حشر کے میدان میں بھی اور بعد از حساب بھی۔ اس لیے ایمان والوں کو دوسروں کے ہاں دولت کی ریل پیل دیکھ کر دل گرفتہ نہیں ہونا چاہئے۔

۲۔ دنیا میں بھی جس شخص کو اللہ تعالیٰ دنیاوی مال و متاع اور مناصب وغیرہ کے ذریعے اپنی فرمانبرداری اور دین اسلام کی خدمت کی توفیق فرمائے تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ یہ چیزیں اللہ کریم نے بطور نعمت عطا فرمائی ہیں۔

اور اگر دنیا میں نہیں ملی ہیں تو پھر مطمئن رہنا چاہئے کہ آخرت کی زندگی میں تمام سہولتیں اور آسائشیں صرف موحد، مومن مسلمانوں کے لیے ہیں اللھم اجعلنا منھم مثلاً قبر کی کشادگی، آرام کی نیند، جنّت کا بستر اور لباس وغیرہ۔

حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ، حوض کوثر سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی، بعد از حساب جنّت کی وہ تمام نعمتیں جنہیں کسی آنکھ

نے دیکھا نہیں اور زبان نے چکھا تک نہیں بلکہ وہ تو انسان کے تصور سے بھی ماوراء ہیں۔ سبحان اللہ۔

اس سے بڑھ کر وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ (حم السجدہ ۳۱) جو یہ مومن مسلمان چاہے گا اللہ تعالیٰ جنّت میں عطا کرے گا۔

2321: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ الرَّكْبِ الَّذِينَ وَقَفُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى السَّخْلَةِ الْمَيِّتَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَتَرَوْنَ هَذِهِ هَانَتْ عَلَى أَهْلِهَا حِينَ أَلْقَوْهَا)). قَالُوا مِنْ هَوَانِهَا أَلْقَوْهَا يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ ((فَالدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ هَذِهِ عَلَى أَهْلِهَا)).

سیّدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان سواروں کے ساتھ تھا جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں بکری کے مردہ بچے کے پاس کھڑے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اسے دیکھتے ہو کہ یہ اپنے اہل کے ہاں بے وقعت ہو گیا تھا جس وقت انہوں نے اسے باہر پھینک دیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس کے بے وقعت ہونے کی وجہ سے انہوں نے اسے پھینک دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس طرح یہ اپنے اہل کے ہاں بے وقعت تھا دنیا اللہ کے ہاں اس سے بھی زیادہ بے وقعت ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْمُسْتَوْرِدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذی: ۱۸۹۰، اخرجه الطبرانی في الكبير: ۷۲۳/۲۰، البغوی: ۴۰۲۵، بعض نے مجالد کے ضعف کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۴۱۱۱، مسند احمد: ۱۸۰۱۳، ۳۰۴۷، ۱۴۹۳۰

فوائد الحدیث: ایک مبلغ اور داعی کی یہ خوبی ہونی چاہئے کہ اسے جب بھی موقعہ ملے تو فوراً اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح اور ان میں آخرت کی فکر اجاگر کرنی چاہئے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہاں سے گزرنے کی بجائے سامنے کے مشاہدات کی بنیاد پر دنیا کی بے ثباتی کو واضح فرمایا ہے۔ ﷺ

14- بَابٌ مِنْهُ حَدِيْث: ((إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ))

دنیا ملعون ہے

2322: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُكْتِبُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ ضَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرَ اللهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”سنو! دنیا اور اس میں جو کچھ ہے ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے اور جو اس سے متعلق ہو اور عالم یا متعلم ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح الترمذي: ١٨٩١، اخرجه العقيلي في الضعفاء: ٣٢٦٦/٢، البغوي: ٤٠٢٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١١٢

فوائد الحدیث: ۱۔ دنیا کی ہر وہ چیز خواہ مال و دولت ہو یا جاہ و حشمت جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے روک دے وہ لعنت یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کا باعث ہے۔

۲۔ ہر وہ چیز خواہ وہ دنیاوی زندگی سے ہی متعلق ہو لیکن اس کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا بلکہ ہر لحظہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہی لگا رہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے۔

۳۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی چیز فی نفسہ بری نہیں بس اس کا جائز یا ناجائز استعمال اسے اچھا یا برا بنا دیتا ہے۔

۴۔ عُلماء کرام اور دین کے طلبہ کے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین کا علم سیکھنے اور سکھانے کی برکت سے اپنی رحمت سے محروم نہیں کرتا۔ اور ان کے لیے تعلیم و تعلّم کی سہولتیں بہم پہنچانے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ یہ سعادت نصیب فرما دیتا ہے۔

15- بَابٌ مِنْهُ حَدِيْث: ((مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلَ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمّ))

آخرت کے مقابلے میں دنیا اتنی سی ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی دریا میں داخل کرے...

2323: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُسْتَوْرِدًا أَخَا بَنِي فِهْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا الدُّنْيَا فِي الآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَاذَا يَرْجِعُ)).

سیّدنا مستورد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آخرت کے مقابلے میں دنیا بس اتنی سی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں داخل کرے اور پھر (نکال کر) دیکھے کہ اس کے ساتھ کتنا پانی لگا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ اللهِ وَوَالِدُ قَيْسِ بْنِ أَبُو حَازِمٍ اسْمُهُ عَبْدُ بْنُ عَوْفٍ وَهُوَ مِنَ الصَّحَابَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسماعیل بن ابی خالد کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور قیس کے والد ابو حازم ہیں، اور ان کا نام عبد بن عوف ہے۔ اور وہ صحابی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٨٩٢، اخرجه الحاكم: ٣١٩/٤، ابن المبارك في الزهد: ٤٩٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٨٥٨، سنن ابن ماجه: ٤١٠٨، مسند احمد: ١٨٠٠٨، صحيح ابن حبان: ٤٣٣٠

فوائد الحدیث: اس حدیث میں دنیا کی آخرت کے مقابلے میں حقیقت بیان کی گئی ہے اس لیے عقل مندی کا تقاضا یہی ہے کہ آخرت کو سنوارنے کے لیے انسان کو اگر دنیا قربان کرنا پڑے تو دریغ نہ کرے، نہ کہ دنیا کے لالچ میں آخرت ہی برباد کر بیٹھے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنّت ہے

2324: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنّت ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٦٤٦٦، ابن عدي في الكامل: ٣/٨٨٩، البغوي: ٤١٠٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٩٥٦، سنن ابن ماجه: ٤١١٣، مسند احمد : ٨٢٨٩، صحيح ابن حبان: ٦٨٧، ٦٨٨

فوائد الحدیث: ۱۔ جس طرح جیل میں قیدی اپنی مرضی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح کوئی مومن مسلمان دنیا کی زندگی اپنی مرضی سے نہیں گزار سکتا بلکہ وہ زندگی کے ہر ہر معاملے عقائد، اعمال معاملات اور اخلاقیات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کا پابند ہے۔

پھر اس کے بعد آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کو جنّت نصیب فرمائے گا جس میں کوئی پابندی نہیں ہوگی بلکہ یہ مومن شخص اپنی مرضی سے جیسے چاہے گا زندگی گزارے گا اور وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ۔ سبحان اللہ۔

۲۔ کافر، دنیا میں اپنی من مانی زندگی گزارتا ہے وہ اسلام کی کسی بھی تعلیم پر نہ عمل کرتا ہے اور نہ ہی اس کی کسی پابندی کو قبول کرتا ہے۔ اس لیے اس کو جنّت سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لیکن یہ صرف دنیا میں ہی ہے آخرت میں تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا عذاب کافر کا مقدر ہے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ

دنیا کی مثال چار آدمیوں کے مثل ہے

2325: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُبَادَةُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ خَبَّابٍ عَنْ سَعِيدٍ الطَّائِيِّ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((ثَلَاثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ)). قَالَ ((مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللهُ عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ)) أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا

سیّدنا ابو کبشہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تین چیزوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں اور تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں، اسے یاد رکھو۔ فرمایا: صدقہ سے بندے کا مال کم نہیں ہوتا، بندے پر کوئی ظلم ہو جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ اس کو عزت میں بڑھا دیتا ہے، اور جو شخص سوال کرنے (مانگنے) کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ یا اس طرح کی کوئی بات کی۔

وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ ((إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ

اور میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں، اسے یاد کر لو۔ فرمایا:

نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ مَالاً وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالاً فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالاً لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ مَالاً وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللهُ مَالاً وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالاً لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ)).

دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے: ایک وہ بندہ کہ اللہ نے اسے مال اور علم عطا فرمایا وہ اس بارے میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں اللہ کے حق کو پہچانتا ہے، تو یہ شخص سب سے اونچے درجے پر ہے، ایک وہ بندہ جسے اللہ نے علم عطا فرمایا ہے لیکن اسے رزق عطا نہیں کیا تو صادق نیت ہو کر عرض کرتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں شخص کی طرح اسے استعمال میں لاتا تو یہ اپنی نیت پر ہے اور ان دونوں کا اجر برابر ہے۔ اور ایک وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور علم نہیں دیا تو وہ اپنے مال میں غلط طریقہ اختیار کرتا ہے بغیر علم کے وہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے بھی نہیں ڈرتا اور نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی وہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حق کو جانتا ہے تو یہ سب سے بری جگہ / مقام و مرتبہ پر ہے۔ اور ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال بھی نہیں دیا اور علم بھی نہیں دیا تو وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں آدمی (برے آدمی کی نیت کرتا ہے) کی طرح عمل کرتا تو یہ بھی اپنی نیت پر ہے اور ان دونوں پر برابر گناہ ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٨٩٥، اخرجه الطبراني في الكبير: ٨٦٨/٢٢، بعض کے نزدیک یونس بن خباب کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخريج الحديث: مسند احمد: ١٨٠٢٤۔ ١٨٠٢٧، شرح مشكل الآثار: ٢٦٣

فوائد الحديث: ۱۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال دے تو پھر اسے اس کے حقوق جان کر خرچ کرنا چاہئے تاکہ ناجائز جگہ پر خرچ نہ ہو جائے۔ اور اگر مال نہیں ہے لیکن آدمی جائز ناجائز مصارف کو جانتا ہے تو اسے دوسروں سے حسد کرنے کی بجائے نیت اچھی رکھنی چاہئے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اسے اچھے کاموں میں خرچ کرتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ ایسا شخص کچھ خرچ کیے بغیر صرف اچھی نیت کی بدولت خرچ کرنے والے کی طرح ہی اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

۲۔ جو شخص مال و دولت کمانے اور پھر اسے خرچ کرنے میں جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتا تو یہ انجام کے لحاظ سے بدترین شخص ہے۔ اور وہ آدمی جس کے پاس مال ہے نہیں، لیکن اس کی خواہش اور نیت ہے کہ اگر میرے پاس بھی مال آیا تو میں بھی اسے عیاشی، فحاشی، جوئے بدکاری اور دوسروں پر ظلم و ستم ڈھانے کے لیے خرچ کروں گا تو یہ شخص بغیر کچھ خرچ کیے ہی گناہ کما رہا ہے۔ اس لیے اپنی نیت کو ہمیشہ

اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لیے خالص رکھنا چاہیے اور بری خواہش و تمنّا سے بچنا چاہیے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو ہمیشہ اس کے راستے میں خرچ کرتے رہیں، بلاوجہ اور بغیر ضرورت کسی سے سوال نہ کریں اگر کوئی پریشانی اور مُصیبت آجائے تو صبر کریں۔ کہ اس سے اللہ تعالیٰ مال میں برکت اور عزت و توقیر میں اضافہ فرماتے ہیں۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَمِّ فِي الدُّنْيَا وَحُبِّهَا

دنیا کا رنج و غم اور اس کی محبّت

2326: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بَشِيرٍ أَبِي إِسْمَاعِيلَ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ وَمَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِاللهِ فَيُوشِكُ اللهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ أَوْ آجِلٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص فاقے میں مبتلا ہو جائے اور وہ اسے لوگوں پر ظاہر کرے تو اس کا فاقہ ختم نہیں کیا جائے گا، اور جس پر فاقہ آجائے اور وہ اس کے متعلق اللہ سے عرض کرے تو قریب ہے کہ اللہ اسے جلد یا بدیر رزق عطا فرمائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح بلفظ ((بِمَوْتٍ عَاجِلٍ، أَوْ غِنًى عَاجِلٍ))) "قریب ہے کہ اللہ اسے جلد موت دیں یا جلد دولت مند کر دیں" کے الفاظ سے یہ حدیث صحیح ہے۔ صحيح ابي داؤد: ١٤٥٢، سلسلة الصحيحة: ٢٨٨٧، ضعيف الترمذي: ٤٠٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٦٤٥، مسند أحمد : ٣٦٩٦

فوائد الحدیث: انسان کو ہمیشہ اپنی احتیاج اور ضرورت کو اپنے خالق و مالک، اللہ وحدہٗ لاشریک کے سامنے ہی رکھنا چاہئے کہ وہ قادر مطلق پریشانیوں اور محتاجگی کو خوشی اور فراوانی میں تبدیل کر دے گا۔ لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلانے سے گریز کرنا چاہئے کہ اس سے فائدہ تو شاید کچھ نہ ہو البتہ شرمندگی ضرور لازم ہو جاتی ہے۔

19- بَابُ [مَا جَاءَ فِيمَا يُكْفَى الْمَرْءُ مِنْ جَمِيعِ مَالِهِ]

آدمی کے سارے مال میں سے اسے کس قدر کافی ہے

2327: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جَاءَ مُعَاوِيَةُ إِلَى أَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ يَعُودُهُ فَقَالَ يَا خَالُ مَا يُبْكِيكَ أَوَجَعٌ يُشْرِزُكَ أَمْ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا قَالَ كُلٌّ لَا وَلَكِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا لَمْ آخُذْ بِهِ قَالَ ((إِنَّمَا يَكْفِيكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ

ابو وائل نے بیان کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو فرمایا: ماموں جان کیوں رو رہے ہو؟ کوئی تکلیف / درد آپ کو پریشان کر رہی ہے یا دنیا پر حرص؟ انہوں نے فرمایا: ایسی کوئی چیز نہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک وصیت کی تھی میں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تیرے سارے مال میں سے

وَمَرْكَبٌ فِي سَبِيلِ اللهِ)). وَأَجِدُنِي الْيَوْمَ قَدْ جَمَعْتُ.

تیرے لیے ایک خادم اور اللہ کی راہ میں ایک سواری کافی ہے، جبکہ میں آج دیکھ رہا ہوں کہ میں نے (بہت کچھ) جمع کر رکھا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى زَائِدَةُ وَعَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ سَهْمٍ قَالَ دَخَلَ مُعَاوِيَةُ عَلَى أَبِي هَاشِمٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ترمذی نے کہا: زائدہ اور عبیدہ بن حمیدی نے منصور عن ابی وائل عن سمرہ بن سہم سے روایت کیا انہوں نے کہا: معاویہ رضی اللہ عنہ ابوہاشم کے ہاں گئے۔ تو اس کی مثل بیان کیا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ الأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس باب میں سیّدنا بریدہ اسلمی بھی نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کے نزدیک ضعیف ہے۔ وہ کہتے ہیں نسائی الکبریٰ حدیث ۹۸۱۲ اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٠٣، سنن النسائي في المجتبى: ٨/٢١٨، وفي الكبرى: ٩٨١٠، مسند احمد : ١٥٦٦٥، ٢٢٤٩٦، صحيح ابن حبان: ٦٦٨

فوائد الحدیث: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی للّٰہیت، آخرت کی فکر اور دنیا سے بے رغبتی تھی کہ وہ اپنے پاس ضرورت سے زائد مال کو مناسب خیال نہیں کرتے تھے حالانکہ جائز طریقے سے کمایا ہوا مال اگر ضرورت سے زائد ہو تو کوئی حرج نہیں صرف اس کا حق ادا کرنا ضروری ہے مثلاً زکوٰۃ، صدقہ وخیرات وغیرہ۔

20- بَابُ مِنْهُ حَدِيْث: ((لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا))

جاگیر نہ بناؤ ورنہ تم دنیا سے رغبت رکھو گے

2328: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سَعْدِ بْنِ الأَخْرَمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوا فِي الدُّنْيَا)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جاگیر نہ بناؤ ورنہ تم دنیا سے رغبت رکھو گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٢

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٣٥٧٩، صحيح ابن حبان: ٧١٠

فوائد الحدیث: ایسے مال اور دولت اور کاروبار سے انسان کو اجتناب کرنا چاہئے جو اسے اللہ تعالیٰ کی یاد، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور آخرت کی فکر سے روک دے۔ لیکن اگر یہ تمام امور انسان دنیاوی مال ومتاع کے سبب احسن انداز سے کر سکتا ہے تو پھر مستحسن ہے کہ مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور آخرت کو سنوارنا ہے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْعُمُرِ لِلْمُؤْمِنِ

مومن کے لیے لمبی عمر (میں بشارت)

2329: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ قَالَ ((مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ)).

سیّدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! بہترین شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی عمر دراز ہو اور اس کا عمل اچھا ہو۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٨٣٦، المشكاة: ٥٢٨٥، التحقيق الثاني، الروض النضير: ٩٢٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٧٩٣، مسند احمد: ١٧٦٨٠، صحيح ابن حبان: ٨١٤

فوائد الحدیث: ۱۔ ایسا مومن شخص جسے اللہ تعالیٰ لمبی زندگی عطا فرمائیں اور وہ عمر بھر نیکیاں ہی کماتا رہے تو ان لوگوں کی بہ نسبت بہتر ہے جن کی عمریں تو زیادہ ہوں لیکن نیکیاں نہ کر سکیں۔ یا نیکیاں تو کرتے ہوں لیکن موقعہ زیادہ نہ ملے۔ کیونکہ آخرت میں عظمت و فضیلت اور بلند درجات نیکیوں کی وجہ سے ہوں گے جتنی زیادہ نیکیاں ہونگی اسی قدر مقام و مرتبہ بلند ہوگا۔

۲۔ ''حَسُنَ عَمَلُهُ'' سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ''ایمان بھی ایک عمل ہے''۔

22- بَابٌ مِنْهُ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ وَأَيُّهُمْ شَرٌّ

بہترین شخص اور بدترین شخص کون ہے

2330: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ ((مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ)). قَالَ فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ ((مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ)).

سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کون سا شخص بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی عمر دراز ہو اور اس کا عمل اچھا ہو۔'' اس نے عرض کیا: بدترین شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی عمر دراز ہو اور اس کا عمل برا ہو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح بما قبله) بعض کے نزدیک اس کی سند علی بن زید کی وجہ سے ضعیف ہے۔ گزشتہ حدیث اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٤١٥، ٢٠٤٤٤

فوائد الحدیث: انجام کار چونکہ اعمال کی بنیاد پر ہے اس لیے بہترین وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے لمبی عمر عطا فرمائی اور اس نے نیکیاں کما کر آخرت کو بہتر بنالیا۔ اللھم اجعلنا منھم

اور بدتر اور بُرا وہ شخص ہے جسے لمبی زندگی کی صورت میں موقعہ تو ملا لیکن اس نے نیکیاں کمانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی کے کاموں میں اس کو ضائع کر دیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللھم لا تجعلنا منھم

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَنَاءِ أَعْمَارِ هَذِهِ الأُمَّةِ مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ

اس امت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہیں

2331: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((عُمُرُ أُمَّتِي مِنْ سِتِّينَ سَنَةً إِلَى سَبْعِينَ سَنَةً)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کی عمر ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ابو صالح عن ابی ہریرہ کی روایت سے حسن غریب ہے۔ اور یہ کئی ایک طرق سے ابو ہریرہ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) بِلَفْظِ اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَا بَیْنِ "میرے امتیوں کی عمریں" کے الفاظ سے حسن صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: النسائی فِي الکبری: ١١٥١٥، تفسیر الطبری: ٢٦/١٢١، اخبار اصبهان: ٢/٢٩٦۔ مسند احمد : ١٥٩٩١

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے عُمر کا یہ تناسب عموم اور کثرت کی بنیاد پر ارشاد فرمایا ورنہ کچھ لوگ اس سے کم عُمر میں بھی فوت ہو جاتے ہیں اور بعض ستر سال کے بعد تک بھی زندہ رہتے ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ کریم زندگی عافیت اور نیکی والی اور موت ایمان و اسلام والی عطا فرمائیں۔

اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام و من توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان (آمین)

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقَارُبِ الزَّمَانِ وَقِصَرِ الأَمَلِ

وقت کا قریب آجانا اور امید و آرزو کا کم ہو جانا

2332: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ زمانہ (وقت) قریب آجائے گا، سال مہینے کی طرح، مہینہ جمعے (سات دن) کی طرح، جمعہ (سات دن) ایک دن کی طرح، دن ساعت (گھنٹے، گھڑی)

فَتَكُونُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُونُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُونُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُونُ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ)).

کی طرح اور ساعت آگ کے انگارے کی طرح ہوگی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَسَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ أَخُو يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ سعد بن سعید یہ یحیی بن سعید انصاری کے بھائی ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح)

تخريج الحديث: مسند احمد : ١٠٩٤٣

فوائد الحديث: وقت سے خیر و برکت اٹھالی جائے گی اسی طرح ماہ و سال تیزی سے گزر جائیں گے جس کا انسان کو احساس تک نہ ہوگا ورنہ اوقات کار کے لحاظ سے تو کوئی فرق نہیں ہوگا۔ سلف صالحین تھوڑے وقت میں زیادہ کام کر گئے جبکہ اس وقت سہولتوں کا بھی نا صرف کہ فقدان تھا بلکہ تصور تک نہ تھا جو آج ہمیں میسر ہیں آج ہم تمام قسم کی سہولتیں ہونے کے باوجود وقت نہ ہونے کا رونا روتے رہتے ہیں۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِصَرِ الأَمَلِ

امید و آرزو کا کم ہونا

2333: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَنْكِبِي فَقَالَ ((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ فِي أَهْلِ الْقُبُورِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے کو پکڑ کر فرمایا: "دنیا میں کسی اجنبی (پردیسی) یا راہ گزر کی طرح رہو اور اپنے آپ کو قبروں والوں (مردوں) میں سے شمار کرو۔"

فَقَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ إِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالْمَسَاءِ وَإِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالصَّبَاحِ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ قَبْلَ مَوْتِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي يَا عَبْدَ اللهِ مَا اسْمُكَ غَدًا)).

راوی نے بیان کیا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا: جب صبح ہو جائے تو اپنے نفس سے شام ہونے کی بات نہ کر، جب شام ہو جائے تو اپنے نفس سے صبح ہونے کی بات (خیال پیدا) نہ کر، بیماری سے پہلے اپنی صحت سے کام لے لے، اور موت سے پہلے اپنی زندگی سے کام لے لے، اللہ کے بندے تجھے معلوم نہیں کہ کل تیرا نام کیا ہوگا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہم کو احمد بن عبدہ ضبی بصری نے حدثنا حماد بن زید عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الأَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ.

امام ترمذی نے کہا: اعمش نے اس حدیث کو مجاہد عن ابن عمر کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الاحاديث الصحيحة:١١٥٧، بعض کہتے ہیں اس کی سند لیث کی وجہ سے ضعیف ہے۔ البتہ بخاری کی حدیث اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٤١٦، سنن ابن ماجه: ٤١١٤، مسند احمد : ٤٧٦٤، صحيح ابن حبان: ٦٩٨

فوائد الحدیث: ا۔ دنیا کی زندگی عارضی اور مختصر ہے جبکہ آخرت کی زندگی دائمی ہے اس لیے انسان کو اس دنیا میں دل لگانے اور لمبی لمبی امیدیں باندھنے سے اجتناب کرتے ہوئے ہمہ تن اپنی آخرت کو بہتر بنانے کی فکر میں لگے رہنا چاہیے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے دنیا کی بے ثباتی کو مسافر کی مثال سے سمجھایا ہے کہ جیسے مسافر آدمی دوران سفر دوپہر کو کسی سائے میں کچھ دیر کے لیے ٹھہرتا ہے اور پھر دوبارہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتا ہے وہ اس تھوڑے وقت کے لیے نہ تو وہاں محلات وغیرہ تعمیر کرتا ہے اور نا ہی اس کو اپنا مستقل ٹھکانہ جانتا ہے اسی طرح انسان کو اس دنیا میں دل لگانے کی بجائے اپنی منزل (آخرت) کی فکر کرنی چاہیے۔

۳۔ اس فرمان مبارک کی روشنی میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے شاگرد کو نصیحت کرتے ہیں کہ زندگی میں صبح آجائے تو شام کا انتظار نہیں کرنا چاہیے اور اگر شام ہو جائے تو صبح کی امید پر نیکی کرنا نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ جونہی موقعہ ملے نیکی کما لینی چاہیے کہ نامعلوم یہ زندگی والی مہلت کب ختم ہو جائے۔

2334: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هَذَا ابْنُ آدَمَ وَهَذَا أَجَلُهُ)). وَوَضَعَ يَدَهُ عِنْدَ قَفَاهُ ثُمَّ بَسَطَهَا فَقَالَ ((وَثَمَّ أَمَلُهُ وَثَمَّ أَمَلُهُ وَثَمَّ أَمَلُهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ انسان ہے اور یہ اس کی اجل (موت) ہے۔" آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اپنی گدی کے پاس رکھا پھر اسے پھیلایا اور فرمایا: "یہ اس کی امید و آرزو ہے اور یہ اس کی امید و آرزو ہے۔ یہ اس کی امید و آرزو ہے۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور اس باب میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیے صحیح بخاری۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٣٢، صحيح بخاری: ٦٤١٨، مسند احمد : ١٢٢٣٨، صحيح ابن حبان: ٢٩٩٨

فوائد الحدیث: سنن ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں وبسط یدہ امامه (ابن ماجہ ۳۲۲، کتاب الزھد) یعنی آپ ﷺ نے گدی پر ہاتھ رکھنے کے بعد اس کو اپنے سامنے پھیلایا اور یہ ارشاد فرمایا۔ یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی موت ہے، یعنی دونوں ہی قریب قریب ہیں لیکن اس کے باوجود انسان کی امیدیں ہیں کہ وہ اس ہاتھ کی طرح دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں جن کے پورا ہونے سے پہلے ہی آدمی فوت ہو جاتا ہے۔

2335: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي السَّفَرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا فَقَالَ ((مَا هَذَا)). فَقُلْنَا قَدْ وَهَى فَنَحْنُ نُصْلِحُهُ. قَالَ ((مَا أُرَى الْأَمْرَ إِلَّا أَعْجَلَ مِنْ ذَلِكَ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم اپنی جھونپڑی کی مرمت کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کیا ہے؟" ہم نے عرض کیا، یہ کمزور (پرانی) ہو گئی تھی ہم اس کی مرمت کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا: "میں امر (موت) کو اس سے بھی زیادہ جلد آنے والی دیکھ رہا ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو السَّفَرِ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ يُحْمِدَ وَيُقَالُ ابْنُ أَحْمَدَ الثَّوْرِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو سفر کا نام سعید بن یحمد ہے۔ اور ابن احمد ثوری بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة المصابيح: ٥٥٢٧٥ — التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٢٣٥، ٥٢٣٦، سنن ابن ماجه: ٤١٦٠، مسند احمد : ٦٥٠٢، صحيح ابن حبان: ٢٩٩٦

فوائد الحدیث: آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ یہ جھونپڑی تو گرتے گرتے بھی شاید کچھ وقت نکال دیتی لیکن موت تو آناً فاناً آتی ہے اور پھر ایک لمحے کے لیے بھی مہلت نہیں ملتی۔ لہٰذا زندگی کی مہلت سے بھرپور اور جلدی جلدی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فِتْنَةَ هَذِهِ الأُمَّةِ فِي الْمَالِ

اس امت کا فتنہ مال ہے

2336: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ)).

سیّدنا کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہے جبکہ میری امت کا فتنہ مال ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف معاویہ بن صالح کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٥٩٤، اخرجه الحاكم: ٣١٨/٤، القضاعي: ١٠٢٢

تخریج الحدیث: سنن النسائی الکبری: ١١٧٩٥، مسند احمد : ١٧٤٧١، صحيح ابن حبان: ٣٢٢٣

فوائد الحدیث: مال کو اس لحاظ سے فتنہ قرار دیا گیا ہے کہ پہلے انسان اس کے حصول کی خاطر اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر سے غافل ہوتا ہے پھر کمانے کے بعد بھی مال سے محبّت کی وجہ سے بخل اور کنجوسی کرتا ہے جس کی وجہ سے آدمی اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۹۶۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

27- بَابُ مَا جَاءَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا

اگر انسان کی مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا

2337: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ لَأَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر انسان کی سونے کی ایک وادی ہو تو وہ پسند کرے گا کہ اس کی دوسری بھی ہو اور اس کے منہ کو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی اور جو توبہ کر لیتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔“

ثَانِيًا وَلَا يَمْلَأُ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِي وَاقِدٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابی بن کعب، ابوسعید، عائشہ، ابن زبیر، ابو واقد، جابر، ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس سند سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه – تخريج مشكلة الفقر: ١٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤٣٩، صحیح مسلم: ١٠٤٨، مسند احمد: ١٢٢٢٨، ابن حبان: ٣٢٣٥، ٣٢٣٦

فوائد الحدیث: اس سے مراد یہ کہ جو شخص دنیا کے مال و دولت کا لالچ اور طمع کرتا ہے تو پھر اسے سکون قلبی نصیب نہیں ہوتا بلکہ باوجود مال کی فراوانی کے وہ مزید کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي "قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ"

بوڑھے شخص کا دل دو چیزوں کی محبّت پر جوان ہے

2338: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ طُولُ الْحَيَاةِ وَكَثْرَةُ الْمَالِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بوڑھے شخص کا دل دو چیزوں: لمبی زندگی اور کثرت مال کی محبّت پر جوان رہتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) صحيح الترمذي: ١٩٠٧، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٩٠٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤٢٠، صحیح مسلم: ١٠٤٦، سنن ابن ماجه: ٤٢٣٣، مسند احمد: ٨٢١١، صحیح ابن حبان: ٣٢١٩، ٣٢٣٠

2339: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انسان بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس سے دو چیزیں: عمر کی حرص اور مال کی حرص جوان ہو جاتی ہیں۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه – اخرجه الطيالسي: ٢٠٠٥، ابو يعلى: ٢٨٥٧، البيهقي: ٣٦٨/٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤٢١، صحیح مسلم: ١٠٤٧، سنن ابن ماجه: ٤٢٣٤، مسند احمد: ١٢١٤٢، صحیح ابن حبان: ٣٢٢٩

فوائد الحدیث: جوں جوں انسان بوڑھا ہوتا جاتا ہے توں توں اس میں لمبی عمر اور مال و دولت کی کثرت کی حرص بڑھتی چلی جاتی ہے حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ جیسے جیسے یہ موت کے قریب جارہا ہے اسے اپنی مابعد الموت زندگی کی زیادہ فکر ہونی چاہئے تھی۔ لیکن انسان اسی قدر ہی غفلت کا شکار ہے۔

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا

دنیا سے بے رغبتی

2340: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَلْبَسٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ وَلَا إِضَاعَةِ الْمَالِ وَلَكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَا تَكُونَ بِمَا فِي يَدَيْكَ أَوْثَقَ مِمَّا فِي يَدَيِ اللّٰهِ وَأَنْ تَكُونَ فِي ثَوَابِ الْمُصِيبَةِ إِذَا أَنْتَ أُصِبْتَ بِهَا أَرْغَبَ فِيهَا لَوْ أَنَّهَا أُبْقِيَتْ لَكَ)).

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”حلال کو حرام قرار دینا دنیا سے بے رغبتی ہے نہ مال ضائع کرنا لیکن دنیا سے بے رغبتی یہ ہے کہ وہ چیز جو اللہ کے ہاتھ میں ہے اس پر تمہارا زیادہ اعتماد ہو نسبت اس چیز کے جو کہ تمہارے ہاتھ میں ہے، اور یہ کہ جب کوئی مصیبت تجھ پر آپڑے تو اس مصیبت کے ثواب کی تجھے اس قدر رغبت ہو کہ تو کہے کہ یہ مصیبت تجھ پر برقرار رہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ اسْمُهُ عَائِذُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ. وَعَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ ابو ادریس خولانی کا نام عائذ اللہ بن عبد اللہ ہے، اور عمرو بن واقد منکر الحدیث ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جدًا) ضعيف الترمذي: ٤٠٥، ابن عدي في الكامل: ١٧٦٩/٥، ضعيف ابن ماجه: ٨٩٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٠٠

فوائد الحدیث: دنیا سے بے رغبتی زہد و تقویٰ اس کا نام نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حلال چیزوں کو اپنے آپ پر حرام قرار دے کر اچھا کھانا نہیں۔ خوبصورت پہننا نہیں بلکہ رھبانیت کی زندگی گزارتا ہے۔ بلکہ زہد اور تقویٰ تو یہ ہے کہ دنیا کے مال و دولت اور سہولتوں پر اتنا اعتماد نہ ہو جتنا کہ آخرت میں جنّت کی نعمتوں پر یقین ہو۔ کیونکہ دنیا تو نہ جانے کب چھن جائے کہ موت آجانے کے بعد میت تو دنیا کی کسی چیز سے فائدہ نہیں اٹھاتی لیکن آخرت تو ہمیشہ رہنے والی ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

30- بَابٌ مِنْهُ اَلْخِصَالُ الَّتِيْ لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِيْ سِوَاهَا

وہ خصال جن کے علاوہ انسان کسی اور کا حق دار نہیں

2341: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا

عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُرَيْثُ بْنُ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنِي حُمْرَانُ بْنُ أَبَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِي سِوَى هَذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِي عَوْرَتَهُ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ)).

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان خصال کے علاوہ انسان کا کوئی حق نہیں: رہائش کے لیے گھر، ستر پوشی کے لیے لباس اور سالن کے بغیر روٹی و پانی۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ حَدِيثُ الْحُرَيْثِ بْنِ السَّائِبِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حریث بن سائب کی روایت ہے۔

وَسَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ سُلَيْمَانَ بْنَ سَلْمٍ الْبَلْخِيَّ يَقُولُ قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ جِلْفُ الْخُبْزِ يَعْنِي لَيْسَ مَعَهُ إِدَامٌ.

میں نے ابوداؤد سلیمان بن سلم بلخی سے سنا وہ کہتے تھے کہ نضر بن شمیل نے فرمایا (جِلْفُ الْخُبْزِ) ''بغیر سالن کے روٹی کو کہتے ہیں۔''

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٠٦٣، نقد الكتاني: ٢٢، ضعيف الترمذي: ٤٠٦

تخریج الحدیث: اخرجه الطيالسي: ٨٣، عبد بن حميد: ٤٦، احمد: ١/٦٢، البزار: ٤١٤

فوائد الحدیث: رہائش، خوراک اور ستر پوشی کے لیے لباس تو انسان کی ضرورت ہے اس کے حصول کے لیے جائز اور حلال ذرائع استعمال کر کے انہیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے لیکن اس سے زائد کا لالچ نہیں ہونا چاہئے کہ انسان دنیا کی حرص و طمع میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی غافل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ضرورت سے زائد اگر مال و دولت اور وسائل سے نوازدیں تو زکوٰۃ اور صدقات و خیرات کی صورت میں اس کا حق ادا کر دیا جائے تو کثرت مال بھی ممنوع نہیں، بشرطیکہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہ ہو۔

31- بَابٌ مِنْهُ حَدِيث ((يَقُوْلُ ابْنُ آدَمَ: مَا لِي مَالِي...))

انسان کہتا ہے: میرا مال میرا مال...

2342: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ (أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ) قَالَ ((يَقُولُ ابْنُ آدَمَ مَالِي مَالِي وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ أَوْ أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ)).

مطرف نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کثرت مال کی ہوس نے تمہیں غافل کر دیا۔'' فرمایا: انسان کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، حالانکہ تیرا مال تو وہ ہے جو تو نے صدقہ کیا اور آگے بھیج دیا یا کھا لیا اور ختم کر لیا یا پہن لیا تو بوسیدہ کر لیا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیے مسلم۔ اخرجه الطيالسي: ١١٤٨، عبد بن حميد: ٥١٣، والحاكم: ٢/٥٣٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٩٥٨، سنن النسائي: ٦/٢٣٨، مسند احمد: ١٦٣٠٥، ابن حبان: ٧٠١، ٣٣٢٧

فوائد الحدیث: جس دن انسان کو یہ سمجھ آگئی یا اس کو یقین ہو گیا کہ میں جو کچھ بھی کماتا ہوں اس میں سے میں نے پہن کر یا کھا کر جو استعمال کر لیا وہ تو خرچ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو خرچ کر لیا وہ ذخیرہ ہو گا اصل مال وہی ہے جو آخرت کی زندگی میں مجھے فائدہ دے گا کہ جب کوئی ماں، باپ، بہن بھائی، اولاد اور رشتے یا دوست احباب کام نہیں آئیں گے۔

اور جو کچھ میں نے جمع کر لیا وہ تو میرا نہیں بلکہ دوسرے لوگوں، وارثوں کا ہے تو اسی دن معاشرے سے چوری، ڈاکے، رشوت، سود اور دھوکہ فراڈ وغیرہ ختم ہو جائیں گے۔ مگر افسوس کہ اس پر یقین بہت ہی کم لوگ کرتے ہیں۔

32- بَابٌ مِنْهُ فِي فَضْلِ الْإِكْتِفَاءِ بِالْكَفَافِ وَبَذْلِ الْفَضْلِ

بقدر ضرورت روزی پر اکتفا کرنے اور زائد از ضرورت خرچ کر دینے کی فضیلت

2343: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ هُوَ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ إِنْ تَبْذُلِ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَإِنْ تُمْسِكْهُ شَرٌّ لَكَ وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَشَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يُكْنَى أَبَا عَمَّارٍ.

ابو امامہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے انسان! اگر تو زائد از ضرورت خرچ کر دے تو وہ تیرے لیے بہتر ہے، اور اگر تو اسے روک رکھے تو وہ تیرے لیے برا ہے، بقدر ضرورت رکھنے پر تجھے ملامت نہیں کی جائے گی اور اپنے زیر کفالت افراد پر خرچ کرنے سے آغاز کر، اوپر والا ہاتھ (خرچ کرنے والا) نچلے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور شداد بن عبداللہ کی کنیت ابو عمار ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیے مسلم۔ الارواء: ۳۱۸/۲، اخرجه البيهقي: ۱۸۲/٤

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۰۳٦، مسند احمد: ۲۲۲٦٥

فوائد الحدیث: ۱۔ انسان کو اپنی ضرورت کے مطابق اپنے پاس مال رکھنا منع نہیں ہے البتہ جو اس کی ضرورتوں سے زائد ہے اسے اگر خرچ کر کے آخرت کے لیے ذخیرہ بنا لے تو یہ بہتر ہے اور اگر مال جمع بھی رکھے اور اس کے حقوق زکوٰۃ وغیرہ بھی ادا نہ کرے تو یہ اس کے لیے برا ہو گا۔

۲۔ سب سے پہلے آدمی کو اپنے زیر کفالت افراد کی ضرورتوں کو پورا کرنا چاہیے پھر دوسرے لوگوں پر خرچ کرے، آج ہمارے ہاں سرکاری سطح پر بھی اور انفرادی لحاظ سے بھی یہ فیشن بن چکا ہے کہ ہم اپنی قوم، رعایا، ملازم اور زیر کفالت لوگوں کے تو جائز حقوق بھی ادا نہیں کرتے لیکن دوسروں کو ٹنوں کے حساب سے امداد دے رہے ہوتے ہیں۔

۳۔ آدمی کو ہمیشہ خرچ کرنے والا ہونا چاہیے، بھیک مانگنے سے اجتناب کرنا چاہیے یہی اچھا اور بہتر ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ نے خیر رکھی ہے۔

33- بَابُ فِي التَّوَكُّلِ عَلَى اللّٰهِ

اللہ پر توکل کرنا

2344: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ هُبَيْرَةَ عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُونَ عَلَى اللهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا)).

فرمایا: ”اگر تم اللہ پر توکل کرو جس طرح اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں ضرور رزق دیا جائے جس طرح پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے وہ صبح کو خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَالِكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ ابو تمیم جیشانی کا نام عبداللہ بن مالک ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٣١٠، صحيح الترمذي: ١٩١١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٦٤، سنن النسائي الكبرى: ١١٨٠٥، مسند احمد : ٢٠٥، صحيح ابن حبان: ٧٣٠

فوائد الحدیث: انسان کو ہر معاملے میں مقدور بھر کوشش کرنی چاہئے پھر اس کے زرلٹ کے لیے اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا چاہئے کہ سعی و کوشش کو بار آور کرنے والی وہی ذات بابرکات ہے۔

توکل کا مطلب ”ہڈ حرام“ ہو جانا نہیں آدمی خود کچھ کرے ہی نہیں، دیکھ لیں پرندے گھونسلوں سے نکل کر دور دراز کا سفر اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو رائیگاں نہیں جانے دیتے بلکہ پیٹ بھر کر واپس لوٹاتے ہیں۔ سبحان اللہ

2345: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَخَوَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ وَالآخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ أَخَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ)).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں دو بھائی تھے، ان میں سے ایک نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا جبکہ دوسرا کمائی کرتا تھا، کمائی کرنے والے نے اپنے بھائی کی نبی ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہو سکتا ہے کہ تجھے اسی کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٥٢٠٨، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٧٦٩

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ٩٤-١/٩٣

فوائد الحدیث: اس حدیث سے علماء کرام اور دینی طلبہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ شاید باقی قوم کو اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے رزق دے رہا ہے اور ان سے کئی قسم کی وباؤں اور مصیبتوں کو ٹالے ہوئے ہے۔ اس لیے دینی مدارس کے طلبہ سے نفرت کرنے اور انہیں حقیر جاننے کی بجائے ان پر خرچ کرنے کو سعادت سمجھنا چاہیے۔

34- بَابٌ (فِي الْوَصْفِ مَنْ حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا)

وہ شخص جس کے لیے دنیا سمیٹ دی گئی

2346: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ وَمَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُمَيْلَةَ الأَنْصَارِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِحْصَنٍ الْخَطْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِهِ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا)).

سیّدنا عبید اللہ بن محصن خطمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو اپنے اہل و عیال اور مال و دولت کی طرف سے مطمئن ہے، صحت و عافیت ہے اور اس کے پاس دن بھر کا اناج / خوراک ہے تو گویا کہ اس کے لیے پوری دنیا سمیٹ دی گئی ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَرْوَانَ بْنِ مُعَاوِيَةَ. وَحِيزَتْ جُمِعَتْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف مروان بن معاویہ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ اور (حِيزَتْ) کا معنی ہے (جُمِعَتْ) 'سمیٹ دی گئی'۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ نَحْوَهُ.

حکم الحدیث: (حسن) صحيح الترمذي: ١٩١٣، اخرجه الحميدي: ٤٣٩، والعقيلي: ١٤٦/٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٤١، الادب المفرد: ٣٠٠، صحيح ابن حبان: ٦٧١، معجم الاوسط للطبرانی: ١٨٤٩

فوائد الحدیث: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے صحت و عافیت سے نوازا ہے اپنے گھر میں خوش و خرم ہے اور سارے دن کی ضروریات اس کے پاس موجود ہیں تو اسے کس بات کی فکر ہے اس کے پاس تو گویا ساری دنیا سمٹ کر آگئی ہے، اب اسے زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے لیکن ہماری حالت یہ ہوگئی ہے کہ ہم مزید کے لالچ اور طمع میں اپنے پاس موجود نعمتوں پر بھی اللہ تعالیٰ کے شکر گزار نہیں ہوتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم ہر قسم کی نعمتوں کے موجود اور میسر ہونے کے باوجود مطمئن اور خوش نہیں کیونکہ ان میں برکت نہیں رہی، اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝ (ابراہیم:٧)

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَفَافِ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ

بقدر ضرورت روزی اور اس پر صبر کرنا

2347: أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے دوستوں میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل رشک وہ مومن ہے جس پر اہل و عیال کی ذمے

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي عِنْدِي لَمُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُو حَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ لَا يُشَارُ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا فَصَبَرَ عَلَى ذَلِكَ)). ثُمَّ نَفَضَ بِيَدِهِ فَقَالَ ((عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ قَلَّتْ بَوَاكِيهِ قَلَّ تُرَاثُهُ)).

داریاں کم ہوں، (نفل) نماز کثرت سے پڑھنے والا ہو، اپنے رب کی بہترین عبادت کرنے والا ہو، مخفی طور پر اس کی اطاعت کرنے والا ہو، لوگوں میں گم نام ہو (شہرت کی وجہ سے) اس کی طرف انگلیوں سے اشارے نہ کیے جاتے ہوں، اسے بقدر ضرورت روزی دی جاتی ہو، اور وہ اس پر صبر کرتا ہو۔" پھر آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے ساتھ ٹھونگ ماری اور فرمایا: "اس کی موت جلدی آگئی، اسے رونے والیاں کم ہوئیں اور اس کی میراث بھی کم ہوئی۔"

وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّي لِيَجْعَلَ لِي بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا قُلْتُ لَا يَا رَبِّ وَلَكِنْ أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوعُ يَوْمًا أَوْ قَالَ ثَلَاثًا أَوْ نَحْوَ هَذَا فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَإِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ)).

اسی اسناد سے نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے رب نے مکہ کی وادی بطحاء کو سونا بنانے کی مجھے پیش کش کی، میں نے عرض کیا: رب جی! نہیں، بس میں ایک دن سیر ہو کر کھاؤں اور ایک دن بھوک سے گزاروں، یا فرمایا: تین دن، پس جب مجھے بھوک لگے تو میں تیرے حضور تضرع کروں اور تجھے یاد کروں، اور جب میں سیر ہوں تو تیرا شکر ادا کروں اور تیری حمد بیان کروں۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ.

اس باب میں سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَالْقَاسِمُ هَذَا هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَيُكْنَى أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ شَامِيٌّ ثِقَةٌ وَعَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ وَيُكْنَى أَبَا عَبْدِ الْمَلِكِ.

اس سند میں قاسم یہ ابن عبدالرحمن ہیں۔ ابو عبدالرحمن ان کی کنیت ہے، اور یہ عبدالرحمن بن خالد بن یزید بن معاویہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، شامی ہیں، ثقہ ہیں۔ اور علی بن یزید کو حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے اور ابو عبدالملک اس کی کنیت ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥١٩٠ - التحقيق الثاني

تخريج الحديث: مسند احمد : ٢٢١٦٧، سنن ابن ماجه: ٤١١٧، مسند احمد: ٢٢١٩٠

فوائد الحديث: ۱۔ بہترین مومن وہ ہے جو دنیاوی لحاظ سے کم از کم ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھائے، اور عبادات نماز، روزے کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنے والا ہو۔ اپنی سادگی اور تقوے کی بنا پر شہرت سے کوسوں دور ہو، ضرورت کے موافق وسائل پر قناعت کرتے ہوئے رب تعالیٰ کا شکر گزار ہو۔

۲۔ کائنات کی سب سے بزرگ ترین ہستی سیدنا و امامنا محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک امت کے فقراء و مساکین کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

2348: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللهُ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اسلام قبول کیا، اسے بقدر ضرورت رزق عطا کیا گیا اور اللہ نے اسے قناعت عطا فرمادی تو وہ کامیاب ہو گیا۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ابن ماجه: ٤١٣٨، اخرجه البيهقي: ٤/١٩٦، البغوي: ٤٠٤٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٣٩٤٤، صحيح ابن حبان: ٧٠٥

2349: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((طُوبَى لِمَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَقَنِعَ)).

سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جس کی اسلام کی طرف راہنمائی کر دی گئی، اس کو روزی بقدر ضرورت عطا کی گئی اور اس نے قناعت کی۔''

قَالَ وَأَبُو هَانِئٍ اسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہانی خولانی کا نام حمید ابن ہانی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/١١، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٥٠٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٠٥٤، سنن ابن ماجه: ٤١٣٨، مسند احمد: ٦٥٧٢، صحيح ابن حبان: ٦٧٠

فوائد الحدیث: جس شخص کو اللہ تعالیٰ ایمان کی دولت سے مالا مال فرمادیں اور پھر اسے ضروریات زندگی کے مطابق وسائل عطا فرما کر قناعت جیسی دولت نصیب فرمادیں تو وہ معاشرے کا بہترین اور کامیاب انسان ہے کہ اسلام کی برکت سے آسانی میں شکر اور تنگی میں صبر کر کے اپنی آخرت کے لیے ذخیرہ جمع کر لیتا ہے، دنیا میں کسی سے سوال کر کے اپنی حیثیت اور وقار کو ختم نہیں کرتا۔ بلکہ قناعت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری اور فرمانبرداری میں زندگی بسر کرتا ہے۔

36- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْفَقْرِ

فقر کی فضیلت

2350: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نَبْهَانَ بْنِ صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ أَسْلَمَ حَدَّثَنَا شَدَّادٌ أَبُو طَلْحَةَ الرَّاسِبِيُّ عَنْ أَبِي الْوَازِعِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللهِ إِنِّي

سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے۔'' اس نے تین بار کہا: اللہ کی قسم! میں

لَأُحِبُّكَ. فَقَالَ ((انْظُرْ مَاذَا تَقُولُ)). قَالَ وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ. فَقَالَ ((انْظُرْ مَاذَا تَقُولُ)). قَالَ وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ. ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ ((إِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِي فَأَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا فَإِنَّ الْفَقْرَ أَسْرَعُ إِلَى مَنْ يُحِبُّنِي مِنَ السَّيْلِ إِلَى مُنْتَهَاهُ)).

آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو مجھ سے محبّت کرتا ہے تو پھر فقر کے لیے خوب مستعد اور تیار رہ کیونکہ جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے تو فقر اس کی طرف سیلاب کے اپنے منتہی / ٹارگٹ تک پہنچنے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ آتا ہے۔''

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شَدَّادٍ أَبِي طَلْحَةَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

ہم کو نصر بن علی نے حدثنا ابی عن شداد ابی طلحۃ کی سند سے اس کی مثل اس کا معنی بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو الْوَازِعِ الرَّاسِبِيُّ اسْمُهُ جَابِرُ بْنُ عَمْرٍو وَهُوَ بَصْرِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابووازع راسبی کا نام جابر بن عمرو بصری ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ١٦٨١، ضعيف الجامع الصغير: ١٢٩٧، ضعيف الترمذي: ١٦٨١

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٢٩٢٢، روح بن اسلم ضعیف راوی ہے۔

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ سے محبّت کا تقاضہ یہ ہے کہ جس طرح عقائد و عبادات میں آپ ﷺ کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اسی طرح رہن سہن اور بود و باش میں بھی آپ ﷺ کے طرز زندگی کا رنگ نمایاں ہونا چاہیے، صرف خالی خولی زبانی دعووں سے تو محبّت کا حق ادا نہیں ہوتا۔

37- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ

فقراء مہاجرین اپنے مال داروں سے پہلے جنّت میں جائیں گے

2351: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِخَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فقراء مہاجرین اپنے مال داروں سے پانچ سو سال پہلے جنّت میں جائیں گے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٩١٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٢٣، مسند احمد: ١١٦٠٤

2352: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَابِدُ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ النُّعْمَانِ اللَّيْثِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((إِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا يَا عَائِشَةُ! لَا تَرُدِّي الْمِسْكِينَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَا عَائِشَةُ أَحِبِّي الْمَسَاكِينَ وَقَرِّبِيهِمْ فَإِنَّ اللهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

فرمایا: ”اے اللہ! مجھے مسکین کی حالت میں زندہ رکھنا، اسی حالت پر موت دینا اور قیامت کے دن مسکینوں کی جماعت میں جمع کرنا۔“ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کس لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس لیے کہ وہ اپنے مال داروں سے چالیس سال پہلے جنّت میں داخل ہوں گے، عائشہ! مسکین کو خالی ہاتھ نہ لوٹانا خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے دینا، عائشہ! مسکینوں سے محبّت کرنا اور انہیں قریب رکھنا اللہ قیامت کے دن تجھے قرب عطا فرمائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک اس کی سند میں حارث بن نعمان ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن كبرىٰ للبيهقي: ١٢/٧۔ سنن ابن ماجه: ٤١٢٦، مسندعبد بن حميد: ١٠٠٢

2353: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فقراء مال داروں سے پانچ سو سال، نصف دن پہلے جنّت میں جائیں گے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) صحيح الترمذي: ١٩١٨، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/٢٤٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٢٢۔ مسند احمد: ٧٩٤٦، صحيح ابن حبان: ٦٧٦

2354: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَهُوَ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فقراء مسلمان اپنے مال داروں سے نصف دن پہلے جنّت میں جائیں گے اور وہ نصف دن پانچ سو سال کا ہے۔“

وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) دیکھیے حدیث گزشتہ ۲۳۵۳

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٤٧٦

فوائد الحدیث: ا۔ قیامت کا دن ایک ہزار سال کا دن ہوگا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں فقر اور غریبت کی زندگی بسر کی ہوگی وہ مالدار اور غنی لوگوں سے نصف یوم یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے بشرطیکہ وہ مومن، موحد، مسلمان اور فقر پر صبر کرنے والے ہوں۔

کیونکہ مالدار لوگ اپنے مال کے متعلق حساب دے رہے ہوں گے کہ **این اکتسبه و فیما انفقه** (ترمذی، باب صفة القیامة) ”اسے کمایا کس طرح اور خرچ کہاں کیا؟“

۲۔ غریب اور مسکین لوگ عمومی طور پر مالداروں کی نسبت عاجزی وانکساری والے ہوتے ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو قیامت کے دن مساکین میں شمار کرنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

۳۔ مساکین سے محبّت اور معاونت انسان کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا حقدار بنا دیتی ہے اس لیے فقیر اور مسکین لوگوں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔

2355: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا)).

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فقراء مسلمان اپنے مال داروں سے چالیس سال پہلے جنّت میں جائیں گے۔''

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح: بلفظ: ((فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْن))) فقراء مسلمان کی بجائے فقراء مہاجرین کے الفاظ سے یہ حدیث صحیح ثابت ہے۔ ضعيف الترمذي: ٤١١، اخرجه عبد بن حميد: ١١١٧، بعض کے نزدیک یہ عمرو بن جابر کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٤٧٦

فوائد الحدیث: اس حدیث میں جو پانچ سو سال کی بہ نسبت چالیس سال کا ذکر آیا ہے تو یہ مالدار لوگوں کے فرق کی وجہ سے ہے کہ بعض اغنیاء اپنے تھوڑے مال کی وجہ سے حساب دے کر جلدی فارغ ہونگے اور بعض کثرت اموال کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہونگے۔

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعِيشَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَهْلِهِ

نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کی معیشت وگزران

2356: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَدَعَتْ لِي بِطَعَامٍ وَقَالَتْ مَا أَشْبَعُ مِنْ طَعَامٍ فَأَشَاءُ أَنْ أَبْكِيَ إِلَّا بَكَيْتُ. قَالَ قُلْتُ لِمَ قَالَتْ أَذْكُرُ الْحَالَ الَّتِي فَارَقَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الدُّنْيَا وَاللهِ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ.

مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا انہوں نے میرے لیے کھانا منگوایا اور فرمایا: میں کسی کھانے سے سیر نہیں ہوتی پس اگر میں رونا چاہوں تو میں رو لیتی ہوں۔ میں نے کہا: کیوں؟ انہوں نے فرمایا: میں اس حال کو یاد کرتی ہوں جس پر رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے جدا ہوئے، اللہ کی قسم! آپ ﷺ کسی دن میں دو بار گوشت روٹی سے سیر نہیں ہوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ٤/١٠٩، مختصر الشمائل: ١٢٨، ضعيف الترمذي: ٤١٢، اس میں مجالد ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: اخرجه المصنف في الشمائل: ١٤٨، مسند ابو يعلى: ٤٥٣٨

2357: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ زندگی بھر دو دن لگاتار جو کی روٹی سے شکم سیر نہیں ہوئے۔

يُحَدِّثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتَّى قُبِضَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٩٢٠، اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٤٩/١٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٤١٦، صحيح مسلم: ٢٩٧٠، سنن ابن ماجه: ٣٣٤٤، مسند احمد : ٢٤١٥١

2358: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا شَبِعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَهْلُهُ ثَلَاثًا تِبَاعًا مِنْ خُبْزِ الْبُرِّ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا.

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل خانہ لگاتار تین دن گندم کی روٹی سے شکم سیر نہیں ہوئے حتی کہ آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔

یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے۔ اس سند سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه — اخرجه ابو يعلى: ٦١٧٥، والطبراني في الاوسط: ٣٢٩٢، صحيح الترمذي: ١٩٢١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٣٧٤، صحيح مسلم: ٢٩٧٦، سنن ابن ماجه: ٣٣٤٣، مسند احمد : ٩٦١١، صحيح ابن حبان: ٦٣٤٥

2359: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ مَا كَانَ يَفْضُلُ عَنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ خُبْزُ الشَّعِيرِ.

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھرانے والوں سے جَو کی روٹی نہیں بچا کرتی تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

وَيَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ هَذَا كُوفِيٌّ وَأَبُو بُكَيْرٍ وَالِدُ يَحْيَى رَوَى لَهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ مِصْرِيٌّ صَاحِبُ اللَّيْثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

یحییٰ بن ابی بکیر یہ کوفی ہیں، اور ابو بکیر یحییٰ کے والد ''ان کے لیے سفیان ثوری اور یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے روایت کی ہے۔ ''مصری ہیں۔ لیث کے شاگرد ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ١٢٤، التعليق الرغيب: ١١٠/٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٢٤٤

فوائد الحدیث: ا۔ رسول اللہ ﷺ فقراء و مساکین جیسی زندگی پسند کرتے تھے کہ اس میں عاجزی و انکساری بھی زیادہ ہوتی ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع بھی کرتا ہے اسی لیے آپ ﷺ نے دعا بھی فرمائی تھی۔ اللهم احيني مسكينا و امتني مسكينا و احشرني في زمرة المساكين (ترمذی حدیث نمبر ٢٣٥٢) ''اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھنا اور مسکینی کی حالت میں ہی موت دینا اور

قیامت کے دن مسکینوں میں ہی مجھے اٹھانا" اس لیے آپ ﷺ کی ساری زندگی فقر وفاقے میں ہی گزری کبھی صبح کو روٹی کھائی تو شام کو میسر نہیں اور کبھی شام کو کھائی تو صبح کے لیے نہیں بچی۔ بعض اوقات آپ ﷺ کئی کئی دن تک کھجوروں اور پانی پر ہی گزارہ کرتے تھے اس سب کے باوجود آپ ﷺ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنیوالے، اس کا شکر بجالانے والے اور اپنی ذمہ داری (تبلیغ رسالت) کو کماحقہٗ پورا کرنے والے تھے۔

۲۔ آج ہم اپنے حالات پہ غور کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی انواع واقسام کی نعمتیں استعمال کرنے کے باوجود فرائض بھی ادا نہیں کرتے اور اناج وغیرہ نعمتوں کو ضائع کرکے ناشکری کے مرتکب بھی ہورہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم ارحم حالنا

2360: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَبِيتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُونَ عَشَاءً وَكَانَ أَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيرِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کئی کئی راتیں لگاتار خالی پیٹ گزارتے تھے اور انہیں شام کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا، اور ان کی اکثر روٹی جَو کی ہوتی تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح الترمذي: ١٩٢٣، اخرجه المصنف في الشمائل: ١٤٥، والطبراني في الكبير: ١١٩٠٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٣٤٧، مسند احمد : ٢٣٠٣

2361: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: "اے اللہ! آل محمد (ﷺ) کو بقدر ضرورت روزی عطا فرما۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه — اخرجه ابو يعلى: ٦١٠٣، البيهقي في الدلائل النبوة: ٨٧/٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٤٦٠، صحيح مسلم: ١٠٥٥، سنن ابن ماجه: ٤١٣٩، مسند احمد : ٩٧٥٣، صحيح ابن حبان: ٦٣٤٤

2362: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہیں کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ یہ حدیث جعفر بن سلیمان عن ثابت عن النبی ﷺ کی سند سے مرسل روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ٣٠٤، التعليق الرغيب: ٤٢/٢

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٦٣٥٦.

فوائد الحدیث: ا۔ رسول اللہ ﷺ کے فقر وفاقہ میں آپ ﷺ کی ازواج مطہرات امہات المومنین، رضوان اللہ علیہن اجمعین بھی مکمل

طور پر آپ ﷺ کا ساتھ نبھاتی تھیں اور اس غربت پر انہوں نے کبھی کوئی شکوہ شکایت نہ کی تھی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں آفر ہو چکی تھی کہ اگر وہ دنیا کا مال و دولت چاہتی ہیں تو انہیں دنیا کا مال و دولت دے کر رخصت کر دیا جاتا ہے پھر وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے حرم میں نہیں رہ سکیں گی لیکن ان پاک باز اور مقدس و طاہرات نے آپ ﷺ کی رفاقت اور زوجیت میں رہنے کو سعادت سمجھا اور اسی کو ترجیح دی۔

۲۔ ہر خاتون کو عُسر یُسر میں اپنے خاوند کے حالات میں رہ کر ہی گزارہ کرنا چاہئے ہر وقت نئی فرمائش سے اس کے لیے پریشانی کا باعث نہیں بننا چاہئے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ کریم اپنی رحمت سے اس قدر رزق و روزی سے نواز تا رہے کہ کسی کی محتاجی نہ ہو اور کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا کر بھیک نہ مانگنی پڑے۔

2363: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَكَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى خِوَانٍ وَلَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتَّى مَاتَ.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زندگی بھر دستر خوان پر کھانا کھایا نہ چپاتی کھائی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ سعید بن ابی عروبہ کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں بخاری۔ اخرجه المصنف في الشمائل: ١٥٠، صحيح الترمذي: ١٩٢٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٣٨٦، سنن ابن ماجه: ٣٢٩٣، سنن النسائي الكبرى: ٦٦٢٥، ٦٦٢٦، ٦٦٣٤، ٦٦٣٨، مسند احمد : ١٢٣٢٥

2364: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَخْبَرَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ أَكَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّقِيَّ يَعْنِي الْحُوَّارَى فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّقِيَّ حَتَّى لَقِيَ اللهَ.

فَقِيلَ لَهُ هَلْ كَانَتْ لَكُمْ مَنَاخِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ مَا كَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ.

قِيلَ فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ بِالشَّعِيرِ قَالَ كُنَّا نَنْفُخُهُ فَيَطِيرُ مِنْهُ مَا طَارَ ثُمَّ نُثَرِّيهِ فَنَعْجِنُهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ.

ابو حازم نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان سے کہا گیا: رسول اللہ ﷺ نے چھنا ہوا آٹا (میدہ) تناول فرمایا؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے چھنا ہوا آٹا نہیں کھایا، حتیٰ کہ اللہ سے جا ملے، ان سے کہا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے دور میں چھلنیاں تھیں؟ انہوں نے فرمایا: ہمارے ہاں چھلنیاں نہیں تھیں۔
پوچھا گیا: تم پھر جَو کس طرح صاف کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہم پھونک مارتے تھے پس اس میں سے جو اڑ جاتا وہ اڑ جاتا پھر ہم اسے گیلا کر کے گوندھ لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مالک بن انس نے اسے ابو حازم سے بھی روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں بخاری۔ اخرجه المصنف في الشمائل: ١٤٦، البغوي: ٢٨٤٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٤١٠، ٥٤١٣، سنن ابن ماجه: ٣٣٣٥، مسند احمد : ٢٢٨١٤، صحیح ابن حبان: ٦٣٤٨، ٦٣٦٠

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں جو کھانا پکتا تھا اس میں بھی باریک میدے یا گندم کی روٹی نہیں ہوتی تھی بلکہ جو کے آٹے کی روٹی ہوتی اور وہ بھی ان چھنا ہوتا تھا۔ کہ اس کا بھوسہ اور چھلکا بھی اس میں شامل ہوتا۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک ساری امت کے لیے نمونہ ہے اور ہر معاملے، عبادات عقائد واعمال، معاملات واخلاقیات میں صرف آپ ﷺ کی زندگی ہی آئیڈیل ہے۔

وقت کے حکمرانوں کو خصوصاً اس پہلو پر بھی غور کرنا چاہئے کہ انہیں کس قدر نعمتیں میسر ہیں اور وہ قوم کے خون پسینے کی کمائی سے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہوئے اپنے اللوں تللوں پر کس طرح بے دریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں اور ان کی رعایا کس قدر کسمپرسی اور تنگی کی زندگی بسر کر رہی ہے۔

مساجد و مدارس کے ذمہ داروں کے گھروں میں قوم کے چندے سے کیا سلوک ہوتا ہے اور ان کے آئمہ و خطباء اور مدرسین واساتذہ کس حد تک قربانی کے بکرے بنے ہوئے ہیں جبکہ ہمارے مرشد و مخدوم، آقا و مولیٰ امام محمد رسول اللہ ﷺ، باوجود مال غنیمت اور مال فے کی آمد کے ہمیشہ سادگی پسند رہے اور سادہ بود و باش کو ہی ترجیح دی حالانکہ آپ ﷺ کے بعض صحابہ کرام بہت مال دار بھی تھے لیکن آپ ﷺ نے ان سے بھی کبھی تعاون نہ لیا۔

بلکہ جو کچھ آپ ﷺ کے پاس آتا آپ ﷺ دوسروں پر خرچ کرتے اور اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضرورتوں کو ترجیح دیتے۔ (ﷺ)

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعِيشَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کے اصحاب کی گزران کا ذکر

2365: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ إِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ أَهْرَاقَ دَمًا فِي سَبِيلِ اللهِ وَإِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَغْزُو فِي الْعِصَابَةِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَا نَأْكُلُ إِلَّا وَرَقَ الشَّجَرِ وَالْحُبْلَةِ حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ أَوِ الْبَعِيرُ وَأَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ يُعَزِّرُونِي فِي الدِّينِ لَقَدْ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ عَمَلِي.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ بَيَانٍ.

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔ میں نے اپنے آپ کو اصحاب محمد ﷺ کی جماعت میں جہاد کرتے ہوئے دیکھا، ہم درختوں کے پتے اور حبلہ (لوبیے وغیرہ جیسی ترکاری) کھاتے تھے حتیٰ کہ ہم میں سے کسی کو بکری اور اونٹ کی قضائے حاجت کی طرح قضائے حاجت (مینگنیوں کی صورت میں) ہوتی تھی۔ اور اب بنو اسد دین میں میری سرزنش کرنے لگے ہیں۔ تب تو میں ناکام و نامراد ہوا اور میرے عمل ضائع ہو گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث، حسن صحیح غریب ہے۔ بیان کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحیح)(متفق علیه) مختصر الشمائل: ١١٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٧٢٨، صحیح مسلم: ٢٩٦٦، سنن ابن ماجه ١٣١، سنن النسائی الکبری: ٨٢١٨، مسند احمد : ١٤٩٨، صحیح ابن حبان: ٦٩٨٩

2366: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنِّي أَوَّلُ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا الْحُبْلَةَ وَهَذَا السَّمُرَ حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ يُعَزِّرُونِي فِي الدِّينِ لَقَدْ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ عَمَلِي.

سیّدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرب میں سے پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا، ہم نے دیکھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے اور ہم صرف یہ حبلہ اور یہ ببول کے درخت ہی کھاتے تھے حتیٰ کہ ہم میں سے کوئی بکری کی مینگنیوں کی طرح قضائے حاجت کرتا، پھر بنو اسد دین کے بارے میں میری مجھے عار دلانے لگے، تب تو میں ناکام و نامراد ہوا اور میرے عمل ضائع ہو گئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ.

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٧٢٨، صحیح مسلم: ٢٩٦٦، سنن ابن ماجه ١٣١، سنن النسائی الکبری: ٨٢١٨، مسند احمد : ١٤٩٨، صحیح ابن حبان: ٦٩٨٩

فوائد الحدیث: ١۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں عرصہ دراز تک رہنے کی سعادت نصیب ہوئی اور خدمات کے لحاظ سے بھی سب سے پہلے جہادی معرکوں میں شامل ہونے والے تھے لیکن جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کوفہ کے گورنر بنے تو انہوں نے یہ بہتان باندھ دیا کہ یہ نماز "صحیح" نہیں پڑھاتے (اللہ اللہ، کوفہ والوں کو شروع سے ہی نماز پیغمبر ﷺ پر اعتراض تھا کیونکہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بھی تو سنت کے مطابق ہی نماز ادا کرتے تھے جیسا کہ وہ خود بیان فرماتے ہیں: (اما انا فاصلی بهم صلوٰة رسول الله ﷺ لا اخرم عنها) (نسائی ص ١٢١/١ کتاب الافتتاح) "کہ میں تو انہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھاتا ہوں اور نماز کی ادائیگی میں رسول اللہ ﷺ کے طریقہ مبارک میں کوئی کمی نہیں کرتا۔"

٢۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے نماز کو دین سے تعبیر فرمایا ہے کہ اگر میری نماز ہی درست نہیں تو پھر میرے باقی اعمال کا کیا بنے گا وہ تو بدرجہ اولیٰ ضائع ہوں گے۔

٣۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معاشی صورت حال یہ تھی کہ بعض اوقات انہیں درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑتا تھا لیکن دین اسلام پر خود عمل کرنے اور اسے دنیا میں پھیلانے کے لیے جہاد کے میدان میں ہمیشہ مستعد رہتے تھے۔ رضی اللہ عنهم

2367: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فِي أَحَدِهِمَا ثُمَّ قَالَ بَخٍ بَخٍ يَتَمَخَّطُ أَبُو هُرَيْرَةَ فِي الْكَتَّانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَخِرُّ

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انہوں نے سرخ رنگ سے رنگے ہوئے دو سوتی کپڑے پہنے ہوئے تھے، انہوں نے ان میں سے ایک میں ناک صاف کی، پھر فرمایا: واہ خوب ابوہریرہ سوتی کپڑے میں ناک

فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَحُجْرَةِ عَائِشَةَ مِنَ الْجُوعِ مَغْشِيًّا عَلَيَّ فَيَجِيءُ الْجَائِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِي يُرَى أَنَّ بِيَ الْجُنُونَ وَمَا بِي جُنُونٌ وَمَا هُوَ إِلَّا الْجُوعُ.

صاف کرتا ہے، میں نے اپنے آپ کو بھوک کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے منبر اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان گرے ہوئے دیکھا، میں بے ہوش ہو جاتا تھا، آنے والا آتا اور میری گردن پر پاؤں رکھتا کہ مجھے جنون و دیوانگی ہے جبکہ مجھے جنون نہیں ہوتا تھا وہ تو بھوک کی وجہ سے تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه المصنف في الشمائل: ٧١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٧٣٢٤

فوائد الحدیث: ۱۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو مالی طور پر حالات بڑے تنگ تھے حتیٰ کہ بھوک کی وجہ سے بعض لوگوں پر غشی کے دورے پڑتے تھے۔ ان میں ایک سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فراوانی کی اور جہاد کی برکت سے دولت کی ریل پیل ہو گئی تو کھانے پینے کے ساتھ ساتھ لباس میں بھی کچھ آسودگی ہو گئی اور اچھا لباس پہنا جانے لگا۔ تو ایک موقعہ پر سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ اعلیٰ کوالٹی کے کپڑے کے ساتھ اپنا ناک صاف کر رہے ہیں تو اپنی غربت کے دنوں کو یاد کرتے ہوئے ان کا تذکرہ فرما دیا۔

۲۔ اس میں ہم سب کے لیے نصیحت ہے کہ اگر کسی بھی معاملے میں تنگی کے بعد آسانی آ جائے تو انسان کو اس پر اترانا نہیں چاہئے بلکہ عاجزی و انکساری کا اظہار کرنا چاہئے اور اس وقت جو لوگ اس تنگی کی صورت میں مبتلا ہیں ان سے مکمل ہمدردی کرتے ہوئے انہیں بھی ایسی حالت سے نکالنے کی تدبیر کرنی چاہئے۔

2368: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ يَخِرُّ رِجَالٌ مِنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ وَهُمْ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتَّى تَقُولَ الْأَعْرَابُ هَؤُلَاءِ مَجَانِينُ أَوْ مَجَانُونَ فَإِذَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللهِ لَأَحْبَبْتُمْ أَنْ تَزْدَادُوا فَاقَةً وَحَاجَةً)). قَالَ فَضَالَةُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے تھے تو کچھ حضرات بھوک کی وجہ سے نماز میں کھڑے کھڑے گر جاتے تھے اور وہ اصحاب صفہ تھے، حتیٰ کہ اعرابی کہتے: یہ دیوانے لوگ ہیں، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو ان کے پاس تشریف لے جاتے اور فرماتے: ”اگر تمہیں اللہ کے ہاں تمہارے اجر و ثواب کے متعلق معلوم ہو جائے تو تم پسند کرو کہ تمہارا فاقہ اور حاجت و ضرورت مندی اور زیادہ ہو جائے۔“ فضالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٤/ ١٢٠، اخرجه ابو نعيم في الحلية: ٢/ ١٧

تخریج الحدیث: مسند احمد ٢٣٩٣٨، صحيح ابن حبان: ٧٢٤

فوائد الحدیث: ا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمہ وقت دینی تعلیم میں مصروف رہتے ہوئے مسجد نبوی میں قیام پذیر تھے انہیں ''اصحاب صفہ'' کہا جاتا ہے، بعض اوقات خوراک نہ ملنے کی وجہ سے نقاہت اور کمزوری کی وجہ سے دوران نماز ہی گر پڑتے تھے۔

ان حالات میں بھی وہ تعلیم چھوڑ کر کھانے پینے کے بندوبست کے لیے باہر نہیں جاتے تھے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کوئی حدیث سنائیں، کوئی مسئلہ بیان کریں اور ہم سننے سے نہ رہ جائیں۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے طلبہ علم کو حوصلہ دیتے ہوئے ان کی تعریف فرمائی کہ اس کے بدلے میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بہت اجر و ثواب ہے جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

۳۔ آج دینی مدارس کے طلبہ کو خصوصی طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ وہ کسی معمولی سی تکلیف پر بھی واویلا شروع کر دیتے ہیں، باوجود مدارس میں رہائش اور خوراک کے بہترین انتظامات کے ہاہا کار مچائے رکھتے ہیں اور دل لگا کر پڑھتے نہیں۔ بلکہ اگر یوں کہہ دیا جائے کہ لباس اور وضع قطع میں نت نئے فیشن کا آغاز انہی میں سے بعض طلبہ سے ہوتا ہے تو شاید کوئی مبالغہ نہ ہو۔

عزیز طلبہ! علم وہی نافع ہوتا اور صدقہ جاریہ بنتا ہے جو پوری توجہ، محنت اور اخلاص کے ساتھ حاصل کیا جائے اس لیے آپ اپنا وقت ضائع نہ کریں اپنی خواہشات اور ضروریات کو حد درجہ محدود رکھیں اور اپنی تمام تر توانائیاں صرف حصول علم پر صرف کریں تو پھر دیکھیں کہ آپ کے بعد آپ کے تذکرے بھی انہی محدثین رحمہم اللہ کی طرح ہوں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کا فیض قیامت تک جاری و ساری رکھے گا۔ ان شاء اللہ

2369: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَاعَةٍ لَا يَخْرُجُ فِيهَا وَلَا يَلْقَاهُ فِيهَا أَحَدٌ فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ ((مَا جَاءَ بِكَ يَا أَبَا بَكْرٍ)). فَقَالَ خَرَجْتُ أَلْقَى رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَنْظُرُ فِي وَجْهِهِ وَالتَّسْلِيمَ عَلَيْهِ. فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ ((مَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَرُ)). قَالَ الْجُوعُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَأَنَا قَدْ وَجَدْتُ بَعْضَ ذَلِكَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ ایک ایسے وقت میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ اس وقت تشریف نہیں لاتے تھے، اور کوئی آپ ﷺ سے اس وقت ملاقات بھی نہیں کرتا تھا، پس سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر! کس وجہ سے تم آئے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا، میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرنے، آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی زیارت کرنے اور آپ ﷺ کو سلام پیش کرنے حاضر ہوا ہوں، اتنی دیر میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ آگئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! تم کیوں آئے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! بھوک کی وجہ سے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی کچھ بھوک محسوس کر رہا ہوں۔''

فَانْطَلَقُوا إِلَى مَنْزِلِ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ الْأَنْصَارِيِّ

پس وہ سیّدنا ابو الہیثم بن التیہان انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف

وَكَانَ رَجُلاً كَثِيرَ النَّخْلِ وَالشَّاءِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ خَدَمٌ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَقَالُوا لِامْرَأَتِهِ أَيْنَ صَاحِبُكِ فَقَالَتِ انْطَلَقَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَاءَ. فَلَمْ يَلْبَثُوا أَنْ جَاءَ أَبُو الْهَيْثَمِ بِقِرْبَةٍ يَزْعَبُهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَاءَ يَلْتَزِمُ النَّبِيَّ ﷺ وَيُفَدِّيهِ بِأَبِيهِ وَأُمِّهِ ثُمَّ انْطَلَقَ بِهِمْ إِلَى حَدِيقَتِهِ فَبَسَطَ لَهُمْ بِسَاطًا ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى نَخْلَةٍ فَجَاءَ بِقِنْوٍ فَوَضَعَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَفَلَا تَنَقَّيْتَ لَنَا مِنْ رُطَبِهِ)). فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ تَخْتَارُوا أَوْ قَالَ تَخَيَّرُوا مِنْ رُطَبِهِ وَبُسْرِهِ.

چلے، ان کے کھجوروں کے بہت سے درخت تھے اور بہت سی بکریاں تھیں، ان کا کوئی خادم نہ تھا، انہوں نے انہیں (گھر میں) نہ پایا' تو انہوں نے ان کی اہلیہ سے پوچھا: تمہارے شوہر کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: وہ ہمارے لیے پینے کا پانی لینے گئے ہیں، بس تھوڑی ہی دیر بعد ابوالہیثم ایک مشکیزہ اٹھائے ہوئے آئے اور انہوں نے اسے رکھ دیا، پھر آئے نبی ﷺ سے گلے ملے اور اپنے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہونے کا کہا، پھر ان حضرات کو اپنے باغ میں لے گئے، ان کے لیے چٹائی بچھائی، پھر کھجور کے درخت کی طرف گئے اور وہاں سے کھجوروں کا کچھا لائے اور اسے لا کر رکھ دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم ہمارے لیے اس کی خاص تازہ کھجوریں کیوں نہ لائے؟'' انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے چاہا کہ آپ ﷺ خود تازہ اور خشک کھجوروں کا انتخاب فرمالیں۔

فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هَذَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسْأَلُونَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظِلٌّ بَارِدٌ وَرُطَبٌ طَيِّبٌ وَمَاءٌ بَارِدٌ)).

پس انہوں نے کھجوریں کھائیں اور اس (مشکیزے) میں سے پانی پیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں تم سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا، ٹھنڈی چھاؤں، تازہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی۔''

فَانْطَلَقَ أَبُو الْهَيْثَمِ لِيَصْنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا تَذْبَحَنَّ ذَاتَ دَرٍّ)). قَالَ فَذَبَحَ لَهُمْ عَنَاقًا أَوْ جَدْيًا فَأَتَاهُمْ بِهَا فَأَكَلُوا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَلْ لَكَ خَادِمٌ)). قَالَ لَا. قَالَ ((فَإِذَا أَتَانَا سَبْيٌ فَائْتِنَا)). فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَأْسَيْنِ لَيْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ فَأَتَاهُ أَبُو الْهَيْثَمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اخْتَرْ مِنْهُمَا)). فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اخْتَرْ لِي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ هَذَا فَإِنِّي رَأَيْتُهُ يُصَلِّي وَاسْتَوْصِ بِهِ مَعْرُوفًا)).

ابو الہیثم ان کے لیے کھانا تیار کرنے کے لیے چلے گئے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''دودھ دینے والا جانور ذبح نہ کرنا'' پس انہوں نے ان کے لیے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا اور ان کی خدمت میں لا کر پیش کیا، انہوں نے اسے تناول فرمایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا کوئی خادم ہے؟'' انہوں نے عرض کیا، نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو ہمارے پاس آنا۔'' نبی ﷺ کی خدمت میں دو قیدی پیش کیے گئے ان دونوں کے ساتھ کوئی تیسرا نہیں تھا، ابوالہیثم رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں میں سے انتخاب کر لے۔'' انہوں نے عرض

فَانْطَلَقَ أَبُو الْهَيْثَمِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ مَا أَنْتَ بِبَالِغٍ مَا قَالَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا أَنْ تَعْتِقَهُ قَالَ فَهُوَ عَتِيقٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا وَلَا خَلِيفَةً إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبِطَانَةٌ لَا تَأْلُوهُ خَبَالًا وَمَنْ يُوقَ بِطَانَةَ السُّوءِ فَقَدْ وُقِيَ)).

کیا، اللہ کے نبی! آپ ﷺ میرے لیے منتخب فرمائیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے، اسے لے لو، میں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔''

ابو الہیثم اپنی اہلیہ کے پاس گئے اور اسے رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتایا، تو ان کی اہلیہ نے انہیں کہا: اس کے متعلق نبی ﷺ نے جو فرمایا ہے تم اسے پورا نہیں کر سکو گے، بہتر ہے کہ تم اسے آزاد کر دو، انہوں نے فرمایا: وہ آزاد ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جو بھی نبی اور خلیفہ مبعوث فرمایا اس کے دو رفیق ہوتے ہیں، ایک اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے جبکہ دوسرا رفیق اسے نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اور جو برے رفیق سے بچا لیا گیا تو وہ بچا لیا گیا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الأحاديث الصحيحة: ١٦٤١، مختصر الشمائل: ١١٣، صحيح الترمذي: ١٩٣١۔

تخریج الحدیث: الادب المفرد: ٢٥٦، المصنف فی الشمائل: ١٣٤، شرح مشكل الآثار: ٤٧٢، ٤٢٩٤، مستدرک حاکم: ٤/١٣١، صحيح مسلم: ٢٠٣٨، مسند احمد: ٧٢٣٩

فوائد الحدیث: ١۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں دوست احباب اور رشتے داروں میں بے تکلفی ہو تو وہاں بلا تکلف اپنی حاجت و ضرورت کو بیان کیا جا سکتا ہے۔

٢۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے استعمال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور آخرت میں ان کے متعلق باز پرس کی فکر بھی ہونی چاہئے۔

٣۔ جس دوست سے کوئی فائدہ اٹھائیں تو اسے اس کا بہتر بدلہ دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔

٤۔ جب کسی سے مشورہ طلب کیا جائے تو اس کو پوری دیانت داری سے صحیح اور درست مشورہ دینا چاہیے۔

٥۔ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک کسی کے اچھا ہونے کی دلیل اس کا نمازی ہونا ہے۔ اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم پکے، پختہ اور سنت کے مطابق نماز ادا کرنے والے مستقل نمازی بنیں تاکہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ ہمیں پسند کرتے ہوئے ہمارے حق میں بھی سفارش کر دیں اور اللہ تعالیٰ ہم کو معاف فرما کر اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ساتھ جنت میں داخلہ نصیب فرما دیں۔ (آمین)

2370: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحَدِيثُ شَيْبَانَ

ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی۔ پس اس حدیث کے راویوں نے حدیث سابق کے مانند ذکر کیا۔ اور اس میں عن ابی ہریرہ کا ذکر نہیں کیا۔ شیبان کی

أَتَمُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ وَأَطْوَلُ. وَشَيْبَانُ ثِقَةٌ عِنْدَهُمْ صَاحِبُ كِتَابٍ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا.

روایت ابو عوانہ کی روایت سے زیادہ مکمل اور زیادہ طویل ہے۔ شیبان ان کے نزدیک ثقہ ہیں۔ صاحب کتاب ہیں (یعنی ان کے پاس احادیث لکھی ہوئی تھیں) اور بے شک سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کے علاوہ بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔ اور سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه احمد في الزهد: ١٧٤، دیکھیں گزشتہ حدیث۔

فوائد الحدیث: تفصیل حدیث نمبر ۲۳۶۹ میں گزر چکی ہے اس کی اسناد کے متعلق امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ وضاحت بیان فرمائی ہے۔

2371: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ حَاتِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْجُوعَ وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُونِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ حَجَرَيْنِ.

سیّدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور ہم نے اپنے پیٹوں سے ایک ایک پتھر سے کپڑا اٹھایا، اور رسول اللہ ﷺ نے دو پتھروں سے کپڑا اٹھایا (کہ آپ ﷺ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے تھے)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) مختصر الشمائل: ١١٢، ضعيف الترمذی: ٤١٣

تخریج الحدیث: المصنف فی الشمائل: ٣٧١، تهذيب الكمال: ١٢/١٧١

فوائد الحدیث: بھوک کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی یہ حالت ہوتی تھی کہ اپنی اپنی کمر کو سیدھا رکھنے کے لیے پیٹ پر پتھر باندھنا پڑتے تھے۔

2372: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ أَلَسْتُمْ فِي طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَأُ بَطْنَهُ.

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کیا تم اپنی مرضی سے من پسند چیزیں نہیں کھاتے پیتے ہو؟ جبکہ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس پیٹ بھرنے کے لیے ردی قسم کی بھی کھجوریں نہیں تھیں۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى أَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ. وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو عوانہ اور کئی ایک نے سماک بن حرب سے ابو احوص کی حدیث کے مانند روایت کیا ہے۔ اور شعبہ نے اس حدیث کو سماک عن نعمان بن بشیر عن عمر کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں مسلم۔ مختصر الشمائل: ١١٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٩٧٧، مسند احمد: ١٧٣٥٧، صحيح ابن حبان: ٦٣٤٠۔ ٦٣٤٢

فوائد الحدیث: سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما اپنے ساتھیوں کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ اگر کبھی کوئی تنگی ترشی آ بھی جائے تو انسان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہنا چاہیے۔ آج تمہیں اس قدر آسانیاں ہیں کہ تم اپنی مرضی اور پسند سے کھانے پینے کا انتخاب کرتے ہو، جبکہ امام الانبیا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو تو پیٹ کی بھوک مٹانے کے لیے نمکی اور ادنیٰ کوالٹی کی کھجوریں بھی میسر نہیں تھیں۔

40- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ

تونگری (غنیٰ) دل کی تونگری ہے

2373: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ قُرَيْشٍ الْيَامِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کثرت مال و متاع کا نام تونگری و مال داری نہیں بلکہ تونگری تو دل کی تونگری کا نام ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو حَصِينٍ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الأَسَدِيُّ.

اور ابو حصین کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه — اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٢٧٦، القضاعي في مسند الشهاب: ١٢٠٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤٤٦، صحیح مسلم: ١٠٥١، سنن ابن ماجه: ٤١٣٧، مسند احمد : ٧٣١٦، صحیح ابن حبان: ٦٧٩

فوائد الحدیث: دل کے غنی اور تونگر ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس میں حرص، لالچ اور طمع نہ ہو، کیونکہ اگر دل میں لالچ نہ ہو تو پھر آدمی تھوڑے سے مال پر بھی خوش اور قانع ہوتا ہے۔ اور اگر دل میں حرص اور طمع ہو تو پھر بہت سے مال و دولت ملنے سے بھی اسے سکون اور اطمینان نہیں ملتا بلکہ مزید کے حصول کے لیے پریشان رہتا ہے۔ اس لیے انسان کو ہمیشہ اپنے دل کو طمع و لالچ سے پاک صاف رکھنا چاہیے۔

41- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْمَالِ

مال کو اس کے حق کے ساتھ لینا

2374: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ قَالَ سَمِعْتُ خَوْلَةَ بِنْتَ قَيْسٍ وَكَانَتْ تَحْتَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ مَنْ أَصَابَهُ بِحَقِّهِ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِيمَا شَاءَتْ بِهِ نَفْسُهُ مِنْ مَالِ اللهِ وَرَسُولِهِ لَيْسَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا النَّارُ)).

سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”یہ مال سرسبز و شیریں ہے، جو اسے اس کے حق کے ساتھ لیتا ہے اس میں اس کے لیے برکت ڈال دی جاتی ہے، کتنے ہی ایسے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول سے مال میں اپنے نفس کی خواہش و چاہت کے مطابق ناحق سرگرم ہوتے ہیں ان کے لیے قیامت کے دن صرف جہنم کی آگ ہی ہوگی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو الْوَلِيدِ اسْمُهُ عُبَيْدُ سَنُوطَا.
اور ابو ولید کا نام عبید بن سنوطا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٥٩٢، المشكاة: ٤٠١٧ - التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣١١٨ ، مسند احمد : ٢٧٠٥٤، صحيح ابن حبان: ٤٥١٢

فوائد الحدیث: مال و دولت کی فراوانی اگرچہ انسان کو بھلی لگتی ہے لیکن اسے جائز، اور حلال طریقے سے ہی حاصل کرنا چاہئے اور پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ہی اسے خرچ کرنا چاہئے یہی خیر و برکت کا باعث ہے اور اسی میں جہنم سے نجات ہے۔

42- بَابُ [فِيْمَا جَآءَ فِي عَبْدِ الدِّيْنَارِ وَعَبْدِ الدِّرْهَمِ]

درہم و دینار کا بندہ

2375: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لُعِنَ عَبْدُ الدِّينَارِ لُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ)).
سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "درہم و دینار کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْضًا أَتَمَّ مِنْ هَذَا وَأَطْوَلَ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔ یہ حدیث اس طریق کے علاوہ ابو صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے بھی نبی کریم ﷺ سے زیادہ مکمل اور زیادہ طویل روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٤١٤، تخريج المشكاة: ٥١٨٠ — التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٨٨٦، ٢٨٨٧، سنن ابن ماجه: ٤١٣٥، ٤١٣٦، صحيح ابن حبان: ٣٢١٨

فوائد الحدیث: اس سے مراد وہ شخص ہے جو مال کو حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ جائز، ناجائز طریقے سے اس کے حصول میں کوشاں ہوتا ہے اور پھر مال کی محبت میں اسے اسلامی تعلیمات کے مطابق خرچ بھی نہیں کرتا۔ ایسے ہی ہے جیسے یہ اس کا غلام ہے اور وہ مال اس کا مالک، ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو کر لعنت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

43- بَابُ حَدِيْثِ: ((مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ...))

دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں

2376: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا
سیّدنا کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی شخص کی مال و شرف کے لیے حرص جس قدر اس کے دین کے لیے نقصان دہ ہے اس قدر دو بھوکے بھیڑیے اگر بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں تو وہ نقصان

ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ)).

وہ نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُرْوَى فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا يَصِحُّ إِسْنَادُهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ روایت کیا جاتا ہے لیکن اس کی اسناد صحیح نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) الروض النضير: ٥-٧، اخرجه عبدالله بن المبارك في الزهد: ١٨١

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٥٧٨٤، صحيح ابن حبان: ٣٢٢٨

فوائد الحدیث: ا۔ مال و دولت کی حرص اور لالچ انسان کے دین اور عزت کو تہس نہس کر دیتی ہے کہ کمانے یا خرچ کرنے میں جب اللہ تعالیٰ کے احکام کی پرواہ نہیں کرتا تو دین کا نقصان ہوا، بخل اور کنجوسی کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں بھی وہ عزت و توقیر نہیں رہتی جو دیانت دار اور سخی آدمی کی ہوتی ہے۔

۲۔ آج بھی معاشرے میں کتنے ایسے لوگ موجود ہیں جن کے پاس مال و دولت کی کثرت ہے، آمدنی معقول اور اچھا کاروبار ہے، لیکن کنجوس اور بخیل اس قدر ہوتے ہیں کہ اپنی ذات پر بھی خرچ نہیں کرتے۔ بھوکے پیاسے دوسروں کی طرف دیکھیں گے کہ کوئی کھلا پلا دے، بیمار ہو جائیں تو دوائی نہیں لیتے کہ پیسے خرچ ہو جائیں گے۔

44- بَابُ حَدِيْثِ [مَا الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ]

دنیا محض سائے دار درخت کی چھاؤں میں بیٹھنے والے سوار کی طرح ہے

2377: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَخْبَرَنِي الْمَسْعُودِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى حَصِيرٍ فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً. فَقَالَ ((مَا لِي وَمَا لِلدُّنْيَا مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا)).

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر سو گئے جب آپ ﷺ اٹھے تو آپ ﷺ کے پہلو پر نشان پڑ چکے تھے، ہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم آپ ﷺ کے لیے بچھونا نہ بنا دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "میرا دنیا سے کیا سروکار، میں دنیا میں سائے دار درخت کی چھاؤں میں بیٹھنے والے سوار کی طرح ہوں جو (کچھ دیر کے بعد) اسے چھوڑ کر (اگلی منزل کے لیے) کوچ کر جاتا ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدنا عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢١٧/١٣، ابو يعلى: ٤٩٩٨، والطبراني في الاوسط: ٩٣٠٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٠٩، مسند احمد : ٣٧٠٩

فوائد الحدیث: دنیا کی بے ثباتی کو بیان کرتے ہوئے ایک مسافر سے تشبیہ دی گئی ہے جو دوران سفر کچھ دیر ستانے کے لیے سر راہ کسی

درخت کے سائے میں تھوڑی دیر آرام کرتا ہے پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اس دنیا میں اپنے لیے کوئی لمبے چوڑے انتظامات اور بڑی بڑی امیدیں نہیں قائم کرنی چاہئے بلکہ آخرت کی فکر اور اس کی تیاری کرنی چاہئے جو کہ اس کی اصل منزل ہے۔

(مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۳۳۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

45- بَابُ حَدِيْثِ: [الرَّجُلُ عَلَى دِيْنِ خَلِيْلِهِ...]

آدمی اپنے خلیل / دوست کے دین پر ہوتا ہے

2378: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اپنے خلیل / دوست کے دین پر ہوتا ہے، تم میں سے کوئی دیکھا کرے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٢٧، تخريج المشكاة المصابيح: ٥٠١٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨٣٣، مسند احمد: ٨٠٢٨

فوائد الحدیث: انسان کو ہمیشہ تعلق اور دوستی قائم کرتے ہوئے دین دار، موحد، نمازی اور با اخلاق لوگوں کا انتخاب کرنا چاہیے کیونکہ عمومی طور پر دوست، احباب کی عادات اور رہن سہن انسان پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان انہی کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور اگر استقامت کا مظاہرہ بھی کرے تو تب بھی ان کے تعلقات کے اثرات اس پر ضرور پڑتے ہیں۔

46- بَابُ مَا جَاءَ مَثَلُ ابْنِ آدَمَ وَأَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ وَعَمَلِهِ

انسان، اس کے اہل و عیال اور اس کے مال و اعمال کی مثال

2379: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں، دو واپس آجاتی ہیں اور ایک (اس کے ساتھ) باقی رہتی ہے: اس کا اہل و مال اور اس کا عمل اس کے ساتھ جاتا ہے، اس کا اہل و مال واپس آجاتا ہے جبکہ اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (متفق عليه) صحيح الترمذي: ١٩٣٩، ارواء الغليل: ١٩٨٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٥١٤، صحیح مسلم: ٢٩٦٠، سنن النسائی: ٤/٥٣، مسند احمد : ١٢٠٨٠، صحیح ابن حبان: ٣١٠٧

فوائد الحدیث: ہر انسان کا زندگی میں تین چیزوں سے تعلق رہتا ہے ا۔ اہل و عیال۔ ۲۔ مال و متاع۔ ۳۔ اعمال (اچھے ہوں یا بُرے) لیکن جب اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو پہلی دو چیزیں اہل و عیال اور مال و دولت واپس آ جاتے ہیں، کوئی کتنا ہی پیارا اور لاڈلہ کیوں نہ ہو ساتھ کوئی بھی دفن نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی کے ساتھ اس کا کوئی روپیہ پیسہ دفن کیا جاتا ہے۔

لیکن اس کے اعمال جیسے بھی ہوں وہ اس کے ساتھ قبر میں موجود ہوتے ہیں اور انہی کی بنیاد پر اس نے قبر میں اچھی یا بری برزخی زندگی گزارنی ہے اور آخرت میں انجام پانا ہے۔ تو اس لیے ہمیں چاہئے کہ ہم اس چیز کی فکر زیادہ کریں اور انہیں اچھا بنانے کی کوشش کریں جس نے ہمارے ساتھ رہنا ہے اور ہم نے اچھا یا برا نتیجہ پانا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہم اس کی فکر نہیں کرتے بلکہ ساری زندگی ان دونوں چیزوں کی فکر میں لگے رہتے ہیں جن سے ہمارا تعلق دفن ہونے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔

47- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كَثْرَةِ الأَكْلِ

زیادہ کھانے کی ممانعت

2380: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ الْحِمْصِيُّ وَحَبِيبُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مَلأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ)).

سیّدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''آدمی کے پیٹ سے برا کوئی برتن نہیں بھرتا، انسان کو کمر سیدھی رکھنے کے لیے چند لقمے ہی کافی ہوتے ہیں، اگر اس نے ضرور ہی پیٹ بھرنا ہے تو پھر ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے۔''

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ نَحْوَهُ. وَقَالَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيكَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ

سیّدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا اور انہوں نے اس میں یہ ذکر نہیں کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحاكم: ٤/١٢١، البغوي: ٤٠٤٨، صحيح الترمذي: ١٩٣٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧١٨٦سنن النسائی الکبری: ٦٧٣٨، ٦٧٣٩، مسند احمد : ١٧١٨٦، صحیح ابن حبان: ٦٧٤٠٥٢٣٦ سنن النسائی المجتبیٰ: ٦٧٣٧

فوائد الحدیث: دیگر معاملات کی طرح کھانے پینے میں بھی آدمی کو میانہ روی اختیار کرنی چاہیے تاکہ بسیار خوری کی وجہ سے بیمار ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کمی یا خلل نہ آئے زندہ رہنے کے لیے کھانا چاہیے نہ کہ کھانے کے لیے زندہ رہنا چاہیے۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

ریاکاری وشہرت

2381: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللهُ بِهِ وَمَنْ يُسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللهُ بِهِ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگوں کو دکھانے کے لیے نیک کام کرتا ہے اللہ بھی قیامت کے دن اس کو سب لوگوں کو دکھلا دے گا۔ اور جو (کسی نیک کام کے نتیجے میں) شہرت چاہتا ہو تو اللہ اس کی بدنیتی قیامت کے دن سب کو سنا دے گا۔''

قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللهُ)).

''اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں فرمائے گا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ جُنْدَبٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب میں سیّدنا جندب اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٩٤٠، اخرجه ابن ابي شيبة: ٥٢٦/١٣، ابو يعلى: ١٠٥٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٣٦٢، ١٨٨٠٨، سنن ابن ماجه: ٤٢٠٦، صحيح بخاری: ٦٤٩٩، ٥٩٩٧، صحيح مسلم: ٢٩٨٧، ٢٣١٨

فوائد الحدیث: ا۔ ہر عمل انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنا چاہیے، ریاکاری، دکھلاوے اور شہرت کے لیے کیا ہوا عمل نا صرف کہ ضائع جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول و منظور نہیں ہوتا بلکہ الٹا قیامت کے دن ایسے شخص کی ذلت و رسوائی کا سبب بنے گا کہ ساری دنیا کے سامنے اس کی شہرت کر دی جائے گی کہ اس شخص نے فلاں عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہیں بلکہ اپنی شہرت اور ناموری کے لئے کیا تھا۔ اعاذنا اللہ منہ

۲۔ اللہ تعالیٰ سے ہم رحمت کی امید رکھتے ہیں تو پھر دوسروں کے ساتھ بھی نرمی والا معاملہ کرنا ہوگا۔

2382: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ أَخْبَرَنِي الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ أَبُو عُثْمَانَ الْمَدَنِيُّ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ حَدَّثَهُ أَنَّ شُفَيًّا الْأَصْبَحِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقَالُوا أَبُو هُرَيْرَةَ. فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَلَمَّا سَكَتَ وَخَلَا قُلْتُ لَهُ أَنْشُدُكَ بِحَقٍّ وَبِحَقٍّ لَمَا

عقبہ بن مسلم نے بیان کیا کہ شفی اصبحی نے انہیں بیان کیا کہ وہ مدینہ گئے تو انہوں نے وہاں ایک آدمی دیکھا کہ اس پر لوگ جمع ہیں انہوں نے کہا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: ابوہریرہ ہیں، میں ان کے قریب ہوا حتیٰ کہ میں ان کے سامنے بیٹھ گیا اور وہ لوگوں سے حدیث بیان کرتے رہے۔ جب وہ خاموش ہوئے اور اکیلے رہ گئے تو میں نے ان سے کہا: میں آپ سے حق کے واسطے سے اور آپ نے جو حدیث مجھے بیان کی اس واسطے سے

حَدَّثْتَنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَقَلْتَهُ وَعَلِمْتَهُ.

سوال کرتا ہوں جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو اسے سمجھ اور جان لیا ہو۔

فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَفْعَلُ لأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَقَلْتُهُ وَعَلِمْتُهُ. ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً فَمَكَثَ قَلِيلاً ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ لأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ. ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً أُخْرَى ثُمَّ أَفَاقَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ لأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ. ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً أُخْرَى ثُمَّ أَفَاقَ وَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ أَفْعَلُ لأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَهُ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ. ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً ثُمَّ مَالَ خَارًّا عَلَى وَجْهِهِ فَأَسْنَدْتُهُ عَلَيَّ طَوِيلاً ثُمَّ أَفَاقَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان کی، میں نے اسے یاد کیا اور جان لیا، پھر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ہوش آیا تو انہوں نے فرمایا، میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے اس گھر میں بیان کی جہاں میرے اور آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور نہ تھا، پھر ابو ہریرہ دوبارہ بے ہوش ہو گئے پھر انہیں ہوش آیا تو اپنے چہرے کو چھوا تو فرمایا کہ البتہ میں تجھے ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس گھر میں بیان کی جہاں میرے اور آپ ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا پھر ابو ہریرہ بے ہوش ہو گئے پھر انہیں ہوش آیا تو اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو فرمایا، میں کرتا ہوں البتہ میں آپ کو وہ حدیث سناتا ہوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس گھر میں سنائی جس میں میرے اور آپ ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ پھر ابو ہریرہ سخت بے ہوش ہو گئے اور پھر اپنے چہرے پر گرتے ہوئے جھک گئے، میں نے دیر تک انہیں سہارا دیا، پھر انہیں ہوش آیا۔

فَقَالَ حَدَّثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَنْزِلُ إِلَى الْعِبَادِ لِيَقْضِيَ بَيْنَهُمْ وَكُلُّ أُمَّةٍ جَاثِيَةٌ فَأَوَّلُ مَنْ يَدْعُو بِهِ رَجُلٌ جَمَعَ الْقُرْآنَ وَرَجُلٌ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَرَجُلٌ كَثِيرُ الْمَالِ فَيَقُولُ اللهُ لِلْقَارِئِ أَلَمْ أُعَلِّمْكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلَى رَسُولِي قَالَ بَلَى يَا رَبِّ. قَالَ فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا عُلِّمْتَ قَالَ كُنْتُ أَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ. فَيَقُولُ اللهُ لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُولُ اللهُ لَهُ بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ إِنَّ فُلَانًا قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ.

تو کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حدیث بیان کی کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف نزول فرمائے گا تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے، جبکہ ہر امت کے لوگ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے، پس وہ سب سے پہلے جس شخص کو بلائے گا وہ ایک ایسا شخص ہو گا جس نے قرآن جمع کیا، اور ایک وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں شہید کر دیا گیا، اور ایک وہ شخص جو بہت مال دار تھا۔ پس اللہ قاری سے فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں اس چیز کی تعلیم نہیں دی تھی جو میں نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائی تھی؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں، میرے رب! وہ فرمائے گا: تو نے اپنے علم کے مطابق کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے

وَيُؤْتَى بِصَاحِبِ الْمَالِ فَيَقُولُ اللهُ لَهُ أَلَمْ أُوَسِّعْ عَلَيْكَ

حَتَّى لَمْ أَدَعْكَ تَحْتَاجُ إِلَى أَحَدٍ قَالَ بَلَى يَا رَبِّ! قَالَ فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا آتَيْتُكَ قَالَ كُنْتُ أَصِلُ الرَّحِمَ وَأَتَصَدَّقُ.

رات اور دن کے اوقات میں اس کے ساتھ قیام کیا (اس کی قراءت کی)، اللہ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا، فرشتے اسے کہیں گے، تو نے جھوٹ بولا ہے، اللہ اسے فرمائے گا، بلکہ تو نے ارادہ کیا تھا کہ یوں کہا جائے کہ فلاں شخص قاری ہے، پس وہ کہا جا چکا۔

فَيَقُولُ اللهُ لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ فُلَانٌ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ.

مال دار شخص کو لایا جائے گا: اللہ فرمائے گا: کیا میں نے تیری ساری ضرورتیں پوری کرتے ہوئے تجھے کشائش عطا نہیں کی تھی؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں یارب! وہ فرمائے گا: میں نے جو تمہیں عطا کیا تھا اس کے بارے میں تو نے کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں صلہ رحمی کیا کرتا تھا اور صدقہ کیا کرتا تھا، اللہ اسے فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے، فرشتے بھی کہیں گے: تو جھوٹ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرا تو یہ ارادہ تھا کہ یوں کہا جائے کہ فلاں سخی شخص ہے اور وہ کہہ دیا گیا۔

وَيُؤْتَى بِالَّذِي قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَقُولُ اللهُ لَهُ فِي مَاذَا قُتِلْتَ فَيَقُولُ أُمِرْتُ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيلِكَ فَقَاتَلْتُ حَتَّى قُتِلْتُ. فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُولُ اللهُ بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ فُلَانٌ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ)). ثُمَّ ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رُكْبَتِي فَقَالَ ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أُولَئِكَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

پھر اللہ کی راہ میں قتل کیے جانے والے شخص کو پیش کیا جائے گا تو اللہ اس سے پوچھے گا: تو کس چیز میں قتل کیا گیا؟ وہ عرض کرے گا: تو نے اپنی راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا تو میں نے قتال کیا حتیٰ کہ میں قتل کر دیا گیا۔ تو اللہ اسے فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا ہے، فرشتے اسے کہیں گے: تو جھوٹا ہے، اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بلکہ تیرا ارادہ تھا کہ کہا جائے کہ فلاں شخص جری و بہادر ہے، پس وہ کہا جا چکا، پھر رسول اللہ ﷺ نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ابوہریرہ! یہ تینوں اللہ کی مخلوق میں سے پہلے ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔"

وَقَالَ الْوَلِيدُ أَبُو عُثْمَانَ فَأَخْبَرَنِي عُقْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ شُفَيًّا هُوَ الَّذِي دَخَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَأَخْبَرَهُ بِهَذَا. قَالَ أَبُو عُثْمَانَ وَحَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ أَنَّهُ كَانَ سَيَّافًا لِمُعَاوِيَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ بِهَذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قَدْ فُعِلَ بِهَؤُلَاءِ هَذَا فَكَيْفَ بِمَنْ بَقِيَ مِنَ النَّاسِ ثُمَّ بَكَى مُعَاوِيَةُ بُكَاءً شَدِيدًا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ هَالِكٌ وَقُلْنَا قَدْ جَاءَنَا هَذَا الرَّجُلُ بِشَرٍّ ثُمَّ أَفَاقَ

ولید ابو عثمان مدائنی نے کہا: عقبہ بن مسلم نے مجھے بتایا کہ شفی جو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تھا اس نے انہیں اس کے متعلق بتایا۔ ابو عثمان نے کہا: علاء بن ابی حکیم نے مجھے بیان کیا کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا جلاد تھا، اس نے بیان کیا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا تو اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس کے متعلق انہیں بتایا، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے ساتھ تو یہ

مُعَاوِيَةُ وَمَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (هود: ١٦-١٧).

سلوک کر دیا گیا تو جو باقی لوگ ہیں ان کا کیا حال ہوگا، پھر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ روئے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ فوت ہو جائیں گے، ہم نے کہا: یہ شخص شر لے کر ہمارے پاس آیا، پھر معاویہ رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہوا تو انہوں نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا: ''جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہے ہم انہیں اعمال کا کسی کمی کے بغیر دنیا میں پورا پورا بدلہ دے دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں آگ کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا اور انہوں نے اس (دنیا) میں جو کیا ہوگا وہ ضائع ہو جائے گا اور جو کچھ وہ کرتے رہے وہ سب باطل ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ١/٢٩-٣٠، التعليق علي ابن خزيمة: ٢٤٨٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٠٥، سنن النسائي: ٦/٢٣- ٢٤، مسند احمد: ٨٢٧٧، صحيح ابن حبان: ٤٠٨

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

ا۔ خالص عقیدہ توحید ۲۔ عمل سُنت کے مطابق ہو ۳۔ اخلاص نیت

اگر یہ تین چیزیں بیک وقت موجود ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول فرما کر دس گنا، ستر گنا یا اس سے بھی زیادہ جتنا چاہیں اجر و ثواب سے نواز دیتے ہیں۔ اور اگر ان تینوں میں سے کوئی ایک بھی کم ہو تو وہ عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل نہیں کرتا۔

۲۔ حدیث الباب میں موجود تینوں عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی قدر و قیمت اور اجر و ثواب کے حامل ہیں اور ان کے عاملین بڑے ہی مقام و مرتبہ کے حق دار لیکن اگر یہ تینوں کام کیے جائیں اور اخلاص نیت نہ ہو، یعنی یہ اعمال دنیا کے کسی فائدے کے حصول یا شہرت و ریاکاری کے لیے کیے جائیں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہو تو یہ بڑے بڑے عمل کرنے والے بھی سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے اور جہنم کی آگ کو مزید بھڑکانے کا سبب بنیں گے۔ اعاذنا اللہ منہ، اللھم لا تجعلنا منھم

49- بَابٌ

باب (سابقہ عنوان کے متعلق)

2383: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنِي الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَيْفٍ الضَّبِّيِّ عَنْ أَبِي مُعَانٍ الْبَصْرِيِّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب الحزن'' (غم کے کنویں) سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ ''انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ''جب الحزن'' کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم میں ایک وادی ہے، جہنم

قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ ((وَادٍ فِي جَهَنَّمَ تَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ)). قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَنْ يَدْخُلُهُ قَالَ ((الْقُرَّاءُ الْمُرَاءُونَ بِأَعْمَالِهِمْ)).

روزانہ سو بار اس سے پناہ طلب کرتی ہے۔" عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! اس میں کون لوگ جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "دکھلاوے کے لیے عمل کرنے والے قاری۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف) اخرجه ابن عدي في الكامل: ١٧٢٧/٥، ضعيف الترمذي: ٤١٥، ضعيف ابن ماجه: ٥٢

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٢٥٦، الكامل لابن عدى: ١٧٢٧/٥، تهذيب الكمال: ٣٠٢/٣٤-٣٠٣

فوائد الحديث: حدیث نمبر ۲۳۸۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

50- بَابُ عَمَلِ السِّرِّ

چھپا کر عمل کرنا

2384: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانٍ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ! الرَّجُلُ يَعْمَلُ الْعَمَلَ فَيُسِرُّهُ فَإِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ أَعْجَبَهُ ذَلِكَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَهُ أَجْرَانِ أَجْرُ السِّرِّ وَأَجْرُ الْعَلَانِيَةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آدمی عمل کرتا ہے تو وہ اسے پوشیدہ رکھتا ہے، جب اس کے متعلق اطلاع ہو جاتی ہے تو یہ اسے اچھا لگتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کے دو اجر ہیں: اخفاء کا اجر اور علانیہ کا اجر۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَاهُ الأَعْمَشُ وَغَيْرُهُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَأَصْحَابُ الأَعْمَشِ لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اعمش وغیرہ نے اس کو حبیب بن ابی ثابت عن ابی صالح کی سند سے نبی کریم ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔ اور اعمش کے شاگرد اس میں حضرت ابو ہریرہ کا واسطہ ذکر نہیں کرتے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ إِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ فَأَعْجَبَهُ فَإِنَّمَا مَعْنَاهُ أَنْ يُعْجِبَهُ ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَيْهِ بِالْخَيْرِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الأَرْضِ)). فَيُعْجِبُهُ ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَيْهِ لِهَذَا لِمَا يَرْجُو بِثَنَاءِ النَّاسِ عَلَيْهِ فَأَمَّا إِذَا أَعْجَبَهُ لِيَعْلَمَ النَّاسُ مِنْهُ الْخَيْرَ لِيُكْرَمَ عَلَى ذَلِكَ وَيُعَظَّمَ عَلَيْهِ فَهَذَا رِيَاءٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم نے اس حدیث کے ان الفاظ: "جب اس پر اطلاع ہو جائے تو وہ اسے اچھا لگے" کی تفسیر کی ہے: اس کا معنی یہ ہے کہ اگر لوگ اس کی ثناء خیر بیان کریں تو یہ اسے اچھا لگے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: "تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو" اس کے لیے اس پر لوگوں کی ثنا اسے اچھی لگتی ہے (اس پر لوگوں کی ثنا کی وجہ سے امید کی جاتی ہے)۔ رہی یہ صورت کہ جب اسے یہ چیز اچھی لگے کہ لوگ

اس خیر و بھلائی کے بارے میں جان لیں اور اس پر اس کی تعظیم و تکریم کی جائے تو یہ ریاء ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ فَأَعْجَبَهُ رَجَاءَ أَنْ يُعْمَلَ بِعَمَلِهِ فَيَكُونَ لَهُ مِثْلُ أُجُورِهِمْ فَهَذَا لَهُ مَذْهَبٌ أَيْضًا.

بعض اہل علم نے کہا: جب اس پر اطلاع ہو جائے اور اسے اس امید پر اچھا لگے کہ اس کے عمل کے مطابق عمل کیا جائے گا، تو اس کو ان کے اجر کے برابر اجر ملے گا، تو یہ بھی اس کے لیے ایک مذہب و مسلک ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اخرجه البخاري في التاريخ: ٢/ الترجمه: ٢٢٨٦، ضعيف ابن ماجه: ٩٢٧، ضعيف الترمذي: ٤١٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٢٦، صحيح ابن حبان: ٣٧٥، التاريخ الكبير: ٢٢٧/٢ـ٢٢٨

فوائد الحدیث: جو شخص کوئی بھی نیکی خفیہ اور پوشیدہ طور پر کرتا ہے لیکن لوگوں کو اس کی اطلاع ہو جاتی ہے تو یہ خوش ہوتا ہے۔ اس خوشی سے مراد شہرت اور ریاکاری کی خوشی نہیں بلکہ اس بات کی خوشی ہوتی ہے کہ اب لوگ بھی یہ نیک کام کریں گے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ دوہرا اجر عطا فرمائیں گے۔

51- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَرْءَ مَعَ مَنْ أَحَبَّ.

آدمی جس سے محبّت کرے گا اسی کے ساتھ ہو گا

2385: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! مَتَى قِيَامُ السَّاعَةِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ قِيَامِ السَّاعَةِ)). فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((مَا أَعْدَدْتَ لَهَا)) قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ وَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)). فَمَا رَأَيْتُ فَرِحَ الْمُسْلِمُونَ بَعْدَ الإِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهَذَا.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہو گی؟ نبی ﷺ نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو فرمایا: ”قیام قیامت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟“ اس آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟“ اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے اس کے لیے زیادہ نماز روزے کی تیاری تو نہیں کی، میں بس اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا ہے، اور تو اس کے ساتھ ہو گا جس سے تو محبت کرتا ہے۔“ راوی نے بیان کیا کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام قبول کر لینے کے بعد اس قدر خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جس قدر وہ اس بات سے خوش ہوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، الروض النضير: ١٠٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٦٨٨، صحيح مسلم: ٢٦٣٩، سنن ابو داود: ٥١٢٧، سنن النسائی فی الکبری: ٥٨٧٣، مسند احمد: ١٢٠١٣، صحيح ابن حبان: ١٠٥، ٨، ٥٦٣، ٥٦٥، ٧٣٤٨

2386: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ وَلَهُ مَا اكْتَسَبَ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبّت کرتا ہے اور اس نے جو اعمال کیے ان کا اسے اجر ملے گا۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَصَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي مُوسَى.

اس باب میں سیّدنا علی، عبداللہ بن مسعود، صفوان بن عسّال، ابوہریرہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن بصری عن انس بن مالک عن النبی ﷺ کی روایت سے حسن غریب ہے۔ اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے نبی کریم ﷺ سے بیان کی گئی۔

حکم الحدیث: (صحيح: بلفظ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبت ولك ما احتسبت))) ان الفاظ سے صحیح ثابت ہے کہ ”تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبّت کرتا ہے اور جو نیک اعمال کرتا ہے اس کا اجر و ثواب تجھے ضرور ملے گا۔“ سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٣٢٥٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٣٣٦٢، صحيح ابن حبان: ٥٦٤

2387: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ جَهْوَرِيُّ الصَّوْتِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ! الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)).

سیّدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک بلند آواز اعرابی آیا تو اس نے کہا: محمد (ﷺ)! آدمی کچھ لوگوں سے محبّت کرتا ہے لیکن وہ ان سے ملا نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبّت کرتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مَحْمُودٍ.

ہم کو احمد بن عبدہ ضبی نے حدثنا حماد بن زید عن عاصم عن زِرّ عن صفوان بن عسّال کی سند سے نبی کریم ﷺ سے محمود بن غیلان کی حدیث کی طرح بیان کیا۔

حکم الحدیث: (حسن) الروض النضير: ٣٦٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٠٩١

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ نے اصول و ضابطہ بنا دیا ہے کہ جس شخص کو جس سے محبّت ہوگی اللہ تعالیٰ انجام کار اس شخص کو اس کے محبوب

کی معیت ورفاقت نصیب فرما کر اسی کے ساتھ اس کا حشر فرمادیں گے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبّت ہوگی وہ جنّت میں آپ ﷺ کے رفیق اور ساتھی ہونگے۔

محبّت کا مطلب صرف زبان سے محبّت وعقیدت اور عشق کی باتیں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے محبّت یہ ہے کہ خالص اس کی عبادت کی جائے اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، اس کے علاوہ نہ کسی کو سجدہ کیا جائے اور نہ ہی کسی کے نام کی نذر ونیاز دی جائے، نہ ہی اس جیسا ادب واحترام کسی دوسرے کو دیا جائے نیز اس کے بھیجے ہوئے رسول اور پیغمبر ﷺ کی اقتداء و پیروی کی جائے، آپ ﷺ کے مقابلے میں کوئی مرشد، مقتدیٰ اور پیشوا تلاش نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت قرآن وحدیث کو ہی راہ نجات سمجھا جائے قرآن وحدیث کے علاوہ کسی فقہ وفتاوی کو منزل من اللہ شریعت کا درجہ نہ دیا جائے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ سے محبّت وعقیدت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری آپ ﷺ کی منشا کے مطابق کی جائے اس میں اپنی مرضی اور خواہشات کی بدعات کو شامل نہ کیا جائے۔ آپ ﷺ کی بیان کردہ شریعت کو ہی ہدایت سمجھ کر اس کی روح کے مطابق اس پر عمل کیا جائے۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات، اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبّت، پیار اور عقیدت رکھی جائے اور ان کے متعلق اپنے دل میں ذرہ برابر بھی کسی قسم کا بغض اور کینہ نہ رکھے، ہر لحاظ سے ان کے عقیدے، اعمال وکردار اور ان کی عظمت کا تحفّظ و دفاع کرے۔

اگر کوئی شخص یہ سب کچھ نہیں کرتا تو اسے جان لینا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبّت کے دعوے میں سچا نہیں ہے، دھوکے وفراڈ کا مرتکب ہورہا ہے۔

۲۔ آج جو لوگ رسول محتشم، نبی مکرم سیّدنا محمد ﷺ سے محبّت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن عقیدے وایمان، وضوء، اذان نماز وغیرہ میں آپ ﷺ کے طریقے کو نہیں اپناتے انہیں اپنے آپ کا جائزہ لینا چاہیے

52- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الظَّنِّ بِاللهِ

اللہ تعالیٰ کے متعلق حسن ظن رکھنا

2388: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ يَقُولُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي فِيَّ وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرا بندہ میرے متعلق جیسا گمان کرتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتا ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٦١٦، البغوي: ١٢٥٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧٤٠٥، صحیح مسلم: ٢٦٧٥، سنن ابن ماجه: ٣٨٢٢، سنن النسائی الکبری: ٧٧٣٠، مسند احمد : ٧٤٢٢، صحیح ابن حبان: ٦٣٩، ٨١١، ٨١٢

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے میں سچے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ذات سے اچھا گمان ہی رکھنا چاہیے لیکن یہ اس وقت ہی ہوگا کہ جب

انسان بھی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے گا اور اپنے آپ کو اس پروردگار کی نافرمانی سے بچائے گا۔ تو پھر یہ شخص جب اللہ تعالیٰ سے رحمت اور معافی کی امید رکھے گا تو اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہوئے اسے معاف کر دے گا۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ آدمی ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بغاوت کرے اور پھر اچھا گمان اور امید رکھے، لہٰذا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے بس اسی کے ہو جائیں۔

۲۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہ پھر مستجاب الدعوات ہو جاتے ہیں وہ جب بھی اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرمالیتا ہے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی مان لیتا ہے۔ سبحان اللہ.

53- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِرِّ وَالْإِثْمِ
نیکی اور گناہ کے متعلق

2389: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالإِثْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)).

سیّدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے متعلق دریافت کیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”نیکی حسن خلق (کا نام) ہے جبکہ گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے یہ ناپسند ہو کہ لوگ اس پر مطلع ہو جائیں۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ.

ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا عبدالرحمن بن مہدی حدثنا معاویہ بن صالح کی سند سے اسی کی مثل بیان کیا ہے مگر اس میں یہ الفاظ ہیں کہ انہوں نے کہا ”میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا“۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٢٩٥، الحاكم: ١٤/٢، البيهقي: ١٩٢/١٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥٥٣، مسند احمد: ١٧٦٣١

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے اندر ایک ایسا سسٹم رکھ دیا ہے کہ جس سے انسان کسی بھی عمل کے اچھا یا برا ہونے کو جان سکتا ہے۔ مثلاً

یہ ایک فطری عمل ہے کہ جب انسان کسی دوسرے سے اچھا سلوک کرتا ہے دوسرے کو کوئی فائدہ پہنچاتا یا مشکل وقت میں اس کی مدد کرتا ہے تو اسے یک گونہ تو خوشی محسوس ہوتی ہے جس کا مطلب ہے کہ اس نے کوئی نیکی کی ہے۔

بالکل اس کے برعکس جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو بالکل ہی مردہ اور مہر زدہ دل نہ ہو تو وہ ایک تو اپنے دل میں اس کے متعلق خلش اور ناپسندیدگی محسوس کرتا ہے اور دوسرا اس کی کوشش اور خواہش ہوتی ہے کہ میرے اس عمل کا لوگوں کو علم نہ ہو تاکہ معاشرے میں میری بے عزتی نہ ہو جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بس سمجھ لینا چاہئے کہ یہ کام گناہ ہے اس کو کرنے سے باز رہے اگر ہو گیا ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی اور معافی مانگنی چاہئے۔

54- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحُبِّ فِي اللّٰهِ

اللہ کی خاطر محبّت کرنا

2390: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي مَرْزُوقٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ)).

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ عزوجل نے فرمایا: میرے جلال کی خاطر باہم محبّت کرنے والوں کے لیے نور کے منبر ہوں گے ان پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ.

اس باب میں سیّدنا ابو درداء، ابن مسعود، عبادہ بن صامت، ابوہریرہ اور ابومالک اشعری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ثُوَبَ.

اور ابو مسلم خولانی کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٥٠١١ - التحقيق الثاني، التعليق الرغيب: ٤/٤٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٠٠٢، صحيح ابن حبان: ٥٧٧

فوائد الحدیث: ایک ہے اللہ تعالیٰ سے محبّت کرنا جیسا کہ حدیث نمبر ۲۳۸۵ میں بیان ہوا۔ اس حدیث میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے کسی دوسرے سے محبّت کرتے ہیں ورنہ انہیں ان سے کوئی ذاتی یا دنیاوی مفاد نہیں ہے۔

ایسا شخص اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب اور پیارا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو نور کے ایسے منبر عطا فرمائے گا کہ جن کی روشنی خوبصورتی پر انبیاء کرام علیہم السلام اور شہدائے عظام رحمۃ اللہ علیہم بھی رشک کریں گے۔ اس لیے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر محبّت کریں۔ اپنا کوئی دنیاوی لالچ اور مفاد نہ رکھیں۔

2391: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ فَاجْتَمَعَا عَلَى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سات قسم کے لوگوں کو اس دن اپنے سائے تلے جگہ نصیب فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہیں ہوگا، عادل حکمران، وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت کرتے ہوئے پروان چڑھا، وہ آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہے جب وہ وہاں سے نکلتا ہے حتیٰ کہ اس کی طرف پلٹ آتا ہے، دو آدمی جو اللہ کی خاطر باہم محبت کرتے ہیں وہ اسی پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اسی پر الگ ہوتے ہیں، ایک وہ آدمی جس نے تنہائی میں

فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ)).

اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں، ایک وہ آدمی جس کو حسب و جمال والی عورت نے اسے (برائی کی) دعوت دی تو اس نے کہا: میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں اور ایک وہ آدمی جس نے صدقہ کیا تو اسے اس قدر مخفی رکھا کہ اس کا بایاں ہاتھ نہیں جانتا کہ اس کا دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَهَكَذَا رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ مِثْلَ هَذَا وَشَكَّ فِيهِ وَقَالَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَوَاهُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَلَمْ يَشُكَّ فِيهِ يَقُولُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اور اسی طرح یہ حدیث مالک بن انس سے کئی ایک طرق سے اس کی مثل روایت کی گئی ہے۔ اس میں شک ہے انہوں نے کہا یہ حدیث ابوہریرہ یا ابو سعید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اور عبید اللہ بن عمر نے اس کو خبیب بن عبد الرحمن سے روایت کیا انہوں اس میں شک نہیں کیا وہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی بیان کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِي خُبَيْبٌ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ بِمَعْنَاهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ((كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا بِالْمَسَاجِدِ)). وَقَالَ ((ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ)).

یحییٰ بن سعید نے عبید اللہ بن عمر سے انہوں نے کہا: خبیب نے حفص بن عاصم عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے مالک بن انس کی روایت کے مانند اسی معنی میں روایت کیا البتہ انہوں نے یوں بیان کیا: "اس کا دل مساجد کے ساتھ معلق ہے" اور یوں بیان کیا: "منصب و جمال والی ہے"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، الارواء: ٨٨٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٦٠، صحیح مسلم: ١٠٣١، سنن النسائی: ٨/٢٢٢-٢٢٣، مسند احمد: ٩٦٦٥، صحیح ابن حبان: ٤٤٨٦، ٧٣٣٨

فوائد الحدیث: ١۔ اس حدیث میں سات ایسے اعمال بیان کیے گئے ہیں جن کے کرنے والے خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائیں گے کہ جب کوئی سایہ نہیں ہوگا زمین بھی تانبے کی ہوگی سورج بالکل قریب ہوگا، لوگ دھوپ میں اپنے اپنے گناہوں کی مناسبت سے پسینے میں شرابور ہوں گے اس لیے ہم سب کو یہ اعمال بجالانے چاہئیں تاکہ ہم بھی اس اعزاز کے مستحق ٹھہریں۔

٢۔ ان سات خوش نصیبوں میں وہ دو مومن، موحد، مسلمان بھی ہیں جو فقط اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ ان کا آپس میں اتفاق و اتحاد اور باہمی رنجش صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر ہوتی ہے۔

٣۔ بعض روایات میں فی ظل عرشه (المعجم الاوسط للطبرانی) "اپنے عرش کے سائے میں" کے الفاظ بھی ہیں۔

55- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعْلَامِ الْحُبِّ

محبّت کی اطلاع کرنا

2392: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ أَخْبَرَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ إِيَّاهُ)).

سیّدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی دوسرے آدمی سے محبّت کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ اسے بتادے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَنَسٍ.

اور اس باب میں سیّدنا ابوذر اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْمِقْدَامِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَالْمِقْدَامُ يُكْنَى أَبَا كَرِيمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مقدام کی حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

مقدام کی کنیت ابو کریمہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٤١٧، ٢٥١٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥١٢٤، سنن النسائی الکبری: ١٠٠٣٤، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ٢٠٦، مسند احمد: ١٧١٧١، صحیح ابن حبان: ٥٧٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے اگر تو کوئی شخص اپنے محبوب کو اپنی محبّت سے اس لیے آگاہ کرتا ہے کہ یہ مجھے کوئی دعا دے گا یا جواباً یہ بھی مجھ سے محبّت کرے گا تو پھر اسے ضرور آگاہ کرنا چاہیے تاکہ محبت دو طرفہ ہو جائے۔ اور دو طرفہ محبت ہی ہمیشہ مستقل اور پائیدار ہوتی ہے۔

2392م: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ الْقَصِيرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ نُعَامَةَ الضَّبِّيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا آخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيَسْأَلْهُ عَنِ اسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَمِمَّنْ هُوَ فَإِنَّهُ أَوْصَلُ لِلْمَوَدَّةِ)).

سیّدنا یزید بن نعامہ الضبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی دوسرے آدمی سے بھائی چارہ قائم کرے تو وہ اس سے اس کے نام، اس کے باپ کے نام اور اس کے قبیلے کے متعلق پوچھ لے، کیونکہ اس سے زیادہ محبّت قائم ہوتی ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَلَا نَعْرِفُ لِيَزِيدَ بْنِ نُعَامَةَ سَمَاعًا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ ہم یزید بن نعامہ کے نبی ﷺ سے سماع کے متعلق نہیں جانتے۔

وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا وَلَا يَصِحُّ إِسْنَادُهُ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا جاتا ہے اور اس کی اسناد صحیح نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٧٢٦، ضعيف الترمذي: ٤١٩، یہ مرسل (ضعیف) ہے۔

تخریج الحدیث: طبقات ابن سعد: ٦/٦٥، مصنف ابن ابی شیبة: ٩/١٠٦، التاریخ الکبیر: ٨/٣١٤، حلیة الاولیاء: ٦/١٨١

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں فطری طور پر اپنے آباء واجداد قبیلے خاندان کی محبت رکھی ہے اگر کوئی شخص اس کے متعلق بوجھ گچھ کرے تو لا محالہ اس کے لیے خوشی کا باعث بھی ہوتا ہے اور اس کے اندر ہمدردی کے جذبات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے جب بھی آدمی کا کسی دوسرے سے بھائی چارے کا تعلق قائم ہو تو اسے یہ معلومات حاصل کرنی چاہئے۔

۲۔ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن معنوی طور پر اس کا مفہوم صحیح احادیث کے موافق ہے۔

56- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمِدْحَةِ وَالْمَدَّاحِينَ

مدح اور مدح سراؤں کی کراہیت

2393: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَأَثْنَى عَلَى أَمِيرٍ مِنَ الْأُمَرَاءِ فَجَعَلَ الْمِقْدَادُ يَحْثُو فِي وَجْهِهِ التُّرَابَ وَقَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَحْثُوَ فِي وُجُوهِ الْمَدَّاحِينَ التُّرَابَ.

ابو معمر نے بیان کیا کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کسی حکمران کی تعریف کی تو سیّدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ اس کے چہرے پر مٹی ڈالنے لگے اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم مدح سرائی کرنے والوں کے چہروں پر مٹی ڈالیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى زَائِدَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَدِيثُ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ أَصَحُّ. وَأَبُو مَعْمَرٍ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ هُوَ الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ وَيُكْنَى أَبَا مَعْبَدٍ وَإِنَّمَا نُسِبَ إِلَى الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ لِأَنَّهُ كَانَ قَدْ تَبَنَّاهُ وَهُوَ صَغِيرٌ.

زائدہ نے عن یزید بن ابی زیاد عن مجاہد عن ابن عباس کی سند سے روایت کیا ہے اور مجاہد کی ابو معمر سے روایت زیادہ صحیح ہے۔ ابو معمر رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبداللہ بن سخبرہ ہے۔ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا نام مقداد بن عمرو کندی ہے۔ ان کی کنیت ابو معبد ہے، وہ اسود بن عبد یغوث کی طرف منسوب کیے گئے کیونکہ انہوں نے انہیں متبنی (لے پالک بیٹا) بنالیا تھا جبکہ یہ کم سن تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٩٥١، اخرجه ابن ابي شيبة: ٥/٩، البخاري في الادب المفرد: ٣٣٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٠٠٢، سنن ابو داود: ٤٨٠٤، سنن ابن ماجه: ٣٧٤٢، مسند احمد : ٢٣٨٢٣

2394: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سَالِمٍ الْخَيَّاطِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَحْثُوَ فِي أَفْوَاهِ الْمَدَّاحِينَ التُّرَابَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم مدح سراؤں کے مونہوں میں مٹی ڈالیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح: بما قبله) دیکھیں گزشتہ حدیث ۲۳۹۴۔

فوائد الحدیث: ۱۔ کسی بھی شخص کی اس کے منہ پر تعریف کرنا عمومی طور پر اپنے ذاتی مفاد کے لئے ہوتی ہے۔ یا تو تعریف کرنے والا کوئی مالی یا منصبی فوائد حاصل کرنا چاہتا ہے یا پھر وہ اس کے ہاں قرب کا خواہش مند ہے ایسی تعریف میں ہمیشہ مبالغہ آرائی ہوتی ہے جس کو خوشامد اور چاپلوسی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ ممنوع اور انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے حتی کہ اگر ممکن ہو تو ایسے خوشامدی کے منہ پر مٹی ڈال دینی چاہئے تاکہ وہ اپنے مذموم مقاصد میں ناکام ہو جائے۔

۲۔ ایسی مبالغہ آمیز چاپلوسی کا ایک نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ جس کی تعریف کی گئی ہو وہ اپنے اس کام میں سستی و کاہلی کا مظاہرہ کرنے لگ جاتا ہے یا پھر اس میں نخوت، تکبّر و غرور بھی آسکتا ہے جس کی وجہ سے اس میں ریاکاری آجائیگی۔

۳۔ اگر کسی شخص سے یہ خطرہ نہ ہو کہ وہ ریاکاری کرے گا یا اس میں تکبّر و غرور کا عنصر پیدا ہو جائے گا تو پھر جائز حد تک جائز کاموں میں اس کی تعریف کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بعض کارناموں پر نام بنام تعریف فرمائی ہے۔ احادیث میں اس کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔

57- بَابُ مَا جَاءَ فِي صُحْبَةِ الْمُؤْمِنِ

مومن کی ہم نشینی اختیار کرنا

2395: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ غَيْلَانَ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ قَيْسٍ التُّجِيبِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ سَالِمٌ أَوْ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم صرف مومن شخص سے ہم نشینی اختیار کرو اور صرف متقی شخص ہی تمہارا کھانا کھائے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكاة: المصابيح: ٥٠١٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨٣٢، مسند احمد : ١١٣٣٧، صحيح ابن حبان: ٥٥٤، ٥٥٥، ٥٦٠

فوائد الحدیث: مومن آدمی کے تعلقات اور محفل و مجلس ہمیشہ مومن مسلمان، نیک صالح اور متقی و پرہیز گار انسان کے ساتھ ہی ہونی چاہئے کیونکہ دو پرہیز گار مسلمانوں کا آپس میں مل بیٹھنا کسی نہ کسی خیر کا باعث ضرور ہو گا کم از کم وہ ایک دوسرے کو اچھی بات اور نصیحت ہی کر دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو دوسری حدیث میں ایک مثال سے سمجھایا ہے جس کا متعلقہ حصہ یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مثل الجلس الصالح والسّوء كحامل المسك و نافخ الكير فحامل المسك اما ان يحذيك واما ان تبتاع منه و اما ان تجد منه ريحا طيبة؛ (بخاری ۲/ ۸۳۰ باب المسک)

"نیک آدمی کے پاس بیٹھنے اور برے آدمی کی مجلس کی مثال کستوری والے اور بھٹی جھونکنے والے کی ہے اگر آپ کستوری والے کے پاس بیٹھیں گے تو

۱۔ وہ آپ کو کستوری / خوشبو بطور ہدیہ دے دے گا یا آپ کے کپڑوں کو لگا دے گا۔

۲۔ یا تو آپ اس سے خرید لیں گے۔

۳۔ یا پھر کم از کم جب تک آپ اس کے پاس بیٹھے رہیں گے تو آپ کو پاکیزہ خوشبو سونگھنے کو ملتی رہے گی۔"

اس لیے ہمیشہ اچھے لوگوں کی مجلس کا ہی انتخاب اور اہتمام کرنا چاہئے۔

۲۔ اسی طرح محبّت و پیار سے جو دعوتیں کی جاتی ہیں وہ بھی نیک لوگوں کی ہی ہونی چاہئیں تاکہ وہ آپ کا کھانا کھا کر آپ کے حق میں کوئی اچھی سی دعا کر دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے تو اس سے اجر و ثواب بھی آپ کو ملے گا۔

58- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ

بلاء و آزمائش پر صبر کرنا

2396: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا وَإِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُوَفَّى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَإِنَّ اللهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ اپنے بندے سے خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے جلد ہی دنیا میں سزا دے دیتا ہے، اور جب وہ اپنے بندے سے شر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہ کی وجہ سے اس کی گرفت نہیں کرتا حتیٰ کہ قیامت کے دن اسے پوری پوری سزا دے گا۔" اسی اسناد سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "بڑی جزا بڑی بلاء کے ساتھ ہے، جب اللہ کسی قوم سے محبّت کرتا ہے تو انہیں آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے، پس جو (اس آزمائش پر) راضی ہو تو اس کے لیے (اللہ کی) رضا مندی ہے اور جو ناراض ہو تو اس کے لیے (اللہ کی) ناراضی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث:(حسن صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٢٢٠، المشكاة: ١٥٦٥۔

تخریج الحدیث: شرح مشكل الآثار: ٢٠٥٠، مستدرک حاكم: ٤/٦٠٨، شرح السنة: ١٤٣٥۔ صحيح ابن حبان: ٢٩١١

ب. [حسن] سنن ابن ماجه: ٤٠٣١، مسند ابو يعلى: ٤٢٢٢

فوائد الحدیث: دنیا میں کوئی بیماری، مُصیبت اور پریشانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن بندے کے لئے ایک انعام اور نعمت ہوتی ہے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں اور یہ مومن بندہ آخرت میں عذاب سے بچ جائے گا۔ لیکن اس کے لیے شرط ہے کہ بندہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے صبر کرے، اللہ تعالیٰ کے گلے شکوے نہ کرے، جزع فزع کرنے سے بیماری تو ختم نہیں ہوگی اور نہ ہی کوئی مُصیبت ٹلے گی لیکن انسان اجر و ثواب سے محروم ہو جائیگا۔

۲۔ دنیا میں اگر گناہوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کی پکڑ نہیں آئی تو اس ڈھیل میں اسے اترانا نہیں چاہئے اور نا ہی اس گناہ کو جائز سمجھنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے وہ گناہ بھی چھوڑے اور توبہ بھی کرے کہ کہیں اس جرم کی ساری سزا آخرت میں ہی نہ ملے۔

2397: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَأَيْتُ الْوَجَعَ عَلَى أَحَدٍ أَشَدَّ مِنْهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تکلیف کسی شخص پر نہیں دیکھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث:(صحيح) متفق عليه، صحيح الترمذي: ١٩٥٥، اخرجه ابو داؤد الطيالسي: ١٥٣٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٦٤٦، صحيح مسلم: ٢٥٧٠، سنن ابن ماجه: ١٦٢٢، سنن النسائی الكبرى: ٧٠٨٧، ٧٤٨٤، مسند احمد : ٢٥٣٩٨، صحيح ابن حبان: ٢٩١٨

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ اس کائنات کی مقدس اور اعلیٰ ترین ہستی ہیں کہ رب تعالیٰ کی مخلوق میں آپ ﷺ کے مقام و مرتبے والا کوئی دوسرا نہیں۔ لیکن آپ پر پریشانیاں اور مصیبتیں آئی ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ شدید آئی ہیں۔ تو عام مومن آدمی کو بھی مصیبتوں پر صبر کرنا چاہئے گھبرانا نہیں چاہئے۔

2398: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ ((الأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الأَمْثَلُ فَالأَمْثَلُ فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)).

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! سب سے زیادہ آزمائش کن لوگوں کی ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء (علیہم السلام) کی، پھر ان کی جو ان کے بعد بہترین لوگ ہوں اور پھر ان کی جو ان کے بعد بہترین ہوں: آدمی کی اس کے دین کے حساب سے آزمائش کی جاتی ہے، اگر وہ اپنے دین میں سخت اور مضبوط ہے تو اس کی آزمائش سخت ہوگی اور اگر وہ اپنے دین میں نرم و کمزور ہے تو وہ اپنے دین کے حساب سے آزمایا جائے گا، آزمائش بندے کے ساتھ رہتی ہے حتیٰ کہ وہ اسے اس حال میں چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا

ہے اور اس پر کوئی غلطی نہیں ہوتی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأُخْتِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
اور اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ اور حذیفہ بن یمان کی بہن رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) صحيح الترمذي: ١٩٥٦، اخرجه الحاكم: ١/٤١، البغوي: ١٤٣٤
تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٠٢٣، سنن النسائي الكبرى: ٧٤٨١، مسند احمد : ١٤٨١، ابن حبان: ٢٩٠١، ٢٩٢١

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے اپنے بندوں کو آزمائشوں میں مبتلا کر کے آزماتا ہے اور جب اس کا بندہ اس امتحان میں پورا اترتا ہے تو اللہ کریم اس کے گناہوں کو معاف فرما کر اس کے درجات بلند فرما دیتے ہیں۔
اور یہ سلسلہ انبیاء کرام علیہم السلام اور عام مومنوں مسلمانوں کے ساتھ ان کو ایمان کے درجات کی مناسبت سے ہوتا ہے۔
رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

2399: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن مرد اور مومن عورت کی اپنی ذات، اس کی اولاد اور اس کے مال کے حوالے سے آزمائش ہوتی رہتی ہے حتیٰ کہ وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٢٨٠
تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٨٥٩، صحيح ابن حبان: ٢٩١٣، ٢٩٢٤
فوائد الحدیث: یہ ایمان کی برکت ہے کہ مومن آدمی پر آنے والی جانی، مالی اور اہل و عیال سے متعلقہ پریشانیاں اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے ایمان کو مضبوط کریں، عقیدہ توحید میں کسی قسم کی کفر، شرک یا نفاق کی ملاوٹ نہ ہونے دیں اور نہ ہی اپنے اس خالص عقیدے پر کسی قسم کی مداہنت کا شکار ہوں۔

59- بَابُ مَا جَاءَ فِي ذَهَابِ الْبَصَرِ

بینائی ختم ہو جانا

2400: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو ظِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ يَقُولُ إِذَا أَخَذْتُ كَرِيمَتَيْ عَبْدِي فِي الدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهُ جَزَاءٌ عِنْدِي إِلَّا الْجَنَّةَ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں دنیا میں اپنے بندے کی دو بہترین چیزیں (آنکھیں) لے لیتا ہوں تو میرے ہاں اس کی جزا صرف جنّت ہی ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ.

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو ظِلَالٍ اسْمُهُ هِلَالٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔ ابو ظلال کا نام ہلال ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٤/١٥٥-١٥٦، اخرجه عبد بن حميد: ١٢٢٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤٠٠

2401: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ أَذْهَبْتُ حَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ أَرْضَ لَهُ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں جس شخص کی دو پیاری چیزیں (آنکھیں) لے لیتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے اور ثواب کی امید رکھتا ہے تو میں اس کے لیے جنّت سے کم ثواب پر راضی نہیں ہوتا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ.

اس باب میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٤/١٥٦، اخرجه الدارمي: ٢٧٩٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٥٩٧، صحيح ابن حبان: ٢٩٣٢

فوائد الحدیث: دنیا میں مومن آدمی پر جس قدر مُصیبت بڑی آتی ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا اجر بھی بہت بڑا دیں گے۔ انسان کے لیے آنکھیں چونکہ بہت نعمت ہیں کہ جن سے انسان نا صرف کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے کرتا ہے بلکہ اپنی ضروریات و حوائج میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہوتا اور اگر خدانخواستہ کسی کی بینائی ختم ہو جائے تو نابینا شخص مستقل طور پر محتاج اور اور دوسروں کا دست نگر ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اپنے والدین اور اولاد تک کی محبوب اور پیاری شکلیں تک نہیں دیکھ پاتا۔

لیکن اس سب کچھ کے باوجود انتہائی صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی آخرت مین اسے جنت کی شکل میں بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے جو اخروی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سعادت سے بہرہ ور ہوگا۔

60- بَابُ (يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَنَدَامَةِ الْمُحْسِنِ وَالْمُسِيءِ يَوْمَئِذٍ)

قیامت کے دن کہ اس روز محسن (نیکوکار) اور مسیٔ کے لیے ندامت ہوگی

2402: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ وَيُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَغْرَاءَ أَبُو زُهَيْرٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن عافیت والے (دنیا میں) آزمائش سے دوچار لوگوں کو ملنے والا ثواب دیکھ کر آرزو کریں گے کہ کاش دنیا

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَوَدُّ أَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِينَ يُعْطَى أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ أَنَّ جُلُودَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيضِ)).

میں ان کی جلدوں کو قینچی کے ساتھ کتر دیا جاتا۔"

وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ بِهَذَا الإِسْنَادِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَوْلَهُ شَيْئًا مِنْ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے اس اسناد سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، بعض نے اسے اعمش عن طلحہ بن مصرف عن مسروق کی سند سے اس میں سے کچھ حصہ روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الصحيحة: ٢٦٠٦، التعليق الرغيب: ١٤٦/٤، المشكاة: ١٥٧٠، بعض نے اسے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الصغير للطبراني: ٢٤١، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٣/٣٧٥، معجم الكبير للطبراني: ٨٧٧٨، ٨٧٧٧٧، ١٢٨٢٩

فوائد الحدیث: ۱۔ یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ دنیا میں مصائب و مشکلات پر صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنے زیادہ اجر و ثواب اور مقام اور مرتبے سے نوازیں گے کہ جو لوگ دنیا میں خیر و عافیت کی زندگی بسر کرتے رہے ہیں وہ خواہش کریں گے کہ کاش ہم پر بھی دنیا میں مصیبتیں آتیں تو آج ہمیں بھی اس طرح مقام اور مرتبہ حاصل ہوتا۔

۲۔ لیکن یاد رکھیں کہ دنیا میں جان بوجھ کر اپنے آپ کو مصیبت میں نہیں ڈالنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت کا سوال کرتے رہنا چاہئے نہ جانے مصیبت آنے کے بعد انسان اس پر صبر کر سکے یا نہ کر سکے۔

﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾﴾

2403: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ إِلَّا نَدِمَ)). قَالُوا وَمَا نَدَامَتُهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((إِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ أَنْ لَا يَكُونَ ازْدَادَ وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا نَدِمَ أَنْ لَا يَكُونَ نَزَعَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر مرنے والا شخص نادم ہوگا۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس کی ندامت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر وہ نیکو کار تھا تو وہ اس وجہ سے نادم ہوگا کہ کاش اس نے نیکیاں زیادہ کی ہوتیں، اور اگر وہ گناہ گار ہوا تو وہ اس وجہ سے نادم ہوگا کہ وہ اس برائی سے باز کیوں نہ رہا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ شُعْبَةُ وَهُوَ يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ مَدَنِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، یحیی بن عبید اللہ پر شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کی ہے۔ اور یہ یحیی بن عبید اللہ بن موہب مدنی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) تخريج المشكاة: ٥٥٤٥، اس میں یحییٰ بن عبید اللہ متروک ہے۔

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدی: ٧/٢٦٦٠، حلية الاولياء: ٨/١٧٨، شرح السنة: ٤٣٠٩

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن معناً صحیح احادیث سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ مومن آدمی خواہش کرے گا کہ میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمالیتا تاکہ میرا مرتبہ مزید بلند ہوتا۔ اور کافر یا مومن گنہگار بھی افسوس کرے گا کہ کاش میں ایمان لے آتا اور گناہ نہ کرتا۔

لیکن اس وقت کی ندامت، حسرت اور افسوس کسی کام نہیں آئے گا۔ لہٰذا اب اسی دنیا کی زندگی میں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم گناہوں سے بچیں، اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کریں۔ اور جونہی کوئی موقعہ میسر آئے تو وقت ضائع کیے بغیر نیک اعمال کرنے کی کوشش کریں۔ کہ انسان کی زندگی کا مقصد ہی یہی ہے۔ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الملک:٧)

61- بَابُ (حَدِيْثِ خَاتَلِي الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ وَعُقُوْبَتِهِمْ)

دین کے ذریعے دنیا طلب کرنے والے اور ان کی سزا

2404: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُونَ الدُّنْيَا بِالدِّينِ يَلْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ الضَّأْنِ مِنَ اللِّينِ أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذِّئَابِ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَبِي يَغْتَرُّونَ أَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِئُونَ فَبِي حَلَفْتُ لَأَبْعَثَنَّ عَلَى أُولَئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آخری دور میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے کہ وہ دین کے ذریعے دنیا طلب کریں گے، نرمی کے حوالے سے وہ لوگوں کی خاطر بھیڑ کی کھالیں پہن لیں گے، ان کی زبانیں چینی سے زیادہ شیریں ہوں گی جبکہ ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: کیا وہ میرے ساتھ دھوکے میں مبتلا ہیں یا مجھ پر جرات کرتے ہیں؟ میں اپنی ذات کی قسم اٹھاتا ہوں کہ میں ان میں سے ان پر ایک ایسا فتنہ کھڑا کروں گا کہ وہ ان میں سے بردبار شخص کو بھی حیران کر چھوڑے گا۔“

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) التعليق الرغيب: ١/٣٢، سخت ضعیف ہے دیکھیں حدیث ۲۴۰۳۔

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ٣/٣٤٣، المجروحين لابن حبان: ١/٣٤٧

2405: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ أَخْبَرَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمْزَةُ بْنُ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ لَقَدْ خَلَقْتُ خَلْقًا أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَقُلُوبُهُمْ أَمَرُّ مِنَ الصَّبِرِ فَبِي حَلَفْتُ لَأُتِيحَنَّ لَهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا فَبِي يَغْتَرُّونَ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے کہ ان کی زبانیں شہد سے زیادہ شیریں اور ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں، میں اپنی ذات کی قسم اٹھاتا ہوں کہ میں ان پر ایک ایسا فتنہ بھیجوں گا کہ وہ ان میں سے بردبار شخص کو بھی حیران کر چھوڑے گا، وہ میرے ساتھ دھوکے میں

أَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِءُونَ)). مبتلا ہیں یا مجھ پر جرأت کرتے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابن عمر کی حدیث سے ہم اس کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) حمزہ بن ابی محمد ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٤٢٢، تهذيب الكمال: ٣٣٨/٧

فوائد الحدیث: ا۔ یہ دونوں روایتیں سنداً ضعیف ہیں لیکن یہ ایک ظاہری حقیقت ہے کہ بعض لوگ دین کا لبادہ اوڑھے ہوئے دنیا کے اس قدر حریص اور طالب ہیں کہ شاید عام آدمی اس کا تصور بھی نہ کرے۔

زبان کے بڑے میٹھے لیکن دل میں بغض اور کینہ اس قدر بھرا ہوا ہے کہ الامان والحفیظ یعنی منافقت کے مجسمے ہیں کہ اپنے بہی خواہوں کو بھی نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کرتے، اور واقعی جب وہ کسی فتنے اور آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں تو پھر بڑے بڑے دانش مند بھی منہ میں انگلیاں دبا لیتے ہیں کہ یہ حضرت صاحب بھی۔۔؟ یہ حضرت صاحب بھی۔۔۔؟ انا للہ وانا الیہ راجعون

۲۔ ایسے اوصاف کے حامل لوگوں کو اپنی حرکتوں سے باز آجانا چاہئے اور توبہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بن جانا چاہئے، اپنے دنیاوی مفادات کے حصول کے لیے دین اسلام کو ذریعہ نہیں بنانا چاہئے۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے حالات یا نیتوں کا پتہ نہیں یا پھر وہ اتنے جرأت مند ہو گئے ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا کوئی خوف نہیں رہا۔ استغفر اللہ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (آمین)

62- بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ

زبان کی حفاظت

2406: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ [ح] وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! مَا النَّجَاةُ قَالَ ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ)). سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! نجات (کی صورت) کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی زبان پر قابو رکھ، تیرا گھر تیرے لیے کافی ہو اور اپنی خطاؤں پر رویا کر۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٨٨٨۔ بعض کہتے ہیں اس میں عبید اللہ اور علی بن یزید دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٣٣٤، ١٧٤٥٢

فوائد الحدیث: ا۔ سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا سوال بڑا جامع تھا کہ اس میں دنیا کی مصیبتوں اور آخرت کے عذاب سے بچاؤ کا نسخہ دریافت کیا گیا تو رہبر کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑا جامع اور کامل جواب ارشاد فرمایا کہ یہ تین چیزیں اپنا لو دنیا کی مصیبتوں سے بھی بچ جاؤ گے اور آخرت کے عذاب سے بھی نجات پا لو گے۔

(۱) اپنی زبان کو اپنے کنٹرول میں رکھو۔ کہ اس سے کسی قسم کی بے ہودہ اور فضول بات نہ کرو کہ تمہارا ایک ایک لفظ لکھا جارہا ہے قیامت کے دن اسی اعمال نامے کے مطابق تمہارے انجام کا فیصلہ ہوگا۔ دنیا میں بھی کئی ایک مصیبتیں انسان پر اس زبان کی وجہ سے آجاتی ہیں گالی گلوچ چغل خوری وغیرہ سے لڑائی جھگڑے اور قتل وغارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

بعض اوقات انسان ہنسی مذاق، میں کوئی بات کر دیتا ہے لیکن اس کی وجہ سے بھی اسے پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ زبان کا صحیح اور ضرورت کے مطابق استعمال کرو، نجات پا جاؤ گے۔

(۲) دوسری بات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی کہ تیرا گھر ہی تجھے کافی ہونا چاہئے باہر گلیوں بازاروں، چوکوں، چوراہوں میں وقت گزارنے کی بجائے فارغ وقت اپنے گھر میں گزارنا چاہئے کہ باہر کئی قسم کے گناہوں میں مبتلا ہو سکتا ہے جبکہ گھر میں رہ کر گھریلو کام کاج نمٹائے گا، ماں باپ کی خدمت کرے گا یا بیوی بچوں کو وقت دے گا تو یہ تمام اعمال اجر وثواب کا باعث ہو کر آخرت میں نجات کا سبب بن جائیں گے۔

دنیاوی لحاظ سے بھی کئی ایک مصیبتوں سے بچ جائے گا مثلاً بعض اوقات انسان خود کوئی جرم نہیں کرتا لیکن گھر کے باہر کہیں کوئی واردات ہو جاتی ہے تو اس کا بھی نام آجاتا ہے کہ فلاں شخص بھی موقع پر موجود تھا اگرچہ اس کا کوئی عمل دخل نہیں صرف گھر سے باہر فضول وقت گزارنے کی وجہ سے یہ مصیبت میں پھنس گیا۔

(۳) تیسری بات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی کہ اپنی غلطیوں اور گناہوں پر نادم ہو کر رویا کر اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر گناہ معاف کروالے تو نجات ہی نجات ہے۔

2407: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَفَعَهُ قَالَ ((إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُولُ اتَّقِ اللهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَإِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب انسان صبح کرتا ہے تو سارے اعضاء زبان کے سامنے عاجزی سے عرض کرتے ہیں: ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرتی رہنا ہم تو تیرے تابع ہیں اگر تو درست رہی تو ہم درست رہیں گے اور اگر تو کجی کا شکار ہو گئی تو ہم بھی کج رو ہو جائیں گے۔“

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى.

ہم کو ہناد نے ابو اسامہ کے واسطے سے حماد بن زید سے روایت کیا تو انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔ اور یہ محمد بن موسیٰ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو حماد بن زید کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ اس کو حماد بن زید سے کئی ایک نے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ

صالح بن عبداللہ نے حدثنا حماد بن زید عن ابی الصہباء عن سعید بن جبیر عن ابی سعید الخدری کی سند سے بیان کیا۔ انہوں نے

قَالَ أَحْسَبُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

فرمایا میں اس کو نبی کریم ﷺ سے گمان کرتا ہوں۔ تو اس کی مثل انہوں نے ذکر کیا۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكاة: ٣٤٣٨، التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٩٠٨

فوائد الحدیث: انسانی اعضاء میں زبان کو ایک کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ کہ اس کی وجہ سے باقی اعضاء راحت پاتے ہیں۔ اور اسی کی کارستانی کی وجہ سے وہ مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں۔

دنیاوی لحاظ سے زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے باقی اعضاء کی ٹھکائی ہوتی ہے اور انہیں سزا ملتی ہے جبکہ زبان تو بات کر کے محفوظ پناہ گاہ میں چھپ جاتی ہے اور آخرت کے لحاظ سے بھی تمام اعضاء کے جہنم میں جانے کا ایک سبب زبان بھی ہوگی۔ اس لیے تمام اعضاء ہر روز اس زبان کی منت سماجت کرتے ہیں کہ بڑی 'بی' تیری مہربانی ہے کہ سارا دن تو درست رہنا تاکہ ہم بھی مصیبتوں سے بچے رہیں اور تو نے کوئی غلط بات کہہ دی تو پھر اس میں ہماری بھی بربادی ہوگی۔

2408: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ يَتَكَفَّلُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ)).

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھے اپنی زبان اور اپنی شرم گاہ کی ضمانت دے دے میں اسے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اور اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَهْلٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سہل کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔ سہل بن سعد کی حدیث سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیے بخاری۔ التعليق الرغيب: ١٩٧/٣، واخرجه ابويعلى: ٧٥٥٥، والبغوي: ٤١٢٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٤٧٤، مسند احمد: ٢٢٨٢٣، صحيح ابن حبان: ٥٧٠١

فوائد الحدیث: انسانی جسم میں زبان اور شرم گاہ دو عضو ایسے ہیں کہ جن سے گناہ اور نافرمانی کے صدور کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے کہ عمومی طور پر خوشی یا غمی کے موقعہ پر آدمی جانے اور انجانے میں زبان کا غلط استعمال کر بیٹھتا ہے اور انسانی خواہشات بھی زیادہ تر شرم گاہ سے متعلقہ ہوتی ہیں اور اگر انسان ان دونوں کی حفاظت کر لے تو پھر دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے بچ سکتا ہے۔ اسی لیے محسن کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے ضمانت دے کہ وہ زبان سے غلط بولے گا نہیں اور شرم گاہ کا ناجائز استعمال نہیں کرے گا تو میں اسے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں۔

2409: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ وَقَاهُ اللهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جس شخص کو اس کی زبان اور اس کی شرم گاہ کے شر سے بچا لیتا ہے وہ جنّت میں چلے جاتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: أَبُو حَازِمٍ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ اسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلَى عَزَّةَ الأَشْجَعِيَّةِ وَهُوَ كُوفِيٌّ وَأَبُو حَازِمٍ الَّذِي رَوَى عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ هُوَ أَبُو حَازِمٍ الزَّاهِدُ مَدَنِيٌّ وَاسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ دِينَارٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو حازم جنہوں نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، ان کا نام سلمان اشجعی ہے وہ کوفی ہیں اور عزہ اشجعیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اور وہ ابو حازم جنہوں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ ابو حازم زاہد مدنی ہیں ان کا نام سلمہ بن دینار ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٥١٠، اخرجه الحاكم: ٣٥٧/٤

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٥٧٠٣

فوائد الحدیث: زبان اور شرم گاہ کے جرائم اور گناہ کے اثرات صرف اس کے کرنے والے شخص تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ معاشرے میں کئی قسم کے بگاڑ، فساد، قتل و غارت اور لڑائی جھگڑوں کا باعث بنتے ہیں جس کی لپیٹ میں بعض اوقات کئی کئی نسلیں آجاتی ہیں، اور یہ سارے امور مزید گناہ در گناہ کا باعث بنتے ہیں جو انسان کے دوزخ میں جانے اور جنّت سے محرومی کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس لیے فرمایا کہ جو ان کے شر سے بچ گیا وہ جنّت میں داخل ہو گیا۔

2410: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَاعِزٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ. قَالَ ((قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ)). قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ ((هَذَا)).

سیّدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتائیں کہ میں اس پر مضبوطی سے قائم رہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہو میرا رب اللہ ہے اور پھر اس پر قائم رہو۔" انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے متعلق کس چیز کا سب سے زیادہ اندیشہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: یہ۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ کئی ایک طرق سے سفیان بن عبداللہ ثقفی سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں مسلم؛ اخرجه الدارمي: ٢٧١٤، الحاكم: ٣١٣/٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٨، سنن ابن ماجه: ٣٩٧٢، مسند احمد: ١٥٤١٦، ١٥٤١٨، صحيح ابن حبان: ٥٦٩٨-٥٧٠٠

فوائد الحدیث: زبان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ دنیاوی لحاظ سے انسان اس سے بے شمار فوائد سمیٹتا ہے اور آخرت کے لحاظ سے بھی اس کو تلاوت، ذکر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے استعمال کر کے نیکیوں کے انبار حاصل کر سکتا ہے اس سے نیکی کرنا اس لیے بھی آسان ہے کہ اس کے ذریعے نیکی کرتے ہوئے آدمی کو اپنے دوسرے کام کاج روکنے نہیں پڑتے بلکہ یہ اپنے دیگر امور بھی نمٹا رہا ہوتا ہے اور زبان سے قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے بھی نیکیاں کما رہا ہوتا ہے۔

بالکل اس کے برعکس بھی معاملہ اسی طرح ہے کہ بعض اوقات انسان زبان سے کیے ہوئے گناہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتا جبکہ وہ بڑے خطرناک اور دنیاوی لحاظ سے کئی ایک مصائب و مشکلات اور اخروی لحاظ میں جہنم میں جانے کا باعث ہوتے ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے سب سے زیادہ خطرہ زبان کو قرار دیا کہ بعض اوقات اس کے پھسلنے سے آدمی ایمان سے ہی خارج ہو جاتا ہے۔ حالانکہ آخرت میں نجات کے لیے تو ایمان بہت ضروری ہے اس لیے اس پر استقامت اختیار کرنی چاہیے۔

63- بَابٌ مِنْهُ النَّهْيُ، عَنْ كَثْرَةِ الْكَلَامِ إِلَّا بِذِكْرِ اللهِ

اللہ کے ذکر کے علاوہ کثرت کلام کی ممانعت

2411: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي ثَلْجٍ الْبَغْدَادِيُّ صَاحِبُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ باتیں نہ کرو، کیونکہ اللہ کے ذکر کے علاوہ کثرت کلام دل کی سختی کا باعث ہے، اور سخت دل شخص لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور ہے۔“

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

ہم کو ابو بکر بن ابی النضر نے حدثنی ابو النضر عن ابراہیم بن عبداللہ بن حاطب عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل اس کا معنی بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاطِبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابراہیم بن عبداللہ بن حاطب کی حدیث ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ٩٢٠، المشكاة: ٢٢٧٦ التحقيق الثاني، ضعيف الترمذي: ٤٢٣

تخریج الحدیث: شعب الايمان للبيهقي: ٤٩٥١

فوائد الحدیث: انسان کو زیادہ سے زیادہ اپنی زبان کو قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھنا چاہئے کہ یہ آسان بھی ہے اور اجر و ثواب کے لحاظ سے مفید تر بھی۔ اس کے علاوہ زبان کا بے جا و فضول استعمال گالی گلوچ، جھوٹ، چغلی، غیبت یا ہنسی مذاق وغیرہ آدمی کے دل کو سخت کر دیتا ہے۔

اور اگر دل سخت ہو جائے تو انسان معاشرے میں دوسرے لوگوں سے کٹ جاتا ہے۔ کہ اس کی بدزبانی اور تضحیک و تحقیر آمیز رویے کی وجہ سے کوئی اس کے قریب نہیں آتا حتیٰ کہ خود اس کے دل سے محبّت و الفت ختم ہو جاتی ہے اور یہ دوسروں سے نفرت کی وجہ سے ان سے کسی قسم کی ہمدردی نہیں رکھتا تو لوگ بھی اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

64- بَابٌ مِنْهُ حَدِيْث ((كُلُّ كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ))

انسان کا سارا کلام اس پر بوجھ ہے اس کے لیے نفع مند نہیں

2412: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ حَسَّانَ الْمَخْزُومِيَّ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ صَالِحٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((كُلُّ كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ إِلَّا أَمْرٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ أَوْ ذِكْرُ اللهِ)).

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ذکر یا امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کے علاوہ انسان کا کلام اس پر بوجھ ہے اس کے لیے نفع مند نہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف محمد بن یزید بن خنیس کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٨٦١، ضعيف الترمذي: ٤٢٤، اس میں ام صالح غیر معروف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٩٧٤

فوائد الحدیث: جو امور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے زمرے میں آتے ہیں صرف انہی سے انسان کو اپنی زبان سے فائدہ پہنچتا ہے ورنہ اس کے علاوہ زبان سے ادا کیا ہوا ہر ایک لفظ انسان کے لیے وبال بن جائیگا اس لیے کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی زبان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر، قرآن مجید کی تلاوت، لوگوں کو نیکی کی ترغیب، گناہوں سے بچنے کی تلقین کرنا ہی آدمی کے لیے راہ نجات ہے اس لیے زبان کو زیادہ سے زیادہ انہی کاموں میں مصروف رکھنا چاہئے اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو پھر خاموشی ہی بہتر ہے کہ اگر نیکی نہیں کمائے گا تو کم از کم زبان سے گناہ کا ارتکاب بھی تو نہیں کرے گا۔

65- بَابٌ (فِي إِعْطَاءِ حُقُوْقِ النَّفْسِ وَالرَّبِّ وَالضَّيْفِ وَالْأَهْلِ)

نفس، رب، مہمان اور اہل کے حقوق کی ادائیگی

2413: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ آخَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَبَيْنَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ مَا شَأْنُكِ مُتَبَذِّلَةً قَالَتْ إِنَّ أَخَاكَ أَبَا الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا. قَالَ فَلَمَّا جَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ

ابو جحیفہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرایا، پس سلمان رضی اللہ عنہ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے گئے تو انہوں نے ام درداء رضی اللہ عنہا کو پراگندہ حالت میں دیکھا تو انہوں نے کہا: آپ کیوں پراگندہ حالت میں ہیں؟ انہوں نے کہا: آپ کے بھائی ابو درداء کو دنیا کی کوئی حاجت ہی نہیں، انہوں نے کہا: جب ابو درداء آئے تو انہوں نے

قَرَّبَ إِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ. قَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ. قَالَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لِيَقُومَ فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ نَمْ. فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ لَهُ نَمْ. فَنَامَ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الصُّبْحِ قَالَ لَهُ سَلْمَانُ قُمِ الآنَ فَقَامَا فَصَلَّيَا فَقَالَ إِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ. فَأَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَا ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ ((صَدَقَ سَلْمَانُ)).

انہیں کھانا پیش کیا تو انہوں نے کہا: کھاؤ میں تو روزہ دار ہوں، انہوں نے کہا: جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ پس انہوں نے کھالیا، جب رات ہوئی تو ابو درداء تہجد کے لیے اٹھے تو انہوں نے کہا: سو جاؤ، پس وہ سو گئے، وہ پھر اٹھنے لگے تو انہوں نے انہیں کہا: سو جاؤ پس وہ سو گئے، جب صبح کا وقت قریب ہوا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: اب اٹھ جاؤ، وہ دونوں اٹھے اور نماز پڑھی، انہوں نے کہا: تمہارے نفس کا تم پر حق ہے، تمہارے رب کا تم پر حق ہے، تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے اور تمہارے اہل کا تم پر حق ہے، پس ہر حق دار کا اسے حق ادا کرو، پس وہ دونوں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور انہوں نے آپ ﷺ سے اس معاملہ کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلمان نے ٹھیک کہا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو الْعُمَيْسِ اسْمُهُ عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ أَخُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَسْعُودِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ ابو العمیس کا نام عتبہ بن عبداللہ ہے، اور وہ عبدالرحمن بن عبداللہ مسعودی کے بھائی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں بخاری۔ اخرجه ابو يعلى: ٨٩٨، ابن خزيمه: ٢١٤٤، ابو نعيم في الحلية: ١٨٨/١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٩٦٨، صحيح ابن حبان: ٣٢٠

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے:

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾'' (الذاریات ٥٦)

لیکن اللہ تعالیٰ کی عبادت کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ آدمی ہر وقت نماز روزے میں ہی وقت گزارے اور اس کے ذمہ جو دوسروں کے حقوق ہیں ان کی وہ پروا بھی نہ کرے بلکہ عبادت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام اس پر لاگو کیے ہیں ان کی پابندی کرے، نماز کے وقت نماز پڑھے۔ روزے کے وقت روزہ رکھے۔

اس کے علاوہ اپنے ماں باپ، بیوی، بچوں، رشتے داروں اور دوست احباب کے جو حقوق اس کے ذمہ ہیں ان کو پورے پورے ادا کرے تو یہ عبادت ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور ذات باری تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری ہی عبادت ہے۔ حتیٰ کہ انسان کے اپنی ذات اور جسم کے بھی اس کے ذمہ حقوق ہیں ان کی ادائیگی بھی لازمی ہے کسی بھی ایک حق کی ادائیگی کے لیے دوسرے کے حقوق کو غصب نہیں کیا جاسکتا۔

۲۔ اس حدیث پر ان لوگوں کو ضرور غور کرنا چاہئے جنہوں نے اپنے راہنماؤں اور پیشواؤں بلکہ مقتداؤں کو چالیس سال تک عشاء کی نماز کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھادی ہے۔ بلکہ ایک نے تو پنتالیس سال تک ایک ہی وضوء سے پانچ نمازیں پڑھنے کی نوید بھی سنائی ہے۔ (تاریخ بغداد) العیاذ باللہ

66- بَابٌ مِنْهُ عَاقِبَة مَنْ اِلْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَمِنْ عَكْسِهِ

اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرنے والے کی سزا اور اس کے برعکس کرنے والے کا معاملہ

2414: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ الْوَرْدِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضى الله عنها أَنِ اكْتُبِي إِلَيَّ كِتَابًا تُوصِينِي فِيهِ وَلَا تُكْثِرِي عَلَيَّ. فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ رضى الله عنها إِلَى مُعَاوِيَةَ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنِ الْتَمَسَ رِضَاءَ اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَاءَ النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ إِلَى النَّاسِ)). وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ.

عبدالوہاب بن ورد نے اہل مدینہ کے ایک شخص سے روایت کیا انہوں نے کہا: سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام خط لکھا کہ آپ مجھے ایک خط کے ذریعے وصیت فرمائیں اور وہ زیادہ نہ ہو، پس سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے نام خط لکھا: تم پر سلامتی ہو، امابعد، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو لوگوں کی ناراضی کے بدلے اللہ کی رضا مندی تلاش کرتا ہے تو اللہ اسے لوگوں کی تکلیف و مشقت سے کفایت کر جاتا ہے، اور جو شخص اللہ کی ناراضی کے بدلے لوگوں کی رضا مندی تلاش کرتا ہے تو اللہ اسے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔“ والسلام علیک۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَتَبَتْ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

ہم کو محمد بن یحییٰ نے حدثنا محمد بن یوسف عن سفیان الثوری عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ کی سند سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ انہوں نے امیر معاویہ کو خط لکھا تو حدیث اس کے معنی کے ساتھ بیان کی اور اس کو مرفوع بیان نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٢٣١١، تخريج الطحاوية: ٢٧٨، بعض کہتے ہیں اس میں رجل من اہل المدینۃ مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٧٦، ٢٧٧

فوائد الحدیث: انسان کو ہمیشہ اپنے رب تعالیٰ کو راضی رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے خواہ لوگ ناراض ہی کیوں نہ ہو جائیں۔ کیونکہ اگر لوگ ناراض بھی ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ راضی ہوئے تو لوگ کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اور اگر خدانخواستہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا تو لوگ تو پھر بھی خوش نہیں ہوں گے یا ہمیشہ خوش رہ نہیں سکیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے اس آدمی کی دنیا بھی برباد ہو گئی اور آخرت بھی ضائع کر بیٹھا۔ اس لیے ہر انسان کو زندگی کے ہر خوشی، غمی کے موقع پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی پابندی کرتے ہوئے اسلام کی سنہری تعلیمات پر عمل کرنا چاہئے۔ رشتے داروں اور دوست احباب کی خوشنودی کی خاطر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اس مالک حقیقی کو ناراض نہیں کرنا چاہئے۔

35

أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ

قیامت کی صفات اور زہد وورع کا بیان

1- بَابٌ فِي الْقِيَامَةِ

قیامت کے بارے میں

2415: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى شَيْئًا إِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى شَيْئًا إِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ)). قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَقِيَ وَجْهَهُ حَرَّ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ)).

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن ہر شخص سے اس کا رب اس طرح کلام کرے گا کہ اس کے اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا، پھر وہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو اسے اپنے اعمال ہی نظر آئیں گے، پھر وہ بائیں جانب دیکھے گا تو اسے اپنے اعمال ہی نظر آئیں گے، پھر اپنے سامنے دیکھے گا تو اس کے سامنے آگ ہوگی۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو اپنے چہرے کو آگ کی حرارت سے بچا سکے تو بچائے خواہ کھجور کے ٹکڑے کے ذریعے ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ يَوْمًا بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنِ الأَعْمَشِ فَلَمَّا فَرَغَ وَكِيعٌ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ فَلْيَحْتَسِبْ فِي إِظْهَارِ هَذَا الْحَدِيثِ بِخُرَاسَانَ لأَنَّ الْجَهْمِيَّةَ يُنْكِرُونَ هَذَا.

ابو سائب نے بیان کیا، وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن ہمیں یہ حدیث اعمش سے بیان کی۔ جب وکیع اس حدیث سے فارغ ہوئے انہوں نے کہا: اہل خراسان میں سے جو یہاں ہے وہ خراسان میں اس حدیث کو بیان نہ کرے۔ اس لیے کہ جہمی اس حدیث کا انکار کرتے ہیں۔

اسْمُ أَبِي السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ سَلْمِ بْنِ خَالِدِ بْنِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ الْكُوفِيُّ. ابو سائب کا نام سلم بن جنادہ بن سلم بن خالد بن جابر بن سمرہ کوفی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٩٦٨، اخرجه الطيالسي: ١٠٣٥، ابن ابي شيبة: ٣/ ١١٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٤١٣، ٦٥٣٩، صحیح مسلم: ١٠١٦، سنن ابن ماجه: ١٨٥، ١٨٤٣، سنن النسائی: ٥/٧٥، مسند احمد : ١٨٢٤٦، صحیح ابن حبان: ٢٨٠٤

فوائد الحدیث: ١۔ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی صفت "کلام کرنا" بھی ثابت ہوتا ہے۔

٢۔ قیامت کے دن انسان کے پاس صرف اعمال ہی ہوں گے خواہ اچھے ہوں یا برے۔ اس کے دائیں بائیں کوئی حمایتی اور مددگار نہیں ہوگا۔

٣۔ جہنم کی ہولناکی اور اس کے عذاب سے بچنے کے لیے آدمی کو زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے چاہئیں خصوصاً صدقہ وخیرات کا زیادہ اہتمام کرنا چاہئے اگرچہ کسی معمولی چیز کا ہی کیوں نہ ہو، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آدمی استطاعت تو زیادہ کی رکھتا ہے لیکن صدقہ کرتے ہوئے بالکل تھوڑا یا معمولی چیز کا صدقہ کرے، بلکہ اس کو اپنی طاقت کے مطابق یہ نیکی کمانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

٤۔ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے اس طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات سلف صالحین، محدثین کرام رحمہم اللہ کا یہ طریقہ کار تھا کہ جہاں جس قسم کی برائی ہوتی وہاں اس کی تردید کرنے کی زیادہ کوشش کرتے۔ کیونکہ خراسان کے علاقے میں جہم بن صفوان کے پیروکار "جہمیہ" رہائش پذیر تھے۔ جو اللہ تعالیٰ کی صفت "کلام" کے منکر تھے اور اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفت "کلام" کا ثبوت ہے اس لیے منکرین کے علاقے میں بیان کرنے کی تاکید فرمارہے ہیں۔

٥۔ آج کل ہمارے خطباء وواعظین کو بھی چاہئے کہ وہ جس علاقے میں جائیں وہاں موجود برائیوں اور رسوم ورواج کا رد کرکے ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔ ہر جگہ صرف رولانا یا جگتیں مار مار کر ہنسانا نہ تو مستحسن ہے اور نہ ہی وعظ وتبلیغ کا تقاضا۔

اسی طرح ہمارے جو معزز لیڈر حضرات مختلف مذاہب کے اجتماعی پروگراموں میں اظہار خیال کرتے ہیں انہیں بھی صرف میزبانوں کی ہاں میں ہاں ملانے اور ان کی تعریف وتوصیف کرنے کی بجائے اس موضوع کے متعلقہ جو اسلام کا موقف اور قرآن وحدیث کی تعلیمات ہیں اس کے مطابق گفتگو کرنی چاہئے تاکہ فریضہ تبلیغ ادا کرکے عنداللہ سرخرو اور ماجور ہوں۔

آئندہ نہیں بلائیں گے تو نا سہی کم از کم آپ حجت تو قائم کردیں گے اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں ممکن ہے کہ آپ افسران بالا یا میزبانوں کا قرب اور ان سے داد وتحسین تو حاصل کرلیں لیکن قیامت کے دن عنداللہ مجرم ہوں گے۔ استغفراللہ۔ اعاذنا اللہ منہ

2416: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ أَبُو مُحْصَنٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ الرَّحَبِيُّ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ وَمَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ)).

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن کوئی انسان اپنے رب کے پاس سے قدم نہیں اٹھا سکے گا حتیٰ کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ نہ لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں اس نے اسے کہاں خرچ کیا، اس کی جوانی کے بارے میں کہ اس نے اسے کہاں کھپایا، اس کے مال کے بارے میں کہ اس نے اسے کہاں سے کمایا اور اسے کہاں خرچ کیا اور اس نے اپنے

علم کے مطابق کتنا عمل کیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحُسَيْنِ بْنِ قَيْسٍ. وَحُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اس (ابن مسعود کی نبی ﷺ سے حدیث) کو صرف حسین بن قیس کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔ اور حسین اپنے حفظ کی وجہ سے حدیث میں ضعیف قرار دیے جاتے ہیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ.

اس باب میں سیّدنا ابوبرزہ اور سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٩٤٦، التعليق الرغيب: ١/٧٦، الروض النضير: ٦٤٨

تخريج الحديث: مسند ابويعلىٰ: ٥٢٧١، معجم الكبير للطبراني: ٩٧٧٢، الكامل لابن عدى: ٢/٧٦٣، تاريخ بغداد: ١٢/٤٤٠ بعض کہتے ہیں اس میں حسین بن قیس متروک ہے۔

2417: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَا فَعَلَ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ)).

سیّدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی بندہ قیامت کے دن اپنے پاؤں نہیں ہلا سکے گا حتیٰ کہ اس کی عمر کے بارے میں پوچھ لیا جائے کہ اس نے اسے کہاں خرچ کیا، اس کے علم کے بارے میں کہ اس نے اس کے مطابق کیا عمل کیا، اس کے مال کے بارے میں کہ اس نے اسے کہاں سے کمایا اور اسے کہاں خرچ کیا اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اس نے اسے کہاں بوسیدہ کیا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُرَيْجٍ هُوَ بَصْرِيٌّ وَهُوَ مَوْلَى أَبِي بَرْزَةَ وَأَبُو بَرْزَةَ اسْمُهُ نَضْلَةُ بْنُ عُبَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سعید بن عبداللہ بن جریج بصری ہیں، اور یہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، اور ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا نام نضلہ بن عبید ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) تخريج اقتضاء العلم العمل: ١/١٥، سلسلة الصحيحة: ٩٤٦، بعض کے نزدیک اس کی سند اعمش مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخريج الحديث: سنن دارمى: ٥٣٧، مسند ابويعلىٰ: ٧٤٣٤، حلية الاولياء: ١٠/٢٣٢، معجم الكبير للطبرانى: ٢٠/١١١، مسند البزار: ٣٤٣٧، ٣٤٣٨

فوائد الحديث: ١۔ یہ پانچ سوال قیامت کے دن ہر شخص سے ہوں گے اس لیے اسے چاہئے کہ اس دنیا میں ہی فکر کرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا جواب دینا ہے لہٰذا:

١۔ زندگی اس طرح بسر کریں جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں۔

٢۔ اپنی جوانی و اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ پانے کا بھی سبب ہے۔

٣۔ مال و حلال اور جائز طریقے سے کمائیں، اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

۴۔ اپنے مال کو جائز اور حلال جگہ پر خرچ کریں کہ اس کا جواب آپ نے ہی دینا ہے جن کی خاطر آج اپنا مال ناجائز اور حرام جگہ پر خرچ کروگے وہ قیامت کے دن آپ کے اس عمل کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا علم دیا ہے وہ تھوڑا ہے یا زیادہ اس پر خود بھی عمل کریں اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک بلغوا عنی ولو آیة (بخاری) کے تحت اسے دوسروں تک بھی پہنچائیں اگرچہ ایک ہی مسئلہ کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں شرمندگیوں سے بچا کر دنیا و آخرت کی عزت عطا فرمائیں

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ

حساب اور قصاص کا بیان

2418: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟)). قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا فَيَقْعُدُ فَيَقْتَصُّ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم میں مفلس شخص وہ ہے جس کے پاس درہم ہوں نہ کوئی مال و متاع ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کا مفلس شخص وہ ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ اور زکوۃ (جیسے عمل) لے کر آئے گا، اور وہ شخص آجائے گا کہ اس نے اسے گالی دی ہوگی، اس پر تہمت لگائی ہوگی، اس کا مال کھایا ہوگا، اس کا خون بہایا ہوگا، اور اسے مارا ہوگا، پس اس شخص کو بٹھا لیا جائے گا اور یہ اس کی نیکیوں سے بدلہ لے گا، یہ بھی اس کی نیکیوں سے بدلہ لے گا، اگر اس کی نیکیاں ان کا بدلہ چکانے سے پہلے ختم ہو گئیں تو پھر ان (حق داروں) کے گناہ لے کر اس شخص پر ڈال دیے جائیں گے اور پھر اسے جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٨٤٥، احكام الجنائز: ٤

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٢٥٨١، مسند احمد: ٨٠٢٩

2419: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَنَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((رَحِمَ اللهُ عَبْدًا كَانَتْ لِأَخِيهِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس بندے پر رحم فرمائے اگر اس پر اس کے بھائی کا اس کی عزت یا اس کے مال سے کوئی حق ہو اور وہ اس کے پاس جا کر اس سے معاف کروالے اس سے پہلے کہ اس سے مؤاخذہ

عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ فِي عِرْضٍ أَوْ مَالٍ فَجَاءَهُ فَاسْتَحَلَّهُ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ وَلَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ حُمِّلُوا عَلَيْهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ)).

کیا جائے جہاں کوئی درہم ہوگا نہ کوئی دینار، اگر اس کی کچھ نیکیاں ہوئیں تو اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو پھر وہ اپنے گناہ اس پر ڈال دیں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ سعید مقبری کی حدیث سے۔

وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

مالک بن انس نے اسے سعید مقبری عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٣٢٦٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٤٤٩، مسند احمد : ٩٦١٥، صحيح ابن حبان: ٧٣٦١، ٧٣٦٢

فوائد الحدیث: ہر انسان کو اس دنیا میں حقوق اللہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کو پورا کرنے کی بھی فکر اور اہتمام کرنا چاہیے۔ کہ قیامت کے دن اس کا حساب دینا ہوگا اور پھر ان کی تلافی کے لیے آدمی کے پاس کوئی مال و دولت اور دیگر اسباب و وسائل نہیں ہوں گے کہ حق داروں کو دے کر ان سے خلو خلاصی کروالے بلکہ اس کی نیکیاں ہی ہونگی جو اس نے بڑی محنت، مشقت اور لگن سے کمائی ہونگی وہ ساری کی ساری حق دار اپنے اپنے حق کے تناسب سے لے جائیں گے اور یہ نا صرف کہ نیکیوں سے تہی دامن اور خالی ہاتھ ہو جائے گا بلکہ بعض حقداروں کے گناہ بھی لے کر جہنم کا ایندھن بن جائے گا۔ اس لیے میرے بھائیو! اس دنیا میں کسی سے ذاتی، مالی یا کسی بھی قسم کے حقوق کا معاملہ ہے تو دنیا میں ہی اس کا حل کرلیں۔ آخرت کا معاملہ بڑا مشکل اور سخت ہے۔

2420: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقُ إِلَى أَهْلِهَا حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حق داروں کو ان کے حقوق دلوائے جائیں گے حتیٰ کہ سینگوں والی بکری سے ایسی بکری کو بدلہ دلوایا جائے گا جس کے سینگ نہیں ہوں گے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ.

اس باب میں سیّدنا ابو ذر اور عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٥٨٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥٨٢، مسند احمد : ٧٢٠٤، صحيح ابن حبان: ٧٦٣٦٣

فوائد الحدیث: ا۔ جو لوگ اس دنیا میں اپنے چوہدریوں وڈیروں اور اپنے افسروں کے ظلم و ستم اور زیادتی و ناانصافی کا شکار ہیں اور ان سے بدلہ لینا تو درکنار اپنے حقوق بھی حاصل نہیں کر سکتے تو انہیں صبر کرنا چاہیے کہ قیامت کا دن آنے والا ہے جس میں اللہ رب العزت نے ڈھوروں،

ڈنگروں کو بھی ان کے حقوق دلانے ہیں ہم تو پھر اس کی اشرف المخلوقات انسان ہیں کیا ہمارا رب ہمیں انصاف نہیں دلائے گا۔ کیوں نہیں؟ ضرور بالضرور! وہاں تو اللہ تعالیٰ یہ اعلان فرمائیں گے لا ظلم الیوم "کہ آج کسی کے ساتھ کوئی ظلم اور زیادتی نہیں ہوگی۔"

۲۔ اس بات کو ایک دوسرے زاویے سے بھی دیکھیں کہ اگر وہ جانور جو شرعی احکام کے مکلف بھی نہیں انہیں بھی بدلہ دینا پڑے گا تو آپ ماشاءاللہ پڑھے لکھے، باشعور انسان ہیں اور شرعی احکام کے مکلف بھی ہیں تو اگر آپ کسی پر ظلم کریں گے تو کیا آپ کی بدلہ دیئے بغیر ہی خلاصی ہو جائے گی۔ نہیں ہرگز نہیں۔! اس لیے اس دنیا میں اپنے اثر ورسوخ، اختیارات اور طاقت و قوت کی وجہ سے کسی دوسرے پر ظلم کرنے سے باز رہیں۔

3- بَابٌ

باب

2421: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا الْمِقْدَادُ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أُدْنِيَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْعِبَادِ حَتَّى تَكُونَ قِيدَ مِيلٍ أَوِ اثْنَيْنِ)). قَالَ سُلَيْمٌ لَا أَدْرِي أَيَّ الْمِيلَيْنِ عَنَى أَمَسَافَةَ الْأَرْضِ أَمِ الْمِيلَ الَّذِي تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ قَالَ ((فَتَصْهَرُهُمُ الشَّمْسُ فَيَكُونُونَ فِي الْعَرَقِ بِقَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلَى عَقِبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلَى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ إِلْجَامًا)). فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ أَيْ يُلْجِمُ إِلْجَامًا.

سیّدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب قیامت کا دن ہوگا تو سورج کو بندوں کے قریب کر دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ ایک یا دو میل کی مسافت پر ہوگا۔" سلیم بن عامر نے کہا: میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے دو میل سے کیا مراد لیا ہے زمین کی مسافت یا وہ سلائی جس کے ذریعے آنکھ میں سرمہ ڈالا جاتا ہے؟ فرمایا: "پس سورج انہیں پگھلا دے گا وہ اپنے اپنے اعمال کے حساب سے پسینے میں ڈوبے ہوں گے: ان میں سے کسی کے ٹخنے تک اور کسی کے گھٹنے تک اور کسی کی کوکھ تک ہوگا اور ان میں سے کسی کے منہ میں لگام دی ہوگی۔" میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھا۔ (یعنی اشارے سے فرما رہے تھے کہ) اس کو لگام دے گا۔ لگام دینا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں سیّدنا ابو سعید اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٣٨٢

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٢٨٦٤، مسند احمد : ٢٣٨١٣، صحيح ابن حبان: ٧٣٣٠

2422: حَدَّثَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَمَّادٌ وَهُوَ عِنْدَنَا مَرْفُوعٌ (يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ) قَالَ يَقُومُونَ فِي الرَّشْحِ إِلَى أَنْصَافِ آذَانِهِمْ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مرفوع روایت کیا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔'' اس کی تفسیر میں فرمایا: ''وہ اپنے نصف کانوں تک پسینے میں کھڑے ہوں گے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہناد نے حدثنا عیسی بن یونس عن ابن عون عن نافع عن ابن عمر کی سند سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٩٧٤، اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٣٣/١٣، عبد بن حميد: ٧٦٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٩٣٨، صحیح مسلم: ٢٨٦٢، سنن ابن ماجه: ٤٢٧٨، سنن النسائی فی الکبری: ١١٦٥٦، مسند احمد : ٤٦١٣، صحیح ابن حبان: ٧٣٣١، ٧٣٣٢

فوائد الحدیث: قیامت کا دن بڑا ہولناک ہوگا کہ جس میں زمین تانبے کی بنادی جائے گی اور سورج بالکل قریب آجائے گا کہ جس کی تپش کی وجہ سے لوگ اپنے اپنے گناہوں کے تناسب سے پسینے میں شرابور ہوں گے۔ لہٰذا ہر انسان کو اس دن کی سختی سے بچنے کے لیے اس دنیا کی زندگی کو اپنے معبود حقیقی رب تعالیٰ کی فرمانبرداری میں بسر کرنا چاہیے۔ تاکہ حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ اور حوض کوثر سے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پانی نصیب ہو سکے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحَشْرِ

حشر کا بیان

2423: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً كَمَا خُلِقُوا ثُمَّ قَرَأَ (كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ) وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى مِنَ الْخَلَائِقِ إِبْرَاهِيمُ وَيُؤْخَذُ مِنْ أَصْحَابِي بِرِجَالٍ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ! أَصْحَابِي.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کو قیامت کے دن ننگے پاؤں ننگے بدن اور غیر مختون جس طرح کہ وہ پیدا کیے گئے تھے جمع کیا جائے گا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''جس طرح ہم نے پہلے پیدا فرمایا ہم انہیں دوبارہ پیدا کریں گے یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے اور ہم یہ کرنے والے ہیں۔'' مخلوق میں سے سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، میرے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو دائیں جانب اور کچھ کو بائیں جانب لے جایا جائے گا، تو میں کہوں گا: میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں۔

فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ. فَأَقُولُ كَمَا قَالَ

تو جواب دیا جائے گا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کچھ دین میں ایجاد کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے انہیں

الْعَبْدُ الصَّالِحُ ((إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ)).

چھوڑ کر آئے یہ اپنی ایڑیوں پر مرتد ہوتے گئے، تو میں کہوں گا جس طرح صالح بندے نے کہا تھا: ''اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو غالب حکمت والا ہے۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ہم کو محمد بن بشار اور محمد بن مثنی (دونوں نے) حدثنا محمد بن جعفر عن شعبۃ عن المغیرۃ بن النعمان سے اسی سند کے ساتھ اس کی مثل بیان کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٢٦٣٨، الحميدي: ٤٨٣، ابو يعلى: ٢٣٩٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٣٤٩، صحیح مسلم: ٢٨٦٠، سنن النسائی: ٤/١١٤ و ١١٧، مسند احمد: ١٩١٣، ٢٠٩٦، صحیح ابن حبان: ٧٣٤٧

فوائد الحدیث: ا۔ قیامت کے دن تمام لوگ ننگے پاؤں اور ننگے بدن اٹھائے جائیں گے۔ پھر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو اعزاز کے طور پر سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا کیونکہ انہیں آگ میں ڈالتے وقت اس دور کے مشرکوں نے ننگا کر دیا تھا۔

۲۔ دوسری روایات کی صراحت کے مطابق کچھ لوگوں کو حوض کوثر پر آنے سے روک دیا جائے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ یہ میرے اصحاب (ساتھی / امتی) ہیں (انہیں آنے دو) تو فرشتے عرض کریں گے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نہیں جانتے ان لوگوں نے آپ کے بعد دین میں بدعات جاری کر لی تھیں۔

۳۔ ان سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام کی تعلیمات سے منحرف ہو گئے اور اپنی خواہشات کو دین اسلام میں دین اور شریعت کا درجہ دے دیا۔ کسی نے زکوٰۃ کا انکار کیا تو کسی نے زکوٰۃ سے بچنے کے لیے حیلے بہانے تراش لیے۔ کسی نے وضو کا طریقہ اپنی مرضی کا بنا لیا تو کسی نے اذان اپنی منشاء کے مطابق ایجاد کر لی، تو کوئی نماز کے اوقات اور اس کی ادائیگی میں احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی خواہشات کے مطابق پڑھی ہوئی نمازوں کو ہی مَسنُون قرار دینے پر مصر اور بضد رہا۔

الغرض دین میں جہاں اور جو اس کا جی چاہا اس نے من مانی تبدیلی کر کے اپنی خواہشات کو شریعت قرار دے لیا۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا کرے گا۔ اور انہیں حوض کوثر سے محروم کر دیا جائے گا۔ اللھم لا تجعلنا منھم

۴۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب مانتے ہیں اور پھر جب انہیں قرآن و حدیث کے دلائل سے بتایا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں تھے تو جھٹ سے کہہ دیتے ہیں اس وقت تک آپ غیب نہیں جانتے تھے پھر اس کے بعد آپ کو سارا غیب کا علم دے دیا گیا۔ تو اس حدیث میں تو قیامت کے دن کا ذکر ہے کہ قیامت کے دن فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں انك لا تدری ما احدثوا بعدك جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن بھی غیب نہیں جانتے تو پھر اس سے پہلے کب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم ما کان وما یکون کے حامل ہوئے۔ فافھم و تدبر۔

2424: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ

بہز بن حکیم نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت

أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ رِجَالاً وَرُكْبَانًا وَتُجَرُّونَ عَلَى وُجُوهِكُمْ)).

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

کیا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم پیادہ اور سوار حالت میں جمع کیے جاؤ گے اور تم اپنے چہروں کے بل چلائے جاؤ گے۔''

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) فضائل الشام: ١٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٠٣١

فوائد الحدیث: حشر کے میدان میں لوگ اپنے عقائد واعمال کی بنیاد پر مختلف حالتوں میں جمع ہوں گے، کچھ لوگ سواریوں پہ سوار ہوں گے، کچھ پیدل اور کئی ایک کو چہروں کے بل گھسیٹا جائے گا۔ اس لیے اس دنیا کی زندگی میں ہی آخرت کی بہتری کا سامان کر لینا چاہیے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَرْضِ

عرض (پیشی) کے بارے میں

2425: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ فَأَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَمَعَاذِيرُ وَأَمَّا الْعَرْضَةُ الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذَلِكَ تَطِيرُ الصُّحُفُ فِي الْأَيْدِي فَآخِذٌ بِيَمِينِهِ وَآخِذٌ بِشِمَالِهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگ تین بار پیش کیے جائیں گے: دو پیشیوں میں تو بحث ومباحثہ اور عذر ومعذرت ہوگی، رہی تیسری پیشی تو اس وقت اعمال نامے ہاتھوں میں اڑیں گے کوئی تو اسے دائیں ہاتھ میں لینے والا ہوگا اور کوئی اسے بائیں ہاتھ میں لینے والا ہوگا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَا يَصِحُّ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ قِبَلِ أَنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس جہت کے حوالے سے صحیح نہیں، کیونکہ حسن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا نہیں۔

وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيِّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور ان میں سے بعض نے عن علی بن علی الرفاعی عن الحسن عن ابی موسیٰ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَا يَصِحُّ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ قِبَلِ أَنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي مُوسَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن کے ابو موسیٰ سے نا سننے کی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٤٢٦، اس کی سند حسن مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٧٧، مسند احمد: ١٩٧١٥

فوائد الحدیث: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے تین مرتبہ پیشی ہوگی پہلی دو پیشیوں میں تو لوگ عذر بہانے پیش کریں گے۔ لیکن تیسری پیشی میں ان کے اعمال نامے دے دیے جائیں گے کچھ لوگوں کو دائیں ہاتھ میں ملیں گے تو وہ خوش ہوں گے، اور کچھ لوگوں کو بائیں ہاتھ میں ملیں گے تو وہ پریشان ہوں گے۔ اور کہیں گے:

يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝

(الحاقۃ:۲۵-۲۹)

"کاش مجھے میری کتاب (اعمال نامہ) دی ہی نا جاتی۔ اور میں جانتا ہی نہ کہ حساب کیا ہے، کاش کہ موت میرا کام ہی تمام کر دیتی، (یعنی میں دوبارہ زندہ نہ کیا جاتا) (آج) میرے مال نے بھی مجھے کوئی نفع نہ دیا، مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی، (یعنی میرا اقتدار، اختیار اور طاقت و قوت کچھ بھی میرے کام نہیں آیا)"۔

6- بَابٌ مِنْهُ (مَنْ نُوْقِشَ هَلَكَ)

جس (کے حساب) کی جانچ پڑتال ہو گئی تو وہ ہلاک ہو گیا

2426: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ)). قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ (فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا) قَالَ ((ذٰلِكَ الْعَرْضُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ أَيُّوبُ أَيْضًا عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جس کے حساب کی جانچ پڑتال کی گئی تو وہ ہلاک ہو گیا۔" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "جسے اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔" (اس سے کیا مراد ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ بس پیش کر دینا ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح حسن ہے۔

اس حدیث کو ایوب نے بھی ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) ظلال الجنة: ٨٨٥، اخرجه ابو يعلى: ٤٤٥٣، الطبري في تفسيره : ١١٦/٣٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٠٣، صحیح مسلم: ٢٨٧٦، سنن ابو داود: ٣٠٩٣، سنن النسائی فی الکبری: ١١٦١٨، ١١٦١٩، ١١٦٥٩، مسند احمد : ٢٤٢٠٠، صحیح ابن حبان: ٧٣٦٩۔ ٧٣٧١

فوائد الحدیث: قیامت کے دن جس کو اللہ تعالیٰ نے بغیر پوچھ گچھ کے صرف سرسری انداز میں دیکھ کر ہی معاف کر دیا تو اس کا ہی حساب آسان ہوا ورنہ جس سے تفتیش کر لی گئی کہ تو نے "یہ کام کیوں کیا" یا "یہ کام کیوں نہیں کیا" تو وہ ہلاک ہو گیا اس لیے دنیا میں اپنے رب تعالیٰ سے اس قسم کا خالص اور پکا تعلق قائم کر لیں کہ روز محشر اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرما کر بغیر حساب کے ہی جنّت میں داخلہ نصیب فرما دیں۔ وما ذالك على الله بعزيز۔

7- بَابٌ مِنْهُ (سُؤَالُ الرَّبِّ عَبْدِهِ عَمَّا خَوَّلَهُ فِي الدُّنْيَا)

رب اپنے بندے سے دنیا کی نعمتوں کے بارے میں سوال کرے گا

2427: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ وَقَتَادَةَ عَنْ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ابن آدم کو قیامت کے دن لایا جائے گا گویا کہ وہ بکری کا

أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يُجَاءُ بِابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ بَذَجٌ فَيُوقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ فَيَقُولُ اللهُ لَهُ أَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَاذَا صَنَعْتَ. فَيَقُولُ يَا رَبِّ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ فَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِي آتِكَ بِهِ. فَيَقُولُ لَهُ أَرِنِي مَا قَدَّمْتَ. فَيَقُولُ يَا رَبِّ! جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ فَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِي آتِكَ بِهِ. فَإِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضَى بِهِ إِلَى النَّارِ)).

بچہ ہو، اسے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا کیا جائے گا تو اللہ فرمائے گا: میں نے تجھے عطا فرمایا، میں نے تجھے نعمتیں عطا فرمائیں اور تجھ پر انعام کیا تو تو نے کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے اسے جمع کیا، اسے بڑھایا اور اسے پہلے سے زیادہ کر کے چھوڑا، مجھے واپس بھیج میں وہ سارا آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، تو اللہ اسے فرمائے گا: تو نے جو آگے بھیجا ہے وہ مجھے دکھا، وہ پھر عرض کرے گا: رب جی! میں نے اسے جمع کیا، اسے بڑھایا اور اسے پہلے سے زیادہ مقدار میں چھوڑا، پس مجھے واپس بھیج اور میں سارا آپ کی خدمت میں لا حاضر کرتا ہوں، پس جب کسی بندے نے کوئی خیر (نیکی، مال) آگے نہیں بھیجا ہوگا تو اسے جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْحَسَنِ قَوْلَهُ وَلَمْ يُسْنِدُوهُ. وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کو کئی ایک نے حسن سے اس کا قول نقل کیا ہے اور انہوں نے اسے مسند روایت نہیں کیا، اور اسماعیل ابن مسلم کو اس کے حفظ کے حوالے سے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ٣/١١، ضعيف الترمذي: ٤٢٧، اسماعیل بن مسلم ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: شرح السنة: ٢٠٥٨

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کے معنی و مفہوم کی دوسری احادیث سے تائید ہوتی ہے کہ انسان کا اصل مال تو وہی ہے جو اس نے دنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا ہو، وہی اس کے لیے نافع اور فائدے مند ہے ورنہ دنیا میں بیشک یہ دولت کے انبار بھی چھوڑ جائے تو آخرت میں اس کا کیا فائدہ ہے وہ تو ورثاء کے لیے ہے (جیسا کہ حدیث نمبر ۲۳۴۲ میں گزر چکا ہے۔)

اس لیے آدمی کو اس دنیا میں جوڑ جوڑ کر رکھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا چاہیے، جہاد اور مجاہدین، دینی علم اور علماء و طلباء مساجد و مدارس اور فقراء و مساکین پر اپنا روپیہ خرچ کرنا چاہئے تاکہ قیامت کے دن نجات کا ذریعہ اور سبب بن سکے۔

2428: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ أَبُو مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يُؤْتَى بِالْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندے کو قیامت کے دن پیش کیا جائے گا تو اسے کہا جائے گا: کیا تجھے سمع و بصارت اور مال و اولاد عطا نہیں کی گئی اور میں نے مویشی اور کھیتی تیرے تابع کر دی اور میں نے تجھے چھوڑ

فَيَقُولُ اللهُ لَهُ أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ سَمْعًا وَبَصَرًا وَمَالاً وَوَلَدًا وَسَخَّرْتُ لَكَ الأَنْعَامَ وَالْحَرْثَ وَتَرَكْتُكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ فَكُنْتَ تَظُنُّ أَنَّكَ مُلَاقِيَّ يَوْمَكَ هَذَا قَالَ فَيَقُولُ لَا. فَيَقُولُ لَهُ الْيَوْمَ أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي)).

دیا تو سربراہ اور امیر بنے، پس تو گمان کرتا تھا کہ تو اپنے اس دن سے ملاقات کرے گا؟ وہ کہے گا: نہیں، تو وہ اسے فرمائے گا: میں نے آج تجھے بھلا دیا جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((الْيَوْمَ أَنْسَاكَ)). يَقُولُ الْيَوْمَ أَتْرُكُكَ فِي الْعَذَابِ. هَكَذَا فَسَّرُوهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذِهِ الآيَةَ (فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ) قَالُوا إِنَّمَا مَعْنَاهُ الْيَوْمَ نَتْرُكُهُمْ فِي الْعَذَابِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ اور "میں نے تجھے بھلا دیا" کا معنی ہے: وہ فرمائے گا: "میں آج تجھے عذاب میں چھوڑوں گا"۔ انہوں نے اسی طرح اس کی تفسیر بیان کی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: بعض اہل علم نے اس آیت "پس آج ہم انہیں بھلا دیں گے" انہوں نے کہا۔ اس کا معنی ہے کہ ہم آج انہیں عذاب میں چھوڑ دیں گے۔

حكم الحديث: (صحيح) ظلال الجنة: ٦٣٢، بعض کے نزدیک اس کی سند اعمش مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ مسلم کی حدیث اس سے کفایت کرتی ہے۔ اخرجه ابن خزيمه في التوحيد ص ١٠٠

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٢٩٦٨، صحيح ابن حبان: ٧٣٦٧، ٤٦٤٢ مسند احمد: ١٠٣٧٨

فوائد الحدیث: ۱۔ جو لوگ، دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ہمہ قسم کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق استعمال نہیں کرتے، کیونکہ انہیں اس بات کی فکر ہی نہیں کہ ہم نے قیامت کے دن ان نعمتوں کا حساب دینا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں جلیں سڑیں گے اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوگا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے بھول جانے کا مطلب ہے کہ اللہ کریم انہیں نظر انداز کر دیں گے ان کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوگا کہ فلاں شخص فلاں جگہ کس حالت میں ہے۔

8- بَابٌ مِنْهُ (تَفْسِيرُ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾)

اللہ تعالیٰ کے فرمان: "جس دن وہ اپنی خبریں بیان کر دے گی" کی تفسیر

2429: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ (الزلزلة: ٤) قَالَ ((أَتَدْرُونَ مَا أَخْبَارُهَا؟)). قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت: "جس دن وہ اپنی خبریں بیان کر دے گی۔" پڑھی تو فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ اس کی خبریں کیا ہیں؟" انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر بندے یا لونڈی کے اپنی پشت پر کیے جانے والے عمل کی گواہی دے گی، یہ کہ وہ

أُمَّةٍ بِمَا عَمِلَ عَلَى ظَهْرِهَا أَنْ تَقُولَ عَمِلَ كَذَا وَ كَذَا يَوْمَ كَذَا وَ كَذَا قَالَ فَهَذِهِ أَخْبَارُهَا)).

کہے گی: اس نے فلاں فلاں دن یہ اور یہ کام کیا تھا۔" فرمایا: "تو یہ اس کی اخبار / خبریں ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں یحییٰ بن ابی سُلیمان ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن النسائی فی الکبری: ١١٦٩٣، مسند احمد :٨٨٦٧۔ صحیح ابن حبان: ٧٣٦٠

فوائد الحدیث: انسان جس قدر چھپ کر گناہ کر لے، آخر، کرے گا تو زمین کے ہی کسی حصے پر اور زمین کا وہ ٹکڑا قیامت کے دن اس مجرم کے خلاف گواہی دے گا کہ اس نے فلاں جرم فلاں جگہ میری پشت پر کیا تھا تو اس وقت انسان کے پاس کیا عذر ہو گا۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کو تو ویسے ہی علم ہے، لہٰذا ہر آدمی کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے حشر کے میدان کی ذلتوں اور جہنم کے عذاب سے بچنے کے لیے گناہوں سے بچنا چاہئے اور سابقہ گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیے۔ انه هو التواب الرحيم۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الصُّورِ

صور کی حالت و کیفیت

2430: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَسْلَمَ الْعِجْلِيِّ عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَا الصُّورُ قَالَ ((قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: صور کیا چیز ہے؟ فرمایا: "ایک سینگ ہے اس میں پھونک ماری جائے گی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ کئی ایک نے اسے سُلیمان تیمی سے روایت کیا ہے اور ہم اسے صرف اس کی حدیث کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٠٨٠، اخرجه الدارمي: ٢٨٠١، الحاكم: ٤٣٦/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٤٢، سنن النسائی فی الکبری: ١١٣١٢، ١١٤٥٦، مسند احمد : ٦٥٠٧، صحیح ابن حبان: ٧٣١٢

فوائد الحدیث: ١۔ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا اسرافیل (فرشتے) علیہ السلام کی ذمہ داری لگائی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیں گے تو انہوں نے "صور" میں پھونک مارنی ہے اور اسی وقت قیامت برپا ہو جائیگی اور کائنات کا سارا نظام ملیامیٹ ہو جائے گا۔

٢۔ جس چیز میں پھونک ماری جانی ہے وہ سینگ نما ایک "پائپ" ہے جسے "صور" کہا جاتا ہے۔

2431: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ أَبُو الْعَلَاءِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں کس طرح ناز و نعم سے (بے خوف) رہوں جبکہ صاحب قرن (اسرافیل علیہ السلام) سینگ کو منہ لگائے ہوئے

وَاسْتَمَعَ الإِذْنَ مَتَى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ)). فَكَأَنَّ ذَلِكَ ثَقُلَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ ((قُولُوا حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا)).

ہیں اور کان لگا رکھا ہے کہ اسے جونہی پھونک مارنے کا کہا جائے اور وہ فوراً پھونک مار دے۔" گویا کہ یہ نبی ﷺ کے اصحاب پر گراں گزرا، تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا:
"کہو: ہمارے لیے اللہ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے اور ہم نے اللہ پر توکل کیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے عطیہ عن ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٠٧٩، بعض کے نزدیک اس کی سند عطیہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١١٠٣٩، ٦٨٠٤، ٣٠٠٨ صحيح ابن حبان: ٨٢٣، مستدرک حاكم: ٤/٥٥٨، فتح الباری: ١١/٣٦٨

فوائد الحدیث: سیّدنا اسرافیل علیہ السلام وہ "صور" منہ کو لگائے، اللہ تعالیٰ کی طرف کان کیے ہوئے ہمہ تن گوش ہو کر اجازت کے منتظر ہیں جونہی اللہ تعالیٰ نے حکم فرما دیا تو انہوں نے پھونک مار دینی ہے اور قیامت آ جائے گی۔ انہیں کوئی دیر نہیں لگے کہ "صور" پکڑتے ہوئے یا پوزیشن لیتے ہوئے انہیں کوئی تاخیر ہو جائے۔ بالکل اسی طرح ہر آدمی کا ہر ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے ہوئے اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزرنا چاہئے، کہ نہ جانے کب قیامت، آ جائے اور جو شخص فوت ہو گیا تو اس کے لیے تو اسی وقت قیامت آ گئی۔ من مات فقد قامت قیامته

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الصِّرَاطِ

صراط (پل صراط کی حالت)

2432: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((شِعَارُ الْمُؤْمِنِ عَلَى الصِّرَاطِ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ)).

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پل صراط پر مومنوں کا شعار (نعرہ) یہ ہو گا: اے رب! سلامتی عطا فرما، اے رب! سلامتی عطا فرما۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث مغیرہ بن شعبہ کی روایت سے غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف عبدالرحمن بن اسحاق کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ١٩٧٣، عبدالرحمن بن اسحاق ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٢/٥٠٥،ومسند عبد بن حمید: ٣٩٤، الکامل لابن عدی: ٤/١٦١٣، مستدرک حاکم: ٢/٣٧٥، شرح السنة: ٤٣٢٩، صحیح مسلم: ١٩٥

2433: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ مَيْمُونٍ الأَنْصَارِيُّ أَبُو الْخَطَّابِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ ((أَنَا فَاعِلٌ)). قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! فَأَيْنَ أَطْلُبُكَ قَالَ ((اطْلُبْنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ)). قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ ((فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ)). قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيزَانِ قَالَ ((فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْحَوْضِ فَإِنِّي لَا أُخْطِئُ هَذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ قیامت کے دن میرے لیے شفاعت فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں (شفاعت) کرنے والا ہوں۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا: ''تم سب سے پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔'' میں نے عرض کیا: اگر میں پل صراط پر آپ ﷺ سے ملاقات نہ کر سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا۔'' میں نے عرض کیا: اگر میں میزان کے پاس آپ ﷺ کو نہ مل سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حوض (کوثر) پر مجھے تلاش کرنا، میں انہی تین مقامات پر ہوں گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج المشکاة: ٥٥٩٥، التعلیق الرغیب: ٤/٢١١

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٢٨٢٥

فوائد الحدیث: ا۔ حشر کے میدان میں تین مقامات بڑے مشکل ہوں گے۔

(ا) ''پل صراط'' کہ جو جہنم پر قائم ہوگا اور لوگ اس کے اوپر سے گزریں گے، جو مومن مُسلمان ہوں گے وہ تو خیر و عافیت سے گزر جائیں، کچھ لوگ زخمی ہو کر اسے پار کریں گے۔ کافر اور مرتد قسم کے لوگ کٹ کر جہنم میں جا گریں گے۔ صرف انبیاء کرام علیہم السلام اونچی آواز سے کہیں گے رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ مومن لوگ آہستہ اپنے دل میں ہی یہ بات کہیں گے۔

۲۔ ''میزان'' کہ جہاں اعمال کا وزن ہوگا اور اس کی بنیاد پر جنّت یا جہنم کا فیصلہ ہوگا۔

۳۔ ''حوض کوثر'' جہاں پیاس کی شدت کی وجہ سے لوگ پانی پینے جائیں گے تو کچھ لوگوں کو ان کے مشرکانہ عقائد اور بدعی اعمال کی وجہ سے روک دیا جائے گا۔ جبکہ مومن مُسلمان اور نیک صالح لوگ اس سے پانی پئیں گے کہ پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پچاس ہزار سال تک پیاس نہیں لگے گی۔

سبحان اللہ، ماشاء اللہ، اللھم اسقنا من حوض حبیبك صلی اللہ علیه وسلم

آپ ﷺ ان تینوں میں سے ہر وقت کسی نہ کسی ایک مقام پر تشریف فرما ہو کر اپنی امت کی سفارش کر رہے ہوں گے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّفَاعَةِ

شفاعت کا بیان

2434: أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ فَأَكَلَهُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَلْ تَدْرُونَ لِمَ ذَاكَ يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ مِنْهُمْ فَيَبْلُغُ النَّاسُ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا، دستی کا گوشت آپ ﷺ کو دیا گیا تو آپ نے اسے تناول فرمایا اور آپ ﷺ کو یہ بہت پسند تھا، پس آپ ﷺ نے دانتوں کے ساتھ اسے توڑ کر کھایا، پھر فرمایا: ”میں قیامت کے دن سب لوگوں کا سردار ہوں گا کیا تم جانتے ہو کیوں؟ اللہ سب اول و آخر کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا، داعی انہیں آواز سنا سکے گا، نگاہ انہیں دیکھ سکے گی اور سورج قریب ہو گا لوگ غم و کرب کی ناقابل برداشت حالت کو پہنچ جائیں گے، لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہیں کیا تکلیف پہنچی ہے، کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے رب کے ہاں کون تمہاری سفارش کرے؟

فَيَقُولُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بِآدَمَ. فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ آدَمُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ.

لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے آدم علیہ السلام کے پاس جاؤ، پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: آپ ابو البشر ہیں اللہ نے اپنے ہاتھ سے آپ کو پیدا فرمایا اپنی روح آپ میں پھونکی، فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، اپنے رب سے ہماری سفارش کریں آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے؟ آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہمیں کتنی پریشانی لاحق ہے؟ تو آدم علیہ السلام انہیں کہیں گے: میرا رب آج جتنا غصے میں ہے وہ اس قدر اس سے پہلے کبھی غصے میں آیا ہے نہ اس کے بعد اتنے غصے میں آئے گا۔ اس نے مجھے اس درخت سے منع کیا تھا تو میں نے اس کی حکم عدولی کی، مجھے اپنی ذات کی فکر لاحق ہے اور بس: میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللهُ عَبْدًا شَكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ

پس وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: نوح (علیہ السلام)! آپ زمین والوں کی طرف پہلے رسول ہیں اللہ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا، اپنے رب سے ہمارے لیے

نُوحٌ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ.

شفاعت کریں، آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے؟ اور آپ ہمیں پہنچنے والی تکلیف نہیں دیکھ رہے؟ پس نوح علیہ السلام انہیں فرمائیں گے: میرا رب جتنا آج غصے میں ہے وہ اس طرح اس سے پہلے غصے میں تھا نہ کبھی اس کے بعد غصے میں ہوگا، مجھے ایک دعا کرنے کا حق ملا تھا تو وہ میں نے اپنی قوم کے خلاف دعا کر لی تھی، پس مجھے تو اپنی ہی ذات کی فکر لاحق ہے، میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ يَا إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى.

پس وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور زمین والوں میں سے اس کے خلیل ہیں، اپنے رب سے ہماری سفارش کریں، آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے، وہ کہیں گے: میرا رب جس قدر آج غصے میں ہے وہ اس طرح اس سے پہلے ناراض ہوا ہے نہ اس کی مثل کبھی اس کے بعد ناراض ہوگا میں نے تین خلاف حقیقت باتیں کی تھیں۔ (ابوحیان نے انہیں حدیث میں ذکر کر دیا ہے:) مجھے بس اپنی ہی ذات کی فکر لاحق ہے، میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى! أَنْتَ رَسُولُ اللهِ فَضَّلَكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى الْبَشَرِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى.

پس وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: موسیٰ (علیہ السلام)! آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ذریعے آپ کو دوسرے لوگوں پر فضیلت دی ہے، اپنے رب سے ہمارے لیے شفاعت کریں۔ آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے؟ وہ کہیں گے: میرا رب جس قدر آج غصے میں ہے وہ اس قدر اس سے پہلے غصے میں آیا ہے نہ اس طرح اس کے بعد غصے میں آئے گا، میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا جبکہ مجھے اس کے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا پس آج مجھے اپنی ہی ذات کی فکر لاحق ہے کہ بس میں بچ جاؤں، میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ!

فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى! أَنْتَ رَسُولُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي

وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: عیسیٰ (علیہ السلام)! آپ اللہ کے رسول ہیں، اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم (علیہا

الْمَهْدِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ عِيسَى إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ.

السّلام) کی طرف القا کیا اور اس کی طرف سے روح ہیں آپ نے مہد (گود) میں لوگوں سے کلام کیا۔ اپنے رب سے ہمارے لیے شفاعت کریں آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے؟ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میرا رب جس قدر آج غصے میں ہے وہ اس قدر پہلے غصے میں نہیں آیا اور نہ ہی وہ اس کے بعد اس قدر غصے میں آئے گا اور انہوں نے کوئی گناہ یا لغزش کا ذکر نہیں کیا پس میری جان بچ جائے تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔

قَالَ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَخِرُّ سَاجِدًا لِرَبِّي ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي.

پس وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں: آپ کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں معاف کی جا چکی ہیں اپنے رب سے ہمارے لیے شفاعت کریں آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے؟ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میں چل کر عرش کے نیچے پہنچ کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پھر اللہ اپنی بہترین حمد و ثنا کے کلمات مجھے القا فرمائے گا جو اس نے مجھ سے پہلے کسی کو نہیں سکھائے۔ پھر کہا جائے گا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنا سر اٹھائیں، سوال کریں وہی کچھ عطا کیا جائے گا اور شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں سر اٹھا کر عرض کروں گا: رب جی! میری امت، رب جی! میری امت، رب جی! میری امت!

فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ! أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ وَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى)).

تو وہ اللہ فرمائے گا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی امت میں سے ایسے افراد کو جن کے ذمے کوئی حساب نہیں جنّت کے دائیں دروازے سے داخل فرمائیں اور وہ دیگر دروازوں میں بھی لوگوں کے ساتھ حصے دار ہوں گے۔" پھر فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنّت کے دروازے کے دو پٹ (تختوں) کے درمیان مکہ اور ہجر اور مکہ اور بصری کی درمیانی مسافت کے برابر فاصلہ ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَأَنَسٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ.

اس باب میں سیّدنا ابو بکر صدیق، انس، عقبہ بن عامر اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ حَيَّانَ كُوفِيٌّ وَهُوَ ثِقَةٌ وَأَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ اسْمُهُ هَرِمٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو حیان تیمی کا نام یحیی بن سعید بن حیان کوفی ہے اور وہ ثقہ ہے، اور ابو زرعہ بن عمرو بن جریر کا نام ہرم ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج الطحاویة: ١٩٨، ظلال الجنة: ٨١١، مزید دیکھیں حدیث ۱۸۳۷

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٣٤٠، ٤٧١٢، صحیح مسلم: ١٩٤، سنن ابن ماجه: ٣٣٠٧، سنن النسائی فی الکبری: ١١٢٨٦، مسند احمد: ٨٣٧٧، ٩٦٢٣، صحیح ابن حبان: ٦٤٦٥، ٧٣٨٩،

فوائد الحدیث: ۱۔ قیامت کے دن کئی قسم کی سفارشیں ہوں گی جو کئی ایک مواقع پر ہونگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء کرام علیہم السلام، شہید، حافظ قرآن، چھوٹے فوت ہونے والے بچے وغیرہ بھی سفارش کریں گے۔ لیکن حدیث الباب میں جس سفارش کا ذکر ہے اسے "شفاعت کبریٰ" کہا جاتا ہے یہ اس وقت ہوگی کہ جب لوگ حشر کے میدان کی گرمی میں پریشان حال موجود ہوں گے ابھی حساب شروع نہیں ہوگا تو لوگ خواہش کریں گے کہ ہمارا حساب ہو جائے اور بھلے سے ہم جہنم میں ہی چلے جائیں لیکن اس مصیبت سے تو جان چھوٹ جائے۔ (اس سے حشر کے میدان کی سختی اور شدت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے)

چنانچہ تمام جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام کے جواب دینے کے بعد جس کی تفصیل حدیث الباب میں بیان ہوئی ہے امام الانبیاء سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "مقام محمود" پر اللہ تعالیٰ کے سامنے سات دن اور سات راتوں تک سجدے میں پڑے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ان کلمات کے ساتھ بیان فرمائیں گے جو اللہ تعالیٰ آپ کو خاص اسی موقعہ پر سکھائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدے سے سر اُٹھانے کا حکم ہوگا اور سفارش کرنے کی اجازت ملے گی نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کو قبول کر لیا جائے گا۔

۲۔ "مقام محمود" اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے عرش کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حشر کے میدان میں سجدہ کرنا ہے یہ ایک ہی مقام ہے اور صرف امام اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نصیب ہوگا۔

۳۔ خاص اس موقع پر حمد و ثناء کے کلمات سکھایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "عالم الغیب" نہیں بلکہ جو بات اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائیں آپ جانتے ہیں اور جو نہ بتائیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے۔

12- بَابٌ مِنْهُ (حَدِيثُ شَفَاعَتِي لِأَجْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي)

میری امت میں سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے میری شفاعت

2435: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری شفاعت میری امت میں سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے حق میں ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج المشکاة: ٥٥٩٩، الظلال الجنة: ٨٣١-٨٣٢، الروض النضير: ٦٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٣٩، مسند احمد : ١٣٢٢٢، صحيح ابن حبان: ٦٤٦٨، مستدرک حاکم: ١/٦٩

2436: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي)).

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری شفاعت میری امت میں سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے حق میں ہے۔“

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَالَ لِي جَابِرٌ يَا مُحَمَّدُ! مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْكَبَائِرِ فَمَا لَهُ وَلِلشَّفَاعَةِ.

محمد بن علی نے بیان کیا، جابر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: محمد! جو شخص کبیرہ گناہ کرنے والوں میں سے نہ ہو اس کا شفاعت سے کیا سروکار ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔ اس کو جعفر بن محمد کی حدیث سے غریب سمجھا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج المشکاة: ٥٥٩٩، الظلال الجنة: ٨٣١-٨٣٢، الروض النضير: ٦٥، بعض کے نزدیک اس کی سند ضعیف ہے۔۔ حدیث ۲۴۳۵ اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی : ١١٤٥٤، سنن ابن ماجه: ٤٣١٠، ابن حبان: ٦٤٦٧، مستدرک حاکم: ١/٦٩

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ کی سفارش بھی کئی مواقع پر ہوگی باب کی احادیث میں ان لوگوں کی سفارش کا ذکر ہے جو کبیرہ گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ہوں گے تو آپ ﷺ کی سفارش سے انہیں دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔

۲۔ آپ ﷺ کی سفارش صرف گنہگار، موحدین کے لیے ہوگی، مشرک، بدعتی اور اعتقادی منافقین آپ ﷺ کی سفارش سے محروم رہیں گے خواہ وہ کلمہ بھی کیوں نہ پڑھتے ہوں۔

13- بَابٌ مِنْهُ دُخُوْلُ سَبْعِيْنَ أَلْفٍ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَبَعْضِ مَنْ يَشْفَعُ لَهُ

ستر ہزار حساب کے بغیر جنّت میں جائیں گے

2437: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا وَثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِهِ)).

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو کسی حساب و عذاب کے بغیر جنّت میں داخل فرمائے گا، اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور پھر میرے رب کی تین لپیں (یعنی تین لپ بھر کر جنّت میں داخل فرمائے گا)۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٩٨٤، اخرجه ابن عاصم في السنة: ٥٨٩، الطبراني في الكبير: ٧٥٢٠

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٢١٥٦، ٢٢٣٠٣، صحيح ابن حبان: ٧٢٤٦، سنن ابن ماجه: ٤٢٨٦

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی یہ خاص رحمت اور فضل و کرم ہے سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کہ اس امت کے ستر ہزار بندے اللہ تعالیٰ بغیر حساب اور عذاب کے جنّت میں داخل فرمائیں گے اور پھر ان میں سے ہر ایک ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار (یعنی ہر ایک فرد کے ساتھ ستر ستر آدمی) شامل ہوں گے۔ نیز اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی تین لپیں بھر کر جنّت میں داخل فرمائے گا اور اللہ کی لپ اس کے شایان شان ہوگی۔ سبحان اللہ، اللھم اجعلنا منھم

2438: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَهْطٍ بِإِيلِيَاءَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَكْثَرُ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ)). قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! سِوَاكَ قَالَ ((سِوَايَ)). فَلَمَّا قَامَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا ابْنُ أَبِي الْجَذْعَاءِ)).

عبداللہ بن شقیق نے بیان کیا میں ایک قافلے کے ساتھ ایلیاء کے مقام پر تھا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”میری امت کے ایک شخص کی شفاعت پر بنو تمیم کے افراد سے زیادہ افراد جنّت میں جائیں گے۔“ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے علاوہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے علاوہ“ جب وہ شخص کھڑا ہوا تو میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ ابن ابی جذعاء ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَابْنُ أَبِي الْجَذْعَاءِ هُوَ عَبْدُ اللهِ وَإِنَّمَا يُعْرَفُ لَهُ هَذَا الْحَدِيثُ الْوَاحِدُ.

ابن ابی جذعاء کا نام عبداللہ ہے۔ ان کے لیے صرف یہی ایک حدیث معلوم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ١٩٨٥، اخرجه ابو يعلى: ٦٨٦٦، الحاكم: ١/ ٧٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٣١٦، مسند احمد : ١٥٨٥٧، صحيح ابن حبان: ٧٣٧٦

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو یہ اعزاز بخشے گا کہ ان کی سفارش سے کئی گنہگار لوگ جنّت میں جائیں گے، ہر کسی کو اس کے اپنے مقام و مرتبے کے مطابق سفارش کا کوٹہ ملے گا۔

٢۔ بنو تمیم سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ ہے جو تعداد میں عرب کے بڑے بڑے قبیلوں میں شمار ہوتا تھا۔

٣۔ سفارش کرنے والے شخص کی صراحت کسی بھی صحیح احادیث سے معلوم نہیں، بعض حضرات نے اپنے اپنے خیال کے مطابق کئی ایک افراد کے نام شمار کیے ہیں۔

2439: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنْ جِسْرٍ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَشْفَعُ عُثْمَانُ

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قیامت کے دن ربیعہ اور مضر قبیلے کے افراد برابر شفاعت کریں گے۔“

بْنُ عَفَّانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي مِثْلِ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ)).

حکم الحدیث: (صحیح) ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ روایت نہیں ہے۔ ویسے بھی یہ مرسل (ضعیف) ہے۔

فوائد الحدیث: اس حدیث میں سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی عظمت کا بیان ہے۔ کہ انہیں اللہ تعالیٰ قبیلہ بنو ربیعہ اور مضر کے افراد کی تعداد کے برابر لوگوں کی سفارش کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے۔

2440: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں سے کوئی شخص کئی جماعتوں کے حق میں شفاعت کرے گا، ان میں سے کوئی ایک قبیلے کے حق میں شفاعت کرے گا، ان میں سے کوئی ایک گروہ کے حق میں شفاعت کرے گا اور ان میں سے کوئی ایک شخص کے حق میں شفاعت کرے گا حتیٰ کہ وہ جنّت میں چلے جائیں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) تخریج المشکاۃ ۲: ۵۶۰، عطیہ راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱۱۱۴۸، صحیح مسلم: ۱۸۳

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث سے بھی مختلف لوگوں کی سفارش کا ثبوت موجود ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اپنے بعض فرمانبردار بندوں کی عزت اور شان کو دوسرے لوگوں کے سامنے واضح کرنے کے لیے انہیں اس اعزاز سے نوازے گا اور وہ بعض گنہگاروں کی سفارش کریں۔ (مسئلہ شفاعت، کے متعلق شہید اسلام مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تقویۃ الایمان“ میں بڑی عمدہ بحث کی ہے اہل ذوق کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے)

14- بَابٌ مِنْهُ حَدِيثُ تَخْيِيرِ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ دُخُولِ نِصْفِ أُمَّتِهِ الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَاخْتِيَارُهُ الثَّانِيَ

نبی ﷺ کو اپنی نصف امت کے دخول جنّت اور شفاعت میں سے کسی ایک کے انتخاب کا حکم دیا گیا تو آپ ﷺ نے شفاعت کو اختیار کیا

2441: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَتَانِي آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يُدْخِلَ نِصْفَ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا)).

سیّدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے رب کے پاس سے ایک آنے والا آیا تو اس نے مجھے اختیار دیا کہ میں اپنی نصف امت کو جنّت میں داخل کر لوں یا شفاعت اختیار کر لوں، پس میں نے شفاعت کا انتخاب کیا، اور وہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوئے فوت ہوا ہو۔“

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ رَجُلٍ آخَرَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ.

ابو ملیح کے حوالے سے نبی ﷺ کے ایک اور صحابی کے واسطے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے اور انہوں نے عن عوف بن مالک کا ذکر نہیں کیا۔ اور حدیث میں ایک طویل واقعہ ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہم کو قتیبہ نے حدثنا ابو عوانۃ عن قتادۃ عن ابی الملیح عن عوف بن مالک کی سند سے نبی ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح الترمذی: ١٩٨٦، اخرجه الطيالسي: ٩٩٨، الطبراني في الكبير: ١٨/١٣٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٣١٧، مسند احمد : ٢٣٩٧٧، صحيح ابن حبان: ٢١١، ٦٤٦٣

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت سے شفقت، محبّت اور پیار ہے کہ جب آپ ﷺ کو اس بات میں اختیار دیا گیا کہ یا تو آپ اپنی آدھی امت کو بخشوالیں یا پھر قیامت کے دن سفارش کر لینا جتنے بندے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوں گے ان کے حق میں آپ ﷺ کی سفارش قبول کر لی جائے گی تو آپ ﷺ نے سفارش کی اجازت والی آفر کو قبول کر لیا کیونکہ ہو سکتا ہے سفارش کے نتیجے میں زیادہ امتی بخشے جائیں۔ (ﷺ)

٢۔ مشرک آدمی کو نبی ﷺ کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی خواہ وہ کلمہ پڑھتا اور امت محمدیہ کا فرد ہونے کا بھی دعوے دار کیوں نہ ہو۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْحَوْضِ

حوض کوثر کا تعارف

2442: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ فِي حَوْضِي مِنَ الأَبَارِيقِ بِعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے حوض پر آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر آب خورے ہوں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، اخرجه ابن ابي عاصم في السنة: ٧١١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٥٨٠، صحیح مسلم: ٢٣٠٣، سنن ابن ماجه: ٤٣٠٥، مسند احمد : ١٣٣٥٣، صحيح ابن حبان: ٦٤٥٤، ٦٤٥٩

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو حوض کوثر عطا فرمایا ہے اس کے برتن بے شمار ہوں گے کیونکہ جس طرح آسمان کے ستاروں کی گنتی نہیں کی جا سکتی اسی طرح حوض کوثر کے برتنوں کا بھی شمار نہیں ہوگا۔

2443: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ نِيزَكَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ

سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کے لیے ایک حوض ہے اور وہ باہم فخر کریں گے کہ ان میں

بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَإِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ وَارِدَةً وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَى الْأَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ سَمُرَةَ وَهُوَ أَصَحُّ.

سے کس کے حوض پر زیادہ پینے والے آئیں گے اور مجھے امید ہے کہ سب سے زیادہ پینے والے میرے پاس آئیں گے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اشعث بن عبدالملک نے اس حدیث کو نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے اس میں عن سمرہ کا ذکر نہیں کیا اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج الطحاوية: ١٩٧، المشكاة: ٥٥٩٤، سلسلة الصحيحة: ١٥٨٩، بعض کے نزدیک اس میں سعید بن بشیر ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ٦٨٨١، ٧٠٥٣، سنن ابن ماجه: ٤٣٠١

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کی امت کی تعداد دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں کی بہ نسبت زیادہ ہوگی اس لیے آپ ﷺ کے حوض پر پانی پینے والوں کی آمد بھی زیادہ تعداد میں ہوگی۔ اللهم اجعلنا منهم

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَوَانِي الْحَوْضِ

حوض کے برتنوں کی صفات

2444: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أَبِي سَلاَّمٍ الْحَبَشِيِّ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَحُمِلْتُ عَلَى الْبَرِيدِ. قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَقَدْ شَقَّ عَلَى مَرْكَبِي الْبَرِيدُ. فَقَالَ يَا أَبَا سَلاَّمٍ! مَا أَرَدْتُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ وَلَكِنْ بَلَغَنِي عَنْكَ حَدِيثٌ تُحَدِّثُهُ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَوْضِ فَأَحْبَبْتُ أَنْ تُشَافِهَنِي بِهِ. قَالَ أَبُو سَلاَّمٍ حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((حَوْضِي مِنْ عَدَنَ إِلَى عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَكَاوِيبُهُ عَدَدُ نُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا أَوَّلُ النَّاسِ وُرُودًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الشُّعْثُ رُءُوسًا الدُّنُسُ ثِيَابًا الَّذِينَ لاَ يَنْكِحُونَ الْمُتَنَعِّمَاتِ

ابو سلام حبشی نے بیان کیا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف قاصد بھیجا تو مجھے سواری پر سوار کیا گیا، جب وہ ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: امیر المومنین! میری سواری نے مجھے مشقت میں ڈال دیا، انہوں نے کہا: ابو سلام! میں نے تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہا لیکن مجھے تمہارے حوالے سے حدیث پہنچی ہے کہ آپ اسے حوض کوثر کے متعلق ثوبان رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے براہ راست مجھے بیان کریں، ابو سلام نے بیان کیا: ثوبان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مجھے بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "میرا حوض عدن سے عمان بلقاء تک ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس کے آب خورے آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں، جس نے اس سے ایک بار پی لیا تو پھر اس کے بعد اسے کبھی

وَلَا تُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ)).

پیاس نہیں لگے گی۔ سب سے پہلے فقراء مہاجرین وہاں آئیں گے جن کے سر کے بال بکھرے اور لباس میلا ہوگا وہ مال دار عورتوں سے نکاح کرتے ہوں گے نہ ان کے لیے دروازے کھولے جاتے ہوں گے۔"

قَالَ عُمَرُ لَكِنِّي نَكَحْتُ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَفُتِحَ لِيَ السُّدَدُ وَنَكَحْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا جَرَمَ أَنِّي لَا أَغْسِلُ رَأْسِي حَتَّى يَشْعَثَ وَلَا أَغْسِلُ ثَوْبِي الَّذِي يَلِي جَسَدِي حَتَّى يَتَّسِخَ.

عمر (بن عبدالعزیز) رحمہ اللہ نے کہا: میں نے تو مال دار عورتوں سے نکاح کیا ہے اور میرے لیے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ میں نے فاطمہ بنت عبدالملک سے نکاح کیا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ میں اپنا سر نہیں دھوتا حتیٰ کہ وہ پراگندہ ہو جاتا ہے اور میں اپنا لباس نہیں دھوتا حتیٰ کہ وہ میلا ہو جائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور یہ حدیث معدان بن ابی طلحہ سے بھی ثوبان کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

وَأَبُو سَلَّامٍ الْحَبَشِيُّ اسْمُهُ مَمْطُورٌ وَهُوَ شَامِيٌّ ثِقَةٌ.

ابو سلام حبشی کا نام ممطور ہے یہ شامی ہیں، ثقہ ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٠٨٢، بعض کے نزدیک اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٤٣٠٣، مسند احمد : ٢٢٣٦٧، ٦١٦٢، ٢١٣٢٧

فوائد الحديث: ١۔ حوض کوثر کے متعلق مختلف احادیث میں مختلف شہروں کی مسافت کی مثال دے کر رسول اللہ ﷺ نے حوض کوثر کے طول و عرض کو بیان فرمایا ہے اس سے اس کی حد بندی کرنا مقصد نہیں بلکہ اس کی وسعت کو بیان کرنا مقصود ہے۔

کیونکہ جس پر پانی پینے کے لیے برتن آسمان کے ستاروں کی طرح بے شمار ہیں اس کا اپنا حجم بھی تو اسی حساب سے ہوگا۔

٢۔ حوض کوثر سے پانی پینے والوں کو حشر کے میدان میں پیاس نہیں لگے گی۔ "ابداً" کا یہی مطلب ہے۔ بعض احادیث میں جنّت میں داخلے تک کا ذکر ہے اور بعض میں پچاس ہزار سال کا چونکہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا اس لیے ان تمام روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

٣۔ حوض کوثر پر سب سے پہلے فقیر اور غریب مہاجرین کو پانی پلایا جائے گا کہ دنیا میں ان کو معمولی سمجھا جاتا تھا ان کی عزت و توقیر کے لیے وہ اہتمام نہیں کیا جاتا تھا جو مالدار لوگوں کے لیے ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ آج انہیں اعزاز دے کر ساری دنیا کے سامنے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کی عملی تصویر دکھادیں گے۔

2445: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! مَا آنِيَةُ الْحَوْضِ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ وَكَوَاكِبِهَا فِي لَيْلَةٍ

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! حوض کوثر کے برتن کتنے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد اور اندھیری رات میں چمکتے ہوئے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں، اور وہ جنّت کے

مُظْلِمَةٍ مُصْحِيَةٍ مِنْ آنِيَةِ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ آخِرَ مَا عَلَيْهِ عَرْضُهُ مِثْلُ طُولِهِ مَا بَيْنَ عَمَّانَ إِلَى أَيْلَةَ مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ)).

برتن ہیں، جس نے اس میں سے پی لیا اسے پھر پیاس نہیں لگے گی۔ اس کا عرض اس کے طول کے برابر ہے جو عمان اور ایلہ کی درمیانی مسافت کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَحَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ وَالْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ.

اس باب میں سیّدنا حذیفہ بن یمان، عبداللہ بن عمرو، ابو برزہ اسلمی، ابن عمر، حارثہ بن وہب اور مستورد بن شداد رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((حَوْضِي كَمَا بَيْنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْحَجَرِ الأَسْوَدِ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرا حوض اس طرح ہے جس طرح کوفہ اور حجر اسود کے درمیان مسافت ہے۔"

حكم الحديث: (صحيح) الظلال الجنة: ٧٢١، اخرجه ابن ابي شيبة: ١١/٤٤٢

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٢٣٠٠، مسند احمد: ٢١٣٢٧

فوائد الحديث: ١۔ اس حدیث میں بھی حوض کوثر کا حجم اور اس کے برتنوں کی تعداد بیان کی گئی ہے۔ نیز اس کے پانی کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا دوسری روایات میں اس کے برف سے زیادہ ٹھنڈا ہونے کا بھی ذکر ہے۔

۲۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نصیب فرمادے تو پی کر اس کا ذائقہ بھی چکھیں گے اور رنگ بھی دیکھ لیں گے، ان شاء اللہ العزیز بمنته وفضله العظيم۔

17- بَابٌ (صِفَةُ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَبَيَانِ سَبَقَ الْعُكَاشَةِ بِهَا)

وہ لوگ جو بغیر حساب جنّت میں جائیں گے اور عکاشہ اس میں سبقت لے گئے، کا بیان

2446: حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ كُوفِيٌّ حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ جَعَلَ يَمُرُّ بِالنَّبِيِّ وَالنَّبِيَّيْنِ وَمَعَهُمُ الْقَوْمُ وَالنَّبِيِّ وَالنَّبِيَّيْنِ وَمَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيِّ وَالنَّبِيِّينَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ أَحَدٌ حَتَّى مَرَّ بِسَوَادٍ عَظِيمٍ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قِيلَ مُوسَى وَقَوْمُهُ وَلَكِنِ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَانْظُرْ. قَالَ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ قَدْ سَدَّ الأُفُقَ مِنْ ذَا

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ ﷺ دیگر انبیاء کے پاس سے گزرتے ان کے ساتھ لوگ ہوتے، کسی نبی کے ساتھ جماعت ہوتی، کسی نبی کے ساتھ کوئی ایک بھی نہ تھا، حتیٰ کہ آپ ﷺ ایک بہت بڑی جماعت کے پاس سے گزرے، میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کی قوم ہیں، لیکن آپ ﷺ سر اٹھائیں اور دیکھیں، فرمایا: دیکھا تو وہ ایک بہت بڑی جماعت ہے اس نے ہر طرف سے افق بھر دیا ہے۔ بتایا گیا یہ

الْجَانِبِ وَمِنْ ذَا الْجَانِبِ فَقِيلَ هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَسِوَى هَؤُلَاءِ مِنْ أُمَّتِكَ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

آپ ﷺ کی امت ہے اور ان کے علاوہ آپ ﷺ کی امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب جنّت میں جائیں گے۔"

فَدَخَلَ وَلَمْ يَسْأَلُوهُ وَلَمْ يُفَسِّرْ لَهُمْ فَقَالُوا نَحْنُ هُمْ. وَقَالَ قَائِلُونَ هُمْ أَبْنَاؤُنَا الَّذِينَ وُلِدُوا عَلَى الْفِطْرَةِ وَالإِسْلَامِ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)).

پس آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے: انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا اور نہ آپ ﷺ نے انہیں اس کی وضاحت بیان کی، انہوں نے کہا: وہ ہم ہیں، کچھ نے کہا: وہ ان لوگوں کی اولاد مراد ہیں جو فطرت اور اسلام پر پیدا ہوئے، پس نبی ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا: "وہ لوگ مراد ہیں جو (بیماری میں) داغ لگواتے ہیں نہ دم کرواتے ہیں اور نہ ہی فال لیتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔"

فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ أَنَا مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((نَعَمْ)). ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ أَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)).

پس عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو عرض کیا: اللہ کے رسول! میں ان میں سے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں" پھر ایک دوسرا شخص آپ کے پاس آیا تو اس نے کہا: میں ان میں سے ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "عکاشہ اس میں تم پر سبقت لے گیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
اور اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، اخرجه ابو عوانه: ١/٨٥-٨٦، البغوي: ٤٣٢٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٤١٠، ٥٧٠٥، صحیح مسلم: ٢٢٠، سنن النسائی فی الکبری: ٧٦٠٤، مسند احمد: ٢٤٤٨، صحیح ابن حبان: ٦٤٣٠

فوائد الحدیث: ١۔ اس حدیث میں امت محمدیہ کی کثرت کی دلیل ہے کہ ان کی تعداد باقی تمام امتوں کے مقابلے میں زیادہ ہوگی۔

٢۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو دعوت دی، مخالفتیں برداشت کیں تکالیف بھی اٹھائیں لیکن نتیجہ کے طور پر کسی نبی پر زیادہ لوگ ایمان لائے اور کسی پر کم، کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام مختار کل نہ تھے کہ لوگوں کو زبردستی ھدایت دے دیتے ان کا کام تبلیغ کرنا تھا وہ انہوں نے پوری تندھی سے کی اور اپنی ذمہ داری کو ادا کر دیا اس میں مبلغین اور واعظین حضرات کے لیے بھی نصیحت ہے کہ انہیں اپنا تبلیغی مشن پورے اخلاص اور محنت سے جاری رکھنا چاہئے۔ کوئی مانتا ہے تب بھی، نہیں مانتا پھر بھی۔ کسی موقعہ پر انہیں دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے۔

٣۔ جن ستر ہزار خوش نصیبوں نے بغیر حساب کے جنّت میں جانا ہے ناطق وحی پیغمبر ﷺ نے ان کے تین اوصاف بیان فرمائے۔

ا۔ بیماری کی وجہ سے جسم کو داغتے نہیں۔ (یہ ایک طریقہ علاج ہے اس کی گنجائش موجود ہے لیکن اسے پسند نہیں کیا گیا)

۲۔ دم نہیں کرواتے۔

۳۔ بدشگونی نہیں لیتے، بلکہ اپنے رب تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ رکھتے ہیں کہ نفع ونقصان کا مالک صرف وہی ایک اللہ ہے۔

۴۔ سیّدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ خوش نصیب ہیں کہ اپنے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بشارت حاصل کرلی۔ (رضی اللہ عنہ)

اللهم اجعلنا منهم

18- بَابُ حَدِيْثِ إِضَاعَةَ النَّاسِ الصَّلَاةَ وَحَدِيْثِ ذَمَائِمِ الْعِبَادِ

لوگوں کا نماز ضائع کرنا اور بندوں کے قابل مذمت معاملات

2447: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا كُنَّا عَلَيْهِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ. فَقُلْتُ أَيْنَ الصَّلَاةُ قَالَ أَوَلَمْ تَصْنَعُوا فِي صَلَاتِكُمْ مَا قَدْ عَلِمْتُمْ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اس میں سے کسی چیز کو نہیں جانتا جس پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھے، میں نے کہا: نماز کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: کیا تم نے اپنی نماز میں ایسا کام نہیں کیا جسے تم جان چکے ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق، ابو عمران جونی کی روایت سے۔ اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٣٣٣٠

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٥٢٩ و ٥٣٠، مسند احمد : ١١٩٧٧

فوائد الحديث: ۱۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عقیدے کی پختگی، اعمال میں سبقت اور ورع و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں قرآن مجید کی متعدد آیات نازل فرمائیں۔ حتیٰ کہ ان کے ایمان کو معیار ہدایت قرار دے دیا:

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا (البقرہ ۱۳۷)

لیکن جیسے جیسے زمانہ نبوت سے دوری ہوتی چلی گئی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس ہستیوں کی اکثریت اس دنیا سے رخصت ہوگئی تو دینی معاملات میں بتدریج کمی آتی گئی حتیٰ کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اسلام کی شان و شوکت اور اس پر عمل کرنے کا جو ذوق و شوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھا آج وہ چیزیں نظر نہیں آتیں۔ تو آپ کے شاگرد نے عرض کیا، کہ حضرت نماز تو باقی ہے نا۔۔۔؟ تو سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز کا جو حال ہوگیا ہے تم اسے جانتے ہی ہو کہ پہلے والی وقت کی پابندی، خشوع خضوع وغیرہ اب کیا حالت ہوگئی ہے ان کی۔

۲۔ یہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آخری دور اور تابعین کے زمانے کی باتیں ہیں کہ نمازوں میں سستی پر سیّدنا انس رضی اللہ عنہ افسوس کا اظہار فرمارہے ہیں لیکن آج اگر ہم غور کریں تو شاید ہمارے پاس تو افسوس کرنے کو بھی کچھ نہیں کہ افراد تو افراد گھروں کے گھر اور خاندانوں کے خاندان بے دین اور نماز روزے سے ایسے غافل ہیں کہ گویا یہ کسی دوسری مخلوق کے کرنے کے کام ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

2448: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الأَزْدِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنِي زَيْدٌ الْخَثْعَمِيُّ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِيَ الْكَبِيرَ الْمُتَعَالِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدَى وَنَسِيَ الْجَبَّارَ الأَعْلَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهَا وَلَهَا وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغَى وَنَسِيَ الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَهَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّينِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدِّينَ بِالشُّبُهَاتِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُودُهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهُ)).

سیّدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: برا بندہ وہ ہے جس نے تخیل کیا اور تکبّر کیا، اور وہ کبیر متعال (بڑے بلند اللہ تعالیٰ) کو بھول گیا، برا ہے وہ بندہ جس نے جبر و زیادتی کی، اور وہ الجبار الاعلیٰ کو بھول گیا، برا ہے وہ بندہ جو بھول گیا اور غفلت کا شکار ہو گیا، اور وہ مقابر و بوسیدہ ہونے کو بھول گیا، برا ہے وہ بندہ جس نے طغیانی و سرکشی کی اور وہ آغاز و انجام کو بھول گیا، برا ہے وہ بندہ جو دین کے بدلے میں دنیا سے دھوکا کھا جاتا ہے۔ برا ہے وہ بندہ جو شبہات کے ذریعے دین سے دھوکہ کھا گیا۔ برا ہے وہ بندہ جس کی طمع قیادت کرتا ہو، برا ہے وہ بندہ جسے خواہش گمراہ کرتی ہو، برا ہے وہ بندہ جسے رغبت ذلیل کرتی ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور اس کی اسناد قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٥١١٥ التحقيق الثاني، سلسلة الضعيفة: ٢٠٢٦، الظلال: ٩-١٠

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبراني: ٢٤/٤٠١، مستدرک حاكم: ٤/٣١٦، شعب الايمان للبيهقي: ٨١٨١،

فوائد الحدیث: ۱۔ انسان اگر اپنی تخلیقی حیثیت اور انجام کو ہی جان لے تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے کہ اللہ کریم نے اسے کس قدر حقیر اور ناپسندیدہ پانی کے ایک قطرے سے پیدا فرمایا ہے، اور آج یہ دنیا میں آکر تکبّر و غرور کی زندگی گزارتا ہے اور اپنے مالک حقیقی کی عظمت و شان کو بھول گیا ہے کہ وہ لمحہ بھر میں اس کی ساری اکڑفوں کو خاک میں ملانے پر قادر ہے۔

۲۔ اس انسان کی کس قدر حرماں نصیبی ہے کہ یہ دنیا کی زیب و زینت میں اس قدر کھو گیا ہے کہ اس کو قبر اور اس میں پڑے گل سڑ جانا بھول گیا ہے۔ آج دنیا کی خاطر یہ دین سے منہ پھیر چکا ہے اور اس کے دنیاوی مفادات اور لالچ نے اس کی آخرت کو برباد کر کے رکھ دیا ہے کہ جہاں بے دینوں کے لیے سوائے ذلت و رسوائی کے اور کچھ بھی نہیں۔

۳۔ اے انسان! ابھی وقت ہے سنبھل جا واپس پلٹ آ، اپنے رب تعالیٰ سے صلح کر لے، یہ دنیا تو ہر حالت میں چھوڑ جانی ہے کم از کم اپنے رب کو راضی کر کے اپنی آخرت تو سنوار لے۔

19- بَابٌ فِي ثَوَابِ الْإِطْعَامِ وَالسَّقْيِ وَالْكِسْوِ وَحَدِيثِ مَنْ خَافَ أَدْلَجَ

کھانا کھلانے اور پانی پلانے اور لباس مہیا کرنے کا ثواب

2449: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

بْنُ مُحَمَّدِ ابْنُ أُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَارُودِ الأَعْمَى وَاسْمُهُ زِيَادُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلَى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَقَى مُؤْمِنًا عَلَى ظَمَإٍ سَقَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا عَلَى عُرْيٍ كَسَاهُ اللهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ)).

فرمایا: ”جس مومن نے کسی مومن کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا تو اللہ اسے قیامت کے دن جنّت کے میوے کھلائے گا، جس مومن نے کسی مومن کو پیاس کی حالت میں پانی پلایا اللہ اسے قیامت کے دن سر مہر زدہ شراب پلائے گا، اور جس مومن نے کسی مومن کو لباس کی ضرورت ہونے پر لباس پہنایا تو اللہ اسے جنّت کے سبز (ریشمی) لباس پہنائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْقُوفٌ وَهُوَ أَصَحُّ عِنْدَنَا وَأَشْبَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور یہ عطیہ عن ابی سعید کی سند سے موقوف روایت کی گئی ہے اور یہ ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ١٩١٣، ضعيف ابي داؤد: ٣٠٠، اس میں عطیہ عوفی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٦٨٢، مسند احمد : ١١١٠١

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے رستے میں صدقہ وخیرات کرنا بہت زیادہ اجر و ثواب والا عمل ہے لیکن جو شخص کسی بھی حاجت مند کی ضرورت کو پورا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اسی قسم کی نعمت اسے جنّت میں عطا فرمائیں گے۔

2450: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ فَيْرُوزَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ خَافَ أَدْلَجَ وَمَنْ أَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللهِ غَالِيَةٌ أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللهِ الْجَنَّةُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو (کسی قوم کے شب خون سے) ڈرتا ہے تو وہ اپنا سفر سر شام شروع کر دیتا، اور جو سر شام سفر شروع کر دیتا ہے تو وہ (امن کی) منزل پر پہنچ جاتا ہے، سنو! اللہ کا سودا انتہائی قیمتی ہے، اور سنو اللہ کا سودا جنّت ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہم اسے صرف ابو نضر کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٥٤ و ٢٣٣٥، المشكاة: ٥٣٤٨- التحقيق الثاني، بعض کے نزدیک اس کی سند یزید بن سنان کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ٤/٣٠٧، ٣٠٨، حلية الاولياء: ٨/٣٧٧، شرح السنة: ٤١٧٣

فوائد الحدیث: ا۔ جس شخص کو یہ خدشہ ہو کہ میرا سفر دور کا ہے اور وقت میرے پاس کم ہے تو وہ وقت سے پہلے ہی سفر شروع کر دیتا ہے اسے خطرہ ہو کہ فلاں وقت پر فلاں علاقے میں لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کا خطرہ ہے تو انسان رات کے پہلے پہر ہی سفر پر روانہ ہو جاتا ہے تاکہ

خطرے کے وقت سے پہلے پہلے وہ اپنے دشمن سے بچاؤ اختیار کر لے۔ یقیناً ایسا شخص وقت سے اپنی منزل تک بخیر وعافیت پہنچ جاتا ہے اور جو سستی کا مظاہرہ کرے تو ظاہر ہے کہ اس کا سفر پُر خطر ہوتا ہے اگر دشمن سے بچ بھی جائے تب بھی امن وسکون اور اطمینان چھن جاتا ہے۔

۲۔ بالکل اسی طرح آخرت کی منزل اور گھاٹی بڑی مشکل ہے وہاں کامیابی سے وہی شخص ہم کنار ہو سکتا ہے جو اس دنیا میں اس کی مکمل تیاری کرتا ہے۔ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل نماز، روزہ، صدقہ وخیرات وغیرہ کا اہتمام کرتا ہے۔

۳۔ یاد رکھئے! اللہ تعالیٰ نے جو نیکیوں کے بدلے میں جنّت عطا کرنی ہے وہ بڑی قیمتی چیز ہے۔ لہٰذا اس کے لیے نیکیاں بھی بہت زیادہ کما کر لے جانی چاہئیں۔

۵

20- بَابُ عَلَامَةِ التَّقْوٰى وَدَعْ مَالَا بَأْسَ بِهِ حَذَرًا

علامت تقوی اور جس میں کوئی مضائقہ نہ ہو اسے بھی ترک کر دینا

2451: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ الثَّقَفِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَقِيلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ وَعَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتَّى يَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ حَذَرًا لِمَا بِهِ الْبَأْسُ)).

سیّدنا عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بندہ متقی لوگوں کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا حتیٰ کہ گناہ والی چیزوں کے چھوڑنے کے ساتھ ساتھ ایسے کام بھی چھوڑ دے جن میں کوئی مضائقہ نہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٩٢٤، ضعيف ترمذي: ٤٣٥، اس میں عبداللہ بن یزید ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢١٥

فوائد الحدیث: ایمان والے لوگوں میں سب سے اعلیٰ درجہ ایمان کا متقی اور پرہیز گار لوگوں کا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات ۱۳)

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔“

اور متقی، انسان اس وقت بنتا ہے جب ممنوع اور حرام چیزوں اور کاموں کے ساتھ ساتھ شک اور شبے والی چیزوں اور کاموں کو بھی چھوڑ دے۔ کہ کہیں ان کی وجہ سے میں کبھی حرام میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔

21- بَابُ حَدِيْثُ لَوْ أَنَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ كَمَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِىْ

اگر تمہاری وہی کیفیت ہو جو میری مجلس میں ہوتی ہے

2452: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا

سیّدنا حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ حَنْظَلَةَ الأُسَيْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ أَنَّكُمْ تَكُونُونَ كَمَا تَكُونُونَ عِنْدِي لَأَظَلَّتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا)).

فرمایا: ”اگر تمہاری وہی کیفیت ہو جو میری مجلس میں ہوتی ہے تو فرشتے اپنے پروں کے ساتھ تم پر سایہ کریں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ حَنْظَلَةَ الأُسَيْدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ اور یہی حدیث اس کے علاوہ حنظلہ اسیدی کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٩٧٦، اخرجه الطيالسي: ١٣٤٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٥٠، سنن ابن ماجه: ٤٢٣٩، مسند احمد: ١٧٦٠٩، ١٩٠٧٤، ١٩٠٤٦

فوائد الحدیث: ۱۔ مومن آدمی کا نہ تو ایمان ایک جیسا ہے اور نہ ہی اس کی ایمانی کیفیت ایک جیسی رہتی ہے یعنی اس کا ایمان کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہم جب آپ کی مجلس میں ہوتے ہیں آپ کا وعظ اور نصیحت سنتے ہیں تو ہمارے ایمان مضبوط اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے لیکن جونہی ہم آپ کی مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے اور اپنے کام کاج میں مصروف ہوتے ہیں تو پھر ہماری وہ کیفیت باقی نہیں رہتی۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہاری حالت ہر موقع پر یکساں ہی رہے تو پھر فرشتے تمہیں اپنے پروں سے ڈھانپ لیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ گلیوں بازاروں میں چلتے پھرتے ہوئے تمہارے ساتھ مصافحہ کریں۔ (مسلم)

۲۔ جو لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں ایمان اهل السما والارض من الانبياء والاولياء وسائر المومنين من الابرار والفجار لايزيد ولا ينقص (شرح فقہ اکبر ص ۷۶) ”زمین و آسمان والوں انبیاء اولیاء نیک اور بد لوگوں کا ایمان برابر ہے اس میں کمی و زیادتی نہیں ہوتی“ کو یہ حدیث بار بار پڑھنی چاہیے اور اپنے نظریہ پر غور کرنا چاہئے۔

22- بَابٌ مِنْهُ حَدِيْث ((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً))

ہر چیز کی ایک چستی ہے

2453: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ سَلْمَانَ أَبُو عُمَرَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً فَإِنْ كَانَ صَاحِبُهَا سَدَّدَ وَقَارَبَ فَارْجُوهُ وَإِنْ أُشِيرَ إِلَيْهِ بِالأَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز کی ایک چستی ہوتی ہے اور ہر چستی کے لیے ایک کمزوری بھی ہوتی ہے۔ اگر وہ چستی (سے امور سرانجام دینے) والا میانہ رو رہا اور اعتدال سے کام لیا تو پھر اس (کے مسلسل عمل کرنے) کی امید کی جا سکتی ہے اور اگر (شہرت کے حوالے سے) انگلیوں کے ساتھ اس کی طرف اشارے کیے

گئے تو پھر اسے گنتی میں نہ لاؤ۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اس طریق سے غریب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يُشَارَ إِلَيْهِ بِالأَصَابِعِ فِي دِينٍ أَوْ دُنْيَا إِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللهُ)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ دین یا دنیا کے حوالے سے انگلیوں کے ساتھ اس کی طرف اشارے کیے جائیں سوائے اس کے جسے اللہ بچائے۔"

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكاة: ٥٢٣٢٥ التحقيق الثاني، التعليق الرغيب: ١/٤٦، الظلال الجنة: ١/٢٨

تخریج الحدیث: شرح مشكل الآثار: ١٢٤١ و ١٢٤٢، صحيح ابن حبان: ٣٤٩

فوائد الحدیث: ا۔ اسلام نے میانہ روی کو پسند کیا ہے اور اس کی بہت زیادہ تعریف فرمائی ہے اس لیے انسان کو چاہئے کہ تمام معاملات کی طرح نیکی کے کاموں میں بھی میانہ روی اختیار کرے تاکہ وہ عمل مستقل جاری رہ سکے، کیونکہ شروع شروع میں بڑا جذبہ ہوتا ہے آدمی لمبی لمبی نمازیں پڑھتا ہے کثرت سے روزے رکھتا ہے اور صدقہ وخیرات وغیرہ میں بھی رغبت کرتا ہے لیکن آہستہ آہستہ وہ جوش و خروش باقی نہیں رہتا تو تمام اعمال میں آہستہ آہستہ کمزوری آتی جاتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات وہ نیکی والا عمل بالکل ہی چھوٹ جاتا ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ شروع سے ہی اعتدال اور میانہ روی کو اختیار کیا جائے۔

۲۔ انگلیاں اٹھنے سے مراد ہے کہ اس کی نیکی اور تقوے کی شہرت ہو جاتی ہے اور پھر انسان میں ریاکاری آجاتی ہے اور وہ اپنی نیکی پر اترانا اور تکبّر کرنا شروع ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اپنے آپ پر مصنوعی کیفیت طاری کر کے دنیاوی مفادات بھی سمیٹنا شروع کر دیتا ہے۔ اِلّا یہ کہ جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور اسے اس فتنے سے محفوظ فرمائے۔

23- بَابٌ فِي تَمْثِيلِ طُولَ الْأَمَلِ وَازْدِيَادِ حِرْصِ الْمَرْءِ كُلَّمَا هَرِمَ وَوُقُوعَهُ فِي الْهَرَمِ آخِرُ الْأَمْرِ

بڑھاپے میں آدمی کی حرص زیادہ ہونے اور طول امید کی تمثیل

2454: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي يَعْلَى عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ فِي وَسَطِ الْخَطِّ خَطًّا وَخَطَّ خَارِجًا مِنَ الْخَطِّ خَطًّا وَحَوْلَ الَّذِي فِي الْوَسَطِ خُطُوطًا فَقَالَ ((هَذَا ابْنُ آدَمَ وَهَذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ وَهَذَا الَّذِي فِي الْوَسَطِ الْإِنْسَانُ وَهَذِهِ الْخُطُوطُ عُرُوضُهُ إِنْ نَجَا مِنْ هَذَا

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے مربع خط کھینچا اور خط کے وسط میں ایک خط کھینچا، خط سے خارج کی طرف ایک خط کھینچا، وسط والے خط کے گرد خطوط کھینچے، تو فرمایا: "یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی اجل اسے گھیرے ہوئے ہے، اور یہ جو وسط میں ہے انسان ہے اور یہ خطوط اس کے آفات ہیں، اگر وہ اس سے بچ گیا تو یہ اسے نوچ لے گا، اور خط خارج امید ہے۔"

يَنْهَشُهُ هَذَا وَالْخَطُّ الْخَارِجُ الْأَمَلُ)).

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں بخاری۔ اخرجه الدارمي: ٢٧٣٢، ابو يعلى: ٥٢٤٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٤١٧، سنن ابن ماجه: ٤٢٣١، مسند احمد : ٣٦٥٢

2455: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے جبکہ اس کی دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں: مال اور عمر کی حرص۔''

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٤٢١، صحيح مسلم: ١٠٤٧، سنن ابن ماجه: ٤٢٣٤، مسند احمد : ١٢١٤٢، صحيح ابن حبان: ٣٢٢٩

2456: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ وَهُوَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَثَلُ ابْنِ آدَمَ وَإِلَى جَنْبِهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ مَنِيَّةً إِنْ أَخْطَأَتْهُ الْمَنَايَا وَقَعَ فِي الْهَرَمِ)).

سیّدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کی صورت بنائی گئی اور اس کے پہلو میں ننانوے آفتیں ہیں اگر وہ ان آفتوں سے بچ گیا تو بڑھاپے میں مبتلا ہو گیا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیے حدیث ۲۱۵۰۔

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدی: ٥/١٧٤٣، حلية الاولياء: ٢/٢١١

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی اس کی زندگی اور موت کے وقت کا تعین فرما دیا، اب کوئی شخص اپنے وقت مقررہ سے پہلے نہیں مر سکتا اور وقت مقررہ کے بعد زندہ نہیں رہ سکتا۔ پھر اس زندگی کے اندر ہی اندر اس کو کئی قسم کے حادثات، بیماریاں وغیرہ بھی پیش آتی ہیں، اگر کوئی حادثہ یا بیماری نہ بھی پیش آئے تو بڑھاپا تو ہے ہی، جس کے بعد آخر کار موت ہے۔

لیکن انسان کی حالت یہ ہے کہ یہ اپنی زندگی سے بھی زیادہ لمبی امیدیں باندھ لیتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ان امیدوں نے پورا تو ہونا نہیں کیونکہ ان تک پہنچنے سے پہلے ہی موت آجاتی ہے۔ اس لیے چاہئے تو یہ تھا کہ جیسے جیسے آدمی بوڑھا ہوتا جاتا ہے وہ موت کے قریب ہوتا جاتا ہے، تو اس کی امیدیں اگر ختم نہیں ہوتیں تو کم از کم کچھ کم تو ہو جائیں، لیکن افسوس کہ جوں جوں آدمی بوڑھا ہوتا ہے اس کی آرزوئیں، خواہشات اور حرص و لالچ جوان ہوتے جاتے ہیں۔ اور انسان سب کچھ بھول کر اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں لگا رہتا ہے حتیٰ کہ موت آجاتی ہے اور پھر یہ کہتا سنائی دیتا ہے: لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ (المنافقون ۱۰)

24- بَابٌ فِي التَّرْغِيبِ فِي ذِكْرِ اللهِ وَذِكْرِ الْمَوْتِ آخِرَ اللَّيْلِ وَفَضْلِ إِكْثَارِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

رات کے آخری حصے میں اللہ کے ذکر، ذکر موت اور نبی ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کی ترغیب

2457: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللهَ اذْكُرُوا اللهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ)). قَالَ أُبَيٌّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي فَقَالَ ((مَا شِئْتَ)). قَالَ قُلْتُ الرُّبُعَ.

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دو تہائی رات گزر جانے کے بعد اٹھ کر فرماتے: ”لوگو! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، راجفہ (قیامت) آگئی اس کے بعد دوسرا زلزلہ آگیا، موت اپنی سختیوں کے ساتھ آگئی، موت اپنی سختیوں کے ساتھ آگئی۔“ اُبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں۔ میں اپنے درود میں سے آپ ﷺ کے لیے کتنا حصہ وقت مقرر کروں؟ فرمایا: ”جتنا تم چاہو۔“ میں نے عرض کیا: چوتھائی؟

قَالَ ((مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)). قُلْتُ النِّصْفَ. قَالَ ((مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)). قَالَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ. قَالَ ((مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)). قُلْتُ أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا. قَالَ ((إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ)).

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جتنا چاہو۔ اگر زیادہ کرو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔“ میں نے عرض کیا: نصف؟ فرمایا: ”جتنا چاہو، اگر زیادہ کر لو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔“ میں نے عرض کیا: دو تہائی؟ فرمایا: جتنا چاہو اگر زیادہ کر لو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔“ میں نے عرض کیا: میں اپنی صلاۃ / دعا ساری آپ ﷺ کے لیے مقرر کرتا ہوں؟ فرمایا: ”تب وہ تمہارے تمام غم و فکر کے لیے کفایت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (حسن) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٥٤، فضل الصلاة على النبي رقم: ١٣-١٤، بعض کے نزدیک یہ سفیان ثوری کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخريج الحديث: مسند احمد: ٢١٢٤١، ٢١٢٤٢

فوائد الحديث: ۱۔ رات کے پچھلے پہر اللہ تعالیٰ کا ذکر، عبادت اور نماز کے ساتھ ساتھ اپنی موت اور آخرت کو بھی یاد کرنا چاہئے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنے کی یہ فضیلت ہے کہ جو شخص اپنی دعا میں اپنے لیے کچھ نہیں مانگتا بلکہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ پر درود ہی پڑھتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنی دعا کو ختم کر دیتا ہے تو ایسے شخص کو، اللہ تعالیٰ بخش دیتے ہیں۔ اور اسکے سارے غم اور دکھ دور ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے سارے معاملات کو حل فرما دیتے ہیں۔

25- بَابٌ فِي بَيَانِ مَا يَقْتَضِيهِ الْاِسْتِحْيَاءُ مِنَ اللهِ حَقُّ الْحَيَاءِ

اللہ سے اس کے حق رشان کے مطابق حیا کرنے کا بیان

2458: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الصَّبَّاحِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اسْتَحْيُوا مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ)). قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا لَنَسْتَحْيِي وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ. قَالَ ((لَيْسَ ذَاكَ وَلَكِنَّ الِاسْتِحْيَاءَ مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ أَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعَى وَتَحْفَظَ الْبَطْنَ وَمَا حَوَى وَتَتَذَكَّرَ الْمَوْتَ وَالْبِلَى وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِينَةَ الدُّنْيَا فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے حیا کرو جس طرح اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔'' ہم نے عرض کیا: اللہ کے نبی! الحمدللہ، ہم حیا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مراد نہیں لیکن اللہ سے حیا کرنا جیسا کہ اس سے حیا کرنے کا حق ہے یہ ہے کہ تو سر اور ان چیزوں کی حفاظت کر جو اس میں ہیں (آنکھیں، کان اور دماغ وغیرہ) پیٹ اور اس سے متعلقات کی حفاظت کر، موت اور اس کے بعد کے حالات و واقعات کو یاد کر، جس نے آخرت چاہی اور زینت دنیا ترک کر دی، پس جس نے یہ کیا تو اس نے اللہ سے حیا کیا جیسا کہ اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبَانَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الصَّبَّاحِ بْنِ مُحَمَّدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابان بن اسحاق عن صباح بن محمد کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) الروض النضير: ٦٠١، المشكاة: ١٦٠٨، بعض کے نزدیک یہ صباح بن محمد کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٣٦٧١

فوائد الحدیث: ہر انسان میں حیا فطری طور پر موجود ہے جو وہ دوسرے انسان سے اس کی حیثیت کے مطابق اس سے کرتا ہے ہر ایک کا حیا ایک جیسا نہیں ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب سے بڑا ہے اس لیے اس ذات سے حیا بھی سارے جہاں سے بڑھ کر کرنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کا حق یہ ہے کہ انسان اپنے دماغ میں کوئی ایسے خیالات نہ لائے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے ہوں، کان سے ناجائز نہ سنے۔ آنکھ سے حرام نہ دیکھے، اسی طرح باقی اعضاء کو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جائز طریقے سے استعمال کرے خصوصاً اپنے پیٹ میں حرام غذا نہ بھرے۔ اپنی موت اور قبر پھر قبر کے حالات کو یاد کرے اور اپنی آخرت کو سنوارے اور اخروی نعمتیں حاصل کرنے کے لیے دنیا کی زیب و زینت اور اس کے تمام تر آرام و سکون کو آخرت کی تیاری میں قربان کر دے تو پھر ایسے شخص نے اللہ تعالیٰ کا کماحقہٗ حیا کیا ہے۔

26- بَابُ حَدِيْثِ: اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ

داناوہ ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع بنالیا

2459: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللهِ)).

سیّدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دانا شخص وہ ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع بنالیا اور موت کے بعد والے وقت کے لیے عمل کیا، اور عاجز وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو اس کی خواہش کے پیچھے لگالیا اور اللہ سے امید باندھ لی۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

قَالَ وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((مَنْ دَانَ نَفْسَهُ)). يَقُولُ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ أَنْ يُحَاسَبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَيُرْوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا وَتَزَيَّنُوا لِلْعَرْضِ الأَكْبَرِ وَإِنَّمَا يَخِفُّ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا.

((مَنْ دَانَ نفسه)) کا معنی یہ ہے کہ وہ دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے، اس سے پہلے کہ قیامت کے دن اس کا محاسبہ کیا جائے۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اپنا خود ہی محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور عرض اکبر (بڑی پیشی) کے لیے زینت اختیار کرو یہ دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والے پر قیامت کے دن حساب ہلکا کرے گا۔

وَيُرْوَى عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ لَا يَكُونُ الْعَبْدُ تَقِيًّا حَتَّى يُحَاسِبَ نَفْسَهُ كَمَا يُحَاسِبُ شَرِيكَهُ مِنْ أَيْنَ مَطْعَمُهُ وَمَلْبَسُهُ.

میمون بن مہران سے روایت کیا جاتا ہے: بندہ متقی نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے جس طرح وہ اپنے حصے دار کا محاسبہ کرتا ہے کہ اس کا کھانا اور اس کا لباس کہاں سے آتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٩٣٠، ضعيف الترمذي: ٤٣٦، یہ ابو بکر بن ابی مریم کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٦٠، مسند احمد : ١٧١٢٣

فوائد الحدیث: ۱۔ دنیا کی زندگی مختصر اور عارضی ہے خواہ دکھوں مصیبتوں اور پریشانی والی ہو یا آرام، سکون، آسائش اور عیش و عشرت والی، اس نے ختم ہو جانا ہے۔ لیکن آخرت کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے جس نے کبھی بھی ختم نہیں ہونا۔ خواہ عذاب والی ہو یا جنتوں کی عیش و آرام والی۔

۲۔ اب جو شخص اپنی آخرت کی ہمیشہ کی زندگی کو سنوارنے اور بہتر بنانے کے لیے دنیا کا آرام و سکون، رات کی نیند وغیرہ قربان کرتا ہے تو یہ آدمی عقل مند اور سمجھدار اور دانا ہے۔ لیکن جو شخص اپنی مختصر اور عارضی دنیاوی زندگی کے آرام و سکون کی خاطر حرام کما کر یا اللہ کی عبادت سے

منہ موڑ کر اپنی آخرت کی زندگی کو برباد کر لیتا ہے تو یہ بے وقوف اور پاگل ہے۔

27- بَابُ حَدِيْثِ أَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ

لذتوں کو کاٹ دینے والی (موت) کو کثرت سے یاد کرو

2460: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنُ مَدُّوَيْهِ التِّرْمِذِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْحَكَمِ الْعُرَنِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْوَصَّافِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُصَلاَّهُ فَرَأَى نَاسًا كَأَنَّهُمْ يَكْتَشِرُونَ قَالَ ((أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ أَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا أَرَى فَأَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَإِنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ إِلَّا تَكَلَّمَ فِيهِ فَيَقُولُ أَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَأَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَأَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَأَنَا بَيْتُ الدُّودِ.

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی جگہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو دیکھا گویا کہ وہ ہنس رہے ہیں، فرمایا: ”سنو اگر تم لذتوں کو کاٹ دینے والی کو کثرت سے یاد کرو تو وہ تمہیں اس چیز سے باز رکھے جو میں نے (تمہاری ہنسی) دیکھی ہے، پس لذتوں کو کاٹ دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو، کیونکہ قبر ہر روز یہ کہتی ہے: میں بے وطنی کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں۔

فَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَأَهْلاً أَمَا إِنْ كُنْتَ لَأَحَبَّ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَيَّ فَإِذْ وُلِّيتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرَى صَنِيعِي بِكَ. قَالَ فَيَتَّسِعُ لَهُ مَدَّ بَصَرِهِ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ.

پس جب بندہ مومن کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے: خوش آمدید، میری پشت پر چلنے والوں میں سے تو مجھے بہت پیارا تھا آج تو میرے سپرد کیا گیا ہے اور میرے پاس آگیا ہے پس تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں، پس وہ حد نگاہ تک اس کے لیے کشادہ ہو جاتی ہے اور جنّت کی طرف اس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

وَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ أَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَلَا أَهْلاً أَمَا إِنْ كُنْتَ لَأَبْغَضَ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَيَّ فَإِذْ وُلِّيتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرَى صَنِيعِي بِكَ. قَالَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتَّى تَلْتَقِيَ عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفَ أَضْلاَعُهُ.

جب فاجر شخص یا کوئی کافر دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے: تیرے لیے کوئی خوش آمدید نہیں، میری پشت پر چلنے والوں میں سے تو مجھے انتہائی ناپسند تھا، آج تو میرے سپرد کیا گیا ہے اور میرے پاس آگیا ہے تو تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں، پس وہ اسے دباتی ہے حتیٰ کہ اس کے ساتھ اس طرح مل جاتی ہے کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف ہو جاتی ہیں۔“

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَصَابِعِهِ فَأَدْخَلَ بَعْضَهَا فِي جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ ((وَيُقَيِّضُ اللهُ لَهُ سَبْعِينَ تِنِّينًا لَوْ أَنَّ

رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے فرمایا: اللہ اس پر ستر اژدھے مسلّط کر دے گا اگر

وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَشْنَهُ وَيَخْدِشْنَهُ حَتَّى يُفْضَى بِهِ إِلَى الْحِسَابِ)).

ان میں سے ایک زمین پر پھونک مار دے تو دنیا میں قیامت تک کوئی چیز نہ اگے، پس وہ اسے نوچتے اور کاٹتے رہیں گے حتیٰ کہ وہ حساب کی طرف لے جایا جائے گا۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ)).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) ضعيف الترمذي: ٤٣٧، سلسلة الضعيفة: ٤٩٩٠، عبیداللہ بن الولید ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٧٩٢٥، ١٨٥٣٤، ١٢٢٧١

فوائد الحدیث: یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن یہ تو حقیقت ہے کہ انسان نے مرنے کے بعد قبر میں جانا ہے اور وہاں منکر نکیر کے سوالات کے جوابات بھی دینے ہیں، پھر جواب صحیح دینے کی صورت میں کچھ آسائشیں اور سہولتیں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدمی کو میسر ہوں گی۔ جن میں قبر کا حد نگاہ تک وسیع ہونا بھی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر فرشتوں کے سوالوں کے صحیح جواب نہ دیے تو پھر قبر میں عذاب بھی ہے۔ لہٰذا ہر انسان کو اپنی موت اور قبر کو یاد کرنا چاہیے اور اس کی بہتری کے لیے صحیح عقیدہ اختیار کر کے، فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی اہتمام کرے، دنیا کی عیش و عشرت میں کھو کر اپنی موت اور قبر سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

28- بَابُ حَدِيثٍ مُخْتَصِرٍ: مَالِي وَلِلدُّنْيَا مَا أَنَا إِلَّا كَرَاكِبٍ

میرا دنیا سے کیا سروکار میں تو بس ایک سوار کی طرح ہوں

2461: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى رَمْلِ حَصِيرٍ فَرَأَيْتُ أَثَرَهُ فِي جَنْبِهِ.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ ایک چٹائی پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، پس میں نے اس کا نشان آپ ﷺ کے پہلو پر دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج الترغيب: ٤/١١٤، اخرجه البزار: ١٦٠، الحاكم: ٤/١٠٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٦٨، صحیح مسلم: ١٤٧٩، سنن ابن ماجه: ٤١٥٣، مسند احمد : ٢٢.٢، ابن حبان: ٤١٨٨

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک انتہائی سادہ تھی، رہن سہن اور کھانے پینے میں آپ ﷺ تکلّف روا نہیں رکھتے تھے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے یہ گھر میں ملاقات تھی جس کی طرف امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشارہ فرمایا ہے کہ وفی الحدیث قصة طويلة اس کی تفصیل کتاب التفسیر میں سورۃ التحریم کی تفسیر، میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے زندگی کو ایک سفر سے تشبیہ دی ہے کہ بس تھوڑی دیر کے لیے یہاں رکنا ہے پھر منزل کی طرف روانہ ہو جانا ہے (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۳۳۳ کے فوائد دیکھیں)۔

29- بَاب حَدِيْثِ: وَاللّٰهِ مَا الْفَقْرُ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ

اللہ کی قسم! مجھے تم پر فقر کا اندیشہ نہیں

2462: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ وَيُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَدِمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ وَسَمِعَتِ الأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ رَآهُمْ

ثُمَّ قَالَ ((أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ)). قَالُوا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. قَالَ ((فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنِّي أَخْشَى أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا فَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ)).

سیّدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو وہ بحرین سے مال لے کر آئے، انصار نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی آمد کے متعلق سنا تو انہوں نے فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کی، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ آپ ﷺ کے سامنے آئے، رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرا دیے۔

پھر فرمایا: ”تمہارے بارے میرا گمان ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ کوئی چیز لے کر آئے ہیں؟“ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں، اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”خوش ہو جاؤ اور امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے، اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق فقر کا کوئی اندیشہ نہیں، لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ اندیشہ ہے کہ تم پر دنیا اس طرح کشادہ کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کی گئی تھی، پھر تم اس میں سبقت حاصل کرو گے جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے اس میں سبقت حاصل کی تھی۔ پس وہ تمہیں ہلاک کر دے گی جس طرح اس نے انہیں ہلاک کیا تھا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٠٠٢، اخرجه البيهقي: ٩/١٩٠، وفي دلائل النبوة: ٦/٣١٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۱۵۸، صحیح مسلم: ۲۹۶۱، سنن ابن ماجه: ۳۹۹۷، سنن النسائی فی الکبری: ۸۷۶۶، مسند احمد: ۱۷۲۳۴

فوائد الحدیث: ۱۔ مال و دولت کو ناجائز طریقے اور حرص و طمع سے حاصل کیا جائے تو بُرا ہے، لیکن اگر جائز طریقے اور قناعت سے حاصل ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے غربت اور فقر سے بھی پناہ مانگی ہے کہ تنگ دستی میں انسان پھسل سکتا ہے اس کے عقیدے اور عمل میں خرابی یا کمزوری آسکتی ہے، لیکن مال و دولت کی فراوانی اس سے بھی بڑا فتنہ اور آزمائش ہے کہ آدمی کے اخلاق و کردار کے بگڑنے کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے مال و دولت کی کثرت سے تباہی و بربادی کا زیادہ خطرہ محسوس کیا ہے۔

30- بَابُ إِنَّ هٰذَا الْمَالِ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ

یہ مال سرسبز و شیریں ہے

2463: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ ((يَا حَكِيمُ! إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)).

سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال (مانگا) کیا تو آپ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا، میں نے پھر آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا، پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا، پھر فرمایا: ”حکیم! یہ مال سرسبز و شیریں ہے، پس جس نے اسے سخاوت نفس کے ساتھ حاصل کیا تو اس کے لیے اس میں برکت عطا کی جائے گی، اور جس نے اسے لالچ سے حاصل کیا تو اس کے لیے اس میں برکت عطا نہیں کی جائے گی، اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا، اوپر (خرچ کرنے) والا ہاتھ نچلے (مانگنے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔“

فَقَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا. فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا إِلَى الْعَطَاءِ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَهُ ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى حَكِيمٍ أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هَذَا الْفَيْءِ فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ. فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى تُوُفِّيَ.

حکیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں آپ ﷺ کے بعد کسی کسی سے بھی کوئی چیز نہ لوں گا حتیٰ کہ میں دنیا سے چلا جاؤں، پس ابو بکر رضی اللہ عنہ حکیم رضی اللہ عنہ کو عطا (بخشش) کے لیے بلاتے تو وہ اسے قبول نہیں کرتے تھے، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا کہ وہ انہیں عطا کریں تو انہوں نے اس میں سے کوئی چیز قبول کرنے سے انکار کر دیا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمانوں کی جماعت! میں تمہیں حکیم (رضی اللہ عنہ) پر گواہ بناتا ہوں کہ میں ان پر اس مال غنیمت میں سے ان کا حق پیش کرتا

ہوں تو وہ اسے لینے سے انکار کرتے ہیں، پس حکیم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے کوئی چیز نہ لی حتی کہ وہ وفات پا گئے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، اخرجه الحمیدي: ٥٥٣، ابن ابي شيبة: ٣/٤٣٤، الدارمي: ١٦٥٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٤٧٢، صحیح مسلم: ١٠٣٥، سنن النسائي: ٥/٦٠، ١٠٠-١٠١ و ١٠١، مسند احمد: ١٥٥٧٤، ١٥٣٢١ صحیح ابن حبان: ٣٢٢٠، ٣٤٠٢، ٣٤٠٦

فوائد الحدیث: ا۔ جو شخص قناعت اختیار کر لیتا ہے تو اس کے پاس تھوڑا مال بھی ہو تو اس میں برکت ہوتی ہے کہ آدمی کی زندگی اچھی گزرتی ہے اور وہ اپنی ضروریات کو اپنے وسائل تک محدود رکھتا ہے اس طرح اس کی زندگی اچھی گزرتی ہے۔ جبکہ لالچی آدمی کی حرص ختم نہیں ہوتی بے شک مال وافر مقدار میں بھی موجود ہو پھر بھی زیادہ کی خواہش اس کی زندگی میں اطمینان ختم کر دیتی ہے، یوں سمجھیں کہ اس کے مال میں برکت نہیں ہے۔

۲۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ خوبی تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے کنائے میں کہی ہوئی بات کو سمجھ لیتے تھے اور پھر اس پر عمل پیرا ہو جاتے۔ جیسا کہ سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے مثال پیش کی ہے۔

31- بَابُ أَحَادِيْثِ: أُبْتُلِيْنَا بِالضَّرَّاءِ، وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةِ هَمَّهُ، وَابْنِ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي

احادیث: ہم تکلیف کے ساتھ آزمائے گئے، جس کا مطمح نظر آخرت ہو، ابن آدم میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا

2464: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ ابْتُلِينَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالضَّرَّاءِ فَصَبَرْنَا ثُمَّ ابْتُلِينَا بِالسَّرَّاءِ بَعْدَهُ فَلَمْ نَصْبِرْ.

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تنگی اور تکلیف کے ساتھ آزمائے گئے تو ہم نے صبر کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہماری خوش حالی کے ساتھ آزمائش کی گئی تو ہم نے صبر نہ کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح الإسناد) بعض کے نزدیک یہ زہری مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: کتاب الزهد لابن المبارک: ٥١٩، کتاب الزهد لهناد: ٧٧٣، حلية الاولياء: ١/١٠٠، المختارة: ٩٢٠- ٩٢٤

فوائد الحدیث: سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے انہی حالات کا اقرار کر رہے ہیں جس کا خدشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمایا تھا۔ کہ جب ہم مالی لحاظ سے تنگی کے دن گزار رہے تھے تو ہم صابر تھے لیکن جب مال و دولت کی ریل پیل شروع ہوئی تو ہم دنیا کی طرف زیادہ رغبت کرنے لگے۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۴۶۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

2465: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ صَبِيحٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانَ وَهُوَ الرَّقَاشِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ كَانَتِ الآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا مطمح نظر آخرت ہو تو اللہ اس کی تونگری اس کے دل میں پیدا کر دیتا ہے، اس کے امور مجتمع کر دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے، اور جس کا مطمح نظر دنیا ہو تو اللہ اس کا فقر اس کے پیش نظر کر دیتا ہے، اس کے امور متفرق کر دیتا ہے اور اسے دنیا صرف اتنی ہی ملتی ہے جو اس کے مقدر میں ہوتی ہے۔“

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٩٤٩ و ٩٠، بعض کے نزدیک یہ یزید بن ابان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: شرح السنة: ٤١٤٢، مسند احمد : ٢١٥٩٠

فوائد الحدیث: ۱۔ جو شخص آخرت کی فکر اور تیاری کے لیے دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اس کی ضرورتیں بھی پوری فرماتے ہیں اور اس کے دل کو غِنیٰ اور تونگری سے بھر دیتے ہیں۔

۲۔ دنیا کی ذلت کا مطلب یہ ہے کہ وہ آتی تو ایک مومن، موحد، قناعت پسند شخص کے پاس بھی ہے لیکن یہ چونکہ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا نہ اس سے دل لگاتا ہے نہ آخرت کے مقابلے میں اسے ترجیح دیتا ہے تو گویا یہ اس کے پاس جا کر ذلیل ہوئی ہے یا ذلیل ہو کر اس کے پاس گئی ہے۔

۳۔ اگر کوئی شخص طمع و لالچ کرے تو دنیا تو اسے بھی اتنی ہی ملنی ہے جو اس کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے لیکن دنیا ہی اس کا مطمع نظر بن جاتی ہے اور وہ ہمیشہ ہی (دلی طور پر) فقر اور غربت کی زندگی گزارتا ہے اسے خوشی اور اطمینان قلب نصیب نہیں ہوتا۔

2466: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَائِدَةَ بْنِ نَشِيطٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْوَالِبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ وَإِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلاً وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا میں تیرے سینے (دل) کو تونگری سے بھر دوں گا اور تیرا فقر روک دوں گا، اگر تو نے یہ نہ کیا تو میں تیرے ہاتھ مشغول کر دوں گا اور تیرا فقر نہیں روکوں گا۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَأَبُو خَالِدٍ الْوَالِبِيُّ اسْمُهُ هُرْمُزُ.

ابو خالد والبی کا نام ہرمز ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحاكم: ٤٤٣/٢، والمزي في تهذيب الكمال: ٢٧٩/٩

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٠٧، مسند احمد : ٨٦٩٦، صحيح ابن حبان: ٣٩٣

فوائد الحدیث: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی میں زندگی بسر کرتا ہے اور اس کے حکم کے مطابق اس کی عبادت کے لیے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتے ہیں اور اسے قناعت جیسی نعمت سے مالا مال فرما کر اطمینان قلب نصیب فرماتے

ہیں۔ اور جو لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ نہیں کرتے، دکاندار صرف اس لیے نماز پڑھنے نہیں آتا کہ گاہکوں کا رش ہے وقت نہیں ملتا تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ مزید مصروفیات میں الجھا دیتے ہیں کہ وہ نہ سکون پاتا ہے اور نہ ہی اس کی غربت اور فقر ختم ہو سکتا ہے۔

32- بَابُ حَدِيْثِ عَائِشَةَ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ...

عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔۔۔

2467: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدَنَا شَطْرٌ مِنْ شَعِيرٍ فَأَكَلْنَا مِنْهُ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ قُلْتُ لِلْجَارِيَةِ كِيلِيهِ فَكَالَتْهُ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ فَنِيَ. قَالَتْ فَلَوْ كُنَّا تَرَكْنَاهُ لَأَكَلْنَا مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جبکہ ہمارے پاس کچھ جَو تھے، جس قدر اللہ نے چاہا ہم نے اس میں سے کھایا، پھر میں نے لونڈی سے کہا: انہیں ناپو، پس اس نے انہیں ناپا تو وہ جلد ہی ختم ہو گئے، انہوں نے فرمایا: اگر ہم انہیں (ویسے ہی) چھوڑ دیتے تو ہم انہیں اس (مدت) سے زیادہ دیر تک کھاتے رہتے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَمَعْنَى قَوْلِهَا شَطْرٌ تَعْنِي شَيْئًا.

ان کے اس قول (شطر) کا معنی ہے (شیئاً) کچھ، تھوڑے سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٦٢/١٣، والبيهقي: ٤٧/٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۰۹۷، صحیح مسلم: ۲۹۷۳، سنن ابن ماجہ: ۳۳۴۵، مسند احمد: ۲۴۷۶۸، صحیح ابن حبان: ٦٤١٥

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون یہ شہادت اور گواہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری زوجہ محترمہ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

۲۔ اپنی ضرورتوں پر خرچ کرتے وقت چیزوں کو ماپ کر اندازہ لگانا یا کرنسی ہے تو بار بار رات کو گننا انسان کے لالچی ہونے کی علامت ہے جو کہ بے برکتی کا باعث ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے جو رزق دیا ہے اس میں سے بقدر ضرورت خرچ کرنا چاہئے، فضول خرچی بھی نہیں کرنی چاہئے اور بار بار اس کا حساب بھی نہیں لگانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ برکت دے گا۔ ان شاء اللہ۔

33- بَابُ قَوْلِهِ فِي القِرَامِ: إِنَّهُ يُذَكِّرُنِي الدُّنْيَا...

اس پردے نے مجھے دنیا یاد دلا دی۔۔۔

2468: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لَنَا قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ عَلَى بَابِي فَرَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((انْزِعِيهِ فَإِنَّهُ يُذَكِّرُنِي الدُّنْيَا)). قَالَتْ وَكَانَ لَنَا سَمَلُ قَطِيفَةٍ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارا ایک پردہ تھا اس میں مورتیاں تھیں اور وہ میرے دروازے پر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا: ”اسے ہٹا دو یہ مجھے دنیا یاد دلاتا ہے۔“ انہوں نے بیان کیا: ہمارے ہاں پرانی چادر تھی اس پر ریشمی نشان تھے ہم اسے پہنا کرتے تھے۔

عَلَمُهَا مِنْ حَرِيرٍ كُنَّا نَلْبَسُهَا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) غاية المرام: ١٣٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢١٠٧، سنن النسائي: ٨/٢١٣، مسند احمد : ٢٤٢١٨، صحيح ابن حبان: ٦٧٢

فوائد الحدیث: ا۔ دنیا کی زیب و زینت اور گھروں کی سجاوٹ سے چونکہ دنیا کی محبّت اور چاہت پیدا ہوتی ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا اور اسے اچھا نہیں سمجھا۔ نیز اس میں جانداروں کی تصویریں بھی تھیں۔

۲۔ امت محمدیہ کی خواتین کے لیے ریشم حلال ہے اس لیے ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ریشمی چادر استعمال فرماتی تھیں، لیکن اس کا پرانا ہونا اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ بود و باش کی دلیل ہے۔ رضوان اللہ علیہن اجمعین۔

2469: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ وِسَادَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّتِي يَضْطَجِعُ عَلَيْهَا مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چمڑے کا تکیہ / گدا تھا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹا کرتے تھے اس میں کھجور کے پتے / چھال بھرے ہوئے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، ویکھیں حدیث ۱۷۶۱، مختصر الشمائل: ٢٨٢ للالباني

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٤٥٦، صحيح مسلم: ٢٠٨٢، سنن ابو داود: ٤١٤٦ و ٤١٤٧، سنن ابن ماجه: ٤١٥١، مسند احمد : ٢٤٢٠٩، صحيح ابن حبان: ٦٣٦١

فوائد الحدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کوئی نرم اور گداز نہیں تھا۔ بلکہ چمڑے میں کھجوروں کے پتے بھرے ہوئے تھے، جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی اور دنیا سے زہد اور قناعت کا مظہر ہے۔

34- بَابُ قَوْلِهِ ﷺ فِي الشَّاةِ...

بکری کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان۔۔۔

2470: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا بَقِيَ مِنْهَا)). قَالَتْ مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا. قَالَ ((بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس میں سے کیا باقی بچا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: اس میں سے صرف اس کے شانے کا گوشت بچا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس کے شانے کے گوشت کے علاوہ باقی سب بچ گیا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو مَيْسَرَةَ هُوَ الْهَمْدَانِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيلَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

اور ابو میسرہ یہ ہمدانی ہیں اور ان کا نام عمرو بن شرحبیل ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٥٤٤، اخرجه ابو نعيم في الحلية: ٥/٢٣

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٤٢٤٠

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا مال وہ ہے جو اس نے کھا کر ختم کر دیا، یا پہن کر پرانا کر لیا، یا پھر اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر کے ذخیرہ کر لیا، باقی تو ورثاء کے لیے ہی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے حدیث نمبر ٢٣٤٢)

اب اس میں سے بھی اس کا اصل مال تو وہی ہے جو اس نے صدقہ کیا اور وہ آخرت میں اس کے کام آئے گا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اس گوشت کو بچا ہوا بیان کیا جو صدقہ کیا گیا تھا کیونکہ وہی آخرت کے لیے محفوظ اور ذخیرہ ہوا ہے۔

35- بَابُ أَحَادِيْثِ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَعَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ...

سیّدہ عائشہ، انس، علی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی احادیث

2471: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كُنَّا آلَ مُحَمَّدٍ نَمْكُثُ شَهْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ بِنَارٍ إِنْ هُوَ إِلَّا الْمَاءُ وَالتَّمْرُ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم آل محمد (ﷺ) مہینہ بھر آگ نہیں جلاتے تھے بس (ان کی خوراک) صرف پانی اور کھجور تھی۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٥٤٤، اخرجه الترمذي في الشمائل: ٣٧٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤٥٨، صحیح مسلم: ٢٩٧٢، سنن ابن ماجه: ٤١٤٤، ٤١٤٥، مسند احمد : ٢٤٣٢٣٢، صحیح ابن حبان: ٦٣٦١

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کی معاشی زندگی کے متعلق "کتاب الزھد" میں تفصیل گزر چکی ہے۔ کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کئی کئی دن بلکہ مہینہ دو مہینہ تک بھی صرف کھجوروں اور پانی پر ہی گزارہ کرتے تھے، پکانے کے لیے کوئی اناج وغیرہ نہیں ہوتا تھا۔

صلی اللہ علیہ وعلی ازواجہ وسلم تسلیما کثیرا

2472: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ أَسْلَمَ أَبُو حَاتِمٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ وَلَقَدْ أُوذِيتُ فِي اللهِ وَمَا يُؤْذَى أَحَدٌ وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَا لِي وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلَالٍ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اللہ کی خاطر اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی دوسرے کو اس قدر نہیں ڈرایا گیا، اللہ کی خاطر مجھے جو ایذا پہنچائی گئی کسی کو اس قدر ایذا نہیں پہنچائی گئی، مجھ پر تیس دن اور راتیں ایسی گزری ہیں کہ میرے اور بلال کے لیے جاندار چیز کے کھانے والی کوئی چیز نہیں تھی سوائے اس چیز کے جسے بلال (رضی اللہ عنہ) کی بغل چھپاتی تھی" (ان کی بغل کے نیچے جو کھانے کی چیز آسکتی تھی)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ حِينَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَارًّا مِنْ مَكَّةَ

اس حدیث کا معنی ہے کہ جب نبی ﷺ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ

وَمَعَهُ بِلَالٌ إِنَّمَا كَانَ مَعَ بِلَالٍ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَحْمِلُهُ تَحْتَ إِبْطِهِ.

مکہ سے روانہ ہوئے تو بلال رضی اللہ عنہ کے پاس بس اتنا سا کھانا تھا جو ان کی بغل کے نیچے آسکتا تھا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الترمذي في الشمائل: ٣٧٥، ابو نعيم في الحلية: ١/ ١٥٠، البغوي: ٤٠٨٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٥١، مسند احمد : ١٢٢١٢، صحيح ابن حبان: ٦٥٦٠

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث میں مبلغین اور واعظین حضرات کے لیے بہت بڑی نصیحت ہے کہ کسی قسم کی دھمکی، ڈر اور خوف کی وجہ سے نہ تبلیغ چھوڑنی ہے اور نہ ہی مسئلہ حق بیان کرنے میں مداہنت اختیار کرنی ہے۔ بے شک اپنے گھر میں غربت بھی ہو تب بھی فریضہ تبلیغ ادا کرنا ہے چاہے گاڑی میں پیٹرول اپنی جیب سے ہی ڈلوانا پڑے اور وہ بھی ادھار لے کر۔ فافهم و تدبر

۲۔ استاد یا کوئی بھی ذمہ دار آدمی اپنے شاگردوں وغیرہ کو بطور نصیحت دین اسلام کے لیے کی گئی اپنی محنت و کوشش اور اس رستے میں آئے ہوئے مصائب و مشکلات کو بیان کر سکتا ہے تاکہ انہیں رغبت ہو اور کبھی ناموافق حالات کی وجہ سے دلبرداشتہ نہ ہو جائیں۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مالی حالات جاننے کے لیے کتاب الزھد، حدیث نمبر ۲۳۶۵ تا حدیث نمبر ۲۳۷۲ کا مطالعہ فرمائیں۔

2473: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ خَرَجْتُ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ بَيْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَدْ أَخَذْتُ إِهَابًا مَعْطُونًا فَحَوَّلْتُ وَسَطَهُ فَأَدْخَلْتُهُ عُنُقِي وَشَدَدْتُ وَسَطِي فَحَزَمْتُهُ بِخُوصِ النَّخْلِ وَإِنِّي لَشَدِيدُ الْجُوعِ وَلَوْ كَانَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ طَعَامٌ لَطَعِمْتُ مِنْهُ فَخَرَجْتُ أَلْتَمِسُ شَيْئًا فَمَرَرْتُ بِيَهُودِيٍّ فِي مَالٍ لَهُ وَهُوَ يَسْقِي بِبَكَرَةٍ لَهُ فَاطَّلَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ ثُلْمَةٍ فِي الْحَائِطِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَعْرَابِيُّ! هَلْ لَكَ فِي كُلِّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ قُلْتُ نَعَمْ فَافْتَحِ الْبَابَ حَتَّى أَدْخُلَ فَفَتَحَ فَدَخَلْتُ فَأَعْطَانِي دَلْوَهُ فَكُلَّمَا نَزَعْتُ دَلْوًا أَعْطَانِي تَمْرَةً حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ كَفِّي أَرْسَلْتُ دَلْوَهُ وَقُلْتُ حَسْبِي فَأَكَلْتُهَا ثُمَّ جَرَعْتُ مِنَ الْمَاءِ فَشَرِبْتُ ثُمَّ جِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِيهِ.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں سردیوں کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے نکلا، میں نے بدبودار چمڑا لیا، میں نے اس کے وسط کو کاٹ کر اپنے گلے میں ڈال لیا، اپنے وسط کو باندھ لیا اور اسے کھجور کی شاخ کے ساتھ باندھ لیا، مجھے سخت بھوک لگی تھی، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کوئی کھانا ہوتا تو میں اس میں سے کھا لیتا، پس میں نکلا تاکہ کھانا تلاش کروں، میں ایک یہودی کے پاس سے گزرا وہ اپنے باغ میں تھا اور وہ چرخی کے ذریعے سیراب کر رہا تھا، میں نے ایک سوراخ سے باغ میں اسے جھانک کر دیکھا، تو اس نے کہا: اعرابی! تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ کیا تم ہر ڈول کے بدلے میں ایک کھجور لو گے؟ میں نے کہا: ہاں، دروازہ کھول تاکہ میں اندر آجاؤں، چنانچہ اس نے دروازہ کھولا تو میں اندر چلا گیا، اس نے مجھے اپنا ڈول دیا، جب میں ایک ڈول نکال لوں تو وہ مجھے ایک کھجور دے دیتا حتی کہ جب میں نے اپنا ہاتھ بھر لیا تو میں نے اس کا ڈول پھینک دیا، اور میں نے کہا: میرے لیے کافی ہیں، پھر میں نے انہیں کھا لیا، پھر کچھ گھونٹ پانی پیا، پھر میں مسجد آیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ٣/١٠٩-١١٠، ضعيف الترمذي: ٤٣٨، من سمع مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابويعلىٰ : ٥٠٢

فوائد الحدیث: ا۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا اس قدر حاجت مند اور بھوک کے ہاتھوں لاچار ہو جانا یہاں تک کہ ایک یہودی کی مزدوری کر رہے ہیں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مشکل کشا نہیں تھے نہ ہیں۔

۲۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی قناعت پسندی کا مظہر ہے کہ انہیں گزارے لائق مٹھی بھر کھجوریں مل گئیں تو انہوں نے مزید حرص چھوڑ کر وہی کھالیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے عبادت کرنے کے لیے مسجد میں تشریف لے آئے۔

۳۔ محبان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے اس میں کئی ایک اسباق اور نصائح موجود ہیں روایت اگرچہ ضعیف ہے۔

2474: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ أَصَابَهُمْ جُوعٌ فَأَعْطَاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَمْرَةً تَمْرَةً.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بھوک میں مبتلا ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک ایک کھجور عطا فرمائی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (شاذ) ضعيف ابن ماجه: ٩٠٨، ضعيف الترمذي: ٤٣٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٤١١، ٥٤٤١، سنن ابن ماجه: ٤١٥٧، سنن النسائی فی الکبری: ٦٧٣١، مسند احمد : ٧٩٦٥۔ صحيح ابن حبان: ٤٤٩٨

فوائد الحدیث: ا۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ "اصحابِ صفہ" (طلبہ حدیث) میں سے تھے اور انہی کا واقعہ بیان کر رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر میسر مقدار کے مطابق مختلف تعداد میں کھجوریں دی ہیں اس حدیث میں ایک ایک کھجور کا ذکر ہے۔

۲۔ یہ حدیث صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے کمال صبر و استقلال کی دلیل ہے اور طلبہ علم دین کے لیے انتہائی نصیحت آموز بھی۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے اور اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

2475: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا فَفَنِيَ زَادُنَا حَتَّى إِنْ كَانَ يَكُونُ لِلرَّجُلِ مِنَّا كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَةٌ. فَقِيلَ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ وَأَيْنَ كَانَتْ تَقَعُ التَّمْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَقَدْنَاهَا وَأَتَيْنَا الْبَحْرَ فَإِذَا نَحْنُ بِحُوتٍ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَا أَحْبَبْنَا.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (کسی مہم پر) بھیجا ہم تین سو افراد تھے، ہم نے زاد راہ اٹھا رکھا تھا، پس زاد راہ ختم ہو گیا حتیٰ کہ ہم میں سے ہر شخص کو روزانہ ایک کھجور ملتی تھی۔ ان سے کہا گیا: ابو عبداللہ! ایک کھجور بندے کے کس کام آتی تھی؟ انہوں نے فرمایا: جس وقت ہمیں وہ بھی نہ ملی تو ہمیں اس کا نہ ملنا محسوس ہوا، پس ہم سمندر پر آئے تو ہم نے ایک مچھلی دیکھی جسے سمندر نے باہر پھینک دیا تھا، چنانچہ ہم نے اٹھارہ دن اسے جی بھر کر کھایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ یہ حدیث کئی

وَجْهٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَتَمَّ مِنْ هَذَا وَأَطْوَلَ.

ایک طرق سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔ مالک بن انس نے اسے وہب بن کیسان سے اس روایت سے زیادہ مکمل اور زیادہ طویل روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، صحيح الترمذي: ٢٠١٣، اخرجه البيهقي: ٢٥٢/٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٨٣، ٢٩٨٣، صحیح مسلم: ١٩٣٥ ، سنن ابن ماجه: ٤١٥٩، سنن النسائی: ٢٠٧/٧۔ ٢٠٩، مسند احمد : ١٤٢٥٦، ١٤٢٨٦، صحیح ابن حبان: ٥٢٥٩، ٥٢٦٠

فوائد الحدیث: ۱۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مضبوط ایمان کی دلیل ہے کہ وہ باوجود حالات کی تنگی اور بھوک کے اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے میدان جہاد میں کھڑے نظر آتے ہیں۔

۲۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلتے ہیں، اللہ کریم انہیں بے پار و مددگار نہیں چھوڑتا بلکہ انہیں وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے انہیں وہم و گماں بھی نہیں ہوتا۔

36- بَابُ حَدِيْثِ عَلِيّ فِي ذِكْرِ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ...

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ذکر میں علی رضی اللہ عنہ کی روایت

2476: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ إِنَّا لَجُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَهُ مَرْقُوعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَكَى لِلَّذِي كَانَ فِيهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِي هُوَ الْيَوْمَ فِيهِ

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آپہنچے، ان پر صرف ایک چادر تھی اسے پوستین کے پیوند لگے ہوئے تھے، جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ ﷺ ان کی وہ ناز و نعم والی زندگی اور آج کی حالت دیکھ کر رونے لگے۔

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَيْفَ بِكُمْ إِذَا غَدَا أَحَدُكُمْ فِي حُلَّةٍ وَرَاحَ فِي حُلَّةٍ وَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ أُخْرَى وَسَتَرْتُمْ بُيُوتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ.
فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَأَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ)).

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں سے کوئی صبح و شام پوشاکیں بدلے گا، اس کے آگے باری باری مختلف قسم کے کھانے رکھے جائیں گے اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم اس وقت موجودہ حالت سے بہتر ہوں گے، ہم عبادت کے لیے فارغ ہوں گے اور مشقت سے بچا لیے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، تم اس دن کی نسبت آج بہتر ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَيَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ هُوَ ابْنُ مَيْسَرَةَ وَهُوَ مَدَنِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور یزید بن زیاد یہ ابن میسرہ ہیں اور یہ مدنی ہیں۔ ان سے مالک بن انس اور کئی ایک اہل علم نے روایت کیا ہے۔

وَيَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيُّ الَّذِي رَوَى عَنِ الزُّهْرِيِّ رَوَى عَنْهُ وَكِيعٌ وَمَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ كُوفِيٌّ رَوَى عَنْهُ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ.

اور یزید بن زیاد دمشقی جنہوں نے زہری سے روایت کیا اور ان سے وکیع، مروان بن معاویہ نے روایت کیا۔ اور یزید بن ابی زیاد کوفی سے سفیان، شعبہ اور ابن عیینہ اور کئی ایک آئمہ نے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٤٤٠، تخريج المشكاة: ٥٣٦٦ التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: مسند ابویعلیٰ : ٥٠٢

فوائد الحدیث: ۱۔ سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابہ کرام میں سے ہیں۔ مکہ سے مدینہ منورہ سب سے پہلے اسلام کے مبلغ اور داعی بن کر آئے اور صرف ایک سال کے قلیل عرصے میں آپ کی تبلیغ نے وہ انقلاب بپا کیا کہ جس نے "ریاست مدینہ" کی بنیاد رکھ دی۔

آپ بڑے مال دار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، ناز و نعم میں پلے۔ لیکن جب اسلام قبول کیا تو تمام نعمتیں قربان کر کے سادہ زندگی گزارنے لگے حتیٰ کہ جب اُحد میں شہید ہوئے تو آپ کو کفن دینے کے لیے صرف ایک ہی چادر تھی اور وہ بھی سائز میں چھوٹی تھی جس کی وجہ سے آپ کے چہرے کو ڈھانپ دیا گیا اور پاؤں پر گھاس ڈال کر دفنائے گئے۔ رضی اللہ عنہ

۲۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذوق عبادت تھا کہ خوشحالی کی خبر سن کر خود اس بات کا اظہار کیا کہ پھر تو ہم جی بھر کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے کہ دنیا کے کام کاج کی فکر نہیں ہوگی۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشحالی کے مقابلے میں غربت کی زندگی کو زیادہ بہتر قرار دیا ہے۔

37- بَابُ قِصَّةِ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ...

اصحاب صفہ کا واقعہ

2477: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافَ أَهْلِ الإِسْلاَمِ لَا يَأْوُونَ عَلَى أَهْلٍ وَلَا مَالٍ وَاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الأَرْضِ مِنَ الْجُوعِ وَأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ فِيهِ فَمَرَّ بِي أَبُو بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيَسْتَتْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صفہ والے اہل اسلام کے مہمان تھے، وہ اہل اور مال کے پاس نہیں جاتے تھے، اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں بھوک کی وجہ سے زمین پر اوندھے منہ لیٹ جاتا تھا اور بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ میں ایک دن ان کی اس راہ پر بیٹھ گیا جہاں سے وہ نکلتے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو میں نے ان سے قرآن کریم کی ایک آیت کے متعلق پوچھا، میں نے ان سے صرف اس لیے پوچھا تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں،

آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ مَا أَسْأَلُهُ إِلَّا لِيَسْتَتْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ

پس وہ (معنی بتا کر) چلے گئے اور مجھے ساتھ لے کر نہ گئے، پھر عمر رضی اللہ عنہ گزرے، میں نے ان سے قرآن کریم کی ایک آیت کے متعلق پوچھا، میں نے ان سے صرف اس لیے پوچھا تھا کہ وہ مجھے ساتھ لے جائیں لیکن وہ گزر گئے اور مجھے ساتھ لے کر نہ گئے۔

ثُمَّ مَرَّ بِي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي وَقَالَ ((أَبَا هُرَيْرَةَ)). قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((الْحَقْ)). وَمَضَى فَاتَّبَعْتُهُ وَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَاسْتَأْذَنْتُ فَأَذِنَ لِي فَوَجَدَ قَدَحًا مِنْ لَبَنٍ فَقَالَ ((مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ لَكُمْ)). قِيلَ أَهْدَاهُ لَنَا فُلَانٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَبَا هُرَيْرَةَ)). قُلْتُ لَبَّيْكَ. فَقَالَ ((الْحَقْ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ)).

پھر ابو القاسم ﷺ گزرے اور مجھے دیکھ کر مسکرا دیے اور فرمایا: "ابو ہریرہ!" میں نے عرض کیا، جی ہاں اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے ساتھ چلو" آپ ﷺ چلے اور میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا، آپ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوگئے، میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی، آپ ﷺ نے دودھ کا ایک پیالہ دیکھا، تو فرمایا: "یہ دودھ تمہارے لیے کہاں سے آیا ہے؟" بتایا گیا کہ فلاں نے ہمارے لیے ہدیہ بھیجا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابو ہریرہ!" میں نے عرض کیا: جی اللہ کے رسول ﷺ! فرمایا: اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا لاؤ"

وَهُمْ أَضْيَافُ أَهْلِ الإِسْلَامِ لَا يَأْوُونَ عَلَى أَهْلٍ وَلَا مَالٍ إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ فَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا فَسَاءَنِي ذَلِكَ وَقُلْتُ مَا هَذَا الْقَدَحُ بَيْنَ أَهْلِ الصُّفَّةِ وَأَنَا رَسُولُهُ إِلَيْهِمْ فَسَيَأْمُرُنِي أَنْ أُدِيرَهُ عَلَيْهِمْ فَمَا عَسَى أَنْ يُصِيبَنِي مِنْهُ وَقَدْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ أُصِيبَ مِنْهُ مَا يُغْنِينِي وَلَمْ يَكُنْ بُدٌّ مِنْ طَاعَةِ اللهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ فَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ

وہ اہل اسلام کے مہمان ہیں وہ اہل اور مال کے پاس نہیں جاتے۔ جب آپ ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو آپ ﷺ اسے ان کے پاس بھیج دیتے اور اس میں سے کچھ بھی نہ لیتے تھے، اور جب آپ ﷺ کے پاس ہدیہ آتا تھا تو آپ ﷺ انہیں بلا بھیجتے اور خود بھی اس میں سے لیتے تھے، اور انہیں بھی اس میں شریک کرتے تھے، پس یہ مجھے اچھا نہ لگا، میں نے (دل میں) کہاں یہ ایک پیالہ صفہ والوں کے لیے کیا کفایت کرے گا اور میں انہیں بلانے جاؤں، پس آپ ﷺ مجھے حکم فرمائیں گے کہ میں یہ پیالہ ان پر پیش کروں اور مجھے تو اس میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا؟ جبکہ مجھے تو امید تھی کہ مجھے اس سے اس قدر ملے گا کہ وہ مجھے کفایت کرے گا، لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت بھی ضروری تھی، پس میں ان کے پاس آیا اور انہیں دعوت دی، جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اپنی اپنی

فَقَالَ ((أَبَا هُرَيْرَةَ خُذِ الْقَدَحَ وَأَعْطِهِمْ)). فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُنَاوِلُهُ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يُرْوَى ثُمَّ يَرُدُّهُ فَأُنَاوِلُهُ الآخَرَ حَتَّى انْتَهَيْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ ((أَبَا هُرَيْرَةَ اشْرَبْ)). فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ ((اشْرَبْ)). فَلَمْ أَزَلْ أَشْرَبُ وَيَقُولُ ((اشْرَبْ)). حَتَّى قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللهَ وَسَمَّى ثُمَّ شَرِبَ.

جگہ پر بیٹھ گئے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابوہریرہ! پیالہ پکڑو اور انہیں دور پلاؤ۔“ میں نے پیالہ پکڑا اور ایک آدمی کو دیا وہ خوب سیر ہو کر پیتا، پھر پیالہ مجھے دے دیتا اور میں وہ دوسرے شخص کو دے دیتا حتیٰ کہ میں نے وہ رسول اللہ ﷺ کو دے دیا، جبکہ سارے لوگ دودھ پی چکے تھے، رسول اللہ ﷺ نے پیالہ لیا اسے اپنے دست مبارک پر رکھا، پھر سر اٹھایا اور مسکراتے ہوئے فرمایا: ”ابو ہریرہ! پیو“ میں نے پیا، پھر فرمایا: ”پیو“ میں پیتا رہا اور آپ ﷺ فرماتے رہے: ”پیو“ پھر میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اب تو اس کے لیے کوئی راہ (گنجائش) باقی نہیں رہی، تو آپ ﷺ نے پیالہ پکڑا اور اللہ کا شکر ادا کیا، بسم اللہ پڑھ کر خود نوش فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) بخاري، اخرجه الحاكم: ٣/١٥-١٦، البغوي: ٣٣٢١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٣٧٥، سنن النسائی الكبرى: ١٠/٣١٥، مسند احمد : ١٠٦٧٩، صحيح ابن حبان: ٦٥٣٥، ٧١٥١

فوائد الحدیث: ۱۔ مسجد نبوی میں چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے جو ہمہ وقت مسجد میں رہ کر ہی دینی تعلیمات حاصل کرتے تھے انہیں اصحاب صفہ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ مسجد میں ایک خاص ”صفہ“ (چبوترے) پر رہائش رکھتے تھے۔

۲۔ دینی طلباء کو اشد ضرورت کے وقت بھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا چاہئے جیسا کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابو بکر صدیق اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما سے واضح سوال نہیں کیا البتہ اپنی ضرورت کا اظہار کرنے کے لیے کنایۃ کا ایک طریقہ اختیار کیا کہ جسے محترم شیخین نہ سمجھ سکے۔

۳۔ دینی مدارس کے ذمہ داروں، صدر، سیکرٹری اور مدیر التعلیم وغیرہ کو اپنے طلبہ کی ضروریات کی فکر کرنی چاہئے اور انہیں پورا کرنے کی حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے۔ بلکہ اپنی ضروریات پر طلبہ کی ضرورتوں کو ترجیح دینی چاہئے۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم کی اطاعت فرض، لازمی ہے اسے پورا کرنا چاہئے خواہ حالات اپنی منشاء کے مطابق نہ بھی ہوں۔

۵۔ ویسے تو یہ مسئلہ عام اور پوری امت کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی شان میں فرماتے ہیں۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر ٩)

”اور وہ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود کتنے ہی حاجت مند ہوں۔“

لیکن طلبہ علم کو سیّدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے حسن کردار کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے بھائیوں کے لیے خصوصی طور پر اس ایثار کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

۶۔ دوسروں کی طرف تحفہ بھیجنا بھی چاہئے اور اگر کسی سے اخلاص بھرا ہدیہ آجائے تو اسے خوش دلی سے قبول بھی کرنا چاہئے۔

۷۔ اساتذہ کو اپنے طلبہ اور پیروں کو اپنے مریدوں اور آئمہ کو اپنے مقتدیوں کا جوٹھا بھی کبھی کبھار پی لینا چاہئے۔ اس کے کئی ایک فوائد ہیں جو اہل علم واہل تجربہ پر مخفی نہیں۔

38- بَابُ حَدِيْثِ: أَكْثَرُهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا...

جو دنیا میں بہت زیادہ سیر ہو کر کھانے والا ہے

2478: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى الْبَكَّاءُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((كُفَّ عَنَّا جُشَاءَكَ فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا أَطْوَلُهُمْ جُوعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ایک آدمی نے نبی ﷺ کے پاس ڈکار لی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ڈکار ہم سے دور رکھ کیونکہ دنیا میں زیادہ سیر ہو کر کھانے والا قیامت کے دن زیادہ دیر تک بھوکا رہے گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الضعيفة: ٣٤٣، صحيح الترمذي: ٢٠١٥، بعض نے اسے یحییٰ البکاء کے ضعف کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٣٥٠

فوائد الحدیث: ۱۔ زیادہ ہی نہیں بلکہ بہت زیادہ کھانا پینا سستی ''کاہلی'' کا باعث ہوتا ہے اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدمی کو کچھ بھوک رکھ کر کھانا چاہئے۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۲۳۸۰)

۲۔ بعض اوقات کھانے کے بعد آدمی کو بے اختیار اور غیر ارادی طور پر ڈکار آجاتی ہے لیکن کئی لوگ جان بوجھ کر پورے زور سے عجیب و غریب آواز کی ڈکار نکالتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہاں بھی کچھ اس قسم کی صورت پیش آئی اس لیے آپ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے وعید سنائی۔

واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم

39- بَابٌ فِي لُبْسِ الصُّوْفِ...

اونی لباس پہننا

2479: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ يَا بُنَيَّ لَوْ رَأَيْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَصَابَتْنَا السَّمَاءُ لَحَسِبْتَ أَنَّ رِيحَنَا رِيحُ الضَّأْنِ.

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے (اپنے بیٹے سے) فرمایا: بیٹا! اگر تو ہمیں اس وقت دیکھتا جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے ہم پر بارش ہوئی تو تم گمان کرتے کہ ہماری بو بھیڑ سے اٹھنے والی بو ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ كَانَ ثِيَابَهُمُ الصُّوفُ فَكَانَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْمَطَرُ يَجِيءُ مِنْ ثِيَابِهِمْ رِيحُ الضَّأْنِ.
اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ان کے کپڑے اونی تھے، جب ان پر بارش ہو جاتی تو ان کے کپڑوں سے بھیڑ کی سی بو آتی تھی۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٠١٦، بعض کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٣٣، سنن ابن ماجه: ٣٥٦٢، مسند احمد : ١٩٦٥٢، صحيح ابن حبان: ١٢٣٥

فوائد الحدیث: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیاں سادہ تھیں کہ کھانے پینے، پہننے اور رہن سہن میں وہ سادگی اختیار کرتے تھے۔ اون کے کپڑے چونکہ موٹے اور کھردرے ہوتے تھے، ان میں پسینہ بھی آکر خشک ہو جاتا تو جب وہ بارش سے بھیگ جاتے تو ان میں ایسی بو پیدا ہو جاتی۔

40- بَابُ الْبِنَاءِ كُلِّهِ وَبَالٌ
ہر قسم کی تعمیر وبال ہے

2480: حَدَّثَنَا الْجَارُودُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ الْبِنَاءُ كُلُّهُ وَبَالٌ قُلْتُ أَرَأَيْتَ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ قَالَ لَا أَجْرَ وَلَا وِزْرَ.
ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہر قسم کی تعمیر تم پر وبال ہے، میں (ابو حمزہ) نے کہا: مجھے بتائیں کہ اگر اس کے بغیر گزارہ نہ ہو؟ فرمایا: اس پر کوئی اجر ہے نہ کوئی گناہ۔

حکم الحدیث: (ضعيف الْإِسْنَادُ مَقْطُوعٌ) اس میں ابی حمزہ ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: کوئی بھی ایسی چیز وہ عمارت ہو یا لباس، برتن بستر وغیرہ آدمی اپنی ضرورت سے زائد فضول ہی تیار کر کے رکھ چھوڑتا ہے یا تکبّر و غرور کے لیے ایسا کرتا ہے تو یہ اس کے لیے وبال اور گناہ کا باعث ہوگا۔

اگر وہ اپنے استعمال اور ضرورت کے لیے بناتا ہے تو چونکہ وہ اپنے اہل و عیال کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور انہیں تحفّظ اور سہولت مہیا کرتا ہے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اجر و ثواب سے بھی نوازیں گے۔ کیونکہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے وہ بھی صدقہ ہے یعنی ان کے کھانے پینے وغیرہ کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ لا اجرہ ولا وزر صائب معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

ویسے ان الفاظ سے یہ حضرت ابراہیم نخعی کا قول ثابت نہیں۔

2481: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلَّهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللهُ يَوْمَ
سہل بن معاذ بن انس جہنی نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی خاطر تواضع اختیار کرتے ہوئے استطاعت ہونے کے باوجود لباس ترک کر دیا تو اللہ قیامت کے دن سارے انسانوں کے سامنے اسے بلائے گا حتیٰ کہ وہ اسے اختیار دے گا کہ وہ ایمان کی جو سی پوشاک پہننا

الْقِيَامَةِ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الإِيمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا)).

چاہتا ہے اسے پہن لے۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((حُلَلِ الإِيمَانِ)). يَعْنِي: مَا يُعْطَى أَهْلُ الإِيمَانِ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ ایمان کی پوشاکوں سے یہ مراد ہے کہ جنّت کی پوشاکوں میں سے جو اہل ایمان کو پوشاک دیے جائیں گے۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٧١٧، اخرجه الحاكم: ١/٦١

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٥٦١٩

فوائد الحدیث: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہو، اسے چاہئے کہ وہ اس کا اظہار کرے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر یہ ادا کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے سادگی اختیار کرتا ہے اور فخر و غرور اور تکبّر و تعلی والا لباس نہیں پہنتا اور رہن سہن اختیار نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عزتوں سے نوازے گا۔ یاد رہے کہ ایسا بخل اور کنجوسی کی وجہ سے نہیں ہونا چاہے، یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

41- بَابُ النَفَقَةِ كُلِّهَا فِي سَبِيْلِ اللهِ إِلَّا الْبِنَاءَ

تعمیر پر خرچ کرنے کے علاوہ ہر قسم کا خرچ کرنا اللہ کی راہ میں ہے

2482: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا زَافِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ شَبِيبِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((النَّفَقَةُ كُلُّهَا فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيهِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمارت بنانے پر خرچ ہونے والے مال کے علاوہ ہر قسم کا خرچ کرنا اللہ کی راہ میں ہے، تعمیراتی خرچ کرنے میں کوئی خیر نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. هَكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ شَبِيبُ بْنُ بَشِيرٍ وَإِنَّمَا هُوَ شَبِيبُ بْنُ بِشْرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ محمد بن حمید نے اسی طرح: شبیب بن بشیر کہا، حالانکہ وہ شبیب بن بشر ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ١٠٦١، التعليق الرغيب: ٢/١١٣، ضعيف الترمذي: ٤٤١

2483: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ أَتَيْنَا خَبَّابًا نَعُودُهُ وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ تَطَاوَلَ مَرَضِي وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ)). لَتَمَنَّيْتُ وَقَالَ ((يُؤْجَرُ الرَّجُلُ فِي نَفَقَتِهِ كُلِّهَا إِلَّا التُّرَابَ أَوْ قَالَ فِي الْبِنَاءِ)).

حارثہ بن مضرب نے بیان کیا: ہم خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے آئے، انہوں نے سات داغ لگوائے تھے، انہوں نے فرمایا: میرا مرض لمبا ہی ہو گیا ہے، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا: "موت کی تمنّا نہ کرو۔" تو میں اس کی ضرور تمنّا کرتا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: "آدمی کو اس کے سارے خرچ کرنے پر اجر دیا جائے گا سوائے مٹی (تعمیراتی

خرچ) کے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں بخاری، مزید حدیث ۹۷۰ ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٦٧٢ ابن حبان : ٣٢٤٣، ٢٩٩٩ سنن ابن ماجه: ٤١٦٣، مسند احمد : ٢١٠٥٩

فوائد الحدیث: اس سے مراد وہ خرچ ہے جو انسان ضرورت سے زائد اسراف اور فضول خرچی کرتے ہوئے صرف کرتا ہے، ورنہ ضرورت کے لیے تو عمارت، گھر وغیرہ بنایا جاسکتا ہے جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے لیے الگ الگ گھر بنائے ہوئے تھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بھی گھر بنے۔ پھر گرمی، سردی، بارش وغیرہ سے بچنے کے لیے بھی یہ انتہائی ضروری ہیں۔

42- بَابُ مَا جَآءَ فِيْ ثَوَابِ مَنْ كَسَا مُسْلِمًا...

کسی مسلمان شخص کو لباس پہنانے کا ثواب

2484: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ أَبُو الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ قَالَ جَاءَ سَائِلٌ فَسَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِلسَّائِلِ أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَالَ نَعَمْ. قَالَ أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ قَالَ نَعَمْ. قَالَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ نَعَمْ. قَالَ سَأَلْتَ وَلِلسَّائِلِ حَقٌّ إِنَّهُ لَحَقٌّ عَلَيْنَا أَنْ نَصِلَكَ. فَأَعْطَاهُ ثَوْبًا ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا إِلَّا كَانَ فِي حِفْظِ اللهِ مَا دَامَ مِنْهُ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ)).

حصین نے بیان کیا: ایک سائل آیا تو اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سائل سے کہا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں، پوچھا: رمضان کے روزے رکھتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں، انہوں نے فرمایا: تم نے سوال کیا اور سائل کے لیے حق ہے، بے شک اس کا ہم پر حق ہے کہ ہم تجھ سے صلہ رحمی کریں۔ پس انہوں نے اسے ایک کپڑا عطا کیا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے تو جب تک اس کپڑے کا کچھ ٹکڑا بھی اس پر باقی رہتا ہے تو وہ اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) تخريج المشكاة: ١٩٢٠، التعليق الرغيب: ٣/١١٢، اس کی سند خالد بن طہمان کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: التاريخ الكبير: ٣/٩، مستدرک حاكم: ٤/١٩٦

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی راہ میں عام آدمی پر خرچ کرنے کا بھی ثواب ہے۔ لیکن اگر کسی مومن مسلمان پر خرچ کیا جائے اور اس کی کسی ضرورت کو پورا کر دیا جائے تو یہ عمومی صدقے کی بہ نسبت زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اس لیے ایک مسلمان کو اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی ضرورت کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

43- بَابُ حَدِيْثِ: أَفْشُو السَّلَامَ...

سلام کو عام کرو

2485: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ الْأَعْرَابِيِّ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَقِيلَ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ آپ ﷺ کی طرف بھاگ کر گئے، مشہور ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا چکے ہیں، میں بھی آپ ﷺ کی زیارت کرنے لوگوں کے ساتھ آیا، جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ آپ ﷺ کا چہرہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں، آپ ﷺ نے سب سے پہلے یہ فرمایا: ”لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، اور جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز (تہجد) پڑھو تو سلامتی کے ساتھ جنّت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٠١٩، ارواء الغليل: ٧٧٧، اخرجه الحاكم: ١٣/٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٣٣٤، ٣٢٥١، مسند احمد: ٢٣٧٨٤

فوائد الحدیث: ۱۔ آپس میں سلام کہنا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق بھی ہے اور اس سے رنجش، کدورت دور ہو جاتی ہے اور آپس میں محبّت والفت پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے سلام کہنے کے آداب بیان کرتے ہوئے فرمایا جسے آپ جانتے ہیں اسے بھی سلام کہیں اور جسے نہیں جانتے اسے بھی سلام کہیں۔

۲۔ سلام کہنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو کھانا کھلانا اور تہجد کی نماز پڑھنا بھی سلامتی کے ساتھ جنّت میں داخلے کا سبب ہے۔ سلامتی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دے گا اور جہنم میں سزا دیے بغیر جنّت میں داخل فرمائے گا۔ سبحان اللہ

44- بَابُ حَدِيْثِ: الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ...

شکر گزار کھانا کھانے والا

2486: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ الْمَدَنِيُّ الْغِفَارِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الطَّاعِمُ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: شکر گزار کھانا کھانے والا صابر روزہ دار کے برابر ہے۔“

الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٩٥٧٣، البيهقي: ٣٠٦/٤، البغوي: ٢٨٣٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٧٦٤، مسند احمد : ٧٨٠٦، صحيح ابن حبان: ٣١٥

فوائد الحدیث: ا۔ کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا، روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کی طرح ہے۔ یعنی دونوں کو اجر و ثواب ملے گا جو شکر ادا کرتا ہے یا صبر کرتا ہے۔

۲۔ انسان کو اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور بھوک پیاس یا کسی بھی پریشانی میں صبر کرنا چاہئے۔

45- بَابُ ثَنَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ عَلَى صَنِيْعِ الْأَنْصَارِ مَعَهُمْ...

انصار کے مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک پر مہاجرین کی ان کے لیے تعریف

2487: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ بِمَكَّةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ أَتَاهُ الْمُهَاجِرُونَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! مَا رَأَيْنَا قَوْمًا أَبْذَلَ مِنْ كَثِيرٍ وَلَا أَحْسَنَ مُوَاسَاةً مِنْ قَلِيلٍ مِنْ قَوْمٍ نَزَلْنَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ لَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ وَأَشْرَكُونَا فِي الْمَهْنَإِ حَتَّى خِفْنَا أَنْ يَذْهَبُوا بِالْأَجْرِ كُلِّهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا مَا دَعَوْتُمُ اللهَ لَهُمْ وَأَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو مہاجر حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم نے مال کثیر میں سے زیادہ خرچ کرنے والی، قلیل میں سے بہترین غم گساری کرنے والی انصار سے بہتر کوئی قوم نہیں دیکھی جو ہمارے میزبان ہیں، انہوں نے محنت و مشقت سے ہمیں کفایت کیا اور خوش حالی میں ہمیں شریک کیا، حتیٰ کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہی سارا اجر لے جائیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں، جب تک تم ان کے لیے دعا کرتے رہے اور ان کی تعریف کرتے رہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٣٢٠٦، التعليق الرغيب: ٥٦/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨١٢، سنن النسائي في الكبرى: ١٠٠٠٩، مسند احمد : ١٣٠٧٥

فوائد الحدیث: ا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار صحابہ کرام نے ہمدردی، غم گساری اور ایثار و قربانی کی وہ مثال پیش کی کہ دنیا آج تک اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے اور قیامت تک رہے گی۔ کہ لوگوں نے اپنی زمینیں، گھر بار، کھیت کھلیان اور باغات اپنے ان مہاجر بھائیوں کی ضروتوں کے لیے انہیں پیش کر دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مواخات قائم کرنے پر انصار و مہاجرین نے واقعی ایک دوسرے کا بھائی بن کر دکھا دیا۔

۲۔ مہاجرین کا اپنے انصار بھائیوں کے اس تعاون اور ایثار کا، اعتراف اور تعریف کرنا، ان کے احسان کی قدر کرنا ان کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ انسان کو ہمیشہ اپنے محسن کو یاد رکھنا چاہئے اگر دنیا میں ممکن ہو تو اس کا بدلہ بھی چکانا چاہئے، اگر محسن مسلمان ہے تو اس کے حق میں بخشش

کی دعائیں کرنا چاہیے۔

46- بَابُ فَضْلِ كُلِّ قَرِيبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ...

ہر معتدل، سہل مزاج شخص کی فضیلت

2488: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو الأَوْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ أَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ عَلَى كُلِّ قَرِيبٍ هَيِّنٍ لَيِّنٍ سَهْلٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں اس شخص کے متعلق نہ بتاؤں جو جہنم پر حرام ہے یا جس پر جہنم حرام ہے؟ ہر معتدل نرم مزاج شخص پر۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٣٥، اخرجه ابو يعلى: ٥٠٥٣، البغوي: ٣٥٠٥

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٣٩٣٨، ١٧١٤١ صحيح ابن حبان: ٤٦٩، ٤٧٠،

فوائد الحدیث: کئی افراد کامل جل کر رہتے ہوئے بعض اوقات کسی ایک سے کوئی ناپسندیدہ بات یا کام سرزد ہو جاتا ہے جو دوسرے کے لیے ناگواری کا باعث ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسی صورت میں جو شخص نرم مزاجی کا مظاہرہ کرے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے، ناگواری کی صورت میں بھی تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے بچا کر جنّت میں داخل فرمائیں گے۔

2489: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَيُّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ فَصَلَّى.

اسود بن یزید نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: نبی ﷺ جب گھر تشریف لاتے تھے تو کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ اپنے اہل خانہ کے امور نمٹاتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تھا تو اٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ٢٩٣، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٥٣٨، والبيهقي: ٢/٢١٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٧٦، مسند احمد : ٢٤٢٢٦

فوائد الحدیث: ١۔ آدمی کو مشترکہ معاملات میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا چاہیے خصوصاً اپنے گھریلو کام کاج میں اہل خانہ کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے کام میں بھی آسانی ہو جاتی ہے۔ آپس میں پیار، محبّت اور الفت بھی پیدا ہوتی ہے۔

٢۔ نماز کو ہر قسم کی مصروفیت سے مقدم رکھنا چاہیے جونہی نماز کا وقت ہو جائے تو ہر قسم کی مصروفیات کو چھوڑ کر نماز ادا کرنی چاہیے۔

47- بَابُ تَوَاضِعِهِ ﷺ مَعَ جَلِيْسِهِ...

آپ ﷺ کی اپنے ہم نشین کے ساتھ تواضع.

2490: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَيْدٍ التَّغْلِبِيِّ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَصَافَحَهُ لَا يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ الَّذِي يَنْزِعُ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهِ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَصْرِفُهُ وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسٍ لَهُ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کا معمول تھا کہ جب آدمی آپ ﷺ سے ملتا تو وہ آپ ﷺ سے مصافحہ کرتا تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہیں چھڑاتے تھے حتیٰ کہ وہ آدمی خود ہی ہاتھ چھڑا لیتا، اور آپ ﷺ اپنا رخ انور اس سے نہ ہٹاتے حتیٰ کہ وہ آدمی خود ہی اپنا رخ پھیر لیتا، اور آپ ﷺ کو کبھی بھی اپنے ہم نشین سے آگے گھٹنے نکال کر بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف: إِلَّا جُمْلَةَ الْمُصَافَحَةِ فَهِيَ ثَابِتَةٌ) مصافحہ کرنے والا جملہ صحیح ہے باقی ضعیف ہے۔ضعيف ابن ماجه: ٨١٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٩٤، سنن ابن ماجه: ٣٧١٦، صحيح ابن حبان: ٦٤٣٥

فوائد الحدیث: ۱۔ آدمی کو دوسرے کی محبت کے جواب میں بے رخی اختیار نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسے خندہ پیشانی سے ملنا چاہیے اور اپنی طرف سے بھی بھرپور اور پر جوش محبت کا اظہار کرنا چاہیے۔ جس کی اولین دلیل مصافحے کا اچھی طرح کرنا ہے۔

۲۔ ایک سے زائد افراد کی مجلس میں ہوں تو پھر بیٹھنے کے انداز اور گفتگو میں مجلس کے آداب کا خیال رکھنا چاہیے۔

48- بَابُ مَا جَآءَ فِيْ شِدَّةِ الْوَعِيْدِ لِلْمُتَكَبِّرِيْنَ

تکبّر کرنے والوں کے لیے وعید کی شدت

2491: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((خَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فِي حُلَّةٍ لَهُ يَخْتَالُ فِيهَا فَأَمَرَ اللهُ الْأَرْضَ فَأَخَذَتْهُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا أَوْ قَالَ يَتَلَجْلَجُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی جوڑا پہنے ہوئے اتراتا ہوا چلا، تو اللہ نے زمین کو حکم دیا تو اس نے اسے پکڑ لیا، وہ قیامت تک اس میں دھنستا چلا جائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، صحيح الجامع: ٣٢١٨

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٧٠٧٤، صحيح بخاری: ٥٧٩١، ٥٧٨٩، صحيح مسلم: ٢٠٨٨

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کو عاجزی وانکساری بہت پسند ہے جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قدر

کرتے اور اسے عزتوں سے نوازتے ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۲۱۸۱ میں تفصیل گزر چکی ہے۔ اور جو شخص تکبّر و غرور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں اور بعض اوقات دنیا میں اسے سخت سزا دینے کے لیے زمین میں دھنسا دیتے ہیں۔ جیسا کہ قارون کے ساتھ ہوا اور وہ آج تک زمین میں دھنستا جا رہا ہے اور قیامت تک دھنستا ہی چلا جائے گا۔ استغفر اللہ، اعاذنا اللہ منہ

2492: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَيُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةِ الْخَبَالِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''متکبر لوگ قیامت کے دن آدمیوں کی صورت میں چیونٹیوں کے امثال جمع کیے جائیں گے، ذلت و پستی انہیں ہر جگہ سے ڈھانپ لے گی، وہ جہنم میں بولس نامی جیل کی طرف ہانکے جائیں گے، آگ کی آگ (شعلے مارتی ہوئی آگ) ان پر چھا جائے گی، اور انہیں جہنمیوں کا کچ لہو پلایا جائے گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكاة: ٥١١٢ التحقيق الثاني، التعليق الرغيب: ١٨/٤

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٦٦٧٧

فوائد الحدیث: کبریائی و بڑائی اللہ تعالیٰ کی صفت اور اس کی ذات کو ہی سزاوار ہے۔ جو شخص اپنے مال و دولت، اقتدار و اختیار، صحت و قوت وغیرہ کی وجہ سے تکبّر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو یہ شخص سخت ناپسند ہے اور ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اگر چاہیں تو دنیا میں بھی ذلیل کر دیں۔ اور زمین میں دھنسا دیں یا پھر قیامت کے دن ان متکبرین کو سارے لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا کرے گا کہ انہیں چیونٹیوں جیسے چھوٹے چھوٹے جسم دیے جائیں گے اور لوگ انہیں اپنے پاؤں کے نیچے روندیں گے، اور جہنم کے اس حصے میں انہیں ڈالا جائے گا جہاں کی آگ بہت بڑی اور سخت ہوگی، خوراک میں انہیں جہنمیوں کے زخموں کی پیپ دی جائے گی جو انتہائی بدبودار ہوگی، اور یہ ساری سزا انہیں تکبّر اور غرور کی وجہ سے ملے گی۔ اس لیے انسان کو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی و انکساری میں رہتے ہوئے زندگی گزارنی چاہئے اور ہر موقعہ پر ہر لحاظ سے تکبّر اور غرور سے بچنا چاہئے۔ و باللہ التوفیق

49- بَابٌ فِيهِ أَرْبَعَةُ أَحَادِيثٍ...

چار احادیث

2493: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى أَنْ يُنَفِّذَهُ

سہل بن معاذ بن انس نے اپنے والد کے حوالے سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غصے پر قابو پایا جبکہ وہ اسے نافذ کر سکتا ہو تو اللہ قیامت کے دن اسے سب لوگوں کے سامنے بلائے گا حتیٰ کہ وہ اسے اختیار دے گا کہ وہ جس حور کو چاہے منتخب کر لے۔''

دَعَاهُ اللهُ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ فِي أَيِّ الْحُورِ شَاءَ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الروض النضير: ٤٨١، ٨٥٤، التعليق الرغيب: ٢٧٩/٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٧٧، سنن ابن ماجه: ٤١٨٦، مسند احمد: ١٥٦١٩ و ١٥٦٣٧

فوائد الحدیث: جو شخص باوجود انتقام اور بدلہ لینے کی طاقت کے، پھر بھی اپنے جذبات پر قابو رکھتا ہے اور انتقام نہیں لیتا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تمام لوگوں کے سامنے اس اعزاز واکرام سے نوازیں گے، اس لئے آدمی کو بدلہ لینے کی بجائے معاف کرنے کی عادت اپنانی چاہئے۔

2494: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْغِفَارِيُّ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ نَشَرَ اللهُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَأَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ رِفْقٌ بِالضَّعِيفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَإِحْسَانٌ إِلَى الْمَمْلُوكِ))

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین چیزیں ایسی ہیں وہ جس شخص میں ہوں اللہ اس پر اپنی رحمت پھیلا کر اسے جنّت میں داخل فرمائے گا: ضَعیف و ناتواں شخص کے ساتھ نرمی، والدین پر شَفقت اور مملُوک کے ساتھ احسان۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَأَبُو بَكْرِ بْنُ الْمُنْكَدِرِ هُوَ أَخُو مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ. ابو بکر بن المنکدر یہ محمد بن المنکدر کا بھائی ہے۔

حکم الحدیث: (موضوع) سلسلة الضعيفة: ٩٢، عبداللہ بن ابراہیم متہم بالوضع اور اس کا والد مجہول ہے۔

فوائد الحدیث: یہ روایت اگرچہ ضَعیف بلکہ موضوع ہے لیکن اس میں بیان کردہ اعمال کی فضیلت دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہیں، لہٰذا یہ خوبیاں اپنانی چاہئے کہ:

۱۔ اپنے سے کمزوروں کے ساتھ ہمیشہ نرمی والا سلوک کرنا چاہئے ان کی کمزوری کی وجہ سے ان پر ظلم وستم نہیں کرنا چاہئے۔ نہ ہی ان کی تحقیر کرنی چاہئے۔

۲۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے ان کی خدمت کرنی چاہیے اور انہیں کسی قسم کا دکھ اور تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے۔

۳۔ غلاموں، ماتحتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہئے۔

2495: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ لَيْثٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَقُولُ اللهُ تَعَالَى يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَسَلُونِي الْهُدَى أَهْدِكُمْ وَكُلُّكُمْ فَقِيرٌ إِلَّا مَنْ أَغْنَيْتُ فَسَلُونِي أَرْزُقْكُمْ وَكُلُّكُمْ مُذْنِبٌ إِلَّا مَنْ عَافَيْتُ فَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ أَنِّي ذُو قُدْرَةٍ عَلَى

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دے دوں، پس مجھ سے ہدایت طَلب کرو میں تمہیں ہدایت دوں گا، تم سب فقیر ہو سوائے اس کے جسے میں مال دار کر دوں، پس مجھ سے مانگو میں تمہیں رزق دوں گا، تم سب گناہ گار ہو، سوائے اس کے جسے میں بچالوں، پس تم میں

الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِي غَفَرْتُ لَهُ وَلَا أُبَالِي

سے جس نے جان لیا کہ میں مغفرت پر قدرت رکھتا ہوں اور اس نے مجھ سے مغفرت طلب کی تو میں اسے بخش دیتا ہوں اور مجھے کوئی پروا نہیں۔

وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ

اگر تمہارے اول و آخر، تمہارے زندہ اور فوت شدگان اور تمہارے رطب و یابس سب میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ متقی شخص کے دل جیسے متقی ہو جائیں تو یہ میری بادشاہت میں مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں کرے گا۔

وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوا عَلَى أَشْقَى قَلْبِ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ

اور اگر تمہارے اول و آخر زندہ اور مردہ، اور تمہارے رطب و یابس میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ بد نصیب شخص کے دل جیسے ہو جائیں تو یہ میری بادشاہت میں مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں کرے گا۔

وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْكُمْ مَا بَلَغَتْ أُمْنِيَّتُهُ فَأَعْطَيْتُ كُلَّ سَائِلٍ مِنْكُمْ مَا سَأَلَ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي إِلَّا كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِالْبَحْرِ فَغَمَسَ فِيهِ إِبْرَةً ثُمَّ رَفَعَهَا إِلَيْهِ ذَلِكَ بِأَنِّي جَوَادٌ مَاجِدٌ أَفْعَلُ مَا أُرِيدُ عَطَائِي كَلَامٌ وَعَذَابِي كَلَامٌ إِنَّمَا أَمْرِي لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْتُهُ أَنْ أَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ)).

اگر تمہارے اول و آخر تمہارے زندہ و مردہ اور تمہارے رطب و یابس سب ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں اور تم میں سے ہر انسان اپنی انتہائی خواہش کے مطابق سوال کر لے، اور میں تم میں سے ہر سوال کرنے والے کو عطا کر دوں، تو اس سے میرے ملک میں بس اتنی سی کمی ہوگی جس طرح کہ تم میں سے کوئی سمندر سے گزرے اور وہ اس میں سوئی ڈبوئے، پھر اسے اپنی طرف نکالے (تو دیکھے کہ اس سوئی نے سمندر کے پانی میں کیا کمی کی ہے)؟ یہ کہ میں سخی داتا ہوں واجد و ماجد ہوں، میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں، میرا عطا کرنا کلام ہے، اور میرا عذاب کلام ہے، کسی چیز کے لیے میرا امر جب میں ارادہ کرتا ہوں تو میں اس کے لیے صرف یہی کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ مَعْدِيكَرِبَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

بعض محدثین نے یہ حدیث عن شہر بن حوشب عن معدیکرب عن ابی ذر کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف بهذا السياق، وأكثره صحيح في (م)، ضعيف ابن ماجه: ٩٢٢، المشكاة: ٢٣٥٠، ضعيف الجامع الصغير: ٦٤٣٧، اس سیاق سے یہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥٧٧، سنن ابن ماجه: ٤٢٥٧، مسند احمد : ٢١٣٦٧، صحيح ابن حبان: ٦١٩

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ (فاطر:١٥)

"اے لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک فقیر اور محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ غنی اور تعریف کیا گیا ہے۔"

اس لیے انسان کو چاہیے کہ اپنے دین و دنیا کی سب ضرورتیں، ہدایت، رزق، اولاد، صحت وغیرہ سب اللہ تعالیٰ سے ہی مانگے کیونکہ وہ دینے پر بھی قادر ہے اور اس کے عطا کرنے سے اس کے خزانوں میں کمی بھی کوئی نہیں آتی۔

۲۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں زندگی گزارتے ہیں ان کا اپنا ہی فائدہ ہے، اللہ تعالیٰ کی شان میں تو اس سے کوئی اضافہ نہیں ہوتا کہ اس کے اقتدار یا اختیارات میں کوئی زیادتی ہو جائے۔

۳۔ اور جو لوگ نافرمانی کرتے ہیں اس کا نقصان بھی انہیں ہی ہوگا، اللہ تعالیٰ کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

۴۔ اس لیے انسان کو اپنے ہی فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں زندگی گزارنی چاہیے اور اس کی معصیت اور نافرمانی سے بچنا چاہیے جب کوئی غلطی، گناہ ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی شان اور قدرت ہے کہ اسے کوئی کام کرنے کے لیے کسی لمبے چوڑے بندوبست کی ضرورت نہیں صرف اس کا کلمہ "کُن" کہنا ہی کافی ہے کہ "ہو جا" تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ جو لوگ دنیاوی مثالیں دیتے ہوئے اولیاء و صلحاء کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا لیتے ہیں کہ یہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کے معاون اور کائنات کا نظام چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت ہے وہ درست نہیں لہٰذا انہیں اپنے عقیدے کی اصلاح کرنی چاہیے۔

2496: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِيِّ عَنْ سَعْدٍ مَوْلَى طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ حَتَّى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((كَانَ الْكِفْلُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهُ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَأَعْطَاهَا سِتِّينَ دِينَارًا عَلَى أَنْ يَطَأَهَا فَلَمَّا قَعَدَ مِنْهَا مَقْعَدَ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ أُرْعِدَتْ وَبَكَتْ.

فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ أَأَكْرَهْتُكِ قَالَتْ لَا وَلٰكِنَّهُ عَمَلٌ مَا عَمِلْتُهُ قَطُّ وَمَا حَمَلَنِي عَلَيْهِ إِلَّا الْحَاجَةُ فَقَالَ تَفْعَلِينَ أَنْتِ هَذَا وَمَا فَعَلْتِهِ اذْهَبِي فَهِيَ لَكِ.

وَقَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أَعْصِي اللّٰهَ بَعْدَهَا أَبَدًا. فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، میں نے اسے ایک یا دو بار نہیں حتیٰ کہ سات بار شمار کیا لیکن میں نے اسے اس سے بھی زائد بار سنا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "بنی اسرائیل میں سے ایک کفل نامی شخص تھا، اس نے ہر قسم کا گناہ کیا، ایک عورت اس کے پاس آئی تو اس نے اسے ساٹھ دینار اس شرط پر دیے کہ وہ اس سے برائی کرے گا، پس جب وہ اس کی اس جگہ بیٹھا جہاں آدمی اپنی بیوی کی جگہ پر بیٹھتا ہے تو اس عورت پر کپکپی طاری ہو گئی اور وہ رو پڑی۔

اس نے کہا: تم کس وجہ سے روتی ہو کیا میں نے تم کو مجبور کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، لیکن یہ ایسا عمل ہے جو میں نے کبھی کیا ہی نہیں، اور حاجت و ضرورت نے مجھے اس پر آمادہ کیا ہے، اس نے کہا: تو یہ کام کرنے چلی ہے جبکہ تو نے یہ کام کبھی کیا نہیں،

فَأَصْبَحَ مَكْتُوبًا عَلَى بَابِهِ إِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ)).

چلی جااور یہ رقم (ساٹھ دینار) بھی تمہاری ہوئی اور کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس کے بعد کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا، پس وہ اسی رات فوت ہو گیا اور صبح ہوئی تو اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: اللہ نے کفل کو معاف کر دیا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. قَدْ رَوَاهُ شَيْبَانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ نَحْوَ هَذَا وَرَفَعُوهُ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ الأَعْمَشِ فَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَرَوَى أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الأَعْمَشِ فَأَخْطَأَ فِيهِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ شیبان اور کئی ایک نے اسے اعمش سے اسی مانند روایت کیا اور انہوں نے اسے مرفوع بیان کیا جبکہ بعض نے اسے اعمش سے روایت کیا تو انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔ ابو بکر بن عیاش نے اسی حدیث کو اعمش سے روایت کیا اور اس میں غلطی کی۔

وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّازِيُّ هُوَ كُوفِيٌّ وَكَانَتْ جَدَّتُهُ سُرِّيَّةً لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَرَوَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الرَّازِيِّ عُبَيْدَةُ الضَّبِّيُّ وَالْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

فرمایا: عبداللہ بن عبداللہ نے سعید بن جبیر کے واسطے سے ابن عمر سے بیان کیا اور یہ غیر محفوظ ہے۔ اور عبداللہ بن عبداللہ رازی یہ کوفی ہیں۔ اور ان کی اور عبیدہ ضبی، حجاج بن ارطاۃ اور کئی ایک کبار اہل علم نے عبداللہ بن عبداللہ رازی سے روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ٤٠٨٣، سعد مولیٰ طلحہ مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٤٧٤٧، صحيح ابن حبان: ٣٨٧

فوائد الحدیث: ۱۔ غلطی اور گناہ ہونا یہ انسانی کمزوری ہے لیکن اپنی کسی بھی غلطی پر ضد اور اصرار نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے توبہ کر کے اس گناہ کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اور توبہ کا دروازہ، موت کے آثار نظر آنے تک کھلا رہتا ہے اللہ تعالیٰ زندگی کے آخری لمحات میں بھی توفیق دے دیں تو یہ اس مالک کی بہت بڑی رحمت و شفقت اور مہربانی ہے۔

۲۔ انسان کو کسی دوسرے کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اپنے مفادات کو حاصل نہیں کرنا چاہئے۔

۳۔ دوسروں کی زندگی سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے اگر وہ نیکی والی ہے تو اپنی زندگی میں بھی وہ خوبیاں پیدا کرنی چاہئیں اور اگر گناہ والی ہے تو اس سے عبرت حاصل کر کے اپنے آپ کو اس سے بچانا چاہئے۔ کہ پھر آخرت میں تو سوائے حسرت اور ندامت کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

۴۔ جو شخص سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نا صرف کہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل بھی کر دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ ... الاية (الفرقان:٧٠)

"جو لوگ توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور اس کے بعد ہمیشہ نیک عمل کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔"

صرف یہیں پر بس نہیں بلکہ بعض اوقات توبہ کرنے والے کے اخلاص کی بدولت اللہ کریم اسے دنیا میں بھی عزتوں سے نواز دیتے ہیں جیسا کہ حدیث الباب میں "کفل" کو نوازنے کا بیان ہوا ہے ورنہ لوگوں کی نگاہوں میں تو وہ بہت گنہگار اور برا تھا۔

50- بَابُ فِي اسْتِعْظَامِ الْمُؤْمِنِ ذُنُوْبَهُ...

مومن اپنے گناہوں کو بہت بڑا جانتا ہے

2497: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ بِحَدِيثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهِ وَالآخَرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ فِي أَصْلِ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ وَقَعَ عَلَى أَنْفِهِ قَالَ بِهِ هَكَذَا فَطَارَ.

حارث بن سوید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو حدیثیں بیان کیں، ایک اپنی طرف سے (موقوف) اور دوسری نبی ﷺ سے، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مومن اپنے گناہوں کو اس طرح سمجھتا ہے گویا کہ وہ پہاڑ کے دامن میں ہے اور وہ ڈرتا ہے کہ وہ اس پر گر پڑے گا، فاجر شخص اپنے گناہوں کو اس طرح سمجھتا ہے کہ گویا وہ مکھی کی طرح ہیں جو اس کی ناک پر بیٹھ گئی اور اس نے اسے اس طرح (اشارہ) کیا اور وہ اڑ گئی۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٥١٠٠، ابن حبان: ٦١٨، ابو نعيم في الحلية: ١٢٩/٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٣٠٨، مسند احمد: ٣٦٢٧

فوائد الحدیث: ا۔ مومن آدمی کسی بھی گناہ کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کرتا کہ اس سے لاپرواہی اختیار کرے۔ اولاً تو وہ گناہ سے بچتا ہے، کرتا ہی نہیں، اگر خدانخواستہ ہو جائے تو پھر بھی اس سے خوف زدہ رہتا ہے اور اس کی سزا سے بچنے کے لیے فوری طور پر توبہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے۔

۲۔ اگر کسی کے دل سے گناہ کی اہمیت ختم ہو جائے تو اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے کہ اس میں کمزوری آچکی ہے کیونکہ یہ تو فاسق و فاجر آدمی کی نشانی ہے کہ وہ گناہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ مومن مسلمان کے تو یہ شایان شان نہیں۔

2498: وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَلَّهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ مِنْ رَجُلٍ بِأَرْضٍ دَوِيَّةٍ مُهْلِكَةٍ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَمَا يُصْلِحُهُ فَأَضَلَّهَا فَخَرَجَ فِي طَلَبِهَا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ قَالَ أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِي الَّذِي أَضْلَلْتُهَا فِيهِ فَأَمُوتُ فِيهِ فَرَجَعَ إِلَى مَكَانِهِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ فَاسْتَيْقَظَ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَ رَأْسِهِ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَمَا يُصْلِحُهُ)).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی شخص کی توبہ سے اللہ کو اس شخص سے بھی زیادہ خوشی محسوس ہوتی ہے جو مہلک بیماریوں والی چٹیل زمین میں ہو، اس کی سواری اس کے ساتھ ہو، اس کا زاد راہ اور اس کا کھانا پینا اور اس کے لیے نفع مند ہر چیز اس پر ہو پس وہ اسے گم کر بیٹھے، وہ اس کی تلاش میں نکلا حتی کہ وہ قریب الموت ہو گیا، اس نے کہا کہ میں اپنی اسی جگہ واپس لوٹ جاتا ہوں جہاں میں نے اسے گم کیا تھا اور وہیں فوت ہو جاؤں گا، پس وہ اپنی جگہ واپس آیا اور اسے نیند آگئی بیدار ہوا تو دیکھا کہ اس کی سواری اس کے سرہانے کھڑی ہے، اس کا

کھانا پینا اور اس کی تمام ضروریات زندگی اسی پر موجود تھیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، نعمان بن بشیر اور انس بن مالک عن النبی ﷺ سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) متفق عليه

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٦٣٠٨، صحيح مسلم: ٢٧٤٤، سنن النسائی فی الكبرى: ٧٧٤١، ٧٧٤٢، ٧٧٤٣، مسند احمد : ٣٦٢٧، صحيح ابن حبان: ٦١٨

فوائد الحدیث:۔ کسی بھی انسان کا گناہ میں مبتلا ہو جانا، اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، لیکن اگر یہی گناہ گار اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے تو اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں کہ اس کے بندے نے اپنے خالق و مالک کے حق کو پہچان لیا ہے اور خود بھی وہ جہنم سے بچ گیا ہے۔

۲۔ بندے کے توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن سمجھانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ:

"کوئی شخص کسی جنگل بیابان میں ہو جہاں ضروریات زندگی موجود نہیں بلکہ خطرات ہی خطرات ہیں اس مسافر کے پاس جو زادِ راہ، کھانا اور مشروب وغیرہ تھا وہ اس نے اپنی سواری پر رکھا ہوا تھا ہوا یوں کہ اس کی سواری گم ہو گئی اور اس کا زاد راہ بھی گم ہو گیا اب یہ سواری کو تلاش کرتا ہے لیکن سواری نہیں ملتی اب اسے سامنے موت نظر آ رہی ہے کہ کھانے پینے کو بھی میرے پاس کچھ نہیں اس علاقے میں کہیں سے میسر بھی نہیں، اب تو مرنا ہی ہے گھوم پھر کر مرنے سے بہتر ہے کہ کسی ایک جگہ ٹھہر کر مرا جائے چنانچہ یہ تھک ہار کر اور زندگی سے مایوس ہو کر ایک جگہ لیٹ جاتا ہے اس کو نیند آ جاتی ہے اور یہ سو جاتا ہے، کچھ دیر بعد جب اس کی آنکھ کھلتی ہے اور بیدار ہوتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری بھی اس کے پاس کھڑی ہے اس پر موجود زاد راہ کھانا، پینا وغیرہ بھی اسی حالت میں موجود ہے اب یہ جلدی سے اپنی سواری کی لگام تھامتا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہے لیکن مارے خوشی کے اس کے منہ سے الفاظ نکل جاتے ہیں "اے اللہ" تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں" حالانکہ وہ کہنا تو یہ چاہ رہا تھا کہ اے اللہ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں لیکن بہت زیادہ خوشی کے باعث اس سے سَبقت لسانی ہو گئی اور اسے سمجھ ہی نہیں آئی کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس قدر اس بندے کو اپنی سواری اور زادہ راہ ملنے کی خوشی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کے معافی مانگنے اور توبہ کرنے پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

2499: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "سارے انسان خطا کار ہیں، اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ مَسْعَدَةَ عَنْ قَتَادَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اس روایت کو صرف علی بن مسعدہ عن قتادہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح الترمذي: ٢٠٢٩، ابن عدي في الكامل: ٥/ ١٨٥٠، الحاكم: ٤/ ٢٤٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٥١، مسند احمد : ١٣٠٤٩، بعض نے اسے اعمش مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

فوائد الحدیث: گناہ ہو جانا انسان سے کوئی بعید نہیں کہ یہ خطا کا پتلا ہے لیکن اس گناہ پر اصرار کرنا برا ہے لہٰذا بہترین گناہ گار تو وہ ہے جو فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے۔

51- بَابُ حَدِيثِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ

جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے

2500: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے، اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ خیر کی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ الْكَعْبِيِّ الْخُزَاعِيِّ وَاسْمُهُ خُوَيْلِدُ بْنُ عَمْرٍو.

اس باب میں سیّدہ عائشہ، انس اور ابو شریح العدوی الکعبی الخزاعی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔
ابو شریح کا نام خویلد بن عمرو ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، الارواء الغليل: ٢٥٢٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦١٣٨، صحيح مسلم: ٤٧، سنن ابو داود: ٤١٥٤، سنن ابن ماجه: ٣٩٧١، مسند احمد : ٧٦٢٦

2501: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمْرٍو الْمُعَافِرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ صَمَتَ نَجَا)).

سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے خاموشی اختیار کی اس نے نجات پائی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ. وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ.

امام ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے صرف ابن لہیعہ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔
اور ابو عبد الرحمٰن الحبلی یہ عبد اللہ بن یزید ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٥٣٥، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٢١٦/٣٢، والدارمي: ٢٧١٦

تخریج الحدیث: كتاب الزهد لابن مبارک: ٣٨٥، الجامع لابن وهب: ١/٤٩، مسند احمد : ٦٤٨١، ٦٦٥٤

فوائد الحدیث: ۱۔ مومن آدمی کے ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت و تکریم کرے اور بغیر کسی تکلّف میں پڑنے کے اپنے مہمان کی خدمت کرے، مہمان کو بھی چاہئے کہ اپنے میزبان سے زائد از ضرورت فرمائشیں کر کے اسے پریشان نہ کرے۔

۲۔ آدمی کو ہمیشہ اپنی زبان کا صحیح اور محتاط استعمال کرنا چاہئے کہ اس کی وجہ سے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یا پھر انسان کو خاموشی اختیار کر لینی چاہئے۔

(تفصیل کے لیے کتاب الزھد سے حدیث نمبر ۲۴۰۶ سے ۲۴۱۲ تک کا مطالعہ فرمائیں۔)

52- بَابُ حَدِيْثِ: لَوْ مَزَجَ بِهَا مَاءَ الْبَحْرِ...

اگر اسے سمندر کے پانی کے ساتھ ملا دیا جائے...

2502: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَكَيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَجُلاً فَقَالَ ((مَا يَسُرُّنِي أَنِّي حَكَيْتُ رَجُلاً وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا)). قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ صَفِيَّةَ امْرَأَةٌ وَقَالَتْ بِيَدِهَا هَكَذَا كَأَنَّهَا تَعْنِي قَصِيرَةً. فَقَالَ ((لَقَدْ مَزَجْتِ بِكَلِمَةٍ لَوْ مَزَجْتِ بِهَا مَاءَ الْبَحْرِ لَمُزِجَ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے ایک آدمی کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ پسند نہیں کہ میں کسی شخص کا ذکر کروں خواہ میرے لیے اتنا اور اتنا (مال) ہو۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا، اللہ کے رسول! صفیہ (رضی اللہ عنہا) ایک عورت ہیں، اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا، ان کی مراد تھی کہ وہ کوتاہ قامت ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے ایک ایسی بات کی آمیزش کی ہے اگر اس کی سمندر کے پانی کے ساتھ آمیزش کی جائے تو وہ بھی اس کی آمیزش سے مغلوب / کڑوا ہو جائے۔“

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٤٨٥٣ و ٤٨٥٧ التحقيق الثاني، غاية المرام: ٤٢٧

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٥٥٦٠

2503: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ أَحَدًا وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَأَبُو حُذَيْفَةَ هُوَ كُوفِيٌّ مِنْ أَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَيُقَالُ اسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ صُهَيْبَةَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں پسند نہیں کرتا کہ میں کسی کا ذکر کروں خواہ میرے لیے اتنا اور اتنا (مال) ہو۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابو حذیفہ کوفی ہیں ان کا نام سلمہ بن صہیبہ ہے۔ ابن مسعود کے شاگردوں میں سے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٤٨٥٧ التحقيق الثاني، دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨٧٥، مسند احمد : ٢٤٩٦٤، شرح مشكل الآثار : ١٠٨٠

فوائد الحدیث: ا۔ کسی بھی شخص کی کسی بھی انداز میں بطور عیب کسی کی نقل اتارنا انتہائی معیوب ہے، خواہ اس کے بدلہ میں دنیا کا کتنا ہی فائدہ کیوں نہ ہو۔ اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۲۔ کسی کے بھی جسمانی خدوخال، قدوقامت اور رنگت وغیرہ کا تذکرہ بطور تحقیر نہیں کرنا چاہیے کہ اس سے انسان کا اللہ تعالیٰ کی صنعت اور کاریگری پر اعتراض کا پہلو بھی نکلتا ہے اور دوسرے آدمی کی دل آزاری بھی ہوتی ہے۔

53- بَابٌ

باب

2504: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)).

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون سا مسلمان افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى.

یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے ابو موسیٰ کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١، صحيح مسلم: ٤٢، سنن النسائی: ٨/١٠٦

فوائد الحدیث: ا۔ ہر مسلمان کی دوسرے مسلمان سے جان، مال عزت و آبرو محفوظ اور سلامت رہے تو وہ مسلمان ہے ورنہ اس کو اپنے اسلام کی فکر کرنی چاہیے۔

۲۔ آج ہمارے یہاں ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی بلکہ دوسروں کو تضحیک کا نشانہ بنانا، تحقیر کرنا، دوسروں کا مال ناجائز طریقے سے ہڑپ کر جانا لوگوں میں ایک فیشن بن چکا ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیے یہ آدمی کے ایمان اور اسلام کے لیے ایک خطرناک چیز ہے۔

۳۔ ہاتھ اور زبان کا اس لیے خصوصی ذکر کیا کہ عمومی طور پر افعال کا صدور انہی دو سے ہوتا ہے۔ ورنہ اس حکم میں جسم کے سارے اعضاء شامل ہیں۔

54- بَابٌ فِي وَعِيدِ مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ

اپنے بھائی کو اس کے گناہ کی وجہ سے عار دلانے والے کے لیے وعید

2505: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَعْمَلَهُ)).

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے بھائی کو کسی گناہ کی وجہ سے عار دلاتا ہے تو وہ مرنے سے پہلے پہلے اس گناہ کا ارتکاب کر لیتا ہے۔''

قَالَ أَحْمَدُ مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ.

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انہوں نے کہا: ایسے گناہ کے متعلق جس سے وہ توبہ کر چکا ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ. وَخَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَرُوِيَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّهُ أَدْرَكَ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. وَمَاتَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَخَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ رَوَى عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ عَنْ مُعَاذٍ غَيْرَ حَدِيثٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، اس کی اسناد متصل نہیں۔ خالد بن معدان کی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ خالد بن معدان سے مروی ہے کہ انہوں نے ستر صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ اور خالد بن معدان نے معاذ بن جبل کے کئی ایک شاگردوں کے واسطے سے سیّدنا معاذ سے روایت کی ہے۔ اس حدیث کے علاوہ۔

حکم الحدیث: (موضوع) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٧٨، اس میں محمد بن الحسن کذاب ہے۔ ابن الجوزي في الموضوعات: ٨٢/٣

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدی: ٦/٢١٨١، تاريخ بغداد: ٢/٣٣٩۔ ٣٤٠

فوائد الحدیث: کسی بھی اپنے مسلمان بھائی کو بے عزت کرنے کے لیے اس کے کسی ایسے سابقہ گناہ پر اس کو عار دلانا جس سے وہ توبہ کر چکا ہے بہت بڑا گناہ ہے۔ کسی بھی مسلمان کی بے عزتی اور تحقیر کرنے کی سزا آخرت میں تو ہے ہی لیکن ایسے شخص کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کو اس دنیا میں ہی سزا نہ دے دے جو کہ خود اس جرم میں مبتلا ہونے کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے۔

55- بَابُ لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لأَخِيْكَ...

اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی ظاہر نہ کر

2506: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ [ح] قَالَ وَأَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ الْقَاسِمِ الْحَذَّاءُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمُهُ اللهُ وَيَبْتَلِيكَ)).

سیّدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی ظاہر نہ کر، اللہ اس پر رحم فرما دے گا اور تجھے (اس مصیبت میں) مبتلا کر دے گا۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَمَكْحُولٌ قَدْ سَمِعَ مِنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبِي هِنْدٍ الدَّارِيِّ وَيُقَالُ إِنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ.

مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے واثلہ بن اسقع، انس بن مالک اور ابو ہند الداری رضی اللہ عنہم سے سنا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں (مکحول) نے صرف انہی تین صحابہ کرام سے سنا ہے۔

وَمَكْحُولٌ شَامِيٌّ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ اللهِ وَكَانَ عَبْدًا فَأُعْتِقَ وَمَكْحُولٌ الأَزْدِيُّ بَصْرِيٌّ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ يَرْوِي عَنْهُ عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ.

مکحول شامی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے، وہ غلام تھے تو انہیں آزاد کر دیا گیا۔ اور مکحول ازدی بصری ہیں، انہوں نے عبداللہ بن عمر سے سنا ہے، اور عمارہ بن زاذان ان سے روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ مَكْحُولاً يُسْأَلُ فَيَقُولُ نَدَانَمْ.

علی بن حجر نے بیان کیا کہ اسماعیل بن عیاش نے ہم کو بیان کیا کہ تمیم بن عطیہ نے بیان کیا، میں نے مکحول کو اکثر سنا کہ جب بھی ان سے سوال کیا جاتا تو وہ یہی کہتے: 'ندانم' (میں نہیں جانتا)۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٤٨٥٦ التحقيق الثاني، اخرجه ابن حبان في المجروحين: ٢/٢١٣-٢١٤

تخریج الحدیث: حلية الاولياء: ٥/١٨٦، تاريخ بغداد: ٩٥/٩-٩٦

فوائد الحدیث: کسی بھی مسلمان بھائی کی پریشانی پر آدمی کو خوش نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کی پریشانی کو دور کرنے کے لیے اس سے ہر ممکن تعاون کرنا چاہیے یا کم از کم اس کے لیے آسانی کی دعا ہی کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے خوش ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو تو نجات دے دے اور اس مصیبت میں خوش ہونے والے کو مبتلا کر دے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے موقعہ پر یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به و فضلني على كثير ممن خلق تفضيلا (ترمذی ص ۲/۱۸۱)

"تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے اس مصیبت سے بچایا ہے جس میں اس نے تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی مخلوق میں سے بہت سے لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی ہو۔"

56- بَابٌ فِي فَضْلِ الْمَخَالَطَةِ مَعَ الصَّبْرِ عَلَى أَذَى النَّاسِ

لوگوں کی تکلیف پر صبر اور لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے کی فضیلت

2507: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الأَعْمَشِ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ شَيْخٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا كَانَ مُخَالِطًا النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ خَيْرٌ مِنَ الْمُسْلِمِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ)).

نبی ﷺ کے ایک صحابی نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی مسلمان لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی ایذا/تکلیف پر صبر کرتا ہے تو یہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی ایذا/تکلیف پر نہیں صبر کرتا۔"

قَالَ أَبُو مُوسَى قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كَانَ شُعْبَةُ يَرَى أَنَّهُ ابْنُ عُمَرَ.

ابو موسیٰ نے کہا: ابن ابی عدی نے کہا اس حدیث کے راوی کے متعلق شعبہ کا خیال ہے کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٠٣٥ اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٣٨٨، البيهقي: ١٠/٨٩

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٠٣٢، مسند احمد : ٥٠٢٢، شرح مشكل الآثار: ٥٥٤٣

فوائد الحدیث: معاشرے کی اجتماعی زندگی میں انسان کو مختلف قسم کے اچھے اور برے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اگر کسی سے آدمی کو تکلیف پہنچے تو خود صحیح عقائد و اعمال پر پختہ اور پکار ہتے ہوئے صبر کرنا چاہئے اسی میں بہتری اور خیر ہے۔
دوسروں کی تکلیف کی وجہ سے رھبانیت اختیار نہیں کر لینی چاہئے۔

57- بَابٌ فِي فَضْلِ صَلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ...

آپس میں دوستی رکھنے کی فضیلت

2508: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ هُوَ مِنْ وَلَدِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الأَخْنَسِيِّ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِيَّاكُمْ وَسُوءَ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّهَا الْحَالِقَةُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”باہمی عداوت سے بچو کیونکہ وہ (دین کو) مونڈ دینے والی ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((وَسُوءَ ذَاتِ الْبَيْنِ)). إِنَّمَا يَعْنِي الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ وَقَوْلُهُ ((الْحَالِقَةُ)). يَقُولُ إِنَّهَا تَحْلِقُ الدِّينَ.

آپ ﷺ کے اس فرمان کہ ((وَسُوءَ ذَاتِ الْبَيْنِ)). کا معنی ہے ”آپس میں عداوت و بغض“ اور آپ ﷺ کے فرمان ((الْحَالِقَةُ)) کا معنی ہے کہ ”وہ دین کو مونڈھ دیتی ہے۔“

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكاة: ٥٠٤١ التحقيق الثاني

فوائد الحدیث: انسان جب کسی دوسرے کے متعلق حسد اور بغض کا شکار ہوتا ہے تو پھر چغلی، غیبت اور سازش وغیرہ جیسے گناہوں میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے جو انسان کی نیکیوں کا بالکل صفایا کر دیتے ہیں جیسے سر کو منڈا کر ٹنڈ کرنے سے بالوں کا صفایا ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ مسلمانوں کو آپس میں تعلقات اچھے رکھنے چاہئیں اور باہمی عداوت و دشمنی سے گریز کرنا چاہئے۔

2509: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ)). قَالُوا بَلَى. قَالَ ((صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ)).

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ کے درجے سے بہتر عمل نہ بتاؤں؟“ انہوں نے عرض کیا، ضرور بتائیں، فرمایا: ”باہمی دوستی، کیونکہ باہمی دشمنی وہ (دین کو) مونڈ دینے والی ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.
وَيُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔
نبی ﷺ سے روایت کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ مونڈ دینے والی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بال مونڈ دیتی ہے لیکن وہ دین کو مونڈ دیتی ہے۔"

حکم الحدیث: (صحيح) غاية المرام: ٤١٤، المشكاة: ٥٠٣٨، التحقيق الثاني، بعض نے کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٩١٩، مسند احمد: ٢٧٥٠٨۔ صحيح ابن حبان: ٥٠٩٢

فوائد الحدیث: ا۔ لوگ جب آپس میں پیار، محبّت، الفت، ہمدردی اور خیر خواہی سے رہتے ہوں تو وہ معاشرہ پرامن اور پرسکون ہو جاتا ہے پھر آدمی نیکی پر عمل بھی پورے اطمینان اور سکون سے کر سکتا ہے اس لیے باہمی حسن سلوک کو نماز روزے سے بھی افضل عمل قرار دیا گیا ہے، ایک شخص عبادات تو بہت کرتا ہے لیکن حقوق العباد کا خیال نہیں رکھتا۔ تو قیامت کے دن وہ اپنی ساری نیکیاں ان حق داروں کو دیکر خالی ہاتھ ہو جائے گا اس سے بہتر نہ تھا کہ وہ دنیا میں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھتا۔

۲۔ اس نماز، روزے سے نفلی عمل مراد ہیں ورنہ فرائض کی ادائیگی تو آدمی کے ذمہ بذات خود اس کے ایمان اور اسلام کے لیے ضروری ہے کہ یہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہیں کہ انسان حسن سلوک کی آڑ میں فرائض کو ہی چھوڑ دے۔ جیسے بعض لوگوں نے رزق حلال عین عبادت ہے کی آڑ میں نماز روزے کو چھوڑ دیا ہے کہ جائز کام اور کاروبار کر کے حلال کمانا بھی عبادت ہے۔ استغفر اللہ، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اپنی اپنی حَیثیّت ہے دونوں کا اہتمام کرنا چاہئے۔

2510: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَرْبِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّ مَوْلَى الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِمَا يُثَبِّتُ ذَاكُمْ لَكُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)).

سیّدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "تم سے پہلی قوموں کی بیماری تمہاری طرف سرایت کر آئی ہے: حسد اور دشمنی وہ (دین کو) مونڈ دینے والی ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنّت میں نہیں جا سکتے حتیٰ کہ تم ایمان لے آؤ، اور تم مومن نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ تم باہم محبّت کرو، کیا میں تمہیں ایسی چیز کے متعلق نہ بتاؤں جس کے ذریعے تمہارے لیے یہ بات رُ محبّت ثابت ہو جائے: آپس میں سلام کو عام کرو (کثرت سے السّلام علیکم کہو)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي رِوَايَتِهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ.

امام ترمذی نے کہا: اس حدیث کی یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کرنے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض نے اسے یحییٰ بن ابی کثیر عن یعیش بن ولید عن مولیٰ زبیر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے اس میں عن زبیر کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ١٢/٣، الارواء الغليل: ٢٣٨، تخريج مشكلة الفقر: ٢٠، غاية المرام: ٤١٤، صحيح

الادب: ۱۹۷، بعض کے نزدیک ضعیف ہے کہ اس میں مولیٰ الزبیر مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مجمع الزوائد: ۸/۳۰، مسند احمد : ۱٤۱۲، ۱٤۳۰، ۹۰۸٤ صحیح مسلم: ٥٤

فوائد الحدیث: ۱۔ بغض اور حسد نیکیوں کو مٹا دیتے ہیں اس لیے ان سے بچنا چاہئے۔

۲۔ جنّت میں جانے کے لیے ایمان اور ایمان کے لیے باہمی محبّت اور باہمی محبّت کے لیے پہلا دروازہ اور دلیل آپس میں سلام زیادہ پھیلانا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم "السلام علیکم" کے کلمات کو عام کریں، آتے جاتے، جاننے والے اور اجنبی سب کو سلام کہیں بلکہ سلام کہنے میں پہل کی کوشش کریں۔

58- بَابٌ فِي عَظْمِ الْوَعِيْدِ عَلَى الْبَغْيِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ

سرکشی اور قطع رحمی پر وعید کی سنگینی

2511: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ)).

سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سرکشی اور قطع رحمی کے علاوہ ایسا کوئی اور گناہ نہیں جو اس لائق ہو کہ اس کا ارتکاب کرنے والے کو دنیا میں سزا دینے کے ساتھ ساتھ اس کے لیے آخرت میں بھی ذخیرہ کر لیا جائے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۹۱۸، اخرجه ابو يعلى: ٤٥۱۲، الحاكم: ۳٥٦/۲

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤۹۰۲، سنن ابن ماجه: ٤۲۱۱، مسند احمد : ۲۰۳۷٤، صحیح ابن حبان: ٤٥٥، ٤٥٦

فوائد الحدیث: بعض گناہ ایسے ہیں جو چھوٹی موٹی نیکی سے معاف ہو جاتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ دنیا میں کوئی پریشانی یا بیماری آجائے تو وہ اس کے عوض میں معاف ہو جاتے ہیں لیکن بعض گناہ ایسے بھی ہیں کہ ان کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی عذاب ہوگا اور وہ ہیں ۱۔ ظلم و سرکشی ۲۔ قطع رحمی۔

(۱) **ظلم و سرکشی:** ظلم خواہ کسی قسم کا ہو جانی، مالی یا صاحب اختیار کا اپنے اختیارات کو ظلماً اختیار کرتے ہوئے اپنے ماتحتوں کو اذیت دینا یا ان کی ترقی میں رکاوٹ کا باعث بننا وغیرہ۔

(۲) **قطع رحمی:** آدمی کے کسی / غلط عمل یا کردار کی وجہ سے رشتے داروں کا آپس میں ٹوٹ جانا یا میل ملاقات اور بول چال کا ختم ہو جانا "قطع رحمی" کہلاتا ہے۔ لیکن اگر کسی کے عقیدہ توحید یا عمل بالسنّۃ کی وجہ سے کوئی ناراض ہو کر قطع تعلقی کرتا ہے یا ایک موحد اور متبع سُنت اپنے کسی مشرک اور بدعتی رشتے دار کے شرکیہ امور اور بدعات میں شامل نہیں ہوتا اور وہ اس سے قطع تعلقی کر لیتا ہے تو ان دونوں صورتوں میں یہ مومن، موحد اور متبع سُنت گنہگار نہیں بلکہ اس کا مشرک اور بدعتی رشتہ دار اس قطع تعلقی کا ذمہ دار ہوگا۔ لہٰذا ہمیں ان دونوں گناہوں ظلم و زیادتی اور قطع رحمی سے خصوصی طور پر اجتناب کرنا چاہئے۔

59- بَابُ انْظُرُوْا إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ

اپنے سے نچلے درجے کے لوگوں کی طرف دیکھو

2512: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيهِ كَتَبَهُ اللهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ لَمْ تَكُونَا فِيهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا مَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَاقْتَدَى بِهِ وَنَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلَى مَنْ هُوَ دُونَهُ فَحَمِدَ اللهَ عَلَى مَا فَضَّلَهُ بِهِ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلَى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَنَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَأَسِفَ عَلَى مَا فَاتَهُ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”دو خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہوں اللہ اسے شاکر، صابر لکھ دیتا ہے، جس میں یہ دونوں خصلتیں نہ ہوں تو اللہ اسے شاکر لکھتا ہے نہ صابر: جس نے دین کے معاملے میں اپنے سے برتر (بہتر) شخص کی طرف دیکھا اور اس کی اقتدا کی، اور جس نے دنیا کے معاملے میں اپنے سے کم تر درجے والے کی طرف دیکھا اور اللہ نے اس پر اسے جو فضیلت دی ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا، اللہ اسے شاکر اور صابر لکھ دیتا ہے، اور جس نے دین کے معاملے میں اپنے سے نچلے درجے والے کی طرف اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے برتر شخص کی طرف دیکھا اور جو چیز اسے نہیں ملی اس پر افسوس کیا تو اللہ اسے شاکر لکھتا ہے نہ صابر۔“

أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ الرَّجُلُ الصَّالِحُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا الْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہم کو موسیٰ بن حزام (ایک نیک صالح آدمی) نے حدثنا علی بن اسحق اخبرنا عبداللہ بن المبارک اخبرنا المثنی بن الصباح عن عمرو بن شعیب عن جدہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَمْ يَذْكُرْ سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ سوید بن نصر نے اپنی روایت میں عن ابیہ کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ٦٣٣ و ١٩٢٤، ضعيف الترمذي: ٤٥١، المثنیٰ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: شرح السنة: ٤١٠٢، كتاب الشكر لابن ابى الدنيا: ٢٠٤، عمل اليوم والليلة لابن السنى: ٣٠٩

فوائد الحدیث: ”صبر و شکر“ دو ایسی خوبیاں ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی قدر و قیمت ہے۔ اور جس میں یہ دونوں ہی جمع ہو جائیں تو سبحان اللہ! اس شخص کے مقدر کے کیا کہنے، گویا کہ اس نے ایمان کی لازوال دولت کو پالیا۔ اور جنّت کا حق دار ٹھہرا۔

لیکن یہ انسان کو اس وقت حاصل ہوگی کہ جب دین کے معاملے میں اپنے سے بہتر لوگوں کو دیکھے اور پھر ان جیسا نیک، نمازی، روزے دار اور سخی وغیرہ بننے کی کوشش کرے اور دنیاوی معاملات میں اپنے سے کم تر اور کمزور کو دیکھے جس کے پاس اس جیسا مال، عزت، شہرت اور جاہ و جلال، اقتدار و اختیار نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اسے دوسروں کی بہ نسبت ان نعمتوں سے نوازا ہے۔

2513: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((انْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ)).

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے جو کم درجے والا ہے اس کی طرف دیکھو اور تم سے جو زیادہ درجے والا ہے اس کی طرف نہ دیکھو، کیونکہ یہ لائق تر ہے کہ تم اللہ کی اس نعمت کو حقیر نہ جانو جو اس نے تم پر انعام کی ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الاوسط: ٢٣٦٤، البغوي: ٤١٠، صحيح الترمذي: ٢٠٤٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤٩٠، صحیح مسلم: ٢٩٦٣، سنن ابن ماجه: ٤١٤٢، مسند احمد : ٧٣١٩، ٧٤٤٩، صحيح ابن حبان: ٧١١

فوائد الحدیث: انسان جب کسی کو دنیاوی مال و دولت اور جاہ و جلال کے اعتبار سے اپنے سے بڑھ کر دیکھتا ہے تو اسے اپنے لیے محرومی کا احساس ہوتا ہے اور بجائے اس کے کہ وہ اپنے پاس موجود نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اللہ کریم کے گلے شکوے اور اس کی نعمتوں پر ناشکری کا ارتکاب کر گزرتا ہے اس لیے فرمایا کہ اپنے سے برتر نہیں بلکہ اپنے سے کم تر کو دیکھو تاکہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر ہو اور تم اللہ کریم کا شکر یہ ادا کرو۔

لیکن دینی معاملات اور نیکی کے امور میں ہمیشہ اپنے سے اوپر والے کو دیکھنا چاہیے تاکہ اس کے برابر ہونے کی کوشش میں یہ شخص بھی نماز، روزے، سخاوت اور ہر قسم کی نیکی کا زیادہ اہتمام کرے۔

60- بَابُ حَدِيْثِ حَنْظَلَةَ

حنظلہ رضی اللہ عنہ کی روایت

2514: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ [ح] قَالَ وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ الْمَعْنَى وَاحِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ حَنْظَلَةَ الأُسَيِّدِيِّ وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَبْكِي فَقَالَ مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا أَبَا بَكْرٍ نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا إِلَى الأَزْوَاجِ وَالضَّيْعَةِ نَسِينَا كَثِيرًا. قَالَ فَوَاللهِ إِنَّا لَكَذَلِكَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

سیّدنا حنظلہ اُسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو کہ کاتبین وحی میں سے تھے، کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ (خود) رو رہے تھے، انہوں نے فرمایا: حنظلہ! تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: ابو بکر! حنظلہ منافق ہو گیا، ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہوتے ہیں، آپ ﷺ ہمیں جہنم اور جنّت کے ذریعے نصیحت کرتے ہیں گویا کہ وہ ہم دیکھ رہے ہو، جب ہم واپس آجاتے ہیں تو ازواج و سامان کے ساتھ مشغول ہو جاتے ہیں اور ہم بہت کچھ بھول جاتے ہیں، انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہماری بھی یہی کیفیت ہے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

فَانْطَلَقْنَا فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ)). قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللهِ نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالضَّيْعَةَ وَنَسِينَا كَثِيرًا. قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ تَدُومُونَ عَلَى الْحَالِ الَّذِي تَقُومُونَ بِهَا مِنْ عِنْدِي لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِي مَجَالِسِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ وَعَلَى فُرُشِكُمْ وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً وَسَاعَةً)).

ہم چلے جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: ”حنظلہ! تمہارا کیا معاملہ ہے؟“ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! حنظلہ منافق ہو گیا، ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے ہیں تو آپ جہنم اور جنت کے ذریعے ہمیں نصیحت فرماتے ہیں حتیٰ کہ ہماری یہ کیفیت ہوتی ہے گویا کہ ہم دیکھ رہے ہیں، جب ہم واپس جاتے ہیں تو ازواج اور مال و متاع کے ساتھ مصروف ہو جاتے ہیں اور بہت کچھ بھول جاتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہاری وہی حالت رہے جس حالت پر تم میرے پاس ہوتے ہو تو فرشتے تمہاری مجلسوں میں، تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کرتے، لیکن حنظلہ! وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٠٤١، اخرجه الطبراني في الكبير: ٣٤٩١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٥٠، سنن ابن ماجه: ٤٢٣٩، مسند احمد: ١٧٦٠٩

فوائد الحدیث: ۱- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی ہر الجھن کا حل رسول اللہ ﷺ سے کرواتے تھے۔ جیسا کہ سیّدنا ابو بکر صدیق اور سیّدنا حنظلہ رضی اللہ عنہما نے اپنے خدشے کا اظہار آپ ﷺ کے سامنے کر کے کیا ہے۔

۲۔ کوئی بھی مومن شخص ہر وقت ایک جیسی حالت میں نہیں رہتا کبھی وہ ایمان کے اعلیٰ درجے پر ہوتا ہے تو کبھی دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے اس میں کمی بھی آجاتی ہے اور خود ناطق وحی ﷺ نے ایسی حالت کو ایمان کی حالت ہی قرار دیا ہے۔

تو جو لوگ ”ایمان میں کمی اور زیادتی نہ ہونے کا“ نسخہ بیچ کر لوگوں کو غیر شعوری طور پر بے عملی کی ترغیب دے رہے ہیں انہیں اپنے طرز عمل کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ جب آدمی کو یہ معلوم ہو کہ نیکی کرنے سے اس کے ایمان میں اضافہ نہیں ہوتا اور گناہ کرنے سے اس کے ایمان میں کمی کوئی نہیں آتی یعنی میں ہر حال میں ایک جیسا ہی ثابت و کامل مُسلمان ہوں تو وہ بے عمل بلکہ بد عمل نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا۔ فافهم و تدبر

2515: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو وہ اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٧٣، اخرجه البغوي: ٣٤٧٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۳، صحیح مسلم: ٤٥، سنن ابن ماجه: ٦٦، سنن النسائی: ۸/۱۱۵، مسند احمد: ۱۲۸۰۱، صحیح ابن حبان: ۲۳٤

فوائد الحدیث: ہر مومن مسلمان کو اپنے دوسرے مومن مسلمان بھائی کے لیے انہی نعمتوں، سہولتوں اور آسائشوں کو پسند کرنا چاہئے جو وہ اپنے لیے چاہتا ہے، خواہ وہ نعمتیں دنیا کی ہوں یا آخرت کی۔

2516: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْمَعْنَى وَاحِدٌ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ ((يَا غُلَامُ! إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ایک دن نبی ﷺ کے پیچھے (سواری پر سوار) تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے! میں تمہیں کچھ کلمات سکھاتا ہوں، اللہ کو یاد رکھ وہ تمہیں یاد رکھے گا، اللہ کو یاد رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا، جب تو مانگے تو اللہ سے مانگ، جب تو مدد طلب کرے تو اللہ سے مدد طلب کر، جان لے کہ اگر ساری امت تجھے کچھ فائدہ پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اگر وہ سارے تجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہیں تو وہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے، قلمیں اٹھا لی گئیں اور رجسٹر خشک ہو گئے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج المشکاة: ۵۳۰۲، ظلال الجنة: ۳۱٦-۳۱۸

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۲٦٦۹

فوائد الحدیث: ۱۔ جو شخص یہ عقیدہ اپنا لے کہ نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اس ذات کے علاوہ نہ کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے تو پھر وہ شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا نہ ہی اس ذات کے سوا کسی سے مانگتا ہے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی سے ڈرتے ہوئے شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے مخلص بندے کی حفاظت فرماتے ہیں، وہ جب سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کر لیتے ہیں اور کسی بھی موقعہ پر اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتے۔

۲۔ اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول فرمائے اور ہماری مدد فرمائے ہمیں ہر قسم کے دنیا و آخرت کے نقصانات سے بچائے تو پھر ہمیں عقیدہ توحید اپنانا چاہئے اور عقیدہ توحید پر ہی پختگی اور استقامت اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہی زندگی بسر کرنی چاہئے۔ و باللہ التوفیق

61- بَابُ حَدِيْثِ اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ...

اس (اونٹ) کو باندھ اور توکل کر

2517: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ أَبِي قُرَّةَ السَّدُوسِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ! أَعْقِلُهَا وَأَتَوَكَّلُ أَوْ أُطْلِقُهَا وَأَتَوَكَّلُ قَالَ ((اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں اس کو باندھوں اور توکل کروں یا اس کو کھلا چھوڑ دوں اور توکل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو باندھ اور توکل کر۔''

قَالَ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ يَحْيَى وَهَذَا عِنْدِي حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

عمرو بن علی نے کہا کہ یحییٰ کہتے ہیں میرے نزدیک یہ روایت منکر ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث انس کی روایت سے غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور عمرو بن امیہ ضمری کے واسطے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكلة: ٢٢، اخرجه ابو نعيم في الحلية: ٨/٣٩٠

تخریج الحدیث: التوكل لابن ابى الدنيا: ١١، حلية الاولياء: ٨/٣٩٠، شعب الايمان للبيهقى: ١٢١٢

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے جن امور اور معاملات کے لیے جو جو اسباب پیدا فرمائے ہیں انہیں اختیار کر کے اس کے نتیجے اور رزلٹ کے لیے اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا چاہئے نہ کہ ''توکل'' کے نام پر اسباب چھوڑ دیے جائیں کیونکہ اسباب میں بھی اثر اللہ تعالیٰ ہی پیدا فرماتے ہیں مثلاً بیماری کے لیے دوا ایک سبب ہے اگر کوئی بیمار ہو جائے تو اسے دوائی استعمال کر لینی چاہئے اور شفا کے لیے دوائی کے بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہئے کیونکہ دوائی میں شفا کا اثر اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنا ہے وہ چاہے تو پیدا کرے چاہے تو نہ کرے۔ اسباب کو چھوڑ کر رزلٹ کی امید رکھنا توکل نہیں بلکہ مایوسی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

2518: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَا حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ ((دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ)). وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ. قَالَ وَأَبُو الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ رَبِيعَةُ بْنُ شَيْبَانَ.

ابو حوراء سعدی نے بیان کیا، میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا یاد رکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ یاد کیا ہے: ''وہ چیز جو تجھے شک میں ڈال دے اسے چھوڑ دے اور جو چیز شک میں نہ ڈالے اسے اختیار کر، یقیناً صدق باعث اطمینان اور جھوٹ شک ہے'' ابو حوراء سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ربیعہ بن شیبان ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ہم کو بندار نے حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن برید کی سند سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٢، ٢٠٧٤، الظلال : ١٧٩، الروض النضير: ١٥٢

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٣٢٧/٣٢٨،٨، مسند احمد : ١٧٢٣، صحيح ابن حبان: ٧٢٢

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی عبادات میں یا دیگر معاملات میں اگر کسی شخص کو یہ شک پڑ جائے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز تو ایسی صورت میں جو یقین والی بات ہو اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اور شک والے معاملے کو چھوڑ دینا چاہئے۔ کیونکہ یقین میں اطمینان ہوتا ہے اور شک میں بے چینی، اسی طرح سچ میں اطمینان ہوتا ہے اور جھوٹ میں تشویش اور اضطراب، لہٰذا سچ اور یقین کو اپنانا چاہئے اور بے یقینی اور جھوٹ کو چھوڑ دینا چاہئے۔

2519: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نُبَيْهٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِعِبَادَةٍ وَاجْتِهَادٍ وَذُكِرَ عِنْدَهُ آخَرُ بِرِعَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا تَعْدِلُ بِالرِّعَةِ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی کا عبادت واجتہاد کے حوالے سے ذکر کیا گیا اور دوسرے آدمی کا ورع و تقویٰ کے حوالے سے ذکر کیا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اس (عبادت) کو ورع و تقویٰ کے برابر نہ کرو۔"

وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ مِنْ وَلَدِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَهُوَ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

عبداللہ بن جعفر، مدنی ہیں، یہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ اور مسور بن مخرمہ کی اولاد میں سے ہیں۔
امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ٤٨١٧، ضعيف الترمذي: ٤٥٢، محمد بن عبدالرحمن مجہول ہے۔

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس میں بیان کردہ مسئلہ کی نوعیت بھی درست نہیں کیونکہ ہر عبادت کا نتیجہ اور رزلٹ تو تقویٰ و پرہیز گاری ہے اس لیے عبادت اور پرہیز گاری دونوں مد مقابل نہیں ہوں گے بلکہ جو شخص جتنا عبادت گزار ہوگا اس میں اسی تناسب سے تقویٰ وورع بھی آئے گا۔

2520: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَأَبُو زُرْعَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ هِلَالِ بْنِ مِقْلَاصٍ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِي سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ هَذَا الْيَوْمَ فِي النَّاسِ لَكَثِيرٌ. قَالَ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے پاکیزہ / حلال کھانا کھایا، سُنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں تو وہ جنتی ہے۔" ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! یہ تو دور حاضر میں لوگوں میں بہت زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد کے زمانوں میں بھی ہوں گے۔"

((وَسَيَكُونُ فِي قُرُونٍ بَعْدِي)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے حدیث اسرائیل کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ وَلَمْ يَعْرِفِ اسْمَ أَبِي بِشْرٍ.

یحییٰ بن ابو بکر نے اس اسناد سے اسرائیل سے اسی مانند روایت کیا ہے، میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اسے صرف حدیث اسرائیل کے حوالے ہی سے جانا اور ابو بشر کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ١٧٨، التعليق الرغيب: ١/٤١، ابی بشر مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: العلل الكبير: ٢/٨٤٣، مستدرک حاكم: ٤/١٠٤، تهذيب الكمال: ٧٧/٣٣-٧٨

فوائد الحدیث: رزق حلال کمانے والا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی بسر کرنے والا کہ جس کے شر سے دوسرے لوگ محفوظ ہوں، ہی جنّت کا حق دار ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنی زندگی شریعت محمدیہ کے مطابق گزارنے، رزق حلال کمانے اور دوسروں کو ہمیشہ راحت و سکون پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

2521: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ وَأَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَنْكَحَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ إِيمَانَهُ)).

سہل بن معاذ بن انس جہنی نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی خاطر کسی کو دیا اور اللہ کی خاطر روک لیا، اللہ کی خاطر محبّت کی اور اللہ کی خاطر دشمنی کی اور اللہ کی خاطر نکاح کرایا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١/١١٣، اخرجه ابو يعلى: ١٤٨٥، والحاكم: ٢/١٦٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٥٦١٧، سنن ابو داود: ٤٦٨١

فوائد الحدیث: ا۔ جس شخص کے دین و دنیا کے سارے معاملات اپنی خواہشات، برادری یا علاقے کی ثقافت، رسم و رواج یا فقہی و گروہی تقلید کی وجہ سے نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی اطاعت و فرمانبرداری میں اس کی رضا و خوشنودی کی خاطر ہوں اس کا ایمان ہی مکمل ہے، باقی لوگوں کو تکمیل ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

۲۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کا ایمان مکمل ہوتا ہے اور کچھ وہ بھی جن کا ایمان مکمل نہیں ہوتا، ہر کسی کا ایمان برابر نہیں، کم یا زیادہ بھی ہے۔ فافهم و تدبر

2522: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ

مُوسَى: أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالثَّانِيَةُ عَلَى لَوْنِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلَى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً، يَبْدُو مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ لَحْمِهَا"

آپ ﷺ نے فرمایا: "پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی صورت پر جنّت میں داخل ہوگا، دوسرا گروہ آسمان پر چمکنے والے بہترین ستارے کی صورت پر، ان میں سے ہر شخص کے لیے دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی کے لیے ستر پوشاک ہوں گے اور اس کی پنڈلی کا گودا اس کے پس پردہ سے نظر آئے گا۔"

قَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٧٣٦، بعض کے نزدیک اس میں عطیہ العوفی ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: مومن آدمی کے لیے جنّت میں نعمتوں کے مختلف درجات دنیاوی ایمان و عمل کے مختلف درجات کی وجہ سے ہی ہوں گے جو اس بات کی دلیل ہے کہ تمام لوگوں کا ایمان برابر نہیں اگر برابر ہوتا تو جنّت میں درجات بھی ایک جیسے ہوتے، کیونکہ ایمان عمل ہی کا نام ہے۔

36

أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

جنّت کی صفات کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَجَرِ الْجَنَّةِ

جنّت کا درخت

2523: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنّت میں ایک درخت ہے سوار اس کے سائے میں سو سال چلتا رہے گا۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ.

اس باب میں سیّدنا انس اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٠٤٨، اخرجه الطبري في تفسيره: ١٨٣/٢٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٢٥٢، صحیح مسلم: ٢٨٢٦، سنن ابن ماجه: ٤٣٣٥، سنن النسائی فی الکبری: ١١٥٦٤، مسند احمد: ٧٤٩٨

2524: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَقَالَ ذَلِكَ الظِّلُّ الْمَمْدُودُ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنّت میں ایک درخت ہے سوار اس کے سائے میں سو سال چلتا رہے گا اور وہ اسے ختم (طے) نہیں کر سکے گا۔ فرمایا: اور یہی ”الظل الممدود“ ”سایہ پھیلا دیا گیا“ ہے (جو قرآن مجید میں مذکور ہے)۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو سعید کی روایت سے

حکم الحدیث: (صحیح) حدیث صحیح ہے دیکھیں بخاری۔ اگرچہ اس کی سند میں عطیہ عوفی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٨٨١، صحیح ابن حبان: ٧٤١١

2525: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْفُرَاتِ الْقَزَّازُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ إِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنّت کے ہر درخت کا تنا سونے کا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو سعید کی حدیث سے

حکم الحدیث: (صحیح) التعلیق الرغیب: ٤/٢٥٧، اخرجه الخطیب في تاریخه: ٥/١٠٨، والمزي في تهذیب الکمال: ٩/٤٥٤

تخریج الحدیث: صحیح ابن حبان: ٧٤١٠

فوائد الحدیث: ١۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں کے لیے جو آخری ٹھکانہ اور منزل تیار کی ہے اس کا نام جنّت ہے، اس کے مختلف درجات ہیں سب سے اعلیٰ مقام کا نام جنّت الفردوس ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشادِ فرمایا کہ تم اپنے اللہ سے جنّت الفردوس کا سوال کیا کرو۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

قال الله تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر واقراؤا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین۔ (بخاری ص ١ر ٤٦٠ باب بدء الخلق)

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ (نعمتیں) تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں۔ کسی کان نے سنی نہیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا ہے۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) اگر تم چاہو تو پڑھ لو" تو کوئی جان نہیں جانتی جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے پوشیدہ رکھا گیا ہے"

اس لیے قرآن مجید یا احادیث میں جنّت کی جن جن نعمتوں کا ذکر ہوا ہے ان پر بس ایمان لانا ضروری ہے۔ باقی ان کی کیفیت، رنگ، ذائقہ وغیرہ ان شاء اللہ العزیز جنّت میں داخلے کے بعد دیکھیں گے۔ اللهم انا نسئلك جنة الفردوس

اللہ پاک اپنی رحمت اور فضل و کرم سے مجھے، میرے والدین، اساتذہ کرام، اولاد، بیوی، تلامذہ، محبین و دینی و اسلامی متعلقین اور ہر اس شخص کو جس کا میری تعلیم میں کسی لحاظ سے بھی کوئی حصہ ہے جنّت الفردوس کی نعمتیں عطا فرمائے (آمین)

٢۔ احادیث الباب میں جنّت کے درختوں کا تذکرہ ہے کہ:

(١) ان کے بڑے طویل سائے ہوں گے جنہیں گھڑ سوار آدمی سو سال میں بھی طے نہیں کر سکے گا۔

(٢) جنّت کے درختوں کے تنے سونے کے ہوں گے۔ سبحان اللہ

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَنَعِيمِهَا

جنّت اور اس کی نعمتیں

2526: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ عَنْ زِيَادٍ الطَّائِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَنَا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ رَقَّتْ قُلُوبُنَا وَزَهِدْنَا فِي الدُّنْيَا وَكُنَّا مِنْ أَهْلِ الآخِرَةِ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ فَآنَسْنَا أَهَالِيَنَا وَشَمَمْنَا أَوْلَادَنَا أَنْكَرْنَا أَنْفُسَنَا.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہمیں کیا ہے کہ جب ہم آپ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم پڑ جاتے ہیں، ہم دنیا سے بے رغبت ہو جاتے ہیں اور ہم آخرت والوں میں سے ہو جاتے ہیں، جب ہم آپ ﷺ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور اپنے اہل سے مانوس ہو جاتے ہیں اور اپنی اولاد کے ساتھ مشغول ہو جاتے ہیں، تو ہم اپنے آپ کو بدلا ہوا محسوس کرتے ہیں؟

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ أَنَّكُمْ تَكُونُونَ إِذَا خَرَجْتُمْ مِنْ عِنْدِي كُنْتُمْ عَلَى حَالِكُمْ ذَلِكَ لَزَارَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَجَاءَ اللهُ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ حَتَّى يُذْنِبُوا فَيَغْفِرَ لَهُمْ)).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میرے پاس سے جاتے ہو اگر تم اسی حالت پر رہو جس حالت پر میرے پاس ہوتے ہو تو فرشتے تمہارے گھروں میں تمہاری زیارت کریں، اور اگر تم گناہ نہ کرو تو پھر اللہ نئی مخلوق لے آئے گا تاکہ وہ گناہ کریں اور وہ انہیں بخش دے۔“

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ ((مِنَ الْمَاءِ)). قُلْنَا الْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا قَالَ ((لَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الأَذْفَرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوتُ وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ يَدْخُلُهَا يَنْعَمُ وَلَا يَبْأَسُ وَيُخَلَّدُ وَلَا يَمُوتُ لَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ)).

میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مخلوق کی کس چیز سے تخلیق کی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پانی سے“ ہم نے عرض کیا: جنت کی تعمیر کس چیز سے ہے؟ فرمایا: ”ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی، اس کا گارا / پلستر اذفر کستوری کا ہے، اس کے سنگ ریزے ہیرے یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ جو اس میں جائے گا وہ ناز و نعم حاصل کرے گا اور کبھی تکلیف میں نہیں ہوگا، ہمیشہ رہے گا کبھی فوت نہیں ہوگا، ان کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے نہ ان کی جوانی ختم ہوگی۔“

ثُمَّ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الإِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حِينَ يُفْطِرُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفَتَّحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ)).

پھر فرمایا: ”تین قسم کے لوگوں کی دعا رد نہیں ہوتی: عادل حکمران، روزہ دار جس وقت وہ افطار کرتا ہے اور مظلوم کی دعا بلند کرتا ہے، اسے بادلوں کے اوپر اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں تمہاری ضرور مدد کروں گا خواہ کچھ

دیر بعد۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ الْقَوِيِّ وَلَيْسَ هُوَ عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ بِإِسْنَادٍ آخَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد اس قدر قوی نہیں اور وہ میرے نزدیک متصل نہیں۔ اور یہ حدیث دوسری سند کے ساتھ سیّدنا ابوہریرہ کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح دُوْنَ قَوْلِهِ: مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ) "مخلوق کو کس چیز سے پیدا کیا گیا" کے الفاظ کے علاوہ باقی حدیث صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٨٠٤٣، سلسلة الصحيحة: ٦٩٢/٢، غاية المرا: ٣٧٣، بعض کے نزدیک ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ۱۔ مومن ہر وقت ایک حالت پر نہیں رہتا اور نہ ہی اس کے ایمان کی کیفیت ایک جیسی رہتی ہے۔
(تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۵۱۴ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

۲۔ انسان سے گناہ ہو سکتا ہے لیکن اس کو فوراً توبہ کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے۔

۳۔ ہر جان دار چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے۔

۴۔ جنّت کے در و دیوار اور زمین کا تذکرہ ہے اس کی عمارتیں سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنائی گئی ہیں جن میں کستوری کا گارا استعمال ہوا ہے اس کی کنکریاں ہیرے اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران کی ہے۔

۵۔ جنّت میں جانے والوں کے کپڑے بوسیدہ اور جوانی ختم نہیں ہوگی، نہ ہی انہیں وہاں موت آئے بلکہ وہ اس میں خوش و خرم ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

۶۔ تین خوش نصیب ایسے ہیں جن کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے:
۱۔ عدل و انصاف کرنیوالا حکمران، خواہ کسی بھی حیثیّت میں ہو۔
۲۔ روزے دار کی افطاری کے وقت کی ہوئی دعا۔
۳۔ مظلوم آدمی، کہ اس کی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں عرش پر پہنچے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ غُرَفِ الْجَنَّةِ

جنّت کے بالاخانے

2527: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرَفًا يُرَى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا)). فَقَامَ إِلَيْهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلَّى لِلّٰهِ

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنّت میں ایسے کمرے / بالاخانے ہیں کہ ان کا بیرونی حصہ ان کے اندرونی حصے سے اور اندرونی حصہ بیرونی حصے سے نظر آتا ہوگا۔" ایک اعرابی کھڑا ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے نبی! وہ کن کے لیے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ اس شخص کے لیے ہیں جس نے اچھا کلام کیا، کھانا کھلایا، ہمیشہ روزہ

بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ)).

رکھا اور رات کے وقت جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں نماز (تہجد) پڑھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ هَذَا مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَهُوَ كُوفِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ الْقُرَشِيُّ مَدَنِيٌّ وَهُوَ أَثْبَتُ مِنْ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ بعض محدثین نے اس عبدالرحمن بن اسحاق پر اس کے حفظ کے حوالے سے جرح کی ہے۔ اور وہ کوفی ہے جبکہ عبدالرحمٰن بن اسحاق قرشی مدنی ہے اور وہ اس سے زیادہ ثبت ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ٢/٤٦، المشكاة: ١٢٣٣، بعض کے نزدیک ضعیف ہے دیکھیں ۱۹۸۴۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٨٥، مسند احمد : ١٢٦٨٩، صحيح ابن حبان: ٥٥١

فوائد الحدیث: جنّت کے بالاخانوں کی خوبصورتی بیان کی گئی ہے مگر ملیں گے ان کو جو:

۱۔ اچھی پاکیزہ اور باحیا گفتگو کرنے والے۔

۲۔ ضرورت مندوں کو کھانا کھلانے والے۔

۳۔ کثرت سے نفلی روزے رکھنے والے۔

۴۔ نماز تہجد کا اہتمام کرنے والے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو یہ خوبیاں اپنا کر ان بالاخانوں کو اپنے نام الاٹ کروانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

2528: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ جَنَّتَيْنِ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا مِنْ فِضَّةٍ وَجَنَّتَيْنِ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا مِنْ ذَهَبٍ وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنّت میں دو باغ ہیں، ان کے برتن اور ان کی ہر چیز چاندی کی ہے، اور دو باغ ان کے برتن اور ان کی ہر چیز سونے کی ہے، لوگوں اور ان کے رب کی زیارت کے درمیان جنّت عدن (سدا بہار جنت) میں اس کے چہرے پر کبریائی کی چادر ہے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ دُرَّةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلاً فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْآخَرِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ)).

اسی سند سے نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں خالی موتی کا ایک خیمہ ہے، اس کا عرض ساٹھ میل ہے اور اس کے ہر زاویے / کونے میں اہل رہتے ہیں وہ دوسروں کو نہیں دیکھیں گے کہ مومن ان سے تعلق زن و شو قائم کرے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى قَالَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ ابو عمران جونی کا نام عبدالملک بن حبیب ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا يُعْرَفُ اسْمُهُ. وَأَبُو مُوسَى الأَشْعَرِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ قَيْسٍ وَأَبُو مَالِكٍ الأَشْعَرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ.

فرماتے ہیں ابو بکر بن ابی موسی کا نام معلوم نہیں ہوسکا، ابو موسیٰ اشعری کا نام عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہے، اور ابو مالک اشعری کا نام سعد بن طارق بن اشیم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، اخرجه عليه الطيالسي: ٥٢٩، ابن ابي شيبة: ١٤٨/١٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٨٧٨، صحیح مسلم: ١٨٠، سنن ابن ماجه: ١٨٦، سنن النسائی فی الکبری: ٧٧٦٥، ١١٤٤١، مسند احمد : ١٩٦٨٢، صحیح ابن حبان: ٧٣٨٦

ب۔ صحیح بخاری: ٣٢٤٣، ٤٨٧٩، صحیح مسلم: ٢٨٣٨، سنن النسائی الکبری: ١١٥٦٢، مسند احمد : ١٩٥٧٦، ١٩٦٨١، صحیح ابن حبان: ٧٣٩٥

فوائد الحدیث: ا۔ جنّت کے باغات میں سے دو باغ ایسے ہوں گے جن کی ہر چیز، برتن وغیرہ سونے کے ہوں گے۔ اور دو باغ ایسے ہوں گے جن کی ہر چیز چاندی کی ہوگی۔

۲۔ "جنّت عدن" کے باسیوں کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سعادت میسر ہوگی۔ جب چاہیں گے زیارت کریں گے۔ سبحان اللہ۔

اللهم انا نسئلك لذة نظرة وجهك يارب العالمين۔

جنّت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار سب بڑی نعمت ہے ان شاء اللہ ہر وہ شخص دیدار الٰہی سے سعادت مند ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے چہرے پر بغیر کسی تاویل و تشبیہ یا تمثیل کے ایمان لاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا عزت و اکرام والا چہرہ ہے جس پر کبریائی کی چادر کا پردہ ہے۔

۲۔ جنّت میں بڑے بڑے وسیع و عریض محلات ہوں گے۔ پھر ان محلات کے اندر بھی ایسے بنگلے اور کوٹھیاں ہونگی جن میں جنتیوں کے اہل خانہ ہوں گے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ دَرَجَاتِ الْجَنَّةِ

جنّت کے درجات

2529: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنّت میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان سو سال (کی مسافت) ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٢٢، المشكاة: ٥٦٣٢، اخرجه الحاكم: ٨٠/١، والبغوي: ٢٦١٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٧٩٠، صحیح ابن حبان: ٤٦١١، مسند احمد : ٧٩٢٣

2530: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے رمضان کے روزے رکھے، (پانچوں) نمازیں پڑھیں اور بیت اللہ کا حج کیا، (راوی نے کہا) میں نہیں

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَصَلَّى الصَّلَوَاتِ وَحَجَّ الْبَيْتَ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ الزَّكَاةَ أَمْ لَا إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ إِنْ هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ مَكَثَ بِأَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ بِهَا)).

جانتا کہ زکوٰۃ کا ذکر کیا یا نہیں۔ تو اللہ کے ذمے ہے کہ وہ اسے بخش دے خواہ اس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہو یا اسی جگہ پر ٹھہرا رہے جہاں وہ پیدا ہوا۔"

قَالَ مُعَاذٌ أَلَا أُخْبِرُ بِهَذَا النَّاسَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ذَرِ النَّاسَ يَعْمَلُونَ فَإِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَى الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا وَفَوْقَ ذَلِكَ عَرْشُ الرَّحْمَنِ وَمِنْهَا تُفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَسَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ)).

معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کیا میں اس کے متعلق لوگوں کو نہ بتا دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں کو چھوڑ دے وہ عمل کریں کیونکہ جنّت میں سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے، فردوس جنت کا اعلیٰ اور بہترین درجہ ہے، اسی کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے، اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہے، پس جب تم اللہ سے جنّت کا سوال کرو تو اس سے فردوس کا سوال کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَهَذَا عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ هَمَّامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ. وَعَطَاءٌ لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَمُعَاذٌ قَدِيمُ الْمَوْتِ مَاتَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسی طرح یہ حدیث عن ہشام بن سعد عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن معاذ بن جبل کی سند سے روایت کی گئی ہے۔ اور میرے نزدیک یہ ہمام عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن عبادۃ بن الصامت کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ اور عطاء نے سیّدنا معاذ بن جبل کا زمانہ نہیں پایا۔ معاذ رضی اللہ عنہ پہلے ہی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پا گئے تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٢١، صحيح الترمذي: ٢٠٥٥، الطبري في تفسيره: ٣٨/١٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٣٣١، مسند احمد: ٢٢٠٢٨ـ ٢٢٠٨٧

2531: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَاهَا دَرَجَةً وَمِنْهَا تُفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ الأَرْبَعَةُ وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُونُ الْعَرْشُ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَسَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ)).

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے، فردوس اس کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے، اسی سے جنّت کی چاروں نہریں جاری کی جاتی ہیں، اسی کے اوپر عرش ہے، جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔"

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا

ہم کو احمد بن منیع نے حدثنا یزید بن ہارون حدثنا ہمام عن زید بن

هَمَّامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ نَحْوَهُ.

اسلم کی سند سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ١٨٢

تخريج الحديث: مسند احمد : ٢٢٩٥

2532: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ لَوْ أَنَّ الْعَالَمِينَ اجْتَمَعُوا فِي إِحْدَاهُنَّ لَوَسِعَتْهُمْ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنّت میں سو درجے ہیں، اگر سارے جہان والے ان میں سے ایک میں جمع ہو جائیں تو وہ ان کے لیے کافی ہو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٣٣، سلسلة الضعيفة: ١٨٨٦، ضعيف الترمذي: ٤٥٥

تخريج الحديث: مسند احمد : ١١٢٣٦

فوائد الحديث: ١۔ جنّت میں سو درجات ہیں ہر ایک درجہ خوبصورت اور نعمتوں کے لحاظ سے ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔

٢۔ سب سے اعلیٰ درجہ و مقام ''فردوس'' ہے، اللہ تعالیٰ سے اسی کا سوال کرنا چاہیے۔

٣۔ خطباء و مبلغین کو ایسے عناوین پر وعظ و نصیحت کرنی چاہیے کہ لوگوں کو عمل کرنے کی رغبت ہو اور آخرت کو بہتر بنانے کے لیے زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کریں نہ کہ ایسی باتیں بیان کریں کہ لوگ کسی ایک ہی عمل پر تکیہ کر کے بیٹھ جائیں۔

٤۔ اللہ تعالیٰ کا عرش حقیقی معنی و وجود میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جس پر اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہیں، اس کی کوئی تاویل وغیرہ نہیں کرنی چاہیے۔

5- بَابٌ فِي صِفَةِ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اہل جنّت کی عورتوں کی صفت

2533: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ أَخْبَرَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَيُرَى بَيَاضُ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ سَبْعِينَ حُلَّةً حَتَّى يُرَى مُخُّهَا وَذَلِكَ بِأَنَّ اللهَ يَقُولُ ﴿كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ﴾ (الرحمن: ٥٨) فَأَمَّا الْيَاقُوتُ فَإِنَّهُ حَجَرٌ لَوْ أَدْخَلْتَ فِيهِ سِلْكًا ثُمَّ اسْتَصْفَيْتَهُ لَأُرِيتَهُ مِنْ وَرَائِهِ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنّت کی خواتین میں عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر پوشاکوں کے پیچھے سے نظر آجائے گی حتیٰ کہ اس کا گودا بھی نظر آئے گا اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''گویا کہ وہ یاقوت و مرجان ہیں۔'' رہا یاقوت تو گویا کہ وہ ایک پتھر ہے اگر تو اس میں سلک (دھاگہ) داخل کرے اور پھر تو اسے صاف کرے تو اسے اس کے پس پشت سے دکھایا جائے گا۔''

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہناد نے حدثنا عبیدۃ بن حمید عن عطاء بن السائب عن عمرو بن میمون عن عبداللہ بن مسعود کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ٢٦٣/٤، اخرجه الطبري في تفسيره: ١٥٢/٢٧، ضعيف الترمذي: ٤٥٦

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان : ٧٣٩٦

2534: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبِيدَةَ بْنِ حُمَيْدٍ وَهَكَذَا رَوَى جَرِيرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ.

سیّدنا عمرو بن میمون نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی مانند اس کے معنی میں روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔ اور یہ عبیدہ بن حمید کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ جریر اور کئی ایک نے اسے عطاء بن سائب سے اسی مانند روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي الأَحْوَصِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ أَصْحَابُ عَطَاءٍ وَهَذَا أَصَحُّ.

قتیبہ نے حدثنا جریر عن عطاء بن السائب کی سند سے ابو الاحوص کی حدیث کی طرح روایت کیا ہے۔ اور عطاء کے شاگردوں نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔ اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (انظر ما قبله) گزشتہ حدیث کی مانند ضعیف ہے۔ عطاء بن سائب مختلط ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبه: ١٠٧/١٣، تفسير طبری: ١٥٢/٢٧، كتاب الزهد: ١٠

2535: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُ وُجُوهِهِمْ عَلَى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلَى مِثْلِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلَى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً يُرَى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَائِهَا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی روشنی کے مثل پر جنّت میں جائیں گے، دوسرا گروہ آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے کے مثل پر، ان میں سے ہر شخص کے لیے دو بیویاں ہوں گی اور ہر بیوی پر ستر پوشاکیں ہوں گی، اس کی پنڈلی کا گودا اس کے پس پشت سے نظر آئے گا۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالثَّانِيَةُ عَلَى لَوْنِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلَى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً يَبْدُو مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَائِهَا)). قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

ہم کو عباس بن محمد الدوری نے حدثنا عبید اللہ بن موسیٰ اخبرنا شیبان عن فراس عن عطیۃ عن ابی سعید الخدری کی سند سے نبی ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلا گروہ جنّت میں داخل ہوگا چودھویں رات کے چاند کی صورت پر اور دوسرا گروہ آسمان کے سب سے بہترین چمکدار ستارے کے رنگ پر، ہر آدمی کے لیے ان میں سے دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی پر ستر حُلّے ہوں گے اس کی پنڈلی کا گودا اس کے پس پشت سے نظر آئے گا۔ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٧٣٦، المشكاة: ٥٦٣٥ التحقيق الثاني: التعليق الرغيب: ٢٦١

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٨١٩٨، ١١١٢٦ صحيح بخاری: ٣٢٤٦، صحيح مسلم: ٢٨٣٤

فوائد الحدیث: ا۔ ان احادیث میں جنّت کی حوروں کی خوبصورتی کو بیان کیا گیا ہے جو کہ ہر جنتی کو کم از کم دو حوریں ملیں گی۔

۲۔ مقام و مرتبے کے لحاظ سے اس سے زائد بھی اللہ تعالیٰ کئی ایک کو نصیب فرمائے گا۔ حدیث نمبر ۲۵۲۸ میں چار کا ذکر ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ جِمَاعِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اہل جنّت کا جماع کرنا

2536: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجِمَاعِ)). قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَوَيُطِيقُ ذَلِكَ قَالَ ((يُعْطَى قُوَّةَ مِائَةٍ)).

وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنّت میں مومن کو جماع کی اتنی اور اتنی قوت دی جائے گی۔“ عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! کیا وہ اس کی طاقت رکھے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے سو افراد کی قوت دی جائے گی۔“

اس باب میں سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ ہم اسے حدیث قتادہ عن انس کی روایت کے حوالے سے صرف عمران القطان کی حدیث کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) تخريج المشكاة: ٥٦٣٦، بعض نے اسے قتادہ مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان : ٧٤٠٠، مسند احمد: ١٩٢٦٩

فوائد الحدیث: جنّت میں حسن و جوانی کی طرح جماع کی قوت بھی لازوال ہوگی جنتی جب چاہے گا اور جتنی مرتبہ چاہے گا وہ یہ تعلق قائم کر سکے گا اس میں کسی قسم کی سستی یا کمزوری نہیں ہوگی بلکہ پہلے کی طرح ہر بار چست و چالاک ہوگا۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اہل جنّت کی صفت

2537: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُونَ فِيهَا وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ آنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ وَأَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمْ مِنَ الْأَلُوَّةِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پہلا گروہ جنت میں جو داخل ہوگا، ان کی صورت چودھویں رات کے چاند کی صورت پر ہوگی وہ تھوکیں گے نہ ناک سے رینٹھ صاف کریں گے، اور نہ ہی بول و براز کی حاجت ہوگی، وہاں ان کے برتن سونے کے ہوں گے، ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی، ان کی انگیٹھیاں عود کی ہوں گی،

وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَاحِدٍ يُسَبِّحُونَ اللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا)).

ان کا پسینہ کستوری ہوگا، ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی، ان کی پنڈلیوں کا گودا حسن کی وجہ سے گوشت کے پیچھے سے نظر آتا ہوگا، ان کا باہم کوئی اختلاف ہوگا نہ کوئی بغض ان کے دل ایک آدمی کے دل کی طرح ہوں گے وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہوں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَالأَلُوَّةُ هُوَ الْعُودُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔
اور "اَلُوَّة" سے مراد "عُوْد" خوشبو ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٨٦٦، البغوي: ٤٣٧٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٢٤٥، صحيح مسلم: ٢٨٣٤، سنن ابن ماجه: ٤٣٣٣، مسند احمد: ٧١٥٢، صحيح ابن حبان: ٧٤٢٠، ٧٤٣٦

فوائد الحدیث: ۱۔ جنت میں جانے والے مختلف طبقات کو ان کے مقام و مرتبے کے مطابق حسن و خوبصورتی سے نوازا جائے گا، اور انہیں جنت میں کسی بھی ناپسندیدہ اور ناگوار صورت حال یا منظر کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ جیسے تھوک وغیرہ۔
۲۔ جنت میں قضائے حاجت کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ جنت کی تمام غذا ہضم ہو کر جزو بدن بنے گی اس کے کسی جزء کا فضلہ نہیں بنے گا۔
۳۔ جنتیوں کے استعمال کے برتن حتیٰ کہ کنگھیاں تک سونے اور چاندی کی ہوں گی، ان کے اپنے پسینوں سے بھی کستوری کی خوشبو آئے گی اس کے باوجود خوشبو کے لیے جلانے کی بہترین خوشبودار لکڑی ہوگی جسے "اَلُوَّة" یا "عُوْد" کہا جاتا ہے۔
۴۔ جنت میں کسی قسم کا کوئی لڑائی جھگڑا یا شور وغیرہ نہیں ہوگا بس سلام سلام کی آوازیں آئیں گی یا پھر سبحان اللہ اور الحمد اللہ کا ہر وقت ورد ہوگا۔

2538: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَوْ أَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَلَوْ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا أَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُومِ)).

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں جو کچھ ہے اگر اس میں سے ناخن برابر کوئی چیز ظاہر ہو جائے تو آسمان و زمین کے کناروں کے درمیان جو کچھ ہے وہ چمک جائے، اگر اہل جنت میں سے ایک آدمی جھانک لے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے جس طرح سورج کی روشنی ستاروں کی روشنی ماند کر دیتی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ بِهَذَا الإِسْنَادِ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ. وَقَدْ رَوَى يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ وَقَالَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس اسناد سے اسے صرف ابن لہیعہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ یحییٰ بن ایوب نے اس حدیث کو یزید بن ابی حبیب سے روایت کیا ہے۔

اور فرمایا: عمر بن سعد بن ابی وقاص سے وہ نبی کریم ﷺ سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٥٦٣٧، اخرجه ابو نعيم في صفة الجنة: ٢١٠، البغوي: ٤٣٧٧

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٤٤٩، ١٤٦٧

فوائد الحدیث: ا۔ جنّت کی ہر چیز حسن و خوبصورتی میں انتہائی باکمال اور بے مثال ہے۔ اگر صرف ایک ناخن کے برابر جنّت کی کوئی ایک چیز بھی زمین پر ظاہر کر دی جائے تو زمین کی ہر ایک چیز روشن ہو جائے۔

۲۔ سورج کی روشنی کس قدر تیز اور زیادہ ہے لیکن جنّت کے کنگنوں کے سامنے یہ بھی ماند پڑ جائے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ ثِيَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

جنتیوں کا لباس

2539: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كُحْلٌ لَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ وَلَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنّت بالوں اور ریش کے بغیر سرگیں آنکھوں والے ہوں گے ان کی جوانی ختم ہوگی نہ ان کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكاة: ٥٦٣٨-٥٦٣٩ التحقيق الثاني، التعليق الرغيب: ٤/٢٤٥

تخریج الحدیث: سنن دارمی: ٢٨٢٨، مسند احمد : ٧٩٣٣

2540: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ (وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ) قَالَ ((ارْتِفَاعُهَا لَكَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مَسِيرَةَ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”اور اونچی نشست گاہوں پر بیٹھے ہوں گے“ کی تفسیر میں روایت کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان کا ارتفاع / بلندی اس طرح ہے جس طرح آسمان اور زمین کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف رشدین بن سعد کی حدیث سے جانتے ہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هَذَا الْحَدِيثِ إِنَّ مَعْنَاهُ الْفُرُشُ فِي الدَّرَجَاتِ وَبَيْنَ الدَّرَجَاتِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

بعض اہل علم نے اس حدیث کی تفسیر بیان کی کہ اس کا معنی ہے کہ نشست گاہیں درجات میں ہیں اور درجات کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جس طرح آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٣٤، اخرجه ابو يعلى: ١٣٩٥

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١١٧١٩، صحيح ابن حبان: ٧٤٠٥

فوائد الحدیث: ا۔ جنّت میں جوانی کی عمر ہوگی کہ ابھی داڑھی مونچھ بھی نہ اُگی ہو۔ جسم پر کوئی غیر ضروری بال نہیں ہوں گے۔ آنکھیں سرگیں ہوں گی۔ سب سے بڑھ کر کہ یہ نعمتیں ہمیشہ رہیں گی ان میں کسی قسم کی کوئی کمزوری یا تبدیلی نہیں آئے گی۔

۲۔ جنتیوں کے آرام کرنے کے لیے اونچی اونچی مسندیں سجی ہوئی ہوں گی۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ ثِمَارِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اہل جنّت کے پھل

2541: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَذُكِرَ لَهُ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى قَالَ ((يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّ الْفَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ أَوْ يَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا مِائَةُ رَاكِبٍ شَكَّ يَحْيَى فِيهَا فَرَاشُ الذَّهَبِ كَأَنَّ ثَمَرَهَا الْقِلَالُ)).

سیّدنا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اور آپ ﷺ نے سدرۃ المنتہی کا ذکر کیا، فرمایا: ”سوار اس کی شاخوں کے سائے میں سو سال سفر کرے گا یا اس کے سائے میں سو سوار سایہ حاصل کریں گے۔ یحیی راوی کو شک ہے۔ اس میں سونے کے بچھونے ہیں گویا کہ اس کے پھل بڑے بڑے مٹکے ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٥٦٤٠، التحقيق الثاني، التعليق الرغيب: ٤/٢٥٦، اس میں ابن اسحاق مدلس کا عنعنہ ہے۔

تخریج الحدیث: تفسير الطبرى: ٥٤/٢٧-٥٥، مستدرک حاكم: ٢/٤٦٩

فوائد الحدیث: ا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کو لے جایا گیا۔ جس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح بڑے بڑے ہیں اس کا پھل بڑے بڑے مٹکوں جیسا ہے۔ اس پر جو پتنگے تھے وہ سونے کے ہیں اس کی بڑی بڑی شاخیں ہیں کہ اگر ایک سوار بھی اس کے نیچے کھڑا ہو جائے تو وہ سائے کے لیے کافی ہو یا اس کے سائے میں کوئی سوار سو سال تک چلتا رہے تو اتنا طویل سایہ ہے۔

۲۔ حدیث الباب اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن سدرۃ المنتہیٰ کے اوصاف صحیح احادیث سے ثابت ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ جنّت کے پھلوں کا سائز ان کے درختوں کی طرح بڑا ہوگا، جیسے جنّت کے درخت بڑے بڑے ہیں اسی طرح ان کے پھل بھی بڑے بڑے ہوں گے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ طَيْرِ الْجَنَّةِ

جنّت کے پرندے

2542: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کوثر کیا ہے؟ فرمایا: ”وہ ایک نہر ہے جو اللہ نے مجھے

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا الْكَوْثَرُ قَالَ ((ذَاكَ نَهْرٌ أَعْطَانِيهِ اللهُ يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ فِيهَا طَيْرٌ أَعْنَاقُهَا كَأَعْنَاقِ الْجُزُرِ)). قَالَ عُمَرُ إِنَّ هَذِهِ لَنَاعِمَةٌ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَكَلَتُهَا أَنْعَمُ مِنْهَا)).

جنّت میں عطا فرمائی ہے، وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے، اس میں پرندے ہیں ان کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔" سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ تو موٹے پرندے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انہیں کھانے والے ان سے زیادہ موٹے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمٍ قَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

محمد بن عبداللہ بن مسلم وہ ابن شہاب زہری کے بھتیجے ہیں۔ عبداللہ بن مسلم نے ابن عمر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) تخريج المشكاة: ٥٦٤١، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٥١٤

تخریج الحدیث: سنن النسائی الکبری: ١١٧٠٣، مسند احمد: ١٣٣٠٦

فوائد الحدیث: جنّت کے درختوں، محلات اور پھولوں کی طرح وہ پرندے بھی جسامت میں بڑے ہوں گے جن کا گوشت اللہ تعالیٰ نے جنتی لوگوں کو نصیب فرمانا ہے۔ جن پرندوں کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں جیسی موٹی ہوگی ان کے اپنے جسموں کا اندازہ کیا ہوگا۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ خَيْلِ الْجَنَّةِ

جنّت کے گھوڑوں کی صفت

2543: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ خَيْلٍ قَالَ ((إِنَّ اللهَ أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ أَنْ تُحْمَلَ فِيهَا عَلَى فَرَسٍ مِنْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ يَطِيرُ بِكَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ إِلَّا فَعَلْتَ)). قَالَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ إِبِلٍ قَالَ فَلَمْ يَقُلْ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِصَاحِبِهِ قَالَ ((إِنْ يُدْخِلْكَ اللهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَكَ فِيهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے دریافت کیا تو عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا جنّت میں گھوڑے ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر اللہ نے تجھے جنت میں داخل کر دیا تو اگر تو چاہے گا کہ تجھے وہاں سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار کیا جائے اور تجھے جنّت میں جہاں تو چاہے تجھے اڑائے پھرے تو تم ایسا کر سکو گے۔" ایک اور آدمی نے آپ ﷺ سے پوچھا، اللہ کے رسول! کیا جنّت میں اونٹ ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے اسے ایسا جواب نہ دیا جیسا آپ ﷺ نے اس کے ساتھی (گھوڑوں کے متعلق سوال کرنے والے) کو جواب دیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر اللہ نے تجھے جنّت میں داخل فرما دیا تو وہاں تیرے لیے وہ کچھ ہوگا جو تیرا دل چاہے گا اور تیری آنکھ لذت حاصل کرے گی۔"

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْمَسْعُودِيِّ.

عبداللہ بن مبارک نے سفیان عن علقمہ بن مرثد عن عبدالرحمٰن بن سابط کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند اسی معنی میں روایت کیا ہے اور یہ مسعودی کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٤٥٩، تخريج المشكاة: ٥٦٤٢، سلسلة الضعيفة: ١٩٨٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٩٨٢

2544: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ الأَحْمَسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ وَاصِلٍ هُوَ ابْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِي سَوْرَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُحِبُّ الْخَيْلَ أَفِي الْجَنَّةِ خَيْلٌ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنْ أُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ أُتِيتَ بِفَرَسٍ مِنْ يَاقُوتَةٍ لَهُ جَنَاحَانِ فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ)).

سیّدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں گھوڑے پسند کرتا ہوں، کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو جنّت میں داخل کر دیا گیا تو یاقوت کا گھوڑا تیرے پاس لایا جائے گا اس کے دو پر ہوں گے اور تجھے اس پر سوار کیا جائے گا، پھر تو جہاں چاہے گا وہ تجھے اڑا کر لے جائے گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَلَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو سَوْرَةَ هُوَ ابْنُ أَخِي أَبِي أَيُّوبَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ جِدًّا قَالَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ أَبُو سَوْرَةَ هَذَا مُنْكَرُ الْحَدِيثِ يَرْوِي مَنَاكِيرَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد قوی نہیں، ہم اسے ابو ایوب کی روایت سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ ابو سورہ، ابو ایوب کا بھتیجا ہے جسے حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی سند میں ابو سورہ ہے، یحییٰ بن معین نے اسے ضعیف جداً قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ ابو سورہ منکر الحدیث ہے اور وہ ابو ایوب سے مناکیر روایت کرتا ہے۔ ان پر متابعت نہیں کی جاتی۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٤٣، سلسلة الضعيفة: ١٩٨٠

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبراني: ٤٠٧٥، ابو نعيم فى صفة الجنة: ٤٢٣، ٤٢٨، تهذيب الكمال: ٣٠/ ٤٠٣- ٤٠٤

فوائد الحدیث: یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں یہ فرمان باری تعالیٰ موجود ہے:

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ (حٰمٓ السجدہ ٣١)

''اور تمہارے لیے اس جنت میں وہ چیز ہے جو تمہارا جی چاہے گا اور اس میں تمہارے لیے وہ بھی ہے جو تم مانگو گے۔''

اس لیے اللہ تعالیٰ جنتیوں کو وہ جہاں جانا چاہیں گے اپنے وعدے کے مطابق سواریاں مہیا کرے گا۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي سِنِّ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اہل جنّت کی عمریں

2545: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ أَبُو الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِينَ أَبْنَاءَ ثَلَاثِينَ أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً)).

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنتی جنّت میں اس طرح داخل ہوں گے کہ ان کے جسم پر بال ہوں گے نہ ان کی داڑھی ہوگی، وہ سرمگیں ہوں گے اور ان کی عمر تیس یا تینتیس[۳۳] سال ہوگی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَبَعْضُ أَصْحَابِ قَتَادَةَ رَوَوْا هَذَا عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلاً وَلَمْ يُسْنِدُوهُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ قتادہ کے بعض شاگردوں نے اسے قتادہ سے مرسل روایت کیا ہے اور اسے مسند روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث ۲۵۳۹، مسند احمد : ۲۲۰۲۴، ۷۹۳۳ سنن دارمی: ۲۸۲۸ ۔

فوائد الحدیث: جتنی تیس تینتیس[۳۳] سال کے بھرپور کڑیل جوان ہوں گے جن کی ابھی داڑھی مونچھیں نہیں اُگی ہوں گی۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَفِّ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اہل جنّت کی صفیں کتنی ہوں گی

2546: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الطَّحَّانُ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُونَ مِنْهَا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَأَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی: ان میں سے اسّی (۸۰) اس امت کی اور چالیس باقی امتوں کی ہوں گی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ وَحَدِيثُ أَبِي سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ یہ حدیث علقمہ بن مرثد عن سلیمان بن بریدہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی گئی ہے۔ اور ان میں سے وہ بھی ہے جس نے عن سلیمن بن بریدۃ عن ابیہ کی سند سے بیان کیا۔ ابو سنان کی محارب بن دثار سے حدیث حسن ہے۔

وَأَبُو سِنَانٍ اسْمُهُ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ وَأَبُو سِنَانٍ الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ سِنَانٍ وَهُوَ بَصْرِيٌّ وَأَبُو سِنَانٍ الشَّامِيُّ

ابو سنان کا نام ضرار بن مرہ ہے۔ اور ابو سنان شیبانی کا نام سعید بن سنان ہے اور وہ بصری ہیں، جبکہ ابو سنان شامی کا نام

اسْمُهُ عِيسَى بْنُ سِنَانٍ هُوَ الْقَسْمَلِيُّ. عیسی بن سنان ہے اور وہ قسملی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١١/٤٧٠، ابن عدي في الكامل: ٣/٨٨٥، الحاكم: ١/٨١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٨٩، مسند احمد : ٢٢٩٤٠، صحيح ابن حبان: ٧٤٥٩، ٧٤٦٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو یہ شرف بھی بخشا ہے کہ جنّت میں ان کی تعداد باقی امتوں کے مقابلے میں دو تہائی ہوگی۔ یعنی جنتیوں کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفوں میں سے امت محمدیہ کی اسّی (۸۰) صفیں ہونگی اور باقی امتوں کی چالیس (۴۰) صفیں۔

2547: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). قَالُوا نَعَمْ. قَالَ ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). قَالُوا نَعَمْ. قَالَ ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ مَا أَنْتُمْ فِي الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعَرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعَرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم ایک قبے میں تقریباً چالیس افراد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنّت میں سے چوتھائی تم ہو؟“ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت میں سے تہائی تم ہو؟“ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت میں سے نصف تم ہو؟ جنّت میں صرف نفس مسلمہ ہی داخل ہوگا تم اہل شرک میں اس طرح ہو جس طرح کہ کالے بیل کی جلد میں سفید بال ہو یا سرخ بیل کی جلد میں کالا بال۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس باب میں سیّدنا عمران بن حصین اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، اخرجه ابو عوانة: ١/٨٨، ابو يعلى: ٥٣٨٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٥٢٨، صحيح مسلم: ٢٢١، سنن ابن ماجه: ٤٢٨٣، مسند احمد : ٣٦٦١، صحيح ابن حبان: ٧٢٤٥

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ کو توقع اور امید تھی کہ میری امت باقی امتوں کے مقابلے میں نصف جنتیوں کی تعداد کے برابر ہوگی۔ یعنی ٹوٹل تعداد سے نصف امت محمدیہ اور نصف باقی تمام امتیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی توقع سے بڑھ کر نوازا کہ آپ کی امت کی تعداد دو تہائی کر دی۔ سبحان اللہ۔ اللهم اجعلنا منهم۔

۲۔ جنّت میں صرف مسلمان ہی جائیں گے کوئی کافر، مشرک اور منافق جنّت میں نہیں جائے گا۔

۳۔ جنتیوں کی تعداد جہنمیوں کے مقابلے میں تھوڑی ہوگی کیونکہ مسلمان، مشرکوں کے مقابلے میں کم تعداد میں ہوں گے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ

ابواب جنّت

2548: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى الْقَزَّازُ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((بَابُ أُمَّتِي الَّذِي يَدْخُلُونَ مِنْهُ الْجَنَّةَ عَرْضُهُ مَسِيرَةُ الرَّاكِبِ الْجَوَادَ ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّهُمْ لَيُضْغَطُونَ عَلَيْهِ حَتَّى تَكَادُ مَنَاكِبُهُمْ تَزُولُ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کا دروازہ جس میں سے وہ جنّت میں داخل ہوں گے اس کا عرض عمدہ گھڑ سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہے، پھر وہ اس پر تنگ کر دیے جائیں گے حتیٰ کہ قریب ہوگا کہ ان کے کندھے اتر جائیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. قَالَ سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ لِخَالِدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مَنَاكِيرُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے نہ پہچانا اور کہا: خالد بن ابی بکر کی سالم بن عبداللہ سے مناکیر ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٤٥ التحقيق الثاني، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣٤/٨

تخریج الحدیث: مسند ابويعلى: ٥٥٥٤، تهذيب الكمال: ٣٤/٨

فوائد الحدیث: اس سے بھی دوسری امتوں کے مقابلے میں، امت محمدیہ کی جنّت میں کثرت تعداد بیان کرنا مقصود ہے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُوقِ الْجَنَّةِ

جنّت کا بازار

2549: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبِ بْنِ أَبِي الْعِشْرِينَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ لَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَسْأَلُ اللهَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فِي سُوقِ الْجَنَّةِ. فَقَالَ سَعِيدٌ أَفِيهَا سُوقٌ قَالَ نَعَمْ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلُوهَا نَزَلُوا فِيهَا بِفَضْلِ أَعْمَالِهِمْ ثُمَّ يُؤْذَنُ فِي مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُورُونَ رَبَّهُمْ وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهُ وَيَتَبَدَّى لَهُمْ فِي رَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تمہیں جنّت کے بازار میں اکٹھا کر دے، سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا وہاں بازار ہوگا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا: ”جب جنتی اس (جنت) میں داخل ہوں گے تو وہ اپنے اعمال کے مطابق وہاں قیام کریں گے، پھر ایام دنیا میں سے جمعہ کے دن کے برابر اجازت دی جائے گی تو وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے اس کا عرش ان کے لیے ظاہر ہوگا اور وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ان کے لیے ظاہر ہوگا،

الْجَنَّةِ فَتُوضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ وَمَنَابِرُ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوتٍ وَمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ وَيَجْلِسُ أَدْنَاهُمْ وَمَا فِيهِمْ مِنْ دَنِيٍّ عَلَى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُورِ وَمَا يُرَوْنَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِأَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا)).

ان کے لیے نور کے منبر، ہیروں کے منبر، یاقوت کے منبر، زبر جد کے منبر، سونے کے منبر اور چاندی کے منبر رکھے جائیں گے ان کا عام آدمی جبکہ ان میں کوئی ادنیٰ / عام شخص نہیں ہوگا کستوری اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھے گا اور وہ یہ خیال نہیں کریں گے کہ کرسیوں والوں کی نشستیں ان سے بہتر ہیں۔"

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَهَلْ نَرَى رَبَّنَا قَالَ ((نَعَمْ قَالَ هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)). قُلْنَا لَا. قَالَ ((كَذَلِكَ لَا تَتَمَارَوْنَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ وَلَا يَبْقَى فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ إِلَّا حَاضَرَهُ اللّٰهُ مُحَاضَرَةً حَتَّى يَقُولَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ أَتَذْكُرُ يَوْمَ قُلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيُذَكِّرُهُ بِبَعْضِ غَدَرَاتِهِ فِي الدُّنْيَا فَيَقُولُ يَا رَبِّ! أَفَلَمْ تَغْفِرْ لِي فَيَقُولُ بَلَى فَبِسِعَةِ مَغْفِرَتِي بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هَذِهِ. فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِنْ فَوْقِهِمْ فَأَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيبًا لَمْ يَجِدُوا مِثْلَ رِيحِهِ شَيْئًا قَطُّ وَيَقُولُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى قُومُوا إِلَى مَا أَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوا مَا اشْتَهَيْتُمْ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، کیا تم سورج دیکھنے یا چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی شک کرتے ہو؟" ہم نے عرض کیا، نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اسی طرح تم اپنے رب کو دیکھنے میں شک نہیں کرو گے، اس مجلس میں ہر شخص سے اللہ گفتگو فرمائے گا حتیٰ کہ وہ ان میں سے ایک شخص سے فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! کیا تجھے یاد ہے کہ تو نے فلاں دن اس طرح اور اس طرح بات کی تھی، پس وہ اس کی دنیا میں بعض عہد شکنیاں اسے یاد دلائے گا، تو وہ عرض کرے گا: رب جی! کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا؟ اللہ فرمائے گا: ہاں، میری مغفرت کی وسعت ہی کی وجہ سے تو اپنے اس مقام تک پہنچا ہے، پس وہ اسی حالات میں ہوں گے کہ اوپر سے بادل کا ٹکڑا انہیں ڈھانپ لے گا، وہ ان پر ایسی خوشبو برسائے گا کہ انہوں نے اس کی خوشبو کے مثل کبھی کوئی چیز نہ پائی ہوگی، اور رب تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تمہارے لیے جو عزت و کرامت تیار کی ہے اس کی طرف بڑھو اور جو چاہو حاصل کرو۔

قَالَ فَنَأْتِي سُوقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ فِيهِ مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُونُ إِلَى مِثْلِهِ وَلَمْ تَسْمَعِ الْآذَانُ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوبِ فَيُحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَيْنَا لَيْسَ يُبَاعُ فِيهَا وَلَا يُشْتَرَى وَفِي ذَلِكَ السُّوقِ يَلْقَى أَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَالَ فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ فَيَلْقَى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَمَا فِيهِمْ دَنِيٌّ فَيَرُوعُهُ مَا يَرَى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ

پس ہم ایک بازار میں آئیں گے فرشتوں نے اسے گھیر رکھا ہوگا، وہاں ایسی چیزیں ہوں گی جو کسی آنکھ نے دیکھی ہوں گی نہ کسی کان نے سنی ہوں گی اور نہ ہی دلوں میں ان کا تصور آیا ہوگا، ہم جو چاہیں گے وہ ہمارے پاس آجائے گا وہاں کوئی خرید و فروخت نہیں ہوگی اور اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ پس بلند منزلت والا شخص اپنے سے کم مرتبے والے شخص

فَمَا يَنْقَضِي آخِرُ حَدِيثِهِ حَتَّى يَتَخَيَّلَ إِلَيْهِ مَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ وَذَلِكَ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَحْزَنَ فِيهَا ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلَى مَنَازِلِنَا فَتَتَلَقَّانَا أَزْوَاجُنَا فَيَقُلْنَ مَرْحَبًا وَأَهْلاً لَقَدْ جِئْتَ وَإِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ أَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ. فَنَقُولُ إِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَيَحِقُّ لَنَا أَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا)).

سے ملے گا جبکہ ان میں کوئی بھی کم مرتبے والا نہیں پس وہ اس پر جو لباس دیکھے گا تو وہ بھی اس کا خیال کرے گا ابھی اس کی وہ بات ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ اس پر اس سے بھی بہترین لباس ظاہر ہوگا اور یہ اس لیے ہے کہ کسی کے لیے مناسب ہی نہیں کہ وہ وہاں غمگین ہو، پھر ہم اپنے گھروں کو لوٹ آئیں گے ہماری بیویاں ہم سے ملاقات کریں گی تو وہ خوش آمدید کہیں گی اور کہیں گی کہ جس حسن و جمال پر تم ہم سے جدا ہوئے تھے اب اس سے زیادہ حسن و جمال ہے، تو ہم کہیں گے، آج ہم اپنے رب جبار کے ساتھ ہم نشینی کر کے آئے ہیں اور ہمارے لیے درست ہے کہ ہم اسی مثل لوٹتے جس مثل ہم لوٹے ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَى سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ شَيْئًا مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور سوید بن عمرو نے اوزاعی سے اس حدیث کا کچھ حصہ روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٩٤٧، سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٧٢٢، اخرجه العقيلي في الضعفاء: ٣/٤١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٣٣٦، صحيح ابن حبان: ٧٤٣٨

فوائد الحدیث: ۱۔ جنتی لوگوں کو ان کے مراتب کے لحاظ سے درجات سے نوازا جائے گا حتیٰ کہ یہ پروٹوکول کا فرق ہر جگہ یا ہر موقع پر ہوگا جیسا کہ حدیث الباب سے معلوم ہو رہا ہے۔ کہ جمعہ بازار میں بھی فرق ملحوظ رہے گا۔

لیکن کوئی ایک شخص بھی اپنے آپ کو کسی دوسرے سے کم تر خیال نہیں کرے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں وہ شاداں و فرحاں ہوگا۔

۲۔ جنّت میں دیدار الٰہی کی سعادت بھی حفظ مراتب کے تحت ہوگی بعض کو جمعہ کے جمعہ یہ سعادت ملے گی، بعض ہر روز اور بعض جب چاہیں گے۔ (جیسا کہ حدیث نمبر ۲۵۲۸ میں گزرا ہے۔)

۳۔ اللہ تعالیٰ نے جنّت میں چونکہ جنتیوں کو ہر طرح کی خوشی نصیب کرنی اور ان کی ہر خواہش کو پورا کرنا ہے اس لیے باوجود اس بات کے کہ انہیں اپنے محل اور بنگلے میں ہر چیز صرف تمنّا کرنے سے ہی بغیر کسی مشقت اور توقف کے مل جانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے بازار اور مارکیٹ کا اہتمام کریں گے جس میں ہر قسم کی نعمتوں کے سٹال ہوں گے آدمی اپنی مرضی سے وہاں سے جو چاہے گا حاصل کر لے گا۔ جبکہ وہاں خرید و فروخت تو ہوگی نہیں بس جنتیوں کو خوشی کا ایک موقعہ اور فراہم کر دیا جائے گا۔

۴۔ جنتیوں کو اللہ تعالیٰ بے مثال حسن عطا فرمائے گا اور اس میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔

2550: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنّت میں ایک بازار ہے اس میں کوئی خرید و فروخت

بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوقًا مَا فِيهَا شِرَاءٌ وَلَا بَيْعٌ إِلَّا الصُّوَرَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَإِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُورَةً دَخَلَ فِيهَا)).

نہیں، بس مردوں اور عورتوں کی تصویریں ہیں، پس جب آدمی کسی صورت کو پسند کرے گا تو وہ اس میں داخل ہو جائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٤٦، سلسلة الضعيفة: ١٩٨٢، عبدالرحمن بن اسحاق ضعیف اور اس کا شیخ مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٣٤٣، شرح السنة : ٤٣٨٨

فوائد الحدیث: دیکھئے! فوائد حدیث نمبر ۲۵۴۹

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَةِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

رب تبارک وتعالیٰ کی رؤیت (دیدار)

2551: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ ((إِنَّكُمْ سَتُعْرَضُونَ عَلَى رَبِّكُمْ فَتَرَوْنَهُ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا)). ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾ (ق: ٣٩)

سیّدنا جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے چاند کی چودھویں رات کے چاند (بدر) کی طرف دیکھا تو فرمایا: "تم عنقریب اپنے رب پر پیش کیے جاؤ گے تو تم اسے اس طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو تمہیں اس کی رؤیت میں کوئی شک نہیں، پس اگر ہو سکے کہ تم طلوع آفتاب سے پہلے کی نماز اور اس کے غروب ہونے سے پہلے کی نماز پر مغلوب نہ ہو سکو تو پھر ان نمازوں کو ضرور پڑھو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، اخرجه الحميدي: ٧٩٩، ابن خزيمه: ٣١٧، ابن ابي عاصم في السنة: ٢١٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٥٤، صحیح مسلم: ٦٣٣، سنن ابو داود: ٤٧٢٩، سنن ابن ماجه: ١٧٧، سنن النسائی فی الکبری: ٧٧٦١، ٧٧٦٢، مسند احمد : ١٩١٩٠، صحیح ابن حبان: ٧٤٤٢

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ جنّت میں مومنوں کو اپنا دیدار نصیب فرمائیں گے اور یہ نعمت جنت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہوگی، جو لوگ اللہ کے چہرہ مبارک کا انکار کرتے ہیں وہ دیدار کی سعادت سے محروم رہیں گے، کیونکہ وہ جنت میں جائیں گے ہی نہیں۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم جنّت میں جائیں اور اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں تو پھر ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اللہ تعالیٰ کی صفات پر کامل ایمان لانا چاہئے۔ اللہ جل شانہ کی کسی بھی صفت کا نہ انکار کریں، نہ اس کی تشبیہ اور تمثیل سمجھیں اور نہ ہی اس کی کوئی تاویل کریں۔

۲۔ جنت میں چونکہ کسی قسم کی مشقت اور تکلیف نہیں ہوگی اس لیے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے موقعہ پر بھی کوئی زحمت نہیں اُٹھانا پڑے

گی۔ بلکہ جس طرح چاند ایک ہوتا ہے اور اس کو کروڑوں اربوں انسان ایک وقت میں بڑی آسانی سے دیکھ رہے ہوتے ہیں اسی طرح جنتی اپنے ربّ تعالیٰ کا دیدار بڑی آسانی کے ساتھ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ سعادت نصیب فرمائے، (آمین)۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے چوبیس گھنٹوں، ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں جنّت میں جانے اور دیدار الٰہی کے لیے پانچوں ہی بروقت اور سُنت کے مطابق ادا کرنا ضروری ہیں لیکن آپ ﷺ نے فجر اور عصر کی نماز کی طرف خصوصی طور پر توجہ دلائی ہے، کہ فجر صبح نیند کی وجہ سے اور عصر سہ پہر کو مصروفیت کی وجہ سے ادا کرنا ذرا مشکل ہے، جو شخص یہ مشکل نمازیں ادا کرے گا اس کے لیے باقی آسان ہوں گی۔

2552: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ﴾ قَالَ ((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ نَادَى مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللهِ مَوْعِدًا. قَالُوا أَلَمْ يُبَيِّضْ وُجُوهَنَا وَيُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ قَالُوا بَلَى. قَالَ فَيُكْشَفُ الْحِجَابُ قَالَ فَوَاللهِ مَا أَعْطَاهُمْ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَيْهِ)).

سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”جنہوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے اچھا انجام ہے اور زیادہ بھی۔“ کی تفسیر میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب جنتی جنّت میں چلے جائیں گے، تو منادی کرنے والا منادی کرے گا تمہارے لیے اللہ کے ہاں ایک وعدہ ہے، وہ کہیں گے: کیا اس نے ہمارے چہرے سفید نہیں کر دیے، ہمیں جہنم کی آگ سے بچا کر جنّت میں داخل نہیں کر دیا؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں، پس حجاب اٹھا دیا جائے گا، فرمایا: اللہ کی قسم! اس نے انہیں ایسی کوئی چیز عطا نہیں کی جو انہیں اس دیدار الٰہی سے زیادہ پسندیدہ ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا أَسْنَدَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَرَفَعَهُ. وَرَوَى سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَوْلَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جو حدیث ہے اسے صرف حماد بن سلمہ نے مسند روایت کیا ہے اور اسے مرفوع بیان کیا ہے۔ سُلیمان بن مغیرہ اور حماد بن زید نے یہ حدیث ثابت بنانی کے واسطے سے عبدالرحمن بن ابی لیلی کا قول بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو عوانه: ١/١٥٦، ابن ابي عاصم في السنة: ٤٧٢، للبغوي: ٤٣٩٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٨١، سنن ابن ماجه: ١٨٧، سنن النسائی فی الکبری: ٧٧٦٦، ١١٢٣٤، مسند احمد: ١٨٩٣٥، صحيح ابن حبان: ٧٤٤١

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے یہ وعدہ ہے کہ اس کے بندے دنیا کی زندگی اپنے رب تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اس کی فرمانبرداری میں گزاریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنّت بھی عطا کریگا۔ اور جنّت میں انہیں اپنے دیدار کی سعادت بھی نصیب فرمائے گا۔ نیز اللہ تعالیٰ کی صفت کہ إِنَّ اللهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ (آل عمران ۹)

”بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا“۔

اس لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے جنّت کا سوال کرنا چاہئے اور اس میں جانے کے لیے عقیدہ درست کریں اور اعمال صالحہ کو اپنائیں کہ

جنّت میں داخلہ، دیدار الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

۲۔ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کے چہرے کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ اگر چہرہ ہوگا تو پھر ہی اس کا دیدار ہوگا۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا چہرہ نہیں مانتے بلکہ قرآنی آیات کی بھی تاویل کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہئے کہ کہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے دیدار کی سعادت سے محروم ہی نہ کر دے، لہٰذا انہیں اپنے عقائد کی اصلاح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر کامل ایمان لانا چاہئے، جس میں کوئی تشبیہ، تمثیل، تکییف اور تاویل وغیرہ نہ ہو۔

۳۔ جنّت کی بے شمار نعمتوں میں دیدار الٰہی سب سے زیادہ بہتر اور محبوب ترین نعمت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ، یہ سطور لکھنے، پڑھنے اور اس کا اہتمام کرنے والے تمام احباب کو یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین یارب العالمین)

17- بَابٌ مِنْهُ تَفْسِيْرُ قَوْلِهِ: وَجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ...

اللہ کے فرمان: ''وَجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ'' کی تفسیر

2553: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي شَبَابَةُ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ ثُوَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَنْظُرُ إِلَى جِنَانِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَنَعِيمِهِ وَخَدَمِهِ وَسُرُرِهِ مَسِيرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ وَأَكْرَمَهُمْ عَلَى اللهِ مَنْ يَنْظُرُ إِلَى وَجْهِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً)). ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (القيامة: ٢٢-٢٣).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنّت میں سے جو کم درجے والا ہے وہ شخص ہے کہ وہ اپنے باغات، اپنی ازواج، اپنی نعمتوں، اپنے خادموں اور اپنے تختوں کی طرف ہزار برس کی مسافت تک دیکھے گا، اور ان میں سے اللہ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو صبح و شام اس کے چہرے کی طرف دیکھے گا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''اس دن بعض چہرے تر و تازہ ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعٌ. وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبْجَرَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اسرائیل سے کئی ایک طریق سے اسرائیل عن ثویر عن ابن عمر کی سند سے مرفوع روایت کی گئی ہے۔ عبدالملک بن ابجر نے ثویر عن ابن عمر سے موقوف روایت کیا ہے۔

وَرَوَى عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

اور عبیداللہ اشجعی نے عن سفیان عن ثویر عن مجاہد عن ابن عمر کی سند سے ان کا قول (موقوف) روایت کیا ہے اس کو مرفوع بیان نہیں کیا اسی کے ساتھ ہم کو ابو کریب محمد بن علاء نے حدثنا عبیداللہ الاشجعی عن سفیان عن ثویر عن مجاہد عن ابن عمر کی سند سے اس کی مثل بیان کیا ہے اور اس کو مرفوع ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٩٨٥، اس کی سند ثویر راوی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٤٦٢٣

فوائد الحدیث: جنّت میں بعض طبقات ایسے ہوں گے جو صبح و شام اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سعادت حاصل کر کے لُطف اندوز ہوں گے۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۵۴۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔)

2554: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ نُوحٍ الْحِمَّانِيُّ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَتُضَامُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ)). قَالُوا لَا. قَالَ ((فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا چاند کی چودھویں رات تم چاند دیکھنے میں کوئی ازدحام یا شک کرتے ہو؟“ انہوں نے عرض کیا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”پس تم اپنے رب کا دیدار کرو گے جس طرح تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو، تم اس کی رؤیت میں شک یا ازدحام نہیں کرتے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَهَكَذَا رَوَى يَحْيَى بْنُ عِيسَى الرَّمْلِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ ابْنِ إِدْرِيسَ عَنِ الأَعْمَشِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَحَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَصَحُّ وَهَكَذَا رَوَاهُ سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ مِثْلُ هَذَا الْحَدِيثِ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔
اسی طرح یحییٰ بن عیسیٰ رملی اور کئی ایک نے اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔
عبداللہ بن ادریس نے اعمش عن ابی صالح عن ابو سعید کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ ابن ادریس کی اعمش سے روایت محفوظ نہیں۔ جبکہ ابو صالح کی ابوہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت زیادہ صحیح ہے۔
اور اسی طرح سہیل بن ابی صالح نے عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔
اور ابو سعید سے بھی اس سند کے علاوہ اس حدیث کی مثل نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ اور یہ صحیح حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، اخرجه الحمیدي» ۱۱۰۷۸، العقیلي: ۱/۱۹۶، ابن عدي في الکامل: ۷/۲۶۷۴

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۸۰۶، صحیح مسلم: ۱۸۲، ۲۹۶۸، سنن ابو داود: ۴۷۳۰، سنن ابن ماجه: ۱۷۸، سنن النسائی فی الکبری: ۱۱۴۸۸، مسند احمد: ۷۷۱۷، ۸۸۱۷، ۹۰۵۸، صحیح ابن حبان: ۷۴۲۹

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کا دیدار کامل طور پر اور بغیر کسی مشقت اور دقت کے نصیب ہوگا۔

18- بَابُ مُحَاوَرَةِ الرَّبِّ أَهْلَ الْجَنَّةِ...

رب تعالیٰ کا اہل جنّت سے گفتگو / سوال و جواب کرنا

2555: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ جنتیوں سے فرمائے گا: جنتیو! وہ عرض کریں گے:

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ. فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ مَا لَنَا لَا نَرْضَى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ. فَيَقُولُ أَنَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالُوا وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ قَالَ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ أَبَدًا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ہمارے رب ہم حاضر ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہمیں کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں جب کہ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرما دیا جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمہیں اس سے بھی افضل و بہتر چیز عطا کروں گا، وہ عرض کریں گے: اس سے افضل کیا چیز ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اپنی رضامندی تم پر واجب کر دیتا ہوں اور میں کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، اخرجه البغوي: ٤٣٩٤، ابو نعيم في الحلية: ٦/٣٤٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٥٤٩، صحیح مسلم: ٢٨٢٩، سنن النسائی فی الکبری: ٧٧٤٩، مسند احمد: ١١٨٣٥، صحیح ابن حبان: ٧٤٤٠

فوائد الحدیث: اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی صفات کلام کرنا اور رضامندی (راضی ہونا) بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں سے بالمشافہ گفتگو میں اپنی رضا کا اعلان فرمائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت کو مخلوق کی صفات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرَائِي أَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْغُرَفِ

اہل جنّت کا بالاخانوں میں باہم دیکھنا

2556: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ فِي الْغُرْفَةِ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الشَّرْقِيَّ أَوِ الْكَوْكَبَ الْغَرْبِيَّ الْغَابِرَ فِي الْأُفُقِ أَوِ الطَّالِعَ فِي تَفَاضُلِ الدَّرَجَاتِ)). فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أُولَئِكَ النَّبِيُّونَ. قَالَ ((بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَأَقْوَامٌ آمَنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جنتی بالاخانوں میں باہم دیکھیں گے جس طرح وہ کوکب شرقی یا کوکب غربی کو افق میں غروب ہونے والے یا طلوع ہونے والے کو دیکھتے ہیں اور یہ تفاضل درجات میں ہے۔" انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! وہ انبیاء علیہم السلام ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الروض النضیر: ٢/٣٦٠-٣٦١، التعلیق الرغیب: ٤/٢٥١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٤٢٣، ١١٢٠٦

فوائد الحدیث: ١۔ جنّت میں بعض لوگوں کو اس قدر بلند مقام حاصل ہوگا کہ ان سے نچلے لوگ انہیں اس طرح دیکھیں گے جیسے کوئی دور

ستارہ ہو۔ اور یہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کہ ان کا مقام تو سب سے بلند ہوگا کے علاوہ وہ لوگ بھی ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لائے، اور تمام رسولوں کی تصدیق کی۔

۲۔ رسولوں کی تصدیق کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث مانتے ہوئے ان پر ایمان لائے اور جس نبی کی شریعت کا انہیں مکلف کیا گیا ہے اس کو اپنائیں اور اس پر عمل کریں اس میں کسی بھی شک وشبہ کا شکار نہ ہوں۔ مثلاً امت محمدیہ کے افراد ذی وقار کے لیے لازم ہے کہ تمام رسولوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ، سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی تصدیق کریں اور عمل کریں۔ مثلاً آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لاصلوٰۃ لمن لم یقراء بفاتحہ الکتاب (بخاری) "کہ جو شخص نماز میں سورت فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔" اب جو شخص یہ عقیدہ، نظریہ رکھے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے۔ اس نے سیّدنا محمد ﷺ کی تصدیق نہیں کی ورنہ آپ ﷺ کے حکم کے خلاف یہ نظریہ نہ اپناتا بلکہ آپ ﷺ کی بات پر یقین کرتے ہوئے اپنی ہر نماز فرض، نفل، سُنت، منفرد، باجماعت سراً یا جہراً بحیثیت امام یا مقتدی ہر نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھتا۔ اسی ایک مثال پر شریعت محمدیہ کے باقی مسائل کو بھی قیاس کر لیں۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي خُلُودِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ

اہل جنّت ہمیشہ جنّت میں اور جہنمی ہمیشہ جہنم میں

2557: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ أَلَا يَتْبَعُ كُلُّ إِنْسَانٍ مَا كَانُوا يَعْبُدُونَهُ. فَيُمَثَّلُ لِصَاحِبِ الصَّلِيبِ صَلِيبُهُ وَلِصَاحِبِ التَّصَاوِيرِ تَصَاوِيرُهُ وَلِصَاحِبِ النَّارِ نَارُهُ فَيَتْبَعُونَ مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ وَيَبْقَى الْمُسْلِمُونَ فَيَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ أَلَا تَتَّبِعُونَ النَّاسَ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ اللهُ رَبُّنَا هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى نَرَى رَبَّنَا.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ قیامت کے دن سارے لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا، پھر رب العالمین ان پر متوجہ ہو کر فرمائے گا: کیوں نہیں ہر انسان اپنے معبود کے پیچھے چلتا پس صلیب کے پجاری کے لیے اس کی صلیب تصویر بنے گی، مورتیوں کے پجاری کے لیے اس کی مورتیاں تصویر بنیں گی، آتش پرست کے لیے اس کی آگ تصویر بنے گی، پس وہ اپنے معبودوں کے پیچھے چلیں گے، مُسلمان باقی رہ جائیں گے تو رب العالمین ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمائے گا: تم لوگوں کے پیچھے کیوں نہیں چلتے؟ وہ عرض کریں گے: ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اللہ ہمارا رب ہے، ہم یہیں رہیں گے حتیٰ کہ ہم اپنے رب کو دیکھ لیں۔

وَهُوَ يَأْمُرُهُمْ وَيُثَبِّتُهُمْ ثُمَّ يَتَوَارَى ثُمَّ يَطَّلِعُ فَيَقُولُ أَلَا تَتَّبِعُونَ النَّاسَ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ اللهُ رَبُّنَا وَهَذَا مَكَانُنَا حَتَّى نَرَى رَبَّنَا. وَهُوَ يَأْمُرُهُمْ وَيُثَبِّتُهُمْ)). قَالُوا وَهَلْ نَرَاهُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ

وہ انہیں حکم دے گا اور وہ ہی انہیں ثابت رکھے گا۔" پھر وہ اللہ تعالیٰ پردہ فرمائے گا پھر (دوبارہ) ان پر ظاہر ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم لوگوں کے پیچھے کیوں نہیں چلتے تو وہ لوگ کہیں گے ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں ہم تجھ سے اللہ کی پناہ

((وَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟)). قَالُوا لَا يَارَسُولَ اللّٰهِ!

چاہتے ہیں۔ اللہ ہمارا رب ہے ہم یہیں ٹھہرے رہیں گے حتیٰ کہ ہم اپنے رب کو دیکھ لیں۔ وہ انہیں حکم دے گا اور وہ اللہ انہیں ثابت رکھے گا۔ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہم اسے دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی تکلیف محسوس ہوتی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا، نہیں، اللہ کے رسول!

قَالَ ((فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ يَتَوَارَى ثُمَّ يَطْلِعُ فَيُعَرِّفُهُمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّبِعُونِي. فَيَقُومُ الْمُسْلِمُونَ وَيُوضَعُ الصِّرَاطُ فَيَمُرُّونَ عَلَيْهِ مِثْلَ جِيَادِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ وَقَوْلُهُمْ عَلَيْهِ سَلِّمْ سَلِّمْ.

آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس تم اس وقت اسے دیکھنے میں بھی کوئی تکلیف محسوس نہیں کرو گے، پھر وہ چھپ جائے گا پھر ظاہر ہو گا اور انہیں اپنا تعارف کرائے گا پھر فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں تم میرے پیچھے چلو، پس مسلمان کھڑے ہوں گے اور پل صراط لگا دی جائے گی، وہ عمدہ گھوڑوں اور اونٹوں کی سی رفتار سے وہاں سے گزریں گے اور وہ اس (پل صراط) پر سَلِّم، سَلِّم (سلامتی عطا فرما) کہہ رہے ہوں گے۔

وَيَبْقَى أَهْلُ النَّارِ فَيُطْرَحُ مِنْهُمْ فِيهَا فَوْجٌ ثُمَّ يُقَالُ هَلِ امْتَلَأْتِ فَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ. ثُمَّ يُطْرَحُ فِيهَا فَوْجٌ فَيُقَالُ هَلِ امْتَلَأْتِ. فَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ. حَتَّى إِذَا أُوعِبُوا فِيهَا وَضَعَ الرَّحْمَنُ قَدَمَهُ فِيهَا وَأُزْوِيَ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ قَالَ قَطْ قَالَتْ قَطْ قَطْ.

جہنم والے باقی رہ جائیں گے ان میں سے ایک گروہ اس میں ڈالا جائے گا، تو پوچھا جائے گا: کیا تو بھر گئی ہے؟ وہ کہے گی: ''کیا مزید ہے؟'' پھر اس میں ایک اور گروہ پھینکا جائے گا تو کہا جائے گا: کیا تو بھر گئی ہے؟ تو وہ کہے گی: ''کیا مزید ہے؟'' حتیٰ کہ جب وہ سارے اس میں ڈالے جائیں گے تو رحمان اپنا قدم اس میں رکھے گا، تو وہ سمٹ جائے گی، پھر فرمائے گا: بس؟ تو وہ کہے گی: بس بس!

فَإِذَا أَدْخَلَ اللّٰهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلَ النَّارِ النَّارَ قَالَ أُتِيَ بِالْمَوْتِ مُلَبَّبًا فَيُوقَفُ عَلَى السُّورِ الَّذِي بَيْنَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَطَّلِعُونَ خَائِفِينَ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَهْلَ النَّارِ! فَيَطَّلِعُونَ مُسْتَبْشِرِينَ يَرْجُونَ الشَّفَاعَةَ فَيُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا فَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ قَدْ عَرَفْنَاهُ هُوَ الْمَوْتُ الَّذِي وُكِّلَ بِنَا. فَيُضْجَعُ فَيُذْبَحُ ذَبْحًا عَلَى السُّورِ الَّذِي بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ لَا

جب اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنّت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل فرما دے گا تو موت کو کھینچ کر لایا جائے گا تو اسے جنتیوں اور جہنمیوں کے درمیان جو دیوار ہے اس پر کھڑا کیا جائے گا، پھر کہا جائے گا: جنتیو! وہ ڈرتے ہوئے متوجہ ہوں گے، پھر کہا جائے گا: جہنمیو! وہ شفاعت کی امید کرتے ہوئے خوش ہوتے ہوئے متوجہ ہوں گے، تو جنتیوں اور جہنمیوں سے کہا جائے گا: کیا تم اسے جانتے ہو؟ تو وہ دونوں کہیں گے: ہم اسے جانتے ہیں کہ یہ وہ موت ہے جو ہمارے ساتھ وابستہ کی گئی تھی، پس اسے اس

مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ! خُلُودٌ لَا مَوْتَ)).

دیوار پر لٹا کر خوب اچھی طرح ذبح کر دیا جائے گا، پھر کہا جائے گا: جنتیو! (تمہیں) ہمیشہ یہیں رہنا ہے اب کوئی موت نہیں آئے گی۔ جہنمیو! اب ہمیشہ یہیں رہنا ہے موت نہیں آئے گی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج الطحاوية: ٥٧٦، اخرجه الدارمي: ٢٨٠٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۸۰۶، صحیح مسلم: ۱۸۲، سنن النسائی فی الکبری: ۱۱۴۸۸، مسند احمد: ۸۸۱۷، صحیح ابن حبان: ۷۴۲۹

فوائد الحدیث: ۱۔ موحدین کے لیے قیامت کے دن بھی یہ سعادت ہوگی کہ جب سب لوگ اپنے اپنے معبودان باطلہ کے ساتھ اپنے اپنے انجام، ٹھکانے (جہنم) پر پہنچیں گے تو اہل توحید کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو داتا، غوث اعظم، دستگیر، غریب نواز، مشکل کشا اور حاجت روا نہیں مانا ہوگا اور نہ ہی غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز دی ہوگی اپنے رب تعالیٰ کی قیادت اور معیت میں جنّت کی طرف روانہ ہوں گے۔

۲۔ پل صراط ایک حقیقت ہے اہل توحید اس پر سے اپنے اعمال کے تناسب سے تیزی سے گزر جائیں گے۔

۳۔ موت کو حقیقی طور پر ایک مینڈھے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا اور جنتیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنّت میں رہنے اور جہنمیوں کے لیے ہمیشہ جہنم میں ہی رہنے کا اعلان کر دیا جائے گا۔ جس سے جنتیوں کی خوشی اور جہنمیوں کی حسرت و ندامت میں مزید اضافہ ہوگا۔

2558: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَرْفَعُهُ قَالَ ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أُتِيَ بِالْمَوْتِ كَالْكَبْشِ الْأَمْلَحِ فَيُوقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُذْبَحُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ فَلَوْ أَنَّ أَحَدًا مَاتَ فَرَحًا لَمَاتَ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَلَوْ أَنَّ أَحَدًا مَاتَ حَزَنًا لَمَاتَ أَهْلُ النَّارِ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب قیامت کا دن ہوگا تو موت کو چتکبرے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا اور اسے جنّت اور جہنم کے درمیان کھڑا کر کے ذبح کر دیا جائے گا جبکہ وہ دیکھ رہے ہوں گے، اگر کوئی خوشی سے مرتا تو جنتی ضرور مر جاتے اور اگر کوئی غم سے مرتا تو پھر جہنمی ضرور مر جاتے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ رِوَايَاتٌ كَثِيرَةٌ مِثْلُ هَذَا مَا يُذْكَرُ فِيهِ أَمْرُ الرُّؤْيَةِ أَنَّ النَّاسَ يَرَوْنَ رَبَّهُمْ وَذِكْرُ الْقَدَمِ وَمَا أَشْبَهَ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ وَالْمَذْهَبُ فِي هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الْأَئِمَّةِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَابْنِ عُيَيْنَةَ وَوَكِيعٍ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ رَوَوْا هَذِهِ الْأَشْيَاءَ ثُمَّ قَالُوا تُرْوَى هَذِهِ الْأَحَادِيثُ وَنُؤْمِنُ بِهَا وَلَا يُقَالُ كَيْفَ وَهَذَا الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ

نبی ﷺ سے اس کے مثل بہت سی روایات روایت کی گئی ہیں جن میں امر رؤیت ذکر کیا جاتا ہے: کہ لوگ اپنے رب کو دیکھیں گے، اور ان میں اللہ تعالیٰ کے قدم کا ذکر ہے اور اس طرح کی دیگر اشیاء ائمہ میں سے اہل علم جیسے سفیان ثوری، مالک بن انس، سفیان بن عیینہ، ابن مبارک اور وکیع رحمہم اللہ وغیرہ کا اس بارے میں موقف ہے کہ انہوں نے ان اشیاء کو روایت کیا، پھر انہوں نے کہا: یہ احادیث روایت کی جاتی ہیں ہم ان پر ایمان

الْحَدِيثِ أَنْ تُرْوَى هَذِهِ الأَشْيَاءُ كَمَا جَاءَتْ وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا تُفَسَّرُ وَلَا تُتَوَهَّمُ وَلَا يُقَالُ كَيْفَ وَهَذَا أَمْرُ أَهْلِ الْعِلْمِ الَّذِي اخْتَارُوهُ وَذَهَبُوا إِلَيْهِ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ فِي الْحَدِيثِ ((فَيُعَرِّفُهُمْ نَفْسَهُ)). يَعْنِي يَتَجَلَّى لَهُمْ.

رکھتے ہیں اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ کس طرح؟ اسی کو اہل الحدیث (محدثین) نے اختیار کیا ہے کہ وہ ان اشیاء کو روایت کریں جس طرح کہ آئی ہیں اور وہ ان پر ایمان رکھتے ہیں ان کی تفسیر کی جائے گی نہ خیال میں لایا جائے گا اور نہ ہی کہا جائے گا کہ کس طرح، یہ اہل علم کا امر ہے جسے انہوں نے اختیار کیا اور اسے اپنایا۔ حدیث میں جو ہے کہ وہ انہیں اپنا تعارف کرائے گا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ان پر ظاہر ہو گا۔

حکم الحدیث: (صحيح: دُوْنَ قَوْلِهِ ((فَلَوْ أَنَّ أَخَذًا))) "اگر کوئی...." کے جملہ کے علاوہ باقی صحیح ہے۔ سلسلة الضعيفة: ٢٦٦٩

تخریج الحدیث: صحيح البخاري: ٤٧٣٠، صحيح مسلم: ٢٨٤٩، سنن النسائي الكبرى: ١١٣١٦

فوائد الحدیث: ۱۔ موت کو ذبح ہوتے دیکھ کر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلود فی الجنۃ اور خلود فی النار کا اعلان سن کر جنتیوں کو بے پناہ خوشی ہو گی اور جہنمیوں کے غم میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہو گا کہ اگر وہاں موت آنی ہوتی تو جنتی خوشی سے اور جہنمی غم سے مر جاتے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی صفات قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں مثلاً چہرہ، ہاتھ، پنڈلی وغیرہ سب پر بغیر کسی تشبیہ، تمثیل، تکییف اور تاویل کے ایمان لانا۔ اہلحدیث کا عقیدہ و منہج ہے۔ لہٰذا اس کو اختیار کرنے کی ہم ساری دنیا کو دعوت دیتے ہیں۔ من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزا عظیما۔

21- بَابُ مَا جَاءَ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

جنّت کو ناگوار چیزوں اور جہنم کو شہوات کی باڑ لگا دی گئی ہے

2559: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ وَثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنّت کو ناگوار چیزوں اور جہنم کو شہوات کے ساتھ گھیر دیا گیا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ١٣١١، البغوي: ٤١١٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٨٢٢، مسند احمد: ١٢٥٥٩، صحيح ابن حبان: ٧١٦، ٧١٨

2560: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ أَرْسَلَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ نے جنت اور جہنم کو پیدا فرمایا تو جبریل علیہ السلام کو جنّت کی طرف بھیجا تو فرمایا: اسے دیکھو اور میں

جِبْرِيلَ إِلَى الْجَنَّةِ فَقَالَ انْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا قَالَ فَجَاءَهَا وَنَظَرَ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعَدَّ اللّٰهُ لِأَهْلِهَا فِيهَا قَالَ فَرَجَعَ إِلَيْهِ قَالَ فَوَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا. فَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَيْهَا فَانْظُرْ إِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا قَالَ فَرَجَعَ إِلَيْهَا فَإِذَا هِيَ قَدْ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خِفْتُ أَنْ لَا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ.

نے اس میں جنتیوں کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے اسے دیکھو" پس وہ آئے اور اسے دیکھا اور اللہ نے اس میں جنتیوں کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے اسے دیکھا تو (اللہ کی خدمت میں) واپس جا کر عرض کیا: تیری عزت کی قسم! اس کے متعلق جو بھی سنے گا وہ اس میں داخل ہو جائے گا، پس اس نے اس کے متعلق حکم فرمایا تو اسے ناگوار چیزوں کے ساتھ گھیر دیا گیا، فرمایا: وہاں دوبارہ جاؤ اور اسے دیکھو، نیز میں نے اس میں جنتیوں کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے اسے دیکھو، وہ واپس آئے تو اسے دیکھا کہ اسے تو ناپسند / ناگوار چیزوں کے ساتھ گھیر دیا گیا ہے، پس وہ اس کے پاس واپس آئے تو عرض کیا: تیری عزت کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی ایک بھی اس میں نہیں جائے گا۔

قَالَ اذْهَبْ إِلَى النَّارِ فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا. فَإِذَا هِيَ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا. فَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَيْهَا. فَرَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَنْجُوَ مِنْهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا)).

فرمایا: جہنم کی طرف جاؤ، اسے اور میں نے جہنمیوں کے لیے اس میں جو کچھ تیار کیا ہے اسے دیکھو، انہوں نے دیکھا کہ وہ (جہنم) ایک دوسرے پر تہ بہ تہ ہے، وہ اس (اللہ) کے پاس واپس گئے، تو عرض کیا، تیری عزت کی قسم! اس کے متعلق جو سنے گا وہ اس میں داخل نہیں ہوگا، پس اس نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے شہوات کے ساتھ گھیر دیا گیا، پھر فرمایا: اس کی طرف جاؤ، پس وہ اس کی طرف گئے، تو فرمایا: تیری عزت کی قسم! مجھے تو اندیشہ ہے کہ اس سے کوئی بچ نہیں سکے گا سب اس میں داخل ہو جائیں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (حسن صحيح) تخريج التنكيل: ١٧٧/٢، اخرجه ابو يعلى: ٥٩٤٠، والبغوي: ٤١١٥

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٦٤٨٧، صحيح مسلم: ٢٨٢٣، سنن ابو داود: ٤٧٤٤، سنن النسائی: ٤-٧/٣، مسند احمد: ٧٥٣٠، ٨٣٩٨، صحيح ابن حبان: ٧١٩، ٧٣٩٤

فوائد الحديث: ١۔ اللہ تعالیٰ نے جنّت میں ایسی ایسی عظیم الشان نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ جو بھی انہیں سنتا ہے وہ اس میں جانے کی خواہش رکھے گا، لیکن اللہ تعالیٰ نے جنّت کو مشکلات و مصائب سے گھیر دیا ہے۔ اب وہی شخص جنّت میں جائے گا اور اس کی نعمتوں سے لُطف اندوز ہوگا جو ان مشقتوں کو برداشت کرے گا وہ تکالیف اٹھائے گا اور سب سے بڑھ کر اپنی ہر قسم کی خواہشات کو چھوڑ دے گا۔

حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان الجنة تحت ضلال السيوف (بخاری ۱/۳۹۵ کتاب الجہاد) "کہ بیشک جنّت تلواروں کے

سائے تلے ہے "یعنی جنّت میں داخل ہونے کے لیے تلواروں کی چھتری، چھت اور سائے کو عبور کرنا ہوگا۔

۲۔ دوسری طرف جہنم میں ہر قسم کا عذاب ایک سے بڑھ کر ایک ہے وہاں تو کوئی شخص بھی نہیں جائے گا لیکن وہاں خواہشات کی باڑ کر دی گئی ہے کہ اس کے ارد گرد ایسی چیزیں ہیں جو انسان چاہتا اور پسند کرتا ہے لہٰذا ان کے لالچ میں وہ جہنم میں جائے گا۔ یعنی آدمی کے جہنم میں جانے کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی پرواہ نہ کرے بلکہ اپنی خواہشات سے من مانی زندگی گزارے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

الدنیا سجن المومن و جنة الكافر (ترمذی ۲/۵۶ کتاب الذهد)

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي احْتِجَاجِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جنّت اور جہنم کا احتجاج

2561: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ الْجَنَّةُ يَدْخُلُنِي الضُّعَفَاءُ وَالْمَسَاكِينُ. وَقَالَتِ النَّارُ يَدْخُلُنِي الْجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ. فَقَالَ لِلنَّارِ أَنْتِ عَذَابِي أُنْتَقِمُ بِكِ مِمَّنْ شِئْتُ. وَقَالَ لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ شِئْتُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنّت اور جہنم نے احتجاج و جھگڑا کیا تو جنّت نے کہا: ضعیف اور مسکین لوگ مجھ میں داخل ہوں گے، جہنم نے کہا: جابر اور متکبر لوگ مجھ میں داخل ہوں گے، پس اس (اللہ تعالیٰ) نے جہنم سے فرمایا: تو میرا عذاب ہے، میں تیرے ذریعے جس سے چاہوں انتقام لوں گا، اور جنّت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعے جس پر چاہوں گا رحم فرماؤں گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) ظلال الجنة: ٥٢٨، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٥٨٩، ابو يعلى: ٦٢٩٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٨٥٠، ٧٤٤٩، صحيح مسلم: ٢٨٤٦، سنن النسائی فی الكبرى: ١١٥٢٢، مسند احمد : ٧٧١٨، صحيح ابن حبان: ٧٤٤٧

فوائد الحدیث: ۱۔ جنّت میں اکثریت غریب اور مسکین لوگوں کی ہوگی اگرچہ کچھ غنی اور مالدار بھی ہوں گے۔ کیونکہ جنّت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت کا مظہر ہے، اللہ کریم اس میں ان لوگوں کو داخل فرمائے گا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دنیا میں مصائب اور مشکلات برداشت کیں۔

۲۔ جہنم میں زیادہ تر امیر کبیر اور دنیا کے لحاظ سے جاہ و جلال اور مناصب والے ہوں گے، جو من کی مرضیاں کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سرکش اور باغی ہو کر زندگی بسر کریں گے۔ کچھ غریب بھی ہوں گے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ جہنم کے ذریعے اپنے غصے اور ناراضگی کی جھلک دکھائے گا۔

اعاذنا اللہ منہ

23- بَابُ مَا جَاءَ مَا لِأَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْكَرَامَةِ

ادنیٰ جنتی کی عزت

2562: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ الَّذِي لَهُ ثَمَانُونَ أَلْفَ خَادِمٍ وَاثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ زَوْجَةً وَتُنْصَبُ لَهُ قُبَّةٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ وَيَاقُوتٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ إِلَى صَنْعَاءَ)). وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ يُرَدُّونَ بَنِي ثَلَاثِينَ فِي الْجَنَّةِ لَا يَزِيدُونَ عَلَيْهَا أَبَدًا وَكَذٰلِكَ أَهْلُ النَّارِ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ادنیٰ جنتی کا یہ مقام و مرتبہ ہوگا کہ اس کے اسی ہزار خادم اور بہتر (۷۲) بیویاں ہوں گی، اس کے لیے ہیروں موتیوں اور یاقوت سے تیار کردہ خیمہ لگایا جائے گا جو جابیہ سے صنعاء کے درمیان مسافت کے برابر ہوگا۔ اسی اسناد سے نبی ﷺ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنّت میں سے جو بھی چھوٹا یا بڑا شخص فوت ہوتا ہے وہ جنّت میں تیس سال کی عمر میں داخل کیے جائیں گے، ان کی عمر اس سے زیادہ نہیں ہوگی، اسی طرح جہنمی۔“

وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ عَلَيْهِمُ التِّيجَانَ إِنَّ أَدْنَى لُؤْلُؤَةٍ مِنْهَا لَتُضِيءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)).

اسی اسناد سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان پر تاج ہوں گے ان میں سے ادنیٰ ہیرا ویسا ہے کہ وہ مشرق و مغرب کے درمیانی حصے کو روشن کر دے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف رشدین بن سعد کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٤٦٦، تخريج المشكاة: ٥٦٤٨، ضعيف الجامع الصغير: ٢٦٦

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١١٧٢٣، صحيح ابن حبان: ٧٤٠١، شرح السنة : ٤٣٨١

ب۔ [ضعيف] زوائد على ابن المبارک فی الزهد : ٤٢٢، شرح السنة : ٤٣٨١، ضعيف الجامع الصغير: ٥٨٥٢

ج۔ [ضعيف] مسند احمد : ١٠١٧١٥، صحيح ابن حبان : ٧٣٩٧، ضعيف الجامع الصغير: ١٨٨٢

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن صحیح احادیث سے جنّت کی نعمتوں کی فراوانی اور ان کی عظمت و شوکت کو جو بیان کیا گیا ہے ان کی موجودگی میں کوئی ادنیٰ جنتی بھی احساس کمتری کا شکار نہیں ہوگا بلکہ وہ ان نعمتوں میں خوش و خرم ہوگا۔ (جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے)

2563: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمُؤْمِنُ إِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ حَمْلُهُ وَوَضْعُهُ وَسِنُّهُ فِي سَاعَةٍ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن جب جنّت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو اس کا حمل، اس کی ولادت اور اس کی (جنتیوں کے برابر) عمر ایک پل میں اس کی خواہش کے مطابق ہو جائے گی۔“

كَمَا يَشْتَهِي)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي الْجَنَّةِ جِمَاعٌ وَلَا يَكُونُ وَلَدٌ. هَكَذَا رُوِيَ عَنْ طَاوُسٍ وَمُجَاهِدٍ وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ.

وَقَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ فِي حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ ((إِذَا اشْتَهَى الْمُؤْمِنُ الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ كَمَا يَشْتَهِي)). وَلَكِنْ لَا يَشْتَهِي.

قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا يَكُونُ لَهُمْ فِيهَا وَلَدٌ)). وَأَبُو الصِّدِّيقِ النَّاجِيُّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ أَيْضًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اہل علم کا اس میں اختلاف ہے، ان میں سے بعض نے کہا: جنّت میں جماع تو ہوگا لیکن اولاد نہیں ہوگی، طاؤس، مجاہد اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے نبی ﷺ کی حدیث کے بارے میں فرمایا: (مومن جب جنّت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو وہ اسی وقت اس کی خواہش کے مطابق ہو جائے گی) لیکن وہ اس کی خواہش نہیں کرے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو رزین عقیلی کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنتیوں کی جنّت میں اولاد نہیں ہوگی۔'' ابو الصدیق الناجی کا نام بکر بن عمرو ہے اور بکر بن قیس بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٠٧٧، اخرجه الدارمي: ٢٨٣٧، ابو يعلى: ١٠٥١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٣٣٨، مسند احمد : ١١٠٦٣، صحيح ابن حبان: ٧٤٠٤

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے: وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ۔ (حٰمٓ السجدۃ:٣١)

لہٰذا جنتی لوگ جو بھی خواہش کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی پوری فرمادے گا۔ اور اس کے لیے کوئی مہینے اور سال نہیں لگیں گے بلکہ فوری پوری ہو جائے گی۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَلَامِ الْحُورِ الْعِينِ

حور عین کا کلام

2564: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُورِ الْعِينِ يُرَفِّعْنَ بِأَصْوَاتٍ لَمْ يَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا قَالَ يَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْأَسُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوبَى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنّت میں حور عین کا اجتماع ہوگا وہ آوازیں بلند کریں گی، خلائق نے ان کے مثل نہیں سنا، وہ کہیں گی: ہم ہمیشہ رہیں گی اور ختم نہیں ہوں گی، ہم ناز و نعم میں رہیں گی، تکلیف زدہ نہیں ہوں گی، ہم خوش رہیں گی ناراض نہیں ہوں گی، اس شخص کے لیے خوشخبری ہو جو ہمارے لیے ہے اور ہم اس کے لیے ہیں۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَنَسٍ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٩٨٢ دیکھیے حدیث ۲۵۵۰۔ ضعيف الترمذي: ٤٦٩

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٣٤٣، شرح السنة : ٤٣٨٨

2565: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ﴾ (الروم: ١٥) قَالَ السَّمَاعُ.
وَمَعْنَى السَّمَاعِ مِثْلَ مَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ الْحُورَ الْعِينَ يُرَفِّعْنَ بِأَصْوَاتِهِنَّ.

یحییٰ بن ابی کثیر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان، ((فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُوْنَ)) ”پس وہ جنّت کے باغ میں خوش خوش رہیں گے۔“ کی تفسیر میں بیان کیا: اس سے مراد سمّاع ہے۔
اور سمّاع کا معنی وہی ہے جو حدیث میں وارد ہے کہ حور عین اپنی آوازیں بلند کریں گی۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد مَقْطُوْعًا)

فوائد الحدیث: اس قسم کے اجتماع کی تائید تو کسی صحیح حدیث سے نہیں ہوتی، البتہ یہ تمام خوبیاں جو بیان ہوئی ہیں جنّت کی حوریں ان اوصاف سے متصف ہوں گی۔

25- بَابُ أَحَادِيْثِ فِي صِفَةِ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ

وہ تین اشخاص جن سے اللہ محبّت کرتا ہے

2566: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ عَنْ زَاذَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثَةٌ عَلَى كُثْبَانِ الْمِسْكِ أُرَاهُ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَغْبِطُهُمُ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ رَجُلٌ يُنَادِي بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَرَجُلٌ يَؤُمُّ قَوْمًا وَهُمْ بِهِ رَاضُونَ وَعَبْدٌ أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین قسم کے لوگ قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے، اول و آخر سب ان پر رشک کریں گے: ایک وہ شخص جو روزانہ پانچوں نمازوں کے لیے اذان دیتا ہے، ایک وہ شخص جو نماز کی امامت کراتا ہے اور مقتدی اس سے خوش ہیں اور وہ غلام جو اللہ اور اپنے مالکوں کا حق ادا کرتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ.
وَأَبُو الْيَقْظَانِ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَيْرٍ وَيُقَالُ ابْنُ قَيْسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف سفیان ثوری کی حدیث سے جانتے ہیں۔
ابو الیقظان کا نام عُثمان بن عمیر ہے اور ابن قیس بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٦٦٦، نقد التاج: ١٨٤، التعليق الرغيب: ١/ ١١٠

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٤٧٩٩

فوائد الحدیث: جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا کلمہ بلند کرتے رہے اور اپنے اللہ کو راضی کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مالکوں کے حقوق ادا کر کے ان کی بھی رضا حاصل کی تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ خصوصی اجر اور انعام واکرام سے نوازیں گے۔

2567: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ يَرْفَعُهُ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللهُ رَجُلٌ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتْلُو كِتَابَ اللهِ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ صَدَقَةً بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا أُرَاهُ قَالَ مِنْ شِمَالِهِ وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَانْهَزَمَ أَصْحَابُهُ فَاسْتَقْبَلَ الْعَدُوَّ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگ ہیں اللہ ان سے محبّت کرتا ہے: وہ شخص جو رات کو اٹھ کر (تہجد میں یا ویسے) اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے، ایک وہ شخص جو اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اسے مخفی رکھتا ہے، راوی نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا (اسے) اپنے بائیں ہاتھ سے (مخفی رکھتا ہے)، ایک وہ شخص جو کسی لشکر میں ہو اس کے ساتھی شکست کھا جائیں جبکہ وہ دشمن کے مقابل رہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى شُعْبَةُ وَغَيْرُهُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اس سند سے اور یہ محفوظ نہیں۔ صحیح وہ ہے جو شعبہ وغیرہ نے عن منصور عن ربعی بن حراش عن زید بن ظبیان عن ابی ذر کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔

وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ كَثِيرُ الْغَلَطِ.

اور ابو بکر بن عیاش کثیر الغلط ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ١٩٢١ التحقيق الثاني، اخرجه في الطبراني في الكبير: ١٠٤٨٦

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ٣/٢٠٧۔ ٢٠٨، و٥/٨٤،مسند احمد : ٢١٣٤٠، ٢١٣٥٥، ٢١٥٣٠، ابن حبان: ٣٣٤٩

فوائد الحدیث: ا۔ یہ تینوں اعمال:

ا۔ تہجد کی نماز میں قرآن مجید کی تلاوت۔

۲۔ ریاء کاری سے بچتے ہوئے خلوص نیت سے صدقہ کرنا۔

۳۔ شکست کی صورت میں بھی طاقت ور دشمن کے مقابلے میں میدان جہاد میں ڈٹ جانا۔

ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کو بڑے محبوب ہیں، جو شخص یہ عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے محبّت کرتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی صفت، محبّت کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

2568: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ يَرْفَعُهُ إِلَى أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگوں سے اللہ محبّت کرتا ہے اور تین قسم کے لوگوں سے دشمنی رکھتا ہے: رہے وہ جن سے اللہ محبت کرتا ہے (ان میں سے) ایک وہ شخص جو کسی قوم کے

يُحِبُّهُمُ اللهُ وَثَلَاثَةٌ يَبْغَضُهُمُ اللهُ فَأَمَّا الَّذِينَ يُحِبُّهُمُ اللهُ فَرَجُلٌ أَتَى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللهِ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِأَعْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللهُ وَالَّذِي أَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يَعْدِلُ بِهِ نَزَلُوا فَوَضَعُوا رُءُوسَهُمْ فَقَامَ أَحَدُهُمْ يَتَمَلَّقُنِي وَيَتْلُو آيَاتِي وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقِيَ الْعَدُوَّ فَهُزِمُوا وَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتَّى يُقْتَلَ أَوْ يُفْتَحَ لَهُ. وَالثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يَبْغَضُهُمُ اللهُ الشَّيْخُ الزَّانِي وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِيُّ الظَّلُومُ)).

پاس آیا تو ان سے اللہ کے واسطے سے سوال کیا، اس نے ان سے اپنے اور ان کے درمیان قرابت کے واسطے سے سوال نہیں کیا، پس انہوں نے اسے نہ دیا تو ایک آدمی ان سے پیچھے ہٹا اور اس نے مخفی طور پر اسے دے دیا، اس کے عطیہ کو صرف اللہ تعالیٰ اور وہ لینے والا ہی جانتا ہے۔ ایک وہ لوگ کہ انہوں نے رات کو سفر کیا حتیٰ کہ جب وہ وقت ہوا کہ انہیں نیند اس جیسے سب امور سے زیادہ محبوب ہوئی تو وہ سو گئے، لیکن ایک شخص اٹھا میری خوشامد کرنے لگا اور میری آیات پڑھنے لگا، ایک وہ شخص جو کسی لشکر میں تھا اس کی دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو وہ (اس کے لشکر والے) شکست کھا گئے، لیکن یہ سینہ سپر رہا حتیٰ کہ شہید کر دیا گیا یا اسے فتح حاصل ہو گئی، اور وہ تین اشخاص جن سے اللہ دشمنی رکھتا ہے۔ بوڑھا زانی، متکبر فقیر اور انتہائی ظالم مالدار۔"

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَهَكَذَا رَوَى شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ نَحْوَ هَذَا وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ شیبان نے منصور سے اسی مانند روایت کیا ہے اور یہ ابوبکر بن عیاش کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) تخریج المشکاۃ: ۱۹۲۲، اس کی سند زید بن ظبیان کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ۳/۲۰۷۔ ۲۰۸، و۵/۸٤، مسند احمد: ۲۱۳٤۰، ۲۱۳۵۵، ۲۱۵۳۰، ابن حبان: ۳۳٤۹

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ جن تین آدمیوں سے محبت کرتا ہے ان کی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے اپنی ساری قوم کی مخالفت کرتے ہوئے صرف اپنے رب تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کی ہے۔ نہ تو انہوں نے اپنی قوم کی ناراضگی اور دشمنی کی پرواہ کی اور نا ہی قوم کا طرز عمل اور طریقہ انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری سے روک سکا۔

۲۔ جن تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں ان کے جرم کی سنگینی دوسرے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ مثلاً:

۱۔ زنا کرنا بہت بڑا جرم ہے، اگر جوان آدمی کرے تو معافی یا رعایت اسے بھی نہیں لیکن سمجھ تو آتی ہے کہ یہ جوان تھا اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا وغیرہ وغیرہ مگر یہی جرم اگر بوڑھا آدمی کرے جس کے قویٰ کمزور ہو گئے اور وہ اپنی خواہشات پر قابو پا سکتا تھا لیکن پھر بھی بڑھاپے میں بدکاری کرتا ہے تو یہ زیادہ برا ہے۔

۲۔ تکبر کرنا کسی دولت مند اور مالدار کے لیے بھی جائز نہیں لیکن اگر کوئی غریب اور فقیر کرے کہ جو روٹی پانی میں بھی محتاج ہے تو یہ زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

۳۔ کوئی غریب آدمی کسی قرض خواہ وغیرہ سے ٹال مٹول کرے یا قرض دیا جائے اور واپس نہ کرے تو پھر بھی برا ہے لیکن اگر اسی طرح کی ظلم و زیادتی کوئی مالدار کرے تو زیادہ بڑا جرم ہے۔ کہ اس کے ٹال مٹول کرنے یا کسی دوسرے کا مال ظلم کرتے ہوئے ناجائز

طریقے سے ہڑپ کرنے کا تو کوئی جواز نہ تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ ناراض ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبّت عطا فرمائے اور اپنی ناراضگی سے بچائے۔ (آمین)

اللهم انانسئلك حبك و حب من يحبك و حب عمل يقربنا الى حبك

26- بَابُ حَدِيْثِ: يُوْشِكُ الْفُرَاتُ يَحْسِرُ، عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ

قریب ہے کہ فرات سونے کا خزانہ ظاہر کر دے

2569: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يُوشِكُ الْفُرَاتُ يَحْسِرُ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قریب ہے کہ فرات سونے کا خزانہ ظاہر کر دے، پس جو اس وقت موجود ہو تو وہ اس میں سے کوئی چیز نہ لے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) متفق عليه، اخرجه البغوي: ٤٢٣٩

تخريج الحديث: صحيح بخاري: ٧١١٩، صحيح مسلم: ٢٨٩٤، سنن ابو داود: ٤٣١٤، سنن.ابن ماجه: ٤٠٤٦، مسند احمد : ٧٥٥٤، صحيح ابن حبان: ٦٦٩٢

2570: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ((يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا، اِلّا یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ سونے کا ایک پہاڑ ظاہر کرے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) متفق عليه، صحيح الترمذي: ٢٠٨١

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٧١١٩، صحيح مسلم: ٢٨٩٤، سنن ابو داود: ٤٣١٤، سنن ابن ماجه: ٤٠٤٦، مسند احمد : ٧٥٥٤، صحيح ابن حبان: ٦٦٩٢

فوائد الحديث: ۱۔ دریائے فرات میں سے سونے کا خزانہ یا پہاڑ ظاہر ہوگا۔ یہ قیامت کی نشانیوں میں ایک نشانی ہے۔

۲۔ اسے حاصل کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس موقعہ پر اس دولت کو حاصل کرنے کے لیے بہت بڑی جنگ ہوگی جس میں ننانوے فی صد لوگ قتل ہوں گے یعنی سو میں سے صرف ایک آدمی جنگ سے بچے گا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یقتل من كل مائة تسعة و تسعون (ابن ماجہ مسلم ۲/۳۹۱ کتاب الفتن) ہر شخص کا خیال ہوگا کہ شاید وہ بچنے والا میں ہی ہوں گا اس لیے سب جنگ میں کود پڑیں گے اور مرتے جائیں گے۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ

جنّت کی نہریں

2571: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرَ الْمَاءِ وَبَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ اللَّبَنِ وَبَحْرَ الْخَمْرِ ثُمَّ تُشَقَّقُ الْأَنْهَارُ بَعْدُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَحَكِيمُ بْنُ مُعَاوِيَةَ هُوَ وَالِدُ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ وَالْجُرَيْرِيُّ يُكْنَى أَبَا مَسْعُودٍ وَاسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ.

سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنّت میں پانی کا سمندر ہے، شہد کا سمندر ہے، دودھ کا سمندر ہے اور شراب کا سمندر ہے، پھر بعد میں نہریں جاری ہوں گی۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حکیم بن معاویہ یہ بہز بن حکیم کے والد ہیں، الجریری کی کنیت ابو مسعود ہے اور ان کا نام سعید بن ایاس ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخريج المشكاة: ٥٦٥٠ التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٠٠٥٢، صحيح ابن حبان: ٧٤٠٩

فوائد الحدیث: جنّت میں تمام قسم کے مشروبات وافر مقدار میں موجود ہوں گے اگرچہ جنّت کی ہر نعمت ہی فراوانی اور کثرت کے ساتھ میسر ہوگی لیکن ان مشروبات کی نہروں کا ذکر ترغیب کے لیے کیا گیا ہے۔

نیز یہ بتانے کے لیے بھی کہ ان چیزوں کا حصول مروجہ طریقے سے نہیں جیسا کہ دودھ گائے، بھینس وغیرہ کے تھنوں سے حاصل ہوتا ہے یا شہد مکھیاں بناتی ہیں وغیرہ وغیرہ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنّت میں اس کی نہریں بہہ رہی ہوں گی جو جب چاہے اور جتنا چاہے حاصل کر سکتا ہے اس میں نہ کوئی تغیّر و تبدل ہے اور نہ ہی کسی قسم کی خرابی۔

2572: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ سَأَلَ اللهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اللَّهُمَّ أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ. وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اللَّهُمَّ أَجِرْهُ مِنَ النَّارِ)).

قَالَ هَكَذَا رَوَى يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَوْقُوفًا أَيْضًا.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ سے تین بار جنّت کا سوال کرتا ہے، تو جنّت کہتی ہیں: اے اللہ! اسے جنّت میں داخل فرما، جو تین بار جہنم سے پناہ طلب کرتا ہے تو جہنم کہتی ہیں: اے اللہ! اسے جہنم سے پناہ عطا فرما۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: یونس بن ابی اسحاق نے ابو اسحاق سے اس حدیث کو برید بن ابی مریم عن انس کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ ابو اسحاق عن برید بن ابو مریم عن انس بن مالک کی سند سے موقوف بھی روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخريج المشكاة: ٢٤٧٨ التحقيق الثاني، التعليق الرغيب: ٤/٢٢٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٣٤٠، سنن النسائی: ٨/٢٧٩، مسند احمد : ١٢١٧٠، ١٣١٧٣، صحیح ابن حبان: ١٠١٤، ١٠٣٤

فوائد الحدیث: ا۔ قیامت کے دن آخر کار دو ہی ٹھکانے ہوں گے: (۱) جنّت (۲) دوزخ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ (الشوریٰ ۷)

"اور دو ہی گروہ ہوں گے۔ ایک گروہ جنّت میں اور ایک جہنم میں ہوگا۔"

اس لیے جنّت کے حصول کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال بھی کرتے رہنا چاہئے۔ اللھم انا نسئلك الجنة وما قربنا الیها

۲۔ اور جہنم سے بچنے کی کوشش کے ساتھ اس سے پناہ بھی مانگتے رہنا چاہئے۔ اللھم اجرنا من النار۔

ا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو صبح، شام سات سات مرتبہ یہ کلمہ پڑھے گا۔ اللھم اجرنی من النار "اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے بچالے گا۔" (ابو داؤد ص ۲/۳۴۵ کتاب الادب)

37

أَبْوَابْ صِفَةِ جَهَنَّمَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

جہنم کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّارِ

جہنم کا تعارف

2573: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ خَالِدٍ الْكَاهِلِيِّ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہنم کو پیش کیا جائے گا اس دن اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔“

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالثَّوْرِيُّ لَا يَرْفَعُهُ.

عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے کہا اور ثوری اسے مرفوع روایت نہیں کرتے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ خَالِدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

عبدالملک بن عمرو ابو عامر العقدی نے سفیان عن علاء بن خالد سے اس اسناد سے اسی مانند روایت کیا اور اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) انظر تحفة الاشراف حديث: ٩٢٩٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٨٤٢، مستدرک حاکم: ٤/٥٩٥

فوائد الحدیث: ا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نافرمان سرکش اور باغی لوگوں کے لیے سزا کے طور پر جہنم تیار کی ہے جس میں دو قسم کے لوگ جائیں گے:

۔ وہ مومن مسلمان جو صحیح العقیدہ ہوں گے لیکن ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے انہیں جہنم میں بھیجا جائے گا، پھر انہیں دوزخ سے نکال کر جنّت میں داخل کر دیا جائے گا اور ان کے مقام و مرتبے کے مطابق انہیں جنّت والی تمام نعمتیں عطا ہوں گی۔

ا۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں جنہوں نے سرے سے ایمان و اسلام کو قبول ہی نہیں کیا اور مشرک جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہراتے ہیں خواہ انہوں نے کلمہ پڑھا ہے یا نہیں پڑھا ہے، اور اعتقادی منافق یہ بھی حقیقت میں کافر ہی ہیں۔ یہ تمام لوگ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کبھی بھی جہنم سے نہیں نکالے جائیں گے۔

۲۔ جہنم کی ہولناکی کا بیان ہے کہ وہ اتنی خوفناک ہے کہ اسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ جکڑا ہوا ہے اور ہر ایک لگام کو ستر ستر ہزار فرشتوں نے پکڑا ہوگا۔ اور اسے کھینچ کر حشر کے میدان میں لایا جائے گا، اور اسے اللہ تعالیٰ کے عرش کے بائیں جانب کھڑا کر دیا جائے گا، جسے دیکھ کر مجرموں اور نافرمانوں پر ہیبت طاری ہو جائے گی۔ کہ اس کی آگ کے شعلوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور اس کی خوفناک آوازوں کو سنیں گے۔ یہی وہ منظر ہوگا۔ کہ جب مجرم لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکائے منتیں کر رہے ہوں گے۔

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ (السجدہ:۱۲)

2574: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ يَقُولُ إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِينَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن ایک گردن جہنم سے نکلے گی، اس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھتی ہوں گی۔ سننے والے دو کان اور ایک بولتی زبان ہوگی وہ کہے گی: تین قسم کے لوگ میرے سپرد کیے گئے ہیں: ہر عناد رکھنے والا جابر شخص، ہر وہ شخص جس نے اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارا، اور مصور لوگ۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

اس باب میں سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا وَرَوَى أَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

بعض نے اسے عمش عن عطیہ عن ابو سعید کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے، اور اشعث بن سوار نے عطیہ عن ابی سعید خدری کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٥١٢، التليق الرغيب: ٤/٥٦

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٨٤٣٠، ١١٣٥٤

فوائد الحدیث: ا۔ حشر کے میدان میں جہنم سے ایک گردن نمودار ہوگی۔ جس کی دو آنکھیں ہوں گی، دو کان ہوں گے۔ ایک زبان ہوگی، آنکھوں سے دیکھے گی اور کانوں سے سنے گی۔ زبان سے پکار کر کہے گی کہ تین آدمی: سرکش و ظالم، مشرک (جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرتا ہے) اور تصویریں بنانے والے لوگ میرے حوالے کر دیے جائیں۔

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ باقی گناہوں کی بہ نسبت یہ زیادہ بڑے جرم ہیں کہ جن کے مرتکبین کو جہنم خود طلب کرے گی، تصور

کیا جاسکتا ہے کہ جب یہ لوگ جہنم میں پھینک دیے جائیں گے تو پھر جہنم ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گی۔ اعاذنا اللہ منھا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ہر قسم کے گناہوں سے ہی بچیں لیکن ان تینوں سے بچنے کی زیادہ کوشش کریں اور اس کے لیے کوئی عذر بہانے نہ تراشیں اور نہ ہی کسی قسم کی تاویلیں کریں۔

۳۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ گردن حشر کے میدان سے مجرموں کو اس طرح چُن لے گی جس طرح مرغی زمین پر پڑے دانے چُن "چگ" لیتی ہے (الترغیب والترہیب)

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ قَعْرِ جَهَنَّمَ

جہنم کا گڑھا

2575: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ عَلَى مِنْبَرِنَا هَذَا مِنْبَرِ الْبَصْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الصَّخْرَةَ الْعَظِيمَةَ لَتُلْقَى مِنْ شَفِيرِ جَهَنَّمَ فَتَهْوِي فِيهَا سَبْعِينَ عَامًا وَمَا تُفْضِي إِلَى قَرَارِهَا)).

حسن رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، عتبہ بن غزوان نے ہمارے اس منبر، بصرہ کے منبر پر نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک بڑا پتھر جہنم کے کنارے سے گرایا جائے گا تو وہ اس کے پیندے تک ستر سال کی مسافت میں بھی نہیں پہنچے گا۔"

قَالَ وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ أَكْثِرُوا ذِكْرَ النَّارِ فَإِنَّ حَرَّهَا شَدِيدٌ وَإِنَّ قَعْرَهَا بَعِيدٌ وَإِنَّ مَقَامِعَهَا حَدِيدٌ.

راوی نے بیان کیا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جہنم کو کثرت سے یاد کرو، کیونکہ اس کی گرمی شدید ہے، اس کا پیندا یعنی گہرائی، بعید / دور ہے اور اس کے ہتھوڑے حدید (لوہے) کے ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: لَا نَعْرِفُ لِلْحَسَنِ سَمَاعًا مِنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ وَإِنَّمَا قَدِمَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ الْبَصْرَةَ فِي زَمَنِ عُمَرَ وَوُلِدَ الْحَسَنُ لِسَنَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حسن رحمۃ اللہ علیہ کا عتبہ بن غزوان سے سماع ثابت نہیں، عتبہ بن غزوان سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بصرہ آئے، جبکہ حسن رحمۃ اللہ علیہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دو سالوں میں پیدا ہوئے۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف: ۷/۹۷۵۷ حدیث: ۹۷۵۷، سلسلة الاحادیث الصحیحة: ۱۶۱۲

فوائد الحدیث: جہنم کی گہرائی اتنی زیادہ ہوگی کہ اگر اوپر سے کوئی بھاری پتھر پھینکا جائے تو وہ ستر ۷۰ سال تک گرتا رہے پھر بھی اس کی تہہ تک نہیں پہنچے گا (استغفر اللہ)

حالانکہ کوئی بھی بھاری چیز اوپر سے نیچے کو گرائیں تو وہ بڑی تیزی کے ساتھ نیچے جاتی ہے۔

2576: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "صعود جہنم میں ایک پہاڑ ہے، کافر کو ستر سال میں

عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((الصَّعُودُ جَبَلٌ مِنْ نَارٍ يُتَصَعَّدُ فِيهِ الْكَافِرُ سَبْعِينَ خَرِيفًا وَيَهْوِي فِيهِ كَذَلِكَ مِنْهُ أَبَدًا)).

چڑھایا جائے گا اور اسی طرح وہ اس میں ہمیشہ گرتا رہے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف ابن لہیعہ کی روایت کے حوالے ہی سے مرفوع جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٧٧، ضعيف الترمذي: ٤٧٣، اس کی سند ابن لہیعہ اور دراج کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١١٧١٢

فوائد الحدیث: دوزخ میں عذاب کی مختلف صورتوں میں ایک یہ بھی ہوگی کہ کافر کو آگ کے پہاڑ پر چڑھایا جائے گا پھر اسے نیچے گرا دیا جائے گا۔ اس کے پہاڑ پر چڑھنے میں ستر سال کا وقت صرف ہوگا اور پھر اتنا ہی عرصہ نیچے گرنے میں لگے گا۔ اسے مسلسل یہی عذاب ہوتا رہے گا۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي عِظَمِ أَهْلِ النَّارِ

جہنمیوں کا جثہ / موٹاپا

2577: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ غِلَظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اثْنَانِ وَأَرْبَعُونَ ذِرَاعًا وَإِنَّ ضِرْسَهُ مِثْلُ أُحُدٍ وَإِنَّ مَجْلِسَهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کافر کی جلد بیالیس ہاتھ موٹی اور اس کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر اور اس کی جہنم میں بیٹھنے کی جگہ اس طرح ہے جیسے مکہ اور مدینہ کے درمیان مسافت ہو۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الأَعْمَشِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اعمش کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٥٦٧٥، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١١٠٥، الظلال : ٦١٠

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٧٤٨٦

2578: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي جَدِّي مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ وَصَالِحٌ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ضِرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلُ أُحُدٍ وَفَخِذُهُ مِثْلُ الْبَيْضَاءِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ مَسِيرَةُ ثَلَاثٍ مِثْلُ الرَّبَذَةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے مثل ہوگی، اس کی ران بیضاء (احد پہاڑ) کے مثل ہوگی اور اس کی جہنم میں بیٹھنے کی جگہ (مدینہ سے) ربذہ کے مثل تین دن کی مسافت کے برابر ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

((وَمِثْلُ الرَّبَذَةِ)) كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَالرَّبَذَةِ. وَالْبَيْضَاءُ جَبَلٌ مِثْلُ أُحُدٍ.

(مثل الربذہ) سے مراد ہے "مدینہ اور ربذہ کے درمیان فاصلہ" اور (البیضاء) سے مراد "احد کی مثل (بڑا) پہاڑ"

حكم الحديث: (حسن) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٣/ ٩٠، اخرجه ابن ابي عاصم في السنة: ٨١١

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٢٨٥١، مسند احمد : ٨٣٤٥، ٨٤١٠، صحيح ابن حبان: ٧٤٨٦، ٧٤٨٧

2579: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ ((ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ أُحُدٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو حَازِمٍ هُوَ الأَشْجَعِيُّ اسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلَى عَزَّةَ الأَشْجَعِيَّةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، ابو حازم اشجعی اس کا نام سلمان ہے اور وہ عزہ اشجعیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٤/ ٢٣٧، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٣/ ٩٦

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٢٨٥١، مسند احمد : ٨٣٤٥، ٨٤١٠، صحيح ابن حبان: ٧٤٨٦، ٧٤٨٧

2580: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْمُخَارِقِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الْكَافِرَ لَيُسْحَبُ لِسَانُهُ الْفَرْسَخَ وَالْفَرْسَخَيْنِ يَتَوَطَّؤُهُ النَّاسُ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کافر اپنی زبان ایک اور دو فرسخ گھسیٹے گا، لوگ اسے روندیں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالْفَضْلُ بْنُ يَزِيدَ هُوَ كُوفِيٌّ قَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ وَأَبُو الْمُخَارِقِ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ فضل بن یزید کوفی ہیں۔ کئی ایک ائمہ نے اس سے روایت کیا ہے۔
اور ابو المخارق معروف نہیں۔

حكم الحديث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٧٦، سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٩٨٦

تخريج الحديث: مسند احمد : ٥٦٧١

فوائد الحديث: ١۔ اللہ تعالیٰ کفار کو بطور سزا جہنم کی آگ میں جلائیں گے، اس لیے انہیں بڑے بڑے جسم اور اعضا دیے جائیں گے تاکہ انہیں زیادہ سے زیادہ تکلیف پہنچے۔

٢۔ اللہ تعالیٰ تو ویسے ہی جتنی چاہے تکلیف دینے پر قادر ہے یہ تفصیل صرف انسانوں کو سمجھانے اور عبرت دلانے کے لیے ہے۔

٣۔ یہ قیامت کے دن کے معاملات ہیں انہیں دنیا پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔

٤۔ اعضا کی جسامت کا مختلف ہونا ان کے کفر کے مختلف درجات کی مناسبت سے ہے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ أَهْلِ النَّارِ

جہنمیوں کا مشروب

2581: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ ﴿كَالْمُهْلِ﴾ (الكهف: ٢٩) قَالَ ((كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَإِذَا قَرَّبَهُ إِلَى وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ فِيهِ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((كَالْمُهْلِ)) کی تفسیر میں فرمایا: ''تیل کی تلچھٹ کی طرح، جب وہ اسے اپنے چہرے کے قریب کرے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ. وَرِشْدِينُ قَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف رشدین بن سعد کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، رشدین پر اس کے حفظ کے حوالے سے جرح کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٧٨، التعليق الرغيب: ٤/٢٣٤، ضعيف الترمذي: ٤٧٥

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١١٦٧٢، صحيح ابن حبان: ٧٤٧٣

2582: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي السَّمْحِ عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْحَمِيمَ لَيُصَبُّ عَلَى رُءُوسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْحَمِيمُ حَتَّى يَخْلُصَ إِلَى جَوْفِهِ فَيَسْلِتَ مَا فِي جَوْفِهِ حَتَّى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھولتا ہوا پانی ان کے سروں پر ڈالا جائے گا پس وہ کھولتا ہوا پانی اس کے پیٹ تک چلا جائے گا اور اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ اس کو کاٹ ڈالے گا حتیٰ کہ وہ اس کے قدموں سے نکل جائے گا، اور یہی وہ صہر ہے، پھر اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیا جائے گا۔''

وَسَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ يُكْنَى أَبَا شُجَاعٍ وَهُوَ مِصْرِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ.

سعید بن یزید کی کنیت ابو شجاع ہے اور وہ مصری ہے، لیث بن سعید نے ان سے روایت کیا ہے، ابن حجیرہ وہ عبدالرحمن بن حجیرہ مصری ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَابْنُ حُجَيْرَةَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُجَيْرَةَ الْمِصْرِيُّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابن حجیرہ، عبدالرحمن بن حجیرہ مصری ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٧٩، التعليق الرغيب: ٤/٢٣٤، اس کی سند ابو السمح کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٨٨٦٤ والحاكم في المستدرك: ٢/٣٨٧

2583: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ((ويُسقى من ماء صديد يتجرعه)) کی تفسیر میں روایت

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ ﴿وَيُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ يَتَجَرَّعُهُ﴾ (ابراهيم: ١٦) قَالَ ((يُقَرَّبُ إِلَى فِيهِ فَيَكْرَهُهُ فَإِذَا أُدْنِيَ مِنْهُ شَوَى وَجْهَهُ وَوَقَعَتْ فَرْوَةُ رَأْسِهِ فَإِذَا شَرِبَهُ قَطَّعَ أَمْعَاءَهُ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهِ يَقُولُ اللهُ ﴿وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ﴾ (محمد: ١٥) وَيَقُولُ ﴿وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ﴾ (الكهف: ٢٩)).

کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا، وہ اس کو ناپسند کرے گا، جب وہ اس کے قریب کیا جائے گا وہ اس کے چہرے کو بھون دے گا اور اس کے سر کی کھال گر جائے گی، جب وہ اسے پیے گا تو وہ اس کی آنتیں کاٹ دے گا حتیٰ کہ وہ اس کی پیٹھ سے نکل جائے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ”انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا حتیٰ کہ وہ ان کی آنتیں کاٹ کر رکھ دے گا۔“ اور وہ فرماتا ہے: ”اگر وہ پانی طلب کریں گے تو انہیں تیل کی تلچھٹ کی مانند پانی پلایا جائے گا وہ چہرے بھون دے گا وہ برا مشروب / پینا ہے اور بری آرام گاہ ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

وَهَكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ وَلَا نَعْرِفُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ بُسْرٍ إِلَّا فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ لَهُ أَخٌ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ. وَأُخْتُهُ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ. وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ الَّذِي رَوَى عَنْهُ صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو حَدِيثَ أَبِي أُمَامَةَ لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ أَخَا عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبید اللہ بن بسر کے حوالے سے اسی طرح کہا ہے اور ہم عبید اللہ بن بسر کو صرف اس حدیث میں جانتے ہیں۔ صفوان بن عمرو نے نبی ﷺ کے صحابی عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے علاوہ روایت کیا ہے اور ان کے بھائی اور بہن بھی صحابی ہیں اور انہوں نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ اور عبید اللہ بن بُسر جن سے صفوان بن عمرو نے ابو امامہ کی حدیث روایت کی ہے۔ شاید کہ وہ عبد اللہ بن بُسر کے بھائی ہوں۔

حكم الحديث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٨٠، التعليق الرغيب: ٤/٢٣٤، ضعيف الترمذي: ٤٧٧.

تخريج الحديث: مسند احمد : ٢٢٢٨٥

2584: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((﴿كَالْمُهْلِ﴾ (الكهف: ٢٩) كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَإِذَا قُرِّبَ إِلَيْهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ فِيهِ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((كَالْمُهْلِ))، ”تیل کی تلچھٹ کی طرح جب وہ اس کے قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لِسُرَادِقِ النَّارِ أَرْبَعَةُ جُدُرٍ كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ مِثْلُ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ

اسی اسناد سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کا شامیانہ چار دیواروں کے برابر ہے، ہر دیوار کی

سَنَةً)).

وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَوْ أَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لأَنْتَنَ أَهْلَ الدُّنْيَا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ وَفِي رِشْدِينَ مَقَالٌ وَقَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ)) يَعْنِي غِلَظَهُ.

موٹائی چالیس سال کی مسافت کے مثل ہے۔"

اسی اسناد سے نبی ﷺ سے مروی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر غساق (دوزخیوں کے جسم سے بہنے والا خون اور پیپ) کا ایک ڈول دنیا میں گرا دیا جائے تو دنیا والے تعفّن سے مرجائیں۔"

امام ترمذی نے کہا: ہم اس حدیث کو صرف رشدین بن سعد کی حدیث کے حوالے ہی سے جانتے ہیں جبکہ رشدین پر ان کے حافظے کے حوالے سے جرح کی گئی ہے۔

اور (كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ) کا معنی ہے "اس کی موٹائی"۔

حكم الحديث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٨١-٥٦٨٢، التعليق الرغيب: ٤/٢٣١

تخريج الحديث: مسند احمد : ١١٦٧٢، صحيح ابن حبان: ٧٤٧٣

ب۔ [ضعيف] مسند احمد : ١١٢٣٤

ج۔ [ضعيف] مسند احمد : ٢/١١٢٣٠، ٢٧٣٥

2585: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ ﴿اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ أَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّومِ قُطِرَتْ فِي دَارِ الدُّنْيَا لأَفْسَدَتْ عَلَى أَهْلِ الدُّنْيَا مَعَايِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَكُونُ طَعَامَهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: "اللہ سے جس طرح ڈرنے کا حق ہے اس طرح اس سے ڈرو اور تمہیں صرف حالت اسلام پر موت آئے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر زقوم (تھوہر) کا ایک قطرہ دنیا پر ڈال دیا جائے تو دنیا والوں پر ان کی گزران خراب ہو جائے تو اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جس کا کھانا ہی وہی ہو۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٩٤٤، ضعيف الترمذي: ٤٨١

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٤٣٢٥، سنن النسائي في الكبرى: ١١٠٧٠، مسند احمد : ٢٧٣٥، ابن حبان: ٧٤٧٠

فوائد الحدیث: دوزخیوں کو جو مشروب پینے کے لئے دیا جائے گا۔ وہ تلچھٹ (جو تیل وغیرہ کے نیچے میل کچیل ہوتی ہے) "زقوم" زخموں کی پیپ، زخموں سے نکلنے والا خون اور انتہائی گرم پانی ہوگا۔ جو پیتے ہی چہرے کی کھال کو ادھیڑ کر رکھ دے گا اور بعض دوسری روایات کے مطابق اس کی انتڑیاں اس کی مقعد کے راستے باہر آجائیں گی۔

پھر گرم ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی بدبودار اور کڑوا ہوگا اگر اس کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرا دیا جائے تو اس کی کڑواہٹ کی وجہ سے دنیا کی معیشت خراب و برباد ہو جائے۔ یعنی کھانے پینے کی ہر ایک چیز کڑوی اور ناقابل استعمال ہو جائے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ طَعَامِ أَهْلِ النَّارِ

جہنمیوں کا کھانا

2586: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا قُطْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يُلْقَى عَلَى أَهْلِ النَّارِ الْجُوعُ فَيَعْدِلُ مَا هُمْ فِيهِ مِنَ الْعَذَابِ فَيَسْتَغِيثُونَ فَيُغَاثُونَ بِطَعَامٍ مِنْ ضَرِيعٍ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ فَيَسْتَغِيثُونَ بِالطَّعَامِ فَيُغَاثُونَ بِطَعَامٍ ذِي غُصَّةٍ فَيَذْكُرُونَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُجِيزُونَ الْغُصَصَ فِي الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ فَيَسْتَغِيثُونَ بِالشَّرَابِ فَيُرْفَعُ إِلَيْهِمُ الْحَمِيمُ بِكَلَالِيبِ الْحَدِيدِ فَإِذَا دَنَتْ مِنْ وُجُوهِهِمْ شَوَتْ وُجُوهَهُمْ فَإِذَا دَخَلَتْ بُطُونَهُمْ قَطَّعَتْ مَا فِي بُطُونِهِمْ فَيَقُولُونَ ادْعُوا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ فَيَقُولُونَ ﴿أَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَى. قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾ (غافر: ٥٠). قَالَ فَيَقُولُونَ ادْعُوا مَالِكًا فَيَقُولُونَ ﴿يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ (الزخرف: ٧٧) قَالَ فَيُجِيبُهُمْ ﴿إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ﴾ (الزخرف: ٧٧)).

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہنمیوں پر بھوک ڈالی دی جائے گی تو وہ جس عذاب میں ہیں وہ اس کے برابر ہو جائے گی، پس وہ فریاد کریں گے تو انہیں ضریع (دوزخ کا ایک خاردار اور بہت کڑوا درخت جو بدبو دار ہوگا) کا کھانا دیا جائے گا۔ وہ فربہ کرے گا نہ بھوک مٹائے گا، وہ کھانا مانگیں گے تو انہیں حلق میں اٹک جانے والا کھانا دیا جائے گا، وہ یاد کریں گے کہ وہ دنیا میں حلق میں اٹکے ہوئے نوالے پانی کے ساتھ حلق سے نیچے اتارتے تھے، وہ مشروب مانگیں گے تو لوہے کے آنکڑوں کے ساتھ کھولتا ہوا پانی ان کی طرف بھیجا جائے گا، جب وہ ان کے چہروں کے قریب جائے گا تو وہ ان کے چہرے بھون ڈالے گا، جب وہ ان کے پیٹوں میں داخل ہوگا تو وہ ان کے پیٹ میں موجود سب چیزیں کاٹ کر رکھ دے گا، وہ کہیں گے: جہنم کے دروغوں کو بلاؤ، تو وہ کہیں گے: ”کیا تمہارے رسول تمہارے پاس دلائل لے کر نہیں آئے تھے، وہ کہیں گے: ضرور آئے تھے، وہ کہیں گے پھر دعا کرو، اور کافروں کی دعا گمراہی میں (باطل) ہے۔“ فرمایا: وہ کہیں گے: مالک کو پکارو، وہ کہیں گے: ”اے مالک! تمہارا رب ہمارا فیصلہ کر دے۔“ وہ انہیں جواب دے گا: ”بے شک تم (یہیں) ٹھہرنے والے ہو۔“

قَالَ الْأَعْمَشُ نُبِّئْتُ أَنَّ بَيْنَ دُعَائِهِمْ وَبَيْنَ إِجَابَةِ مَالِكٍ إِيَّاهُمْ أَلْفَ عَامٍ. قَالَ ((فَيَقُولُونَ ادْعُوا رَبَّكُمْ فَلَا أَحَدَ خَيْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَيَقُولُونَ ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ﴾ قَالَ فَيُجِيبُهُمْ ﴿اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ﴾ (المومنون: ١٠٨) قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ يَئِسُوا مِنْ

اعمش رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے بتایا گیا کہ ان کی دعا اور مالک کے انہیں جواب دینے میں ہزار سال کا وقفہ ہے، وہ کہیں گے: اپنے رب سے دعا کرو، تمہارے رب سے کوئی بہتر نہیں، وہ کہیں گے: ”ہمارے رب! ہماری بدنصیبی ہم پر غالب آگئی، ہم گمراہ لوگ تھے، پروردگار! ہمیں یہاں سے نکال، اگر ہم نے دوبارہ کفر کیا تو ہم واقعتاً ظالم ہوں گے۔“ وہ انہیں جواب دے گا: ”اسی

كُلِّ خَيْرٍ وَعِنْدَ ذَلِكَ يَأْخُذُونَ فِي الزَّفِيرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ)).

میں دھتکارے ہوئے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔" فرمایا: اس وقت وہ ہر قسم کی خیر و بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے، اور وہ چیخ و پکار اور حسرت و تباہی میں مبتلا ہو جائیں گے۔"

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالنَّاسُ لَا يَرْفَعُونَ هَذَا الْحَدِيثَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: إِنَّمَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَوْلَهُ وَلَيْسَ بِمَرْفُوعٍ.

عبداللہ بن عبدالرحمن نے کہا کہ لوگ (راوی) اس حدیث کو مرفوع بیان نہیں کرتے۔
امام ترمذی فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو عن الاعمش عن شمر بن عطیۃ عن شہر بن حوشب عن ام الدرداء عن ابی الدرداء کی سند سے صرف ان کا قول (موقوف) جانتے ہیں۔

وَقُطْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ هُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

اور قطبہ بن عبدالعزیز اہل حدیث / محدثین کے نزدیک ثقہ ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٨٦، التعليق الرغيب: ٤/٢٣٦، اعمش کا شمر سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٣/١٥٥-١٥٦، تفسير الطبري: ١٨/٥٩

2587: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي شُجَاعٍ عَنْ أَبِي السَّمْحِ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ﴿وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ﴾ (المومنون: ١٠٤) قَالَ ((تَشْوِيهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتَّى تَبْلُغَ وَسَطَ رَأْسِهِ وَتَسْتَرْخِي شَفَتُهُ السُّفْلَى حَتَّى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا فرمان: "وہ اس میں شکن آلود چہرے والے ہوں گے" اس سے مراد یہ ہے کہ آگ اسے بھون ڈالے گی تو اس کا اوپر والا ہونٹ سکڑ جائے گا حتیٰ کہ اس کے سر کے وسط تک پہنچ جائے گا، اور اس کا نیچے والا ہونٹ ڈھیلا ہو جائے گا حتیٰ کہ وہ اس کی ناف پر جا لگے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو الْهَيْثَمِ اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْعُتْوَارِيُّ وَكَانَ يَتِيمًا فِي حَجْرِ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔
ابوالہیثم کا نام سُلیمان بن عمرو بن عبد عتواری ہے، وہ یتیم تھے اور ابو سعید کی کفالت میں تھے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٥٦٨٤، اخرجه ابو يعلى: ١٣٦٧، الحاكم: ٢/٣٩٥، ضعيف الترمذي: ٤٨٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٨٣٦، شرح السنة: ٤٤١٦

فوائد الحدیث: ١۔ جہنم میں جب جہنمیوں کو بھوک ستائے گی تو انہیں انتہائی کڑوا اور حلق میں اٹک جانے والا کھانا دیا جائے گا جس سے نہ تو ان کی بھوک مٹے گی اور نہ ہی کوئی جسمانی طور پر قوت حاصل ہو گی۔ بس کھانے کی مشقت اور تکلیف ہو گی جو بطور سزا انہیں بھگتنا ہو گی۔

٢۔ جب کھانا ان کے حلق میں اٹک جائے گا اور وہ اسے نگلنے کے لیے پانی مانگیں گے تو انہیں گرم پانی دیا جائے گا جو پینے سے ان کے چہرے جل جائیں گے اور پیٹ کے اندر انتڑیاں وغیرہ ہر چیز کو کاٹ کر تہس نہس کر دے گا۔

٣۔ اس قسم کے مسلسل عذاب میں انہیں کوئی ریلیف نہیں ملے گا بلکہ ان کے موت کے مطالبے کے جواب میں بتایا جائے گا کہ اب موت

نہیں آئے گی بلکہ یہی عذاب ہمیشہ سہنا پڑے گا۔

۴۔ جہنم میں جلنے سڑنے کی وجہ سے ان کی شکلیں بھی بڑی بد صورت اور ڈراؤنی ہو جائیں گی۔

6- بَابٌ فِي بُعْدِ قَعْرِ جَهَنَّمَ

جہنم کی گہرائی

2588: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي السَّمْحِ عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ أَنَّ رُصَاصَةً مِثْلَ هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَى مِثْلِ الْجُمْجُمَةِ أُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ وَهِيَ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ لَبَلَغَتِ الأَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ وَلَوْ أَنَّهَا أُرْسِلَتْ مِنْ رَأْسِ السِّلْسِلَةِ لَصَارَتْ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ أَصْلَهَا أَوْ قَعْرَهَا)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس کی مثل پتھر، آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کی طرف اشارہ کیا آسمان سے زمین کی طرف چھوڑا جائے تو وہ پانچ سو سال کی مسافت ہے تو وہ زمین تک رات سے پہلے پہنچ جائے، اگر اس سلسلہ (زنجیر) کی چوٹی سے چھوڑا جائے تو وہ اس (جہنم) کی گہرائی تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک رات دن چلتا رہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَسَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ هُوَ مِصْرِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث، اس کی اسناد حسن صحیح ہے۔ سعید بن یزید مصری ہے اس سے لیث بن سعد اور ائمہ میں سے کئی ایک نے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٨٨، التعليق الرغيب: ٢٣٢/٤، ضعيف الترمذي: ٤٨٤

فوائد الحدیث: اس مثال اور مسافت سے جہنم کی گہرائی بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ بہت زیادہ ہے جس میں کافروں کو پھینکا جائے گا اور اس سے نکلنا ان کے لیے محال ہوگا۔

7- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ نَارَكُمْ هَذِهِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ

تمہاری (دنیا کی) یہ آگ جہنم کی آگ کا ستر واں حصہ ہے

2589: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((نَارُكُمْ هَذِهِ الَّتِي يُوقِدُ بَنُو آدَمَ جُزْءٌ وَاحِدٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ)). قَالُوا وَاللهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((فَإِنَّهَا فُضِّلَتْ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری یہ آگ جسے انسان جلاتے ہیں وہ جہنم کی حرارت کا ستر واں حصہ ہے۔“ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! وہ تو ایک ہی کافی تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو انہتر حصے زیادہ بڑھایا گیا ہے وہ سب اس (دنیا کی آگ) کی حرارت کے مثل ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ هُوَ أَخُو وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ وَهْبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہمام بن منبہ یہ وہب بن منبہ کے بھائی ہیں۔ وہب نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٤/٢٢٦، اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٨٩٧، البيهقي: ٤٩٨

تخریج الحدیث: و صحيح بخاری: ٣٢٦٥، صحيح مسلم: ٢٨٤٣، مسند احمد: ٧٣٢٧، ٨١٢٦، ابن حبان: ٧٤٦٢

فوائد الحدیث: دنیا میں جو آگ جلائی جاتی ہے یہ جہنم کی آگ کا ستر واں حصہ ہے۔ دوزخ کی آگ تو اس سے بھی انہتر درجے زیادہ ہے۔ دنیا کی آگ کو تو انسان برداشت نہیں کر سکتا تو آخرت میں جہنم کی آگ کے عذاب کو کیسے برداشت کرے گا اس لیے ہمیں چاہئے کہ اس دنیا میں رہ کر ہی دوزخ سے بچنے کا انتظام کریں اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنے عقائد کو کفر، شرک اور نفاق سے پاک کریں اور اپنے اعمال کو بدعت کی آمیزش اور ملاوٹ سے بچائیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں زندگی بسر کریں۔

8- بَابٌ مِنْهُ فِيْ صِفَةِ النَّارِ أَنَّهَا سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ

جہنم کی آگ کالی سیاہ ہے

2590: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((نَارُكُمْ هَذِهِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ لِكُلِّ جُزْءٍ مِنْهَا حَرُّهَا)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری یہ آگ جہنم کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے، ان میں سے ہر ایک جز کے برابر اس (دنیا کی ساری آگ) کی حرارت ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو سعید کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحيح بما قبله) دیکھیں گزشتہ حدیث۔ بعض نے عطیہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابويعلىٰ: ١٣٣٤

2591: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمٍ هُوَ ابْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أُوقِدَ عَلَى النَّارِ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى احْمَرَّتْ ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم کی آگ ہزار برس جلائی گئی حتیٰ کہ وہ سرخ ہو گئی، پھر ہزار برس آگ جلائی گئی حتیٰ کہ وہ سفید ہو گئی، پھر ہزار برس جلائی گئی حتیٰ کہ وہ کالی ہو گئی پس وہ (اب) کالی سیاہ ہے۔''

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ

ہم کو سوید بن نصر نے اخبرنا عبداللہ بن المبارک عن شریک

شَرِيكٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ أَوْ رَجُلٍ آخَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

عن عاصم عن ابی صالح اور رجل آخر عن ابی ہریرہ کی سند سے اس کی مثل روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کو مرفوع بیان نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا مَوْقُوفٌ أَصَحُّ وَلَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ يَحْيَى بْنِ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ شَرِيكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس باب میں مذکور حدیث موقوف زیادہ صحیح ہے۔ صرف یحییٰ بن ابی بکیر نے شریک کے حوالے سے اسے مرفوع روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٩٤١، ضعيف الترمذي: ٤٨٥، سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٣٠٥

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٣٢٠، تهذيب الكمال: ١٤/٢٤٩

فوائد الحدیث: آگ کی شدت کی وجہ سے اس کی مختلف رنگتیں ظاہر اور محسوس ہوتی ہیں سب سے زیادہ شدت والی آگ کو دیکھیں تو وہ سیاہ نظر آئے گی اس سے ذرا کم شدت ہو تو سفید نظر آتی ہے اور سرخ رنگت والی تو کم درجے کی حرارت اور گرمی والی ہے جبکہ دنیا کی آگ کے مقابلے میں وہ بھی انہتر (٦٩) گنا زیادہ تپش اور گرمی والی ہے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ لِلنَّارِ نَفَسَيْنِ وَمَا ذُكِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ

جہنم کو دو سانس لینے کی اجازت ہے اور اہل توحید میں سے کسے جہنم سے نکالا جائے گا

2592: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا وَقَالَتْ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَجَعَلَ لَهَا نَفَسَيْنِ نَفَسًا فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسًا فِي الصَّيْفِ فَأَمَّا نَفَسُهَا فِي الشِّتَاءِ فَزَمْهَرِيرٌ وَأَمَّا نَفَسُهَا فِي الصَّيْفِ فَسَمُومٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگ نے اپنے رب کے حضور شکایت کی اور عرض کیا، میرے بعض حصے نے بعض حصے کو کھالیا ہے، پس اس نے اسی کے لیے دو سانس لینا مقرر کر دیا، ایک سانس سردیوں میں اور ایک سانس گرمیوں میں، پس رہا اس کا سردیوں میں سانس لینا تو وہ سردی (کا باعث) ہے، اور رہا اس کا گرمی میں سانس لینا تو وہ گرمی (کا باعث) ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَالْمُفَضَّلُ بْنُ صَالِحٍ لَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِذَلِكَ الْحَافِظِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ سے کئی ایک طرق سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ مفضل بن صالح محدثین کے نزدیک اس معیار کا حافظ نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٤٥٧، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٣/١٥٨، الدارمي: ٢٨٤٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٣٧، ٣٢٦٠، صحيح مسلم: ٦١٧، سنن ابن ماجه: ٤٣١٩، سنن النسائی فی الکبری: ١١٦٤٠، مسند احمد: ٧٧٢٢، صحيح ابن حبان: ٧٤٦٦

فوائد الحدیث: جہنم میں آگ کے گرم عذاب کے ساتھ ساتھ، سرد اور ٹھنڈک کا عذاب بھی ہوگا۔ یعنی کسی کو گرمی کا عذاب ہوگا اور کسی کو سردی کا۔

2593: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ قَالَ هِشَامٌ ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ)). وَقَالَ شُعْبَةُ ((أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً)). وَقَالَ شُعْبَةُ ((مَا يَزِنُ ذُرَّةً)). مُخَفَّفَةً.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہشام نے روایت کیا۔ ''جہنم سے نکال لیا جائے گا۔'' اور شعبہ نے کہا: ''جہنم سے نکال لو۔ جس نے بھی لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہے اور اس کے دل میں جَو کے دانے کے برابر بھی خیر ہے۔ اور جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہے اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھی خیر ہے اسے جہنم سے نکال دو، اور جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہے اور اس کے دل میں ذرہ برابر خیر ہے تو اسے جہنم سے نکال لو۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

اس باب میں سیّدنا جابر اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٩٦٦، ابن ابي شيبة: ٣١/١١، ابو عوانة: ١٨٤/١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٤، صحیح مسلم: ١٩٣، ٣٢٥، سنن ابن ماجه: ٤٣١٢، مسند احمد : ١٢١٥٣، ١٢٧٧٢، صحيح ابن حبان: ٧٤٨٤

فوائد الحدیث: ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ وہ مومن گنہگار جن کے دلوں میں کوئی تھوڑا بہت بھی ایمان ہوگا انہیں آخر کار جہنم سے نکال کر جنّت میں داخل کر دیا جائے گا۔

۲۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ جس طرح جَو، گندم کا دانہ اور ذرہ برابر نہیں اسی طرح تمام مومنوں کا ایمان بھی برابر نہیں بلکہ اس میں کمی بیشی ہے۔

۳۔ ایمان کا وصف اور خوبی یہ ہے کہ وہ **یزید وینقص** ''کم اور زیادہ ہوتا ہے''۔ جن لوگوں کے ایمان میں کوئی فرق اور تبدیلی نہیں آتی نہ تو وہ کم ہوتا ہے اور نا ہی زیادہ انہیں فکر کرنی چاہئے کہ وہ ایمان کے نام پر کیا چیز سنبھالے ہوئے ہیں؟

2594: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ مُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَقُولُ اللهُ أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِي يَوْمًا أَوْ خَافَنِي فِي مَقَامٍ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ فرمائے گا: جس نے مجھے کسی ایک دن بھی یاد کیا تھا یا کسی بھی جگہ مجھ سے ڈرا تھا اسے جہنم سے نکال لو۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الظلال الجنة: ٨٣٣، التعليق الرغيب: ١٣٨/٤، المشكاة: ٥٣٤٩ التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: زوائد مسند احمد : ٣٦٩، السنة لابن ابی عاصم: ٨٣٣، کتاب التوحید لابن خزیمة، ص: ٢٩٦، مستدرک حاکم: ١/٧٠

فوائد الحدیث: یہ وہی مومن ہیں جن کے دل میں کچھ نہ کچھ ایمان ہے اور دنیا میں وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہے اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہے تو انہیں بھی جہنم سے نکالا جائے گا۔

10- بَابٌ مِنْهُ قِصَّةُ آخِرِ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا...

جہنمیوں میں سے سب سے آخری جہنمی کا نکلنا

2595: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَعْرِفُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَيُقَالُ يَا رَبِّ! قَدْ أَخَذَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ. قَالَ فَيُقَالُ لَهُ انْطَلِقْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. قَالَ فَيَذْهَبُ لِيَدْخُلَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ! قَدْ أَخَذَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ. قَالَ فَيُقَالُ لَهُ أَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِي كُنْتَ فِيهِ فَيَقُولُ نَعَمْ. فَيُقَالُ لَهُ تَمَنَّ. قَالَ فَيَتَمَنَّى فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَعَشَرَةَ أَضْعَافِ الدُّنْيَا.
قَالَ فَيَقُولُ أَتَسْخَرُ بِي! وَأَنْتَ الْمَلِكُ)). قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جہنم سے سب سے آخر پر نکلنے والے شخص کو خوب پہچانتا ہوں وہ گھٹنوں کے بل وہاں سے نکلے گا تو عرض کرے گا: رب جی! لوگ تو اپنی اپنی جگہ پر جا چکے ہیں۔'' فرمایا: ''اسے کہا جائے گا: جنّت کی طرف چل اور جنت میں داخل ہو جا۔'' فرمایا: ''پس وہ جائے گا تاکہ اس میں داخل ہو جائے تو وہ لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ اپنی جگہوں پر قابض ہو چکے ہیں تو وہ واپس جا کر عرض کرے گا: رب جی! سارے لوگ اپنی جگہوں پر قابض ہو چکے ہیں۔'' فرمایا: ''اسے کہا جائے گا کیا تجھے وہ اپنا وقت یاد ہے؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں، اسے کہا جائے گا: تمنّا کر۔'' فرمایا: ''وہ تمنّا کرے گا، تو اسے کہا جائے گا: تم نے جو تمنّا کی وہ تمہیں دے دیا گیا اور دنیا سے دس گنا زیادہ عطا کر دیا گیا۔'' فرمایا: ''وہ عرض کرے گا کہ اے اللہ! کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے جبکہ تو بادشاہ ہے۔'' راوی نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ہنسے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٣/١١٩، ابو عوانة: ١/١٦٠، البغوي: ٤٣٥٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٥٧١، صحیح مسلم: ١٨٦، سنن ابن ماجه: ٤٣٣٩، مسند احمد : ٣٥٩٦، ٣٧١٤، صحیح ابن حبان: ٧٤٢٧

فوائد الحدیث: ١۔ جہنم سے سب سے آخر میں نکلنے والا شخص، ظاہر ہے کہ جنّت میں بھی سب سے آخر میں داخل ہوگا۔ جب اس کو اس

تمنّا اور خواہش کے ساتھ ساتھ اس دنیا سے دس گنا زیادہ بھی دے دیا جائے گا۔ تو جو پہلے جنّت میں جانیوالے ہوں گے ان کے مقام و مرتبے اور انہیں ملنے والی نعمتوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

۲۔ جھوٹ پر مبنی مذاق تو کسی کو بھی نہیں کرنا چاہے لیکن بڑے لوگوں کا اپنے سے چھوٹے لوگوں کے ساتھ ایسا مذاق تحقیر کے زمرے میں آتا ہے جو کہ بڑے لوگوں کو زیبا نہیں ہے۔

2596: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَعْرِفُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنَ النَّارِ وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولاً الْجَنَّةَ يُؤْتَى بِرَجُلٍ فَيَقُولُ سَلُوا عَنْ صِغَارِ ذُنُوبِهِ وَاخْبَئُوا كِبَارَهَا. فَيُقَالُ لَهُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فِي يَوْمِ كَذَا وَكَذَا. قَالَ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً. قَالَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ! لَقَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ مَا أَرَاهَا هَا هُنَا)). قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَضْحَكُ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں جہنم سے سب سے آخر پر نکلنے والے اور جنت میں سب سے آخر پر داخل ہونے والے شخص کو جانتا ہوں، ایک آدمی کو پیش کیا جائے گا: وہ فرمائے گا: اس کے صغیرہ گناہوں کے متعلق سوال کرو اور اس کے کبیرہ گناہوں کو چھپائے رکھو۔ اسے کہا جائے گا: تو نے فلاں اور فلاں دن یہ اور یہ کام کیا، اور تو نے فلاں اور فلاں دن یہ اور یہ کام کیا، فرمایا: اسے کہا جائے گا: تمہارے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی ہے، تو (یہ سن کر) وہ کہے گا: رب جی! میں کچھ ایسے اعمال بھی جانتا ہوں کہ میں انہیں یہاں نہیں دیکھ رہا۔“ راوی نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا حتی کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البغوي: ٤٣٦٠، صحيح الترمذي: ٢٠٩٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٠، مسند احمد : ٢١٣٩٣، ٢١٤٩٢، صحيح ابن حبان: ٧٣٧٥

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر یہ شفقت اور مہربانی ہے کہ بعض لوگوں کے گناہ ان کی توبہ کے نتیجے میں نیکیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ (الفرقان: ۷۰)

لیکن یہ وہ شخص ہے کہ جسے اس کے عقیدہ توحید اور ایمان کی بدولت دوزخ سے نکال کر اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

۲۔ جب اس کے صغیرہ چھوٹے گناہوں کے بدلے میں نیکیاں ملنا شروع ہوں گی تو وہ خود اسے شمار کرے گا کہ میرے کچھ اور بھی گناہ ہیں جو مجھے یہاں نظر نہیں آ رہے۔ اس کا خیال ہوگا کہ چھوٹے گناہوں کے بدلے اگر یہ نیکیاں ملی ہیں تو بڑے گناہوں کے بدلے میں زیادہ نیکیاں ملیں گی۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ اس کے لالچ کو یاد کر کے مسکرا دیے۔ (ﷺ)

2597: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل توحید میں سے کچھ لوگوں کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا حتی کہ وہ

((يُعَذَّبُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ فِي النَّارِ حَتَّى يَكُونُوا فِيهَا حُمَمًا ثُمَّ تُدْرِكُهُمُ الرَّحْمَةُ فَيُخْرَجُونَ وَيُطْرَحُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْجَنَّةِ. قَالَ فَيَرُشُّ عَلَيْهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْمَاءَ فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْغُثَاءُ فِي حَمِيلَةِ السَّيْلِ ثُمَّ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ)).

اس میں کوئلے بن جائیں گے، پھر رحمت ان کے شامل ہو جائے گی تو انہیں وہاں سے نکال کر ابواب جنت پر پھینک دیا جائے گا۔ جنتی ان پر پانی چھڑکیں گے تو وہ اس طرح اگ آئیں گے جس طرح دانہ سیلاب کے کوڑے کرکٹ میں (جلد) اگتا ہے، پھر وہ جنّت میں داخل ہو جائیں گے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ.

اور بے شک یہ حدیث کئی ایک طرق سے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٤٥١، صحيح الترمذي: ٢٠٩٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٥١٩٨، شرح السنة: ٤٣٥٩

فوائد الحدیث: جب اہل توحید کو دوزخ سے نکالا جائے گا تو وہ سڑ کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے چنانچہ انہیں باہر نکال کر ان پر جنّت کی نہر سے پانی چھڑکا جائے گا تو وہ بہت جلد اپنی اصل حالت پر آجائیں گے، پھر وہ جنّت میں داخل ہو جائیں گے۔

2598: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنَ الإِيمَانِ)). قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَمَنْ شَكَّ فَلْيَقْرَأْ ﴿إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ (النساء: ٤٠).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا وہ بھی جہنم کی آگ سے نکل جائے گا۔" ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جسے شک ہو تو وہ یہ آیت پڑھے: "بے شک اللہ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٨٥٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٢، صحيح مسلم: ١٨٤، ١٨٣، سنن ابن ماجه: ٦٠، سنن النسائی: ٨/١١٢-١١٣، مسند احمد: ١١١٢٧، صحيح ابن حبان: ٧٣٧٧

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۵۹۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

2599: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي ابْنُ أَنْعُمَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ رَجُلَيْنِ مِمَّنْ دَخَلَ النَّارَ اشْتَدَّ صِيَاحُهُمَا فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ أَخْرِجُوهُمَا. فَلَمَّا أُخْرِجَا قَالَ لَهُمَا لِأَيِّ شَيْءٍ اشْتَدَّ صِيَاحُكُمَا قَالَا فَعَلْنَا ذَلِكَ لِتَرْحَمَنَا. قَالَ إِنَّ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جہنم میں جانے والوں سے دو آدمی بہت زیادہ چیخے چلائے تو رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ان دونوں کو نکال لاؤ، جب انہیں نکالا گیا تو اس نے ان دونوں سے فرمایا: "کس وجہ سے تم دونوں بہت زیادہ چیخے چلائے؟ انہوں نے عرض کیا: ہم نے یہ اس لیے کیا تاکہ آپ ہم پر رحم فرمائیں، فرمایا: میری تم

رَحْمَتِي لَكُمَا أَنْ تَنْطَلِقَا فَتُلْقِيَا أَنْفُسَكُمَا حَيْثُ كُنْتُمَا مِنَ النَّارِ. فَيَنْطَلِقَانِ فَيُلْقِي أَحَدُهُمَا نَفْسَهُ فَيَجْعَلُهَا عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا وَيَقُومُ الآخَرُ فَلَا يُلْقِي نَفْسَهُ فَيَقُولُ لَهُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُلْقِيَ نَفْسَكَ كَمَا أَلْقَى صَاحِبُكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا تُعِيدَنِي فِيهَا بَعْدَ مَا أَخْرَجْتَنِي. فَيَقُولُ لَهُ الرَّبُّ لَكَ رَجَاؤُكَ. فَيَدْخُلَانِ جَمِيعًا الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ)).

دونوں کے لیے رحمت یہی ہے کہ تم چلے جاؤ اور تم جہنم میں جس جگہ تھے وہیں اپنے آپ کو ڈال لو، پس وہ چلے جائیں گے، ان میں سے ایک تو اپنے آپ کو وہاں ڈال لے گا تو وہ اس کو اس پر ٹھنڈک اور سلامتی کا باعث بنا دے گا، جبکہ دوسرا (لب بام) کھڑا رہے گا اور اپنے آپ کو نہیں ڈالے گا، رب عزوجل اسے فرمائے گا: تمہیں کس نے اپنے آپ کو ڈالنے سے منع کیا جیسا کہ تمہارے ساتھی نے اپنے آپ کو ڈال لیا؟ وہ عرض کرے گا: رب جی! میں امید کرتا ہوں کہ تو مجھے وہاں دوبارہ نہیں ڈالے گا جہاں سے تو نے مجھے نکال لیا ہے، رب تبارک و تعالیٰ اس شخص کو فرمائے گا: تمہارے لیے تمہاری امید ہے۔ پس وہ دونوں اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: إِسْنَادُ هَذَا الْحَدِيثِ ضَعِيفٌ لِأَنَّهُ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ. وَرِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ عَنِ ابْنِ أَنْعُمَ وَهُوَ الإِفْرِيقِيُّ وَالإِفْرِيقِيُّ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے کیونکہ یہ رشدین بن سعد سے مروی ہے۔ جبکہ وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ابن انعم کے حوالے سے اور وہ افریقی ہے، افریقی محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٠٥، سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٩٧٧

تخریج الحدیث: حسن الظن بالله لابن ابی الدنیا: ٥٩، شرح السنة: ٤٣٦٣

فوائد الحدیث: ۱۔ یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت تو اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔

۲۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ بندے کو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس اور ناامید نہیں ہونا چاہیے۔

2600: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيَخْرُجَنَّ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِي يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ)).

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ میری سفارش سے جہنم سے نکلیں گے ان کا نام جہنمیوں رکھا جائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ اسْمُهُ عِمْرَانُ بْنُ تَيْمٍ وَيُقَالُ ابْنُ مِلْحَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو رجاء عطاردی کا نام عمران بن تیم ہے اور ابن ملحان بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٠٩٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٥٦٦، سنن ابو داود: ٤٧٤٠، سنن ابن ماجه: ٤٣١٥، مسند احمد: ١٤٣١٢، ١٩٨٩٧

فوائد الحدیث: ان کا نام جہنمی ان کی تحقیر و تذلیل کے لیے نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی یاد دھانی کے طور پر ہوگا۔ کیونکہ جنت

میں تو کسی کے لیے بھی کوئی غم، پریشانی نہیں ہوگی، لیکن بعد ازاں اللہ تعالیٰ ان کی یہ شناخت ختم کر دیں گے۔

2601: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا رَأَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جہنم کے مثل نہیں دیکھا کہ اس سے بھاگنے والا سویا رہے، اور مثل جنّت نہیں دیکھا کہ اسے چاہنے / تلاش کرنے والا سویا رہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللهِ. وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ تَكَلَّمَ فِيهِ شُعْبَةُ وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ وَهُوَ مَدَنِيٌّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف یحییٰ بن عبید اللہ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں، اور یحییٰ بن عبید اللہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، شعبہ نے اس پر جرح کی ہے، اور یحییٰ بن عبید اللہ یہ ابن موہب ہیں۔ اور یہ مدنی ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٥١، ابن عدي في الكامل: ٧/٢٦٦٠

تخریج الحدیث: الزهد لابن المبارک: ٢٧،٢٨، مسند الشهاب: ٧٩١ و ٧٩٢، حلية الاولياء: ٨/١٧٨ ، شعب الايمان للبيهقي: ٣٨٨، ٣٨٩، شرح السنة باثر الحديث: ٤١٧٤

فوائد الحدیث: ۱۔ جنّت جیسی مرغوب چیز کو حاصل کرنے کی خواہش رکھنے والے کو سستی اور کاہلی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ پوری کوشش اور توانائی سے اسے حاصل کرنے کی جستجو کرنی چاہیے۔

۲۔ جہنم اتنی خوفناک چیز ہے کہ اس کی ہولناکی کو جاننے کے باوجود اگر انسان اس سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا اور کوتاہی کا مظاہرہ کرتا ہے تو پھر اس پر افسوس ہی ہے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ

جہنم میں خواتین کی کثرت ہوگی

2602: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنّت میں جھانک کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر فقراء تھے، اور میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں۔''

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٠٩٨، عبد بن حميد: ٦٩١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٣٧، سنن النسائی فی الكبرى: ٩٢٦١۔ ٢٩٦٤، مسند احمد : ٢٠٨٦، علقه البخاری باثر الحديث رقم: ٦٤٤٩

2603: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ

وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا عَوْفٌ هُوَ ابْنُ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ)).

نے فرمایا: "میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا تو میں نے وہاں دیکھا کہ زیادہ مقدار عورتوں کی ہے، اور میں نے جنّت میں جھانک کر دیکھا تو میں نے وہاں زیادہ تعداد میں فقراء دیکھے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَكَذَا يَقُولُ عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَيَقُولُ أَيُّوبُ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكِلَا الإِسْنَادَيْنِ لَيْسَ فِيهِمَا مَقَالٌ وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ أَبُو رَجَاءٍ سَمِعَ مِنْهُمَا جَمِيعًا وَقَدْ رَوَى غَيْرُ عَوْفٍ أَيْضًا هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عوف بن ابو رجاء، عمران بن حصین سے اسی طرح کہتے ہیں اور ایوب، ابو رجاء عن ابن عباس کی سند سے روایت کرتے ہیں۔ ان دونوں سندوں پر کوئی حرج نہیں۔ اس بات کا احتمال ہے کہ ابو رجاء نے ان دونوں سے ایک ساتھ سنا ہو۔
اور عوف کے علاوہ (دیگر محدثین) نے بھی اس حدیث کو ابو رجاء عن عمران بن حصین کی سند سے بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ٨٣٣، صحيح الترمذي: ٢٠٩٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤٤٩، سنن النسائی فی الکبری: ٩٢٥٩، ٩٢٦٦، ٩٢٦٠، مسند احمد : ١٩٨٥٢، صحیح ابن حبان: ٧٤٥٥

فوائد الحدیث: ۱۔ فقراء و مساکین دنیا میں اپنے قلت مشاغل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر و فکر میں زیادہ وقت صرف کر کے زیادہ اجر و ثواب کما لیتے ہیں اس لیے مال دار لوگوں کی بہ نسبت جنت میں ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔ عقیدے کے اعتبار سے بھی مالدار اور تونگر لوگوں کی بجائے ان میں پختگی زیادہ ہوتی ہے، مالدار تو اپنے کاروباری مفادات یا دنیاوی لالچ کی وجہ سے مداہنت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ
۲۔ عورتوں میں ناشکری کا عنصر زیادہ پایا جاتا ہے اس لیے ناشکری ان کے جہنم میں جانے کا سبب بن جائے گی۔ جیسا کہ دوسری معروف احادیث میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے انہیں خصوصی طور پر زیادہ سے زیادہ صدقہ کرنے اور دیگر نیکیاں کمانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

12- بَابُ صِفَةِ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

قیامت کے دن سب سے ہلکے عذاب والا جہنمی

2604: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ فِي إِخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن سب سے ہلکے عذاب والا جہنمی وہ شخص ہوگا جس کے قدموں کے تلووں میں دو انگارے ہوں گے ان سے اس کا دماغ جوش مارے گا۔"

دِمَاغُهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا عباس بن عبدالمطلب، ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، اخرجه الحاكم: /٥٨٠، ابو نعيم في الحلية: ٣٤٣/٤، الصحيحة: ١٦٨؛

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٥٦١، صحیح مسلم: ٢١٣، مسند احمد : ١٨٣٩٠

فوائد الحدیث: "اللہ اکبر" اگر سب سے کم عذاب والے کی یہ حالت ہوگی تو زیادہ عذاب میں کیا کیفیت ہوگی۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم کے عذاب سے محفوظ و مامون فرمائے (آمین))۔

13- بَابُ مَنْ هُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَمَنْ هُمْ أَهْلُ النَّارِ

جنتی کون اور جہنمی کون

2605: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُتَكَبِّرٍ)).

سیّدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "میں تمہیں جنتیوں کے متعلق نہ بتاؤں: ہر ضعیف شخص اسے ضعیف سمجھا جائے اگر وہ اللہ پر (بھروسہ کرتے ہوئے) قسم اٹھالے تو وہ اسے پورا کر دے، کیا میں تمہیں جہنمیوں کے متعلق نہ بتاؤں: ہر سخت مزاج، اجڈ اور متکبر شخص۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، اخرجه الطيالسي: ١٢٣٨، عبد بن حميد: ٤٧٧، البغوي: ٣٥٣٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٩١٨، صحیح مسلم: ٢٨٥٣، سنن ابو داود: ٤٨٠١، سنن ابن ماجه: ٤١١٦، سنن النسائي في الكبرى: ١١٦١٥، مسند احمد : ١٨٧٢٨، صحیح ابن حبان: ٥٦٧٩

فوائد الحدیث: ا۔ ایسا شریف اور سادہ آدمی جس کو معاشرے میں معمولی انسان تصور کیا جاتا ہے اور ہر کوئی اسے اپنے ظلم و ستم اور زیادتی کا نشانہ بناتا ہے کہ یہ کون سا بدلہ لے سکتا ہے۔ حالانکہ اس کا اپنے اللہ کے ساتھ اس قسم کا تعلق اور دوستی ہوتی ہے کہ اگر وہ قسم دے کر بھی اللہ تعالیٰ کو کوئی کام کہے تو اللہ کریم اس کی قسم کو پورا کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی پریشانیوں، مصیبتوں اور معاشرے میں بے وقعتی کے بدلے میں اسے جنتوں کا وارث بنا دینا ہے۔

۲۔ مفاد پرست، جھگڑالو، بداخلاق اور بخیل شخص اپنے بخل کے سبب نیکیاں کمانے سے محروم رہتا ہے اور اپنے تکبّر و غرور کی وجہ سے دوسروں پر ظلم و زیادتی کرتا اور ان کے حقوق کو پامال کرتا ہے جس کے باعث یہ جہنم میں چلا جائے گا۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے جنتی اور جہنمی دونوں لوگوں کے اوصاف اور اعمال بتا دیے ہیں ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جنتیوں والی خوبیاں اپنے اندر پیدا کریں۔ اور جہنم میں لے جانے والے گناہوں اور اعمال سے بچیں۔ وباللہ التوفیق، واللہ المستعان

38

أَبْوَابُ الْإِيْمَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

ایمان کا بیان

1- باب مَا جَاءَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ

مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کریں

2606: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِذَا قَالُوهَا مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کا اقرار کر لیں، پس جب وہ اس کا اقرار کر لیں گے تو وہ اپنی جانیں اور اپنے اموال مجھ سے بچا لیں گے سوائے اس (کلمہ) کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا جابر، ابو سعید اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح متواتر) متفق عليه، اخرجه البيهقي: ٣/٩٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٩٤٦، صحیح مسلم: ٢١، ٣٣، سنن ابو داود: ٢٦٤٠، سنن ابن ماجه: ٣٩٢٧، سنن النسائی: ٤/٦-٥، ٧/٧٧، ٧٧-٧٨، ٧٨، ٧٩، مسند احمد: ٩٧، ٨١٦٣، صحیح ابن حبان: ١٧٤، ٢١٨

فوائد الحدیث: ا۔ مشرکین اور کفار سے جہاد و قتال کا اس وقت تک حکم ہے جب تک وہ کلمہ نہ پڑھ لیں۔ جب وہ کلمہ پڑھ لیں تو پھر ان کے لیے وہ تمام حقوق ہیں جو مسلمانوں کے لیے ہیں کہ نہ تو انہیں قتل کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں غلام بنایا جائے گا اسی طرح ان کے مال کو لوٹ کر مال غنیمت یا مال ”فے“ کی حیثیت بھی نہیں دی جائے گی بلکہ ان کے خون اور مال محفوظ ہو جائیں گے۔

۲۔ ان کے جان اور مال میں اسلام کا حق یہ ہے کہ جو انہیں تعلیمات دی گئی ہیں ان پر عمل کریں اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سے رک جائیں اگر کوئی ایسا جرم کریں جس کی شریعت میں سزا یا کفارہ ہے تو وہ ان پر نافذ کی جائے گی۔ خواہ جسمانی ہو یا مالی۔
مال میں سے زکوۃ ادا کریں گے اگر بخوشی ادا نہ کریں تو ان سے زبردستی وصول کی جائے گی۔
۳۔ باقی ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے ہم اس دنیا میں ان کے ظاہر پر فیصلہ کریں گے اگر انہوں نے خلوص دل سے کلمہ نہیں پڑھا ہوگا یا شرعی احکام کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ادا نہیں کرتے ہوں گے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے جیسے چاہے قیامت کے دن ان سے معاملہ فرمائے گا۔

2607: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ كَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ)). قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الزَّكَاةِ وَالصَّلَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالاً كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی اور آپ ﷺ کے بعد سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، اور عرب میں سے کچھ لوگ ارتداد کا شکار ہوگئے، تو سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگوں سے کس طرح قتال کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیں جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیا تو اس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کرلی، سوائے اس (اسلام) کے حق کے اور اس کا (باطنی) حساب اللہ کے ذمے ہے؟" سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس شخص سے ضرور قتال کروں گا جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا، بے شک زکوۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ مجھے اونٹ یا بکری کا وہ بچہ دینے سے انکار کریں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو میں اس کے روکنے پر ان سے قتال کروں گا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اللہ نے قتال کے لیے سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے کو کھول دیا اور میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَكَذَا رَوَى شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.
وَرَوَى عِمْرَانُ الْقَطَّانُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ حَدِيثٌ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
شعیب بن ابی حمزہ نے زہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ کی سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔
عمران قطان نے اس حدیث کو معمر عن الزہری عن انس بن مالک عن ابی بکر کی سند سے روایت کیا ہے جبکہ وہ حدیث صحیح

خَطَأٌ وَقَدْ خُولِفَ عِمْرَانُ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ مَعْمَرٍ.

نہیں۔ عمران کی معمر کی سند سے مروی اپنی روایت میں مخالفت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٤٠٧، صحيح ابي داؤد: ١٣٩١-١٣٩٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٣٩٩-١٤٠٠، صحيح مسلم: ٣٢، ٢؛ سنن ابو داود: ١٥٥٦، سنن النسائی: ١٤/٥-١٥، ٦/٥، ٥-٦، ٦، ٦/٧٧، ٧٨، ٧٨-٧٩، مسند احمد: ٦٧، ١١٧، صحيح ابن حبان: ٢١٦

فوائد الحدیث: ا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کچھ لوگ مرتد ہوگئے جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو خلیفۃ المسلمین سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف قتال و جہاد کا اعلان کر دیا تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ ان کے خلاف کیسے لڑائی کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ۔ تو سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں یہ بھی تو ہے۔ الا بحقها اب زکوٰۃ جو ہے یہ مال کا حق ہے لہٰذا جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا یعنی نماز تو اسلام کا حکم سمجھ کر، فرض سمجھ کر پڑھتا ہے لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو میں اس کے خلاف قتال کروں گا۔

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس شخص کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے جو زکوٰۃ کا منکر ہو خواہ وہ کلمہ ہی کیوں نہ پڑھتا ہو۔ آج جو لوگ زکوٰۃ کے منکر ہیں یا انکار تو نہیں کرتے لیکن بخل اور کنجوسی کی وجہ سے ادا نہیں کرتے یا پھر زکوٰۃ سے بچنے کے لیے حیلے تراشتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور اپنی اس روش سے باز آنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی ان کے کلمے کا اعتبار نہ کریں۔

2- باب مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ))

نبی ﷺ کا فرمان: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں اور نماز قائم کریں“

2608: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالْقَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنْ يَسْتَقْبِلُوا قِبْلَتَنَا وَيَأْكُلُوا ذَبِيحَتَنَا وَأَنْ يُصَلُّوا صَلَاتَنَا فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور وہ ہمارے قبلے کی طرف رخ کریں، ہمارا ذبیحہ کھائیں، ہماری نماز (کی سی نماز) پڑھیں، پس جب وہ یہ کر لیں گے تو ان کے خون اور ان کے اموال ہم پر حرام کر دیے گئے سوائے اس (کلمے) کے حق کے، ان کے وہی حقوق ہیں جو دوسرے مسلمانوں

وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

کے ہیں اور ان کے وہی فرائض ہیں جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں۔"

اس باب میں سیّدنا معاذ بن جبل اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ نَحْوَ هَذَا.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے یحییٰ بن ایوب نے اسے حمید عن انس کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٣٠٣ و ١/١٥٢، صحيح ابي داؤد: ٢٣٧٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٩٢، سنن ابو داود: ٢٦٤١-، ٢٦٤٢، سنن النسائی: ٧/٧٥-٧٦-، ٧٦ - ٨/١٠٩، مسند احمد: ١٣٠٥٦، صحيح ابن حبان: ٥٨٩٥

فوائد الحدیث: ا۔ اس حدیث میں کلمہ شہادت کے ساتھ مزید تین اعمال کا بیان ہے:

ا۔ ہمارے قبلے کو اپنا قبلہ بنائیں یعنی بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔

۲۔ ہمارا ذبیحہ کھائیں۔

۳۔ ہمارے طریقے پر نماز پڑھیں یعنی اپنی مرضی کے عمل کو نماز نہ قرار دے لیں بلکہ ہمارے بتائے ہوئے اور ادا کیے ہوئے طریقے پر نماز پڑھے تو پھر اس کے کلمے کا اعتبار ہے اور اس کو مسلمانوں والے تمام حقوق حاصل ہیں۔ آج جو لوگ جان بوجھ کر سُنت کے مطابق نماز ادا نہیں کرتے اور اپنا الگ سے طریقہ بنایا ہوا ہے انہیں ضرور اپنے آپ پر غور کر کے اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ کیونکہ فاذا فعلوا ذلك کے الفاظ کا مفہوم بڑا واضح ہے۔

۳۔ یہ تین چیزیں صرف ابتدائی طور پر بطور علامت ذکر کی گئی ہیں ورنہ اسلام کے باقی فرائض واحکام کی پابندی بھی لازمی ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے

2609: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ التَّمِيمِيِّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ

اس باب میں سیّدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا. وَسُعَيْرُ بْنُ الْخِمْسِ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ دوسرے طریق سے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کی گئی ہے۔ سعیر بن خمس محدثین کے نزدیک ثقہ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْجُمَحِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہم کو ابو کریب نے حدثنا وکیع عن حنظلۃ بن ابی سفیان جمحی عن عکرمۃ بن خالد مخزومی عن ابن عمر کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٧٨١، ايمان ابي عبيد: ٢، الروض النضير: ٢٧٠

تخریج الحدیث: مسند الحمیدی: ٧٠٣۔مسند احمد: ١٩٢٢٠

فوائد الحدیث: مذکورہ پانچ ارکان اسلام کے بنیادی ارکان ہیں جن سے کسی بھی مسلمان کو سر مو انحراف کی کوئی گنجائش نہیں اگر ان میں آدمی کسی ایک کا بھی انکار کرے تو وہ کافر ہے مسلمان نہیں۔

4- باب مَا جَاءَ فِي وَصْفِ جِبْرِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ الإِيمَانَ وَالإِسْلَامَ

نبی ﷺ کے لیے جبریل علیہ السلام کا ایمان و اسلام کی وضاحت کرنا

2610: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ قَالَ أَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقَدَرِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ قَالَ فَخَرَجْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَتَّى أَتَيْنَا الْمَدِينَةَ فَقُلْنَا لَوْ لَقِينَا رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا أَحْدَثَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ. قَالَ؛

یحیی بن یعمر نے بیان کیا، تقدیر کے بارے میں سب سے پہلے معبد جہنی نے کلام کیا، انہوں نے کہا: میں اور حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم مدینہ پہنچے، ہم نے کہا: کاش ہم نبی ﷺ کے کسی صحابی سے ملیں تو ہم ان سے اس چیز کے متعلق پوچھیں جو ان لوگوں نے نئی نکالی ہے۔

انہوں نے کہا:

فَلَقِينَاهُ يَعْنِي عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ: فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ. فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ وَيَزْعُمُونَ أَنْ لَا قَدَرَ وَأَنَّ الأَمْرَ أُنُفٌ قَالَ فَإِذَا لَقِيتَ أُولَئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي مِنْهُمْ بَرِيءٌ وَأَنَّهُمْ مِنِّي بُرَآءُ وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللهِ لَوْ

پس ہم ان یعنی: سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے وہ مسجد سے نکل رہے تھے، پس میں اور میرے ساتھی نے انہیں گھیر لیا میں نے خیال کیا کہ میرا ساتھی کلام کرنے کی ذمے داری مجھے سونپے گا، میں نے کہا: ابو عبدالرحمٰن! کچھ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور علم تلاش کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تقدیر نام کی کوئی چیز نہیں، اور یہ کہ معاملہ نیا نیا ہی ہے، انہوں نے فرمایا: جب تم

أَنَّ أَحَدَهُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا قُبِلَ ذَلِكَ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ.

قَالَ ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ فَقَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَلْزَقَ رُكْبَتَهُ بِرُكْبَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا الْإِيمَانُ قَالَ ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)).

قَالَ فَمَا الْإِسْلَامُ قَالَ ((شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَحَجُّ الْبَيْتِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ)). قَالَ فَمَا الْإِحْسَانُ قَالَ ((أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)). قَالَ فِي كُلِّ ذَلِكَ يَقُولُ لَهُ صَدَقْتَ. قَالَ فَتَعَجَّبْنَا مِنْهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ. قَالَ: فَمَتَى السَّاعَةُ قَالَ ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ)). قَالَ: فَمَا أَمَارَتُهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ أَصْحَابَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ)).

ان لوگوں سے ملو تو انہیں بتانا کہ میں ان سے لاتعلق ہوں اور وہ مجھ سے لاتعلق ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کی عبداللہ قسم اٹھاتا ہے! اگر ان میں سے کوئی احد (پہاڑ) کے برابر سونا خرچ کر دے تو یہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ تقدیر کے اچھا اور برا ہونے پر ایمان لائے۔

پھر وہ حدیث بیان کرنے لگے انہوں نے کہا، سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ انتہائی سفید لباس اور انتہائی سیاہ بالوں والا شخص آیا، اس پر سفر کا نشان دکھائی دیتا تھا نہ ہم میں سے کوئی اسے جانتا تھا حتیٰ کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے اپنا گھٹنا آپ ﷺ کے گھٹنے سے ملا دیا، پھر فرمایا: محمد (ﷺ)! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر، یوم آخرت پر اور تقدیر کے اچھا اور برا ہونے پر ایمان لائے۔“

انہوں نے کہا: اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“ انہوں نے کہا: احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اللہ کی عبادت کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر تو اسے نہ دیکھ سکے تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔“ انہوں نے بیان کیا: ہر موقع پر وہ آپ ﷺ سے یہی کہتے رہے آپ ﷺ نے ٹھیک کہا ہے۔ ہمیں ان (جبریل علیہ السلام) سے تعجّب ہوا کہ وہ آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی تصدیق بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مسؤل اس کے متعلق سائل سے زیادہ نہیں جانتا ہے،“ اس نے کہا: اس کی نشانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی، یہ کہ ننگے پاؤں، ننگے بدن، محتاج بکریوں کے

چرواہے لمبی لمبی / اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔"

قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ بِثَلَاثٍ فَقَالَ ((يَا عُمَرُ! هَلْ تَدْرِي مَنِ السَّائِلُ ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ مَعَالِمَ دِينِكُمْ)).

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے تین دن بعد نبی ﷺ مجھ سے ملے تو فرمایا: "عمر! کیا تم جانتے ہو کہ سائل کون تھا؟ وہ جبریل تھے وہ تمہیں تمہارے دین کے احکام کی تعلیم دینے تمہارے پاس آئے تھے۔"

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

ہم کو احمد بن محمد نے اخبرنا ابن المبارک اخبرنا کہمس بن الحسن کی سند سے اس کی مثل بیان کیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ كَهْمَسٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

نیز محمد بن مثنی نے ہمیں حدثنا معاذ بن معاذ عن کہمس کی سند سے اس کی مثل اس کا معنی بیان کیا ہے۔
اس باب میں سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ، انس بن مالک اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ نَحْوُ هٰذَا عَنْ عُمَرَ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّحِيحُ هُوَ ابْنُ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث کئی ایک اسناد سے روایت کی گئی ہے۔ اور یہ حدیث ابن عمر عن النبی ﷺ کی سند سے بھی مروی ہے۔ جبکہ صحیح یہ ہے کہ ابن عمر عن عمر عن النبی ﷺ

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ٢، ابن ابي شيبة: ١١/٤٤، صحيح الترمذي: ٢١٠٥

تخریج الحدیث: صحیح مسلم:٨، سنن ابو داود: ٤٦٩٥، ٤٦٩٦، ٤٦٩٧، سنن ابن ماجه: ٦٣، سنن النسائي: ٨/٩٧-١٠١، مسند احمد : ١٨٤، ٣٦٧، صحيح ابن حبان: ١٦٨، ١٧٣

فوائد الحدیث: ا۔ یہ حدیث اہل علم کے ہاں حدیث جبریل علیہ السلام کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں اسلام کے بنیادی عقائد و اعمال کا ذکر ہے اس لیے ان تمام امور کو دین سے تعبیر کیا گیا ہے چند ایک باتیں اختصار کے ساتھ بطور خلاصہ ذکر کی جاتی ہیں۔

ا۔ دین کو سیکھنے کے لیے اپنے سے کسی بڑے صاحب علم سے پوچھ لینا چاہیے۔ تاکہ سوال و جواب میں مسئلے کی تفہیم اچھی طرح ہو جائے۔

۲۔ کوئی دوسرا کسی سے سوال کر رہا ہو تو اس کے سوال کو اور صاحب علم کے جواب کو پوری توجہ سے سننا چاہئے، ہو سکتا ہے آج آپ کو اس مسئلہ کی ضرورت نہ ہو لیکن زندگی میں کبھی ضرورت پیش آجائے تو آپ شرح صدر کے ساتھ اس پر خود عمل کر سکیں اور دوسروں کو بتا سکیں۔ خصوصاً طلبہ کو کلاس میں اس بات کا ضرور اہتمام کرنا چاہئے۔

۳۔ کسی تیسرے شخص کو سمجھانے کے لیے دو آدمی اس انداز سے سوال و جواب کر سکتے ہیں کہ تیسرے آدمی کو غیر محسوس طریقے سے اسکی غلطی پر متنبہ کر کے اس کی اصلاح کر دی جائے۔

۴۔ جبریل علیہ السلام کا پہلا سوال تھا کہ ایمان کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں چھ بنیادی چیزیں ذکر فرمائیں۔

ا۔ "اللہ تعالیٰ پر ایمان" اللہ تعالیٰ پر ایمان کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کی ذات، صفات اور اس کے حقوق میں کوئی دوسرا شریک نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے۔

۲۔ ''فرشتوں پر ایمان'' کہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق فرشتے بھی ہیں جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تحمید اور تقدیس بیان کرنے میں لگے ہوئے ہیں، کسی کام میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اللہ کریم جو انہیں حکم فرماتے ہیں وہ کر گزرتے ہیں۔

۳۔ ''کتاب پر ایمان'' اللہ تعالیٰ نے جو مختلف اوقات میں انسانوں کی راہنمائی اور ہدایت کے لیے صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں ہیں وہ واقعی منزل من اللہ اور ہدایت کا منبع ہیں۔ ان میں سے آخری ہدایت نامہ قرآن مجید کی شکل میں نازل ہوا۔ جس کے نزول کے ساتھ ہی سابقہ تمام کتب منسوخ ہو گئیں اب ان پر ہمارا ایمان تو ہے کہ وہ سچی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھیں (لوگوں کی تحریف اور تبدیل شدہ کتب کی تائید و تصدیق نہیں) اپنے اپنے ادوار میں ان پر عمل کرنا فرض اور ذریعہ نجات تھا۔ لیکن اب عمل صرف اور صرف قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ ﷺ پر ہو گا۔

۴۔ ''رسولوں پر ایمان'' یعنی اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے کچھ اپنے برگزیدہ بندے مخصوص فرمائے جنہیں رسول کہا جاتا ہے وہ سارے کے سارے سچے اور ان کی تعلیمات برحق تھیں لیکن آخری نبی و رسول سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے ساتھ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوتیں اور رسالتیں منسوخ ہو گئی ہیں۔ ایمان سب پر ہو گا لیکن اطاعت و فرمانبرداری صرف سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ہو گی۔

۵۔ ''آخرت کے دن پر ایمان'' کہ اس زندگی کے بعد ایک قیامت کا دن قائم ہو گا جس میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر اپنی ساری زندگی کا حساب دینا ہے اور پھر عقائد و اعمال کی بنیاد پر فیصلے کے بعد انجام کار جنّت یا دوزخ آخری اور مستقل ٹھکانہ ہو گا۔

۶۔ ''تقدیر پر ایمان'' کہ جو کچھ دنیا میں ہو چکا ہے، اب ہو رہا ہے یا آئندہ ہو گا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں اور اس کی مشیّت کے مطابق ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی بنیاد پر لکھوا رکھا ہے جسے تقدیر کہتے ہیں۔ تقدیر اچھی یا بری ہو ہمارا اس پر ایمان ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے علم و مشیّت کے مطابق ہے۔ اچھی تقدیر سے مراد ہے جو انسانوں کے لحاظ سے اچھی ہو، مثلاً صحت، مال و دولت، اولاد، یا کسی بھی قسم کی خوشی والا عمل اور کام۔ بری تقدیر بھی جو انسانوں کے لحاظ سے بری ہو مثلاً، بیماری، مصیبت، پریشانی وغیرہ۔

۵۔ دوسرا سوال تھا کہ اسلام کیا ہے؟

آپ ﷺ نے اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ذکر فرمائے۔

۱۔ کلمات شہادت۔ ۲۔ اقامت صلوٰۃ (یعنی نماز کو اس کے تمام حقوق کے ساتھ ادا کرنا۔)

۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ ۴۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔ ۵۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

۶۔ جن چیزوں کا تعلق دل کی تصدیق کے ساتھ ہے اسے ایمان اور جن اعمال کا تعلق ظاہری اعضاء کے ساتھ ہے اسے اسلام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن یہ دونوں ایمان اور اسلام کے کلمات ایک دوسرے کے مفہوم پر بولے جاتے ہیں جب کوئی کہتا ہے کہ فلاں بندہ مومن ہے تو اس کی دل کی تصدیق کے ساتھ ساتھ اعمال کی ادائیگی بھی مراد ہوتی ہے تب اسے مومن سمجھا گیا ہے۔ اور جب اسلام کی بات آئے گی تو اس سے بھی مراد دل کی تصدیق جیسے کلمہ شہادت اور ظاہری اعمال مراد ہوں گے۔ اس لیے بعض اہل علم ایمان اور اسلام کو ایک ہی قرار دیتے ہیں جیسا کہ سنن نسائی کی کتاب الایمان میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔

لیکن جب یہ دونوں الفاظ اکٹھے بیان ہوں گے تو پھر حدیث جبریل علیہ السلام کی روشنی میں قلبی تصدیق اور ظاہری اعمال کے فرق سے ان کا استعمال ہو گا۔

۷۔ تیسرا سوال تھا کہ احسان کیا ہے؟ یہ بھی ایمان کی ہی ایک اعلیٰ کیفیت اور درجہ ہے۔ جس میں عبادت کے وقت عبادت کرنے والے

کی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ گویا وہ اپنے رب تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہے ہیں۔ اس طرح عبادت میں خشوع، خضوع اور توجہ، انہماک اور عاجزی وانکساری زیادہ ہوتی ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں ممکن نہیں نہ ہی اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے بلکہ تمام مومنوں کو جنّت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

۸۔ چوتھا سوال تھا کہ قیامت کب ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے آپ سے زیادہ علم نہیں، مطلب کہ جیسے آپ کو اس کے متعین وقت کا علم نہیں اسی طرح میں بھی اس کے معین وقت کو نہیں جانتا۔ دوسری روایات کے مطابق آپ ﷺ نے سورہ لقمان کی آخری آیت پڑھ کر بتایا کہ یہ پانچ چیزیں ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔

۱۔ قیامت کب آئے گی، ۲۔ بارش کا برسنا۔ ۳۔ ماں کے پیٹ میں موجود حمل کی کیفیت، انجام وغیرہ۔ ۴۔ انسان کل کیا کرے گا۔ ۵۔ آدمی کو موت کہاں آئے گی۔

۹۔ پانچواں سوال تھا کہ قیامت کی علامتیں اور نشانیاں کیا ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے کئی ایک چھوٹی بڑی قیامت کی نشانیاں بتائی ہیں جن کی تفصیل ابواب علامات القیامۃ میں گزر چکی ہیں۔ ان میں سے کئی ایک پوری ہوگئی ہیں اور کئی ایک ابھی باقی ہیں۔ قیامت کے قائم ہونے سے پہلے ان کا بھی ظہور لازمی طور پر ہوگا۔ مگر اس حدیث میں جبریل علیہ السلام کے سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے دو نشانیوں کا تذکرہ فرمایا:

۱۔ 'لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی۔ اس کی کئی ایک توضیحات ہیں مشترکہ اور عام فہم صراحت یہ ہے کہ قیامت کے قریب اولاد اپنے ماں باپ کی نافرمان ہو جائے گی اور اپنے ماں باپ پر اپنی مرضی مسلّط کرتے ہوئے اس طرح حکم چلائے گی جیسے مالک اپنے غلاموں پر حکم چلاتا ہے۔ اور ماں باپ اس طرح ان کی اطاعت کے پابند ہوں گے جیسے، غلام اپنے مالک کا۔

۲۔ غریب، فقیر اور چرواہے لوگ بھی جو صحیح سے اپنی جسمانی ضرورتیں خوراک اور لباس بھی پورا کرنے سے قاصر ہوں گے یا کریں گے نہیں۔ لیکن بڑی بڑی کوٹھیاں، بنگلے اور محلات بنا کر دوسروں پر اپنی برتری کو ظاہر کرتے ہوئے فخر کریں گے۔

۱۰۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا "لا یعرفه منا احد" ہم میں سے اس کو کون پہچانتا بھی نہ تھا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے اولیاء اللہ بھی غیب نہیں جانتے تو دنیا میں اور کوئی اس مقام و مرتبے کا ولی ہے کہ جو غیب جانتا ہو؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اس قانون اور ضابطے اور فیصلے کو پورے یقین اور ایمان کے ساتھ قبول کرنا چاہئے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ (النمل:٦٥)

"اے پیغمبر ﷺ کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی غیب نہیں جانتا اور وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے"۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِضَافَةِ الْفَرَائِضِ إِلَى الإِيمَانِ

ایمان کے ساتھ فرائض کا اضافہ

2611: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے عرض کیا کہ

الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا إِنَّا هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا. فَقَالَ ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ الإِيمَانِ بِاللهِ، ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ)).

(ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان) یہ ربیعہ کا قبیلہ ہے ہم صرف حرمت والے مہینے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوسکتے ہیں، ہمیں کسی چیز کا حکم دیں ہم اسے آپ ﷺ سے اخذ کریں اور جو ہمارے پچھلے افراد ہیں انہیں اس کی طرف دعوت دے سکیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں: اللہ پر ایمان لانا، پھر آپ ﷺ نے اس کی انہیں تفسیر بیان کی: گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، اور یہ کہ تم مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرو۔''

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

قتیبہ نے حدثنا حماد بن زید عن ابی جمرۃ عن ابن عباس کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ اسْمُهُ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ أَيْضًا وَزَادَ فِيهِ أَتَدْرُونَ مَا الإِيمَانُ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو جمرہ ضبعی کا نام نصر بن عمران ہے۔ شعبہ نے بھی ابو جمرہ سے روایت کیا ہے، اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ ایمان کیا ہے؟ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اور (باقی) حدیث ذکر کی۔

سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَؤُلَاءِ الأَشْرَافِ الأَرْبَعَةِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَعَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيِّ وَعَبْدِ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيِّ. قَالَ قُتَيْبَةُ كُنَّا نَرْضَى أَنْ نَرْجِعَ مِنْ عِنْدِ عَبَّادٍ كُلَّ يَوْمٍ بِحَدِيثَيْنِ وَعَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ هُوَ مِنْ وَلَدِ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي صُفْرَةَ.

میں نے قتیبہ بن سعید کو بیان کرتے ہوئے سنا میں نے ان چار عزت و شرف والے: مالک بن انس، لیث بن سعد، عباد بن عباد مہلبی اور عبدالوہاب ثقفی رحمہم اللہ جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ قتیبہ نے کہا: ہم پسند کرتے تھے کہ ہم روزانہ عباد سے دو حدیثیں لے کر آئیں اور عباد بن عباد یہ مہلب بن ابی صفرہ کی اولاد میں سے ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) ايمان ابي عبيد: ٥٨-٥٩

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٥٣، صحيح مسلم: ١٧، سنن ابو داود: ٣٦٩٢، ٣٦٩٤، ٤٦٧٧، سنن النسائی: ٨/٣٢٢۔ ٣٢٣، مسند احمد: ٢٠٢٠، صحيح ابن حبان: ١٥٧، ١٧٢

فوائد الحديث: ا۔ ایمان کے ساتھ اعمال نماز، زکوٰۃ اور خمس کا بیان اس بات کی دلیل ہے کہ اعمال بھی ایمان کا حصہ ہیں۔ عمل کے بغیر کوئی شخص کامل الایمان نہیں ہوسکتا۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِكْمَالِ الإِيمَانِ وَزِيَادَتِهِ وَنُقْصَانِهِ

استکمال ایمان اور زیادت و نقصان (کمی و بیشی)

2612: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ)).
وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومنوں میں سے سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جو ان میں سے سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا اور اپنے اہل کے ساتھ زیادہ شفقت کرنے والا ہے۔“
اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَلَا نَعْرِفُ لِأَبِي قِلَابَةَ سَمَاعًا مِنْ عَائِشَةَ. وَقَدْ رَوَى أَبُو قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيعٌ لِعَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ وَأَبُو قِلَابَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ الْجَرْمِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ ابو قلابہ کے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع کے متعلق ہم نہیں جانتے۔ ابو قلابہ نے عبداللہ بن یزید جو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے زیر پرورش رہے، کے حوالے سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے علاوہ روایت کیا ہے۔ ابو قلابہ کا نام عبداللہ بن زید جرمی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ ذَكَرَ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ أَبَا قِلَابَةَ فَقَالَ كَانَ وَاللهِ مِنَ الْفُقَهَاءِ ذَوِي الأَلْبَابِ.

ابن ابی عمر کہتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ایوب سختیانی نے ابو قلابہ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ عقل مند فقہاء میں سے تھے۔

حكم الحديث: (ضعيف) بعض نسخوں میں اسے حسن بھی لکھا ہے۔ البتہ شیخ البانی نے اسے ضعیف الترغیب میں نقل کیا ہے۔ بہر حال سیّدنا ابوہریرہ والی روایت صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ سلسلة الصحيحة تحت الحديث: ٢٨٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم : ١٣٢١، ٣٦٣، سنن النسائي الكبرى: ٩١٥٤، مسند احمد : ٢٤٢٠٤

فوائد الحدیث: ۱۔ جس طرح آدمی کے اخلاق میں کمی بیشی ہوتی ہے کہ کوئی زیادہ اچھے اخلاق والا ہے تو کوئی کم اچھے اخلاق والا، اس طرح کسی شخص کا اخلاق بڑا اچھا اور اعلیٰ ہے اور کسی دوسرے کا اس سے ادنیٰ۔ اسی طرح ایمان میں بھی کمی بیشی ہوتی ہے اور یہ کہ ہر کسی کا ایمان برابر نہیں۔

۲۔ اسی طرح آدمی کی نرمی اور مہربانی بھی کبھی کم ہوتی ہے اور کبھی زیادہ۔ اور ہر ایک شخص میں نرمی ایک جیسی نہیں ہوتی، لہٰذا ایمان میں بھی کمی بیشی ہوتی ہے۔

2613: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ هُرَيْمُ بْنُ مِسْعَرٍ الأَزْدِيُّ التِّرْمِذِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فَوَعَظَهُمْ ثُمَّ قَالَ ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں (صحابہ کرام) کو خطبہ ارشاد فرمایا تو انہیں وعظ و نصیحت کی، پھر فرمایا: ”خواتین کی جماعت! صدقہ کیا کرو، کیونکہ جہنم میں تمہاری تعداد زیادہ ہے۔“ ان میں سے ایک خاتون نے

فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ)). فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((لِكَثْرَةِ لَعْنِكُنَّ)). يَعْنِي وَكُفْرَكُنَّ الْعَشِيرَ. قَالَ ((وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذَوِي الأَلْبَابِ وَذَوِي الرَّأْيِ مِنْكُنَّ)). قَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ وَمَا نُقْصَانُ دِينِهَا وَعَقْلِهَا قَالَ ((شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ مِنْكُنَّ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ وَنُقْصَانُ دِينِكُنَّ الْحَيْضَةُ تَمْكُثُ إِحْدَاكُنَّ الثَّلَاثَ وَالأَرْبَعَ لَا تُصَلِّي)).

عرض کیا، اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے کثرت سے لعنت کرنے کی وجہ سے۔'' یعنی تمہارا شوہر کی ناشکری کرنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے عقل و دین میں ناقص ہونے کے باوجود عقل مندوں اور صائب الرائے اشخاص پر غالب آنے والیاں تم سے زیادہ نہیں دیکھیں۔'' ان میں سے ایک عورت نے کہا: ان کی عقل و دین کا نقصان کیا ہے؟ فرمایا: ''تم میں سے دو عورتوں کی گواہی ایک آدمی کی گواہی کے برابر ہے، اور تمہارے دین کا نقصان حیض ہے کہ تم میں سے کوئی (حیض کے ایام میں) تین اور چار دن تک نماز نہیں پڑھتی۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں ابو سعید اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب حسن ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٠٥/١، الظلال: ٩٥٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٨٠، سنن النسائي الكبرى: ٩٢٧١، مسند احمد: ٨٨٦٢.

فوائد الحدیث: یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں اور اعمال میں کمی بیشی کی وجہ سے ایمان میں بھی کمی یا زیادتی ہوتی ہے۔

2614: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ بَابًا فَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَأَرْفَعُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے ستر اور کچھ اوپر باب ہیں ان میں سے ادنیٰ باب راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا ہے اور ان میں سے سب سے اونچا لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَكَذَا رَوَى سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سہیل بن ابی صالح نے عبداللہ بن دینار عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

وَرَوَى عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الإِيمَانُ أَرْبَعَةٌ وَسِتُّونَ بَابًا)).

عمارہ بن غزیہ نے یہ حدیث ابو صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''ایمان کے چونسٹھ باب ہیں''۔

قَالَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ

انہوں نے فرمایا: اسی کے ساتھ ہم کو قتیبہ نے حدثنا بکر بن مضر

عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

عن عمارہ بن غزیۃ عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) چونسٹھ باب والی روایت شاذ ہے۔ تخریج الایمان: ۲۱/۶۸، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۱۷۶۹

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ۹، صحيح مسلم: ۳۵، سنن ابو داود: ٤٦٧٦، سنن ابن ماجه: ۵۷، سنن النسائی: ۸/۱۱۰، مسند احمد : ۹۳٦۱، صحيح ابن حبان: ۱٦٦

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے ایمان کی مثال ایک درخت سے دی ہے کہ اس میں بہت سی شاخیں ہوتی ہیں۔ پھر ان شاخوں میں کوئی چھوٹی ہوتی ہے کوئی بڑی ہوتی ہے۔ اگر کسی ایک شاخ کو کاٹ دیا جائے تو درخت میں کمی آجاتی ہے اگر کوئی نئی شاخ پھوٹ پڑے تو درخت میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ بالکل ایمان کو بھی اسی طرح سمجھیں کہ اعمال اس کی شاخیں ہیں کوئی عمل زیادہ اجر و ثواب والا ہے تو کوئی کم اجر و ثواب والا۔ کسی عمل کو چھوڑ دیا جائے تو ایمان میں کمی ہوگی۔ اگر کوئی نیکی کر لی جائے تو ایمان بڑھ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اس اظہر من الشمس مثال کے بعد بھی کوئی یہ کہے کہ "سب کا ایمان برابر ہے۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی" تو پھر اس کے لیے ھدایت کی دعا ہی کی جا سکتی ہے۔

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه

وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

7- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الإِيمَانِ

حیاء ایمان کا حصہ ہے

2615: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْحَيَاءُ مِنَ الإِيمَانِ)). قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ فِي حَدِيثِهِ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلاً يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں وعظ کر رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حیاء ایمان کا حصہ ہے۔" احمد بن منیع نے اپنی حدیث میں کہا کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ حیا کے بارے میں اپنے بھائی کو نصیحت کر رہا تھا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي بَكْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابوبکرہ، اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، اخرجه الحمیدی: ٦٢٥، والبغوی: ۳٥۹٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ۲٤، صحيح مسلم: ۳٦، سنن ابو داود: ٤٧٩٥، سنن ابن ماجه: ۵۸، سنن النسائی: ۸/۱۲۱، مسند احمد : ٤٥٥٤، صحيح ابن حبان: ٦۱۰

فوائد الحدیث: حیا بھی ایمان کا حصہ ہے یہ ایک ایسا عمل ہے جو مومن آدمی کا زیور اور خوبصورتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ایمان کے اجزاء ہیں اس کا ایک جزء حیا بھی ہے۔

اب جس طرح کسی میں حیا زیادہ ہوتا ہے اور کسی میں کم، تو اسی طرح ایمان بھی کسی میں کم ہوتا ہے اور کسی میں زیادہ ہر ایک کا ایمان برابر نہیں۔ نیز ایک ہی آدمی میں بھی ہمہ وقت حیا کی ایک جیسی کیفیت نہیں رہتی اسی طرح اس کا ایمان بھی ایک حالت میں نہیں رہتا بلکہ اس کی کیفیت تبدیل ہوتی رہتی ہے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ

حرمت صلاۃ

2616: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الصَّنْعَانِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيرُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ. قَالَ ((لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ عَظِيمٍ وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ)).

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا تو ایک دن میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا جبکہ ہم چل رہے تھے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے ایک ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنّت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھ سے ایک بڑی چیز کے متعلق پوچھا ہے لیکن وہ اس شخص پر آسان ہے جس پر اللہ اسے آسان کر دے: اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، نماز قائم کر، زکوۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔''

ثُمَّ قَالَ ((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ)). قَالَ ثُمَّ تَلَا ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿يَعْمَلُونَ﴾ ثُمَّ قَالَ ((أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ كُلِّهِ وَعَمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ)). قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ!

پھر فرمایا: ''کیا میں تجھے ابواب خیر نہ بتاؤں؟ (فرمایا:) روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا (ختم کر) دیتا ہے، آدمی کا رات کے اوقات میں نماز (تہجد) پڑھنا' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں ------ جو وہ عمل کرتے ہیں۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں ان تمام امور کی چوٹی، اس کے ستون اور اس کی کوہان کی چوٹی کے متعلق نہ بتاؤں۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ضرور بتائیں۔

قَالَ ((رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ)). ثُمَّ قَالَ ((أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ)). قُلْتُ بَلَى يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ ((كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا)). فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ فَقَالَ ((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ

آپ ﷺ نے فرمایا: ''دین کی اصل / چوٹی اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کی کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں ان سب کی اصل کے متعلق نہ بتاؤں۔'' میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ضرور بتائیں، آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: ''اس پر قابو رکھ'' میں نے

النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ)).

عرض کیا، اللہ کے نبی! ہم جو بات چیت کرتے ہیں کیا اس پر ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے لوگوں کو جہنم میں ان کے چہروں کے بل یا ان کے نتھنوں کے بل ان کی زبانوں کی پیداوار (کمائی) ہی داخل کرے گی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١١٠، اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٣٠٣، ارواء الغليل: ٤١٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٩٧٣، سنن النسائي في الكبرى: ١١٣٩٤، مسند احمد: ٢٢٠١٦

فوائد الحدیث: ۱۔ انسان کی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ یہ اس میں رہ کر اپنی آخرت کی ہمیشہ کی زندگی کو سنوارے اور ایسے اعمال کرے جن کی وجہ سے دوزخ سے بچ جائے اور جنّت میں داخل ہو جائے۔ اس لئے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے ایسے عمل کے متعلق پوچھا۔ جس کی وجہ سے آدمی جنّت میں داخل ہو جاتا۔ اور جہنم سے بچ جاتا ہے اور یہی اصلی اور حقیقی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط .... الاية (آل عمران:١٨٥)

”جو شخص آگ سے بچا لیا گیا اور جنّت میں داخل کر دیا گیا تو بے شک وہ شخص کامیاب ہو گیا“

۲۔ جنّت میں جانے کا باعث بننے والے اعمال بہت مشکل ہیں (جیسا کہ حدیث نمبر ۲۵۶۰ میں بیان ہوا ہے) لیکن جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان کر دے اس کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ انسان نیکی بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کرتا ہے اور گناہ سے بھی اس کی مدد سے بچتا ہے۔ آپ ﷺ نے پھر اسلام کے پانچ بنیادی رکن بیان فرمائے کہ ان کو اپنانے سے آدمی دوزخ سے بچ جاتا ہے اور جنّت میں داخل ہو جاتا ہے۔ ۱۔ کلمہ شہادت۔ ۲۔ نماز۔ ۳۔ زکوٰۃ۔ ۴۔ رمضان المبارک کے روزے۔ ۵۔ بیت اللہ کا حج۔

۳۔ آپ ﷺ نے نیکی کے کئی امور کی نشاندہی کی کہ فرائض سے ہٹ کر نفلی طور سے وہ اعمال کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور انسان جنّت کا حقدار بن جاتا ہے۔ مثلاً صدقہ و خیرات کرنا۔ تہجد کی نماز پڑھنا۔ اسلام کو قبول کر کے نماز کے ستونوں کے ساتھ اس کو مضبوط کرنا۔ یعنی نماز کی پابندی کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔

۴۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے اہم یہ ہے کہ اپنی زبان کی حفاظت کرنا، کیونکہ زبان سے انسان کئی قسم کے گناہ کر بیٹھتا ہے اور اسے پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ مثلاً چغلی، غیبت، جھوٹ، تہمت وغیرہ۔

اور اسی زبان کی وجہ سے کئی ایک نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں مثلاً ریاکاری کے طور پر اس نیکی کو بیان کر دیا، یا کسی دوسرے کے ساتھ نیکی کر کے اسے احسان جتلا دیا۔ وغیرہ

2617: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم کسی آدمی کو مسجد کی دیکھ بھال کرتے دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اللہ کی مساجد کو صرف وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔“

بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ)). الآيَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٤٩٠، اخرجه ابن عدي في الكامل: ٣/٩٨١، ابن خزيمه: ١٥٠٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٨٠٢، مسند احمد : ١١٦٥١، صحيح ابن حبان: ١٨٢١

فوائد الحدیث: مساجد کی تعمیر، ان کی دیکھ بھال، صفائی ستھرائی اور ان کی آبادی کی کوشش کرنا بھی ایمان کی علامت اور نشانی ہے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ

ترک صلوٰۃ

2618: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((بَيْنَ الْكُفْرِ وَالإِيمَانِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کفر و ایمان کے درمیان فرق ترک صلوٰۃ کا ہے۔''

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١١١، اخرجه ابو يعلى: ١٩٥٣، ابن ابي شيبة: ١١/٣٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٨٢، سنن ابو داود: ٤٦٧٨، سنن ابن ماجه: ١٠٧٨، سنن النسائي: ١/٢٣٢، مسند احمد : ١٤٩٧٩، صحيح ابن حبان: ١٤٥٣

2619: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الأَعْمَشِ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ ((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ أَوِ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)).

اعمش نے اس اسناد سے اسی کی مانند روایت کیا ہے، فرمایا: ''بندے اور شرک یا کفر کے درمیان فرق ترک صلوٰۃ کا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَأَبُو سُفْيَانَ اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابو سفیان کا نام طلحہ بن نافع ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٨٢، سنن ابو داود: ٤٦٧٨، سنن ابن ماجه: ١٠٧٨، سنن النسائي: ١/٢٣٢، مسند احمد : ١٤٩٧٩، صحيح ابن حبان: ١٤٥٣

2620: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے اور کفر کے درمیان فرق ترک صلوۃ کا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو الزُّبَيْرِ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ تَدْرُسَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو زبیر کا نام محمد بن مسلم بن تدرس ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح بما قبله) صحيح الترمذي: ٢١١٢، اخرجه الدارمي: ١٢٣٦، البيهقي: ٣/٣٦٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٨٢، سنن ابو داود: ٤٦٧٨، سنن ابن ماجه: ١٠٧٨، سنن النسائي: ١/٢٣٢، مسند احمد : ١٤٩٧٩، صحيح ابن حبان: ١٤٥٣

فوائد الحدیث: ا۔ نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ جو شخص نماز چھوڑ دیتا ہے یا اس کا انکار کر دیتا ہے اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

۲۔ ایک مُسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والا عمل صرف نماز ہی ہے۔ ورنہ دوسرے کسی عمل سے فرق ظاہر نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی مارکیٹ میں پانچ دکانیں ہیں کوئی مُسلمان کی، کوئی سکھ، ہندو، عیسائی وغیرہ کفار کی۔

اب مسجد سے آذان کی آواز آتی ہے تو کافر دکاندار اپنا اپنا کاروبار جاری رکھتے ہیں لیکن مُسلمان تاجر اُٹھ کر مسجد چلا جاتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اس نماز نے فرق کر دیا کہ مُسلمان کون ہے اور کافر کون۔؟ اور اگر اذان کی آواز سن کر سبھی اپنی اپنی دکانوں پر بیٹھے کاروبار میں مشغول رہے تو ان کی شکلیں دیکھ کر تو کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ مُسلمان کی دکان کون سی ہے اور کافر کی کونسی؟

2621: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَيُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ [ح] وَحَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ [ح] وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے اور ان کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے پس جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے کفر کیا۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اور اس باب میں انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١١٣، اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٤/١١، والحاكم: ٧/١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٠٧٩، سنن النسائي: ٢٣١/١- ٢٣٢، مسند احمد : ٢٢٩٣٧، صحيح ابن حبان: ١٤٥٤

فوائد الحدیث: ا۔ کلمہ پڑھنے والا شخص یہ معاہدہ کرتا ہے کہ میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مطیع اور تابع کرتا ہوں آج کے بعد جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ مجھے حکم دیں گے میں اسی طرح ہی اپنی زندگی بسر کروں گا کسی بھی معاملے میں اپنی مرضی نہیں کروں گا۔

اگر کوئی شخص کلمہ پڑھنے کے بعد اس کے تقاضے پورے نہیں کرتا تو اس کے کلمے کا بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا، عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

۲۔ کلمہ پڑھنے کے بعد جو عمل سب سے پہلے ایک مُسلمان پر فرض ہوتا ہے۔ وہ نماز ہے کہ جب وہ کلمہ پڑھ کر مُسلمان ہوا ہے اس وقت کسی نہ کسی نماز کا وقت ہوگا جس بھی نماز کا وقت ہو وہ فرض ہو جاتی ہے اگر اس وقت نماز کا وقت نہ ہو تو پھر بھی باقی فرائض سے پہلے نماز کا ہی

وقت آئے گا اور وہ فرض ہوگی، روزہ، زکوٰۃ حج تو بعد میں اپنے اپنے وقت پر آئیں گے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس عہد میں صرف نماز کا ذکر فرمایا ہے کہ ''جس نے نماز چھوڑ دی تو گویا اس نے بد عہدی کی اور کفر اختیار کیا''۔

2622: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ.

عبداللہ بن شقیق عقیلی نے بیان کیا کہ محمد ﷺ کے اصحاب نماز کے علاوہ کسی اور عمل کے ترک کرنے کو کفر خیال نہیں کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ أَبَا مُصْعَبٍ الْمَدَنِيَّ يَقُولُ مَنْ قَالَ الْإِيمَانُ قَوْلٌ يُسْتَتَابُ فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا ضُرِبَتْ عُنُقُهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے مصعب مدنی کو بیان کرتے ہوئے سنا: جس نے کہا کہ ایمان صرف قول ہے تو اسے توبہ کرنے کے لیے کہا جائے گا اگر اس نے توبہ کر لی تو ٹھیک ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١١٤، صحيح الترغيب: ١/٢٢٧ رقم: ٥٦٤

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم ١/٧

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ کے ان فرامین کی روشنی میں ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے شخص کو کافر سمجھتے تھے جو نماز نہیں پڑھتا تھا کیونکہ وہ سمجھتے تھے باقی اعمال میں کمی بیشی ہو سکتی ہے لیکن نماز میں کسی قسم کی کوتاہی قبول نہیں۔

٢۔ لیکن یاد رہے کہ اگر تو کوئی شخص نماز کا منکر ہے اسے فرض نہیں سمجھتا تو پھر یہ ایسا کافر ہے کہ جس نے ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔ اور اگر نماز کو فرض سمجھتا ہے اور یہ بھی عقیدہ رکھتا ہے کہ نماز چھوڑنا گناہ ہے لیکن سستی اور کاہلی کی وجہ سے پڑھتا نہیں یا پڑھتا ہے لیکن اکثر چھوڑ دیتا ہے تو ہے تو یہ بھی کافر لیکن اس کا کفر ایسا نہیں کہ اسے دائمی جہنمی بنا دے یا مسلمان ہونے کے لیے اسے دوبارہ کلمہ پڑھنا پڑھے۔

10- بَابُ حَدِيْثِ ((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ))

وَحَدِيْثِ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ طَعْمَ الْإِيْمَانِ))

حدیث: ''اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا''

اور حدیث: ''جس میں تین چیزیں ہوں اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا''

2623: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا)).

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا تو اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١١٥، اخرجه ابو يعلى: ٦٦٩٢، البغوي: ٢٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٤، مسند احمد : ١٧٧٨، صحيح ابن حبان: ١٦٩٤

فوائد الحدیث: ا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر راضی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا پھر کسی کو اپنا خالق و مالک، مشکل کشا، حاجت روا، داتا، غوث اعظم نہیں سمجھتا بلکہ اپنی تمام تر امیدیں اپنے رب تعالیٰ سے وابستہ رکھتا ہے۔

۲۔ اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوتا ہے کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے دین، مذہب کو راہ نجات نہیں سمجھتا اور نہ ہی اسلام کے متعلق کسی قسم کے شکوک و شبہات کا شکار ہوتا ہے بلکہ اسے کامل و اکمل دین مانتا ہے اس کو ناقص سمجھ کر اس کی تکمیل کے لیے کسی فتویٰ، قول یا رائے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان الیوم اکملت لکم دینکم پر کامل یقین رکھتا ہے۔

۳۔ محمد رسول ﷺ کی نبوت و رسالت پر راضی ہو جاتا ہے آپ ﷺ کے علاوہ کوئی مرشد، رہبر راہنما مقتدیٰ اور پیشوا تلاش نہیں کرتا بلکہ امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو ہی اپنے لیے اسوہ حسنہ سمجھتا اور آئیڈل بناتا ہے۔ پھر وہ صرف زبان سے ہی نہیں کہتا بلکہ یقین رکھتا ہے کہ کامیابی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اس کے رسول محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہی ہے۔

۴۔ جس شخص میں یہ تین وصف ہوں گے تو وہ ایمان کے ذائقے کو چکھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اسے لُطف آتا ہے اسلام کے کسی حکم پر عمل کرتا ہے تو وہ فخر کرتا ہے، کسی ممنوع چیز کو چھوڑ کر اسے خوشی محسوس ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر سیّدنا محمد ﷺ کے طریقے اور سُنت پر عمل کو سعادت سمجھتے ہوئے اپناتا اور اس پر عمل کرتے ہوئے کسی قسم کا انقباض اور گھٹن نہیں بلکہ سرشاری محسوس کرتا ہے تو وہ سمجھ لے کہ اس کے اندر ایمان ہے اور وہ اس کے ذائقے کو چکھ رہا ہے۔

۵۔ ایمان کو ذائقے دار چیز سے تشبیہ دے کر بتادیا کہ جس طرح ہر چیز کا ذائقہ مُختلف اور کم یا زیادہ ہوتا ہے اس طرح مومنون کا ایمان بھی مُختلف ہے اور کم یا زیادہ بھی ہوتا ہے۔

2624: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں ہیں جس شخص میں ہوں وہ ان کی وجہ سے ایمان کا ذائقہ چکھ لیتا ہے: جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے، ان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبّت ہو، یہ کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ کی رضا کی خاطر محبّت کرتا ہو، اور یہ کہ وہ کفر میں لوٹ جانا اس کے بعد کہ اللہ نے اسے اس سے بچالیا ہو اس طرح ناپسند کرتا ہو جس طرح کہ آگ میں پھینک دیا جانا ناپسند کرتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قتادہ نے اس حدیث کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، صحيح الترمذي: ٢١١٦، اخرجه ابو يعلى: ٢٨١٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٦، صحیح مسلم: ٤٣، سنن ابن ماجه: ٤٠٣٣، سنن النسائی: ٨/٩٤۔ ٩٥ و ٩٦ و ٩٧، مسند احمد : ١٢٠٠٢، صحيح ابن حبان: ٢٣٧ و ٢٣٨

فوائد الحدیث: ا۔ دنیا جہاں کی ہر چیز، ماں باپ، اولاد، بیوی خاوند، مال و دولت، عہدہ و منصب، رشتے دار، عزیز و اقارب دوست احباب حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبّت کرنا۔

اور یہ محبّت اس حد تک بڑھ جائے اور مومن آدمی کے دل میں سرایت کر جائے کہ اگر دنیا کی کسی چیز سے محبّت ہو بھی تو وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہو ورنہ نہیں۔ نیز اس محبّت کو چھوڑنا یا اس میں کمی لانا (کفر کرنا) اس طرح ناپسند اور تکلیف دہ ہو جس طرح کسی کو آگ میں ڈالا جانا ناپسند اور تکلیف دہ ہے۔

تو پھر بندہ ایمان کا ذائقہ چکھتا ہے اور اگر اس کی یہ کیفیت نہیں بلکہ کسی معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی ان کے احکام اور طریقوں کی پرواہ کرتا ہے تو پھر یہ شخص مومن نہیں اسے فکر کرنی چاہیے۔

٢۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبّت کا تقاضا یہ ہے کہ عبادات، معاملات، اخلاقیات، رہن سہن، کھانے پینے، وضع قطع، شکل و صورت، خوشی غمی، وضوء، اذان، نماز وغیرہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے، مذہبی و گروہی تعصب، ذاتی مفادات، برادری اور قبیلے کے رسم و رواج، علاقے کی ثقافت، بیوی بچوں کی خواہشات اور دوست احباب کی فرمائشیں قرآن و حدیث پر عمل کرنے میں رکاوٹ نہ بنیں۔

11- بَابُ مَا جَاءَ لَا يَزْنِي الزَّانِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ

زانی جس وقت زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا

2625: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَكِنَّ التَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زانی جس وقت زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا، چور جس وقت چوری کرتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا، لیکن توبہ پیش کی گئی ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس، سیّدہ عائشہ اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ فَكَانَ فَوْقَ رَأْسِهِ كَالظُّلَّةِ فَإِذَا

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان

خَرَجَ مِنْ ذَلِكَ الْعَمَلِ عَادَ إِلَيْهِ الإِيمَانُ)).

اس میں سے نکل جاتا ہے، پس وہ اس کے سر پر سائبان / چھتری کی طرح ہو جاتا ہے، پس جب وہ اس عمل سے فارغ / خارج ہوتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔"

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا خَرَجَ مِنَ الإِيمَانِ إِلَى الإِسْلَامِ.

ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کیا گیا کہ انہوں نے کہا اس میں: ایمان سے اسلام کی طرف خروج ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الزِّنَا وَالسَّرِقَةِ ((مَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَأُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ فَهُوَ كَفَّارَةُ ذَنْبِهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَ اللهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ)). رَوَى ذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَخُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

نبی ﷺ سے کئی طرق سے زنا اور چوری کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ان میں کسی کا ارتکاب کیا اور اس پر حد قائم کی جائے تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے، اور جس نے ان میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اللہ نے اس پر پردہ پوشی کی تو اس کا معاملہ اللہ کے ذمے ہے، اگر وہ چاہے تو اسے قیامت کے دن عذاب دے اور اگر چاہے تو اسے بخش دے۔" علی بن ابی طالب، عبادہ بن صامت اور خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہم نے اس حدیث کو نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، صحیح الترمذي: ٢١١٧، اخرجه الطبراني في الاوسط: ٥٦٤٣، الصحيحة: ٢٣١٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٧٥، صحیح مسلم: ٥٧، سنن ابو داود: ٤٦٨٩، سنن ابن ماجه: ٣٩٣٦، سنن النسائی: ٨/٦٤۔ ٦٦ و ٣١٣، مسند احمد: ٧٣١٨ و ٨٨٩٥، صحیح ابن حبان: ١٨٦ و ٤٤٥٤

فوائد الحدیث: ١۔ نیکی کرنے سے مومن کا ایمان بڑھتا اور گناہ کرنے سے کم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان کے کرنے کے وقت ایمان بالکل ہی دل سے نکل جاتا ہے اور جب انسان گناہ سے نکلتا ہے تو پھر ایمان اس کے دل میں لوٹ آتا ہے جیسے چوری، زنا وغیرہ۔

٢۔ اب اس گناہ کے بدلے اس پر حد قائم ہو جائے اور اس کو شرعی سزا مل جائے تو وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے اگر دنیا میں سزا نہیں ملی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا ہے تو ایسے شخص کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر چاہے تو معاف کر دے چاہے تو سزا دے لے۔

٣۔ البتہ یہ آپشن موجود ہے کہ موت کے آثار نظر آنے سے پہلے پہلے آدمی، حقوق اللہ میں کوتاہیوں پر معافی مانگ لے تو اللہ تعالیٰ التواب الرحیم ہے۔ پھر بھی مرضی اسی کی ہے جو چاہے کرے۔

2626: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ وَاسْمُهُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَصَابَ حَدًّا فَعُجِّلَ عُقُوبَتُهُ فِي الدُّنْيَا فَاللهُ أَعْدَلُ مِنْ أَنْ يُثَنِّيَ عَلَى عَبْدِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الآخِرَةِ وَمَنْ أَصَابَ حَدًّا فَسَتَرَهُ اللهُ

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی حد (والے گناہ) کا ارتکاب کیا اور اس پر دنیا میں سزا مل گئی تو اللہ اس سے زیادہ عدل کرنے والا ہے کہ وہ اپنے بندے کو آخرت میں پھر دوبارہ سزا دے، اور جس نے کسی حد کا ارتکاب کیا اور اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی اور اس سے درگزر فرمایا، تو اللہ اس سے زیادہ کرم والا ہے کہ وہ

عَلَيْهِ وَعَفَا عَنْهُ فَاللهُ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يَعُودَ فِي شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ)).

کسی چیز پر سزا دے جسے وہ معاف کر چکا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَهَذَا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا كَفَّرَ أَحَدًا بِالزِّنَا أَوِ السَّرِقَةِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ یہ اہل علم کا قول ہے ہم کسی کو نہیں جانتے کہ کسی نے زنا، چوری اور شراب نوشی پر کسی کی تکفیر کی ہو۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٥٦٧، ضعيف الترمذي: ٤٩١، اخرجه الحاكم: ٢/٤٤٥

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٦٠٤، مسند احمد : ٧٧٥

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۲۶۲۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْمُسْلِمَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں

2627: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کو اپنی جانوں اور اپنے اموال پر کوئی خطرہ نہ ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَيُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)).

نبی ﷺ سے روایت کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا مسلمان افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي مُوسَى وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

حکم الحدیث: (حسن صحيح) المشكاة: ٣٣ التحقيق الثاني، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٥٤٩

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٨/١٠٤ـ ١٠٥، مسند احمد : ٨٩٣١، صحيح ابن حبان: ١٨٠

2628: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)).

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا مسلمان افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي مُوسَى وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے مروی حدیث سے۔ اور اس باب میں سیّدنا جابر، ابو موسیٰ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۵۰۴۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١١، صحيح مسلم: ٤٢، سنن النسائی: ٨/١٠٦

فوائد الحدیث: ۱۔ اسلام "سلم" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے سلامتی، لہٰذا جو شخص اسلام قبول کر کے مسلمان ہو جاتا ہے تو اب اس کے اسلام کا تقاضہ یہ ہے کہ اس سے ہر چیز انسان حیوان نباتات وغیرہ ہر چیز محفوظ و مامون ہو جائے۔ حدیث الباب میں مسلمانوں کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ آدمی کو اپنائیت کا احساس ہو کہ یہ بھی میرا مسلمان بھائی ہے اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اسلامی تعلق اور بھائی چارہ باقی تمام تعلقات اور رشتوں سے مقدم ہونا چاہئے۔ اسی طرح "مومن" امن سے ہے تو ایمان کا تقاضا ہے کہ اب اس مومن سے کسی دوسرے کے جان و مال عزت وغیرہ کو کوئی خطرہ نہیں بلکہ امن اور تحفّظ حاصل ہے۔

۲۔ ہاتھ اور پاؤں کا ذکر خصوصیت سے اس لیے کیا گیا ہے کہ عمومی طور پر انسان دوسروں کو تکلیف پہنچانے کے لیے ان دونوں کا استعمال زیادہ کرتا ہے ورنہ باقی اعضاء کا حکم بھی یہی ہے، مقصد یہ ہے کہ ایک مسلمان سے دوسرے مسلمان کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنی چاہئے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا

اسلام کا آغاز اجنبیت سے ہوا اور وہ پھر اجنبی ہو جائے گا

2629: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ الإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسلام کا آغاز اجنبیت اور غیر مانوسیت سے ہوا اور اجنبیت کی طرف لوٹ جائے گا پس اجنبیوں کے لیے خوش خبری ہو۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

اور اس باب میں سعد، ابن عمر، جابر، انس اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ الأَعْمَشِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسن غریب صحیح ہے۔ ہم اسے صرف حفص بن غیاث عن اعمش کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔

وَأَبُو الأَحْوَصِ اسْمُهُ عَوْفُ بْنُ مَالِكِ بْنِ نَضْلَةَ الْجُشَمِيُّ

ابو الاحوص کا نام عوف بن مالک بن نضلہ جشمی ہے۔

تَفَرَّدَ بِهِ حَفْصٌ.

حفص اس کو بیان کرنے میں منفرد ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٢٧٣، صحيح الترمذي: ٢١٢٠، اخرجه الدارمي: ٢٨٥٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٩٨٨، مسند احمد : ٣٧٨٤، ١٦٠٤

فوائد الحدیث: ا۔ اسلام ابتداء میں کمزور تھا کہ لوگ اسے جانتے نہ تھے، اجنبی تھا کہ اسے لوگ قبول نہیں کرتے تھے پھر آہستہ آہستہ لوگوں نے اسے سمجھا اور قبول کیا حتیٰ کہ پھر اسے لوگوں کو سمجھا دیا گیا اور اس کی اکناف عالم میں اشاعت ہوگئی۔ پھر اس میں بدعات کا ظہور ہوا لوگوں نے رسوم ورواج کو اس میں داخل کر کے انہیں بھی اسلامی احکام کی حیثیت دے دی حتیٰ کہ یہ آخر زمانہ میں پھر ابتدائی دور کی طرح اجنبیت کا شکار ہو جائے گا کہ اس پر عمل کرنا معیوب سمجھا جائے گا اور لوگ ایسے شخص پر تعجب کریں گے۔

آج کے معاشرے میں ہی آپ دیکھ لیں کہ مردوں کا داڑھی رکھنا، شلوار، چادر کو ٹخنوں سے اوپر اٹھانا اور خواتین کا پردہ کرنا کس طرح ایک اجنبی اور انوکھا معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ اور اسلامی تعلیمات کو اپنانے والوں کو کیسے کیسے القاب سے نوازا جاتا ہے آئندہ نہ جانے کیا کیفیت ہو جائے گی۔

۲۔ ان مشکل ترین حالات میں جو شخص بھی اسلامی تعلیمات کو اپناتا ہے اور قرآن وحدیث پر عمل کرے گے ان کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ اس کے لیے زبان نبوت سے جنّت کی بشارت ہے۔ اللهم اجعلنا منهم

2630: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مِلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الدِّينَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْحِجَازِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا وَلَيَعْقِلَنَّ الدِّينُ مِنَ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْأُرْوِيَّةِ مِنْ رَأْسِ الْجَبَلِ إِنَّ الدِّينَ بَدَأَ غَرِيبًا وَيَرْجِعُ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ الَّذِينَ يُصْلِحُونَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِي مِنْ سُنَّتِي)).

سیّدنا عوف بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دین حجاز کی طرف اس طرح سمٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے: دین حجاز میں اس طرح پناہ لے گا جس طرح پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لیتی ہے، دین کا آغاز اجنبیت سے ہوا اور اجنبیت کی طرف لوٹ جائے گا پس ان اجنبیوں کے لیے خوش خبری ہے جو میری سُنّت کی اصلاح کرتے ہیں جسے لوگوں نے میرے بعد بگاڑ دیا تھا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) تخريج المشكاة: ١٧٠، الصحيحة تحت الحديث: ١٢٧٣، ضعيف الترمذي: ٤٩٢

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبراني: ١٧/١١، الكامل ابن عدي: ٦/٢٠٨٠، اس میں کثیر ضعیف ومتروک ہے۔

فوائد الحدیث: ا۔ جب دین اسلام کہیں بھی نہیں ہوگا تو مکہ ومدینہ میں اس وقت بھی ہوگا۔ دجال کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوسکنے والی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ لہٰذا آج بھی لوگوں کو کوفہ وبغداد کی طرف دیکھنے کی بجائے حرمین شریفین سے راہنمائی لے کر زندگی بسر کرنی چاہئے خصوصاً عبادات کا طریقہ اپنانا چاہئے۔

۲۔ ”غرباء“ سے مراد مالی لحاظ سے غریب نہیں ہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب معاشرے میں مفادات ومادیت پرستی، نسلی، علاقائی اور گروہی تعصب کا دور دورہ ہو اور لوگوں نے ایک دوسرے کی مخالفت کی وجہ سے اپنی اپنی خواہشات یا رسم ورواج کو دین کا درجہ دے دیا ہو۔ تو ایسے حالات میں جو لوگ، دوسرے لوگوں کے طعن وتشنیع کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خالص اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے اور دوسروں کو بھی ان بدعات اور رسوم ورواج سے بچنے کی تبلیغ کریں گے، یہ لوگ، غریب ہیں اور ان کے لیے جنّت کی خوشخبری ہے۔

14- باب مَا جَاءَ فِي عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ

منافق کی علامت

2631: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الْعَلَاءِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔“
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ علاء کی روایت سے۔ اور یہ کئی ایک طرق سے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ اور اس باب میں ابن مسعود، انس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَأَبُو سُهَيْلٍ هُوَ عَمُّ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَاسْمُهُ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَصْبَحِيُّ الْخَوْلَانِيُّ.

ہم کو علی بن حجر نے حدثنا اسماعیل بن جعفر عن ابی سہیل بن مالک عن ابیہ عن ابی ہریرۃ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل اس کا معنی بیان کیا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور ابو سہیل جو مالک بن انس کے چچا ہیں، ان کا نام نافع بن مالک بن ابی عامر اصبحی خولانی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ايمان ابي عبيد: ٩٥، صحيح الترمذيّ: ٢١٢١
تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٣، صحيح مسلم: ٥٩، سنن النسائی: ٨/١١٦- ١١٧، مسند احمد: ٨٦٨٥
فوائد الحدیث: نفاق کی دو قسمیں ہیں، ۱۔ اعتقادی نفاق۔ ۲۔ عملی نفاق۔
اعتقادی نفاق: یہ ہے کہ آدمی ظاہری طور پر کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے لیکن دل میں ایمان واسلام سے بغض، عداوت اور نفرت ہو، جیسا کہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو قرآن مجید میں منافق کہا گیا ہے۔ وہ اعتقادی منافق تھے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ نفاق کفر کا ہی دوسرا نام ہے۔
عملی نفاق: جو انسان ایمان واسلام تو دل سے قبول کرتا ہے اس پر کاربند بھی ہے لیکن عملی طور پر اس میں کچھ ایسے اعمال ہیں جو کہ منافقین کا وطیرہ اور عادات ہیں، انہیں منافقین کے کردار سے مطابقت و مشابہت کی وجہ سے نفاق کا نام دیا گیا ہے تاکہ ایسی عادات کو اپنانے والا انہیں قبیح سمجھ کر چھوڑ دے۔ مثلاً جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا اور بد دیانتی۔ یہ بہت بڑے گناہ ہیں۔ لہٰذا ان سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہئے۔

2632: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”چار چیزیں جس میں ہوں وہ منافق ہے،

عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا وَإِنْ كَانَتْ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ فِيهِ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ)).

اگر اس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے: وہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ کرے، اور جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَإِنَّمَا مَعْنَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ نِفَاقُ الْعَمَلِ وَإِنَّمَا كَانَ نِفَاقُ التَّكْذِيبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ هَكَذَا رُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ شَيْئًا مِنْ هَذَا أَنَّهُ قَالَ النِّفَاقُ نِفَاقَانِ نِفَاقُ الْعَمَلِ وَنِفَاقُ التَّكْذِيبِ.

اہل علم کے ہاں اس کا معنی ہے عملی نفاق، نفاق تکذیب تو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح کچھ روایت کیا گیا ہے، انہوں نے کہا: نفاق دو قسم کا نفاق ہے: نفاق عمل اور نفاق تکذیب۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

ہم کو حسن بن علی خلال نے عبداللہ بن نمیر عن اعمش عن عبداللہ بن مرہ سے اس اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، التعليق الرغيب: ٤/٢٧، اخرجه ابو عوانه: ١/٢٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٤، صحيح مسلم: ٥٨، سنن ابو داود: ٢٦٨٨، سنن النسائی: ٨/١١٦، مسند احمد: ٦٧٦٨، صحيح ابن حبان: ٢٥٤

فوائد الحدیث: ۱۔ نفاق، ایمان کی ضد ہے اس لیے جس دل میں ایمان ہوگا وہاں نفاق نہیں ہوگا اور جس قدر نفاق داخل ہوگا تو اتنا ایمان نکل جائے گا۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، چار خصلتیں ہوں تو پکا اور پورا منافق ہے، اور اگر ایک خصلت نفاق کی ہو تو پھر ایک چوتھائی منافق ہے۔ اسی تناسب سے چاروں کا حساب لگالیں۔

۲۔ یہ حدیث ایمان کے کم یا زیادہ ہونے کی بھی دلیل ہے۔

2633: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي النُّعْمَانِ عَنْ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ وَيَنْوِي أَنْ يَفِيَ بِهِ فَلَمْ يَفِ بِهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ)).

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب بندہ وعدہ کرے اور نیت کرے کہ وہ اسے پورا کرے گا اور وہ اسے پورا نہ کر سکے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ. عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ثِقَةٌ وَلَا يُعْرَفُ أَبُو النُّعْمَانِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اس کی اسناد قوی نہیں، علی بن عبدالاعلی ثقہ ہے، جبکہ ابو نعمان اور

وَلَا أَبُو وَقَّاصٍ وَهُمَا مَجْهُولَانِ. ابو وقاص دونوں مجہول ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٤٨٨١، سلسلة الضعيفة: ١٤٤٧، ضعيف الترمذي: ٤٩٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٩٩٥

فوائد الحدیث: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ انما الاعمال بالنیات (بخاری)

لیکن نیت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور اسی ذات نے ہی فیصلہ کرنا ہے جو آدمی جس سلوک کا مستحق ہوگا۔ رب تعالیٰ اس سے فرمائیں گے۔ دنیا میں ظاہر معاملات کے مطابق ہی حکم لگایا جاتا ہے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے

2634: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَكِيمِ بْنُ مَنْصُورٍ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((قِتَالُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ كُفْرٌ وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کا اپنے بھائی سے قتال کرنا کفر اور اسے گالی دینا فسق ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ.

اور اس باب میں سعد اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابن ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کئی ایک طرق سے بھی مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٣٠٦، مزید دیکھیں حدیث ۱۹۸۳۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٨، صحيح مسلم: ٦٤، سنن ابن ماجه: ٦٩، سنن النسائی: ٧/١٢٢، مسند احمد: ٣٦٤٧، و ٤١٢٦، صحيح ابن حبان: ٥٩٣٩،

2635: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ قِتَالُهُ كُفْرٌ لَيْسَ بِهِ كُفْرًا مِثْلَ الِارْتِدَادِ عَنِ الْإِسْلَامِ وَالْحُجَّةُ فِي ذٰلِكَ مَا رُوِيَ عَنِ

اس حدیث کا معنی: ”اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔“ سے مراد اسلام سے ارتداد والا کفر مراد نہیں، اس بارے میں نبی ﷺ

النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ قُتِلَ مُتَعَمِّدًا فَأَوْلِيَاءُ الْمَقْتُولِ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءُوا قَتَلُوا وَإِنْ شَاءُوا عَفَوْا)).

سے مروی حدیث دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جسے عمداً قتل کر دیا جائے تو مقتول کے ورثاء کو اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہیں تو قاتل کو قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو معاف کر دیں۔“

وَلَوْ كَانَ الْقَتْلُ كُفْرًا لَوَجَبَ الْقَتْلُ وَلَمْ يَصِحَّ الْعَفْوُ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَطَاوُسٍ وَعَطَاءٍ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا كُفْرٌ دُونَ كُفْرٍ وَفُسُوقٌ دُونَ فُسُوقٍ.

اگر قتل کرنا کفر ہوتا تو پھر قتل کرنا واجب ہو جاتا اور معاف کرنا درست نہ ہوتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما طاؤس اور عطاء نیز کئی ایک اہل علم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: کفر، اس کفر سے کم درجے کا ہے اور فسق اس فسق سے کم درجے کا فسق ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۹۸۳۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٨، صحيح مسلم: ٦٤، سنن ابن ماجه: ٦٩، سنن النسائی: ٧/١٢٢، مسند احمد : ٣٦٤٧، و ٤١٢٦، صحيح ابن حبان: ٥٩٣٩

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ایک خوبی اور وصف یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ رحماء بینھم آپس میں رحم دل ہیں۔ کہ پیار محبت اور الفت سے آپس میں ایک دوسرے کی خیر خواہی کرتے ہیں۔ اس لیے ان کے آپس میں لڑنے کو کفر سے تعبیر کر کے تنبیہ کی گئی ہے کہ یہ کام تو کفار کا ہے تمہارے شایان شان نہیں۔ یہ وہ کفر نہیں کہ جس سے بندہ اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو جاتا اور واجب القتل ٹھہرتا ہے۔

۲۔ گالی چونکہ لڑائی جھگڑے کا باعث بنتی ہے اور عمومی طور پر جنگ و قتال اور قتل و غارت کی ابتدا اس سے ہی ہوتی ہے اس لیے اس کو فسق کہا گیا ہے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ رَمَى أَخَاهُ بِكُفْرٍ

جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی پر کفر کا الزام لگائے

2636: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ عَلَى الْعَبْدِ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا عِنْ الْمُؤْمِنِ كَقَاتِلِهِ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَاتِلِهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللهُ بِمَا قَتَلَ بِهِ نَفْسَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سیّدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بندہ جس چیز کا مالک نہیں اس میں اس پر کوئی نذر نہیں، مومن پر لعنت کرنے والا اس کو قتل کرنے والے کی طرح ہے، جس نے کسی مومن پر کفر کا الزام لگایا تو وہ اس کے قاتل کی طرح ہے، جس نے کسی چیز کے ساتھ خودکشی کی اللہ قیامت کے دن اسے اسی چیز کے ساتھ عذاب و سزا دے گا جس کے ساتھ اس نے خودکشی کی تھی۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَابْنِ عُمَرَ.

اور اس باب میں ابوذر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۳۶۳، و ۶۰۴۷، صحیح مسلم: ۱۱۰، سنن ابو داود: ۳۲۵۷، سنن النسائی: ۵/۷۔ ۶ و ۶ و ۱۹، مسند احمد : ۱۶۳۸۵، صحیح ابن حبان: ۴۳۶۶ و ۴۳۶۷

فوائد الحدیث: ۱۔ جس کام کا آدمی کو اختیار یا ملکیت نہ ہو اسے اس کے کرنے کی نذر نہیں ماننی چاہئے۔

۲۔ کسی دوسرے مسلمان بھائی پر لعنت کرنا یا اسے کافر قرار دینا اتنا بڑا جرم اور گناہ ہے کہ گویا اس نے اسے قتل ہی کر دیا۔ لہٰذا اس سے بھی اجتناب کریں۔

۳۔ خودکشی کرنا جرم ہے جو شخص جس طریقے سے خودکشی کرے گا اسے جہنم میں اسی قسم کا عذاب دیا جائے گا۔

2637: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا)).

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

وَمَعْنَى قَوْلِهِ بَاءَ يَعْنِي أَقَرَّ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے کوئی ایک اس کا مستحق بن جاتا ہے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

اور آپ ﷺ کے فرمان (بآء) کا معنی (أَقَرَّ) ”اس نے اقرار کیا“۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۵۲۷۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۶۱۰۴، صحیح مسلم: ۶۰، سنن ابو داود: ۴۶۸۷، مسند احمد : ۴۶۸۷، ۴۶۸۷، صحیح ابن حبان: ۲۴۹

فوائد الحدیث: کسی بھی مسلمان بھائی کو کافر کہنا بہت بڑا گناہ ہے، اگر تو وہ واقعی کافر ہوا تو اس کی بات سچ ہو گئی لیکن اگر وہ کافر نہ ہوا تو یہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ اس لیے غصے، ناراضگی میں کسی پر اس قسم کی تہمت لگانا جائز اور درست نہیں جس کا تعلق اعتقاد سے ہو، کیونکہ یہ تو خالص اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے اس میں کسی دوسرے کو دخل اندازی کا کوئی حق نہیں۔ البتہ کسی کے ظاہر اعمال کی بنیاد پر اس کے مطابق حکم لگایا جا سکتا ہے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَمُوتُ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ

جو شخص مرتے وقت لا الہ الا اللہ کی گواہی دے

2638: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ: قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ: مَهْلاً لِمَ تَبْكِي فَوَاللهِ لَئِنِ اسْتُشْهِدْتُ لَأَشْهَدَنَّ لَكَ وَلَئِنْ شُفِّعْتُ لَأَشْفَعَنَّ لَكَ وَلَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَأَنْفَعَنَّكَ، ثُمَّ قَالَ وَاللهِ مَا مِنْ حَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ

صنابحی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں ان (عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) کے پاس گیا جبکہ وہ قریب الموت تھے، پس میں رو پڑا تو انہوں نے فرمایا: ٹھہرو کیوں روتے ہو، اللہ کی قسم! اگر مجھ سے گواہی طلب کی گئی تو میں تمہارے حق میں گواہی دوں گا، اگر مجھ سے شفاعت کرنے کو کہا گیا تو میں تمہارے حق میں شفاعت کروں گا، اگر ہو سکا تو میں تمہیں ضرور فائدہ پہنچاؤں گا، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! ایسی کوئی

إِلَّا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَوْفَ أُحَدِّثُكُمُوهُ الْيَوْمَ وَقَدْ أُحِيطَ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ النَّارَ)).

حدیث نہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو اور اس میں تمہارے لیے خیر ہو تو وہ میں نے تمہیں ضرور بیان کر دی ہے، صرف ایک حدیث ہے جو میں تمہیں آج بیان کروں گا، موت نے مجھے آگھیرا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ نے اس پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَجَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ. قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ كَانَ ثِقَةً مَأْمُونًا فِي الْحَدِيثِ.

اس باب میں سیّدنا ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، جابر، ابن عمر اور زید بن خالد رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابن ابی عمر کو سنا وہ فرماتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ کو سنا کہتے ہیں محمد بن عجلان ثقہ ہیں۔ حدیث کے معاملہ میں مامون / محفوظ ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَالصُّنَابِحِيُّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُسَيْلَةَ أَبُو عَبْدِ اللهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔ اور صنابحی، یہ عبدالرحمٰن بن عسیلہ ابو عبداللہ ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ هَذَا فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ قَبْلَ نُزُولِ الْفَرَائِضِ وَالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ.

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ان سے نبی ﷺ کے اس فرمان: ''جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیا وہ جنتی ہے۔'' کے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: یہ اسلام کے ابتدائی دور میں تھا جبکہ ابھی فرائض اور امر و نہی نازل نہیں ہوئے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَوَجْهُ هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ أَهْلَ التَّوْحِيدِ سَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَإِنْ عُذِّبُوا بِالنَّارِ بِذُنُوبِهِمْ فَإِنَّهُمْ لَا يُخَلَّدُونَ فِي النَّارِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ اہل توحید جنّت میں جائیں گے، اگر انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے آگ کا عذاب بھی دیا گیا لیکن وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہیں رکھے جائیں گے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((سَيَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ وَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود، ابو ذر، عمران بن حصین، جابر بن عبداللہ، ابن عباس، ابو سعید خدری اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اہل توحید میں سے لوگ جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔''

هَكَذَا رُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الآيَةِ ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ قَالُوا إِذَا أُخْرِجَ أَهْلُ التَّوْحِيدِ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُوا الْجَنَّةَ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ.

سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی رحمہما اللہ اور کئی ایک تابعین سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے، اور کئی ایک طرق سے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اس آیت: "کافر خواہش کریں گے کہ کاش وہ مُسلمان ہوتے۔" کی تفسیر میں بیان کیا گیا کہ جب اہل توحید جہنم سے نکال کر جنّت میں داخل کیے جائیں گے تو اس وقت کافر خواہش کریں گے کہ کاش وہ بھی مُسلمان ہوتے۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح الترمذي: ٢١٢٦، اخرجه ابو عوانه: ١/١٥، وعبد بن حميد: ١٨٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١١٢٨، مسند احمد : ٢٢٧١١، صحيح ابن خبان: ٢٠٢

فوائد الحدیث: کلمہ توحید پڑھنے سے آدمی مُسلمان ہوتا ہے اور اس کے لیے جنّت میں داخلہ یقینی ہو جاتا ہے۔ اگر یہ دوزخ میں بھی چلا گیا تو اس کلمے کی برکت سے وہاں سے بھی اس کو نکال کر جنّت میں داخل کر دیا جائے گا۔ لیکن کلمہ پڑھنے کا مطلب یہ نہیں کہ صرف زبان سے الفاظ ادا کر دیے۔ لا اله الا الله محمد رسول الله۔ پھر کوئی عمل نہیں کرتا نماز روزے جیسے فرائض بھی ادا نہیں کرتا اور شرک، بدعات جیسے کبیرہ گناہوں سے بھی نہیں بچتا۔

بلکہ کلمہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کلمے کے تقاضوں کو بھی پورا کرے اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی پر ان کی روح کے مطابق عمل کرے تو پھر اس سعادت کا حق دار ہے۔ ورنہ کلمہ تو رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے بھی پڑھا تھا۔

2639: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَعَافِرِيِّ ثُمَّ الْحُبُلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلاًّ كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُولُ أَتُنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ! فَيَقُولُ أَفَلَكَ عُذْرٌ فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ! فَيَقُولُ بَلَى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولُ احْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجِلَّاتِ فَقَالَ إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ. قَالَ فَتُوضَعُ

سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اللہ قیامت کے دن میری امت کے ایک شخص کو سارے لوگوں کے سامنے لائے گا، اس پر ننانوے رجسٹر کھولے گا، ہر رجسٹر حد نظر تک ہو گا، پھر فرمائے گا: کیا تو اس میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے محافظ کاتبین نے کوئی تجھ پر ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: رب جی! نہیں، وہ فرمائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کرے گا: رب جی! نہیں، وہ فرمائے گا: ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے کیونکہ آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہو گا، ایک کارڈ نکالا جائے گا اس میں لکھا ہو گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، وہ فرمائے گا: اپنے (اعمال کے) وزن کے پاس جا، وہ عرض کرے

السِّجِلاَّتُ فِي كِفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كِفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلاَّتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللهِ شَيْءٌ)).

گا: رب جی! ان رجسٹروں کے مقابلے میں اس کارڈ کی کیا حیثیت ہے؟ فرمایا: تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ فرمایا: وہ (ننانوے) رجسٹر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور کارڈ ایک پلڑے میں تو رجسٹر ہلکے پڑ جائیں گے اور کارڈ بھاری ہو جائے گا، اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَامِرِ بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. وَالْبِطَاقَةُ هِيَ الْقِطْعَةُ.

قتیبہ نے بیان کیا: ابن لہیعہ نے عامر بن یحییٰ سے اس اسناد سے اسی معنی میں روایت کیا ہے اور "البطاقۃ" کا معنی ٹکڑا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٢٧، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٣٥، واخرجه الحاكم: ١/٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٣٠٠، مسند احمد : ٦٩٩٤، صحيح ابن حبان: ٢٢٥

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں عدل وانصاف ہے اس کے پاس کسی سے بھی ناانصافی نہیں ہوگی۔

۲۔ حدیث الباب سے وہ شخص مراد ہے جو زندگی بھر کفر کرتا رہا اور اس کے ہاں گناہوں کا ڈھیر لگ گیا اور رجسٹروں کے رجسٹر پُر ہو گئے۔ لیکن مرنے سے پہلے اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا پھر اسے کوئی نیکی کرنے کا موقعہ نہ ملا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے سامنے کلمہ توحید کی عظمت وشان کو ظاہر کرنے کے لیے اس کے تمام اعمال کا وزن کریں گے۔ اور اس شخص کے کلمہ شہادت کے مقابلے میں اس کے زندگی بھر کے گناہ کوئی حیثیت نہیں رکھیں گے، بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما کر اس کو جنت میں داخل کر دیں گے۔

۳۔ بعض لوگوں نے جو یہ سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ پڑھ لو پھر بیشک بعد والی زندگی میں کوئی بھی عمل نہ کرو یا کلمہ پڑھنے کے بعد جو جی میں آئے وہ کرتے رہو بس کلمہ ہی کافی ہے تو انہیں اپنی اصلاح کرنی چاہئے اور "کلمے" کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہئے۔ کیونکہ حساب بھی تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کا ہی لینا ہے۔ ورنہ کفار کے متعلق تو اللہ تعالیٰ کا قانون ہے: فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ (الکہف:۱۰۵)

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الأُمَّةِ

اس امت کا افتراق

2640: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((تَفَرَّقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ أَوِ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَالنَّصَارَى مِثْلَ ذَلِكَ، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، اور نصاریٰ بھی اتنے ہی فرقوں میں، جبکہ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ.

اور اس باب میں سعد، عبداللہ بن عمرو اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٢٨، اخرجه الحاكم: ١/١٢٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٥٩٦ سنن ابن ماجه: ٣٩٩١، مسند احمد : ٨٣٩٦، ابن حبان: ٦٢٤٧ و ٦٧٣١

فوائد الحدیث: ا۔ رسول اللہ ﷺ نے قیامت سے پہلے پیش آنے والے اہم واقعات کو اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے بیان کر دیا جو کہ علامات قیامت کہلائے ایسے تمام واقعات آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہیں کیونکہ وہ سارے کے سارے بعینہٖ پورے ہوں گے۔ ان میں سے ایک یہ پیشین گوئی بھی تھی کہ میری امت میں تہتر (۷۳) فرقے ہوں گے۔

۲۔ بعض لوگوں نے اس سے دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تہتر (۷۳) فرقے ہوں گے لہٰذا وہ سب کے سب درست اور حق پر ہیں لہٰذا کسی کو بھی گمراہ نہیں کہنا چاہئے۔ استغفر اللہ، معاذ اللہ

حالانکہ آپ ﷺ نے صراحت فرمادی کہ ان میں سے ایک گروہ جنّت میں جائے گا۔ باقی بہتر (۷۲) فرقے جہنم میں جائیں گے (جیسا کہ آئندہ حدیث میں بیان ہو رہا ہے)۔

اس لیے سبھی کو حق پر سمجھنا اور "ناجی" قرار دینا اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ پیر عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "غنیۃ الطالبین" میں ان تمام فرقوں کی تفصیل اور ان کے عقائد بیان کر کے ناجی اور جنتی گروہ کی نشان دہی فرمائی ہے۔ تفصیل کے خواہش مند رجوع کریں۔

2641: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمَ الْإِفْرِيقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ، وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي)).

سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت پر وہی حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے اور وہ اس طرح برابر ہوں گے جیسے جوتا جوتے کے برابر ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر ان میں سے کسی نے علانیہ اپنی ماں سے زن و شو والا تعلق قائم کیا تھا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہو گا جو یہ کرے گا اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے جبکہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی، ایک فرقے کے علاوہ باقی سب جہنمی ہیں۔" راوی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ کون سا فرقہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ مُفَسَّرٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث مفسر حسن غریب ہے، اور اس طرح کی تفسیر، توضیح صرف اسی طریق سے معروف ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ١٧١ التحقيق الثاني، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٣٤٨

تخریج الحدیث: الآجری فی الشریعة ص: ١٥، ابن بطة فی الآبانة: ٢٦٤ و و ٢٦٥، مستدرک حاکم: ١/١٢٨۔ ١٢٩، واللاکائی فی اصول الاعتقاد: ١٤٥ و ١٤٦ و ١٤٧

فوائد الحدیث: ا۔ آج بعض الناس، مقلدین نے تحریف، تاویل اور ایمان بالبعض وغیرہ جیسے اعمال اپنا کر بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) کی مطابقت کا عملی نمونہ پیش کر دیا ہے۔

۲۔ تہتر (۷۳) فرقوں میں سے بہتر (۷۲) جہنمی ہوں گے اور صرف ایک جماعت نجات پائے گی اور جنّت میں جائے گی۔

۳۔ "جماعت" اور "ملة" اسے کہتے ہیں جو اپنی اصل (قرآن وحدیث) پر قائم رہے۔ فرقہ وہ ہوتا ہے جو اپنے مفادات یا تعصب کی بنا پر اصل، "جماعت" سے علیحدہ ہو کر اپنی الگ شناخت قائم کر لیتا ہے۔

۴۔ "ناجی" نجات پانے والی جماعت کا آپ ﷺ نے کوئی الگ نام بطور شناخت بیان نہیں فرمایا بلکہ ان کی علامت ذکر کر دی کہ ما انا علیه واصحابی۔ وہ جماعت جو اس عقیدے اور عمل پر ہوگی جس عقیدے وعمل پر میں اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ وہ جماعت جنتی ہے باقی بہتر (۷۲) فرقے فی النار (جہنمی) ہیں۔

۵۔ آج ہر شخص یا گروہ اپنے اپنے عقائد واعمال کو رسول اللہ ﷺ کے عقیدے وعمل پر پرکھ کر فیصلہ کر سکتا ہے کہ وہ حق پر ہے یا کوئی دوسرا۔ غیر اللہ کو سجدہ کرنا وضوء، اذان، نماز کا طریقہ رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے یا نہ ہونے، آپ ﷺ کے بشر اور حاضر وناظر اور مختار کل ہونے وغیرہ جیسے عقائد واعمال میں قرآن وحدیث اور سیرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مکمل طور پر راہنمائی موجود ہے۔

۶۔ یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ وہ جماعت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ مبارک سے ہی ہے لہٰذا جو لوگ تین چار سو سال بعد وجود میں آئے اور انہوں نے الگ سے شناخت قائم کی وہ تو اس دوڑ میں شامل ہی نہیں۔ فافهموا وتدبروا

2642: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ خَلْقَهُ فِي ظُلْمَةٍ فَأَلْقَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهِ فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ ذَلِكَ النُّورِ اهْتَدَى، وَمَنْ أَخْطَأَهُ ضَلَّ، فَلِذَلِكَ أَقُولُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللهِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق کو تاریکی میں پیدا فرمایا، تو ان پر اپنا نور ڈالا، اس نور سے جسے کچھ حصہ ملنا تھا گیا وہ ہدایت پا گیا، اور جسے نہ ملا تو وہ گمراہ ہو گیا، اسی لیے میں کہتا ہوں قلم اللہ کے علم پر خشک ہو گیا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) تخريج المشكاة: ١٠١، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٠٧٦، الظلال الجنة: ٢٤١-٢٤٤

تخريج الحديث: مسند احمد: ٦٦٤٤۔ صحيح ابن حبان: ٦١٦٩ و ٦١٧٠

فوائد الحديث: ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی جبر اور ظلم سے گمراہ نہیں کیا بلکہ اللہ کریم نے تو اپنا نور یکساں سب پر ڈالا ہے۔ اب جس نے اس میں سے کچھ حصہ لے لیا وہ ہدایت پا گیا اور جن نے اس میں سے کچھ بھی حاصل نہ کیا وہ گمراہ ہو گیا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے آج بھی قرآن وحدیث کو تمام لوگوں کے لیے ہدایت بنایا ہے لیکن جو اس پر عمل کریں گے وہ ہدایت پائیں گے اور متقی کہلائیں گے اور جو ان پر عمل نہیں کریں گے وہ گمراہ ہو جائیں گے اور انہیں فاسق کہا جائے گا۔ وما یضل به الا الفاسقین۔

۳۔ اس حدیث سے ایمان کی کمی اور زیادتی کا مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی نے روشنی کم حاصل کی اور کسی نے زیادہ، اسی تناسب سے ان میں ایمان اور ہدایت ہے۔

۴۔ یہی تقدیر کی اصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی پر بھی جبر نہیں فرمایا بلکہ اپنے علم کی بنیاد پر پہلے ہی تمام حالات وواقعات لکھوا دیے۔ اور

پھر قلم خشک ہو گیا۔ کہ اس لکھے ہوئے میں کچھ بھی اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

2643: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ؟)). قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((فَإِنَّ حَقَّهُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)). قَالَ ((فَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ)). قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)).

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟“ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا ان پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔“ فرمایا: ”پس تو جانتا ہے کہ جب وہ یہ کر لیں تو پھر ان کا اللہ پر کیا حق ہے؟“ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔“

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کئی ایک طرق سے بھی مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، صحيح الترمذي: ٢١٣١، اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٥٤٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٨٥٦، صحيح مسلم: ٣٠، سنن ابن ماجه: ٤٢٩٦، سنن النسائی فی الکبری: ٥٨٧٧، مسند احمد: ٢١٩٩١، صحيح ابن حبان: ٢١٠ و ٣٦٢

فوائد الحدیث: ۱۔ پہلے بندے اپنے ذمہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کریں کہ خالص اس کی قولی، فعلی، مالی عبادت کریں اس کی ذات، صفات اور حقوق میں کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنا حق ادا کرتے ہوئے اپنے موحد بندوں کو بخش دے گا۔

۲۔ اگر ہم اپنے فرائض ادا نہیں کرتے تو ہمیں اپنے حقوق ملنے کی توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ (البقرہ:۴۰)

۳۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ جس شخص نے شرک کیا اور پھر شرک کی حالت میں ہی بغیر توبہ کے مر گیا اس کی بخشش نہیں ہوگی وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں ہی جلے سڑے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ (المائدہ:۷۲)

”بے شک جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنّت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔“

2644: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ وَالْأَعْمَشِ كُلُّهُمْ سَمِعُوا زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَتَانِي جِبْرِيلُ فَبَشَّرَنِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)). قُلْتُ وَإِنْ

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبریل (علیہ السلام) میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھے بشارت دی کہ جو شخص اس حال میں فوت ہو کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنتی ہے۔“ میں نے عرض کیا: خواہ وہ زنا کرے اور خواہ وہ چوری کرے؟ آپ ﷺ نے

زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ ((نَعَمْ)).
فرمایا: "ہاں"۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ.
اور اس باب میں سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) متفق عليه، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٨٢٦، صحيح الترمذي: ٢١٣٢

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١٢٣٧، صحيح مسلم: ٩٤ و ص: ٦٨٧، ٣٢، عمل اليوم والليلة للنسائی: ١١١٨۔ ١١٢٣، مسند احمد: ٢١٣٤٧ و ٢١٤٣٤، صحيح ابن حبان: ١٦٩ و ٣٣٢٦

فوائد الحدیث: ۱۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کریں گے اگر ان سے ہو گیا تو وہ مرنے سے پہلے پہلے توبہ کر کے عقیدہ توحید پر زندگی گزاریں گے اللہ تعالیٰ انہیں ضرور جنّت میں داخل فرمائے گا۔

۲۔ اگر موحدین سے چوری اور زنا جیسا سنگین جرم بھی ہو گیا، تو۔

۱۔ یا تو انہیں دنیا میں سزا دی جائے گی کہ حد قائم ہو گی۔ اگر بچ گئے تو۔

۲۔ اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو معاف فرما دیں گے۔

۳۔ اگر معافی نہ ہوئی تو جہنم میں سزا بھگتنے کے بعد آخر کار جنّت میں داخل ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم ہر قسم کے گناہ سے بچیں خصوصاً شرک کے تو قریب تک بھی نہ جائیں۔ اگر خدانخواستہ بشری تقاضے سے کوئی غلطی ہو ہی جائے تو فوراً معافی مانگ کر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی جائے۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله

39

أَبْوَابُ الْعِلْمِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی علم کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا فَقَّهَهُ فِي الدِّينِ

جب اللہ کسی بندے کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے

2645: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ جس سے خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کے بارے میں سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَمُعَاوِيَةَ

اور اس باب میں سیّدنا عمر، ابوہریرہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٣٣، سلسلة الصحيحة: ١١٩٤، اخرجه الدامري: ٢٣١، البغوي: ١٣٢

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٧٩٠

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ ۔ (آل عمران:۱۹) اور اسلام صرف اور صرف قرآن و حدیث کی تعلیمات کا نام ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی چیز دین ہو سکتی ہے اور نہ ہی اسلام، اسی دین اسلام میں اللہ تعالیٰ نے خیر رکھی ہے اس کے علاوہ کہیں سے بھی انسان کو بھلائی حاصل نہیں ہو سکتی۔

۲۔ قرآن و حدیث کے فہم اور تفقہ میں ہی خیر اور بھلائی ہے۔ آراء الرجال وغیرہ میں نہیں۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ طَلَبِ الْعِلْمِ

علم حاصل کرنے کی فضیلت

2646: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی راہ پر علم حاصل کرنے کے لیے چلتا ہے تو اللہ اس کے لیے جنّت کی طرف راہ آسان فرما دیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث رقم ۱۴۲۵۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦٩٩، سنن ابو داود: ٣٦٤٣، سنن ابن ماجه: ٢٢٥، مسند احمد : ٨٣١٦، ابن حبان: ٨٣

فوائد الحدیث: ۱۔ علم سے مراد قرآن وحدیث کا علم ہے جس کی یہ فضیلت ہے کہ اس کے حصول کے لیے نکلنے والا شخص جنّت کے راستے پر چل رہا ہوتا ہے کیونکہ جنّت کا حصول تو قرآن وحدیث پر عمل کرنے سے ہے اس پر عمل اسی وقت ہوگا جب آدمی کو ان کی تعلیمات کا علم ہوگا۔

۲۔ قرآن وحدیث کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب کے سب فنون ہیں جنہیں انسان صرف اپنی دنیاوی معیشت اور گزران کے لیے سیکھتا ہے۔ جبکہ قرآن وحدیث کا علم، عمل کرنے کے لیے حاصل کیا جاتا ہے۔

2647: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْعَتَكِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى يَرْجِعَ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو طلب علم کے لیے نکلتا ہے وہ واپس آنے تک اللہ کی راہ میں ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ان میں سے بعض نے اسے روایت کیا ہے اور اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٢٢٠، سلسلة الضعيفة: ٢٠٣٧، الروض : ١٠٩، خالد ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الصغير للطبرانی: ٣٨٠، حلية الاولياء: ١٠/٢٩٠

فوائد الحدیث: قرآن وحدیث کا علم سیکھنے کے لیے نکلنے والا طالب علم گھر واپس آنے تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہوتا ہے۔ اس لیے فی سبیل اللہ والے سارے احکام اس پر لاگو ہوتے ہیں۔

2648: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُعَلَّى حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي دَاوُدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ

سیّدنا سخبرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے علم حاصل کیا وہ اس کے سابقہ گناہوں کا

بْنِ سَخْبَرَةَ عَنْ سَخْبَرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ ((مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى)).

کفارہ بن جاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفُ الإِسْنَادِ. أَبُو دَاوُدَ يُضَعَّفُ وَلَا نَعْرِفُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ سَخْبَرَةَ كَبِيرَ شَيْءٍ وَلَا لأَبِيهِ وَاسْمُ أَبِي دَاوُدَ نُفَيْعٌ الأَعْمَى تَكَلَّمَ فِيهِ قَتَادَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ضعیف الاسناد ہے۔ ابو داؤد کو حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ عبداللہ بن سخبرہ اور اس کے والد کے حوالے سے کوئی بڑی چیز معلوم نہیں۔ ابو داؤد کا نفیع الاعمیٰ ہے۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور کئی ایک اہل علم نے اس پر کلام کیا ہے۔

حکم الحدیث: (موضوع) تخريج المشكاة: ٢٢١، سلسلة الضعيفة: ٥٠١٧، ضعيف الترمذي: ٤٩٥

تخریج الحدیث: سنن دارمی: ٥٦١، معجم الكبير للطبرانی: ٦٦١٥ و ٦٦١٦

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن دینی طالب علم کی فضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے، جب وہ جنّت کے راستے پر چل رہا ہے تو لامحالہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بھی معاف فرمادیں گے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي كِتْمَانِ الْعِلْمِ

کتمان علم

2649: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ قُرَيْشٍ الْيَامِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ زَاذَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس سے علم کے متعلق پوچھا گیا وہ اسے جانتا بھی ہو اور پھر بھی اسے چھپائے تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

اور اس باب میں سیّدنا جابر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٣٥، اخرجه الحاكم: ١/١٠١، ابن ابي شيبةپ ٩/٥٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٦٥٨، سنن ابن ماجه: ٢٦١ و ٢٦٦، مسند احمد: ٧٥٧١، صحيح ابن حبان: ٩٥

فوائد الحدیث: ا۔ علم حاصل کرنے کے بعد اسے دوسروں تک پہنچانا بھی صاحب علم کی ذمہ داری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بلغوا عنی ولو آیة (بخاری ۱/۴۹۱)

لہٰذا ضرورت کے وقت مسئلہ بیان کرنا چاہئے کسی دنیاوی مفاد، ذاتی لالچ، حسد یا بخل اور کنجوسی کی وجہ سے جو شخص حق بات کو چھپاتا ہے اسے یہ سزا دی جائیگی کہ قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ استغفر اللہ اعاذنا اللہ منہ

۲۔ اس علم سے مراد شرعی احکام اور اوامر و نواہی کا علم ہے ورنہ ہر قسم کے علوم تمام تر جزئیات کے ساتھ مراد نہیں۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاسْتِيصَاءِ بِمَنْ يَطْلُبُ الْعِلْمَ

علم حاصل کرنے والے سے اچھا سلوک کرنا

2650: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَبَا سَعِيدٍ فَيَقُولُ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَإِنَّ رِجَالاً يَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ فَإِذَا أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا)).

ابو ہارون العبدی نے بیان کیا کہ ہم ابو سعید رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے تو وہ فرماتے: رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق خوش آمدید، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگ تمہارے پیچھے آنے والے ہیں'' زمین کے اطراف سے لوگ تمہارے پاس آتے ہیں وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرتے ہیں، پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان سے اچھا سلوک کرو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ كَانَ شُعْبَةُ يُضَعِّفُ أَبَا هَارُونَ الْعَبْدِيَّ. قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مَا زَالَ ابْنُ عَوْنٍ يَرْوِي عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ حَتَّى مَاتَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو هَارُونَ اسْمُهُ عُمَارَةُ بْنُ جُوَيْنٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علی نے کہا کہ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ امام شعبہ ابو ہارون عبدی کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ یحییٰ بن سعید نے کہ ابن عون، ابو ہارون عبدی سے روایت کرتے رہے حتیٰ کہ وہ وفات پا گئے۔ ابو ہارون کا نام عمارہ بن جوین ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٤٩٦، اخرجه ابن عدي في الكامل: ١٧٣٣/٥، ابوہارون متروک ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٤٧ و ٢٤٩، مستدرک حاكم: ٢٧٦/١

فوائد الحدیث: ا۔ دینی طالب علم اس لحاظ سے بھی خوش نصیب ہیں کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ اس وصیت کے اولین مخاطب چار قسم کے لوگ ہیں:

ا۔ **اساتذہ کرام:** انہیں چاہئے کہ طلبہ کے ساتھ شفقت و محبت اور الفت و پیار والا رویہ رکھیں اور ان کو دینی علوم سے صحیح طور پر بہرہ ور کریں، ان کا وقت ضائع نہ کریں۔ ان کے متعلق یہ تڑپ اور خواہش رکھیں کہ یہ دینی علوم کے پختہ اور ثقہ علماء بنیں تاکہ دین اسلام کی نشر و اشاعت اور غلبے کا باعث ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی صدقہ جاریہ ہوں۔ یعنی محض ڈیوٹی سمجھ کر نہیں بلکہ پورے خلوص و ہمدردی کے ساتھ انہیں تعلیم دیں۔

۲۔ **انتظامیہ:** دینی مدارس کے اصحاب انتظام کو چاہئے کہ وہ ان طلبہ کے لیے بہتر سے بہتر انتظامات کریں اور انہیں زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچائیں۔ ان کی ضروریات کا ہر طرح سے لحاظ رکھیں۔ محض ان کے نام پر چندے بٹور کر اپنی جائیدادیں نہ بنائیں کہ آئندہ نسلیں موج کریں گی۔ اور طلبہ کو صرف فضائل سنا کر یا سنوا کر گزارہ کریں

۳۔ **طلبہ:** یہ وصیت تمام طلبہ کے لیے بھی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے خیر خواہی کریں کسی کی دل آزاری نہ کریں کہ وہ تعلیم ہی چھوڑ جائے اس کا کوئی مالی نقصان نہ کریں خصوصاً بڑی کلاسوں کے طلبہ چھوٹے اور نئے آنے والے طلبہ کی ہر لحاظ سے حوصلہ افزائی کریں اور ان کا تعلیم میں دل لگائیں۔

۴۔ **عوام الناس:** عام لوگوں کو بھی طلبہ کی عزت اور احترام کرنا چاہئے بھلے سے کوئی مالی مدد نہ کریں لیکن ان سے اچھا سلوک کریں ان سے نفرت نہ کریں، انہیں غریب اور مسکین سمجھ کر ان کی تحقیر نہ کریں۔ اور ان کو کسی بھی موقعہ پر ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں کہ یہ اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین سیکھنے کے لیے پردیس میں آئے ہوئے ہیں۔

2651: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَأْتِيكُمْ رِجَالٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَتَعَلَّمُونَ، فَإِذَا جَاءُوكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ مشرق کی طرف سے علم حاصل کرنے تمہارے پاس آئیں گے پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان سے اچھا سلوک کرنا۔“

قَالَ فَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ إِذَا رَآنَا قَالَ: مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

راوی نے بیان کیا: ابو سعید رضی اللہ عنہ جب ہمیں دیکھتے تو فرماتے: رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق خوش آمدید۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي هَارُونَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف ابو ہارون العبدی کے حوالے سے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) دیکھیں گزشتہ حدیث۔ ابو ہارون العبدی متروک ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٤٧ و ٢٤٩، مستدرک حاکم: ١/٢٧٦.

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۲۶۵۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي ذَهَابِ الْعِلْمِ

علم کا ختم ہو جانا

2652: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا)).

سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ علم کو یک بارگی لوگوں سے چھین کر ختم نہیں کرے گا، لیکن وہ اسے علماء کو ختم کر کے ختم کرے گا، حتیٰ کہ جب وہ کسی عالم کو نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہل قسم کے لوگوں کو راہنما بنالیں گے، ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ علم کے بغیر ہی فتوی دیں گے، پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَزِيَادِ بْنِ لَبِيدٍ.

اس باب میں سیّدہ عائشہ اور زیاد بن لبید رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح۔ زہری نے اس حدیث کو عروہ عن عبد اللہ بن عمرو اور عن عروہ عن عائشہ کی

وَعَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ هَذَا. سند سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، اخرجه الطيالسي: ٢٢٩٢، والحميدي: ٥٨١، وابن ابي شيبة: ١٧٧/١٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٠٠، صحيح مسلم: ٢٦٧٣، سنن ابن ماجه: ٥٢، سنن النسائی فی الکبری: ٥٩٠٧، مسند احمد : ٦٥١١، صحيح ابن حبان: ٤٥٧١

فوائد الحدیث: ا۔ دینی علوم کے ماہر اور ثقہ عُلماء فوت ہو جائیں گے تو لوگ کم علم اور جاہل قسم کے لوگوں کو اپنے لیڈر اور مقتدیٰ بنالیں گے جو اپنی جہالت کی بنا پر اپنی رائے قیاس اور عقل سے ہی فتوے جاری کریں گے جس کی وجہ سے گمراہی عام ہو جائے گی اور لوگ ہدایت سے دور ہو جائیں گے۔

آج معاشرے میں ہندوانہ رسوم ورواج اور عقل پرستی کو جو شریعت کے نام پر پروان چڑھایا جارہا ہے یہ اسی جہالت کا نتیجہ ہے جو قرآن وحدیث سے دوری کی وجہ سے دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔

۲۔ عوام الناس کو بھی چاہئے کہ وہ پیش آمدہ مسئلہ ہمیشہ ان عُلماء سے پوچھیں جو قرآن وحدیث کی دلیل سے ان کو جواب دیں تاکہ وہ گمراہی سے بچ سکیں۔

2653: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَشَخَصَ بِبَصَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ ((هَذَا أَوَانُ يُخْتَلَسُ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ حَتَّى لَا يَقْدِرُوا مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ)).

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی، پھر فرمایا: ”یہ ایک ایسا وقت ہے کہ اس میں لوگوں سے علم چھین لیا جائے گا حتیٰ کہ وہ اس میں سے کسی چیز پر قادر نہیں ہوں گے۔“

فَقَالَ زِيَادُ بْنُ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ: كَيْفَ يُخْتَلَسُ مِنَّا وَقَدْ قَرَأْنَا الْقُرْآنَ فَوَاللهِ لَنَقْرَأَنَّهُ، وَلَنُقْرِئَنَّهُ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا. فَقَالَ ((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا زِيَادُ إِنْ كُنْتُ لَأَعُدُّكَ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَذِهِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ عِنْدَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى فَمَاذَا تُغْنِي عَنْهُمْ)).

زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہم سے کس طرح علم چھین لیا جائے گا، جبکہ ہم نے قرآن پڑھ رکھا ہے اور اللہ کی قسم! ہم اسے پڑھتے رہیں گے، اور ہم اسے اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بھی پڑھائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”زیاد! تمہاری ماں تمہیں گم پائے! میں تو تمہیں فقہاء مدینہ میں سے شمار کرتا تھا، یہ جو یہود ونصاریٰ کے پاس تورات وانجیل ہے وہ ان کے کس کام آتی ہے؟“

قَالَ جُبَيْرٌ فَلَقِيتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قُلْتُ: أَلَا تَسْمَعُ إِلَى مَا يَقُولُ أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ صَدَقَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِنْ شِئْتَ لَأُحَدِّثَنَّكَ بِأَوَّلِ عِلْمٍ يُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ الْخُشُوعُ يُوشِكُ أَنْ تَدْخُلَ

جبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے کہا: تمہارے بھائی ابو درداء جو کہتے ہیں تم اسے کیوں نہیں سنتے؟ میں نے انہیں وہ بتایا جو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا تھا، انہوں نے کہا: ابو درداء نے ٹھیک کہا ہے اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادیتا

مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَلَا تَرَى فِيهِ رَجُلاً خَاشِعًا.

ہوں کہ لوگوں سے علم کے حوالے سے سب سے پہلی چیز جو اٹھائی جائے گی وہ اللہ سے ڈرنا ہے، ممکن ہے کہ تم جامع مسجد میں جاؤ اور وہاں خشوع والا کوئی ایک شخص بھی نہ پاؤ۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَمُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَكَلَّمَ فِيهِ غَيْرَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ نَحْوُ هَذَا. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ معاویہ بن صالح محدثین کے ہاں ثقہ ہیں اور یحییٰ بن سعید قطان کے علاوہ کسی ایک نے ان پر جرح نہیں کی۔ معاویہ بن صالح سے اسی مانند روایت کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر عن ابیہ عن عوف بن مالک کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخريج اقتضاء العلم العمل: ٨٩، اخرجه الدارمي: ٢٩٤

تخریج الحدیث: شرح مشكل الآثار: ٣٠٤، مستدرک حاكم: ١/٩٩، المدخل للبيهقي: ٨٥٤

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم، معلومات کا نام نہیں بلکہ اس پر عمل کرنے کا نام ہے۔ کہ جب آدمی قرآن وحدیث پر عمل کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے ڈرے گا۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اس کی سزا کیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:٢٨) "بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علم والے ہی ڈرتے ہیں۔" اس سے معلوم ہوا کہ عالم وہی ہے جس کے اندر اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف ہو، نا تو وہ خود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے اور نا ہی وہ دوسروں کو قرآن و حدیث کے خلاف آراء الرجال کے مطابق فتویٰ دے کر انہیں گمراہ کرتا ہے۔

۲۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بھی یہی ارشاد فرمایا کہ علم کے اُٹھ جانے اور جہالت کے پھیلنے کا سبب اللہ تعالیٰ کا ڈر نہ ہونا ہے۔ جب مساجد میں لوگوں کی یہ حالت ہوگی تو پھر بازار اور مارکیٹوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہاں کس حد تک ابتری ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَطْلُبُ بِعِلْمِهِ الدُّنْيَا

وہ شخص جو اپنے علم سے دنیا حاصل کرتا ہے

2654: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ)).

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص علماء سے مناظرہ کرنے، نادانوں سے تکرار کرنے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے علم حاصل کرتا ہے تو اللہ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے

هَذَا الْوَجْهِ. وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ عِنْدَهُمْ تُكُلِّمَ فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ محدثین کے نزدیک اس قدر قوی نہیں، اس کے حفظ کے حوالے سے اس پر جرح کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكاة: ٢٢٣-٢٢٥، التعليق الرغيب: ١/٦٨، بعض نے اسے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٦٦٤، سنن ابن ماجه: ٢٦٠،٢٥٩،٢٥٨،٢٥٤،٢٥٣،٢٥٢، مسند احمد : ٨٤٥٧، صحيح ابن حبان: ٧٨،٧٧

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔ انما الاعمال بالنیات (بخاری) جو شخص تو علم حاصل کرتا ہے اس لیے کہ اس پر خود بھی عمل کرے گا، دوسرے لوگوں تک بھی اس کو پہنچائے گا تاکہ اس کی اپنی آخرت بھی سنور جائے اور دوسرے لوگ بھی کامیابیاں سمیٹ لیں اسے تو اللہ تعالیٰ وہ اجر عطا فرمائے گا جس کی اہل علم کو نوید سنائی گئی ہے۔

لیکن جس شخص نے علم حاصل کیا دنیا کا مال و دولت، عزت و جاہ یا شہرت حاصل کرنے کے لیے یہ چیزیں تو اسے دنیا میں ملتی ہیں یا نہیں اس کی کوئی ضمانت نہیں لیکن آخرت میں وہ نا صرف کہ اجر و ثواب سے محروم ہو جائے گا۔ بلکہ جہنم کا ایندھن بھی بنے گا۔ اعاذنا اللہ منه

2655: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ الْهُنَائِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَيُّوبَ السِّخْتِيَانِيِّ عَنْ خَالِدِ بْنِ دُرَيْكٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا لِغَيْرِ اللهِ أَوْ أَرَادَ بِهِ غَيْرَ اللهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غیر اللہ کے لیے علم حاصل کیا یا اس سے غیر اللہ کا ارادہ کیا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَيُّوبَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم ایوب کی حدیث کے حوالے سے اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٥٤، ضعيف الترمذي: ٤٩٨، اخرجه ابن عدي في الكامل: ١٨٢٧/٥

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٥٨، سنن النسائي في الكبرى: ٥٨٧٩

فوائد الحدیث: فوائد کے لئے حدیث نمبر ۲۶۵۴ ملاحظہ فرمائیں۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى تَبْلِيغِ السَّمَاعِ

تبلیغ سماع پر ترغیب

2656: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ مِنْ وَلَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ

ابان بن عثمان نے بیان کیا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت مروان کے پاس سے نکلے تو ہم نے کہا: وہ اس وقت کس چیز کے متعلق پوچھنے کے لیے اس کے پاس گئے ہوں گے، پس

أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ نِصْفَ النَّهَارِ قُلْنَا مَا بَعَثَ إِلَيْهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِشَيْءٍ سَأَلَهُ عَنْهُ، فَقُمْنَا فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ: نَعَمْ، سَأَلَنَا عَنْ أَشْيَاءَ سَمِعْنَاهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ)).

ہم کھڑے ہوئے اور ان سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: ہاں، اس نے ہم سے کئی چیزوں کے متعلق پوچھا جنہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ اس شخص کے چہرے کو تر و تازہ (خوش و خرم) رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی اسے محفوظ رکھا حتیٰ کہ وہ اسے کسی اور کو پہنچا دے، بسا اوقات حامل فقہ کسی ایسے تک پہنچا دیتا ہے جو اس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے، اور بسا اوقات حامل فقہ خود فقیہ نہیں ہوتا۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَنَسٍ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، جبیر بن مطعم، ابو درداء اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٣٩، سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٤٠٤، اخرجه الدارمي: ٢٣٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٦٦٠، سنن ابن ماجه: ٢٣٠، مسند احمد: ٢١٥٩٠، صحيح ابن حبان: ٦٧ و ٦٨٠

فوائد الحدیث: ۱۔ حدیث رسول اللہ ﷺ کا علم حاصل کرنا (وہ پڑھ کر حاصل کیا جائے یا اپنے استاد سے سن کر) اسے یاد کرنا اور پھر دوسرے لوگوں کو آگے سنانا، سکھانا اور بتانا اس قدر عظیم، اجر و ثواب اور سعادت والا عمل ہے کہ خود سید کائنات سیّدنا محمد ﷺ نے اس شخص کے لیے ہمیشہ تر و تازہ، خوش و خرم رہنے کی دعا فرمائی ہے۔ دنیا جہان کی کوئی شیلڈ، تمغہ اور اعزاز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آج اگر ہم چاہتے کہ ہم اس دعا کے مصداق ہوں اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی یہ دعا ہمارے حق میں قبول ہو تو پھر ہمیں اقوال الناس اور آراء الرجال پر سر دھننے اور اپنی صلاحیتوں کو صرف کرنے کی بجائے حدیث نبوی پڑھنی چاہئے اور سمجھنی چاہئے۔ علاوہ ازیں یاد کرنی اور خود بھی اس پر عمل کرتے ہوئے دوسروں تک پہنچانی چاہئے۔ اللھم اجعلنا منھم

۲۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کے لیے کھلا ہے اور تقلید کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ شاگرد اپنے استاد سے یا بعد والے پہلے لوگوں سے زیادہ فقاہت، اور اجتہادی قوت والے ہوں، لہٰذا ہر دور میں حدیث رسول ﷺ کی تعلیم کا ہی اہتمام کرنا چاہئے اور ہر دور میں پیش آمدہ مسائل کا حل بھی انہی میں سے تلاش کرنا چاہئے۔

2657: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ اس شخص کے چہرے کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی چیز سنی اور اسے ویسے ہی آگے پہنچایا جیسے اسے سنا تھا، بسا اوقات جسے بات پہنچائی جائے وہ سننے والے سے زیادہ حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عبدالملک بن عمیر نے اسے عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٤٠، اخرجه الحميدي: ٨٨، البغوي: ١١٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٣٢، مسند احمد : ٤١٥٧، صحيح ابن حبان: ٦٦

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو بغیر کسی کمی، بیشی اور تحریف و تاویل کے آپ ﷺ کی امت تک پہنچانا چاہئے انہیں توڑ مروڑ کر، تحریف اور تبدیلی کر کے یا تاویلات باطلہ کے ذریعے اپنے مذہب اور فرقے کے تابع کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ جیسا کہ مفتی محمد شفی حنفی دیوبندی اپنے شاگردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "آپ بے شک حنفی رہیں لیکن احادیث کو بتکلف "حنفی" بنانے سے گریز کریں"۔ (تکملہ فتح الملہم ۱/۷، از مولانا محمد تقی عثمانی)

2658: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا وَحَفِظَهَا وَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ. ثَلَاثٌ لَا يُغَلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَمُنَاصَحَةُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ فَإِنَّ الدَّعْوَةَ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اس شخص کے چہرے کو تر و تازہ رکھے جس نے میرے فرامین سنے، ان کو یاد کیا اور حفاظت کی، نیز انہیں آگے پہنچایا، بسا اوقات حامل فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ تک پہنچا دیتا ہے۔ تین چیزیں ہیں جن پر کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا: اللہ کے لیے اخلاص عمل، مسلمانوں کے ائمہ و حکمرانوں کے ساتھ خیر خواہی اور ان کی جماعت کے ساتھ لزوم، کیونکہ دعا ان کے پاس پشت سے احاطہ کرتی ہے۔"

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٤٠٤، مزید دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: المسند للشافعي: ١/١٦ الرسالة: ١١٠٢، شرح السنة: ١١٢

فوائد الحدیث: ۱۔ کوئی بھی مومن مسلمان۔ جب بھی کوئی عمل کرتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہی کرتا ہے۔ اس میں ریاکاری، یا دنیاوی مفاد کا حصول نہیں ہوتا۔

۲۔ مسلمان ہمیشہ اپنے مسلمان حکمرانوں اور امراء کا خیر خواہ ہوتا ہے۔

۳۔ مسلمان ہمیشہ اپنی جماعت سے وابستہ رہتا ہے کسی قسم کا فتنہ، فساد، گروہ بندی اور تفرقہ بازی نہیں کرتا۔ (جماعت سے مراد سیاسی پارٹیاں یا تنظیمیں نہیں بلکہ مسلمانوں کی وہ جماعت مراد ہے جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا یزال طائفة من امتی منصورین علی الحق کہ وہ دور نبوت سے قیامت تک روئے زمین پر باقی رہے گی ان کا دشمن ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور اس کی نشانی یہ بتائی کہ ما انا علیه و اصحابی کا عملی نمونہ ہوں گے۔

۴۔ جس شخص میں یہ تین وصف ہوں گے (عمل میں اخلاص، حکمرانوں سے خیر خواہی، جماعت سے وابستگی) اس کے دل میں کسی دوسرے کے بارے کبھی کوئی حسد، کینہ اور بغض و خیانت نہیں ہوگی۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْظِيمِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کی سنگینی

2659: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عمداً مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''

حکم الحدیث: (صحيح متواتر) اخرجه ابو يعلى: ٥٢٥١، صحيح الترمذي: ٢١٤١

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٣٨١٤، سنن ابو داود: ٣٤٨٤، مسند احمد : ١٩٩٠٨، صحیح بخاری: ٥٧٠٥

2660: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ ابْنُ بِنْتِ السُّدِّيِّ حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ يَلِجُ فِي النَّارِ)).

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر جھوٹ نہ بولو کیونکہ مجھ پر جھوٹ باندھنے والا جہنم میں جائے گا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَمُعَاوِيَةَ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي مُوسَى الْغَافِقِيِّ وَأَبِي أُمَامَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَالْمُنْقَعِ وَأَوْسٍ الثَّقَفِيِّ.

اس باب میں سیّدنا ابوبکر، عمر، عثمان، زبیر، سعید بن زید، عبداللہ بن عمرو، انس، جابر، ابن عباس، ابو سعید، عمرو بن عبسہ، عقبہ بن عامر، معاویہ، بریدہ، ابو موسیٰ غافقی، ابو امامہ، عبداللہ بن عمر، منقع اور اوس ثقفی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ أَثْبَتُ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ عبدالرحمن بن مہدی نے بیان کیا کہ منصور بن معتمر اہل کوفہ کا اثبت شخص ہے۔

وَقَالَ وَكِيعٌ لَمْ يَكْذِبْ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ فِي الْإِسْلَامِ كِذْبَةً

اور وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ربعی بن حراش نے اسلام میں کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٠٧، ابن ابي شيبة: ٧٦١/٨، البزار: ٩٠٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٠٦، صحیح مسلم: ١، سنن ابن ماجه: ٣١، مسند احمد : ٥٨٤ و ٦٢٩

2661: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا تو وہ اپنا گھر جہنم میں

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتَهُ مِنَ النَّارِ)).

بنالے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے زہری عن انس کی روایت سے۔ اور یہ حدیث دیگر طرق سے انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح متواتر) متفق علیه، اخرجه ابن ابي شيبة: ٧٦٣/٨، الدارمي: ٢٤٢، الطبراني في الاوسط: ٥٤٥٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۰۸، صحیح مسلم: ۲، سنن ابن ماجه: ۳۲، سنن النسائی فی الکبری: ۵۹۱۳ و ۵۹۱۴، مسند احمد: ۱۱۹۴۲ و ۱۳۳۳۲، صحیح ابن حبان: ۳۱

فوائد الحدیث: ا۔ جھوٹ بولنا تو کسی کے لیے کسی بھی حیثیت میں جائز نہیں بلکہ بہت بڑا جرم، گناہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا سبب ہے لیکن اگر یہ جھوٹ امام الانبیاء سیّدنا محمد ﷺ کی نسبت سے بولا جائے تو اس کی سنگینی اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے کوئی بات کرنا شریعت کہلاتی ہے جو کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی وحی سے بیان کرتے ہیں۔ تو کسی مسئلے یا بات کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرنا گویا شریعت سازی کی جرأت کرنا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ایسا شخص جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"۔

۲۔ جو لوگ اپنے فرقے یا امام کی عظمت میں یا اپنے کسی مسئلے کی خاطر احادیث گھڑ لیتے ہیں انہیں توبہ کرتے ہوئے اپنی ان حرکتوں سے باز آجانا چاہیے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ رَوَى حَدِيثًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ

جو شخص کوئی حدیث بیان کرے جبکہ وہ سمجھتا ہو کہ وہ کذب ہے

2662: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ)).

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے مجھ سے کوئی حدیث بیان کی جبکہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ کذب ہے تو وہ (بیان کرنے والا) بھی جھوٹوں میں سے ایک ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَسَمُرَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا علی بن ابی طالب اور سمرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا الْحَدِيثَ وَرَوَى الْأَعْمَشُ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور شعبہ نے یہ حدیث عن الحکم عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن سمرۃ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ نیز اعمش اور

الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَأَنَّ حَدِيثَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ سَمُرَةَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَصَحُّ.

ابن ابی لیلی نے عن الحکم عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن علی کی سند سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے، گویا کہ عبدالرحمن بن ابی لیلی کی سمرہ سے بیان کردہ حدیث اہل الحدیث / محدثین کے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ سَأَلْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ ((مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ)). قُلْتُ لَهُ مَنْ رَوَى حَدِيثًا وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ إِسْنَادَهُ خَطَأٌ أَيَخَافُ أَنْ يَكُونَ قَدْ دَخَلَ فِي حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ إِذَا رَوَى النَّاسُ حَدِيثًا مُرْسَلاً فَأَسْنَدَهُ بَعْضُهُمْ أَوْ قَلَبَ إِسْنَادَهُ يَكُونُ قَدْ دَخَلَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ. فَقَالَ لَا إِنَّمَا مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ إِذَا رَوَى الرَّجُلُ حَدِيثًا وَلَا يُعْرَفُ لِذَلِكَ الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَصْلٌ فَحَدَّثَ بِهِ فَأَخَافُ أَنْ يَكُونَ قَدْ دَخَلَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

عبداللہ بن عبدالرحمن ابو محمد سے نبی ﷺ کی اس مذکورہ بالا حدیث کے متعلق میں نے پوچھا کہ کیا اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے کوئی حدیث روایت کی جبکہ وہ جانتا ہو کہ اس کی اسناد خطا ہے تو کیا اس بات کا اندیشہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی اس حدیث کے زمرے میں آتا ہو، یا جب لوگ کسی حدیث کو مرسل روایت کریں، تو کوئی اسے مسند روایت کر دے یا اس کی اسناد کو بدل دے تو کیا وہ اس حدیث کی وعید میں شمار ہوگا؟ تو انہوں نے کہا: نہیں، اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ جب آدمی کوئی حدیث روایت کرے اور اس حدیث کی نبی ﷺ سے کوئی اصل معروف نہ ہو اور وہ اس حدیث کو بیان کرے تو مجھے اندیشہ ہے کہ یہ شخص اس حدیث کی وعید میں شامل ہوگا۔

حکم الحدیث: (صحیح) مقدمه الضعيفة: ١٢/١، اخرجه الطبراني في الكبير: ٢٠ و ١٠٢١-١٠٢٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم فى المقدمة: ١/ص:٩، سنن ابن ماجه: ٤١، مسند احمد : ١٨١٨٤

فوائد الحدیث: ۱۔ کسی بھی موضوع (من گھڑت) حدیث کو اس کی صراحت کے بغیر آگے بیان کر دینا بہت بڑا جرم ہے یعنی جس طرح حدیث گھڑنا جرم ہے اور اس کی سزا جہنم ہے اس کو بیان کرنے والا بھی مجرم ہے کہ وہ بھی جھوٹ بول رہا ہے۔

۲۔ خطباء حضرات اور واعظین کو خصوصاً اس میں احتیاط کرنی چاہئے کہ وہ کوئی ایسا واقعہ جو بڑا دلچسپ ہوتا ہے اپنی تقریر کو موثر بنانے کے لیے اور لوگوں سے داد وصول کرنے کے لیے بیان کر دیتے ہیں کیونکہ پھر سننے والے عوام الناس بھی اس پر یقین کریں گے اور آگے دوسروں کو بیان کریں گے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے جھوٹ بولنے والے کتنی کثیر تعداد میں ہو جائیں گے۔

10- بَابُ مَا نُهِيَ عَنْهُ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کی حدیث پیش کی جائے تو "کہا گیا" نہیں کہنا چاہیے

2663: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَسَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَغَيْرُهُ رَفَعَهُ قَالَ ((لَا أُلْفِيَنَّ

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تم میں سے کسی کو اپنے صوفے پر ٹیک لگائے ہوئے نہ پاؤں کہ اس کے پاس میرے اوامر یا نواہی میں سے کوئی حکم

أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ أَمْرٌ مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللهِ اتَّبَعْنَاهُ)).

آئے تو وہ کہے: میں نہیں جانتا، ہم نے اللہ کی کتاب میں جو پایا ہے بس اس کی اتباع کریں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَسَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَكَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ إِذَا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَلَى الِانْفِرَادِ بَيَّنَ حَدِيثَ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ مِنْ حَدِيثِ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ وَإِذَا جَمَعَهُمَا رَوَى هَكَذَا. وَأَبُو رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ اسْمُهُ أَسْلَمُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ان میں سے بعض نے اسے سفیان عن ابن منکدر کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔ اور سالم ابو نضر عن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابیہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے اور ابن عیینہ جب اس حدیث کو الگ یعنی اکیلے سے بیان کرتے تو وضاحت کرتے کہ محمد بن منکدر کی روایت سالم بن ابی نضر کی روایت سے ہے اور جب ان دونوں کو اکٹھا ذکر کرتے تو اس طرح روایت کرتے۔

ابو رافع نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام کا نام اسلم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٥٥١، الطبراني في الاوسط: ٨٨٣٩، الحاكم: ١/١٠٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٦٠٥، سنن ابن ماجه: ١٣، مسند احمد : ٢٣٨٦١، صحيح ابن حبان: ١٣

فوائد الحدیث: جو شخص قرآن مجید کی آڑ میں حدیث رسول ﷺ کا انکار کرتا ہے کہ یہ خبر واحد ہے یا ظنی ہے وغیرہ وغیرہ تو ایسا کرنا حرام اور جرم ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع اور فرمانبرداری کو بیان فرمایا ہے اگر دین میں حدیث حجت نہیں تو پھر آپ ﷺ کی اطاعت کیسے ہوگی؟

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کو اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: ٢١) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا انکار کرنا اور انہیں دین میں حجت نہ ماننا مسلمان کا طرز عمل نہیں۔

2664: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ جَابِرٍ اللَّخْمِيِّ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَلَا هَلْ عَسَى رَجُلٌ يَبْلُغُهُ الْحَدِيثُ عَنِّي وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى أَرِيكَتِهِ، فَيَقُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللهِ فَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَلَالاً اسْتَحْلَلْنَاهُ وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَرَامًا حَرَّمْنَاهُ وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَمَا حَرَّمَ اللهُ)).

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سنو یہ نہ ہو کہ کسی شخص کو میری طرف سے کوئی حدیث پہنچے جبکہ وہ اپنے صوفے پر تکیہ لگائے ہوئے ہو اور وہ کہے: ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے، پس ہم نے اس میں جس چیز کو حلال پایا ہے ہم نے اسے حلال جانا اور ہم نے اس میں جس چیز کو حرام پایا ہم نے اسے حرام جانا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا کسی چیز کو حرام قرار دینا اللہ کے کسی چیز کو حرام قرار دینے کے مترادف ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس

الْوَجْهِ. طریق سے۔

حکم الحدیث:(صحيح) صحيح الترمذي: ١٤٦، اخرجه الدارقطني: ٢٨٧/٤، والبيهقي: ٧٦/٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٦٠٤ ، سنن ابن ماجه: ١٢، مسند احمد : ١٧١٧٤، و ١٧١٩٤، صحيح ابن حبان: ١٢

فوائد الحدیث: ا۔ جس طرح قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے اسی طرح حدیث رسول ﷺ بھی وحی الٰہی ہے قرآن وحدیث میں اس کی کئی ایک مثالیں موجود اور معروف ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ (النسآء ٦٤)

"ہم نے ہر رسول کو صرف اسی لیے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے"

نیز فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم: ٣-٤)

"اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے"۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا: الا انی اوتیت القران و مثلہ معہ "خبردار بے شک مجھے قرآن دیا گیا اور اس کے مثل اس کے ساتھ" لہٰذا جس طرح قرآن مجید کا انکار کفر ہے اس طرح حدیث رسول ﷺ کا انکار بھی کفر ہے کسی بھی چیز یا کام کے متعلق حلت و حرمت کا حکم قرآن مجید میں بیان ہو یا حدیث نبوی میں ایک جیسی حَیثِیّت ہے۔ حُجّت اور دلیل ہونے کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔

٢۔ حدیث رسول ﷺ کے حصول کے لئے انسان کو محنت، کوشش اور پوری جستجو کرنی چاہئے ایسا نہیں کہ منکرین حدیث کی طرح محنت کرتے نہیں بس عقلی طور پر اعتراض گھڑ کر احادیث کا انکار کر دیتے ہیں حالانکہ انہیں چاہئے تھا کہ احادیث کی اسناد کی چھان پھٹک کر کے جو احادیثِ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو جاتیں ان سے دل و جان سے محبّت بھی کرتے اور ان پر عمل بھی بجالاتے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كِتَابَةِ الْعِلْمِ

کتابت علم کی ممانعت

2665: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ اسْتَأْذَنَّا النَّبِيَّ ﷺ فِي الْكِتَابَةِ فَلَمْ يَأْذَنْ لَنَا.

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے کتابت کے بارے میں نبی ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے ہمیں اجازت نہ دی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ أَيْضًا عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ رَوَاهُ هَمَّامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ.

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث زید بن اسلم سے اس طریق کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے ہمام نے اسے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث:(صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٧٤، اخرجه الدارمي: ٤٥٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٠٠٤، سنن النسائی فی الکبری: ٨٠٠٨، مسند احمد : ١١٠٨٥، صحيح ابن حبان: ٦٤،

سنن ابو داود: ٣٦٤٨

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے ابتداءً احادیث لکھنے سے منع فرمایا تھا تاکہ احادیث، قرانی آیات کیساتھ خلط ملط نہ ہو جائیں۔ بعد میں جب وسائل زیادہ ہو گئے اور لکھنے والوں کی بھی کثرت ہو گئی تو آپ ﷺ نے نا صرف کہ لکھنے کی اجازت دے دی بلکہ بعض احادیث آپ ﷺ نے حکماً بھی لکھوائی ہیں۔

بعض اوقات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی آپ ﷺ سے لکھوا کر دینے کی درخواست کر دیتے تھے کہ یہ مسئلہ مجھے لکھوا دیجئے۔ اس لیے یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اور لکھنے والی احادیث اسکی ناسخ ہیں۔

12- باب مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيهِ

اس (کتابت علم) کے بارے میں رخصت

2666: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْخَلِيلِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَجْلِسُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَسْمَعُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ الْحَدِيثَ فَيُعْجِبُهُ وَلَا يَحْفَظُهُ فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ الْحَدِيثَ فَيُعْجِبُنِي وَلَا أَحْفَظُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اسْتَعِنْ بِيَمِينِكَ)). وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ لِلْخَطِّ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھا کرتا تھا اور وہ نبی ﷺ سے حدیث سنتا تھا، وہ اسے اچھی لگتی تھیں لیکن وہ اسے یاد نہیں ہوتی تھیں، اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی کہ اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ سے حدیث سنتا ہوں تو وہ مجھے اچھی لگتی ہیں لیکن میں انہیں یاد نہیں کر سکتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے دائیں ہاتھ سے مدد حاصل کر۔" اور آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لکھنے کا اشارہ فرمایا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَلِكَ الْقَائِمِ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ الْخَلِيلُ بْنُ مُرَّةَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد اس قدر قوی نہیں۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: خلیل بن مرہ منکر الحدیث ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٤٩٩، سلسلة الصحيحة: ٢٧٦١، اخرجه العقيلي في الضعفاء: ٣/٨٣

تخریج الحدیث: الکامل لابن عدی: ٣/٩٢٨، معجم الاوسط للطبرانی: ٨٠٥، الجامع للخطیب: ١/١٨١

2667: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ فَذَكَرَ الْقِصَّةَ فِي الْحَدِيثِ. قَالَ أَبُو شَاهٍ اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: تو حدیث میں قصہ ذکر کیا۔ ابو شاہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرے لیے لکھوا دیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے فرمایا: "ابو شاہ کے لیے لکھ دو۔"
حدیث میں قصہ ہے۔

وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ مِثْلَ هَذَا.

شیبان نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۴۰۵۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۱۲ و ۲٤۳٤، صحیح مسلم: ۱۳۵۵، سنن ابو داود: ۲۰۱۷ و ۳٦٤۹ و ٤٥۰٥، مسند احمد : ۷۲٤۲، صحیح ابن حبان: ۳۷۱٥

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کو زمانہ نبوت میں ہی لکھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ آپ ﷺ نے اپنے ایک صحابی کی درخواست پر حکم فرمایا کہ اسے یہ حدیث / مسئلہ / واقعہ اور خطبہ لکھ دو۔

۲۔ آپ ﷺ کے اس صحابی کا نام ابو شاہ تھا اور یہ یمن کے علاقے کا رہنے والا تھا۔ پورا واقعہ صحیح بخاری میں موجود ہے، اختصار کے پیش نظر اس کا ترجمہ تحریر کیا جاتا ہے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ خزاعہ کے کسی شخص نے بنو لیث کے کسی آدمی کو اپنے کسی مقتول کے بدلے میں مار دیا تھا، یہ فتح مکہ والے سال کی بات ہے، رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر دی گئی، آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ، اللہ تعالیٰ نے مکہ سے قتل یا ہاتھی کو روک لیا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس لفظ کو شک کے ساتھ سمجھو، ایسا ہی ابو نعیم وغیرہ نے القتل اور الفیل کہا ہے، ان کے علاوہ دوسرے لوگ الفیل کہتے ہیں، (پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) کہ "اللہ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو غالب کر دیا، اور سمجھ لو کہ وہ (مکہ) کسی کے لیے حلال نہیں ہوا نہ مجھ سے پہلے اور نہ (آئندہ) کبھی حلال ہوگا۔ اور میرے لیے بھی صرف دن کے تھوڑے سے حصے کے لیے حلال کر دیا گیا تھا۔

سن لو! کہ وہ اس وقت حرام ہے، نہ اس کا کوئی کانٹا توڑا جائے، نہ اس کے درخت کاٹے جائیں اور اس کی گری پڑی چیز بھی وہی اٹھائے جس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ اس شے کا اعلان کرا دے گا۔ تو اگر کوئی شخص مارا جائے تو (اس کے عزیزوں کو) اختیار ہے دو باتوں کا، یا دیت لیں یا بدلہ۔ اتنے میں ایک یمنی آدمی (ابو شاہ نامی) آیا اور کہنے لگا (یہ مسائل) میرے لیے لکھوا دیجئے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو فلاں کے لیے (یہ مسائل) لکھ دو۔

تو ایک قریشی شخص نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! مگر اذخر (یعنی اذخر کاٹنے کی اجازت دے دیجئے۔) کیونکہ اسے ہم گھروں کی چھتوں پر ڈالتے ہیں (اور مٹی ملا کر) اپنی قبروں میں بھی ڈالتے ہیں۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہاں) مگر اذخر، مگر اذخر۔ (صحیح بخاری ۱/ ۲۲ ترجمہ شیخ الحدیث مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ)

2668: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيهِ وَهُوَ هَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنِّي إِلَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَكُنْتُ لَا أَكْتُبُ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے صرف عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما مجھ سے زیادہ حدیث جاننے والے ہیں کیونکہ وہ لکھا کرتے تھے جبکہ میں لکھا نہیں کرتا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَوَهْبُ بْنُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ وہب بن

مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيهِ هُوَ هَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ.

منبہ جو عن اخیہ سے بیان کرتے ہیں تو ان کے بھائی وہ ہمام بن منبہ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزق: ٢٠٤٨٩، المزي في تهذيب الكمال: ١٦٢/٣١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١١٣، سنن النسائی الکبری: ٥٨٥٣، مسند احمد : ٧٣٨٩، صحیح ابن حبان: ٧١٥٢

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

بنی اسرائیل سے حدیث بیان کرنا

2669: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری طرف سے پہنچا دو خواہ ایک آیت ہی ہو، بنی اسرائیل سے بیان کرو کوئی حرج نہیں۔ اور جس نے عمداً مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

محمد بن بشار نے ہمیں حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا ابو عاصم نے اوزاعی عن حسان بن عطیہ عن ابی کبشہ سلولی عن عبداللہ بن عمرو کی سند سے اسی مانند ہمیں نبی ﷺ سے حدیث بیان کی۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الروض النضير: ٥٨٢، تخريج العلم لابي خيثمة: ٤٥/١١٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٤٦١، مسند احمد : ٦٤٨٦، صحیح ابن حبان: ٦٢٥٦

فوائد الحدیث: ١۔ شریعت محمدیہ کا کوئی ایک مسئلہ بھی کسی کو معلوم ہو تو اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے لوگوں تک اس کو پہنچائے۔

٢۔ بنی اسرائیل کے نصیحت آموز واقعات بیان کیے جاسکتے ہیں، لیکن ایک تو وہ قرآن وحدیث سے منصوص کسی مسئلے کے خلاف نہ ہوں اور دوسرا ان کے متعلق بتادیا جائے کہ یہ اسرائیلی روایت ہے۔

٢۔ موضوع اور من گھڑت روایات بیان نہیں کرنی چاہئیں۔

14- بَابُ مَا جَاءَ الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ

خیر و بھلائی کی راہنمائی کرنے والا خیر و بھلائی کا کام کرنے والے ہی کی طرح ہے

2670: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ شَبِيبِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ آپ ﷺ سے سواری کی درخواست

قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ يَسْتَحْمِلُهُ، فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُ مَا يَتَحَمَّلُهُ فَدَلَّهُ عَلَى آخَرَ فَحَمَلَهُ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ ((إِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ)).

کرتا تھا، تو آپ ﷺ نے اسے دینے کے لیے اپنے پاس کوئی سواری نہ پائی تو آپ ﷺ نے کسی دوسرے کے متعلق راہنمائی فرما دی تو اس نے اسے سواری مہیا کر دی، وہ شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے آپ ﷺ کو بتایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''خیر و بھلائی کے کام کی راہنمائی کرنے والا خیر و بھلائی کے کام کو سرانجام دینے والے کی طرح ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ وَبُرَيْدَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس باب میں ابو مسعود بدری اور بریدہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مروی حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) سلسلة الصحيحة: ١١٦٠، التعليق الرغيب: ١/٧٢

تخریج الحدیث: مسند ابويعلىٰ: ٤٢٩٦

2671: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُبْدِعَ بِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ائْتِ فُلاَنًا)). فَأَتَاهُ فَحَمَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ أَوْ قَالَ عَامِلِهِ)).

سیّدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی سواری طلب کرنے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اس نے عرض کیا: اس کی سواری تھک گئی ہے (چلنے کے قابل نہیں)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فلاں شخص کے پاس جاؤ،'' وہ اس شخص کے پاس گیا تو اس نے اسے سواری دے دی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی خیر پر راہنمائی فرمائی تو اس کے لیے خیر و بھلائی کا کام سرانجام دینے والے ہی کی طرح اجر ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ إِيَاسٍ وَأَبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ اسْمُهُ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو عمرو شیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے اور ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کا نام عقبہ بن عمرو ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَقَالَ ((مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ)). وَلَمْ يَشُكَّ فِيهِ.

حسن بن علی الخلال نے ہمیں حدیث بیان کی انہوں نے کہا عبداللہ بن نمیر نے اعمش عن ابی عمرو شیبانی عن ابی مسعود کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند ہمیں حدیث بیان کی اور انہوں نے: ''مِثْلُ اجرِ فاعله'' کے الفاظ کہے۔ اور انہیں الفاظ میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہوا۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ١٦٦٠، اخرجه ابو نعيم في الحلية: ٦/٢٦٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٨٩٣، سنن ابو داود: ٥١٢٩، مسند احمد: ١٧٠٨٥، ابن حبان: ٢٨٩ و ١٦٦٨

فوائد الحدیث: جو شخص کسی دوسرے کو نیکی کا کوئی کام بتاتا ہے اور اس کے بتانے پر وہ آدمی نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بتانے والے کو بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہی اجر و ثواب سے نوازتے ہیں۔ اس لیے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم دوسروں کو نیکی کے کاموں کی ترغیب دلاتے رہیں تاکہ ہمارے اجر و ثواب اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا رہے۔

2672: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اشْفَعُوا وَلْتُؤْجَرُوا، وَلْيَقْضِ اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ)).

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سفارش کرو اور اجر پاؤ اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَبُرَيْدٌ يُكْنَى أَبَا بُرْدَةَ أَيْضًا وَهُوَ كُوفِيٌّ ثِقَةٌ فِي الْحَدِيثِ رَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ. هُوَ ابْنُ ابِي مُوسَى الأَشْعَرِي

برید کی کنیت ابو بردہ بھی ہے وہ کوفی ہیں اور حدیث میں ثقہ ہیں۔ شعبہ، ثوری اور ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہم نے ان سے روایت کیا ہے اور وہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، سلسلة الصحيحة: ١٤٤٦، صحيح الترمذي: ٢١٥٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٤٣٢، صحيح مسلم: ٢٦٢٧، سنن ابو داود: ٥١٣١ و ٥١٣٣، سنن النسائی: ٧٧/٥-٧٨، مسند احمد: ١٩٥٨٤، صحيح ابن حبان: ٥٣١

فوائد الحدیث: ١۔ جو آدمی کسی کی نیک کام کے سلسلہ میں سفارش کر دیتا ہے اور وہ اس کی سفارش سے کسی کے ساتھ کوئی نیکی کرتا ہے تو اس سفارش کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتے ہیں۔

٢۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ وحی الٰہی ہیں۔

2673: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا وَذَلِكَ لأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَسَنَّ الْقَتْلَ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی ازراہ ظلم قتل ہوتا ہے تو اس کے قتل کا بوجھ ابن آدم (قابیل) پر بھی ہوتا ہے، یہ اس لیے ہے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کا طریقہ جاری کیا تھا۔''

وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ ((سَنَّ الْقَتْلَ)).

عبدالرزاق کی روایت میں (أَسَنَّ الْقَتْلَ) کی بجائے (سَنَّ الْقَتْلَ) کے الفاظ ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الأَعْمَشِ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ قَالَ ((سَنَّ الْقَتْلَ)).

ابن ابی عمر نے ہمیں حدیث بیان کی انہوں نے کہا سفیان بن عیینہ نے اعمش سے اس اسناد سے اسی مانند اسی معنی میں ہمیں حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا ''سَنَّ الْقَتْلَ''۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، اخرجه الحميدي: ١١٨، ابن ابي شيبة: ٣٦٤/٩، البغوي في شرح السنة: ١١١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٣٣٥، صحیح مسلم: ١٦٧٧، سنن ابن ماجه: ٢٦١٦، سنن النسائی: ٨١/٧-٨٢، مسند احمد : ٣٦٣٠، صحیح ابن حبان: ٥٩٨٣

فوائد الحدیث: ا۔ جس طرح نیکی کے کاموں میں کسی کے لئے نیکی کرنے کا سبب بننے والا بھی اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو گناہ میں معاونت یا رغبت دلاتا ہے یا کسی بھی گناہ کے کام کی ابتداء کرتا ہے تو اس کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہونے والے کے لیے سزا اور عذاب بھی ہے۔

جیسا کہ سیّدنا آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے حسد کی بنا پر اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر کے اس جرم کا آغاز کیا۔

۲۔ اس لیے ہمیشہ انسان کو برے کام کے کرنے یا اس میں کسی قسم کی معاونت فراہم کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى فَاتُّبِعَ أَوْ إِلَى ضَلَالَةٍ

جس نے ہدایت یا گمراہی کی طرف دعوت دی اور اس کی اتباع کی گئی

2674: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ يَتَّبِعُهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ يَتَّبِعُهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہدایت کی طرف دعوت دی تو اس کی اتباع کرنے والوں کے اجر کے مثل اسے بھی اجر ملے گا اور یہ ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا، اور جس نے گمراہی کی طرف دعوت دی تو اس پر اس کی اتباع کرنے والوں کے گناہ کے برابر گناہ ملے گا اور یہ ان کے گناہ میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٨٦٥، صحيح الترمذي: ٢١٥٥

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢٦٧٤، سنن ابو داود: ٤٦٠٩، سنن ابن ماجه: ٢٠٦، مسند احمد : ٩١٦٠، صحیح ابن حبان: ١١٢

فوائد الحدیث: ا۔ جو شخص کسی کو نیکی کی تبلیغ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی عمل کرنے والے کے ساتھ اجر و ثواب سے نوازتے ہیں اور عمل کرنیوالے کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں آتی۔

۲۔ جو کسی کو گناہ شرک، بدعت یا اخلاقی جرم وغیرہ کی طرف رغبت دلاتا ہے تو اس کو بھی گناہ ہوگا اور وہ جرم کرنے والے کو بھی گناہ ہوگا اور اس کی سزا میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگی۔

2675: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَنَّ سُنَّةَ خَيْرٍ فَاتُّبِعَ عَلَيْهَا فَلَهُ أَجْرُهُ وَمِثْلُ أُجُورِ

سیّدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی اچھا کام جاری کیا اور لوگ وہ کام کرنے لگے تو اس کی اتباع کرنے والوں کے اجر کے مثل اسے بھی اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی، اور جس نے

مَنِ اتَّبَعَهُ غَيْرَ مَنْقُوصٍ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ سَنَّ سُنَّةَ شَرٍّ فَاتُّبِعَ عَلَيْهَا كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهُ وَمِثْلُ أَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَهُ غَيْرَ مَنْقُوصٍ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا)).

کوئی برا کام جاری کیا تو اس پر اس کام کے کرنے والوں کے برابر بوجھ (گناہ) ہے اور ان کے بوجھ میں بھی کوئی کمی نہیں کی جاتی۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ.

اور اس باب میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْضًا.

اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے جریر بن عبداللہ عن النبی ﷺ کی سند سے اسی مانند روایت کی گئی ہے۔ اور یہ حدیث منذر بن جریر بن عبداللہ عن ابیہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ اور یہ حدیث عبید اللہ بن جریر عن ابیہ کی سند سے بھی نبی ﷺ سے روایت کی جاتی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٦٧٠، ابن ابي شيبة: ١٠٩/٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٠١٧ و ٢٦٧٤، سنن ابن ماجه: ٢٠٣، سنن النسائي: ٥/٧٥ـ ٧٦، مسند احمد: ١٩١٥٦، صحيح ابن حبان: ٣٣٠٨

فوائد الحدیث: ا۔ جو شخص بھی کسی اچھے کام کا آغاز کرتا ہے تو جب تک وہ اچھا کام ہوتا رہے گا اس کی ابتداء کرنے والے کو اس کا برابر ثواب ملتا رہے گا اگرچہ وہ فوت ہی کیوں نہ ہو گیا ہو۔ (یہی صدقہ جاریہ ہے)

بعض لوگ اس حدیث کی آڑ میں (بدعات) جاری کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو اچھا کام ہے۔ یاد رکھیں اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کوئی اچھا کام "ایجاد" کر لیں بلکہ اس کا مطلب ہے کہ کسی بھی نیکی کے کام کے کرنے میں جو شخص پہل کرتا ہے تو بعد میں وہ عمل کرنے والوں کے ساتھ ساتھ اس پہل کرنے والے کو بھی اجر ملتا ہے۔ ورنہ وہ نیکی کا کام تو پہلے سے قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ جس عمل کی اصل قرآن و حدیث میں موجود نہ ہو وہ تو بدعت ہے۔ اور بدعت گمراہی ہوتی ہے، خیر نہیں ہو سکتی۔

۲۔ اسی طرح جو شخص دین میں کوئی بدعت جاری کر دیتا ہے یا کسی اخلاقی جرم اور گناہ میں پہل کرتا ہے تو جو لوگ بھی اور جب تک بھی وہ بدعت یا گناہ والا عمل کرتے رہیں گے اس پہل کرنے والے کو برابر کا گناہ ملتا رہے گا۔

مثلاً جس مولوی صاحب نے اذان کے ساتھ مروجہ "صلوٰۃ" کی بدعت شروع کی تھی جب تک جہاں جہاں بھی یہ بدعت ہوتی رہے گی اس موجد کو اس کی قبر میں اس کا پورا حصہ پہنچتا رہے گا۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابِ الْبِدَعِ

اتباعِ سُنت اور اجتناب بدعت

2676: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ وَعَظَنَا

سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز کے بعد ایک ایسا انتہائی بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل سوز

رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ)).

گئے، ایک آدمی نے عرض کیا، یہ تو الوداعی وعظ معلوم ہوتا ہے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور سمع واطاعت کا حکم دیتا ہوں خواہ کوئی حبشی غلام (تمہارا امیر) ہو کیونکہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا، دین میں نئے نئے کام جاری کرنے سے اجتناب کرنا، کیونکہ وہ گمراہی ہیں، پس تم میں سے جو اس وقت کو پالے تو اس پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کرنا لازم ہے۔ اس کو اپنی داڑھوں سے مضبوطی سے پکڑ لو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَالْعِرْبَاضُ بْنُ سَارِيَةَ يُكْنَى أَبَا نَجِيحٍ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ حُجْرِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ثور بن یزید نے خالد بن معدان عن عبدالرحمن بن عمرو سلمی عن عرباض بن ساریہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اسی کے ساتھ ہم کو حسن بن علی الخلال اور کئی ایک نے روایت کیا انہوں نے کہا ہم کو ابو عاصم نے ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن عبدالرحمن بن عمرو سلمی عن عرباض بن ساریہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا۔ اور عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو نجیح ہے۔ یہ حدیث حجر بن حجر عن عرباض بن ساریہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ارواء الغليل: ٢٤٥٥، صحيح الترمذي: ٢١٥٧، سلسلة الصحيحة: ٩٣٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٦٠٧، سنن ابن ماجه: ٤٢ و ٤٣ و ٤٤، مسند احمد: ١٧١٤٢، صحيح ابن حبان: ٥

فوائد الحدیث: ۱۔ امام کو فرض نماز کے بعد اپنے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہئے۔

۲۔ فرض نماز کے بعد وعظ و نصیحت کی جا سکتی ہے۔

خصوصاً اہل حدیث حضرات کی توجہ کے لیے مکرر تحریر کر رہا ہوں کہ انہیں اپنی روایات کے مطابق فجر کی نماز کے بعد درس قرآن مجید اور مغرب یا عشاء کے بعد ترجمہ قرآن مجید یا درس حدیث کا دوبارہ اہتمام کرنا چاہئے۔

۳۔ اپنے تمام معاملات اور مواقع پر تقویٰ و پرہیز گاری کو لازم پکڑنا چاہئے۔

۴۔ اپنے امیر اور امام کی بات کو بھی سننا چاہئے اور اس کی اطاعت بھی کرنی چاہئے۔ لیکن اگر امیر اور امام قرآن و حدیث کے خلاف کوئی بات کہے تو قرآن و حدیث پر عمل کریں اپنے امام اور امیر کی بات کو چھوڑ دیں۔

۵۔ کسی بھی قسم کے اختلافات میں رسول اللہ ﷺ کی سنت اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت سے راہنمائی لے کر اس کی پیروی کرنی چاہئے۔

۶۔ اپنے آپ کو ہر ہر معاملے میں ہر قسم کی بدعات سے بچانا اور دور رکھنا چاہئے۔ کیونکہ ہر قسم کی بدعت گمراہی ہے۔ کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار اور یہ گمراہی انسان کو جہنم میں لے جائے گی۔

۷۔ بعض لوگوں نے جو "بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ" کی تقسیم کی ہوئی ہے وہ غلط ہے بدعت، بدعت ہی ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کل بدعة ضلالہ "ہر بدعت گمراہی ہے" لہٰذا کسی کے بہکاوے میں آکر دھوکے کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔

2677: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيِّ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ ((اعْلَمْ)). قَالَ مَا أَعْلَمُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((اعْلَمْ يَا بِلَالُ!)). قَالَ مَا أَعْلَمُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((أَنَّهُ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَا يَرْضَاهَا اللهُ وَرَسُولُهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَوْزَارِ النَّاسِ شَيْئًا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ هُوَ مِصِّيصِيٌّ شَامِيٌّ وَكَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ هُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ.

سیّدنا عوف المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "جان لو" انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ! میں کیا جانوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جان لو انہوں نے عرض کیا اللہ کے رسول: میں کیا جانوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے میری کسی سنت کو جو میرے بعد ختم کر دی گئی تھی زندہ کیا تو اس کے لیے اس پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ہے اور ان کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی، اور جس نے کسی گمراہ بدعت کو ایجاد کیا جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں تو اس پر، اس (بدعت) پر عمل کرنے والوں کے برابر گناہ ہے اور ان لوگوں کے گناہوں میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ محمد بن عیینہ مصیصی شامی، اور کثیر بن عبداللہ یہ ابن عمرو بن عوف مزنی ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٥٠٠، اس کی سند کثیر بن عبداللہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٠٩ و ٢١٠

فوائد الحدیث: فوائد کے لیے حدیث نمبر ۲۶۷۳ ملاحظہ فرمائیں۔

2678: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ حَاتِمٍ الْأَنْصَارِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا بُنَيَّ! إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ)). ثُمَّ قَالَ لِي ((يَا بُنَيَّ وَذَلِكَ مِنْ سُنَّتِي، وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي. وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ)). وَفِي الْحَدِيثِ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "بیٹا! اگر تو کر سکے کہ صبح اور شام تیرے دل میں کسی شخص کے لیے کوئی میل (رنجش وغیرہ) نہ ہو تو پھر ایسا ضرور کر (کہ تیرا دل صاف رہے) پھر مجھے فرمایا: "بیٹا! اور یہ میری سُنت سے ہے، پس جس نے میری سنت زندہ کی تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی تو وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔" اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔

قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ ثِقَةٌ وَأَبُوهُ ثِقَةٌ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ صَدُوقٌ إِلَّا أَنَّهُ رُبَّمَا يَرْفَعُ الشَّيْءَ الَّذِي يُوقِفُهُ غَيْرُهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔ محمد بن عبداللہ انصاری ثقہ ہے اور اس کا والد بھی ثقہ ہے۔ علی بن زید صدوق ہے اِلّا یہ کہ وہ بسا اوقات کسی ایسی چیز کو مرفوع بیان کرتا ہے جسے دیگر حضرات موقوف روایت کرتے ہیں۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ يَقُولُ قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ وَكَانَ رَفَّاعًا وَلَا نَعْرِفُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَنَسٍ رِوَايَةً إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن بشار کو سنا وہ فرماتے تھے ابوالولید نے کہا کہ شعبہ نے کہا ہم کو علی بن زید نے بیان کیا اور وہ اور ہم سعید بن مسیب کی سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ کسی حدیث کو نہیں جانتے سوائے اس حدیث کے اپنی پوری تفصیل کے ساتھ۔

وَقَدْ رَوَى عَبَّادُ بْنُ مَيْسَرَةَ الْمِنْقَرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَذَاكَرْتُ بِهِ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَلَمْ يُعْرَفْ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثُ وَلَا غَيْرُهُ

عباد بن میسرہ منقری نے اس حدیث کو علی بن زید عن انس سے روایت کیا اور انہوں نے اس میں سعید بن مسیب کا ذکر نہیں کیا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اور میں نے اس کا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا تو انہوں نے اسے نہ پہچانا اور انہوں نے سعید بن مسیب کی انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو پہچانا نہ کسی اور حدیث کو۔

وَمَاتَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ وَمَاتَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ بَعْدَهُ بِسَنَتَيْنِ مَاتَ سَنَةَ خَمْسٍ وَتِسْعِينَ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ترانوے (۹۳) ہجری میں وفات پائی اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ ان کے دو سال بعد پچانوے ہجری میں فوت ہوئے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) تخریج المشکاۃ: ۱۷۵، نیز دیکھیں حدیث ۵۸۹

تخریج الحدیث: مسند ابویعلیٰ: ۳۶۲٤، معجم الاوسط للطبرانی: ۵۹۸۸، وفی الصغیر: ۸۵٦

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے لیکن اس مسئلہ کی تائید دوسری صحیح احادیث سے ہوتی ہے۔ لہٰذا

۱۔ کسی کے متعلق بھی انسان کو اپنے دل میں بغض، کینہ اور حسد نہیں رکھنا چاہئے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی سُنت اور طریقے پر عمل کرنا چاہئے کہ آپ ﷺ کی سُنت سے محبّت آپ ﷺ سے محبّت کی علامت اور دلیل ہے اور آپ ﷺ کی محبّت جنّت کے حصول اور جنّت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا باعث ہے۔

17- بَابُ فِي الاِنْتِهَاءِ عَمَّا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ جس چیز سے روک دیں اس سے رک جانا

2679: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اُتْرُكُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فَخُذُوا عَنِّي، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ)).

فرمایا: ''میں جس بات / مسئلہ کے بارے میں تمہیں چھوڑ دوں (کوئی حکم وغیرہ نہ دوں) تو تم (اس بات میں) مجھے چھوڑے رکھو (مجھ سے نہ پوچھو) پس جب میں تمہیں بیان کروں تو مجھ سے حاصل کرو، تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء علیہم السلام سے زیادہ تر سوال کرنے اور ان سے اختلاف کرنے ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٥٨، اخرجه البيهقي: ١٠٣/٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧٢٨٨، صحیح مسلم: ١٣٣٧، ص: ١٨٣٠ ، ١٣٠ و ١٣١، سنن ابن ماجه: ٢، سنن النسائی: ٥/ ١١٠۔ ١١١، مسند احمد : ٨٣٦٧، صحيح ابن حبان: ١٨

فوائد الحدیث: ١۔ رسول اللہ ﷺ جو حکم بیان کریں اس کی تعمیل کرنی چاہئے اور جہاں آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی ہے ان میں مسائل کو کریدنا نہیں چاہئے بلکہ اپنی بساط اور استطاعت کے مطابق ان پر عمل کرنا چاہئے۔ ہاں جن کاموں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہو ان سے سختی سے رکنا چاہئے اور باز رہنا چاہئے۔

٢۔ جن سوالات کا انسان کے عقیدے اور عمل سے کوئی تعلق نہیں اور انسانی زندگی میں ان کی کوئی ضرورت بھی نہیں ایسے سوالات کرنے سے بچنا چاہئے۔

٣۔ رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی مخالفت اور نافرمانی ہلاکت، تباہی و بربادی کا باعث ہے لہٰذا حتی المقدور آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے آپ ﷺ کی نافرمانی سے بچنا چاہئے، سلامتی کا صرف یہی ایک حل اور طریقہ ہے۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَالِمِ الْمَدِينَةِ

عالم مدینہ

2680: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ وَإِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً ((يُوشِكُ أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ أَكْبَادَ الْإِبِلِ يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُونَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (مرفوع) روایت ہے: قریب ہے کہ لوگ طلب علم کے لیے (سفر کر کے) اونٹوں کو تھکا ماریں گے لیکن وہ عالم مدینہ سے زیادہ کوئی عالم نہیں پائیں گے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا سُئِلَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور یہ ابن عیینہ کی حدیث ہے۔ ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ

مَنْ عَالِمُ الْمَدِينَةِ فَقَالَ إِنَّهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ.

انہوں نے اس روایت کے بارے میں کہا: ان سے پوچھا گیا: مدینہ کا عالم کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ مالک بن انس ہیں۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ هُوَ الْعُمَرِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الزَّاهِدُ. وَسَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مُوسَى يَقُولُ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ هُوَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ. وَالْعُمَرِيُّ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِنْ وَلَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

اسحاق بن موسیٰ نے بیان کیا، میں نے ابن عیینہ سے سنا انہوں نے کہا: وہ عمری زاہد ہیں ان کا نام عبداللہ بن عبدالعزیز ہے۔ اور میں نے یحییٰ بن موسیٰ کو بیان کرتے ہوئے سنا: عبدالرزاق نے کہا: وہ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور عمری: عبداللہ بن عبدالعزیز ہیں، جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٥٠٢، المشكاة: ٢٤٦، التعليق علي التنكيل: ١/٣٨٥، الضعيفة: ٤٨٣٣

تخریج الحدیث: سنن النسائي الكبرى: ٤٢٩١، مسند احمد: ٧٩٨٠، صحيح ابن حبان: ٣٧٣٦

فوائد الحدیث: ۱۔ اس میں مدینہ منورہ کی عظمت وفضیلت بھی ہے کہ وہ ہمیشہ علم وعمل کا مرجع رہے گا اور لوگ اپنی علمی پیاس مدینہ منورہ میں آکر بجھائیں گے۔

۲۔ یہ کوئی بھی عالم ہوں مختلف قسم کی آراء ہیں جو اپنے اپنے لحاظ سے درست ہیں کوئی بھی رائے کسی دوسری کے خلاف نہیں۔ البتہ ان لوگوں کے لیے غور وفکر کا مقام ہے جنہیں کوئی مقتدیٰ وپیشوا چاہیے تھا تو انہیں کوفہ، بغداد، بصرہ وغیرہ سے تلاش کرنے کی بجائے مدینہ منورہ کا رخ کرنا چاہیے تھا کہ بہر حال وہ حرم بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مسکن ومدفن بھی۔ زادها الله عزا وشرفاً (یہ روایت اس سند سے ضعیف ہے)

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْفِقْهِ عَلَى الْعِبَادَةِ

فقہ کی عبادت پر فضیلت

2681: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ جَنَاحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فَقِيهٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے ولید بن مسلم کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (موضوع) ضعيف ابن ماجه: ٤١، اخرجه ابن عدي في الكامل: ٣/١٠٠٤، روح بن جناح ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٢٢

فوائد الحدیث: ان الفاظ سے یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں۔ البتہ بعض روایات میں ”عالم“ کے الفاظ

میں آتے ہیں۔ مفہوم ایک ہی ہے کہ ایک صاحب علم کو شیطان کبھی گمراہ نہیں کر سکتا کیونکہ اسے حلال و حرام جائز، ناجائز اور پھر جزا و سزا کا علم ہوتا ہے اس لیے وہ شیطان کے جھانسے میں نہیں آتا، جبکہ ایک "عابد" (عبادت گزار) چونکہ سیدھا سادہ سا آدمی ہوتا ہے اس لیے شیطان اس کے دل میں فخر و غرور یا ریاکاری کے جذبات پیدا کر کے اسے آسانی سے گمراہ کر سکتا ہے۔

2682: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ قَدِمَ رَجُلٌ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ وَهُوَ بِدِمَشْقَ فَقَالَ مَا أَقْدَمَكَ يَا أَخِي فَقَالَ حَدِيثٌ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ أَمَا جِئْتَ لِحَاجَةٍ قَالَ لَا. قَالَ أَمَا قَدِمْتَ لِتِجَارَةٍ قَالَ لَا. قَالَ مَا جِئْتُ إِلَّا فِي طَلَبِ هَذَا الْحَدِيثِ

قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْمَاءِ وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَاصِمِ بْنِ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ وَلَيْسَ هُوَ عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ هَكَذَا حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ. وَإِنَّمَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جَمِيلٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ خِدَاشٍ وَرَأَى مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ هَذَا أَصَحَّ.

قیس بن کثیر نے بیان کیا کہ مدینہ سے ایک آدمی دمشق میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: میرے بھائی! تم کس لیے آئے؟ اس نے کہا: ایک حدیث ہے مجھے پتا چلا کہ آپ اسے رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: تم کسی اور کام کے لیے نہیں آئے؟ اس نے کہا: نہیں، انہوں نے کہا: تم تجارت کے لیے تو نہیں آئے اس نے کہا: نہیں، اور اس نے کہا: میں صرف یہ حدیث حاصل کرنے آیا ہوں۔

انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے کوئی راہ اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کے بدلے میں اسے جنّت کی راہ چلاتا ہے، فرشتے طالب علم کی رضامندی کی خاطر (اس کے پاؤں تلے) اپنے پَر بچھاتے ہیں، آسمانوں اور زمین کی ہر چیز حتیٰ کہ پانی میں مچھلیاں عالم کے لیے مغفرت طلب کرتی ہیں، عالم کو عابد پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح چاند کو ستاروں پر فضیلت حاصل ہے، علماء انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء علیہم السلام میراث میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے ان کی میراث تو علم ہے، پس جس نے اسے حاصل کیا تو اس نے وافر حصہ حاصل کیا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف عاصم بن رجاء بن حیوہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، میرے نزدیک اس کی اسناد متصل نہیں۔ محمود بن خداش نے اسی اسناد سے اسی طرح ہمیں بیان کیا۔ یہ حدیث عاصم بن رجاء بن حیوہ عن ولید بن جمیل عن کثیر بن قیس عن ابی درداء کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی جاتی ہے اور یہ محمود بن خداش کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خیال کیا کہ یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٥٩، تهذيب الكمال: ١٩/٤٧٥، بعض نے اسے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٦٤١، ٣٦٤٢، مسند احمد : ٢١٧١٥، ٢١٧١٦، سنن ابن ماجه: ٢٢٣، ٢٣٩، صحيح ابن حبان: ٨٨

فوائد الحدیث: دینی طالب علم کی بڑی فضیلت ہے بشرطیکہ وہ صرف دین کا علم حاصل کرنے کی غرض سے ہی گھر سے نکلا ہو اس علم کے ذریعے دنیاوی کوئی مفاد مقصود نہ ہو، اگرچہ بعد میں اسے حاصل ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں کہ وہ طالب علم:

۱۔ جنّت کے راستے پر چل رہا ہوتا ہے۔

۲۔ فرشتے اس کا ادب واحترام اور اکرام کرتے ہیں۔

۳۔ زمین وآسمان کی مخلوقات حتیٰ کہ سمندروں میں مچھلیاں بھی اس کی بخشش کی دعائیں کرتی ہیں۔

اور جب یہ حصول علم کے بعد عُلما کی صف میں شامل ہو جاتا ہے تو:

۱۔ دوسرے لوگوں پر اسے فضیلت عطا فرمادی جاتی ہے کہ دوسروں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ چاند کو ستاروں کے مقابلے میں فوقیت ہوتی ہے۔

۲۔ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا وارث بن جاتا ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث کوئی درہم و دینار نہیں بلکہ علم ہوتی ہے۔ وہ خوش نصیب ہے جسے انبیاء کرام علیہم السلام کی وراثت سے حصہ مل جائے۔ اب یہ اس طالب علم پھر عالم دین کی صوابدید اور محنت ہے کہ یہ علم کی صورت میں اس وراثت سے کتنا حصہ وصول کرتا ہے۔

2683: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنِ ابْنِ أَشْوَعَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ سَلَمَةَ الْجُعْفِيِّ قَالَ: قَالَ يَزِيدُ بْنُ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي قَدْ سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَخَافُ أَنْ يُنْسِيَنِي أَوَّلَهُ آخِرُهُ فَحَدِّثْنِي بِكَلِمَةٍ تَكُونُ جِمَاعًا. قَالَ ((اتَّقِ اللهَ فِيمَا تَعْلَمُ)).

یزید بن سلمہ جعفی نے بیان کیا، یزید بن سلمہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ میں بعد والی حدیثیں یاد کرنے سے پہلی حدیثیں بھول جاؤں گا، آپ ﷺ مجھے کوئی بات بتائیں جو جامع ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جتنا تجھے علم ہے اس بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ وَهُوَ عِنْدِي مُرْسَلٌ. وَلَمْ يُدْرِكْ عِنْدِي ابْنُ أَشْوَعَ يَزِيدَ بْنَ سَلَمَةَ وَابْنُ أَشْوَعَ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ أَشْوَعَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ جو حدیث ہے اس کی اسناد میرے نزدیک متصل نہیں، بلکہ یہ روایت مرسل ہے، ابن اشوع کی یزید بن سلمہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اور ابن اشوع کا نام سعید بن اشوع ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ١٦٩٦، ضعيف الترمذي: ٥٠٤

تخریج الحدیث: مسند عبد بن حميد: ٤٣٦، معجم الكبير للطبراني: ٢٢/٦٣٣

فوائد الحدیث: اس کا مطلب ہے کہ جتنا آدمی کے پاس علم ہو، اسے اس پر عمل کرنا چاہئے۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے پوچھ لینا ہے جو تیرے پاس علم تھا اس پر عمل بھی کیا یا نہیں؟

2684: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ أَيُّوبَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

الْعَامِرِيُّ عَنْ عَوْفٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّينِ)).

فرمایا: ”دو خصلتیں! حسن اخلاق اور دین میں سمجھ بوجھ کسی منافق میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ حَدِيثِ عَوْفٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هَذَا الشَّيْخِ خَلَفِ بْنِ أَيُّوبَ الْعَامِرِيِّ وَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَرْوِي عَنْهُ غَيْرَ أَبِي كُرَيْبٍ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَلَاءِ وَلَا أَدْرِي كَيْفَ هُوَ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اس الشیخ خلف بن ایوب عامری کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں اور میں نے ابو کریب محمد بن علاء کے علاوہ کسی کو ان سے روایت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ میں ان کے متعلق جانتا بھی نہیں کہ وہ کس طرح کے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٢٧٨، اخرجه العقيلي في الضعفاء: ٢٤/٢٣، بعض نے اسے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ٨٠٠٦

فوائد الحدیث: ۱۔ ایک مومن مسلمان کو اچھے اخلاق و کردار کا مالک ہونا چاہئے۔ اسے بد اخلاق نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ منافق کی علامت ہے۔

۲۔ ایک مسلمان کو دین اسلام کے احکام و مسائل میں اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق سمجھ بوجھ اور علم حاصل کرنا چاہئے محض مقلد جامد نہیں ہونا چاہئے۔

2685: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيلٍ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْآخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ)). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ)).

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا ان میں سے ایک: عابد اور دوسرا عالم، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عالم کو عابد پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح میری تمہارے ادنیٰ فرد پر فضیلت ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس کے فرشتے، آسمانوں اور زمین والے حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنی بلوں میں اور مچھلیاں لوگوں کو خیر و بھلائی کی تعلیم دینے والے پر رحمتیں بھیجتی رہتی ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمَّارٍ الْحُسَيْنَ بْنَ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ الْفُضَيْلَ بْنَ عِيَاضٍ يَقُولُ عَالِمٌ عَامِلٌ مُعَلِّمٌ يُدْعَى كَبِيرًا فِي مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ.

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے ابو عمار حسین بن حریث خزاعی کو بیان کرتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: میں نے فضیل بن عیاض کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے: عالم (جاننے والا)، عامل (عمل کرنے والا) اور معلم (سکھانے والا) کے لیے آسمانوں میں بہت زیادہ دعائیں کی جاتی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٢١٣ التحقيق الثاني، التعليق الرغيب: ١/٦٠

تخریج الحدیث: معجم الکبیر للطبرانی: ٧٩١١ و ٧٩١٢

فوائد الحدیث: ا۔ اس حدیث میں عالم دین اور دینی علوم (قرآن وحدیث) کے مدرس اور استاد کی عظمت وفضیلت بیان ہوئی ہے کہ اس کے لیے بھی آسمانوں کے فرشتے، زمین کی تمام مخلوقات حتیٰ کہ سمندروں، دریاؤں میں مچھلیاں اور بلوں میں رہنے والی چیونٹیاں بھی رحمت وبرکت کی دعائیں کرتی رہتی ہیں۔

۲۔ شاید انہی دعاؤں کی قبولیت ہی ہے کہ دینی مدارس کے اساتذہ اور مساجد کے آئمہ وخطباء معمولی معمولی وظیفے پر بھی بحمد اللہ تعالیٰ بڑی آسودہ اور خوش وخرم زندگی گزارتے ہیں۔

2686: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَنْ يَشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ يَسْمَعُهُ حَتَّى يَكُونَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مومن جو خیر کی بات سنتا ہے تو وہ اس سے سیر نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ اس کی انتہا جنّت ہوتی ہے۔“

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٥٠٥، تخريج المشكاة: ٢١٦، اخرجه ابن عدي في الكامل: ٣/٩٨١

تخریج الحدیث: صحيح ابن حبان: ٩٠٣

فوائد الحدیث: یہ ایک فی الواقع حقیقت ہے کہ جس طرح دنیادار آدمی دنیاوی مفادات کے لالچ میں ہر وقت پریشان اور متفکر رہتا ہے۔ اسی طرح دین کا طالب علم بھی دینی علوم سے سیر نہیں ہوتا بلکہ زیادہ سے زیادہ کی جستجو میں ہی رہتا ہے حتیٰ کہ بڑھاپے میں اور بستر مرگ پر بھی وہ حصول علم کا ہی متمنی ہوتا ہے۔ (لیکن اس روایت کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے سنداً ثابت نہیں)

2687: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حکمت کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہے وہ اسے جہاں بھی پائے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْفَضْلِ الْمَدَنِيُّ الْمَخْزُومِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، ابراہیم بن فضل مدنی مخزومی کو حفظ کے حوالے سے حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جدًا) تخريج المشكاة: ٢١٦، اخرجها لعقيلي في الضعفاء: ١/٦١، ابراہیم متروک ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤١٦٩

فوائد الحدیث: یہ روایت بھی ضعیف ہے لیکن بہر حال انسان کی عقلمندی تو یہی ہے کہ اسے جہاں کہیں سے بھی حکمت ودانائی کی بات ملے تو اسے قبول کر لینا چاہئے۔ جیسے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مشہور واقعہ میں ذکر ہے کہ انہیں مال کی حفاظت اور چوری سے بچنے کے لے رات کو آیۃ الکرسی پڑھ کر سونے کا مشورہ دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”تھا وہ جھوٹا لیکن بات سچی بتا گیا ہے“۔

40

أَبْوَابُ الْاِسْتِئْذَانِ وَالْآدَابِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

اجازت اور اس کے آداب کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْشَاءِ السَّلَامِ

سلام کو عام کرنا

2688: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَمْرٍ إِذَا أَنْتُمْ فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنّت میں نہیں جاسکتے حتیٰ کہ تم مومن بن جاؤ، اور تم مومن نہیں بن سکتے حتیٰ کہ تم باہم محبّت کرو، کیا میں تمہیں کسی ایسے امر (کام) کے متعلق نہ بتاؤں کہ جب تم وہ کرلو گے تو تم آپس میں محبّت کرو گے؟ آپس میں ’سلام‘ عام کرو۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ وَشُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ أَبِيهِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْبَرَاءِ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن سلام، شریح بن ہانی عن ابیہ، عبداللہ بن عمرو، براء، انس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء الغليل: ٧٧٧/٣، صحيح الترمذى: ٢١٦٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٥٤، سنن ابو داود: ٥١٩٣، سنن ابن ماجه: ٦٨، ٣٦٩٢، مسند احمد: ٩٠٨٤، صحيح ابن حبان: ٢٣٦

فوائد الحدیث: ا۔ یوں تو اسلام تمام لوگوں میں ہی پیار، محبت اور الفت چاہتا ہے لیکن ایمان والے لوگوں کو اس معاملے میں خصوصی طور پر ہدایت کی گئی ہے کیونکہ باہمی پیار محبّت کے بغیر آدمی مومن ہی نہیں ہوسکتا اور جنّت میں جانے کے لئے ایمان لازمی شرط ہے اگر بندے میں ایمان نہیں تو پھر لاکھ اچھا ہو اور کروڑوں نیکیاں بھی کمائے تو جنّت سے محروم ہی رہے گا۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ عمل بتادیا کہ جس کے کرنے سے آپس میں الفت پیدا ہوگی اور بندے کا ایمان بھی کامل ہوگا۔ جب ایمان کامل ہوگا تو جنّت میں جانے کا راستہ ہموار ہو جائے گا۔ وہ عمل ہے آپس میں "سلام" کہنا کہ ایک مُسلمان کہے گا "السلام علیکم" دوسرا اس کے جواب میں "وعلیکم السلام"۔

جب دونوں ایک دوسرے کے لیے سلامتی کا اظہار کریں گے تو یقیناً دونوں کے دل میں ایک دوسرے کے لیے محبّت، ہمدردی، خیر خواہی پیدا ہوگی جو کہ ایمان کی علامت ہے۔

۳۔ "سلام" کہہ کر پھر وہ ایک دوسرے کو تکلیف نہ پہنچائیں، ایک دوسرے کا نقصان نہ کریں اور نہ ہی کسی کی تحقیر کرتے ہوئے اسے معاشرے میں ذلیل کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ جو شخص دوسرے کو کہے "السلام علیکم" تو وہ اپنی طرف سے یقین دلا رہا ہوتا ہے کہ میری طرف سے تجھے کوئی خطرہ نہیں بلکہ سلامتی ہی سلامتی ہے۔ تو دوسرا بھی جواب میں "وعلیکم السلام" کہہ کر اپنی طرف سے انہی جذبات کا اظہار کرتا ہے۔

۴۔ اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے بھی نصیحت ہے جو سمجھتے اور کہتے ہیں کہ دین اسلام (معاذ اللہ) مکمل نہیں، بعض مسائل ایسے ہیں جن کا بیان یا حل قرآن وحدیث میں نہیں بلکہ ہماری مروجہ فقہ میں ہے اور پھر ایسے مسائل کی ایک لسٹ بھی تیار کر رکھی ہے۔

کہ جو اسلام باہمی پیار محبّت کے "گُر" تک سکھاتا ہے، کیا وہ نماز، روزے کے مسائل نہیں بتاتا؟ انا للہ وانا الیہ راجعون

2- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ السَّلَامِ

سلام کہنے کی فضیلت

2689: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَرِيرِيُّ بَلْخِيٌّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيِّ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ. قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((عَشْرٌ)). ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((عِشْرُونَ)). ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((ثَلَاثُونَ)).

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: السّلام علیکم، نبی ﷺ نے فرمایا: "(اس کے لیے) دس (نیکیاں)۔" پھر دوسرا آیا تو اس نے کہا: السّلام علیکم ورحمۃ اللہ، نبی ﷺ نے فرمایا: (اس کے لیے) "بیس" نیکیاں، پھر ایک اور آدمی آیا تو اس نے کہا: السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "تیس"۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔ اور اس باب میں علی، ابو سعید اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٣/٢٦٨، صحيح الترمذى: ٢١٦٣، اخرجه الدارمي: ٢٦٤٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥١٩٥، عمل اليوم والليلة للنسائى: ٣٣٧، مسند احمد: ١٩٩٣٨

فوائد الحدیث: سلام کہنے سے جہاں آپس میں پیار محبت پیدا ہوتا ہے وہاں اس کے ساتھ ساتھ آدمی کی نیکیوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ مثلاً سلام کہنے والے کے لیے دس نیکیاں ہیں اور اگر اس کے ساتھ وہ رحمة الله و برکاته کہہ کر رحمت اور برکت کی دو دعائیں بھی شامل کرلے تو نیکیاں تیس ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح جواب دینے والے کے لیے بھی نیکیاں ہیں۔ سبحان اللہ۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِسْتِئْذَانِ ثَلَاثَةً

تین بار اجازت طلب کرنا

2690: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُو مُوسَى عَلَى عُمَرَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ قَالَ عُمَرُ وَاحِدَةٌ. ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟ قَالَ عُمَرُ ثِنْتَانِ. ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟ فَقَالَ عُمَرُ ثَلَاثٌ. ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ لِلْبَوَّابِ مَا صَنَعَ قَالَ رَجَعَ. قَالَ عَلَيَّ بِهِ. فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ مَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتَ قَالَ السُّنَّةَ. قَالَ السُّنَّةَ وَاللهِ لَتَأْتِيَنِّي عَلَى هَذَا بِبُرْهَانٍ أَوْ بِبَيِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کے لیے اجازت طلب کی تو کہا، السّلام علیکم کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک، پھر وہ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر کہا، السّلام علیکم کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو بار، پھر وہ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر کہا: السّلام علیکم کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین بار، پھر وہ واپس چلے گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے دربان سے کہا: انہوں نے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا: وہ واپس چلے گئے ہیں، انہوں نے فرمایا: انہیں میرے پاس لاؤ، جب وہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: سُنت پر عمل کیا ہے، انہوں نے فرمایا: سُنت؟ اللہ کی قسم! تم اس پر میرے پاس کوئی دلیل یا گواہ لاؤ ورنہ میں تمہارے ساتھ (برا) سلوک کروں گا۔

قَالَ فَأَتَانَا وَنَحْنُ رُفْقَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ أَلَسْتُمْ أَعْلَمَ النَّاسِ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ)). فَجَعَلَ الْقَوْمُ يُمَازِحُونَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ فَمَا أَصَابَكَ فِي هَذَا مِنَ الْعُقُوبَةِ فَأَنَا شَرِيكُكَ. قَالَ فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ فَقَالَ عُمَرُ مَا كُنْتُ عَلِمْتُ بِهَذَا.

راوی نے بیان کیا، پس وہ ہمارے پاس آئے ہم انصار کی ایک جماعت تھے، انہوں نے کہا: انصار کی جماعت! کیا تم رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے متعلق سب سے زیادہ جاننے والے نہیں؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ”اجازت طلب کرنا تین بار ہے، اگر تمہیں اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ واپس چلے جاؤ؟ لوگ ان سے مزاح کرنے لگے، ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اگر آپ کو اس مسئلے میں کوئی سزا ملی تو میں تمہارا ساتھی ہوں گا پس وہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اس کے متعلق انہیں بتایا، تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ

نے فرمایا: مجھے اس کا علم نہیں تھا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأُمِّ طَارِقٍ مَوْلَاةِ سَعْدٍ.

اس باب میں سیّدنا علی اور ام طارق (حضرت سعد کی آزاد کردہ لونڈی) رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَالْجُرَيْرِيُّ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ يُكْنَى أَبَا مَسْعُودٍ وَقَدْ رَوَى هَذَا غَيْرُهُ أَيْضًا عَنْ أَبِي نَضْرَةَ وَأَبُو نَضْرَةَ الْعَبْدِيُّ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ قُطَعَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جریری کا نام سعید بن ایاس ہے اور ان کی کنیت ابو مسعود ہے۔ اس حدیث کو اس (جریری) کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی ابو نضرہ سے روایت کیا ہے۔ اور ابو نضرہ عبدی کا نام منذر بن مالک بن قطعہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٦٤، اخرجه البغوي: ٣٣١٨، الدارمي: ٢٦٣٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٢٣٥، صحیح مسلم: ٢١٥٣، سنن ابو داود: ٥١٨٠، سنن ابن ماجه: ٣٧٠٦، مسند احمد: ١١١٤٥، صحيح ابن حبان: ٥٨١٠

فوائد الحدیث: ۱۔ کسی کے پاس جانے کی اجازت طلب کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ وقفے، وقفے سے تین بار سلام کہہ کر اجازت لے۔ اگر تین مرتبہ اجازت مانگنے سے بھی اجازت نہیں ملتی تو پھر واپس آجائے ممکن ہے کسی مجبوری کی وجہ سے اہل خانہ اجازت نہ دے سکتے ہوں۔ آج کل گھنٹی بجائی جاتی ہے یا دروازے پر دستک دی جاتی ہے۔ ان کے متعلق بھی یہی حکم ہے، بعض لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے بار بار دستک دیتے اور گھنٹی بجاتے رہتے ہیں اور بعض تو بٹن پر ہی ہاتھ رکھے رکھتے ہیں جس سے اجازت تو نہیں ملتی البتہ محلے دار ضرور پریشان ہو جاتے ہیں۔ یہ طریقہ درست نہیں، شریعت کے وضع کردہ اصول ہی بہترین، مفید اور انسان کی شان اور وقار کی دلیل ہیں۔

۲۔ اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ خبر واحد حجّت نہیں۔ حالانکہ ان کا استدلال درست نہیں کیونکہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی سے جو شہادت طلب کی تھی وہ بد اعتمادی کی وجہ سے نہیں بلکہ معاشرے کی اصلاح اور اس سلسلے میں تربیت کرنے کی غرض سے تھی تاکہ کوئی شخص نہ تو عمومی باتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بغیر دلیل کے منسوب کرے اور نا ہی لوگ ہر بات کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے قبول کریں۔

2691: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي أَبُو زُمَيْلٍ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا فَأَذِنَ لِي.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَأَبُو زُمَيْلٍ اسْمُهُ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو زمیل کا نام سماک حنفی ہے۔

وَإِنَّمَا أَنْكَرَ عُمَرُ عِنْدَنَا عَلَى أَبِي مُوسَى حَيْثُ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((الِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جس وقت یہ حدیث روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اجازت طلب کرنا تین بار ہے، اگر تمہیں اجازت

وَإِلاَّ فَارْجِعْ)). وَقَدْ كَانَ عُمَرُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا فَأُذِنَ لَهُ وَلَمْ يَكُنْ عَلِمَ هَذَا الَّذِي رَوَاهُ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلاَّ فَارْجِعْ.

مل جائے تو ٹھیک ورنہ واپس چلے جاؤ۔" تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو اعتراض کیا، ہمارے ہاں اس کی وجہ یہ ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے تین بار اجازت طلب کی تو انہیں اجازت مل گئی تھی، اور انہیں اس حدیث کے متعلق علم نہیں تھا جسے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تجھے اجازت مل جائے تو ٹھیک، ورنہ واپس چلے جاؤ۔"

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۴۶۱۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲٤٦٨، صحیح مسلم: ۱٤۷۹، مسند احمد : ۲۲۲، صحیح ابن حبان: ٤۱۸۷

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی حکمتیں اور قدرتیں ہیں کہ اللہ کریم نے قرآن وحدیث کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے۔ تو اس کی حفاظت بھی فرمائی اور اس کے لیے کیا کیا اسباب پیدا فرما دیئے۔

حدیث الباب سے واضح ہیں:

خود سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بار بار اجازت طلب کرتے ہیں تو انہیں تیسری طلب پر اجازت مل جاتی ہے۔ اگر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھی تیسری بار اس سے پہلے طلب پر اجازت مل جاتی تو شاید یہ حدیث اس طرح وضاحت اور صراحت کے ساتھ امت کے سامنے بیان نہ ہوتی۔ کہ جب سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے اور انہیں دوبارہ بلا کر واپس جانے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اگر تیسری طلب پر بھی اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ۔

سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ۔ واللہ اکبر۔

4- بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ رَدُّ السَّلَامِ

سلام کا جواب کس طرح دیا جائے

2692: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَعَلَيْكَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)). فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ هَذَا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيدٍ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی مسجد میں آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے، اس شخص نے نماز پڑھی، پھر حاضر خدمت ہو کر آپ ﷺ کو سلام عرض کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وعلیک، واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔" پھر لمبی حدیث بیان کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ یحییٰ بن سعید قطان نے اس حدیث کو عبداللہ بن عمر عن سعید مقبری سے

الْمَقْبُرِيِّ فَقَالَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَقَالَ ((وَعَلَيْكَ)). قَالَ وَحَدِيثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَصَحُّ.

روایت کیا تو انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور انہوں نے اس میں "فَسَلَّمَ علیه" کا ذکر نہیں اور انہوں نے "وَعَلَيْكَ" ذکر کیا اور انہوں نے کہا: یحییٰ بن سعید کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، اخرجه ابن خزیمه: ٤٥٤، البیهقي: ٢/١٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٢٥١، ٦٦٦٧، صحیح مسلم: ٣٩٧، ٤٦، سنن ابو داود: ٨٥٦، سنن ابن ماجه: ١٠٦٠

فوائد الحدیث: "سلام" کے جواب میں مکمل الفاظ "وعلیکم السلام" یا "وعلیك السلام" یا پھر صرف "وعلیکم" یا "وعلیك" کہنا بھی جائز ہے لیکن جواب کو "واو" کے ساتھ شروع کیا جائے گا۔
تاکہ پہل کرنے اور جواب دینے والے کا فرق واضح رہے۔ واللہ اعلم

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَبْلِيغِ السَّلَامِ

سلام پہنچانا

2693: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا ((إِنَّ جِبْرِيلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ)). قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: "جبریل (علیہ السلام) آپ کو سلام کہتے ہیں۔" انہوں نے فرمایا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي نُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ.

اس باب میں بنو نمیر کے ایک آدمی سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ أَيْضًا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ زہری نے بھی اس حدیث کو ابو سلمہ عن عائشہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، صحیح الترمذي: ٢١٦٦، اخرجه ابو یعلی: ٤٧٨١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٢١٧، صحیح مسلم: ٢٤٤٧، سنن ابو داود: ٥٢٣٢، سنن ابن ماجه: ٣٢٩٦، سنن النسائي: ٧/٦٩۔ ٦٩ و ٧٠، مسند احمد: ٢٤٢٨١، صحیح ابن حبان: ٧٠٩٨

فوائد الحدیث: ١۔ "سلام" غائبانہ طور پر بھی کسی کے ذریعے دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے۔
٢۔ جس کے ذریعے سلام بھیجا جائے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ امانت سمجھ کر متعلقہ آدمی تک اس کو پہنچائے۔
٣۔ جس کو غائبانہ "سلام" پہنچے اس کو چاہئے کہ اس کا اسی انداز سے جواب دے اور ضمیر غائب کی استعمال کرے، اگر ممکن نہ ہو تو کوئی

حرج نہیں۔ نیز اگر سلام لے کر آنے والے کو بھی "وعلیك" کہہ کر اس دعا میں شامل کر لے تو بہتر ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ

سلام میں پہل کرنے والے کی فضیلت

2694: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ الرَّهَاوِيِّ يَزِيدَ بْنِ سِنَانٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ الرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَقَالَ ((أَوْلَاهُمَا بِاللهِ)).

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! دو آدمی ملاقات کریں تو ان میں سے سلام کرنے میں کون پہل کرے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ان میں سے جو اللہ کے ہاں زیادہ بہتر ہے (وہی سلام کرنے میں پہل کرے گا)۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. قَالَ مُحَمَّدٌ أَبُو فَرْوَةَ الرَّهَاوِيُّ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّ ابْنَهُ مُحَمَّدَ بْنَ يَزِيدَ يَرْوِي عَنْهُ مَنَاكِيرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابو فروہ رہاوی مقارب الحدیث ہے اِلّا یہ کہ اس کا بیٹا محمد بن یزید اس سے مناکیر روایت کرتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج المشکاۃ: ٤٦٤٦، تخریج الکلم الطیب: ١٩٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥١٩٧، مسند احمد: ٢٢١٩٢

فوائد الحدیث: سلام کے آداب میں ہے کہ آنے والا پہلے سے موجود افراد کو سلام کہے، جو پہلے سے موجود ہیں وہ سلام نہیں کہیں گے صرف آنے والے کے سلام کا جواب دیں گے۔ لیکن اگر دو آدمی ایک جیسی حیثیت میں ہوں مثلاً آمنے سامنے سے آ رہے ہوں تو پھر ان میں سے جو پہل کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مقرب اور اجر و ثواب کا مستحق ہے۔

اس لیے ایسی صورت میں ہر شخص کو سلام کہنے میں پہل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ایک دوسرے کا انتظار نہیں کرنا چاہئے کہ وہ سلام کہتا ہے یا نہیں کہتا۔؟

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِشَارَةِ الْيَدِ بِالسَّلَامِ

سلام میں ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ممانعت

2695: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلَا بِالنَّصَارَى فَإِنَّ تَسْلِيمَ الْيَهُودِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ وَتَسْلِيمَ النَّصَارَى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ)).

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمارے غیر سے مشابہت اختیار کی تو وہ ہم میں سے نہیں، یہود و نصاریٰ سے مشابہت اختیار نہ کرو، یہود انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہاتھوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی اسناد ضعیف

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ. وَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ فَلَمْ يَرْفَعْهُ.

ہے۔ ابن مبارک نے اس حدیث کو ابن لہیعہ سے روایت کیا اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الصحيحة: ٢١٩٤، صحيح الترمذي: ٢١٦٨، بعض نے اسے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: ابن الجوزی فی العلل: ٢/٧٢١۔ ٧٢٢

فوائد الحدیث: ا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر ہر عمل میں غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ سلام کہنے میں بھی غیر مسلموں کا کوئی سا طریقہ بھی اختیار نہیں کرنا چاہیے، مثلاً یہود و نصاریٰ کی طرح محض ہاتھ کا اشارہ کرنا۔ وغیرہ۔

برصغیر میں انگریز قابض رہا تو مذہباً چونکہ وہ عیسائی تھے اس لیے انہوں نے عیسائیت کو رواج دینے کی کوشش کی۔ سلام کہنے کی بجائے سلام کرنے کا طریقہ بھی انہیں کا ہے کہ ہاتھ بلند کر کے وہ سلام کرتے ہیں۔

ان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی یہی انداز اختیار کر لیا ہے۔ بلکہ اب تو ہاتھ سے اشارہ کرنے کے بعد اس کو اپنے سینے پر لگاتے ہیں اور ساتھ ہی "سر" کو بھی جھکا لیتے ہیں۔

یاد رکھیں سلام کے یہ سارے انداز غلط ہیں، زبان سے سلام کے الفاظ بول کر سلام کہنا چاہیے۔ ہاں اگر آپ کا مخاطب دور ہے تو پھر الفاظ بولنے کے ساتھ آپ اشارہ بھی کر سکتے ہیں۔

لیکن صرف اشارہ کرنا، سر کو جھکانا اور ہاتھ سینے پر لگانا جائز نہیں۔

۲۔ اگر کوئی مجبوری ہو کہ آدمی سلام کے الفاظ نہیں بول سکتا اور سلام کہنا یا جواب دینا بھی ضروری ہو تو پھر الفاظ بولے بغیر صرف اشارہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص گونگا ہے۔ یا نماز پڑھ رہا ہے تو یہ مجبوری کی حالت ہے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ (المائدہ: ۱۷۳)

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

بچوں کو سلام کرنا

2696: حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ ثَابِتٌ كُنْتُ مَعَ أَنَسٍ فَمَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَنَسٌ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ.

سیار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ثابت بنانی کے ساتھ چل رہا تھا وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا، ثابت نے بیان کیا، میں انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا، انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے انہیں سلام کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ ثَابِتٍ وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور کئی ایک نے اسے ثابت سے روایت کیا ہے اور یہ کئی ایک طرق سے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

قتیبہ نے ہمیں بیان کیا جعفر بن سلیمان نے ثابت عن انس کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٦٩، اخرجه ابن ابي شيبة: ٦٣٣/٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٢٤٧، صحيح مسلم: ٢١٦٨، سنن ابو داود: ٥٢٠٢، ٥٢٠٣، سنن ابن ماجه: ٣٧٠٠، سنن النسائی فی الکبری: ٨٣٤٩، مسند احمد : ١٢٣٣٧

فوائد الحدیث: بڑا آدمی اپنے سے چھوٹوں کو سلام کہے گا تاکہ بچوں کو بھی سلام کہنے کی تربیت ہو۔ اور اس کے اپنے دل میں بھی عاجزی وانکساری پیدا ہو۔ تکبّر وغرور نہ آئے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى النِّسَاءِ

عورتوں کو سلام کرنا

2697: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَهْرَامَ أَنَّهُ سَمِعَ شَهْرَ بْنَ حَوْشَبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَعُصْبَةٌ مِنَ النِّسَاءِ قُعُودٌ فَأَلْوَى بِيَدِهِ بِالتَّسْلِيمِ وَأَشَارَ عَبْدُ الْحَمِيدِ بِيَدِهِ.

سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد سے گزرے، وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے سلام کا اشارہ فرمایا۔ (حدیث بیان کرتے ہوئے عبدالحمید بن بہرام نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا بَأْسَ بِحَدِيثِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبدالحمید بن بہرام کی شہر بن حوشب سے روایت میں کوئی حرج نہیں۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ شَهْرٌ حَسَنُ الْحَدِيثِ وَقَوَّى أَمْرَهُ وَقَالَ إِنَّمَا تَكَلَّمَ فِيهِ ابْنُ عَوْنٍ ثُمَّ رَوَى عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي زَيْنَبَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ. أَنْبَأَنَا أَبُو دَاوُدَ الْمَصَاحِفِيُّ بَلْخِيٌّ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ إِنَّ شَهْرًا تَرَكُوهُ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شہر بن حوشب حسن الحدیث ہے۔ اور اس کا امر قوی ہے، اور انہوں نے فرمایا: ابن عون نے ان پر جرح کی ہے۔ پھر ہلال بن ابی زینب کے حوالے سے شہر بن حوشب سے روایت بھی کیا ہے۔ ابوداؤد مصاحفی بلخی نے ہمیں خبر دی انہوں نے کہا نضر بن شمیل نے ابن عون کے حوالے سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ شہر کو انہوں نے ترک کر دیا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ النَّضْرُ تَرَكُوهُ أَيْ طَعَنُوا فِيهِ وَإِنَّمَا طَعَنُوا فِيهِ لِأَنَّهُ وَلِيَ أَمْرَ السُّلْطَانِ.

ابوداؤد نے کہا: نضر نے کہا: کہ (تَرَکُوہُ) 'انہوں نے اسے چھوڑ دیا ہے' کا مطلب ہے (أَيْ طَعَنُوا فِيهِ) 'کہ انہوں نے اس کے بارے میں طعن کیا ہے'۔ اور انہوں نے اس کے بارے

میں صرف اسی لیے طعن کیا کہ انہوں نے بادشاہ کا عہدہ قبول کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح: إِلَّا الإِلوَاءَ بِاليَدِ) "ہاتھ سے اشارہ کرنے" کے علاوہ باقی روایت صحیح ہے۔ جلباب المرأة المسلمه: ١٩٤-١٩٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٢٠٤، سنن ابن ماجه: ٣٧٠١، مسند احمد : ٢٧٥٦١

فوائد الحدیث: اگر فتنے کا خطرہ نہ ہو تو غیر محرم مرد عورت کو اور غیر محرم عورت مرد کو سلام کہہ سکتی ہے۔ اگر خرابی کا خدشہ ہو تو پھر ایسا "ثواب" کمانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

2698: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ الْبَصْرِيُّ الأَنْصَارِيُّ مُسْلِمُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا بُنَيَّ! إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُونُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "بیٹا! جب اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو، یہ تمہارے اور تمہارے گھرانے کے افراد کے لیے باعث برکت ہوگا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) دیکھیں حدیث ۵۸۹۔

تخریج الحدیث: مسند ابویعلیٰ: ٣٦٢٤، معجم الاوسط للطبرانی: ٥٩٨٨، وفی الصغیر: ٨٥٦

فوائد الحدیث: ١۔ آدمی جب باہر سے گھر جائے تو اسے اپنے اہل خانہ پر بھی سلام کہنا چاہیے۔

٢۔ بعض اسلاف سے منقول ہے کہ اگر کوئی آدمی غریب ہو، مقروض یا رزق کی تنگی ہو تو وہ جب گھر میں جائے بلند آواز سے "السلام علیکم ورحمة الله وبركاته" کے مکمل الفاظ کے ساتھ سلام کہے۔ اور گھر والے بھی بلند آواز سے "وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته" کے الفاظ سے جواب دیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے گا۔ اور اس گھر سے غربت ختم ہو جائے گی۔

٣۔ حدیث الباب سنداً ضعیف ہے دوسری عمومی صحیح احادیث سے مسئلہ درست ہے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَامِ قَبْلَ الْكَلَامِ

بات کرنے سے پہلے سلام کہنا

2699: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ بَغْدَادِيٌّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کلام سے پہلے سلام۔"

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ)).

وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا تَدْعُوا أَحَدًا إِلَى الطَّعَامِ حَتَّى يُسَلِّمَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ ذَاهِبٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ زَاذَانَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

اسی اسناد سے نبی ﷺ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو کھانے کی دعوت نہ دو حتیٰ کہ وہ سلام کرے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث منکر ہے اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عنبسہ بن عبدالرحمٰن حدیث میں ضعیف ہے، بھول جانے والا ہے اور محمد بن زاذان منکر الحدیث ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) البتہ یہ الفاظ کہ ''کسی کو کھانے کی دعوت نہ دو....'' من گھڑت، موضوع ہیں۔ الصحیحة: ٨١٦، ضعیف الجامع: ٣٣٧٤، اس میں عنبسہ اور محمد بن زاذان دونوں متروک ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند ابویعلیٰ: ٢٠٥٩، الکامل لابن عدی: ٦/٢٢١٠، ابن الجوزی فی العلل: ٢/٧٢٠

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح روایات سے ملاقات کے وقت سلام کہنے کے جو احکام بیان ہوئے ہیں ان کی روشنی میں یہ بات درست ہے کہ کسی بھی معاملے پر گفتگو کرنے سے پہلے سلام، دعا، ہو جائے تو باہمی الفت و محبت اور ہمدردی و خیر خواہی کا اظہار ہوگا۔ جس سے باقی معاملات بھی خوشی اسلوبی سے طے ہوں گے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و برکت کا نزول بھی ہوگا۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ

ذمی شخص کو سلام کرنے کی ممانعت

2700: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَبْدَءُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى بِالسَّلَامِ وَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو جب تم ان میں سے کسی کو راستے میں ملو تو اسے راستے کے سب سے زیادہ تنگ حصے کی طرف (چلنے پر) مجبور کر دو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ١٦٠٢

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢١٦٧، سنن ابو داود: ٥٢٠٥، مسند احمد: ٧٥٦٧، صحیح ابن حبان: ٥٠٠ و ٥٠١

فوائد الحدیث: ١۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مومن مسلمان کو جو عزت اور شرف بخشا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ مومن بندے بھی اس کی قدر کریں اور خود اپنے ہی ہاتھوں اپنی عزت و توقیر کو خاک میں نہ ملائیں۔ اس لیے اپنے مقام و مرتبے کا لحاظ رکھتے اور اس کا تحفظ کرتے ہوئے غیر مسلموں، یہودی، عیسائی، سکھ، ہندو اور مجوسی وغیرہ کو۔

١۔ سلام کہنے میں پہل نہیں کرنی چاہئے اگر بہت ہی ضروری ہو تو سوالیہ انداز میں اس سے پوچھ سکتا ہے۔ کیا حال ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

اگر کوئی غیر مُسلم آپ کو پہلے سلام کہہ دے تو اس کے جواب میں صرف "وعلیکم" کے الفاظ لوٹا دے، مکمل سلام نہ کہے (تفصیل آئندہ حدیث میں بیان ہو رہی ہے)۔

۲۔ راہ چلتے ہوئے غیر مسلموں کی عزت و توقیر کی خاطر ان کا راستہ نہیں چھوڑنا چاہئے کہ جس سے ان میں نخوت، تکبّر و غرور آئے اور مُسلمانوں کو وہ حقیر سمجھیں۔

لیکن اگر ایسی صورت یا خدشہ نہ ہو تو پھر خواہ مخواہ پنگا بھی نہیں لینا چاہئے۔ کہ آپ راستہ روک کر کھڑے ہو جائیں کہ آپ چونکہ غیر مُسلم ہیں لہٰذا اس کنارے کی طرف ہو کر گزر۔ بلکہ آپ خود بھی راستے کے حقوق اور راہ چلنے کے آداب کو ملحوظ رکھیں تو اسی میں اسلام کی عظمت اور آپ کا وقار ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا مقصد بھی اسلام اور مُسلمانوں کی عزت و توقیر کا تحفّظ ہے۔ دنگا فساد نہیں۔

۳۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی غیر مُسلم کو اپنے ذاتی مفادات یا مالی منفعت کی خاطر ایسا پروٹوکول نہیں دینا چاہئے جس سے مُسلمانوں کے وقار پر حرف آئے کہ آپ انہیں اپنی مساجد میں بلا کر منبر پر بٹھا دیں یا ان کے آگے پیچھے پیچھے جائیں جیسا کہ کئی لوگ مذہبی ہم آہنگی اور مکالمہ بین المذاہب جیسی اصطلاحوں کی آڑ میں گوروں کے سامنے خود اپنے آپ کو نیچ اور حقیر بنا کر پیش کرتے ہیں۔

اگر راہ چلتے ہوئے راستے میں انہیں کوئی ایسی رعایت نہیں دی جا سکتی تو اپنے گھر (مسجد یا مدرسے) میں بلا کر انہیں یہ اعزاز کیونکر دینا جائز اور درست ہے۔ فافهم و تدبر، واشكر لله انه انعم الله عليك بالاسلام

2701: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَهْطًا مِنَ الْيَهُودِ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((عَلَيْكُمْ)). فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)). قَالَتْ عَائِشَةُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ ((قَدْ قُلْتُ عَلَيْكُمْ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، یہود کے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: ((السام علیك)) (نعوذ باللہ) تم پر موت واقع ہو، نبی ﷺ نے فرمایا: ((علیکم)) "تم پر (بھی وہی کچھ ہو)۔" سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: بلکہ تم پر موت اور لعنت واقع ہو، نبی ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! اللہ اپنے تمام امور میں رفق و نرمی کو پسند فرماتا ہے۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: آپ ﷺ نے ان کی بات نہیں سنی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے کہہ جو دیا: تم پر"۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيِّ.

اس باب میں سیّدنا ابو بصرہ غفاری، ابن عمر، انس اور ابو عبدالرحمن الجہنی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) متفق عليه، الروض النضير: ٧٦٤

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٩٣٥، ٦٠٢٤، صحيح مسلم: ٢١٦٥، سنن ابن ماجه: ٣٦٨٩، سنن النسائی فی الكبرى: ١٠٢١٣، ١١٥٧٢، مسند احمد: ٢٤٠٩٠، صحيح ابن حبان: ٥٤٧، ٦٤٤١

فوائد الحديث: یہود و نصاریٰ بڑے مکار لوگ تھے وہ آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کے لیے کوئی نہ کوئی نیا طریقہ ڈھونڈتے تھے

لیکن اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر ﷺ کو اس سے آگاہ فرما دیتے اور ان کی چالیں انہی پر الٹا دی جاتیں۔

انہی میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ جب نبی کریم ﷺ کو یا مسلمانوں کو "سلام" کہتے تو بجائے "السلام علیکم" کہنے کے وہ "السام علیکم" کہتے یعنی "سلام" کی بجائے "سام" کا لفظ بولتے جس کا معنی "موت" ہے۔

جب انہیں اس طرف توجہ دلائی جاتی تو وہ کہتے کہ نہیں، نہیں ہم نے تو "سلام" کا لفظ بولا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ بھی جواب میں صرف اتنا ہی ارشاد فرماتے "وعلیکم" یعنی جو کچھ تم نے ہمارے لیے مانگا ہے وہی تم پر بھی ہو

آپ ﷺ کا یہ ایسا حکیمانہ اور حقیقی جواب تھا کہ جس سے کسی قسم کا لڑائی جھگڑا نہیں اور ان کے لیے تاویل کا بھی کوئی راستہ نہ تھا۔ (ﷺ)

۲۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آپ ﷺ سے محبت و عقیدت بھی ثابت ہوتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے متعلق کوئی ایسا جملہ نہیں سننا چاہتیں جو ادب و احترام کے منافی ہو۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جتنی بات انہوں نے کی تھی اس کا میں نے جواب دے دیا ہے۔ لہٰذا اس سے زیادہ مناسب نہیں۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَامِ عَلَى مَجْلِسٍ فِيهِ الْمُسْلِمُونَ وَغَيْرُهُمْ

جس مجلس میں مسلمان اور غیر مسلم ہوں وہاں سلام کرنا

2702: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسٍ وَفِيهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْيَهُودِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ.

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جہاں مسلمان اور یہودی اکٹھے بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے انہیں سلام کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، صحيح الترمذي: ٢١٣٧، اخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٥٧٦/٢ .

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٥٦٦، صحيح مسلم: ١٧٩٨، سنن النسائی فی الکبری: ٧٥٠٢، مسند احمد : ٢١٧٦٧، صحيح ابن حبان: ٦٥٨١

فوائد الحدیث: مسلمانوں اور کفار کی مشترکہ اور مخلوط مجلس میں مسلمانوں کی عزت و توقیر کو بڑھاوا دینے کے لیے انہیں سلام کہنا جائز ہے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَسْلِيمِ الرَّاكِبِ عَلَى الْمَاشِي

سوار، پیدل چلنے والے کو سلام کرے

2703: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "سواری والا شخص پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے شخص کو اور قلیل افراد کثیر افراد کو سلام کریں گے۔"

الْكَثِيرِ)).

وَزَادَ ابْنُ الْمُثَنّٰى فِي حَدِيثِهِ ((وَيُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ)).

ابن مثنی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا کہ "صغیر (کم سن) کبیر (بڑے) کو سلام کرے گا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَجَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا عبدالرحمن بن شبل، فضالہ بن عبید اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَقَالَ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَيُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ إِنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔ اور ایوب سختیانی، یونس بن عبید اور علی بن زید نے کہا کہ حسن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ١١٤٥، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٩٩٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٢٣١، ٦٢٣٢، صحیح مسلم: ٢١٦٠، سنن ابو داود: ٥١٩٨۔ ٥١٩٩، مسند احمد : ٨٣١٢

2704: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "صغیر، کبیر کو، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں گے۔"

قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٩٩٣، البيهقي: ٩/٢٠٣

تخریج الحدیث: صحيفة همام: ٥٠، مصنف عبدالرزاق: ١٩٤٤٥، مسند احمد : ٨١٦٢

2705: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنْبَأَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ اسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْجَنْبِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يُسَلِّمُ الْفَارِسُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَائِمِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)).

سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گھڑ سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا کھڑے شخص کو اور قلیل، کثیر کو سلام کرے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو عَلِيٍّ الْجَنْبِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ.

ابو علی الجنبی کا نام عمرو بن مالک ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ١١٥٠، اخرجه الدارمي: ٢٦٣٧، البخاري في الادب المفرد: ٩٩٦

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٣٣٨، مسند احمد : ٢٣٩٤٠، صحيح ابن حبان: ٤٩٨

فوائد الحدیث: ان احادیث میں سلام کہنے کے آداب بیان ہوئے ہیں کہ:

۱۔ سوار آدمی، پیدل چلنے والوں کو سلام کہے۔
۲۔ پیدل چلنے والا راستے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کہے۔
۳۔ تھوڑے افراد، اپنے سے بڑے گروہ یا جماعت کو سلام کہیں۔
۴۔ چھوٹا، اپنے سے بڑے کو سلام کہے، (خواہ عمر میں چھوٹا ہو یا علم و فضل میں)۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عِنْدَ الْقِيَامِ وَعِنْدَ الْقُعُودِ

مجلس میں کھڑے ہوتے اور بیٹھتے وقت سلام کرنا

2706: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ، ثُمَّ إِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْأُولَى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مجلس کے پاس پہنچے تو وہ سلام کرے، اگر اسے خیال آئے کہ وہ بیٹھ جائے تو بیٹھ جائے، پھر جب وہ اٹھے تو سلام کرے۔ پہلا (سلام) دوسرے سے کوئی زیادہ حق نہیں رکھتا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ یہ روایت ابن عجلان عن سعید المبقری عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے بھی نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) سلسلة الصحيحة: ١٨٣، تخريج الكلم: ٢٠١، اخرجه البغوي: ٣٣٢٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٢٠٨، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٣٤٢، ٣٧٠،٣٦٩،٣٦٨، شرح مشكل الآثار: ١٣٥٥، مسند احمد: ٧١٤٢، صحيح ابن حبان: ٤٩٣، ٤٩٤، ٤٩٥

فوائد الحدیث: کسی بھی مجلس، گھر، مسجد وغیرہ میں آتے وقت بھی سلام کہنا چاہئے اور واپس جاتے ہوئے بھی۔ اللہ تعالیٰ دونوں مواقع پر اجر و ثواب سے نوازیں گے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاسْتِئْذَانِ قُبَالَةَ الْبَيْتِ

گھر کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت طلب کرنا

2707: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ كَشَفَ سِتْرًا فَأَدْخَلَ بَصَرَهُ فِي الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَرَأَى عَوْرَةَ أَهْلِهِ فَقَدْ أَتَى حَدًّا لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ، لَوْ أَنَّهُ حِينَ أَدْخَلَ بَصَرَهُ اسْتَقْبَلَهُ

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے پردہ اٹھا کر اجازت ملنے سے پہلے کسی گھر میں جھانک کر اس کے اہل کی قابل ستر چیز دیکھ لی تو اس نے ایک ایسی حد کا ارتکاب کیا جس کا ارتکاب اس کے لیے حلال نہیں، جس وقت اس نے جھانکا تھا اگر اس وقت کوئی شخص اس کی

رَجُلٌ فَفَقَأَ عَيْنَيْهِ مَا غَيَّرْتُ عَلَيْهِ، وَإِنْ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى بَابٍ لَا سِتْرَ لَهُ غَيْرِ مُغْلَقٍ فَنَظَرَ فَلَا خَطِيئَةَ عَلَيْهِ، إِنَّمَا الْخَطِيئَةُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ)).

سامنے سے آنکھیں پھوڑ دے تو میں اس (آنکھ پھوڑنے والے) کو معیوب قرار نہیں دوں گا، اگر کوئی شخص کسی ایسے دروازے کے سامنے سے گزرا جس کا کوئی پردہ نہیں اور وہ بند بھی نہیں اس نے دیکھ لیا تو پھر اس کی کوئی غلطی نہیں، غلطی تو گھر والوں کی ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے اس کی مثل صرف ابن لہیعہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور ابو عبدالرحمٰن الحبلی کا نام عبداللہ بن یزید ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٣٥٢٦ التحقيق الثاني، ضعيف الترمذي: ٥١١

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢١٣٥٩، ٢١٥٧٢

فوائد الحدیث: ۱۔ کسی کے ہاں ملنے کے لیے جائیں تو گھر سے باہر کھڑے ہو کر اجازت طلب کریں۔
(اجازت طلب کرنے کا طریقہ اور آداب کے لیے حدیث نمبر ۲۶۹۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)
۲۔ اگر دروازہ بند ہو یا دروازے پر پردہ لٹک رہا ہو تو اجازت ملنے سے پہلے اندر جھانکنا بھی نہیں چاہیے۔
۳۔ اگر دروازہ کھلا ہو اور کوئی پردہ وغیرہ بھی نہ ہو تو اچانک گھر کے اندر نظر پڑ جانے میں کوئی حرج نہیں البتہ ٹکٹکی لگا کر یا بار بار دیکھنا منع ہے۔
ایسی صورت میں دروازے کے ایک جانب کھڑے ہو کر اجازت طلب کریں۔ گھر کے اندر ہر صورت، اجازت کے بعد ہی داخل ہوا جاسکتا ہے پہلے نہیں۔

17- بَابُ مَنِ اطَّلَعَ فِي دَارِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ
جو بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکتا ہے

2708: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي بَيْتِهِ فَاطَّلَعَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَأَهْوَى إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ فَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے گھر میں تھے تو کسی آدمی نے اندر جھانکا، آپ ﷺ چوڑے پھل والا نیزہ لے کر اس کی طرف لپکے لیکن وہ آدمی پیچھے ہٹ گیا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٧٨، اخرجه ابو يعلى: ٣٨١٣، البخاري في الادب المفرد: ١٠٧٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٢٤٢، صحیح مسلم: ٢١٥٧، سنن ابو داود: ٥١٧١، سنن النسائی: ٨/٦٠، مسند احمد : ١٢٠٥٥

2709: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَجُلاً اطَّلَعَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ جُحْرٍ فِي حُجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِدْرَاةٌ يَحُكُّ بِهَا رَأْسَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الاِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ)).

سیّدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک سوراخ سے نبی ﷺ کے حجرے میں رسول اللہ ﷺ کو جھانکا، نبی ﷺ کے پاس پشت خار تھا۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ اپنا سر کھجاتے تھے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے پتا چل جائے کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں اس کے ساتھ تیری آنکھ پھوڑ دیتا، دیکھنے ہی کی وجہ سے تو اجازت طلب کرنا مقرر کیا گیا ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترغيب: ٢٧٣/٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٩٢٤، صحيح مسلم: ٢١٥٦، سنن النسائی: ٦١٠٨/٦٠، مسند احمد: ٢٢٨٠٢، صحيح ابن حبان: ٥٨٠٩، ٦٠٠١

فوائد الحدیث: کسی کے بھی گھر میں بغیر اجازت نہ جانا چاہئے اور نہ ہی جھانکنا چاہئے۔ اگر کسی شخص نے بغیر اجازت کسی کے گھر میں جھانکا اور اس دوران انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس کا کوئی قصاص نہیں ہوگا۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ قَبْلَ الاِسْتِئْذَانِ

اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام کرنا

2710: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ كَلَدَةَ بْنَ حَنْبَلٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ بِلَبَنٍ وَلِبَإٍ وَضَغَابِيسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ بِأَعْلَى الْوَادِي قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أُسَلِّمْ وَلَمْ أَسْتَأْذِنْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((ارْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟)). وَذَلِكَ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ صَفْوَانُ.

کلدہ بن حنبل نے بیان کیا کہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے دودھ، پیوسی (گائے، بھینس وغیرہ جب بچے کو جنم دیتی ہے تو پہلے دو تین دن جو گاڑھا دودھ ہوتا ہے) اور چھوٹے کھیرے دے کر نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ نبی ﷺ وادی کے بالائی حصے میں تھے، میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کی نہ سلام عرض کیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”واپس جا اور سلام کر اور یوں کہہ: کیا میں اندر آسکتا ہوں؟“ یہ صفوان کے اسلام قبول کرنے کے بعد کا واقعہ ہے۔

قَالَ عَمْرٌو وَأَخْبَرَنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ أُمَيَّةُ بْنُ صَفْوَانَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُهُ مِنْ كَلَدَةَ.

عمرو کہتے ہیں مجھے یہ حدیث امیۃ بن صفوان نے بیان کی اور اس نے یہ نہیں کہا کہ میں نے یہ حدیث کلدہ سے سنی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم

مِنْ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ أَيْضًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ مِثْلَ هَذَا. وَضَغَابِيسُ هُوَ حَشِيشٌ يُؤْكَلُ.

اسے صرف ابن جریج کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ ابو عاصم نے بھی اسے ابن جریج سے اسی مثل روایت کیا ہے۔ اور (ضغابیس) سے مراد (حشیش) جسے کھایا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٨٨، اخرجها لبيهقي: ٣٣٩/٨، المزي في تهذيب الكمال: ٢٠٩/٢٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٧٦ ٥، سنن النسائي في الكبرى: ٦٧٣٥، الادب المفرد: ١٠٨١، مسند احمد : ١٥٤٢٥

فوائد الحدیث: ۱۔ کسی سے ملاقات کے لیے جائیں تو اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام کہنا چاہیے پھر اجازت طلب کریں۔

۲۔ بات کو اچھی طرح ذہن نشین کروانے کے لیے عملی طور پر بھی اس سے وہ کام کروایا جاسکتا ہے تاکہ اسے یاد رہے، جیسے رسول اللہ ﷺ نے کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ کو اجازت لینے کے آداب بتائے کہ پہلے سلام کہو، پھر اجازت طلب کرو" اور یہ سمجھانے کے لیے انہیں واپس لوٹایا۔

2711: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي، فَقَالَ ((مَنْ هَذَا)). فَقُلْتُ أَنَا. فَقَالَ ((أَنَا أَنَا)). كَأَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے اپنے والد کے ذمے قرض کے بارے میں نبی ﷺ سے اجازت طلب کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کون ہے؟" میں نے عرض کیا: میں، آپ ﷺ نے فرمایا: "میں میں"!؟ گویا کہ آپ ﷺ نے اس (طرح میں میں کہنے) کو ناپسند فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، صحيح الترمذي: ٢١٨١، اخرجه البغوي: في شرح السنة: ٣٣٢٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٦٢٥٠، صحيح مسلم: ٢١٥٥، سنن ابو داود: ٥١٨٧، سنن ابن ماجه: ٣٧٠٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٣٢٨، مسند احمد : ١٤١٨٥، صحيح ابن حبان: ٥٨٠٨

فوائد الحدیث: جب آپ کسی کی ملاقات کے لیے جائیں اور اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام کہیں، لیکن اگر اہل خانہ آپ کی آواز سے آپ کو نہ پہچان سکیں اور سوال کر لیں کہ "کون"؟ ہے تو اپنا نام بتانا چاہیے، صرف "مَیں" نہیں کہنا چاہیے۔ کیونکہ ان کا سوال کرنا بتا رہا ہے کہ وہ آپ کو آواز سے پہچان نہیں رہے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ طُرُوقِ الرَّجُلِ أَهْلَهُ لَيْلاً

رات کے وقت سفر سے واپس گھر آنے کی ممانعت

2712: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَاهُمْ أَنْ يَطْرُقُوا النِّسَاءَ لَيْلاً.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ وہ رات کے وقت سفر سے واپس عورتوں کے پاس آئیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں سیّدنا انس، ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَاهُمْ أَنْ يَطْرُقُوا النِّسَاءَ لَيْلاً قَالَ فَطَرَقَ رَجُلَانِ بَعْدَ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی ایک طرق سے جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مروی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں رات کے وقت سفر سے واپس عورتوں کے پاس آنے سے منع فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کی ممانعت کے بعد دو آدمی رات کے وقت سفر سے واپس اہل خانہ کے ہاں آئے تو ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنی اہلیہ کے ساتھ کسی آدمی کو پایا۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، اخرجه الحميدي: ١٢٩٧، ابو يعلى: ١٨٤٣، صحيح الترمذي: ٢١٨٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٨٠١، ٥٢٤٣، ومسلم ص: ١٥٢٨(١٨٣)سنن ابو داود: ٢٧٧٦، سنن النسائی فی الکبری: ٩١٤١، ٩١٤٢، مسند احمد : ١٤١٩١، صحيح ابن حبان: ٢٧١٣، ٤١٨٢

فوائد الحدیث: اگر آدمی کسی لمبے سفر پر ہے کہ اہل خانہ کو ابھی اس کے واپس آنے کی توقع نہیں تھی تو وہ بغیر اطلاع دیے رات کو اچانک گھر واپس نہ آئے۔ اگر اس نے اطلاع دے دی ہے جیسا کہ آجکل فون پر رابطے کی یہ سہولت میسر ہے۔ بلکہ لمحہ بہ لمحہ کی خبر اور کیفیت معلوم ہو جاتی ہے تو پھر رات کے کسی بھی حصے میں گھر واپس آسکتا ہے۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَتْرِيبِ الْكِتَابِ

مکتوب کو خاک آلود کرنا

2713: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَتَبَ أَحَدُكُمْ كِتَابًا فَلْيُتَرِّبْهُ فَإِنَّهُ أَنْجَحُ لِلْحَاجَةِ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ وَحَمْزَةُ هُوَ عِنْدِي ابْنُ عَمْرٍو النَّصِيبِيُّ هُوَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی تحریر لکھے تو وہ اسے خاک آلود کر لے کیونکہ وہ حاجت و کام کے لیے زیادہ کامیابی کا باعث ہے۔“
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت منکر ہے۔ ہم اس حدیث کو ابوزبیر سے صرف اسی سند کے ساتھ جانتے ہیں اور حمزہ میرے نزدیک ابن عمرو نصیبی ہے اور وہ حدیث میں ضعیف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٥٦٥٧، سلسلة الضعيفة: ١٧٣٨، حمزہ ضعیف و متروک ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٧٧٤

فوائد الحدیث: ا۔ یہ روایت ضعیف ہے، تحریر لکھ کر خاک آلود کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ اسے صاف ستھرا خوبصورت رکھ کر اپنے مقصود و مطلوب تک پہنچانا چاہئے تاکہ وہ اس کو رغبت سے پڑھے نہ کہ ردی سمجھ کر نظر انداز کر دے۔

۲۔ البتہ جب قلم و قرطاس کی صنعت نے اس قدر ترقی نہیں کی تھی جو آج نظر آرہی ہے تو اس وقت لوگ دوات سے سیاہی لے کر قلم کے ساتھ لکھتے تھے اور وہ بھی چمڑے وغیرہ پر تو بعض اوقات سیاہی زیادہ ہونیکی وجہ سے وہ جلدی خشک نہیں ہوتی تھی۔ اب اس تحریر کو

جلدی خشک کرنے کی ضرورت ہوتی تو اس پر مٹی ڈال دی جاتی جو اضافی سیاہی کو چوس کر خشک کر دیتی۔

ایسی اگر کوئی ضرورت ہو تو اسے ضرورت کی حد تک رکھا جا سکتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے ایسی کوئی بات صحیح سند سے ثابت نہیں۔

21- بَابُ حَدِيْثِ ((ضَعِ الْقَلَمَ عَلَى أُذُنِكَ))

قلم کان پر رکھنا

2714: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ أُمِّ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ كَاتِبٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ((ضَعِ الْقَلَمَ عَلَى أُذُنِكَ فَإِنَّهُ أَذْكَرُ لِلْمُمْلِي)).

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جبکہ کاتب آپ ﷺ کے سامنے تھا، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قلم اپنے کان پر رکھ وہ املاء کرانے والے کو خوب یاد کراتا ہے''۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَهُوَ إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ. وَعَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ زَاذَانَ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، اس کی اسناد ضعیف ہے، محمد بن زاذان اور عنبسہ بن عبدالرحمٰن دونوں حدیث میں ضعیف قرار دیے گئے ہیں۔''

حکم الحدیث: (موضوع) سلسلة الضعيفة: ٨٦٥، عنبسہ اور محمد بن زاذان دونوں متروک ہیں۔

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدی: ٥/١٩٠١، ابن الجوزی فی الموضوعات: ١/٢٥٩

فوائد الحدیث: ١۔ لکھنے کے لئے قلم کے رکھنے کی جگہ یا کیفیت کوئی شرعی طور پر رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں یہ انسان کی ضرورت، عادت یا سہولت پر منحصر ہے جیسے اس کو آسانی ہو وہ طریقہ اختیار کر سکتا ہے۔

٢۔ حدیث الباب بھی ضعیف ہے۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ السُّرْيَانِيَّةِ

سریانی سیکھنا

2715: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَتَعَلَّمَ لَهُ كَلِمَاتِ كِتَابِ يَهُودَ. قَالَ ((إِنِّي وَاللهِ مَا آمَنُ يَهُودَ عَلَى كِتَابٍ)). قَالَ فَمَا مَرَّ بِي نِصْفُ شَهْرٍ حَتَّى تَعَلَّمْتُهُ لَهُ قَالَ

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں آپ ﷺ کی خاطر یہود کی کتاب سے کچھ کلمات سیکھ لوں، اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! یہود میرے لیے جو لکھتے ہیں مجھے اس پر یقین نہیں۔'' پس میں نے نصف ماہ میں آپ ﷺ کی خاطر اسے سیکھ لیا، پس جب میں نے

فَلَمَّا تَعَلَّمْتُهُ كَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَى يَهُودَ كَتَبْتُ إِلَيْهِمْ وَإِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ قَرَأْتُ لَهُ كِتَابَهُمْ.

اسے سیکھ لیا تو جب آپ ﷺ نے یہود کے نام کچھ لکھنا ہوتا تو میں ان کے نام لکھتا تھا، اور جب وہ آپ ﷺ کے نام لکھتے تھے تو ان کے خطوط میں آپ ﷺ کو پڑھ کر سناتا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَوَاهُ الْأَعْمَشُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَتَعَلَّمَ السُّرْيَانِيَّةَ.

یہ حدیث اس طریق کے علاوہ زید بن ثابت سے روایت کی گئی ہے۔ اعمش نے اسے ثابت بن عبید انصاری عن زید بن ثابت کی سند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں سریانی زبان سیکھوں۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) تخريج المشكاة: ٤٦٥٩، صحيح الترمذي: ٢١٨٣، الحاكم: ١/٧٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٦٤٥، مسند احمد: ٢١٥٨٧، ٢١٦١٨، صحيح ابن حبان: ٧١٣٦، وعلقه صحيح بخاری بصيغة الجزم: ٧١٩٥

فوائد الحدیث: قومی، سرکاری، یا ذاتی ضرورتوں کی خاطر غیر مسلموں کی زبان سیکھنی چاہئے تاکہ ان سے معاملات کرتے ہوئے بھی آسانی رہے اور ان کے دھوکے فراڈ سے بھی بچا جا سکے۔ لیکن اسے مطمع نظر نہیں بنا لینا چاہئے کہ اس کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔

آج لوگ قرآن وحدیث پڑھنے اور سمجھنے کے لیے عربی زبان نہیں سیکھتے اور نہ ہی اس پر محنت کرتے ہیں لیکن انگلش اور چینی زبان سیکھنے کا بھوت سوار ہے۔

23- بَابٌ فِي مُكَاتَبَةِ الْمُشْرِكِينَ

مشرکوں سے خط و کتابت

2716: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ قَبْلَ مَوْتِهِ إِلَى كِسْرَى وَإِلَى قَيْصَرَ وَإِلَى النَّجَاشِيِّ وَإِلَى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے کسریٰ و قیصر، نجاشی اور ہر جابر حکمران کے نام خط لکھ کر اللہ کی طرف دعوت دی، نبی ﷺ نے جس نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی تھی وہ اور نجاشی تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٨٤، اخرجه ابو يعلى: ٢٩٥٤، والبيهقي: ٩/١٠٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٧٧٤، سنن النسائي في الكبرى: ٨٨٤٧، مسند احمد: ١٢٣٥٥، صحيح ابن حبان: ٦٥٥٣، ٦٥٥٤

فوائد الحدیث: غیر مسلموں سے دین اسلام کی تعلیم و تبلیغ اور اپنے کاروباری اور سرکاری معاملات کے لیے خط و کتابت ہو سکتی ہے۔

24- بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ يُكْتَبُ إِلَى أَهْلِ الشِّرْكِ

مشرکوں کے نام کس طرح خط لکھا جائے گا

2717: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا تُجَّارًا بِالشَّامِ فَأَتَوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُرِءَ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ السَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ.

سیّدنا ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہرقل نے قریش کے چند افراد کی موجودگی میں انہیں بلا بھیجا وہ شام میں تجارت کی غرض سے موجود تھے پس وہ اس (ہرقل) کے پاس گئے۔ اور پھر حدیث ذکر کی، پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا وہ پڑھ کر سنایا گیا اس میں لکھا تھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام، سلام اس پر جس نے ہدایت کی اتباع کرلی، امابعد۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو سُفْيَانَ اسْمُهُ صَخْرُ بْنُ حَرْبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا نام صخر بن حرب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١١٠٩، صحيح الترمذي: ٢١٨٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٧ و ٦٢٦٠، صحیح مسلم: ١٧٧٣، سنن ابو داود: ٥١٣٦، سنن النسائی فی الکبری: ٥٨٥٨، ٥٨٥٩، مسند احمد : ٢٣٧٠، صحیح ابن حبان: ٦٥٥٥

فوائد الحدیث: غیر مسلموں سے خط و کتابت کرتے وقت بھی اسلامی روایات اور اس کے وقار کا لحاظ اور پاس رکھنا بہت ضروری ہے۔ کہ یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہے کہ آپ اپنی ثقافت اور روایات پر پکے اور پختہ ہیں مثلاً:

۱۔ خط لکھتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا چاہئے۔ صرف ۷۸۶ یا آداب، وغیرہ کے الفاظ اور عدد استعمال نہیں کرنے چاہئیں جیسا کہ کئی ایک دیسی روشن خیالوں کا انداز اور طریقہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۔ ان کے مقام و مرتبے اور منصب کا لحاظ ضرور رکھا جائے لیکن مسلمانوں کی سی عزت و توقیر نہ کی جائے۔ لہٰذا اسلام کہتے ہوئے ایسے کلمات کا استعمال کرنا چاہئے جو اس کے لیے غور و فکر کے دریچے وا کرے اور اسلام کی طرف اس کو رغبت دلائے کہ میں بھی مسلمان ہو جاؤں تاکہ سلامتی والی دعاؤں کا حق دار بن سکوں۔

آپ اسے السلام علیکم لکھنے کی بجائے السلام علی من اتبع الھدیٰ لکھیں۔

''کہ سلامتی اس پر ہو جو محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی ھدایت کا پیروکار ہے''

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي خَتْمِ الْكِتَابِ

خط پر مہر لگانا

2718: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا أَرَادَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الْعَجَمِ قِيلَ لَهُ إِنَّ الْعَجَمَ لَا يَقْبَلُونَ إِلَّا كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا. قَالَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي كَفِّهِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ کے نبی ﷺ نے عجمیوں کے نام خط لکھنے کا ارادہ فرمایا، تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا، عجمی صرف مہر زدہ خط ہی قبول کرتے ہیں پس آپ ﷺ نے انگوٹھی بنوالی۔ راوی نے بیان کیا: گویا کہ میں اس (انگوٹھی) کی چمک آپ ﷺ کی ہتھیلی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، اخرجه ابو يعلى: ٣٠٠٩، البيهقي: ١٠/١٢٨، مختصر الشمائل: ٧٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٥، صحيح مسلم: ٢٠٩٢، سنن ابو داود: ٤٢١٤، ٤٢١٥، سنن النسائی: ٨/١٧٤ و ١٩٣۔ ١٩٤، مسند احمد: ١٢٧٢٠، صحيح ابن حبان: ٦٣٩٢.

فوائد الحدیث: خط و کتابت کرتے وقت خط پر مہر لگائی جاسکتی ہے اس طرح تحریر مزید پختہ اور قابل اعتماد ہو جاتی ہے کہ لکھنے والا اس کی ذمہ داری لینے کی تصدیق کر رہا ہے۔

26- بَابُ كَيْفَ السَّلَامُ

سلام کرنے کی کیفیت

2719: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي قَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَيْسَ أَحَدٌ يَقْبَلُنَا فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَنَى بِنَا أَهْلَهُ فَإِذَا ثَلَاثَةُ أَعْنُزٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((احْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا)). فَكُنَّا نَحْتَلِبُهُ فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ نَصِيبَهُ وَنَرْفَعُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَصِيبَهُ فَيَجِيءُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْنَا تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ النَّائِمَ وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ ثُمَّ يَأْتِي

سیّدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی (مدینہ) آئے، مشقت کی وجہ سے ہماری سماعت و بصارت جاتی رہی تھی، ہم نبی ﷺ کے اصحاب پر (اپنے آپ کو) پیش کرنے لگے، ہم کو کسی نے بھی قبول نہ کیا، ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ﷺ ہمیں اپنے اہل کے پاس لے گئے وہاں تین بکریاں تھیں، نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ دودھ دوہو۔" ہم دودھ دوہتے اور ہر شخص اپنا نصیب پیتا اور ہم رسول اللہ ﷺ کا حصہ اٹھا رکھتے، رسول اللہ ﷺ رات کے کسی وقت تشریف لاتے تو اس طرح سلام کرتے کہ سونے والے کو بیدار نہ کرتے اور بیدار کو سنا دیتے، پھر مسجد

الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُهُ.

تشریف لاتے اور نماز پڑھتے، پھر آپ ﷺ اپنے مشروب (دودھ) کی طرف آتے اور اسے نوش فرماتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) آداب الزفاف: ١٦٧-١٩٧، صحيح الترمذي: ٢١٨٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم : ٢٠٥٥، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٣٢٣، مسند احمد : ٢٣٨٠٩، ٢٣٨١٢

فوائد الحدیث: جب بھی آدمی کسی جگہ پر جائے اور سلام کہنا ہو تو وہاں کے حالات کے موافق انداز اور طریقہ اختیار کرنا چاہئے مثلاً کوئی سو رہا ہے، نماز پڑھ رہا ہے یا کسی اہم کام میں مصروف ہے کہ آدمی سلام کہنے کی بجائے سلام "مار" دے تو یہ طریقہ مناسب نہیں بلکہ اس انداز سے سلام کہیں کہ سونے والے کی نیند خراب نہ ہو، نماز میں خلل نہ آئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّسْلِيمِ عَلَى مَنْ يَبُولُ

پیشاب کرتے شخص کو سلام کرنے کی ممانعت

2720: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلاً سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ يَعْنِي السَّلَامَ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کو سلام کیا جبکہ آپ ﷺ پیشاب کر رہے تھے تو نبی ﷺ نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ الْفَغْوَاءِ وَجَابِرٍ وَالْبَرَاءِ وَالْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ.

محمد بن یحییٰ نیساپوری نے ہمیں حدیث بیان کی انہوں نے کہا: محمد بن یوسف نے سفیان عن ضحاک بن عثمان سے اس اسناد سے اسی مانند ہمیں حدیث بیان کی۔ اور اس باب میں علقمہ بن فغوا، جابر، براء اور مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) دیکھیں حدیث ۹۰۔

تخریج الحدیث: مسلم: ٣٧٠، ابوداؤد: ١٦، نسائي: ٣٧، ابن ماجه: ٣٥٣

فوائد الحدیث: کوئی آدمی قضائے حاجت کر رہا ہو یا تو اس کو سلام نہیں کہنا چاہئے کیونکہ وہ اس حالت میں جواب تو دے نہیں سکتا لہٰذا اسے مکلف بھی نہیں کرنا چاہئے۔ اور اگر کوئی سلام کہہ دے تو پھر اس کو جواب نہیں دینا چاہئے۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَقُولَ عَلَيْكَ السَّلَامُ مُبْتَدِئًا

شروع میں علیک السّلام کہنے کی ممانعت

2721: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ

ابو تمیمہ ہجیمی نے اپنی قوم کے ایک آدمی سے روایت کیا، اس

الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ قَالَ طَلَبْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ فَجَلَسْتُ فَإِذَا نَفَرٌ هُوَ فِيهِمْ، وَلَا أَعْرِفُهُ وَهُوَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ مَعَهُ بَعْضُهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ. فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ ((إِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ إِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ)). ثَلَاثًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ ((إِذَا لَقِيَ الرَّجُلُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَلْيَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ)). ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ ((وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ)).

نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو تلاش کیا لیکن میں آپ ﷺ کو تلاش نہ کر سکا تو میں بیٹھ گیا میں نے آپ ﷺ کو لوگوں کی ایک جماعت میں دیکھا لیکن میں آپ ﷺ کو پہچانتا نہ تھا؟ آپ ﷺ ان کے درمیان صلح کرا رہے تھے جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو ان میں سے کچھ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو میں نے کہا: علیک السلام یارسول اللہ، علیک السلام یارسول اللہ، علیک السلام یارسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا: "علیک السلام میت کا سلام ہے۔" پھر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: "جب آدمی اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرے تو کہے: ((السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته))" پھر نبی ﷺ نے مجھے (سلام کا) جواب دیا، تو فرمایا: "وعلیک ورحمة اللہ، وعلیک ورحمة اللہ، وعلیک ورحمة اللہ۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَبُو غِفَارٍ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ الْهُجَيْمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.
وَأَبُو تَمِيمَةَ اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کو ابو غفار نے ابو تمیمہ ہجیمی عن ابی جری جابر بن سُلیم الہجیمی سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو پوری حدیث بیان کی۔ ابو تمیمہ کا نام طریف بن مجالد ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ١٤٠٣، اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة: ٣١٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود : ٤٠٨٤، ٥٢٠٩، سنن النسائی: ٣١٧ ، ٣١٨، ٣١٩، ٣٢٠، مسند احمد: ١٥٩٥٥، ٢٠٦٣٢، ٢٠٦٣٦

فوائد الحدیث: ۱۔ سلام کہتے ہوئے "سلامتی" کے الفاظ سے آغاز کرنا چاہئے اسے موخر نہیں کرنا چاہئے۔ مثلاً "السلام علیکم" کہنا چاہئے "علیکم السلام" نہیں کہنا چاہئے۔

۲۔ زندوں اور مردوں کو سلام کہنے کا شریعت محمدی میں ایک ہی طریقہ ہے۔

2722: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي غِفَارٍ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ الطَّائِيِّ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ. فَقَالَ ((لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ

سیّدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے کہا: علیک السلام، آپ ﷺ نے فرمایا: "علیک السلام نہ کہو، لیکن السلام علیک کہو۔" اور ایک طویل قصہ ذکر کیا۔

وَلَكِنْ قُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ)). وَذَكَرَ قِصَّةً طَوِيلَةً.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٩٠، اخرجه الحاكم: ١٨٦/٤، الطيالسي: ١٢٠٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود : ٤٠٨٤، ٥٢٠٩، سنن النسائي: ٣١٧ ، ٣١٨، ٣١٩، ٣٢٠، مسند احمد: ١٥٩٥٥، ٢٠٦٣٢، ٢٠٦٣٦

فوائد الحدیث: اس حدیث میں جو قصہ بیان ہوا ہے، سنن ابی داؤد کے حوالے سے اس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ ''سیّدنا ابو جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کی بات خوب سنتے اور مانتے تھے۔ وہ جو بھی کہتا اسے قبول کرتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔؟ انہوں نے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں ﷺ۔ میں بھی حاضر ہو گیا۔ اور کہا (علیك یا رسول الله) آپ پر سلامتی ہو اے اللہ کے رسول۔ میں نے یہ دوبارہ کہا۔ آپ نے فرمایا یہ لفظ (علیك السلام) مت کہو۔ یہ میت کا تحیہ اور سلام ہے۔ بلکہ یوں کہو (السلام علیك)''

میں نے کہا (کیا) آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا ''میں اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں کہ جب تمہیں کوئی دکھ پہنچے اور تم اسے پکارو تو وہ اسے تم سے دور کر دے، اگر تمہیں خشک سالی کا سامنا ہو، تم اس سے دعا کرو، تو وہ تمہاری کھیتیاں اگا دے۔ جب تم کسی صحراء یا ویران اور بنجر زمین میں ہو اور تمہاری سواری گم ہو جائے اور تم اسے پکارو تو وہ اسے تمہیں ملا دے اور واپس لا دے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرمائیں آپ نے فرمایا۔

''کسی کو گالی نہ دینا،'' کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی کو گالی نہیں دی کسی آزاد کو نہ غلام کو، اونٹ کو نہ بکری کو۔

آپ ﷺ نے فرمایا کسی کو حقیر مت جاننا۔ اپنے بھائی سے بات کرو تو کھلے چہرے سے بات کیا کرو بلاشبہ یہ نیکی ہے، اور اپنی چادر آدھی پنڈلی تک اونچی رکھا کرو، اور اگر نہ کر سکو تو ٹخنوں تک کر سکتے ہو۔ (ٹخنوں سے نیچے) چادر لٹکانے سے بچنا۔ بے شک یہ تکبّر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تکبّر کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی شخص تمہیں برا بھلا کہے اور تمہیں تمہاری کسی بات پر جو وہ جانتا ہوں عار دلائے تو تم اس کے عیب پر جو اس میں ہو اسے عار مت دلانا، بلاشبہ اس کا وبال اسی پر ہو گا''۔ (ابو داؤد ص ۲/۲۱۰ کتاب اللباس، ترجمہ: مولانا عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ)

2723: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام کرتے تو تین بار کرتے اور جب کوئی بات کرتے تو تین بار دہراتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) مختصر الشمائل: ١٩٢، اخرجه الحاكم: ٢٧٣/٤، البغوي: ١٤١

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٩٤، مسند احمد : ١٣٢٢١

فوائد الحدیث: ١۔ آپ ﷺ جب اجازت طلب کرنے کے لیے سلام کہتے تو تین مرتبہ کہتے۔

٢۔ کسی کو سمجھانے کے لیے کوئی بات کہتے تو اسے تین دفعہ دہراتے تاکہ بات اچھی طرح سمجھ آ جائے۔

29- بَابٌ فِي الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ أَقْبَلُوا فِي مَجْلِسِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدِيْثِ جُلُوْسِهِمْ فِي الْمَجْلِسِ حَيْثُ انْتَهَوا

وہ تین افراد جو نبی ﷺ کی مجلس میں آئے اور ان کا مجلس میں جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھنا

2724: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَلَمَّا وَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ سَلَّمَا فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا. وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللهِ فَآوَاهُ اللهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللهُ عَنْهُ)).

سیّدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، صحابہ کرام بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے کہ تین آدمی آئے، دو تو رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک چلا گیا، جب وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو انہوں نے سلام عرض کیا، رہا ان دونوں میں سے ایک تو اس نے حلقے میں جگہ پائی تو وہاں بیٹھ گیا، رہا دوسرا شخص تو وہ ان کے پیچھے بیٹھ گیا، رہا تیسرا شخص تو وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا، جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: "کیا میں تمہیں ان تین افراد کے متعلق نہ بتاؤں؟" رہا ان میں سے ایک تو وہ اللہ کی پناہ میں آیا اللہ نے اسے پناہ دے دی، رہا دوسرا شخص تو اس نے حیا محسوس کی اللہ نے بھی اس سے حیا کی، رہا تیسرا اس نے اعراض کیا تو اللہ نے اس سے اعراض فرمایا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَأَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ وَأَبُو مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ وَاسْمُهُ يَزِيدُ وَيُقَالُ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
ابو واقد لیثی کا نام حارث بن عوف ہے، ابو مرہ جو ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں، ان کا نام یزید ہے۔ اور انہیں مولیٰ عقیل بن ابی طالب بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه، اخرجه ابو یعلی: ١٤٤٥، البیهقي: ٣/٢٣١، البغوي: ٣٣٣٤
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٦، صحیح مسلم: ٢١٧٦، سنن النسائی في الکبری: ٥٩٠٠، مسند احمد: ٢١٩٠٧، صحیح ابن حبان: ٨٦

فوائد الحدیث: ١۔ دینی مجالس میں بیٹھنا خیر و برکت اور اجر و ثواب کا باعث ہے۔
٢۔ جو شخص جس قدر اللہ تعالیٰ کے قرب کے لیے کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں اور وہ مقصد حاصل کر لیتا ہے۔
٣۔ دینی پروگراموں میں جہاں کہیں جگہ ملے موقعہ غنیمت جان کر وہیں بیٹھ جانا چاہئے تاکہ آدمی خیر کی مجلس سے بالکل ہی محروم نہ ہو جائے۔
٤۔ جو شخص نیکی کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کا اپنا ہی نقصان ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

۵۔ حدیث الباب میں مذکور تین اشخاص کا معاملہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس جاری تھی یہ تین آدمی آئے۔ ایک نے دیکھا کہ فلاں جگہ پر گنجائش ہے وہ وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ اس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے کوشش کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو جگہ دے دی اور وہ زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرا۔

۶۔ دوسرے شخص نے کچھ شرمندگی محسوس کی کہ اب میں ان کے درمیان میں اکھاڑ پچھاڑ کر کے ان میں گھس کر بیٹھوں چنانچہ وہ دوسرے لوگوں کے پیچھے ہی بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا کہ اس نے حیا کی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے حیا کی ہے یعنی اسے پورا اجر بھی ملے گا اور عذاب سے بھی بچے گا۔

۷۔ تیسرا شخص جو چلا گیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی کوئی پرواہ نہیں کی اور وہ اجر و ثواب سے محروم رہا۔

2725: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي.

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم نبی ﷺ کی مجلس میں آتے تھے تو ہم میں سے جسے جہاں جگہ ملتی وہ وہیں بیٹھ جاتا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ سِمَاكٍ أَيْضًا.

زہیر بن معاویہ نے بھی سماک سے اسے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٣٣٠، تخريج العلم لابي خيثمه: ١٠٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨٢٥، سنن النسائی فی الکبری: ٥٨٩٩، مسند احمد: ٢٠٨٥٥، ابن حبان: ٦٤٣٣

فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص دوران مجلس آئے تو پھر اسے جہاں جگہ ملے وہی بیٹھ جانا چاہئے امام کے قریب ہونے کے لالچ میں دوسروں کو پریشان نہیں کرنا چاہئے۔

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَالِسِ عَلَى الطَّرِيقِ

راستے میں مجلس لگانے والوں کی ذمے داری

2726: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ وَلَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ ((إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ فَاعِلِينَ فَرُدُّوا السَّلَامَ وَأَعِينُوا الْمَظْلُومَ وَاهْدُوا السَّبِيلَ)).

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جبکہ وہ راستے میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم نے ضرور ہی راستے میں بیٹھنا ہے تو پھر سلام کا جواب دو، مظلوم کی مدد کرو اور راستے کی راہنمائی کرو۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور ابو شریح خزاعی سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح المتن) صحيح الترمذي: ٢١٩٤، اخرجه الدارمي: ٢٦٥٨، ابو يعلى: ١٧١٧

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٨٤٨٣، صحيح ابن حبان: ٥٩٧، مسند احمد : ١١٣٠٩

فوائد الحدیث: اولاً تو کسی راستے پر بیٹھنا ہی نہیں چاہئے جہاں لوگوں کی عام گزرگاہ ہو۔ اگر مجبوری کے طور پر بیٹھنا ہی پڑے تو پھر اس کے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔ مثلاً:

۱۔ سلام کہنے والے کے سلام کا جواب دینا۔

۲۔ کوئی مظلوم نظر آئے تو اس کی مدد کرنا۔

۳۔ کوئی راستہ معلوم کرے تو اس کی صحیح راہنمائی کرنا۔

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَافَحَةِ

مصافحہ کرنا

2727: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَجْلَحِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْبَرَاءِ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَالْأَجْلَحُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيِّ الْكِنْدِيُّ.

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو مسلمان جب ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے الگ ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ انہیں بخش دیتا ہے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو اسحق عن البراء کی روایت سے۔

یہ حدیث براء رضی اللہ عنہ سے دیگر طرق سے بھی روایت کی گئی ہے۔

اجلح یہ ابن عبداللہ بن حجیہ بن عدی کندی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٩٧، سلسلة الصحيحة: ٥٢٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٢١١، ٥٢١٢، سنن ابن ماجة: ٣٧٠٣، مسند احمد : ١٨٥٤٧

فوائد الحدیث: ۱۔ دو مسلمانوں کا باہمی ملاقات کے وقت سلام کہنے کے ساتھ ساتھ مصافحہ کرنا بھی جائز اور درست ہے،

۲۔ مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا چاہئے خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا۔

۳۔ مسلمانوں کا آپس میں مصافحہ کرنا بھی گناہوں کی معافی کا باعث ہے۔ لیکن اس سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں کبیرہ کے لیے توبہ کرنا، معافی مانگنا ضروری ہے۔

2728: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقَى أَخَاهُ أَوْ صَدِيقَهُ أَيَنْحَنِي لَهُ قَالَ ((لَا)). قَالَ أَفَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ قَالَ ((لَا)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی یا اپنے دوست سے ملے تو کیا وہ اس کے لیے جھکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں“ اس نے عرض کیا: کیا اس سے گلے ملے اور اس کا

قَالَ أَفَيَأْخُذُ بِيَدِهِ وَيُصَافِحُهُ قَالَ ((نَعَمْ)).

بوسہ لے، ؟فرمایا: ''نہیں'' اس نے عرض کیا: وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابو يعلى: ٤٢٨٧، البيهقي: ١٠٠/٧، المزي في تهذيب الكمال: ٤٥١/٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٧٠٢، مسند احمد : ١٣٠٤٤

فوائد الحدیث: ۱۔ ملاقات کے وقت سلام کرتے ہوئے ایک دوسرے کے لیے جھکنا درست اور جائز نہیں۔

۲۔ ملتے ہوئے معانقہ کرنا جائز ہے۔ حدیث الباب میں جو ممانعت بیان ہوئی ہے اس کا مطلب ہے کہ ہر ملاقات کے وقت درست نہیں۔ کبھی کبھار یا کوئی دور کے سفر سے آیا ہو تو جائز ہے۔ یہی حکم بوسے کا بھی ہے۔

۳۔ مصافحہ کرنا درست ہے اور وہ ایک ہی ہاتھ سے ہونا چاہئے کہ دو ملنے والوں کے ایک ایک ہاتھ کی ہتھیلیوں کے آپس میں ملنے کو مصافحہ کہتے ہیں۔ اگر دو دو ہاتھ ملا لیے جائے تو پھر ایک ایک ہاتھ کی ہتھیلیاں تو مل جاتی ہیں جبکہ دوسرے ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھ کی پشت پر ہوتے ہیں اس کو نہ تو لغوی اعتبار سے مصافحہ کہتے ہیں اور نہ ہی احادیث میں اس کا کوئی ثبوت ہے۔

2729: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ هَلْ كَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ.

جناب قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں مصافحہ رائج تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢١٩٦، اخرجه ابو يعلى: ٢٨٧١، البيهقي: ٩٩/٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٢٦٣، صحيح ابن حبان: ٤٩٢، شرح السنة: ٣٣٢٥

2730: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْأَخْذُ بِالْيَدِ)).

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاتھ سے پکڑنا (اور مصافحہ کرنا) تمام تحیہ (سلام کے مکمل کرنے) میں سے ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ وَابْنِ عُمَرَ.

اور اس باب میں براء اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ. قَالَ سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعُدَّهُ مَحْفُوظًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف یحیی بن سلیم، عن سفیان کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اسے محفوظ شمار نہ کیا۔

وَقَالَ إِنَّمَا أَرَادَ عِنْدِي حَدِيثَ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ خَيْثَمَةَ عَمَّنْ سَمِعَ ابْنَ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا

اور فرمایا کہ میرے پاس تو اس نے سفیان عن منصور عن خیثمۃ عمن سمع ابن مسعود کی روایت کا ارادہ کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے

سَمَرَ إِلَّا لِمُصَلٍّ أَوْ مُسَافِرٍ)).

نبی ﷺ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا: رات کے وقت باتیں کرنا نمازی کے لیے جائز ہے یا مسافر کے لیے؟"

قَالَ مُحَمَّدٌ وَإِنَّمَا يُرْوَى عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ أَوْ غَيْرِهِ قَالَ مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْأَخْذُ بِالْيَدِ.

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بے شک منصور سے عن ابی اسحٰق عن عبدالرحمن بن یزید یا اس کے علاوہ کسی دوسرے سے روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سلام کی تکمیل میں سے ہاتھ پکڑنا (مصافحہ کرنا) ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٥١٤، سلسلة الضعيفة: ١٢٨٨ و ٢٦٩١، "رجل" مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: الكامل لابن عدی: ٧/٢٦٧٦

2731: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((تَمَامُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ أَنْ يَضَعَ أَحَدُكُمْ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ أَوْ قَالَ عَلَى يَدِهِ فَيَسْأَلَهُ كَيْفَ هُوَ، وَتَمَامُ تَحِيَّاتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ)).

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مریض کی عیادت کے تمام واکمال میں سے یہ ہے کہ تم میں سے کوئی اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھ دے۔ یا فرمایا اس کے ہاتھ پر، پس وہ اس سے سوال کرے کہ اس کا کیا حال ہے، اور تمہارے سلام کا تمام واکمال تمہارے درمیان مصافحہ ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا إِسْنَادٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ زَحْرٍ ثِقَةٌ وَعَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ ضَعِيفٌ وَالْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَالْقَاسِمُ شَامِيٌّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا، اس کی اسناد قوی نہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: عبید اللہ بن زحر ثقہ ہے، علی بن یزید ضعیف ہے۔ قاسم یہ ابن عبدالرحمٰن ثقہ ہے، اس کی کنیت ابو عبدالرحمن ہے اور وہ عبدالرحمٰن بن خالد بن یزید بن معاویہ کا آزاد کردہ غلام ہے، اور قاسم شامی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ٢١٨٨، عبیداللہ بن زحر اور علی بن یزید دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٢٢٣٦

فوائد الحدیث: ان احادیث سے بھی مصافحہ کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

32- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعَانَقَةِ وَالْقُبْلَةِ

معانقہ اور بوسہ لینا

2732: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے، انہوں نے دروازے پر دستک دی، رسول اللہ ﷺ اپنے کپڑے

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِي فَأَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ وَاللهِ مَا رَأَيْتُهُ عُرْيَانًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ.

(چادر) کو سنبھالے بغیر اسے گھسیٹتے ہوئے ان کے استقبال کے لیے گئے، میں نے اس سے پہلے آپ ﷺ کو اس طرح کپڑا سنبھالے بغیر کبھی دیکھا نہ اس کے بعد، اور آپ ﷺ نے ان سے معانقہ کیا اور انہیں بوسہ دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے حدیث زہری کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں؟

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٤٦٨٢، مقدمه رياض الصالحين: ٥، نقد الكتاني: ١٦، اس میں یحییٰ بن محمد ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: العقيلي في الضعفاء: ٤/٤٢٨.

فوائد الحدیث: یہ روایت تو ضعیف ہے البتہ دوسری روایات کی روشنی میں معانقے اور بوسے کا جواز ثابت ہے۔

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي قُبْلَةِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ

ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا

2733: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ اذْهَبْ بِنَا إِلَى هَذَا النَّبِيِّ. فَقَالَ صَاحِبُهُ لَا تَقُلْ نَبِيٌّ إِنَّهُ لَوْ سَمِعَكَ كَانَ لَهُ أَرْبَعَةُ أَعْيُنٍ. فَأَتَيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ. فَقَالَ لَهُمْ ((لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَمْشُوا بِبَرِيءٍ إِلَى ذِي سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَهُ، وَلَا تَسْحَرُوا، وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا، وَلَا تَقْذِفُوا مُحْصَنَةً وَلَا تُوَلُّوا الْفِرَارَ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً الْيَهُودَ أَنْ لَا تَعْتَدُوا فِي السَّبْتِ)).

سیّدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: ہمیں اس نبی کے پاس لے چلو۔ اس کے ساتھی نے کہا: تم یوں نہ کہو کہ وہ نبی ہیں اگر انہوں نے تم سے یہ بات سن لی تو ان کی آنکھیں چار ہو جائیں گی، پس وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ سے نو واضح نشانیوں کے متعلق پوچھا، آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ”اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو، اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے سوائے حق (قتل کے بدلے قتل) کے، کسی بے گناہ شخص کو بادشاہ کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کر دے، جادو نہ کرو، سود نہ کھاؤ، کسی پاک دامن خاتون پر تہمت نہ لگاؤ، میدان جہاد سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو، اور تم یہود پر خاص طور پر لازم ہے کہ ہفتہ کے دن زیادتی نہ کرو۔“

قَالَ فَقَبَّلُوا يَدَهُ وَرِجْلَهُ فَقَالَا نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ. قَالَ ((فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُونِي)). قَالُوا إِنَّ دَاوُدَ دَعَا رَبَّهُ أَنْ لَا

راوی نے بیان کیا: انہوں نے آپ ﷺ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نبی ہیں۔

يَزَالَ فِي ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ وَإِنَّا نَخَافُ إِنْ تَبِعْنَاكَ أَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُودُ.

آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر تمہیں میری اتباع کرنے سے کون سی چیز مانع ہے؟" انہوں نے عرض کیا: داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ ان کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری رہے، ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر ہم نے آپ ﷺ کی اتباع کی تو یہود ہمیں قتل کر دیں گے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ وَابْنِ عُمَرَ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ.

اس باب میں سیّدنا یزید بن اسود، ابن عمر اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٨٠٨، ضعيف الترمذي: ٥١٧، اخرجه الحاكم: ٩/١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٧٠٥، سنن النسائي في المجتبى: ١١١/٧-١١٢، وفي الكبرى: ٨٦٥٦، مسند احمد: ١٨٠٩٢

فوائد الحدیث: اس روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اس سے قدم بوسی کا استدلال درست نہیں۔

34- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَرْحَبًا

مرحبا (خوش آمدید) کہنا

2734: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ قَالَتْ: فَسَلَّمْتُ، فَقَالَ ((مَنْ هَذِهِ)). قُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ فَقَالَ ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ)). قَالَ فَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةً طَوِيلَةً.

سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے آپ ﷺ کو غسل کرتے ہوئے پایا جبکہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) ایک کپڑے سے آپ ﷺ کو پردہ کیے ہوئے تھیں، میں نے سلام عرض کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کون ہیں؟" میں نے عرض کیا: ام ہانی، آپ ﷺ نے فرمایا: "ام ہانی! مرحبا۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں حدیث: ١٥٧٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٢٨٠، ٣٥٧، صحيح مسلم: ٣٣٦، ص: ٤٩٨ (٨٢)، سنن ابن ماجه: ٤٦٥، سنن النسائي: ١/١٢٦، مسند احمد: ٢٦٨٩٢، صحيح ابن حبان: ١١٨٨

2735: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ أَبُو حُذَيْفَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِي جَهْلٍ قَالَ: قَالَ

سیّدنا عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جس دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مہاجر سوار کے لیے مرحبا (خوش آمدید)۔"

رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ جِئْتُهُ ((مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ)).

وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي جُحَيْفَةَ.

اس باب میں سیّدنا بریدہ، ابن عباس اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ لَانَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ سُفْيَانَ. وَمُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی اسناد صحیح نہیں، ہم اسے اس کی مثل صرف موسیٰ بن مسعود عن سفیان کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ جبکہ موسیٰ بن مسعود حدیث میں ضعیف ہے۔

وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ. وَهَذَا أَصَحُّ.

عبدالرحمن بن مہدی نے اس حدیث کو سفیان عن ابو اسحاق کی سند سے مرسل روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے اس میں عن معصب بن سعد کا ذکر نہیں کیا اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ يَقُولُ مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَكَتَبْتُ كَثِيرًا عَنْ مُوسَى بْنِ مَسْعُودٍ ثُمَّ تَرَكْتُهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن بشار کو سنا وہ فرماتے تھے موسیٰ بن مسعود حدیث کے معاملے میں ضعیف ہے۔ نیز محمد بن بشار نے بیان کیا کہ میں نے موسیٰ بن مسعود سے بہت کچھ لکھا، پھر میں نے اسے ترک کر دیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ضعيف الترمذي: ٥١٨، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٣٠/١٣

تخریج الحدیث: التاريخ الكبير: ٧/٤٨، معجم الكبير للطبراني: ١٧/١٠٢٢، مستدرک حاكم: ٣/٢٤٢

فوائد الحدیث: کسی بھی آنے والے مہمان کو خوش آمدید کہنا اور اس کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے استقبال کے لیے مخصوص الفاظ استعمال کرنا جائز اور درست ہے۔ مثلاً: ہمارے ہاں "خوش آمدید" کے الفاظ بولے جاتے ہیں، پنجابی لوگ "جی آیاں نو" اور انگریزی میں "ویلکم" (Welcome) کہتے ہیں۔

كَمُلَ كِتَابُ الِاسْتِئْذَانِ وَيَتْلُوهُ كِتَابُ الْأَدَبِ

41

أَبْوَابُ الْأَدَبِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

ادب کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ

چھینکنے والے کو یرحمك الله کہہ کر دعا دینا

2736: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ، وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں: جب اس سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے، جب وہ اسے دعوت دے تو اسے قبول کرے، جب چھینک کر الحمدللہ کہے تو اسے یرحمك الله کہہ کر دعا دے، جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے، جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے اور اس کے لیے وہی چیز پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَالْبَرَاءِ وَأَبِي مَسْعُودٍ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابوایوب، براء اور ابومسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِي الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور کئی ایک طرق سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ بعض نے حارث اعور پر جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٣٠١، اخرجه البزار: ٨٥٠، ابو يعلى: ٤٣٥، حارث ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤٣٣، مسند احمد: ٦٧٣

2737: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْمَخْزُومِيُّ الْمَدَنِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کے دوسرے مومن پر چھ حقوق ہیں: جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے، جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو، جب وہ اسے دعوت دے تو یہ اسے قبول کرے، جب اس سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے، جب وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو یہ یرحمك الله کہہ کر اسے دعا دے اور اس کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اس کے لیے خیر خواہی کرے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَمُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْمَخْزُومِيُّ الْمَدَنِيُّ ثِقَةٌ رَوَى عَنْهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ.

اور محمد بن موسیٰ مخزومی (مدنی) ثقہ ہے۔ ان سے عبدالعزیز بن محمد اور ابن ابی فدیک نے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ١٨٣٢، صحيح الترمذي: ٢١٩٩، اخرجه البيهقي: ٣٤٧/٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦١٢، سنن النسائي: ٤/٥٣، مسند احمد: ٨٢٧١، صحيح ابن حبان: ٢٤٢

فوائد الحدیث: ۱۔ اسلام نے جہاں عبادات و معاملات میں انسان کی راہنمائی فرمائی ہے اس طرح اس کی معاشرتی زندگی کے امن و سکون کے لیے بھی کچھ راہنما اصول وضع کیے ہیں کیونکہ معاشرے کا امن و سکون باہمی الفت و محبّت کے نتیجے میں ہی قائم ہو سکتا ہے۔ اور الفت و محبّت تبھی قائم ہو گی جب ایک دسرے کو قابل اعتماد سمجھا جائے گا۔

لہذا درج ذیل اصولوں کو اپنا کر باہمی اعتماد اور محبّت و مودت کو حاصل کر کے معاشرے کو پر سکون اور امن کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔

۱۔ ملاقات کے وقت سلام کہنا۔

۲۔ اپنے مُسلمان بھائی کی دعوت کو قبول کرنا (یہ کھانے کی دعوت بھی ہو سکتی ہے اور کسی مشکل میں تعاون کی درخواست بھی)۔

۳۔ چھینک کا جواب دینا، جس کو چھینک آئے وہ کہے الحمد للہ (اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے) سننے والا کہے یرحمك الله (اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے) جس کو چھینک آئی ہے وہ پھر اس دعا کے بدلے میں کہے۔ یهديكم الله و يصلح بالكم ”(اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے اور تمہارے معاملات کو سدھار دے)

۴۔ اپنے بیمار مُسلمان بھائی کی عیادت کرے۔

۵۔ جب فوت ہو تو اس کی جنازے میں شریک ہو۔

۶۔ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسرے مُسلمان بھائی کے لیے بھی پسند کرے۔

(خواہ اس پسند کا تعلق دنیا کی نعمتوں سے ہو یا آخرت کی نجات اور نعمتوں سے)

۲۔ (و يحب له ما يحب لنفسه) اور، ”وينصح له اذا غاب او شهد“ کا مقصود ایک ہی ہے۔

2- بَابُ مَا يَقُولُ الْعَاطِسُ إِذَا عَطَسَ

چھینکنے والا چھینک کر کیا کہے

2738: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَضْرَمِيٌّ مَوْلَى آلِ الْجَارُودِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلاً عَطَسَ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَقُولُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ، وَلَيْسَ هَكَذَا عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا أَنْ نَقُولَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

سیّدنا نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں چھینکا تو اس نے کہا: الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بھی کہتا ہوں، الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس طرح نہیں سکھایا، آپ ﷺ نے ہمیں سکھایا کہ ہم کہیں: الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ (ہر حال میں الحمد للہ کہیں)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زِيَادِ بْنِ الرَّبِيعِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف زیاد بن ربیع کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكاة: ٤٧٤٤، الارواء: ٣/٢٤٥

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ٤/٢٦٥۔ ٢٦٦، سنن ابو داود: ٥٠٣٣، صحیح بخاری: ٦٢٢٤

فوائد الحدیث: ا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ عظمت وشان تھی کہ وہ ہر موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو ہی کافی سمجھتے ہوئے اس کی اتباع کرتے تھے۔ اپنی طرف سے رائے قیاس میں کسی عمل یا کلمات کا اضافہ نہیں کرتے تھے کہ اس کے کرنے میں کیا حرج ہے نیکی کا ہی کام ہے وغیرہ وغیرہ ایسا نہیں کہتے تھے۔

دیکھئے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے "حمد" کے ساتھ والسلام علی رسول اللہ، کہنے والے کو سمجھایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس طرح نہیں سکھایا بلکہ آپ ﷺ نے ہم کو سکھایا ہے کہ اس موقعہ پر "الحمد للہ علیٰ کل حال" کہنا چاہئے۔

۲۔ وانا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ

کا مطلب ہے کہ یہ کلمات صحیح ہیں میں بھی اسی طرح کہتا ہوں لیکن چھینک کے موقعہ پر آپ ﷺ نے یہ نہیں سکھائے لہٰذا وہی الفاظ کہنے چاہئیں جو آپ ﷺ نے سکھائے ہیں اور انہی پر اکتفا کرنا چاہئے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ

چھینکنے والے کو کس طرح دعا دی جائے

2739: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ دَيْلَمَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كَانَ الْيَهُودُ يَتَعَاطَسُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ يَرْجُونَ أَنْ يَقُولَ لَهُمْ: ((يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ)) فَيَقُولُ: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: یہود نبی ﷺ کے پاس چھینکتے تھے، وہ امید کرتے تھے کہ آپ ﷺ انہیں: ((يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ)) "اللہ تم پر رحم فرمائے" کہیں گے، آپ ﷺ فرماتے: اللہ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے اور تمہاری حالت

يَرْحَمُكُمُ اللهُ. فَيَقُولُ ((يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ)).

درست فرمادے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي أَيُّوبَ وَسَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا علی، ابو ایوب، سالم بن عبید، عبداللہ بن جعفر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٤٧٤٠، صحيح الترمذي: ٢٢٠١، اخرجه الحاكم: ٤/٢٦٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٠٣٨، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٢٣٢/م، مسند احمد: ١٩٥٨٦، شرح مشكل الآثار: ٤٠١٤

2740: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّهُ كَانَ مَعَ الْقَوْمِ فِي سَفَرٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ. فَقَالَ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمِّكَ، فَكَأَنَّ الرَّجُلَ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ، فَقَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَقُلْ إِلَّا مَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((عَلَيْكَ وَعَلَى أُمِّكَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلْيَقُلْ لَهُ مَنْ يَرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللهُ وَلْيَقُلْ يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ)).

سالم بن عبید نے بیان کیا کہ وہ کچھ لوگوں کے ساتھ ایک سفر میں تھے، لوگوں میں سے ایک آدمی چھینکا تو اس نے کہا: السّلام علیکم، اس نے کہا، تجھ پر اور تیری ماں پر، گویا کہ اس نے اپنے دل میں کچھ خلش محسوس کی، توانہوں نے کہا: میں نے تمہیں وہی کہا ہے جو نبی ﷺ نے فرمایا تھا، ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس چھینکا تو اس نے کہا: السّلام علیکم، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "تجھ پر اور تیری ماں پر، جب تم میں سے کوئی چھینکے تو وہ کہے: الحمد للہ رب العالمین، اور جو اسے جواب دے تو وہ کہے: یرحمك اللہ، (اور یہ چھینکنے والا کہے) اللہ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ اخْتَلَفُوا فِي رِوَايَتِهِ عَنْ مَنْصُورٍ وَقَدْ أَدْخَلُوا بَيْنَ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ وَسَالِمٍ رَجُلاً.

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث جو ہے محدثین نے اس کی منصور کے حوالے سے روایت میں اختلاف کیا ہے انہوں نے ہلال بن یساف اور سالم کے درمیان ایک اور آدمی کو داخل کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ٣/٢٤٦-٢٤٧، تخريج المشكاة: ٤٧٤١ التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٠٣١، ٥٠٣٢، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٢٢٥-٢٣١، مسند احمد: ٢٣٨٥٣، صحيح ابن حبان: ٥٩٩، وشرح مشكل الآثار: ٤٠١٠

2741: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَخِيهِ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَلْيَقُلِ الَّذِي يَرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللهُ

سیّدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی چھینکے تو وہ کہے: الحمد للہ علی کل حال (ہر حال میں اللہ کا شکر ہے)، اور جو اسے جواب دے تو وہ کہے: یرحمك اللہ، اور یہ خود (چھینکنے والا کہے) "يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ"، اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت

وَلْيَقُلْ هُوَ يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ)).

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

قَالَ هَكَذَا رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

وَكَانَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى يَضْطَرِبُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ أَحْيَانًا عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَيَقُولُ أَحْيَانًا عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الثَّقَفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَخِيهِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

بہتر کر دے۔"

ہم کو محمد بن مثنی نے حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن ابن ابی لیلی کی سند سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔ اور اسی طرح شعبہ نے یہ حدیث ابن ابی لیلی عن ایوب کی سند سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

ابن ابی لیلی اس حدیث میں اضطراب کا شکار ہوتے ہیں وہ کبھی عن ابی ایوب عن النبی ﷺ ذکر کرتے ہیں اور کبھی عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ ذکر کرتے ہیں۔

محمد بن بشار اور محمد بن یحیی ثقفی مروزی دونوں بزرگوں نے ہم کو حدثنا یحیی بن سعید القطان عن ابن ابی لیلی عن اخیہ عیسیٰ عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن علی کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٠٢، ارواء الغليل: ٢٤٦/٣

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٢١٣، مسند احمد : ٢٣٥٥٧، ٨٦٣١

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۷۳۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِيجَابِ التَّشْمِيتِ بِحَمْدِ الْعَاطِسِ

چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو اسے جواب دیا جائے

2742: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ عَطَسَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الآخَرَ، فَقَالَ الَّذِي لَمْ يُشَمِّتْهُ يَا رَسُولَ اللهِ! شَمَّتَّ هَذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّهُ حَمِدَ اللهَ وَإِنَّكَ لَمْ تَحْمَدِ اللهَ)).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو آدمی نبی ﷺ کے پاس چھینکے تو آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کو جواب دیا جبکہ دوسرے کو جواب نہ دیا، آپ ﷺ نے جسے جواب نہ دیا اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اسے جواب دیا ہے جبکہ مجھے جواب نہیں دیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس لیے کہ اس نے اللہ کی حمد بیان کی جبکہ تو نے حمد بیان نہیں کی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، اخرجه الحميدي: ١٢٠٨ ابن ابي شيبة: ٦٨٣/٨، والدارمي: ٢٦٦٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٢٢١، صحیح مسلم: ٢٩٩١، سنن ابو داود: ٥٠٣٩، سنن ابن ماجه: ٣٧١٣، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٢٢٢، مسند احمد : ١١٩٦٢، صحيح ابن حبان: ٦٠٠، ٦٠١ .

فوائد الحدیث: یہ حدیث دلیل ہے کہ اس شخص کی چھینک کا جواب دیا جائے جو چھینک کے وقت "الحمدللہ" کہتا ہے اور جو "الحمدللہ" نہیں کہتا اسے جواب نہ دیا جائے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ كَمْ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ

چھینکنے والے کو کتنی بار دعا دی جائے گی

2743: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا شَاهِدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَرْحَمُكَ اللهُ)). ثُمَّ عَطَسَ الثَّانِيَةَ وَالثَّالِثَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((هَذَا رَجُلٌ مَزْكُومٌ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ ((أَنْتَ مَزْكُومٌ)).

قَالَ هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ. وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ هَذَا الْحَدِيثَ نَحْوَ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ الْحَكَمِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ بِهَذَا.

وَرَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ نَحْوَ رِوَايَةِ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَقَالَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ ((أَنْتَ مَزْكُومٌ)). حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ.

ایاس بن سلمہ رحمہ اللہ نے اپنے والد سے روایت کیا انہوں نے کہا: میری موجودگی میں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس چھینکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یرحمك الله"، پھر وہ دوسری اور تیسری بار چھینکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے زکام لگا ہوا ہے۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ایک اور سند سے ایاس بن سلمہ عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند مروی ہے، اِلّا یہ کہ آپ ﷺ نے اسے تیسری بار چھینکنے پر فرمایا: "تجھے تو زکام ہے۔"

فرمایا یہ ابن مبارک کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ شعبہ نے اس حدیث کو عکرمہ بن عمار سے یحییٰ بن سعید کی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔ اسی کے ساتھ ہم کو احمد بن حکم بصری نے حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عکرمۃ بن عمار کی سند سے یہی بیان کیا ہے۔

عبدالرحمٰن بن مہدی نے عکرمہ بن عمار سے ابن مبارک کی روایت کے مانند روایت کیا ہے اور اس میں انہوں نے کہا کہ تیسری بار پر آپ ﷺ نے اسے فرمایا "تمہیں تو زکام لگا ہوا ہے۔"

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٠٤، اخرجه الدارمي: ٢٦٦٤، والطبراني في الكبير: ٦٢٣٤

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢٩٩٣، سنن ابو داود: ٥٠٣٧، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٢٢٣، مسند احمد : ١٦٥٠١، صحيح ابن حبان: ٦٠٣، سنن ابن ماجه: ٣٧١٤

2744: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ السَّلُولِيُّ الْكُوفِيُّ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أَبِيهَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ ثَلَاثًا، فَإِنْ زَادَ فَإِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْهُ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا)).

ابو طلحہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھینکنے والے کو تین بار (چھینکنے پر) یرحمك اللہ کہہ کر دعا دو، پس جب وہ اس سے زائد بار چھینکے تو پھر اگر چاہو تو اسے جواب دو، اور اگر چاہو تو اسے جواب نہ دو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَإِسْنَادُهُ مَجْهُولٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد مجہول ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ٤٨٣٠، ضعيف الترمذي: ٥٢١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٠٣٦

فوائد الحدیث: جس شخص کو بار بار چھینکیں آئیں تو یہ اس کے لیے زکام کی بیماری کی علامت ہے۔ لہٰذا پہلی تین چھینکوں پر تو اس کو ''یرحمك اللہ'' ہی کہنا چاہئے اگر اس نے ''الحمدللہ'' کہا ہے تو اس کے بعد اس کے لیے بیماری سے شفا کی دعا کی جائے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي خَفْضِ الصَّوْتِ وَتَخْمِيرِ الْوَجْهِ عِنْدَ الْعُطَاسِ

چھینکتے وقت آواز پست رکھنا اور چہرے کو ڈھانپنا

2745: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا عَطَسَ غَطَّى وَجْهَهُ بِيَدِهِ أَوْ بِثَوْبِهِ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهُ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب چھینکتے تھے تو اپنے ہاتھ یا کپڑے سے چہرہ مبارک ڈھانپتے تھے اور آواز پست رکھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الروض النضير: ١١٠٩، صحيح الترمذي: ٢٢٠٥، اخرجه ابو يعلى: ٦٦٦٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٠٢٩، مسند احمد: ٩٦٦٢

فوائد الحدیث: چھینک کے وقت ایک تو چہرے کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپنا چاہیے تاکہ تھوک وغیرہ کے چھینٹے دوسروں پر نہ پڑیں اور دوسرا حتی الوسع اس وقت آواز کو پست رکھنا چاہئے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ

اللہ چھینک کو پسند فرماتا ہے جبکہ جمائی کو ناپسند کرتا ہے

2746: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھینک اللہ کی طرف سے ہے جبکہ جمائی شیطان کی

قَالَ ((الْعُطَاسُ مِنَ اللّٰهِ وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ، وَإِذَا قَالَ آهْ آهْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْ جَوْفِهِ، وَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا قَالَ الرَّجُلُ: آهْ آهْ إِذَا تَثَاءَبَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ فِي جَوْفِهِ)).

طرف سے ہے، جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے اور جب وہ آہ، آہ کہتا ہے تو شیطان اس کے پیٹ میں سے ہنستا ہے۔ اور اللہ چھینک کو پسند فرماتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے، جب آدمی جمائی لیتے وقت آہ، آہ کرتا ہے تو شیطان اس کے پیٹ میں سے ہنستا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) التعليق على ابن خزيمة: ٩٢١-٩٢٢، الارواء: ٧٧٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٥٩٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٢١٧، صحيح ابن حبان: ٢٣٥٨، مسند الحميدي: ١١٦١، صحيح ابن خزيمة: ٩٢١، مستدرک حاكم: ٤/٢٦٣

2747: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَحَقٌّ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، وَلَا يَقُولَنَّ هَاهْ هَاهْ فَإِنَّمَا ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ مِنْهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے، جب تم میں سے کوئی چھینک کر الحمد للہ کہے تو ہر سننے والے پر یہ حق ہے کہ وہ "یرحمك الله" کہے۔ رہا جمائی کا آنا تو جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جس قدر ہو سکے وہ اسے روکے اور وہ ہاہ، ہاہ نہ کہے، یہ تو شیطان کی طرف سے ہے، وہ اس سے ہنستا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَجْلَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے اور یہ ابن عجلان کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ أَحْفَظُ لِحَدِيثِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ وَأَثْبَتُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ. قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الْعَطَّارَ الْبَصْرِيَّ يَذْكُرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ أَحَادِيثُ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ رَوَى بَعْضَهَا سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَرَوَى بَعْضَهَا سَعِيدٌ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَاخْتَلَطَتْ عَلَيَّ فَجَعَلْتُهَا عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اور ابن ابی ذئب، سعید المقبری کی حدیث کا زیادہ حفظ کرنے والا اور ابن عجلان سے زیادہ ثبت ہے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے ابو بکر عطار بصری کو سنا وہ علی بن مدینی عن یحییٰ بن سعید کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ محمد بن عجلان نے کہا کہ سعید مقبری کی احادیث ان میں سے بعض کو سعید نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور بعض کو عن رجل عن ابی ہریرہ (ایک آدمی کے واسطے سے ابو ہریرہ سے) روایت کیا ہے۔ تو مجھ پر وہ خلط ملط ہو گئیں تو میں نے انہیں عن سعید عن ابی ہریرہ سے روایت کر دیا۔

حکم الحدیث:(صحيح) الارواء: ٧٧٢، صحيح الترمذي: ٢٢٠٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٢٨٩، ٦٢٢٣، ٦٢٢٦، سنن ابو داود: ٥٠٢٨، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٢١٤، ٢١٥، مسند احمد: ٩٥٣٠، صحيح ابن حبان: ٥٩٨

فوائد الحدیث: ا۔ چھینک چونکہ انسانی صحت کی علامت اور سبب ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے اور اسی مناسبت سے اس موقعہ پر کلمہ شکر "الحمدللہ" ادا کیا جاتا ہے۔

اور جمائی چونکہ سستی اور کاہلی کی علامت ہے اس لیے شیطان کی خوشی کا باعث ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو یہ ناپسند ہے۔

۲۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کام اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور جو شیطان کی خوشی کا سبب ہیں ان سے آدمی کو بچنا اور باز رہنا چاہئے۔ وباللہ التوفیق

8- بَابُ مَا جَاءَ إِنَّ الْعُطَاسَ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ

نماز میں چھینک شیطان کی طرف سے ہے

2748: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَفَعَهُ قَالَ ((الْعُطَاسُ وَالنُّعَاسُ وَالتَّثَاؤُبُ فِي الصَّلَاةِ وَالْحَيْضُ وَالْقَيْءُ وَالرُّعَافُ مِنَ الشَّيْطَانِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ. قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قُلْتُ لَهُ مَا اسْمُ جَدِّ عَدِيٍّ قَالَ لَا أَدْرِي. وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ قَالَ اسْمُهُ دِينَارٌ.

عدی ابن ثابت نے اپنے والد ثابت سے انہوں نے اس (عدی) کے دادا سے مرفوع روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "نماز میں چھینک، اونگھ، جمائی، حیض، قے اور نکسیر شیطان کی طرف سے ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف شریک عن ابی الیقظان کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے عدی ابن ثابت، عن ابیہ، عن جدہ کے متعلق پوچھا: میں نے ان سے کہا: عدی کے دادا کا کیا نام ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا۔ یحییٰ بن معین سے مذکور ہے کہ انہوں نے کہا: اس کا نام دینار ہے۔

حکم الحدیث:(ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٢٠٤، ضعيف الترمذي: ٥٢٢، تخريج المشكاة: ٩٩٩

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٩٦٩

فوائد الحدیث: ا۔ کوئی بھی ایسا عمل جو کسی بھی نیکی میں رکاوٹ یا خلل کا باعث ہو اس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ اور نماز تو سب سے افضل اور اہم عمل ہے اس میں اگر کوئی خلل آجائے تو شیطان زیادہ خوش ہوگا اس لیے ان کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔ ورنہ بعض چیزیں تو فطری اور قدرتی ہیں۔

۲۔ یہ روایت سنداً ضعیف ہے لہٰذا قابل استدلال نہیں۔

9- بَابُ كَرَاهِيَةِ أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يُجْلَسُ فِيهِ

کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھنے کی ممانعت

2749: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يُقِمْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ پھر خود وہاں بیٹھ جائے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٠٨، اخرجه الحاكم: ١/٢٩٣، وابن عدي في الكامل: ٦/٢١٩٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٩١١، صحيح مسلم: ٢١٧٧، مسند احمد: ٤٦٥٩، صحيح ابن حبان: ٥٨٦، ٥٨٧

2750: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يُقِمْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ)). قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ يَقُومُ لِابْنِ عُمَرَ فَلَا يَجْلِسُ فِيهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کو اس کی نشست سے نہ اٹھائے، کہ پھر وہاں خود بیٹھ جائے۔“ انہوں نے بیان کیا: اگر کوئی شخص سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے جگہ چھوڑ کر کھڑا ہو جاتا تھا تو وہ وہاں نہیں بیٹھتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٠٩، اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٥٨٤، البيهقي: ٣/٢٣٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٩١١، صحيح مسلم: ٢١٧٧، مسند احمد: ٤٦٥٩، صحيح ابن حبان: ٥٨٦، ٥٨٧

فوائد الحدیث: ۱۔ کسی بھی شخص کو مجلس میں سے اس وجہ سے نہ اٹھایا جائے کہ وہاں خود بیٹھنا ہے نہ حکماً اور نہ کسی حیلے بہانے سے۔

۲۔ اگر کوئی کسی کے احترام میں خود اپنا حق چھوڑ کر اٹھ جائے اور کسی کو وہاں بٹھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

لیکن سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس قدر محتاط تھے کہ وہ ایسی آفر کو بھی قبول نہیں کرتے تھے۔

۳۔ کسی آدمی سے کوئی کام ہو جس کی وجہ سے اسے وہاں سے اٹھانا ضروری ہو تو پھر اٹھایا جا سکتا ہے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ

جب آدمی اپنی نشست سے اٹھ جائے اور پھر وہاں واپس آجائے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے

2751: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَهْبِ بْنِ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((الرَّجُلُ أَحَقُّ بِمَجْلِسِهِ وَإِنْ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ عَادَ فَهُوَ أَحَقُّ بِمَجْلِسِهِ)).

سیّدنا وہب بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اپنی نشست کا زیادہ حق دار ہے، اگر وہ کسی کام کے لیے چلا جائے، پھر واپس آجائے تو وہ اپنی نشست کا زیادہ حق دار ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.
وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔
اور اس باب میں سیّدنا ابو بکرہ، ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢/٢٥٨، صحيح الترمذي: ٢٢٠٩، اخرجه الطبراني في الكبير: ٢٢/٣٥٩
تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٥٤٨٣، شرح مشكل الآثار: ١٢٧٧
فوائد الحدیث: جو شخص کسی جگہ پر بیٹھا ہوا ہو اور کسی کام کی غرض سے وہ اُٹھ جائے تو فوراً اس کی جگہ پر قبضہ نہیں کر لینا چاہئے کیونکہ جب وہ واپس آئے گا تو اپنی نشست کا وہ زیادہ حق دار ہے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْجُلُوسِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ بِغَيْرِ إِذْنِهِمَا

دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھنے کی ممانعت

2752: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا)).

سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان (جبکہ وہ اکٹھے بیٹھے ہوئے ہوں) ان کی اجازت کے بغیر (بیٹھ کر) تفریق پیدا نہ کرے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ عَامِرٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَيْضًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
عامر احول نے اسے عمرو بن شعیب سے بھی روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) تخريج المشكاة: ٧٤٠٣ التحقيق الثاني، صحيح الترمذي: ٢٢٢٠
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨٤٤، ٤٨٤٥، مسند احمد: ٦٩٩٩
فوائد الحدیث: اگر دو آدمی اکٹھے بیٹھے ہوئے ہوں تو ان دونوں کو الگ الگ کر کے درمیان میں بیٹھنا جائز نہیں اِلّا یہ کہ وہ دونوں بیٹھنے کی اجازت دے دیں۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْقُعُودِ وَسْطَ الْحَلْقَةِ

حلقے کے وسط میں بیٹھنے کی ممانعت

2753: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ أَنَّ رَجُلاً قَعَدَ وَسْطَ حَلْقَةٍ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: مَلْعُونٌ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ أَوْ لَعَنَ اللهُ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَنْ قَعَدَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ.

ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حلقے کے وسط میں بیٹھ گیا، تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ محمد (ﷺ) کی زبانی ملعون ہے۔ یا حلقے کے وسط میں بیٹھنے والے پر محمد ﷺ کی زبانی اللہ کی لعنت ہو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو مِجْلَزٍ اسْمُهُ لَاحِقُ بْنُ حُمَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
ابو مجلز کا نام لاحق بن حمید ہے۔

حکم الحدیث:(ضعيف) سلسلة الضعيفة: ٦٣٨، المشكاة: ٤٧٢٢، ضعيف الترمذي: ٥٢٣ .

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨٢٦، مسند احمد : ٢٣٢٦٣

فوائد الحدیث: ا۔ یہ روایت ضعیف ہے لیکن یہ بات آداب کے منافی ہے کہ حلقہ بنا ہوا ہے لوگ اپنے معاملات کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں اور کوئی شخص گردنیں پھلانگتا ہوا آئے اور درمیان میں بیٹھ جائے جس سے مجلس کا ماحول ہی یکسر بدل جائے یا خراب ہو جائے۔ تو یہ کسی طور پر مناسب نہیں۔

۲۔ اگر کسی کے لیے احتراماً مجلس کے درمیان میں نشست لگائی گئی ہو تو وہ بیٹھ سکتا ہے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ قِيَامِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ

آدمی کا کسی دوسرے آدمی کی خاطر کھڑا ہونا منع ہے

2754: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَكَانُوا إِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُومُوا لِمَا يَعْلَمُونَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذٰلِكَ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی اور شخص سے محبّت نہیں تھی، اور جب وہ آپ ﷺ کو دیکھتے تھے تو آپ ﷺ کی خاطر کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ اسے پسند نہیں فرماتے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث:(صحيح) مختصر الشمائل: ٢٨٩، سلسلة الضعيفة تحت الحديث: ٣٤٦، المشكاة: ٤٦٩٨، نقد الكتاني: ١٠

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٢٣٤٥، شرح مشكل الآثار : ١١٢٦

2755: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ صَفْوَانَ حِينَ رَأَوْهُ. فَقَالَ: اجْلِسَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

ابو مجلز نے بیان کیا: معاویہ رضی اللہ عنہ باہر آئے تو عبد اللہ بن زبیر اور ابن صفوان رضی اللہ عنہما انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے، انہوں نے فرمایا: دونوں بیٹھ جاؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جسے یہ پسند ہو کہ لوگ اس کی خاطر مورتی کی طرح کھڑے رہیں تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

ہناد نے ہم کو حدثنا ابو اسامہ عن حبیب بن شہید عن ابی مجلز عن معاویہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث:(صحيح) تخريج المشكاة: ٤٦٩٩، صحيح الترمذي: ٢٢١٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٢٢٩، مسند احمد: ١٦٨٣٠، شرح مشكل الآثار: ١١٢٥، ١١٢٧

فوائد الحدیث: ا۔ کسی بھی شخص کے ادب واحترام کے لیے اس کی آمد پر کھڑا ہونا سخت ناپسند اور منع ہے۔ جیسا کہ لوگ دفاتر اور تعلیمی اداروں وغیرہ میں اس کا ارتکاب کرتے ہیں۔

۲۔ جو شخص یہ پسند کرے کہ اس کے لیے اس طرح اُٹھ کر کھڑا ہوا جائے کہ لوگ مجسمہ بن کر کھڑے ہو جائیں پھر وہ شخص گنہگار ہے اور اس شخص کو اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھ لینا چاہئے۔

۳۔ اگر کسی شخصیت کے لیے کھڑے ہونا ضروری ہو تو پھر اپنی جگہ پر کھڑے نہیں رہنا چاہئے بلکہ چند قدم آگے بڑھ کر استقبال کرنا چاہئے یہ جائز ہے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْلِيمِ الأَظْفَارِ

ناخن کاٹنا

2756: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: لوہے (استرے وغیرہ) سے زیر ناف بال صاف کرنا، ختنے کرانا، مونچھیں کترنا، بغلوں کے بال اکھاڑنا اور ناخن کاٹنا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢١٣، ارواء الغليل: ٧٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٨٨٩، صحیح مسلم: ٢٥٧، سنن ابو داود: ٤١٩٨، سنن ابن ماجه: ٢٩٢، سنن النسائی: ١٣/١، ١٤، ١٥، ١٢٨/٨، ١٢٩، ١٨١، مسند احمد: ٧١٣٩، صحيح ابن حبان: ٥٤٧٩

2757: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَالاِسْتِنْشَاقُ وَقَصُّ الأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الإِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "دس چیزیں فطرت میں سے ہیں: مونچھیں کترنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا (ناک صاف کرنا)، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے جوڑ دھونا، بغلوں کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال مونڈنا اور پانی سے استنجا کرنا۔"

قَالَ زَكَرِيَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ.

مصعب (راوی) نے کہا: میں دسویں چیز بھول گیا ہو سکتا ہے کہ وہ کلی کرنا ہو۔

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ انْتِقَاصُ الْمَاءِ الاِسْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ.

ابو عبید نے کہا (انتقاص الماء) کا معنی ہے (الاستنجاء

بالماء) "پانی سے استنجاء کرنا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا عمار بن یاسر، ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢١٤، اخرجه ابن ابي شيبة: ١/٩٥، وابن خزيمة: ٨٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦١، سنن ابو داود: ٥٣، سنن ابن ماجه: ٢٩٣، سنن النسائي: ٨/١٢٦، مسند احمد: ٢٥٠٦٠، شرح مشكل الآثار: ٦٨٥

فوائد الحدیث: ۱۔ اسلام دین فطرت ہے جس کی تعلیمات ہر انسان کی ضرورت اور پسندیدہ ہیں، صفائی ستھرائی چونکہ ہر شریف الطبع آدمی کو پسند ہے اس لیے ایسے امور جو صفائی، پاکیزگی اور طہارت کا باعث ہوتے ہیں انہیں "فطرت" سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ اور ساری مخلوق میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سب سے زیادہ پاکیزہ نفوس تھیں ان احادیث میں دس چیزوں کو فطرت بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ موچھوں کو کاٹنا۔ ۲۔ داڑھی کو بڑھانا۔
۳۔ مسواک کرنا۔ ۴۔ ناک میں پانی ڈال کر اس کو صاف کرنا۔
۵۔ ناخن تراشنا۔ ۶۔ انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا۔
۷۔ بغلوں کے بال اکھاڑنا۔ ۸۔ زیر ناف بال صاف کرنا
۹۔ پانی کے ساتھ استنجاء کرنا۔ ۱۰۔ کلی کرنا۔

حدیث کے راوی سیّدنا مصعب بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نو چیزیں تو مجھے یاد ہیں لیکن دسویں میں بھول گیا ہوں شاید کہ وہ "کلی" کرنا ہو اس لیے اس کو دسویں نمبر درج کر دیا گیا ہے حدیث نمبر ۲۷۵۶ میں ختنے کا ذکر ہے دسویں چیز میں وہ بھی شمار ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ فطرتی چیزیں صرف دس نہیں بلکہ زیادہ بھی ہو سکتی ہیں ان احادیث میں دس بیان ہوئی ہیں۔ من الفطرۃ کے الفاظ اس کی دلیل ہیں۔

۲۔ ان پر عمل کرنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔ (تفصیل کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے)

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوْقِيتِ فِي تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَأَخْذِ الشَّارِبِ

ناخن کاٹنے اور مونچھیں کترنے کی مدت کا تعین

2758: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسَى أَبُو مُحَمَّدٍ صَاحِبُ الدَّقِيقِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ وَقَّتَ لَهُمْ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً تَقْلِيمَ الْأَظْفَارِ وَأَخْذَ الشَّارِبِ وَحَلْقَ الْعَانَةِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے ان کے لیے ہر چالیس روز میں ناخن کاٹنے، مونچھیں کترنے اور زیر ناف بال مونڈنے کے لیے وقت مقرر کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢١٥، اخرجه ابو عوانة: ١/١٩٠، ابن ماجه: ٢٩٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٠٠، مسند احمد: ١٢٢٣٢

2759: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَقَّتَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ وَنَتْفِ الْإِبْطِ أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مونچھیں کترنے، ناخن کاٹنے، زیر ناف بال مونڈنے اور بغلوں کے بال اکھاڑنے کے لیے ہمارے لیے وقت مقرر فرمایا کہ ہم انہیں چالیس روز سے زیادہ مدت تک نہ چھوڑیں۔

قَالَ هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْأَوَّلِ. وَصَدَقَةُ بْنُ مُوسَى لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالْحَافِظِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ صدقہ بن موسیٰ ان کے ہاں حافظ نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥٨، سنن ابن ماجه: ٢٩٥، سنن النسائي: ١/١٥

فوائد الحدیث: زیر ناف بال صاف کرنا، مونچھیں کاٹنا اور ناخن تراشنے کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ اگر اس سے اوپر دن ہو گئے تو آدمی گنہگار ہو گا کم دنوں کا کوئی تعین نہیں جب آدمی ضرورت محسوس کرے تو صفائی کر سکتا ہے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَصِّ الشَّارِبِ

مونچھیں کترنا

2760: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُصُّ أَوْ يَأْخُذُ مِنْ شَارِبِهِ وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ الرَّحْمَنِ يَفْعَلُهُ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ اپنی مونچھیں کترا کرتے تھے، یا مونچھوں میں سے کچھ بال کاٹ لیا کرتے تھے، اور ابراہیم علیہ السلام بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ضعيف الترمذي: ٥٢٤، اخرجه ابو يعلى: ٢٧١٥، سماک کی عکرمہ سے روایت ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٧٣٨

2761: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا)).

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنی مونچھیں نہیں کترتا وہ ہم میں سے نہیں۔"

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.

اس باب میں سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

محمد بن بشار نے بیان کیا: یحییٰ بن سعید نے یوسف بن صہیب سے اس اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ صُهَيْبٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ٣١٣، تخريج المشكاة: ٤٤٣٨

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ١/١٥ و ٨/٢٩-١٣٠، مسند احمد: ١٩٢٦٣، صحيح ابن حبان: ٥٤٧٧

فوائد الحدیث: ۱۔ مونچھوں کو کاٹنا اور مونڈھنا دونوں طرح جائز ہے جو بھی عمل کر لیا جائے درست ہے۔

۲۔ عمومی طور پر لوگ بڑی بڑی مونچھیں رکھ لیتے تھے جس سے غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت بھی ہوتی تھی اس لیے ان کو الگ سے تاکید أبیان کیا گیا ہے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَخْذِ مِنَ اللِّحْيَةِ

داڑھی کترنا

2762: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُونَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی داڑھی کو اس کے طول و عرض سے کترا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ عُمَرُ بْنُ هَارُونَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ لَا أَعْرِفُ لَهُ حَدِيثًا لَيْسَ إِسْنَادُهُ أَصْلاً أَوْ قَالَ يَنْفَرِدُ بِهِ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا. لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ هَارُونَ وَرَأَيْتُهُ حَسَنَ الرَّأْيِ فِي عُمَرَ بْنِ هَارُونَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: عمر بن ہارون مقارب الحدیث ہے، میں اس کی ایسی کوئی حدیث نہیں جانتا کہ جس کی اصل نہ ہو یا فرمایا: وہ متفرد ہو سوائے اس حدیث کے کہ نبی ﷺ اپنی داڑھی کو اس کے طول و عرض سے کتراتے تھے۔ ہم اسے صرف عمر بن ہارون کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور میں نے انہیں عمر بن ہارون کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہوئے دیکھا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ قُتَيْبَةَ يَقُولُ عُمَرُ بْنُ هَارُونَ كَانَ صَاحِبَ حَدِيثٍ وَكَانَ يَقُولُ الإِيمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ. قَالَ سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَصَبَ الْمَنْجَنِيقَ عَلَى أَهْلِ الطَّائِفِ. قَالَ قُتَيْبَةُ قُلْتُ لِوَكِيعٍ مَنْ هَذَا قَالَ صَاحِبُكُمْ عُمَرُ بْنُ هَارُونَ.

امام ترمذی نے فرمایا: میں نے قتیبہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: عمر بن ہارون صاحب حدیث تھے اور وہ کہتے تھے ایمان، قول اور عمل کا نام ہے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے قتیبہ کو سنا وہ وکیع بن الجراح عن رجل کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ ثور بن یزید سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اہل طائف کے خلاف منجنیق نصب کروائی۔ قتیبہ کہتے ہیں میں نے وکیع سے کہا کہ (عن رجل) سے کون مراد ہے تو انہوں نے فرمایا تمہارا

ساتھی "عمر بن ہارون"

حکم الحدیث: (موضوع) سلسلة الضعيفة: ٢٨٨، العلل المتناهية: ١١٤٢، عمر بن ہارون متروک ہے۔

تخریج الحدیث: العقيلي في الضعفاء: ٣/١٩٥، الكامل لابن عدي: ٥/١٦٨٩، اخلاق النبي لابي الشيخ، ص: ٢٨٢

فوائد الحدیث: یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے لہٰذا داڑھی کو کسی لحاظ سے کاٹنا نہیں چاہئے بلکہ اسے بڑھانا چاہئے اور جتنی آجائے ساری رکھنی چاہئے (جیسا کہ آئندہ احادیث میں بیان ہو رہا ہے)

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ

داڑھی بڑھانا

2763: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحَى)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مونچھیں بالکل صاف کرواور داڑھیاں بڑھاؤ۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) آداب الزفاف: ٢٠٩ الطبع الجديدة، صحيح الترمذي: ٢٢١٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٥٨٩٢، ٥٨٩٣، صحيح مسلم: ٢٥٩، سنن ابو داود: ٤١٩٩، سنن النسائي: ١/١٦، ٨/١٢٩، ١٨١، مسند احمد: ٤٦٥٤، صحيح ابن حبان: ٥٤٧٥

2764: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَنَا بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحَى.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ هُوَ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ ثِقَةٌ وَعُمَرُ بْنُ نَافِعٍ ثِقَةٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ يُضَعَّفُ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مونچھیں بالکل صاف کرنے اور داڑھیاں بڑھانے کا حکم فرمایا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو بکر بن نافع یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ثقہ ہیں۔ عمر بن نافع ثقہ ہیں جبکہ عبداللہ بن نافع جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں، حدیث میں ضعیف قرار دیے گئے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں گزشتہ حدیث (متفق علیہ)

تخریج الحدیث: موطا مالک: ٢/٩٤٧ صحيح بخاري: ٥٨٩٢، ٥٨٩٣، صحيح مسلم: ٢٥٩، سنن ابو داود: ٤١٩٩، سنن النسائي: ١/١٦، ٨/١٢٩، ١٨١، مسند احمد: ٤٦٥٤، صحيح ابن حبان: ٥٤٧٥

فوائد الحدیث: احادیث میں مونچھیں کاٹنے اور داڑھیاں بڑھانے کا حکم ہے اس کے علاوہ بھی احادیث میں کئی الفاظ آئے ہیں سب کا مفہوم یہی ہے کہ داڑھیوں کو معاف کر دینا چاہئے۔ انہیں چھوڑ دیں، انہیں لٹکائیں وغیرہ۔ اس لیے داڑھی کی کسی بھی قسم کی تراش خراش جائز نہیں بلکہ جرم اور گناہ ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ إِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الأُخْرَى مُسْتَلْقِيًا

چت لیٹے ہوئے ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھنا

2765: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الأُخْرَى.

عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روایت کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھے ہوئے دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَمُّ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيُّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عباد بن تمیم کے چچا: وہ عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، صحيح الترمذي: ٢٢١٩، اخرجه الحميدي: ٤١٤، ابن ابي شيبة: ٥٦٨/٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٧٥، صحيح مسلم: ٢١٠٠، سنن ابو داود: ٤٨٦٦، سنن النسائی: ٢/٥٠، مسند احمد: ١٦٤٣٠، صحيح ابن حبان: ٥٥٥٢

فوائد الحدیث: پشت کے بل لیٹ کر اگر ستر کھلنے اور بے پردگی کا خطرہ نہ ہو تو ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھا جا سکتا ہے۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَرَاهِيَةِ فِي ذَلِكَ

اس (سابقہ باب میں مذکور مسئلے کے) بارے میں ممانعت

2766: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ خِدَاشٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا اسْتَلْقَى أَحَدُكُمْ عَلَى ظَهْرِهِ فَلَا يَضَعْ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الأُخْرَى)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ کے بل لیٹے تو اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر نہ رکھے۔

هَذَا حَدِيثٌ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ.

اس حدیث کو کئی ایک نے سُلیمان تیمی سے روایت کیا ہے۔

وَلَا يُعْرَفُ خِدَاشٌ هَذَا مَنْ هُوَ وَقَدْ رَوَى لَهُ سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ غَيْرَ حَدِيثٍ.

اس سند میں موجود خداش راوی کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کون ہیں۔ البتہ سُلیمان تیمی نے ان کے لیے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ١٢٥٥، اخرجه البيهقي: ٢٢٤/٢، ابو يعلى: ٢٠٣١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٩٩، ٧٤، سنن ابو داود: ٤٨٦٥، مسند احمد: ١٤١٩٨، صحيح ابن حبان: ٥٥٥١

2767: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کپڑے میں اشتمال الصماء اور احتباء سے اور چت لیٹ کر ایک

وَالِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَأَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ.

ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٢٥٤/٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٩٩، مسند احمد : ١٤٤٥٢، صحيح ابن حبان: ٥٥٥٣

فوائد الحدیث: ۱۔ اگر ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو پھر ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھ کر چت لیٹنا منع ہے۔

۲۔ اگر لباس ایسا ہو کہ ایسی حالت میں لیٹنے سے بے پردگی نہیں ہوتی تو پھر جائز ہے جیسا کہ گذشتہ حدیث میں خود رسول اللہ ﷺ کا ایسے لیٹنا ثابت ہے۔

۳۔ "اشتمال الصما" (گونگی بکل) سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو ایک ہی چادر میں اس طرح لپیٹ لے کہ اس کے ہاتھ وغیرہ بھی اسی میں بند اور پیک ہوں۔ یہ بھی منع ہے اس لیے کہ بوقت ضرورت جب اس کے ہاتھ نہیں کھلیں گے تو وہ اپنا دفاع نہیں کر سکے گا اور کوئی نقصان ہو جائے گا۔

۴۔ "احتباء" (گوٹھ مارنا) یہ ہے کہ آدمی اپنے گھٹنوں کو کھڑا کر کے انہیں ایک چادر سے اس طرح باندھ لے کہ اس کے ستر پر کوئی کپڑا وغیرہ نہ ہو تو اس سے چونکہ بے پردگی ہوتی ہے اس لیے یہ بھی منع ہے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الِاضْطِجَاعِ عَلَى الْبَطْنِ

پیٹ کے بل (اوندھے منہ) لیٹنے کی ممانعت

2768: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلاً مُضْطَجِعًا عَلَى بَطْنِهِ فَقَالَ ((إِنَّ هَذِهِ ضَجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو پیٹ کے بل لیٹا دیکھ کر فرمایا: "یہ ایک ایسا لیٹنا ہے جسے اللہ پسند نہیں فرماتا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ طِهْفَةَ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیدنا طہفہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ يَعِيشَ بْنِ طِهْفَةَ عَنْ أَبِيهِ وَيُقَالُ طِخْفَةُ وَالصَّحِيحُ طِهْفَةُ. وَقَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ الصَّحِيحُ طِخْفَةُ وَيُقَالُ طِغْفَةُ. يَعِيشُ هُوَ مِنَ الصَّحَابَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کو یحییٰ بن ابی کثیر نے ابوسلمہ عن یعیش بن طهفه عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ انہیں طخفه بھی کہا گیا ہے جبکہ صحیح طهفه ہے۔ جبکہ بعض حفاظ نے کہا: طخفه صحیح ہے۔ یعیش جو ہیں وہ صحابہ کرام میں سے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) تخريج المشكاة: ٤٨١٨ و ٤٧٤٩، صحيح الترمذي: ٢٢٢١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٨٦٢، صحيح ابن حبان: ٥٥٤٩

فوائد الحدیث: منہ کے بل الٹا لیٹنا ممنوع ہے اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں، اور مومن آدمی کو ہمیشہ وہی کام کرنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ اور اس

کے رسول ﷺ کو پسند ہو۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ الْعَوْرَةِ

ستر کی حفاظت

2769: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ ((احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُكَ)). فَقَالَ: الرَّجُلُ يَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ قَالَ ((إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَاهَا أَحَدٌ فَافْعَلْ)). قُلْتُ وَالرَّجُلُ يَكُونُ خَالِيًا. قَالَ ((فَاللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ)).

بہز بن حکیم نے بیان کیا، میرے والد نے میرے دادا سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم اپنا ستر کن سے چھپائیں اور کن سے نہ چھپائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی بیوی یا اپنی لونڈی کے علاوہ ہر ایک سے اپنا ستر چھپاؤ۔'' انہوں نے عرض کیا: آدمی، آدمی کے ساتھ ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو استطاعت رکھے کہ اسے کوئی نہ دیکھے تو پھر ایسا کر (کہ کوئی اسے نہ دیکھ سکے)۔'' میں نے عرض کیا: آدمی تنہا ہو تو پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَجَدُّ بَهْزٍ اسْمُهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيُّ وَقَدْ رَوَى الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ وَالِدُ بَهْزٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، بہز کے دادا کا نام معاویہ بن حیدہ قشیری ہے۔ جریری نے حکیم بن معاویہ سے روایت کیا ہے اور وہ بہز کے والد ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح الترمذي: ٢٢٢٢، اخرجه البيهقي: ١/١٩٩، الحاكم: ٤/١٧٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠١٧، سنن ابن ماجه: ١٩٢٠، سنن النسائی فی الکبری: ٨٩٧٢، مسند احمد: ٢٠٠٣٤

فوائد الحدیث: ا۔ حیاء ایمان کا حصہ ہے اس لیے مومن آدمی کو اس قدر باحیا ہونا چاہئے کہ وہ اگر کبھی اکیلا بھی ہو تو اسے اپنا ''ستر'' نہیں کھولنا چاہئے۔

۲۔ ''ستر'' سے مراد جسم کا وہ حصہ ہے جسے آدمی دوسرے لوگوں کے سامنے ننگا کرنے میں شرم محسوس کرے، مرد کا ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ ''ستر'' ہے۔ اور عورت کا ہاتھ اور چہرے کے علاوہ باقی سارا جسم ''ستر'' ہے۔ غیر محرم سے ہاتھ اور چہرے کا بھی پردہ کیا جائے گا۔

۳۔ آجکل کچھ اس قسم کے لباس استعمال ہو رہے ہیں جس سے یہ پردے والے مقاصد حاصل نہیں ہوتے اور نہ ہی آدمی کا ''ستر'' پوشیدہ رہ سکتا ہے لہٰذا حیادار اور شریف آدمی کو ایسے لباس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاتِّكَاءِ

ٹیک لگانا

2770: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ الْبَغْدَادِيُّ

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكُوفِيُّ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ عَلَى يَسَارِهِ.

کو تکیے پر اپنی بائیں جانب ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرٍ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ. وَلَمْ يَذْكُرْ عَلَى يَسَارِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ کئی ایک نے اس حدیث کو اسرائیل عن سماک عن جابر بن سمرہ کی سند سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو تکیے پر ٹیک لگائے دیکھا۔ اور اس میں "اپنی بائیں جانب" کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

حکم الحدیث: (صحیح) مختصر الشمائل: ١٠٤، صحيح الترمذي: ٢٢٢٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤١٤٣، مسند احمد: ٢٠٩٧٥، ٢٠٨٠٣ صحيح ابن حبان: ٥٨٩، سنن النسائی فی الکبری: ٧١٨٣

2771: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ.

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤١٤٣، مسند احمد: ٢٠٩٧٥، ٢٠٨٠٣، صحيح ابن حبان: ٥٨٩، سنن النسائی فی الکبری: ٧١٨٣

فوائد الحدیث: انسان، آرام، سکون اور راحت کے لیے ٹیک لگا کر بیٹھ سکتا ہے صرف پردے کا خیال رکھنا چاہئے، ایسی حالت میں نہ بیٹھے جو معیوب ہو، جن لوگوں نے تہبند باندھے ہوئے ہوتے ہیں انہیں زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔

24- بَابُ حَدِيْثِ ((لَا يُؤَمَّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ))

آدمی کو اس کے حلقہ اقتدار میں مقتدی نہ بنایا جائے

2772: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ)).

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی کو اس کے حلقہ اقتدار میں مقتدی بنایا جائے نہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں اس کی عزت کی جگہ پر بیٹھا جائے"۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٤٩٤، صحيح ابي داؤد:: ٥٩٤

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ۱/۲۲۹، سنن ابن ماجه: ۲۷۶.و ۸۳۹، سنن دارقطنی: ۱/۳۵۹ و ۳۶۵۔ ۳۶۶، سنن کبریٰ للبیهقی: ۲/۸۵ و ۳۸۰

فوائد الحدیث:۔امام کی موجودگی میں کسی دوسرے کو امامت نہیں کروانی چاہئے اگر مستقل امام اجازت دے دے تو پھر جائز ہے۔

۲۔کسی کی مسند، (بیٹھنے کی خاص جگہ) جو آدمی کے لئے خاص ہوتی ہے خواہ دفتر میں ہو یا گھر میں، یا کلاس میں، کسی دوسرے شخص کو 'صاحب مسند' کی اجازت کے بغیر وہاں نہیں بیٹھنا چاہئے۔

25- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الرَّجُلَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِهِ

سواری کا مالک سواری کے اگلے حصے پر بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے

2773: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَمْشِي إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ وَمَعَهُ حِمَارٌ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! ارْكَبْ. وَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَأَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ إِلَّا أَنْ تَجْعَلَهُ لِي)). قَالَ قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ. قَالَ فَرَكِبَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ چل رہے تھے کہ ایک آدمی اپنے گدھے سمیت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! سوار ہو جائیں، اور وہ آدمی پیچھے ہٹ گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تم اپنی سواری کے اگلے حصے پر بیٹھنے کے زیادہ حق دار ہو اِلّا یہ کہ تم اسے میرے لیے مقرر کر دو۔'' اس نے عرض کیا، میں نے اسے آپ ﷺ کے لیے مقرر کر دیا، پس پھر آپ ﷺ سوار ہوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔ اور اس باب میں قیس بن سعد بن عبادہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج المشکاة: ۳۹۱۸، الارواء: ۲۵۷، صحیح الترمذي: ۲۲۲۵

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۵۷۲، مسند احمد: ۲۲۹۹۲، صحیح ابن حبان: ٤٧٣٦

فوائد الحدیث: سواری کی فرنٹ سیٹ عزت و تکریم کا باعث خیال کی جاتی ہے اس لیے اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو سواری پر سوار کر لے یعنی لفٹ دے دے تو فرنٹ سیٹ پر سواری، گاڑی کے مالک کا ہی حق ہے۔ البتہ مالک اگر خود اپنے کسی بزرگ، استاد، یا عالم دین کو احتراماً فرنٹ سیٹ پیش کر دے اور خود پیچھے بیٹھ جائے تو جائز ہے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي اتِّخَاذِ الْأَنْمَاطِ

قالین استعمال کرنے کی رخصت

2774: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ہمارے پاس

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((هَلْ لَكُمْ أَنْمَاطٌ)). قُلْتُ وَأَنَّى تَكُونُ لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ ((أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ)). قَالَ فَأَنَا أَقُولُ لِامْرَأَتِي أَخِّرِي عَنِّي أَنْمَاطَكِ فَتَقُولُ أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ)). قَالَ فَأَدَعُهَا.

قالین کہاں سے آئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”سنو، عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔“ راوی نے بیان کیا: میں اپنی اہلیہ سے کہتا ہوں کہ اپنا قالین مجھ سے دور کر دو، تو وہ کہتی ہے: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا: ”عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔“ انہوں نے فرمایا: پس میں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، صحيح الترمذي: ٢٢٢٦، اخرجه الحميدي: ١٢٢٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٦٣١، صحيح مسلم: ٢٠٨٣، سنن ابو داود: ٤١٤٥، سنن النسائی: ٦/١٣٦، مسند احمد: ١٤١٣٢، صحيح ابن حبان: ٦٦٨٣

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ انسان کو آرام سکون اور راحت یا زیب و زینت کے لئے جو سہولتیں میسر فرمائے ان سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے صرف ان نعمتوں کو حلال اور جائز طریقے سے حاصل کرے۔ نیز ان کے استعمال میں فخر و غرور اور تکبّر و نخوت نہ اس میں پائی جائے بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ یہ ساری نعمتیں اسی کے فضل و کرم سے میسر ہیں۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي رُكُوبِ ثَلَاثَةٍ عَلَى دَابَّةٍ

جانور پر تین افراد کا سوار ہونا

2775: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الْجُرَشِيُّ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ قُدْتُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَى بَغْلَتِهِ الشَّهْبَاءِ حَتَّى أَدْخَلْتُهُ حُجْرَةَ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا قُدَّامَهُ وَهَذَا خَلْفَهُ.

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: اللہ کے نبی ﷺ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ اپنے خچر شہباء پر سوار تھے اور میں اس خچر کی لگام تھامے آگے آگے تھا، حتیٰ کہ میں نے اسے نبی ﷺ کے حجرے میں داخل کر دیا، یہ (حسن رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ کے آگے تھے جبکہ یہ (حسین رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ کے پیچھے تھے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ.

اس باب میں سیّدنا عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (حسن) صحيح الترمذي: ٢٢٢٧، اخرجه الطبراني في الكبير: ٦٢٣٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٤٢٣، صحيح ابن حبان: ٥٦١٨

فوائد الحدیث: سواری، خواہ جانور ہو یا موٹر سائیکل اور گاڑی اس پر اتنے افراد ہی کو سوار ہونا چاہئے جتنے افراد کے لیے اس میں گنجائش اور طاقت ہو، تعداد کوئی مسئلہ نہیں۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَظْرَةِ الْمُفَاجَأَةِ

اچانک نظر کا اٹھ جانا

2776: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ نَظْرَةِ الْفَجَأَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي.

سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک اٹھ جانے والی نظر کے متعلق پوچھا، تو آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی نظر ہٹالوں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو اسْمُهُ هَرِمٌ.

اور ابوزرعہ (بن عمرو) کا نام ہرم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٢٧، حجاب المرأة: ٣٥، صحيح ابي داؤد: ١٨٦٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢١٥٩، سنن ابو داود: ٢١٤٨، سنن النسائی فی الکبری: ٩٢٣٣، مسند احمد: ١٩١٦٠، صحيح ابن حبان: ٥٥٧١

2777: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ قَالَ ((يَا عَلِيُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”علی! پہلی نظر کے بعد دوسری نظر نہ دیکھ، کیونکہ پہلی (بار اچانک دیکھ لینے) کا تجھ سے کوئی مؤاخذہ نہیں، جبکہ دوسری نظر کا تجھے کوئی حق نہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف شریک کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) حجاب المرأة: ٣٤، صحيح ابي داؤد: ١٨٦٥، بعض نے اسے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢١٤٩، مسند احمد: ٢٢٩٧٤، شرح مشكل الآثار: ١٨٦٦، ١٨٦٧

فوائد الحدیث: کسی بھی غیر محرم عورت کے چہرے یا کسی بھی عورت اور مرد کے ستر کو دیکھنا گناہ ہے۔ لیکن اگر اچانک نظر پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا ہے کیونکہ اس میں آدمی کی نیت اور ارادے کو دخل نہیں، شرط یہ ہے کہ دوبارہ نہ دیکھے اور نہ ہی پہلی دفعہ نظر پڑنے سے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہے۔ بلکہ فوری طور پر نظر کو ہٹالے۔

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي احْتِجَابِ النِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ

عورتوں کا مردوں سے پردہ کرنا

2778: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَبْهَانَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهُ

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ اور میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں، اس دوران ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سامنے آئے

حَدَّثَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَيْمُونَةُ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَذَلِكَ بَعْدَ مَا أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((احْتَجِبَا مِنْهُ)). فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ)).

اور اندر آ گئے اور یہ پردے کا حکم آجانے کے بعد کا واقعہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے پردہ کرو۔'' میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا وہ نابینا نہیں وہ ہم کو دیکھتے بھی نہیں، اور ہمیں پہنچانتے بھی نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم دونوں اسے دیکھ نہیں رہی ہو؟''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٣١١٦، الارواء: ١٨٠٦، ضعيف الترمذي: ٥٢٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤١١٢، سنن النسائی فی الکبری: ٩٢٤١، مسند احمد: ٢٦٥٣٧، صحيح ابن حبان: ٥٥٧٥

فوائد الحدیث: یہ روایت اس سند سے ضعیف ہے لیکن پردے کے احکام تو قرآن مجید اور صحیح احادیث میں بڑے واضح اور مفصل بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ جس طرح مرد کے لیے غیر محرم عورت کو دیکھنا جائز نہیں اسی طرح عورت کو بھی غیر محرم مرد سے چہرے کے ساتھ ساتھ آنکھ کا پردہ بھی کرنا چاہئے کہ بلا ضرورت اور بلا وجہ غیر محرم مرد کو نہ دیکھے۔ باقی جہاں مجبوریاں ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے معاف کی ہوئی ہیں۔

فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا اثم عليه، ان الله غفور رحيم

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَزْوَاجِ

عورتوں کے پاس ان کے شوہروں کی اجازت کے بغیر جانا منع ہے

2779: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَرْسَلَهُ إِلَى عَلِيٍّ يَسْتَأْذِنُهُ عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ فَأَذِنَ لَهُ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ سَأَلَ الْمَوْلَى عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْخُلَ عَلَى النِّسَاءِ بِغَيْرِ إِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ.

سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہیں علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کی اجازت طلب کریں، پس انہوں نے ان کے لیے اجازت دے دی، حتیٰ کہ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوئے تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام نے اس (اجازت لینے) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم عورتوں کے پاس ان کے شوہروں کی اجازت کے بغیر نہ جائیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا عقبہ بن عامر، عبداللہ بن عمرو اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) آداب الزفاف: ٢٨٢-٢٨٣، صحيح الترمذي: ٢٢٣٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٧٦٧، ١٧٨٠٥، مصنف ابن ابی شیبة: ٤/٤٠٩، مسند ابویعلیٰ: ٧٣٤١، صحیح ابن حبان: ٥٥٨٤

فوائد الحدیث: کسی بھی مرد کو کسی غیر محرم عورت کے ساتھ الگ ہو کر گفتگو کرنا منع ہے۔ لیکن اگر کوئی ضرورت ہو تو پھر شادی شدہ عورت کے خاوند سے اجازت لے کر بات چیت کی جاسکتی ہے۔ کنواری عورت کے والدین اجازت کے مجاز ہیں۔ لیکن سب سے بہتر صورت یہی ہے کہ اس وقت کوئی تیسرا اس عورت کا محرم فرد بھی موجود ہو خواہ مرد ہو یا عورت۔ تاکہ ہر قسم کے فتنے، فساد اور شکوک و شبہات سے بچا جاسکے۔

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْذِيرِ فِتْنَةِ النِّسَاءِ

عورتوں کے فتنے سے بچنا

2780: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِي النَّاسِ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ)).

اسامہ بن زید اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے بعد لوگوں میں مردوں کے لیے عورتوں سے بڑھ کر ضرر رساں کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الثِّقَاتِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ کئی ایک نے اس حدیث کو ثقہ راویوں سے سلیمان تیمی عن ابی عثمان عن اسامہ بن زید کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کا ذکر نہیں کیا۔

وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ غَيْرَ الْمُعْتَمِرِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

اور معتمر کے علاوہ ہم کسی بھی راوی کو نہیں جانتے کہ اس نے اسماہ بن زید اور سعید بن زید (دونوں کو اکٹھے) بیان کیا ہو۔ ہم کو ابن ابی عمر نے حدثنا سفیان عن سلیمان التیمی عن ابی عثمان عن اسامۃ بن زید کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) متفق عليه، سلسلة الصحيحة: ٢٧٠١، صحيح الترمذي: ٢٢٣١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٠٩٦، صحیح مسلم: ٢٧٤٠، سنن ابن ماجه: ٣٩٩٨، سنن النسائی فی الکبری: ٩١٥٣، ٩٢٧٠، مسند احمد: ٢١٧٤٦، صحیح ابن حبان: ٥٩٦٧، ٥٩٦٩، ٥٩٧٠

فوائد الحدیث: عورت محرم ہو یا غیر محرم، مردوں کے لیے ایک فتنہ اور آزمائش ہی ہیں۔ مثلاً غیر محرم ہے تو اسے دیکھنے سے کئی قسم کی خواہشات انسان میں ابھرتی ہیں۔ اور بعض اوقات کسی بڑے گناہ کا باعث بن جاتی ہے۔ یا پھر آدمی اپنی بیوی کی خاطر فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اس کی ہر جائز و ناجائز خواہش کو پورا کرنے کے لیے مال کے حصول میں حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتا۔ بسا اوقات ماں باپ کی نافرمانی کا مرتکب ہو جاتا ہے اور کبھی بہن بھائیوں سے قطع رحمی کی نوبت آجاتی ہے۔

لہٰذا ہر انسان کو عورت کے معاملے میں خصوصی طور پر محتاط رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہئے بس اسی ایک طریقے سے اس فتنے سے آدمی محفوظ رہ سکتا ہے۔

وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی، ان ربی غفور الرحیم

32- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ اتِّخَاذِ الْقُصَّةِ

بالوں کی لٹ رکھنے کی ممانعت

2781: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بِالْمَدِينَةِ يَخْطُبُ يَقُولُ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ؟ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ هَذِهِ الْقُصَّةِ وَيَقُولُ ((إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ)).

حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مدینے والو! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: آپ ﷺ بالوں کی اس لٹ سے منع فرماتے تھے، اور آپ ﷺ فرماتے تھے: ”بنی اسرائیل کی عورتوں نے جب اس لٹ کو رکھا تو وہ ہلاک ہو گئے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ.

اور کئی ایک طرق سے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (متفق عليه) غاية المرام: ١٠٠، صحيح الترمذي: ٢٢٣٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٤٦٨، صحيح مسلم: ٢١٢٧، سنن ابو داود: ٤١٦٧، سنن النسائی: ٨/١٨٦، مسند احمد: ١٦٨٦٥، صحيح ابن حبان: ٥٥١٢

فوائد الحدیث: اسلام نے اپنے ماننے اور چاہنے والوں کو ہر قسم کے دھوکہ دینے سے منع فرمایا ہے کہ انسان کسی بھی صورت کو اس کی اصل حقیقت کے خلاف لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ انہی دھوکہ دہی کے کاموں میں سے ایک عورتوں کا اپنے بالوں کے ساتھ مصنوعی بال لگا کر انہیں لمبا یا خوبصورت ظاہر کرنا بھی ہے جسے آج کی ہماری زبان میں ”وگ“ کہا جاتا ہے۔ یہ بالکل ناجائز اور حرام ہے اور ہلاکت و تباہی و بربادی کا سبب بھی۔

اور اب تو بالوں کے ساتھ ساتھ مصنوعی ناخن بھی استعمال ہونے لگے ہیں نیل پالش لگانے اور سوٹ کے ساتھ کلر میچ کرنے کے لیے خواتین لمبے لمبے مصنوعی ناخن لگا لیتی ہیں تمام مومنہ عورتوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ

مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی، جسم گودنے والی اور گدوانے والی (پر لعنت)

2782: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ مُبْتَغِيَاتٍ لِلْحُسْنِ مُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ.

سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جسم گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور پیشانی کے بال اکھاڑنے والیوں، حسن کی تلاش میں اللہ کی تخلیق تبدیل کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ عَنْ مَنْصُورٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ اور کئی ایک ائمہ نے اسے منصور سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) آداب الزفاف: ٢٠٢-٢٠٤، صحيح الترمذي: ٢٢٣٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٨٨٦، صحيح مسلم: ٢١٢٥، سنن ابو داود: ٤١٦٩، سنن ابن ماجه: ١٩٨٩، سنن النسائی: ٨/٨٨، ١٤٦ و ١٨٨، مسند احمد: ٤١٢٩، صحيح ابن حبان: ٥٥٠٤، ٥٥٠٥

2783: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ)). قَالَ نَافِعٌ الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سر کے بالوں میں منصوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی، جسم کو گود کر اس میں سرمہ وغیرہ بھرنے اور بھروانے والی پر لعنت فرمائے۔'' نافع نے کہا کہ (الوشم) سے مراد ہے (فی اللثة) ''یعنی مسوڑھے میں گودنا''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اور اس باب میں سیّدہ عائشہ، معقل بن یسار، اسماء بنت ابی بکر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ يَحْيَى قَوْلَ نَافِعٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

نافع عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا گیا ہے اور یحییٰ نے اس میں نافع کا قول ذکر نہیں کیا۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (متفق عليه) مزید دیکھیں حدیث ۱۷۰۹

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٩٣٧ صحيح مسلم: ٢١٢٤، سنن ابو داود: ٤١٦٨، سنن ابن ماجه: ١٩٨٧، سنن النسائی: ٨/١٤٥ و ١٨٧ و ١٨٨، مسند احمد: ٤٧٢٤، صحيح ابن حبان: ٥٥١٣

فوائد الحدیث: ۱۔ ان احادیث میں تین ایسے کاموں کو اللہ تعالیٰ کی لعنت کا سبب قرار دیا گیا ہے جو آج بھی معاشرے میں فیشن کے نام پر رواج پا گئے ہیں۔ جسم کو گودنا، یعنی سوئی کے ساتھ جسم پر زخم کر کے اس میں رنگ بھر کر کوئی پھول یا ڈیزائن بنانا یا نام وغیرہ لکھنا۔ جو مرد یا عورت یہ کام

کرے اس پر بھی لعنت ہے اور جو کروائے وہ بھی لعنتی ہے۔ عورتوں کا خصوصی تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ اکثر وہی یہ کام کرتی ہیں۔

۲۔ چہرے یا پلکوں کے بال اکھاڑنا۔ اپنے آپ کو خوبصورت دکھانے کے لیے خواتین اپنی پلکوں کو باریک کر لیتی تھیں اور چہرے پر کوئی لوئی وغیرہ (نرم بال) بھی ہوتی تو اس کو صاف کروالیتی تھیں۔ اس میں بھی دونوں پر لعنت ہے۔ کرنے والیوں پر بھی اور کروانے والیوں پر بھی۔ اور اس حکم میں مرد بھی شامل ہیں۔

۳۔ "وگ لگانا، اپنے سر کے بالوں کو خوبصورت اور لمبا ظاہر کرنے کے لیے مصنوعی بال لگانا بھی لعنت کا باعث ہے، آج جو مختلف اسٹائل کی وگیں استعمال ہوتی ہیں ان کا یہی حکم ہے ایسی وگیں تیار کرنے والوں پر بھی لعنت ہے اور استعمال کرنیوالوں پر بھی خواہ مرد ہو یا عورت۔

۳۔ ان لوگوں کے لیے اس قدر سخت وعید اس لیے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر راضی نہیں ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خوبصورت پیدا نہیں فرمایا۔ لہٰذا ہم خود اس میں تبدیلی کر کے اپنے میں حسن اور خوبصورتی پیدا کر لیتے ہیں۔ استغفر اللہ، معاذ اللہ۔

34- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں

2784: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٣٥، اخرجه ابو يعلى: ٢٤٣٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٨٨٥، سنن ابو داود: ٤٠٩٧، ٤٩٣٠، سنن ابن ماجه: ١٩٠٤، سنن النسائی فی الکبری: ٩٢٥١، ٩٢٥٤، مسند احمد: ١٩٨٢، صحيح ابن حبان: ٥٧٥٠

2785: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَأَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہیجڑوں سے مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

اور اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (متفق عليه) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ٢٠٤٣٣

فوائد الحدیث: ۱۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ خصوصیات اور صلاحیتوں سے نواز کر پیدا فرمایا ہے اب اگر کوئی مرد، عورتوں کی یا کوئی عورت، مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے وضع قطع، چال ڈھال، لباس اور بول چال وغیرہ میں تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور تقسیم پر

راضی نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی لعنت فرمائی ہے۔

۲۔ اس حکم میں ہم جنس پرستی بھی ہے کہ اس میں بعض مرد، عورتوں کی اور بعض عورتیں، مردوں کی مشابہت اختیار کر لیتی ہیں اگرچہ حقیقت تبدیل نہیں ہو سکتی لیکن لعنت لازم آجاتی ہے۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ خُرُوجِ الْمَرْأَةِ مُتَعَطِّرَةً

عورت خوشبو لگا کر باہر نہ نکلے

2786: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عِمَارَةَ الْحَنَفِيِّ عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةٌ)).

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر آنکھ زانیہ ہے، جب عورت خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ اس طرح اور اس طرح ہے۔“ یعنی! زانیہ ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج الايمان لابي عبيد: ٩٦/١١٠، المشكاة: ٦٥، حجاب المرأة: ٦٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤١٧٣، سنن النسائي: ٨/١٥٣، مسند احمد: ١٩٥١٣، ١٩٥٧٨، ابن حبان: ٤٤٢٤

فوائد الحدیث: ۱۔ عورت چونکہ مکمل طور پر پردہ ہے اس کا جسم اس کی آواز وغیرہ بھی۔ اس لیے خواتین کو ہر اس عمل سے بھی منع کیا گیا ہے جو ان کی بے پردگی کا سبب بنتا ہے حتیٰ کہ انہیں دینی اور شرعی مسئلہ بیان کرتے ہوئے بھی لوچ دار آواز اپنانے سے روک دیا ہے۔ عورت کا خوشبو لگا کر مردوں میں جانا بھی ممنوع ہے اور اس عمل کی سنگینی اور گناہ کو بیان کرنے کے لئے ایسی عورت کو زانیہ قرار دیا گیا ہے، کیونکہ اس کی یہ حرکت زنا کا باعث بنتی ہے۔

۲۔ ہر اس نظر اور نگاہ کو بھی زانیہ کہا گیا ہے جو کسی بھی غیر محرم پر شہوت اور جنسی خواہش کیلئے ڈالی جائے وہ نظر خواہ مرد کی ہو یا عورت کی۔

36- بَابُ مَا جَاءَ فِي طِيبِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

خواتین اور مردوں کی خوشبو

2787: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو (مہک) ظاہر ہو اور اس کا رنگ مخفی ہو، جبکہ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور اس کی خوشبو (مہک) مخفی ہو۔“

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنِ الطُّفَاوِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

ہم کو علی بن حجر نے اخبرنا اسماعیل بن ابراہیم عن الجریری عن ابی نضرۃ عن الطفاوی عن ابی ہریرۃ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل اس کا معنی بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِلَّا أَنَّ الطُّفَاوِيَّ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ. وَحَدِيثُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ہم طفاوی کو صرف اسی حدیث میں جانتے ہیں اور ہم اس کا نام نہیں جانتے۔ اسماعیل بن ابراہیم کی روایت زیادہ مکمل اور زیادہ طویل ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٤٤٤٣، مختصر الشمائل: ١٨٨، الرد علي الكتاني: ١١، بعض کے نزدیک ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢١٧٤، سنن النسائي: ٨/١٥١، مسند احمد: ١٠٩٧٧، شرح السنة: ٣١٦٢

2788: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ خَيْرَ طِيبِ الرَّجُلِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَخَيْرَ طِيبِ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ)). وَنَهَى عَنْ مِيثَرَةِ الْأُرْجُوَانِ.

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ”مردوں کی بہترین خوشبو وہ ہے جس کی مہک ظاہر ہو جبکہ اس کا رنگ مخفی ہو، اور عورتوں کی بہترین خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور اس کی مہک مخفی ہو۔“ اور آپ ﷺ نے سرخ زین پوش کرنے سے منع فرمایا۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٣٩، اخرجه الحاكم: ٤/١٩١، البيهقي: ٣/٢٤٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٤٨، مسند احمد: ٩٨١، ١٩٩٧٥، سنن ابو داود: ٤٠٥٠، ٤٠٥١، سنن النسائي: ٨/١٦٥، ١٦٦، ١٦٧، ١٦٩، صحيح ابن حبان: ٥٤٣٨

فوائد الحدیث: اسلام نے معاشرے کی روحانیت اور پاکیزگی کو برقرار رکھنے گناہوں اور بے حیائی کی آلودگی سے بچانے کے لئے یہ راہنما اصول وضع کر دیے کہ:

۱۔ مرد حضرات، رنگ دار خوشبو استعمال نہ کریں۔

۲۔ خواتین، خوشبو دار رنگ نہ لگائیں، عورت کو چونکہ اپنے خاوند کے لیے ہر قسم کے بناؤ سنگھار کی اجازت ہے اس لیے وہ اپنی زیب و زینت کے لیے جو چاہے کر سکتی ہے لیکن اس کے اثرات دوسروں تک نہیں جانے چاہئیں۔ خوشبو چونکہ ہر کوئی محسوس کر سکتا ہے اس لیے منع کر دیا گیا۔

انتہائی سرخ رنگ کے زین پوش یا گدے بھی استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَدِّ الطِّيبِ

خوشبو قبول کرنی چاہیے

2789: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ

ثمامہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ خوشبو قبول کیا کرتے تھے، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ خوشبو رد نہیں کیا

قَالَ: كَانَ أَنَسٌ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ. وَقَالَ أَنَسٌ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ.

کرتے تھے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ١٨٦، صحيح الترمذي: ٢٢٤٠، اخرجه البغوي: ٣١٧٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۵۸۲۔ سنن النسائی: ۸/۱۸۹، مسند احمد: ۱۲۱۷۶، ۱۲۳۵۶، شرح السنة : ۳۱۷۰، ۳۱۷۱

2790: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ الْوَسَائِدُ وَالدُّهْنُ وَاللَّبَنُ)). الدُّهْنُ يَعْنِي بِهِ الطِّيبَ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین چیزیں واپس نہیں کرنی چاہییں: تکیے، تیل (خوشبو) اور دودھ۔“ (الدُّهْنُ) سے مراد ”خوشبو“ ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَعَبْدُ اللهِ هُوَ ابْنُ مُسْلِمِ بْنِ جُنْدَبٍ وَهُوَ مَدَنِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، عبداللہ بن مسلم یہ ابن جندب ہیں اور مدنی ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الصحيحة: ٦١٩، صحيح الترمذي: ٢٢٤١

تخریج الحدیث: المصنف فی الشمائل: ۲۱۹، شرح السنة : ۳۱۷۳

2791: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلِيفَةَ أَبُو عَبْدِ اللهِ بَصْرِيٌّ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ حَنَانٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا أُعْطِيَ أَحَدُكُمُ الرَّيْحَانَ فَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ)).

سیّدنا ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو ریحان (خوشبو، نازبو) دی جائے تو وہ اسے رد نہ کرے کیونکہ وہ جنّت سے آئی ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَلَا نَعْرِفُ حَنَانًا إِلَّا فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُلٍّ وَقَدْ أَدْرَكَ زَمَنَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَرَهُ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور ہم ”حنان“ کو بھی صرف اسی حدیث میں جانتے ہیں۔ ابو عثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مُل ہے، انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے لیکن آپ ﷺ کی زیارت کی نہ آپ ﷺ سے سنا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) مختصر الشمائل: ١٨٩، سلسلة الضعيفة: ٧٦٤، ضعيف الترمذي: ٥٢٧، مرسل ہے۔

تخریج الحدیث: المراسیل لابی داود: ۵۰۱، المصنف فی الشمائل: ۲۲۱، شرح السنة: ۳۱۷۲

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی کہ ایک دوسرے سے تحائف کا تبادلہ کیا کرو کہ اس سے محبّت والفت بڑھتی ہے جو ایمان کی علامت اور جنّت میں جانے کا باعث ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی حکم دیا کہ جو بھائی ھدیہ اور تحفہ دے تو اس

کے تحفے اور گفٹ کو واپس نہیں کرنا چاہئے۔ خصوصاً:

تکیہ، خوشبو اور دودھ چونکہ یہ تینوں چیزیں معمولی ہوتی ہیں ان میں کوئی زیادہ تکلّف نہیں ہوتا کہ آدمی کو اس کا بدلہ دینا مشکل ہو۔ نیز خوشبو کو جنّت کی نعمت بھی قرار دیا گیا ہے۔

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مُبَاشَرَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ

مرد دوسرے مرد کے جسم کے ساتھ جسم لگائے، نہ عورت، عورت کے ساتھ

2792: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ حَتَّى تَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت دوسری عورت کے جسم کے ساتھ جسم نہ لگائے حتیٰ کہ وہ اس کے متعلق اپنے شوہر کو بتائے گویا کہ وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٨٦٦، صحيح الترمي: ٢٢٤٢، اخرجه البيهقي: ٦/٢٣، البغوي: ٢٢٤٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٢٤٠، ٥٢٤١، سنن ابو داود: ٢١٥٠، سنن النسائی فی الکبری: ٩٢٣١، ٩٢٣٢، مسند احمد: ٣٦٠٩، صحيح ابن حبان: ٤١٦٠

فوائد الحدیث: یعنی کوئی عورت کسی بھی دوسری عورت کے جسمانی اعضاء کی خوبصورتی اور خوبیوں کو اپنے خاوند کے سامنے اس طرح بیان نہ کرے کہ خاوند کے سامنے عورت کا وہ نقشہ پورے کا پورا سامنے آجائے اور یہ عمل کسی فتنے کا باعث نہ ہو۔

2793: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَخْبَرَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی دوسرے آدمی کے ستر کی طرف دیکھے نہ عورت دوسری عورت کے ستر کی طرف دیکھے، مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے (اوڑھنی) میں لیٹے نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٤٣، ارواء الغلیل: ١٨٠٨

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٣٣٨، سنن ابو داود: ٤٠١٨، سنن ابن ماجه: ٦٦١، سنن النسائی فی الکبری: ٩٢٢٩، مسند احمد: ١١٦٠١، صحيح ابن حبان: ٥٥٧٤

فوائد الحدیث: ١۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں یعنی ایک دوسرے کو نہ دیکھیں۔ اگر مرد اور عورت ایک دوسرے کو عمومی نہیں دیکھ سکتے تو جن چیزوں اور جسمانی اعضاء کو اللہ تعالیٰ نے چھپانے کا حکم دیا ہے بلکہ انہیں ”ستر“ کا نام

دیا ہے تو ان کو دیکھنا کیونکر جائز ہو گا۔ حتیٰ کہ ایک جنس کے افراد مثلاً مرد کا مرد کے ستر کو دیکھنا اور عورت کا عورت کے ستر کو دیکھنا بھی ممنوع ہے اِلّا یہ کہ جہاں اضطراری حالت ہو، بچے کی پیدائش وغیرہ کے موقعہ پر۔

۲۔ مرد، عورت دونوں کو اپنے پردے والے اعضاء کو چھپا کر رکھنا چاہئے اور ایسا لباس نہیں استعمال کرنا چاہئے کہ جس سے ان کی نمائش ہو۔

۳۔ مرد، مرد کے ساتھ اور عورت، عورت کے ساتھ بھی ایک کپڑے میں نہ لپٹیں تاکہ ہر قسم کے فتنے سے محفوظ رہ سکیں۔

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ الْعَوْرَةِ

ستر کی حفاظت کرنا

2794: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَا حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ! عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ ((احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ)). قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ قَالَ ((إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَاهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا)). قَالَ: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا قَالَ ((فَاللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ)).

بہز بن حکیم نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا، اللہ کے نبی! ہم اپنا ستر کس سے چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی اہلیہ اور اپنی لونڈی کے علاوہ ہر ایک سے اپنے ستر کی حفاظت کر۔'' میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! جب لوگ آپس میں ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو یہ کر سکے کہ اسے کوئی نہ دیکھے تو اسے نہ دکھلا،'' میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! جب ہم میں سے کوئی تنہا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کی نسبت اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں حدیث ۲۷۶۹۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠١٧، سنن ابن ماجه: ١٩٢٠، سنن النسائی فی الکبری: ٨٩٧٢، مسند احمد: ٢٠٠٣٤

فوائد الحدیث: تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۲۷۶۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

40- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ

ران ستر کا حصہ ہے

2795: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ زُرْعَةَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ جَرْهَدٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ جَدِّهِ جَرْهَدٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِجَرْهَدٍ فِي الْمَسْجِدِ وَقَدِ انْكَشَفَ فَخِذُهُ فَقَالَ ((إِنَّ الْفَخِذَ

زرعہ بن مسلم بن جرہد اسلمی نے اپنے دادا جرہد سے روایت کیا انہوں نے کہا: نبی ﷺ مسجد میں جرہد کے پاس سے گزرے، ان کی ران ننگی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ران ستر (کا حصہ) ہے۔''

عَوْرَةٌ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ مَا أَرَى إِسْنَادَهُ بِمُتَّصِلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، میں اس کی اسناد متصل نہیں سمجھتا۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١/٢٩٧-٢٩٧، تخريج المشكاة: ٣١١٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠١٤، مسند احمد: ١٥٩٢٦

2796: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَرْهَدٍ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْفَخِذُ عَوْرَةٌ)).

سیّدنا جرہد اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ران ستر (کا حصہ) ہے۔''

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٤٥، اخرجه الحاكم: ٤/١٨١، والبيهقي: ٢/٢٢٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٥٩٣٠

2797: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((الْفَخِذُ عَوْرَةٌ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ران ستر (کا حصہ) ہے۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ وَلِعَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ صُحْبَةٌ وَلِابْنِهِ مُحَمَّدٍ صُحْبَةٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔ اور اس باب میں علی، محمد بن عبداللہ بن جحش، (عبداللہ بن جحش اور ان کے بیٹے محمد صحابی ہیں) سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطحاوي في شرح المشكل: ١٧٠١، الطبراني في الكبير: ٢١٤٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤٩٣

2798: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ أَخْبَرَنِي ابْنُ جَرْهَدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ كَاشِفٌ عَنْ فَخِذِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((غَطِّ فَخِذَكَ فَإِنَّهَا مِنَ الْعَوْرَةِ)).

سیّدنا جرہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس سے گزرے جبکہ انہوں نے ران سے کپڑا اٹھایا ہوا تھا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ران ڈھانپ کیونکہ وہ ستر کا حصہ ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح أيضاً) اخرجه الطحاوي في شرح المشكل: ١٩٨٨، الطبراني في الكبير: ٢١٣٩

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ١٩٨٠٨، مسند احمد: ١٥٩٢٩

فوائد الحدیث: انسان کی شرمگاہ (قبل، دُبر) بالاتفاق عورۃ (ستر، پردہ) ہے جس کا چھپانا لازمی اور ضروری ہے۔ لیکن ران کے متعلق

اختلاف ہے۔ سیّد سابق رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الطہارہ میں بڑی مفصل اور عمدہ بحث کی ہے۔ اہل ذوق ضرور مطالعہ فرمائیں) اس مسئلہ میں سید الفقہاء والمحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف، احادیث الباب کے مطابق زیادہ قوی اور مضبوط ہے کہ بال کی کھال اتارنے کی بجائے احتیاط اسی میں ہے کہ ران کو "عورۃ" یعنی "ستر" میں شامل سمجھا جائے۔

41- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظَافَةِ

نظافت (صفائی وستھرائی) اختیار کرنا

2799: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ وَيُقَالُ ابْنُ إِيَاسٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ، نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ، كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ، جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ، فَنَظِّفُوا أُرَاهُ قَالَ أَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ. قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِيهِ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ نَظِّفُوا أَفْنِيَتَكُمْ.

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ طیب (پاکیزہ) ہے اور وہ پاکیزگی کو پسند کرتا ہے، وہ نظیف ہے اور وہ نظافت کو پسند کرتا ہے، وہ کریم و مہربان ہے اور وہ مہربانی کرنے کو پسند کرتا ہے، وہ سخی داتا ہے اور وہ سخاوت کو پسند کرتا ہے، پس اپنے صحن صاف رکھو اور یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو، راوی نے بیان کیا: میں نے مہاجر بن مسمار سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: عامر بن سعد (ابن ابی وقاص) نے اپنے والد کے حوالے سے یہ حدیث مجھے نبی ﷺ سے اسی مثل سنائی اِلّا یہ کہ انہوں نے بیان کیا: "اپنے صحن صاف رکھو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَخَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ يُضَعَّفُ. وَيُقَالُ: ابْنُ إِيَاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ خالد بن الیاس کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے، اور خالد بن ایاس بھی کہا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف، لٰكِنْ قَوْلِهِ: ((إِنَّ اللهَ جَوَّادٌ)) إلخ صَحِيْحٌ) لیکن یہ الفاظ "وہ سخی ہے سخاوت کو پسند..." آخر تک الفاظ صحیح ثابت ہیں۔ غاية المرام: ١١١٣، سلسلة الصحيحة: ٢٣٠٦ و ١٦٢٧، حجاب المرأة: ١٠١

تخریج الحدیث: مسند البزار: ١١١٤، مسند ابويعلىٰ: ٧٩١، الكامل لابن عدى: ٣/٨٧٨

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن صفائی ستھرائی اور پاکیزگی پر قرآن وحدیث میں بڑا زور دیا گیا ہے بلکہ اسے ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو اپنی ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی کا خیال رکھنا چاہئے۔

عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق و کردار کو صاف ستھرا اور پاکیزہ رکھیں۔ یہی اسلام کی منشاء اور تعلیم ہے۔

42- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاسْتِتَارِ عِنْدَ الْجِمَاعِ

جماع کے وقت پردہ اختیار کرنا

2800: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَيَّاةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عریاں رہنگے ہونے سے اجتناب کرو، کیونکہ تمہارے

نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّي، فَإِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ إِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِينَ يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاسْتَحْيُوهُمْ وَأَكْرِمُوهُمْ)).

ساتھ وہ (فرشتے) ہوتے ہیں جو کہ صرف تمہارے بول و براز اور بیوی سے جماع کے وقت ہی تم سے الگ ہوتے ہیں، پس ان سے حیا کرو اور ان کی عزت کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَأَبُو مُحَيَّاةَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ يَعْلَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، ابو محیاہ کا نام یحییٰ بن یعلی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ٦٤، تخريج المشكاة: ٣٣١٥ التحقيق الثاني۔ لیث راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠١٧، سنن ابن ماجه: ١٩٢٠، مسند احمد: ٢٠٠٣٤

فوائد الحدیث: ۱۔ میاں بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کی شرم گاہ کو دیکھنا جائز ہے۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۲۷۶۹) لیکن شرافت و نجابت کا تقاضا یہی ہے کہ میاں بیوی کو آپس میں جماع کرتے ہوئے ہوئے شریفانہ انداز اختیار کرنا چاہئے۔

۲۔ حدیث الباب ضعیف ہے۔

43- بَابُ مَا جَاءَ فِي دُخُولِ الْحَمَّامِ

حمام / غسل خانے میں جانا

2801: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيلَتَهُ الْحَمَّامَ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا بِالْخَمْرِ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ ازار کے بغیر حمام میں نہ جائے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جہاں شراب کا جام چلتا ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ طَاوُسٍ عَنْ جَابِرٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے طاؤس عن جابر کی روایت کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ صَدُوقٌ وَرُبَّمَا يَهِمُ فِي الشَّيْءِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَيْثٌ لَا يُفْرَحُ بِحَدِيثِهِ كَانَ لَيْثٌ يَرْفَعُ أَشْيَاءَ لَا يَرْفَعُهَا غَيْرُهُ فَلِذَلِكَ ضَعَّفُوهُ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لیث بن ابی سلیم صدوق ہے، بسا اوقات وہ کسی چیز میں وہم کا شکار ہو جاتا ہے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لیث کی روایت سے خوشی حاصل نہیں ہوتی، لیث بعض احادیث کو

مرفوع بیان کرتا ہے جنہیں ان کے علاوہ کوئی اور مرفوع روایت نہیں کرتا، اسی لیے انہوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ١/٨٨-٨٩، الارواء: ١٩٤٩، غاية المرام: ١٩٠

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ١/١٩٨، مسند احمد: ١٤٦٥١

2802: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي عُذْرَةَ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنِ الْحَمَّامَاتِ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ فِي الْمَيَازِرِ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو حماموں میں جانے سے منع فرمایا، پھر مردوں کو بعد میں تہبند / ازار کے ساتھ وہاں جانے کی اجازت دے دی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَائِمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اسے صرف حماد بن سلمہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں اور اس کی اسناد اس قدر قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٨٢١، ضعيف الترمذي: ٥٣٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٠٩، سنن ابن ماجه: ٣٧٤٩، مسند احمد: ٢٥٠٠٦

فوائد الحدیث: ١۔ عرب کے معاشرے میں لوگوں نے بڑے بڑے حمام بنائے ہوئے تھے جہاں لوگوں کے لئے نہانے کا انتظام ہوتا تھا۔ آج کے دور میں آپ ان کو "سوئمنگ پول" بھی کہہ سکتے ہیں۔ وہاں چونکہ پردے کا اہتمام نہیں ہو سکتا تھا اس لیے آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔ اگر کوئی جانا چاہے تو تہبند باندھ کر وہاں نہا سکتا ہے۔

٢۔ ہمارے ہاں جو غسل خانے ہیں یہ اس حکم میں شامل نہیں کیوں کہ یہ تو بذات خود ایک پردہ ہیں ان میں نہانے والوں کو تہ بند باندھنے کی ضرورت نہیں اس میں ننگا بھی نہایا جا سکتا ہے۔ البتہ کوئی شخص اپنے فطری حیا کی بنا پر وہاں بھی مزید پردے کا اہتمام کرے تو اچھا ہے۔

٣۔ جہاں مرد و خواتین کے لیے مخلوط غسل کا سسٹم ہو وہاں تو کسی صورت میں بالکل نہیں جانا چاہئے

٤۔ گھر کے غسل خانے میں میاں بیوی اکٹھے غسل کر سکتے ہیں۔

٥۔ جہاں حرام کام کا ارتکاب ہو رہا ہو وہاں جائز کام کے لیے بھی جانے سے گریز کرنا چاہئے جیسا کہ دسترخوان پر اگر ایک حرام چیز (شراب) موجود ہو تو باقی حلال کے لیے بھی بیٹھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

2803: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ الْهُذَلِيِّ أَنَّ نِسَاءً مِنْ أَهْلِ حِمْصَ أَوْ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ دَخَلْنَ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: أَنْتُنَّ اللَّاتِي

ابو ملیح ہذلی سے روایت ہے کہ حمص یا شام کی کچھ خواتین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، تو انہوں نے فرمایا: تم وہی ہو کہ تمہاری عورتیں حماموں میں جاتی ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو عورت اپنے شوہر کے گھر

يَدْخُلْنَ نِسَاؤُكُنَّ الْحَمَّامَاتِ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنِ امْرَأَةٍ تَضَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا هَتَكَتِ السِّتْرَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا)).

کے علاوہ کسی اور جگہ اپنا کپڑا اتار کر رکھتی ہے تو وہ اپنے اور اپنے رب کے درمیان موجود پردے کو پھاڑ دیتی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٤٧، اخرجه الدارمي: ٢٦٥٥، الحاكم: ٤/٢٨٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠١٠، سنن ابن ماجه: ٣٧٥٠، مسند احمد: ٢٥٤٠٧

فوائد الحدیث: عورت کو اپنے خاوند کے علاوہ کسی کے سامنے اپنا ستر کھولنے کی اجازت نہیں۔

44- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ

جس گھر میں کوئی تصویر اور کتا ہو تو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے

2804: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةُ تَمَاثِيلَ)).

سیّدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جس گھر میں کتا یا مورتیاں ہوں وہاں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (متفق عليه) اخرجه ابو يعلى: ١٤١٤، البيهقي: ١/٢٥١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٢٢٥، صحيح مسلم: ٢١٠٦، سنن ابو داود: ٤١٥٣، ٤١٥٤، ٤١٥٥، سنن ابن ماجه: ٣٦٤٩، سنن النسائي: ٧/١٨٥، ٨/٢١٢، مسند احمد: ١٦٣٤٥، صحيح ابن حبان: ٥٤٦٨، ٥٨٥٠، ٥٨٥٥

2805: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ إِسْحَاقَ أَخْبَرَهُ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ نَعُودُهُ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ أَوْ صُورَةٌ. شَكَّ إِسْحَاقُ لَا يَدْرِي أَيَّتُهُمَا قَالَ.

رافع بن اسحاق نے بیان کیا، میں اور عبداللہ بن ابو طلحہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے ان کے پاس گئے تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ جس گھر میں مورتیاں یا کوئی تصویر ہو تو وہاں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔"

اسحاق راوی کو شک ہوا کہ انہوں نے دونوں میں سے کیا کہا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٤٩، اخرجه ابو يعلى: ١٣٠٣، غاية المرام: ١١٨

تخریج الحدیث: موطا مالک: ٢/٩٦٥۔ ٩٦٦، مسند احمد: ١١٨٥٨، صحيح ابن حبان: ٥٨٤٩

فوائد الحدیث: ا۔ ہر قسم کے جاندار کی تصویر تمثیل اور مجسمہ بنانا حرام اور ناجائز ہے۔ جس گھر میں ان کو عزت احترام اور تکریم سے رکھا جائے وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ ملك الموت اور كراماً كاتبين فرشتے مراد نہیں۔

۲۔ شناختی کارڈ، پاسپورٹ، کرنسی نوٹ، تعلیمی اسناد وغیرہ پر جو تصاویر ہوتی ہیں یہ بھی ممنوع ہیں ان کو ختم کرنا ہمارے اختیار میں نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہمارے اس عمل کو اضطراری جان کر معاف فرمادیں گے۔ دنیا کے حالات کے پیش نظر شاید حکومتوں اور ملکوں کی بھی اب مجبوری بن گئی ہے۔

۳۔ جو کتے شوق سے پالے اور رکھے جاتے ہیں وہ مراد ہیں، حفاظت کے لیے یا شکاری کتوں کا استثنیٰ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

2806: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ عَلَيْكَ الْبَيْتَ الَّذِي كُنْتَ فِيهِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فِي بَابِ الْبَيْتِ تِمْثَالُ الرِّجَالِ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِي بِالْبَابِ فَلْيُقْطَعْ فَيَصِيرَ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ وَيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ مُنْتَبَذَتَيْنِ يُوطَآنِ، وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَيُخْرَجْ)). فَفَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ ذَلِكَ الْكَلْبُ جَرْوًا لِلْحَسَنِ أَوِ الْحُسَيْنِ تَحْتَ نَضَدٍ لَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تو انہوں نے کہا: میں گذشتہ رات آپ ﷺ کے پاس آیا تھا لیکن آپ ﷺ جس گھر میں تشریف فرما تھے۔ وہاں صرف اس لیے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا کہ اس گھر کے دروازے پر مردوں کی مورتیاں تھیں، اور گھر کے دروازے پر جو پردہ تھا اس پر مورتیاں تھیں، اور گھر میں ایک کتا تھا۔ آپ ﷺ حکم فرمائیں کہ ان مورتیوں کے سر کاٹ دیے جائیں تو پھر وہ درخت کی طرح ہو جائیں گی، پردے کے متعلق حکم فرمائیں کہ اسے کاٹ کر اس سے دو تکیے بنا لیے جائیں کہ وہ پڑے رہیں اور (ادھر ادھر) پھینک کر روندے جائیں، کتے کے متعلق حکم فرمائیں کہ اسے نکال دیا جائے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا، وہ کتا حسین رضی اللہ عنہ یا حسن رضی اللہ عنہ کے کتے کا پہلا (بچہ) تھا جو آپ ﷺ کے تخت (چارپائی) کے نیچے تھا، پس آپ ﷺ کے حکم سے اسے باہر نکال دیا گیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي طَلْحَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
اور اس باب میں سیّدہ عائشہ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) آداب الزفاف: ١٩٠-١٩١، سلسلة الصحيحة: ٣٥٦، صحيح ترمذي: ٢٢٥٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤١٥٨، سنن النسائی: ٨/٢١٦، مسند احمد: ٨٠٤٥، صحیح ابن حبان: ٥٨٥٣، ٥٨٥٤

فوائد الحدیث: ۱۔ غیر جاندار چیزوں مثلاً درخت، پہاڑ اور قدرتی مناظر وغیرہ کی تصویریں رکھی جاسکتی ہیں۔

۲۔ جاندار تصویروں کے اگر سر کاٹ دیے جائیں اور کپڑے وغیرہ پر ہوں تو انہیں بچھونے بنالیا جائے کہ جن پر آدمی بیٹھتا یا لیٹتا ہے تو اس طرح ان کا احترام ختم ہو جائے گا تو پھر جائز ہیں۔

۳۔ گھر میں شوقیہ کتا پالنا اور رکھنا نہیں چاہئے۔ غور فرمائیں کہ اگر گھر محمد رسول اللہ ﷺ کا ہو اس میں کتا بھی سیّدنا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا ہو تو جبریل علیہ السلام نہیں آتے بلکہ اس کتے کے بچے کو گھر سے نکالنے کا حکم دیتے ہیں تو آج جن گھروں میں یا ملنگوں کے ڈیروں اور درباروں وغیرہ پر کتے ہوں تو وہاں رحمت کے فرشتے کیسے آئیں گے۔

یہ اس کتے کی نجاست، پلیدگی اور نحوست ہے جو اللہ تعالیٰ کا کتا ہے جو لوگ مخلوق کے کتے بنتے ہیں ان کی نحوست کس قدر ہوگی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

45- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ لِلرَّجُلِ وَالْقَسِّيِّ

زرد رنگ کے کپڑے پہننے کی ممانعت

2807: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي يَحْيَى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک آدمی گزرا اس نے دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھے، اس نے نبی ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ كَرِهُوا لُبْسَ الْمُعَصْفَرِ وَرَأَوْا أَنَّ مَا صُبِغَ بِالْحُمْرَةِ بِالْمَدَرِ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُعَصْفَرًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔ اہل علم کے ہاں اس حدیث کا معنیٰ ہے کہ انہوں نے زرد رنگ سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے کو پسند نہیں کیا، اور ان کا خیال ہے کہ جو گیرو کے ساتھ سرخی مائل رنگا جائے یا اس کے علاوہ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ وہ زرد نہ ہو۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ضعيف الترمذي: ٥٣١۔ اس کی سند ابی یحییٰ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٦٩

2808: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی اور ٹسر کا لباس پہننے سے، زین پوش سے اور رجعہ سے منع فرمایا ہے۔

الْمِيثَرَةِ وَعَنِ الْجَعَةِ.

قَالَ أَبُو الأَحْوَصِ وَهُوَ شَرَابٌ يُتَّخَذُ بِمِصْرَ مِنَ الشَّعِيرِ.

ابوالاحوص نے کہا: جعہ وہ شراب ہے جو مصر میں جو سے بنائی جاتی ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح المتن) صحيح الترمذي: ٢٢٥١، اخرجه ابو يعلى: ٦٠٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٨٥٥، سنن ابن ماجه: ٨٧٠، سنن نسائی: ٢/١٨٣، و ٢١٤۔ مسند احمد: ١٧٠٧٣، صحيح ابن حبان: ١٨٩٢ و ١٨٩٣

2809: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ أَوْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ وَلُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالإِسْتَبْرَقِ وَالْقَسِّيِّ.

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم فرمایا اور سات چیزوں سے منع فرمایا: آپ ﷺ نے جنازوں میں شرکت کرنے، مریض کی عیادت کرنے، چھینکنے والے کو یرحمك الله کہہ کر جواب دینے، دعوت کو قبول کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، قسم اٹھانے والے کی قسم کو پورا کرنے اور سلام کا جواب دینے کا ہمیں حکم فرمایا۔ اور آپ ﷺ نے سات چیزوں سے منع فرمایا: سونے کی انگوٹھی یا سونے کے چھلے پہننے، چاندی کے برتن، ریشمی لباس پہننے، ایسا ریشمی کپڑا پہننے سے جس کا تانا بانا ریشم کا ہو، انتہائی نفیس ریشمی کپڑا اور ٹسر کا بنا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ هُوَ أَشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ وَأَبُو الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ سُلَيْمُ بْنُ الأَسْوَدِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اشعث بن سلیم یہ اشعث بن ابی شعثاء ہیں ان کا نام سُلیم بن اسود ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (متفق عليه) مزید دیکھیں حدیث ١٧٦٠۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٢٣٩، صحيح مسلم: ٢٠٦٦، سنن ابن ماجه: ٢١١٥، ٣٥٨٩، سنن النسائی: ٤/٥٤، ٧/٨، ٨/٢٠١، مسند احمد: ١٨٥٠٤، صحيح ابن حبان: ٣٠٤٠، ٥٣٤٠

فوائد الحدیث: ا۔ احادیث الباب کی روشنی میں درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

ا۔ ہر قسم کا ریشمی کپڑا جو خالص ریشم سے بُنا ہوا ہو مردوں کے لیے حرام ہے اس کا استعمال جائز نہیں۔

٢۔ مردوں کے لیے شوخ رنگ کے کپڑے استعمال کرنا جائز نہیں خصوصاً سرخ اور زرد رنگ۔

٣۔ مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی وغیرہ پہننا جائز نہیں۔

٤۔ ہر قسم کی نشہ آور چیز اور مشروب حرام ہے انگوروں کی شرط لگانا درست نہیں۔

٥۔ چاندی کے برتن کھانے پینے کے لیے استعمال کرنا درست نہیں۔

۶۔ مظلوم کی مدد کرنی چاہئے۔
۷۔ مریض کی بیمار پرسی کرنی چاہئے۔
۸۔ چھینک کا جواب دینا چاہئے۔
۹۔ اپنے مُسلمان بھائی کی دعوت کو قبول کرنا چاہئے۔
۱۰۔ اپنے مُسلمان بھائی کی جائز قسم کو پورا کرنے کے لئے ہر ممکن تعاون کرنا چاہئے۔
۲۔ ان احادیث کی "کتاب اللباس" میں تفصیل گزر چکی ہے۔

46- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْبَيَاضِ

سفید لباس پہننا

2810: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْبَسُوا الْبَيَاضَ، فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ)).

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سفید لباس پہنو، کیونکہ وہ زیادہ صاف ستھرا اور پاکیزہ ہے، اپنے مردوں کو اسی کا کفن دو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اور اس باب میں سیّدنا ابن عباس اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٥٣، اخرجه الحاكم: ١/٣٥٤، البيهقي: ٣/٤٠٢
تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٥٦٧، سنن النسائي: ٤/٣٤، ٨/٢٠٥، مسند احمد: ٢٠١٠٥، ٢٠١٥٤
فوائد الحدیث: سفید لباس خوبصورتی، وقار اور صفائی ونظافت میں بہتر ہے اس لیے یہی پسندیدہ ہے لہٰذا زندہ لوگوں کے لباس اور فوت شدگان کے کفن کے لئے اسی کو ترجیح دینی چاہئے۔ اگرچہ دوسرے بعض رنگ بھی جائز اور درست ہیں۔

47- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي لُبْسِ الْحُمْرَةِ لِلرِّجَالِ

مرد سرخ لباس پہن سکتے ہیں

2811: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْأَشْعَثِ وَهُوَ ابْنُ سَوَّارٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے چاندنی رات میں نبی ﷺ کو دیکھا، تو میں رسول اللہ ﷺ اور چاند کی طرف (باری باری) دیکھنے لگا، آپ ﷺ نے سرخ جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا، آپ ﷺ میرے نزدیک چاند سے بھی زیادہ حسین

فَإِذَا هُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ.

تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْأَشْعَثِ. وَرَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ حُلَّةً حَمْرَاءَ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ بِهَذَا. وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اشعث کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں جبکہ امام شعبہ اور امام ثوری نے ابو اسحاق عن البراء بن عازب کی سند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سرخ جوڑا زیب تن کیے ہوئے دیکھا۔ محمود بن غیلان نے اسے وکیع، سفیان عن ابی اسحاق کی سند سے ہمیں بیان کیا۔ محمد بن بشار نے ہمیں بیان کیا، انہوں نے کہا: محمد بن جعفر نے ہمیں بیان کیا کہ انہوں نے کہا شعبہ نے ابو اسحاق کے حوالے سے ہمیں بیان کیا۔ حدیث میں اس سے زیادہ کلام ہے۔

قَالَ سَأَلْتُ مُحَمَّدًا قُلْتُ لَهُ حَدِيثُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ أَصَحُّ أَوْ حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ فَرَأَى كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحًا. وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ وَأَبِي جُحَيْفَةَ.

انہوں نے کہا: میں نے محمد (امام بخاری) سے دریافت کیا میں نے انہیں کہا ابو اسحاق عن البراء والی روایت زیادہ صحیح ہے یا جابر بن سمرہ والی روایت؟ انہوں نے دونوں حدیثوں کو صحیح تصور کیا اور اس باب میں براء اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٥٣٢، اخرجه ابويعلى: ٧٤٧٧، الحاكم: ١٨٦/٤، حدیث براء صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٥٥١، صحيح مسلم: ٢٣٣٧، سنن ابو داود: ٤٠٧٢، ٤١٨٣ سنن النسائی: ١٣٣/٨، ١٨٣، ٢٠٣، مسند احمد : ١٨٤٧٣، صحيح ابن حبان: ٦٢٨٤

فوائد الحدیث: مردوں کے لیے خالص سرخ رنگ کا لباس پہننا منع ہے اگر مختلف رنگ ہوں اگرچہ غالب سرخ ہی ہو تو جائز ہے۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّوْبِ الْأَخْضَرِ

سبز لباس کا حکم

2812: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ.

سیّدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ پر دو سبز چادریں تھیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ إِيَادٍ. وَأَبُو رِمْثَةَ التَّيْمِيُّ يُقَالُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ او ہم اسے عبید اللہ بن ایاد کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

اسْمُهُ حَبِيبُ بْنُ حَيَّانَ وَيُقَالُ اسْمُهُ رِفَاعَةُ بْنُ يَثْرِبِيٍّ.

ابو رمثہ تیمی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کا نام حَبیب بن حیان ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام رفاعہ بن یثربی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ٣٦، صحيح الترمذي: ٢٢٥٤، ارواء الغليل: ٣٣٣/٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٦٥، ٤٢٠٦، ٤٢٠٧، سنن النسائی: ٣/١٨٥، ٨/٢٠٤، مسند احمد: ٧١١٧، صحيح ابن حبان: ٥٩٩٥

فوائد الحدیث: سبز رنگ کے کپڑے پہننا جائز ہے۔

49- بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّوْبِ الأَسْوَدِ

کالا کپڑا

2813: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ایک دن باہر نکلے تو آپ ﷺ پر کالے بالوں سے بنی ہوئی چادر تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ٥٦، صحيح الترمذي: ٢٢٥٥، المصنف في الشمائل: ٦٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٨١، ٢٤٢٤، سنن ابو داود: ٤٠٣٢، مسند احمد: ٢٥٢٩٥

فوائد الحدیث: ۱۔ سیاہ لباس پہننا جائز ہے لیکن اگر کسی گمراہ فرقے سے مشابہت ہوتی ہو تو پھر اس سے اجتناب کرنا چاہئے جیسے آجکل یہ شیعہ حضرات کا مذہبی شعار بن گیا ہے لہٰذا اس سے مکمل طور پر بچیں تو اچھا ہے ورنہ محرم الحرام میں تو یہ رنگ ہرگز نہیں پہننا چاہئے۔

۲۔ اس مسئلے کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۷۳۵ کے فوائد ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

50- بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّوْبِ الأَصْفَرِ

زرد کپڑے کا حکم

2814: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ الصَّفَّارُ أَبُو عُثْمَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حَسَّانَ أَنَّهُ حَدَّثَتْهُ جَدَّتَاهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ عُلَيْبَةَ وَدُحَيْبَةُ بِنْتُ عُلَيْبَةَ حَدَّثَتَاهُ عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ وَكَانَتَا رَبِيبَتَيْهَا وَقَيْلَةُ جَدَّةُ أَبِيهِمَا أُمُّ أُمِّهِ أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَتِ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ حَتَّى جَاءَ رَجُلٌ وَقَدِ ارْتَفَعَتِ

سیّدہ قیلہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے طویل حدیث ذکر کی حتیٰ کہ ایک آدمی آیا جبکہ سورج بلند ہو چکا تھا، اس نے کہا: السلام علیک یارسول اللہ! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ آپ ﷺ یعنی نبی ﷺ پر زعفران سے رنگی ہوئی دو پرانی چادریں تھیں، اور آپ ﷺ کے پاس کھجور کی شاخ تھی۔

الشَّمْسُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ)). وَعَلَيْهِ تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ أَسْمَالُ مُلَيَّتَيْنِ كَانَتَا بِزَعْفَرَانٍ وَقَدْ نَفَضَتَا وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ عُسَيْبُ نَخْلَةٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ قَيْلَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَسَّانَ.

امام ترمذی نے فرمایا: ہم حدیث قیلہ کو صرف عبداللہ بن حسان کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) مختصر الشمائل: ٥٣ التحقيق الثاني، صحيح الترمذي: ٢٢٥٦

تخریج الحدیث: طبقات ابن سعد: ١/٣١٧، ٣٢٠، سنن ابو داود: ٣٠٨٠، المصنف فی الشمائل: ٦٤، معجم الكبير للطبرانی: ٢٥/١، تهذيب الكمال: ٣٥/٢٧٦۔ ٢٨٠

فوائد الحدیث: ١۔ مرد حضرات سرخ رنگ اور خوشبودار رنگ استعمال نہیں کر سکتے اس لیے آپ ﷺ نے جو چادریں استعمال کیں وہ پرانی ہونے کی وجہ سے ان کا رنگ مدھم پڑ چکا تھا۔

٢۔ زعفران کا رنگ زرد ہوتا ہے کپڑا وغیرہ رنگنے سے سرخی مائل ہو جاتا ہے۔

51- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّزَعْفُرِ وَالْخَلُوقِ لِلرِّجَالِ

مردوں کے لیے زعفران اور خلوق خوشبو لگانے کی ممانعت

2815: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ [ح] وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو زعفران کی خوشبو لگانے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ التَّزَعْفُرِ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا آدَمُ عَنْ شُعْبَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام شعبہ نے اس حدیث کو اسماعیل بن علیہ عن عبدالعزیز بن صہیب کی سند سے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے زعفران کی خوشبو لگانے سے منع فرمایا۔ اس حدیث کو عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے ہمیں بیان کیا۔ انہوں نے کہا: آدم نے شعبہ کے حوالے سے ہمیں حدیث بیان کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمَعْنَى كَرَاهِيَةِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ يَعْنِي أَنْ يَتَطَيَّبَ بِهِ.

امام ترمذی نے کہا: مردوں کے لیے زعفران کی خوشبو لگانے کی کراہیت کا معنی ہے کہ آدمی زعفران کی خوشبو لگائے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٥٧، اخرجه ابو يعلى: ٣٨٨٨، البيهقي: ١٤١/٥، ابن خزيمه: ٢٦٧٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٨٤٦، صحيح مسلم: ٢١٠١، سنن ابو داود: ٤١٧٩، سنن النسائی: ١٤١/٥، ١٤٢، ١٨٩/٨، مسند احمد: ١١٩٧٨، صحيح ابن حبان: ٥٤٦٤

2816: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَفْصِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَبْصَرَ رَجُلاً مُتَخَلِّقًا قَالَ ((اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ)).

سیّدنا یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو خلوق خوشبو لگائے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”جا اسے دھو اور پھر دھو اور آئندہ ایسے نہ کرنا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدِ اخْتَلَفَ بَعْضُهُمْ فِي هَذَا الإِسْنَادِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ. قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مَنْ سَمِعَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَدِيمًا فَسَمَاعُهُ صَحِيحٌ وَسَمَاعُ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ صَحِيحٌ إِلَّا حَدِيثَيْنِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ قَالَ شُعْبَةُ سَمِعْتُهُمَا مِنْهُ بِأَخَرَةٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ عطاء بن سائب کے حوالے سے اس اسناد میں بعض نے اختلاف کیا ہے۔ علی نے کہا، یحییٰ بن سعید نے کہا: جس نے عطاء بن سائب سے پہلے سے سن رکھا ہے تو اس کا سماع صحیح ہے، شعبہ اور سفیان کا عطاء بن سائب سے سماع درست ہے سوائے عطاء بن سائب عن زاذان کی سند سے دو حدیثوں کے۔ شعبہ نے کہا: میں نے ان دونوں حدیثوں کو ان سے آخر وقت میں سُنا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: يُقَالُ إِنَّ عَطَاءَ بْنَ السَّائِبِ كَانَ فِي آخِرِ أَمْرِهِ قَدْ سَاءَ حِفْظُهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَأَبِي مُوسَى وَأَنَسٍ وَأَبُو حَفْصٍ هُوَ أَبُو حَفْصِ بْنُ عُمَرَ.

امام ترمذی نے کہا: مشہور ایسے ہے کہ عطاء بن سائب کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اس باب میں عمار، ابو موسیٰ، انس اور ابو حفص رضی اللہ عنہم کے حوالے سے بھی مروی ہے۔ جبکہ ابو حفص یہ ابو حفص بن عمر ہیں۔۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ضعيف الترمذي: ٥٣٣، اخرجه الحميدي: ٨٢٢، اس میں ابو حفص مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ١٥٢/٨، ١٥٣، مسند احمد: ١٧٥٥٢

فوائد الحدیث: مردوں کے لیے زعفران اور خلوق دونوں رنگ ممنوع ہیں۔ کیونکہ ان میں خوشبو بھی ہوتی ہے اور رنگ بھی، جبکہ مردوں کے لیے خوشبودار رنگ استعمال کرنا منع ہے۔

52- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ

ریشم اور دیباج پہننے کی ممانعت

2817: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي مَوْلَى أَسْمَاءَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دنیا میں ریشم پہنا تو وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا۔“

قَالَ ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ)).
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَحُذَيْفَةَ وَأَنَسٍ وَغَيْرِ وَاحِدٍ وَقَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي كِتَابِ اللِّبَاسِ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُمَرَ. وَمَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ وَيُكْنَى أَبَا عُمَرَ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ.

اس باب میں سیّدنا علی، حذیفہ، انس رضی اللہ عنہم اور کئی دیگر حضرات سے روایت ہے جسے ہم کتاب اللباس میں ذکر کر چکے ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کئی ایک اسناد سے بھی مروی ہے۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام کا نام عبداللہ ہے جبکہ ان کی کنیت ابوعمر ہے۔ جبکہ عطاء بن ابی رباح اور عمرو بن دینار نے بھی ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) غاية المرام: ٧٨، صحيح الترمذي: ٢٢٥٨
تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٥٨٣٢، صحيح مسلم: ٢٠٦٩، سنن النسائي: ٨/٢٠٠، مسند احمد: ١٢٣، ١٥١
فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کو جو لباس نصیب فرمانا ہے وہ ریشم سے بنا ہوا ہو گا۔ اور ریشم بھی دنیاوی نہیں بلکہ جنّت کا ہو گا۔ لہٰذا دنیا میں مسلمان مردوں پر حرام کر دیا گیا اور فرمایا جس نے دنیا میں اس کو پہن لیا وہ آخرت میں محروم رہے گا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو استعمال یا کاموں کا ارتکاب کرنے والا جنّت کی نعمتوں سے محروم رہے گا۔

53- بَابُ قِصَّةِ خَبِئَهُ قِبَاءً لِمَخْرَمَةَ وَمَلَاطَفَتُهُ مَعَهُ

نبی ﷺ کا مخرمہ رضی اللہ عنہ کے لیے ایک چادر محفوظ کر لینا اور آپ ﷺ کی ان کے ساتھ مہربانی

2818: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَسَمَ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْهِ قِبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ ((خَبَأْتُ لَكَ هَذَا)). قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ ((رَضِيَ مَخْرَمَةُ)).

سیّدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چادریں تقسیم فرمائیں اور مخرمہ (رضی اللہ عنہ) کو کچھ نہ دیا، تو مخرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹا! ہمیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے چلو، پس میں ان کے ساتھ گیا، انہوں نے کہا: اندر جا اور آپ ﷺ کو میرے لیے بلاؤ، پس میں نے ان کے لیے آپ ﷺ کو بلایا، تو نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ پر ان میں سے ایک چادر تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے یہ تمہارے لیے محفوظ کی تھی۔'' آپ ﷺ نے ان (مخرمہ) کی طرف دیکھا تو فرمایا: ''مخرمہ خوش ہو گیا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
ابن ابی ملیکہ کا نام عبداللہ بن عبید اللہ ابن ابی ملیکہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (متفق عليه) صحيح الترمذي: ٢٢٥٩، اخرجه الحاكم: ٣/٤٩٠، البيهقي: ٣/٢٧٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۵۹۹، صحیح مسلم: ۱۰۵۸، سنن ابو داود: ٤٠٢٨، سنن النسائی: ۸/۲۰۵، مسند احمد: ۱۸۹۲۷، صحیح ابن حبان: ٤٨١٧، ٤٨١٨

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کی اپنے صحابہ کرام سے شفقت و محبت ظاہر ہوتی ہے کہ آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کی ضرورتوں کا خیال رکھتے تھے۔

54- بَابُ مَا جَاءَ إِنَّ اللهَ تَعَالَى يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ

اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے پر اس کی نعمت کا اثر نظر آئے

2819: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ)).

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے پر اس کی نعمت کا اثر نظر آئے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ.

اور اس باب میں ابو احوص عن ابیہ، عمران بن حصین اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) غاية المرام: ۷۵، صحيح الترمذي: ۲٦٦٠، اخرجه الحاكم: ١٣٥/٤

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ۵/۷۹، مسند احمد: ٦٧٠٨

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کسی شخص کو دنیاوی نعمتوں سے نوازیں تو اسے چاہئے کہ تکبّر، غرور فضول خرچی سے بچتے ہوئے اس کے رہن سہن اور لباس وغیرہ سے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا اظہار ہو۔ نہ کہ بخل اور کنجوسی کرتے ہوئے ہر وقت پراگندہ ہی رہے۔، یہ ناشکری کے زمرے میں آتا ہے۔

55- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُفِّ الْأَسْوَدِ

کالے موزے پہننا

2820: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ دَلْهَمِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجاشی نے نبی ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ سادہ کالے موزوں کا جوڑا بھیجا، آپ ﷺ نے اسے پہنا، پھر وضو کیا اور ان پر مسح کیا۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ دَلْهَمٍ وَقَدْ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ دَلْهَمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اسے صرف دلہم کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ محمد بن ربیعہ نے بھی دلہم سے اسے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٥٦١، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٤٨٣/٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٥٥، سنن ابن ماجه: ٥٤٩، ٣٦٢٠، مسند احمد: ٢٢٩٨١

فوائد الحدیث: ١۔ سیاہ رنگ کے موزے پہننا جائز ہے۔

٢۔ موزوں پر مسح بھی کیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ وضو کی حالت میں پہنے ہوں۔

56- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ

سفید بال اکھاڑنے کی ممانعت

2821: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ وَقَالَ ((إِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سفید بال اکھاڑنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا: ”وہ تو مسلمان کا نور ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ وَغَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ عبدالرحمن بن حارث اور کئی ایک سے عمرو بن شعیب کی سند سے روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ٤٤٥٨، سلسلة الصحيحة: ١٢٤٣، صحيح الترمذي: ٢٢٦٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٠٢، سنن ابن ماجه: ٣٧٢١، سنن النسائي: ٨/١٣٦، مسند احمد: ٦٦٧٢

فوائد الحدیث: ١۔ سر میں بڑھاپے کی وجہ سے سفید بالوں کو اکھاڑنا منع ہے۔ البتہ انہیں خالص کالے رنگ کے علاوہ کسی اور رنگ سے رنگ کر سفیدی ختم کی جاسکتی ہے۔

٢۔ ”انه نور المسلم“ سے مراد ہے کہ بڑھاپا مومن آدمی کے لئے باعث عزت ہے۔ دنیا میں بھی اس کی بزرگی کا خیال کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی دعا کو رد نہیں کرتے اور یہ بھی کہ بڑھاپے کے آثار دیکھ کر مومن آدمی آخرت کی فکر اور نیکی کی زیادہ جستجو کرتا ہے جس سے اس کے لیے نور، روشنی ہوگی۔

57- بَابُ إِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ

جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے

2822: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ کئی ایک نے

شَيْبَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّحْوِيِّ وَشَيْبَانُ هُوَ صَاحِبُ كِتَابٍ وَهُوَ صَحِيحُ الْحَدِيثِ وَيُكْنَى أَبَا مُعَاوِيَةَ.

شیبان بن عبدالرحمن نحوی کے حوالے سے روایت کیا ہے جبکہ شیبان صاحب کتاب اور صحیح الحدیث ہیں۔ ان کی کنیت ابو معاویہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۲۳۶۹

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥١٢٨، سنن ابن ماجه: ٣٧٤٥، شرح مشكل الآثار : ٤٧٢، ٤٢٩٤

2823: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ عَنْ جَدَّتِهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ)).

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أُمِّ سَلَمَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا ابن مسعود، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ام سلمہ کی روایت سے غریب ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ إِنِّي لَأُحَدِّثُ الْحَدِيثَ فَمَا أَدَعُ مِنْهُ حَرْفًا.

عبدالجبار بن علاء العطار نے سفیان بن عیینہ کے حوالے سے ہمیں بیان کیا ہے، انہوں نے کہا عبدالملک بن عمیر نے کہا: میں جو حدیث بیان کرتا ہوں اس میں سے کوئی ایک حرف بھی نہیں کاٹتا۔

حکم الحدیث: (صحيح بما بعده) صحيح الترمذي: ٢٢٦٣، اخرجه ابو يعلى: ٦٩٠١، الطبراني في الكبير: ٢٣/٨٩٠

تخریج الحدیث: مسند ابویعلی: ٦٩٠٦، معجم الكبير للطبرانی: ٢٣/٨٩٠، سنن ابن ماجه: ٣٧٤٦، مسند احمد : ٢٢٣٦٠، شرح مشكل الآثار: ٤٢٩٥

فوائد الحدیث: ۱۔ جس سے مشورہ طلب کیا جائے اسے صحیح مشورہ دینا چاہئے۔
۲۔ اگر مشورے میں کوئی راز کی بات ہو تو اسے بھی افشاء نہیں کرنا چاہئے۔

58- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّؤْمِ

بدشگونی، نحوست

2824: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ وَالدَّابَّةِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بدشگونی / نحوست تین چیزوں: عورت، مسکن / گھر اور سواری میں ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَبَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ لَا يَذْكُرُونَ فِيهِ عَنْ حَمْزَةَ إِنَّمَا

امام زہری کے بعض شاگرد اس میں 'عن حمزہ' ذکر نہیں کرتے

يَقُولُونَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

وہ عن سالم عن ابیہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَقَالَ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِمَا

مالک بن انس نے زہری سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا عن سالم وحمزۃ ابنی عبداللہ بن عمر عن ابیھما۔

وَهَكَذَا رَوَى لَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور اسی طرح ہمارے لیے ابن ابی عمر نے یہ حدیث عن سفیان بن عیینۃ عن الزہری عن سالم و حمزۃ ابنی عبداللہ بن عمر عن ابیھما کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ وَرِوَايَةُ سَعِيدٍ أَصَحُّ لِأَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ وَالْحُمَيْدِيَّ رَوَيَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ وَذَكَرَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ لَمْ يَرْوِ لَنَا الزُّهْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِمَا.

ہم کو سعید بن عبدالرحمن مخزومی نے حدثنا سفیان عن الزہری عن سالم عن ابیہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی مانند بیان کیا ہے۔ اور اس میں سعید بن عبدالرحمن نے 'عن حمزہ' کا (واسطہ) ذکر نہیں کیا۔ اور سعید کی روایت زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ علی بن مدینی اور حمیدی (دونوں بزرگوں) نے عن سفیان عن الزہری عن سالم عن ابیہ کی سند سے روایت کی ہے۔ اور دونوں نے سفیان سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ زہری نے ہم کو یہ حدیث صرف عن سالم عن ابن عمر کی سند سے بیان کی ہے۔ اور مالک بن انس نے یہ حدیث زہری سے بیان کی اور فرمایا: عن سالم وحمزۃ ابنی عبداللہ بن عمر عن ابیھما

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ.

اس باب میں سیّدنا سہل بن سعد، عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ وَالدَّابَّةِ وَالْمَسْكَنِ)).

اس باب میں نبی ﷺ سے اس طرح بھی روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی چیز میں نحوست ہو سکتی تو وہ عورت، سواری اور مسکن / گھر میں ہوتی۔''

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((لَا شُؤْمَ وَقَدْ يَكُونُ الْيُمْنُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)).

حکیم بن معاویہ سے روایت کیا گیا، انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''نحوست کچھ بھی نہیں، بسا اوقات گھر، عورت اور گھوڑے میں برکت ہوتی ہے۔''

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عَمِّهِ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنِ

علی بن حجر نے اسے روایت کیا، انہوں نے کہا اسماعیل بن عیاش نے سُلیمان بن سُلیم عن یحییٰ بن جابر الطائی عن معاویہ بن حکیم عن عمہ حکیم بن معاویہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی

النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا.

طرح روایت کیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح بزيادة: ((إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي)): ق؛ وَهُوَ دُوْنَهَا شَاذٌّ) مذکورہ حدیث کی ابتداء اگر ان الفاظ سے ہو "اگر کسی چیز میں بدشگونی ہو تو تین چیزوں میں ہوگی..." تو یہ حدیث صحیح ہے۔ وگرنہ موجودہ الفاظ سے شاذ ہے۔

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٨٥٨، صحيح مسلم: ٢٢٢٥، سنن ابو داود: ٣٩٢٢، سنن ابن ماجه: ١٩٩٥، سنن النسائي: ٦/٢٦٠، مسند احمد: ٤٥٤٤

فوائد الحديث: اللہ تعالیٰ نے کسی چیز میں نحوست نہیں رکھی بلکہ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی فائدہ اور برکت ہی ہے اگر نحوست ہوتی تو گھر، سواری اور عورت میں ہوتی۔ اگر ان میں نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کسی بھی چیز میں نہیں خواہ مخواہ وہم کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔

59- بَابُ مَا جَاءَ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ ثَالِثٍ

تیسرے کو چھوڑ کر دو افراد سرگوشی نہ کریں

2825: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ [ح] قَالَ وَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم تین ہو تو پھر دو افراد اپنے (تیسرے) ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔"

وَقَالَ سُفْيَانُ فِي حَدِيثِهِ ((لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ فَإِنَّ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ)).

سفیان نے اپنی روایت میں ذکر کیا: "دو افراد تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں، کیونکہ یہ اسے غم زدہ کر دے گی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ فَإِنَّ ذَلِكَ يُؤْذِي الْمُؤْمِنَ وَاللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَكْرَهُ أَذَى الْمُؤْمِنِ)).

نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "دو افراد ایک کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں، کیونکہ یہ مومن کے لیے ایذا کا باعث ہے اور اللہ عزوجل مومن کی ایذا کو ناپسند کرتا ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اور اس باب میں سیّدنا ابن عمر، ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) (متفق عليه) صحيح الترمذي: ٢٢٦٥، اخرجه ابو يعلى: ٥١١٤

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٦٢٨٨، صحيح مسلم: ٢١٨٤، سنن ابو داود: ٤٨٥١، سنن ابن ماجه: ٣٧٧٥، مسند احمد: ٣٥٦٠، صحيح ابن حبان: ٥٨٣

فوائد الحديث: ا۔ اگر کسی مجلس میں تین آدمی ہوں تو ان میں سے دو آدمیوں کو نہ تو الگ ہو کر کوئی بات اور مشورہ کرنا چاہئے اور نہ ہی ایسے انداز سے گفتگو کرنی چاہئے کہ تیسرا آدمی سمجھ نہ سکے کیونکہ اس سے:

ا۔ یا تو اس کو غلط فہمی ہوگی کہ شاید یہ میرے خلاف کوئی مشورہ کر رہے ہیں اس طرح اس کے دل میں عداوت اور بغض پیدا ہوگا۔

۲۔ یا پھر وہ سمجھے گا کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد نہیں کیا اور مجھے اس قابل نہیں سمجھا کہ میں ان کے مشورے میں شریک ہو سکوں، اس سے بھی اس کو تکلیف ہوگی۔

۲۔ مجلس میں زیادہ آدمی ہوں تو پھر ان میں سے دو آدمی الگ جا کر مشورہ کر سکتے ہیں۔

60- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِدَةِ

عہد و اقرار کے متعلق

2826: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَبْيَضَ قَدْ شَابَ، وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ، وَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ قَلُوصًا فَذَهَبْنَا نَقْبِضُهَا فَأَتَانَا مَوْتُهُ فَلَمْ يُعْطُونَا شَيْئًا فَلَمَّا قَامَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عِدَةٌ فَلْيَجِئْ. فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَمَرَ لَنَا بِهَا.

سیّدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پر بڑھاپا آچکا تھا، حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے، آپ ﷺ نے ہمارے لیے تیرہ جوان اونٹنیوں کا حکم فرمایا، ہم انہیں لینے گئے تو ہمیں آپ ﷺ کی وفات کی خبر پہنچ گئی تو انہوں نے ہمیں کچھ بھی نہ دیا، جب سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے فرمایا: جس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی عہد و اقرار ہو تو وہ آجائے، پس میں ان کے پاس گیا اور انہیں بتایا تو انہوں نے ہمارے لیے ان (تیرہ اونٹنیوں) کا حکم فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَى مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ هَذَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَادٍ لَهُ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ نَحْوَ هَذَا. وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ وَلَمْ يَزِيدُوا عَلَى هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ مروان بن معاویہ نے اس حدیث کو اپنی اسناد سے ابو جحیفہ سے اسی مانند روایت کیا ہے جبکہ کئی ایک نے اسماعیل بن ابی خالد عن ابی جحیفہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔ اور انہوں نے اس سے زیادہ روایت نہ کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) (متفق عليه) اخرجه الحميدي: ٨٩٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٥٤٣، ٣٥٤٤، صحیح مسلم: ٢٣٤٣، سنن النسائی فی الکبری: ٨١٦٢، مسند احمد: ١٨٧٤٥

2827: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو جُحَيْفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ.

سیّدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ

امام ترمذی نے کہا: کئی ایک نے اسماعیل بن ابی خالد کی سند

بْنِ أَبِي خَالِدٍ نَحْوَ هَذَا.
سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.
اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَأَبُو جُحَيْفَةَ اسْمُهُ وَهْبٌ السُّوَائِيُّ.
سیّدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا نام وہب السوائی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) (متفق عليه)

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٥٤٣، ٣٥٤٤، صحيح مسلم: ٢٣٤٣، سنن النسائی فی الكبرى: ٨١٦٢، مسند احمد: ١٨٧٤٥

فوائد الحدیث: جو شخص بھی کوئی عہد و پیماں اور اقرار کرے تو لازم ہے کہ وہ اس کو پورا کرے اگر وہ پورا کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی میت کے اس عہد کی پابندی کرتے ہوئے اسے پورا کریں۔ جیسا کہ خلیفۃ المسلمین سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا۔

61- بَابُ مَا جَاءَ فِي فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

کسی سے کہنا کہ میرے والدین آپ پر قربان ہوں

2828: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں نے نبی ﷺ کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کے لیے اپنے والدین کو (تجھ پر میرے والدین فدا ہوں کہہ کر) جمع کیا ہو، نہیں سنا۔“

حكم الحديث: (صحيح) (متفق عليه) صحيح الترمذي: ٢٢٦٧

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٩٠٥، صحيح مسلم: ٢٤١١، سنن ابن ماجه: ١٢٩، عمل اليوم والليلة للنسائی: ١٩٠-١٩٤، مسند احمد: ٧٠٩، صحيح ابن حبان: ٦٩٨٨،

2829: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَا سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ قَالَ عَلِيٌّ مَا جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَاهُ وَأُمَّهُ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ ((ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)). وَقَالَ لَهُ ((ارْمِ أَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے صرف سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے والدین کو جمع کیا، آپ نے انہیں غزوہ احد کے موقع پر فرمایا تھا: ”تیر پھینک، تجھ پر میرے والدین فدا ہوں۔“ اور آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ”طاقت ور لڑکے! تیر پھینک۔“

وَفِي الْبَابِ عَنِ الزُّبَيْرِ وَجَابِرٍ.
اور اس باب میں سیّدنا زبیر اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے کئی ایک طرق سے مروی ہے۔

وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ
جبکہ کئی ایک نے اس حدیث کو یحییٰ بن سعید عن سعید بن

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ ((ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)).

مسیب عن سعد بن ابی وقاص کی سند سے روایت کیا ہے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے موقع پر میرے لیے اپنے والدین اکٹھے ذکر فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیر پھینک، میرے والدین تجھ پر فدا ہوں۔''

حکم الحدیث: (منكر بذكر الغلام الحزور) ''طاقتور لڑکے'' کے الفاظ سے منکر ہے۔ ان الفاظ کے بغیر یہ روایت صحیح ہے۔

2830: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے موقع پر میرے لیے اپنے والدین کا اکٹھے ذکر فرمایا۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٦٧، اخرجه ابن ابي شيبة: ٨٧/١٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٧٢٥، صحيح مسلم: ٢٤١٢، سنن ابن ماجه: ١٣٠، سنن النسائی فی الکبری: ٨٢١٥، ٨٢١٦، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٩٥، ١٩٦، مسند احمد: ١٤٩٥

فوائد الحدیث: ١۔ عرب کے معاشرے میں لوگ کسی سے محبّت و عقیدت کا اظہار کرنے کے لیے کہہ دیتے تھے۔ کہ آپ پر میری ماں قربان، یا میرا باپ قربان، اگر زیادہ محبّت کا اظہار ہو تو دونوں کو جمع بھی کر دیا جاتا ہے۔ ''میرے ماں باپ قربان'' ہمارے ہاں لوگ اپنی نسبت سے یہ بات کہہ دیتے ہیں ''میں صدقے جاں'' یا میں واری جاں، یعنی میں آپ پر قربان جاؤں ایسا کہنا جائز اور درست ہے۔

٢۔ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی یہ سعادت تھی کہ جنگ احد کے موقعہ پر مشرکین کے خلاف ان کی جرأت، بہادری اور کارکردگی کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا تھا ''میرے ماں باپ آپ پر قربان''۔

٣۔ اپنے کسی بھی ماتحت کی کارکردگی دیکھ کر اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے تاکہ وہ پہلے سے زیادہ جاندار خدمات پیش کر سکے۔ حوصلہ شکنی نہیں کرنی چاہئے۔ بعض لوگ تو کسی کے اچھے کام کو دیکھ کر ویسے ہی جل بھن جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے عناصر کو ہدایت دے۔ (آمین۔)

62- بَابُ مَا جَاءَ فِي يَا بُنَيَّ

کسی کو پیار سے بیٹا کہنا

2831: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ شَيْخٌ لَهُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ ((يَا بُنَيَّ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اے! بیٹے!''

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيرَةِ وَعُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَنَسٍ.

اور اس باب میں مغیرہ اور عمر بن ابی سلمہ سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس سند سے۔ اور انس رضی اللہ عنہ سے اس سند کے علاوہ بھی روایت کیا گیا ہے۔

وَأَبُو عُثْمَانَ هَذَا شَيْخٌ ثِقَةٌ وَهُوَ الْجَعْدُ بْنُ عُثْمَانَ وَيُقَالُ ابْنُ دِينَارٍ وَهُوَ بَصْرِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ.

ابو عثمان یہ شیخ اور ثقہ ہیں، ان کا نام جعد بن عثمان، اور ابن دینار کہا جاتا ہے، یہ بصری ہیں۔ یونس بن عبید اور کئی ایک ائمہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٥٩٥٧، صحيح الترمذي: ٢٢٦٨
تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢١٥١، سنن ابو داود: ٤٩٦٤، مسند احمد: ١٢٣٦٦، ١٤٠٣٨
فوائد الحدیث: چھوٹے بچوں کو شفقت اور پیار سے آواز دینی چاہئے تاکہ وہ آپ کی عزت واحترام کریں انہیں بیٹا کہہ کر بھی بلایا جاسکتا ہے۔ نام لیے بغیر اوئے اوئے کی آوازیں دینا مناسب نہیں۔

63- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ اسْمِ الْمَوْلُودِ

نومولود کا نام جلدی رکھنا چاہیے

2832: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ حَدَّثَنِي عَمِّي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِتَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ يَوْمَ سَابِعِهِ وَوَضْعِ الأَذَى عَنْهُ وَالْعَقِّ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نو مولود کا ساتویں دن نام رکھنے، سر کے بال منڈوانے اور عقیقہ کرنے کا حکم فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الارواء: ٤/٣٩٩-٤٠٠ التحقيق الثاني، صحيح الترمذي: ٢٢٦٩
تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ٨/٢٤٠
فوائد الحدیث: ١۔ بچے کا نام اس کی پیدائش سے بھی پہلے رکھا جاسکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا زکریا علیہ السلام کے بیٹے سیّدنا یحییٰ علیہ السلام کا نام پیدائش سے پہلے ہی بیان کر دیا تھا۔ (مریم: ٧)
آپ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کا نام پیدائش کے دن ہی رکھ دیا تھا۔ (مسلم)
بہر حال اگر کوئی وجہ اور سبب ہو تو حدیث الباب کے تحت اسے ساتویں دن تک موخر بھی کیا جاسکتا ہے۔
٢۔ ساتویں دن عقیقہ بھی کرنا چاہئے اور اس کی حجامت بھی بنوانی چاہئے یعنی سر منڈوایا جائے۔

64- بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الأَسْمَاءِ

پسندیدہ نام

2833: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الأَسْوَدِ أَبُو عَمْرٍو الْوَرَّاقُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّقِّيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ الْمَكِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَحَبُّ الأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس سند سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ارواء الغليل: ١١٧٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢١٣٢، سنن ابو داود: ٤٩٤٩، مسند احمد: ٤٧٧٤

2834: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ أَحَبَّ الأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ)). هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔'' یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں حدیث گزشتہ۔ اخرجه ابن ماجه: ٣٧٢٧، الدارمي: ٢٦٩٨، والحاكم: ٤/٢٧٤

فوائد الحدیث: ١۔ نام رکھتے ہوئے اس کے معنی و مفہوم پر غور کر لینا چاہئے اور ایسا نام رکھنا چاہئے جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اپنی عاجزی و انکساری کا اظہار ہو۔ یا پھر اسلام کی شان و وقار کا کوئی پہلو نکلتا ہو یا پھر انبیا کرام علیہم السلام، سلف صالحین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں پر نام رکھنے چاہئیں تاکہ ان سے محبّت و عقیدت کا اظہار ہو۔

٢۔ ایسے نام ہرگز نہیں رکھنے چاہئیں جن میں شرک کا ارتکاب ہوتا ہو مثلاً پیراں دتہ، فقیراں دتہ۔ وغیرہ یا پھر اس میں اسلامی تعلیمات کی نفی ہوتی ہو یا انسانی وقار کے منافی ہوں مثلاً سگ فلاں، یا کلب فلاں وغیرہ۔

اور نہ ہی جدت اور انوکھے پن کی تلاش میں بے معنی یا بد معنی نام رکھنے چاہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد جیسی نعمت سے نوازا ہے تو اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے خوبصورت نام تجویز کرنے چاہئیں۔ عبداللہ اور عبدالرحمن ناموں میں کمال کی عبدیت کا اظہار ہے۔

65- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الأَسْمَاءِ

ناپسندیدہ نام

2835: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں رافع، برکت اور یسار نام رکھنے سے منع کرتا ہوں۔''

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَأَنْهَيَنَّ أَنْ يُسَمَّى رَافِعٌ وَبَرَكَةُ وَيَسَارٌ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. هَكَذَا رَوَاهُ أَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ وَرَوَاهُ غَيْرُهُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَأَبُو أَحْمَدَ ثِقَةٌ حَافِظٌ وَالْمَشْهُورُ عِنْدَ النَّاسِ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ابو احمد نے سفیان عن ابی الزبیر عن جابر عن عمر کی سند سے اسی طرح اسے روایت کیا ہے۔ جبکہ ان کے علاوہ دیگر نے سفیان عن ابی الزبیر عن جابر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ ابو احمد ثقہ حافظ ہیں اور لوگوں کے پاس یہ حدیث جابر عن النبی ﷺ کی سند سے مشہور ہے اور اس میں "عن عمر" نہیں ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحاكم: ٢٧٤/٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٧٢٩، صحيح ابن حبان: ٥٨٣٩_٥٨٤٢، صحيح مسلم: ٢١٣٨، سنن ابو داود: ٤٩٦٠، مسند احمد: ١٤٦٠٦

2836: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ عُمَيْلَةَ الْفَزَارِيِّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ: رَبَاحٌ وَلَا أَفْلَحُ وَلَا يَسَارٌ وَلَا نَجِيحٌ، يُقَالُ أَثَمَّ هُوَ فَيُقَالُ لَا)).

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے لڑکے کا نام رباح رکھو نہ افلح اور نہ ہی یسار اور نجیح رکھو۔ کہا جائے گا کیا وہ (ان مذکورہ ناموں میں سے) یہاں ہے؟ تو کہا جائے گا: نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح الترمذي: ٢٢٧٢، اخرجه الدارمي: ٢٦٩٩، البيهقي: ٣٠٦/٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢١٣٦، ٢١٣٧ سنن ابو داود: ٤٩٥٨، ٤٩٥٩، سنن ابن ماجه: ٣٧٣٠، مسند احمد: ٢٠٠٧٨، صحيح ابن حبان: ٥٨٣٦

فوائد الحدیث: شریعت میں ایسے نام رکھنے کو ناپسند کیا گیا ہے کہ جو بظاہر معنی کے اعتبار سے تو اچھے ہوں لیکن جب اس کے جواب میں "نہیں" کہا جائے تو معنی نامناسب ہو جائے۔ مثلاً

ایک آدمی کا نام برکت ہے اس کو کوئی ملنے والا آیا تو اس نے پوچھا گھر میں برکت ہے، اب وہ آدمی گھر میں موجود نہیں تو گھر والوں نے کہہ دیا "نہیں" تو اب معنی نامعقول ہو گیا کہ اس گھر میں برکت نہیں ہے۔ حالانکہ اس گھر میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہر قسم کی تمام نعمتیں موجود ہیں۔ علی هذا القیاس رباح، افلح، یسار اور نجیح وغیرہ کا یہی مفہوم ہے۔

2837: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسَمَّى بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ)). قَالَ سُفْيَانُ شَاهَانْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے ہاں قیامت کے دن بدترین نام اس شخص کا ہو گا جس نے ملک الاملاک (بادشاہوں کا بادشاہ، شہنشاہ) نام رکھا۔"

سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شاہان، شاہ ہے۔ اور اخنع کا معنی اقبح (قبیح

شَاهٌ وَأَخْنَعُ يَعْنِي أَقْبَحَ.
ترین) ہے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٩١٤، اخرجه البيهقي: ٣٠٧/٩، والبغوي: ٣٣٦٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٢٠٥، صحیح مسلم: ٢١٤٣، سنن ابو داود: ٤٩٦١، مسند احمد: ٧٣٢٩۔ صحیح ابن حبان: ٥٨٣٥

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کو وہ نام بھی ناپسند ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات پر رکھا جائے۔ مثلاً ملک الاملاک (باشاہوں کا بادشاہ)، شہنشاہ۔ وغیرہ۔

66- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ

نام تبدیل کرنا

2838: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَأَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ ((أَنْتِ جَمِيلَةُ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عاصیہ کا نام تبدیل کرتے ہوئے فرمایا: ''تم جمیلہ ہو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَإِنَّمَا أَسْنَدَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ. مرسلاً

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان نے اسے عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر کی سند سے مرفوع بیان کیا ہے اور ان کے علاوہ بعض نے اسے عبید اللہ عن نافع کی سند سے روایت کیا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ (یعنی مرسل روایت کی)

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مُطِيعٍ وَعَائِشَةَ وَالْحَكَمِ بْنِ سَعْدٍ وَمُسْلِمٍ وَأُسَامَةَ بْنِ أَخْدَرِيٍّ وَشُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ أَبِيهِ وَخَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ.

اس باب میں عبد الرحمن بن عوف، عبد اللہ بن سلام، عبد اللہ بن مطیع اور عائشہ اور حکم بن سعید، مُسلم، اسامہ بن اخدری، شریح بن ہانی عن ابیہ اور خیثمہ بن عبد الرحمن عن ابیہ رضی اللہ عنہم کے حوالے سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٢١٣، اخرجه البيهقي في السنن: ٣٠٧/٩، والدارمي: ٢٧٠٠

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢١٣٩، سنن ابو داود: ٤٩٥٢، سنن ابن ماجه: ٣٧٣٣، مسند احمد: ٤٦٨٢، صحیح ابن حبان: ٥٨١٩

2839: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُغَيِّرُ الِاسْمَ الْقَبِيحَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ برا نام بدل دیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَرُبَّمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

ابو بکر بن نافع نے کہا، اور بسا اوقات کہا: عمر بن علی نے اس حدیث میں ہشام بن عروہ عن ابیہ عن النبی ﷺ سے مرسل روایت کیا۔ اور اس میں عن عائشہ کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٢٠٧-٢٠٨، اخرجه ابن عدي في الكامل: ٦/٢٢٠٢

تخریج الحدیث: العلل الكبير للمصنف: ٢/٨٧٠، الكامل لابن عدى: ٦/٢٢٠٢، معجم الكبير للطبرانى: ١٧/ ٢٩٣

فوائد الحدیث: جو نام کسی بھی اعتبار سے نامناسب یا شرکیہ ہوں تو انہیں تبدیل کر دینا چاہئے۔

67- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کے نام مبارک

2840: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ)).

سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ میرے ذریعے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع کیے جائیں گے، اور میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ٣١٥، الروض النضير: ١/٣٤٠، صحيح الترمذي: ٢٢٧٦

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٣٥٣٢، صحيح مسلم: ٢٣٥٤، سنن النسائى فى الكبرى: ١١٥٩٠، مسند احمد: ١٦٧٣٤، صحيح ابن حبان: ٦٣١٣

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کے تمام نام ہی خوبصورت اور بامعنی ہیں جن میں سے آپ ﷺ نے اس حدیث میں پانچ بیان فرمائے ہیں۔

۱۔ ”محمد“ بہت تعریف کیا گیا، اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ جس میں ایسی صفات اور خوبیاں ہیں جو بہت ہی قابل تعریف ہیں لہٰذا ان خوبیوں کی وجہ سے آپ ﷺ کی بہت زیادہ تعریف کی جاتی ہے۔
دوسرا اس کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس وہ ذات ہے کہ اپنے بیگانے، دوست دشمن سب آپ ﷺ کی تعریف کرتے ہیں۔

۲۔ ”احمد“ سب سے زیادہ تعریف کرنے والا، یعنی آپ ﷺ ساری کائنات سے بڑھ کر اپنے رب تعالیٰ کی تعریف کرنے والے ہیں۔ یہ دو نام معروف تھے اس لیے آپ ﷺ نے اس کا معنی نہیں بتایا جبکہ باقی تینوں ناموں کے مفہوم کی وضاحت آپ ﷺ نے خود فرمادی۔

۳۔ ”الماحی“ آپ ﷺ نے جزیرہ العرب سے تو کفر کا نام و نشان مٹادیا اور باقی دنیا میں بھی اسلام کی حقانیت اور صداقت کو گھر گھر پہنچادیا۔

کوئی مانے نہ مانے اس کا نصیب، لیکن اسلام کی دعوت، آپ ﷺ کی تعلیمات ہر کسی تک پہنچی ہیں۔

۴۔ "الحاشر" قیامت کے دن سب سے پہلے آپ ﷺ ہی قبر مبارک سے اٹھائے جائیں گے۔ (یہ صفت آپ ﷺ کے فوت ہونے کی بھی دلیل ہے، آپ ﷺ فوت ہوں گے تبھی قبر میں دفن ہوں گے اور قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے)

۵۔ "العاقب" آپ ﷺ سب نبیوں کے پیچھے آنے والے ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور دجال ہوگا۔

68- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْجَمْعِ بَيْنَ اسْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَكُنْيَتِهِ

نبی ﷺ کا نام اور آپ ﷺ کی کنیت ایک ساتھ رکھنے کی ممانعت

2841: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَجْمَعَ أَحَدٌ بَيْنَ اسْمِهِ وَكُنْيَتِهِ، وَيُسَمَّى مُحَمَّدًا أَبَا الْقَاسِمِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی آپ ﷺ کے نام اور کنیت کو جمع کرے، اور وہ محمد نام اور ابو القاسم کنیت رکھ لے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

اور اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا.

اسی کے ساتھ ہم کو حسن بن علی الخلال نے حدثنا یزید بن ہارون عن حمید عن انس کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ مَا يَدُلُّ عَلَى كَرَاهِيَةِ أَنْ يُكْنَى أَبَا الْقَاسِمِ.

اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ ابو القاسم کنیت رکھنا ممنوع ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) تخريج المشكاة: ٤٧٦٩ التحقيق الثاني، سلسلة الصحيحة: ٢٩٤٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨١٠٩، ٧٣٧٨، ٩٥٩٨، صحيح ابن حبان: ٥٨١٤، ٥٨١٧، صحيح بخاری: ١١٠، صحيح مسلم: ٢١٣٤، سنن ابو داود: ٤٩٦٥، سنن ابن ماجه: ٣٧٣٥، صحيح ابن حبان: ٥٨١٢

2842: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا سَمَّيْتُمْ بِاسْمِي فَلَا تَكَنَّوْا بِي)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میرے نام پر نام رکھو تو پھر میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ اسْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَكُنْيَتِهِ وَقَدْ فَعَلَ ذَلِكَ بَعْضُهُمْ.

بعض اہل علم نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ کوئی شخص نبی ﷺ کا نام اور آپ ﷺ کی کنیت ایک ساتھ رکھ لے جبکہ

رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً فِي السُّوقِ يُنَادِي يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لَمْ أَعْنِكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)).

ان میں سے بعض نے ایسے کیا ہے۔
نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بازار میں ایک آدمی کو ابو القاسم کہتے ہوئے سنا تو آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے عرض کیا، میں نے آپ ﷺ کو نہیں بلایا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔"

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٧٨، اخرجه البيهقي: ٣٠٩/٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٩٦٦۔ مسند احمد: ١٤١٨٣، ١٥٣٥٧، ١٤٢٢٧، صحيح ابن حبان: ٥٨١٦، صحيح بخاری: ٣١١٤، صحيح مسلم: ٢١٣٣، سنن ابن ماجه: ٣٧٣٦

2843: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا فِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ حَدَّثَنِي مُنْذِرٌ وَهُوَ الثَّوْرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ وُلِدَ لِي بَعْدَكَ أُسَمِّيهِ مُحَمَّدًا وَأُكَنِيهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ ((نَعَمْ)). قَالَ فَكَانَتْ رُخْصَةً لِي.
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے بتائیں اگر آپ ﷺ کے بعد میرے ہاں بچہ پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام محمد اور اس کی کنیت آپ ﷺ کی کنیت (ابو القاسم) رکھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں" انہوں نے فرمایا: یہ میرے لیے رخصت اور اجازت تھی۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر تحفة المولود، تخريج المشكاة: ٤٧٧٢ — التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٩٦٧، مسند احمد: ٧٣٠

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی مبارک میں اپنا نام محمد اور کنیت ابو القاسم اکٹھے رکھنے سے منع فرمایا تھا۔ کہ اس سے اشتباہ اور شبہ پیدا ہوتا تھا کہ اس سے مراد آپ ﷺ ہیں یا کوئی اور شخصیت تو آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔ اب آپ ﷺ کے بعد یہ شبہ نہیں ہو سکتا اس لیے اب جائز ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی تھی۔ اگرچہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ یہ رخصت ان کے لئے خاص تھی۔

69- بَابُ مَا جَاءَ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً

بعض شعر حکمت والے ہوتے ہیں

2844: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي غَنِيَّةَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ إِنَّمَا

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بعض شعر حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔"
امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اس طریق

رَفَعَهُ أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ عَنِ ابْنِ أَبِي غَنِيَّةَ. وَرَوَى غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ أَبِي غَنِيَّةَ هَذَا الْحَدِيثَ مَوْقُوفًا.

سے۔ ابو سعید الاشج نے اسے ابن ابی غنیہ کے حوالے سے مرفوع روایت کیا ہے جبکہ ان کے علاوہ دیگر نے اس حدیث کو ابن ابی غنیہ سے موقوف روایت کیا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَبُرَيْدَةَ وَكَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ.

جبکہ یہی حدیث اس طریق کے علاوہ عبداللہ بن مسعود عن النبی ﷺ سے مروی ہے۔ اور اس باب میں ابی بن کعب، ابن عباس، عائشہ، بریدہ اور کثیر بن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم کی سند سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٨٠، اخرجه الطبراني في الكبير: ١٠٣٤٥

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ٨/٦٩٣، مسند ابويعلىٰ: ٥١٠٤، شرح معانى الآثار: ٤/٢٩٧

2845: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض شعر پُر حکمت ہوتے ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٨١، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٨٧٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٠١١، سنن ابن ماجه: ٣٧٥٦، مسند احمد: ٢٤٢٤، صحيح ابن حبان: ٥٧٧٨، ٥٧٨٠

فوائد الحدیث: اسلام میں شعر و شاعری کی گنجائش رکھی گئی ہے بشرطیکہ وہ شرکیہ، کفریہ اور بدعیہ نہ ہو جیسے کہ یہ قوالیاں وغیرہ ہیں یہ جائز نہیں۔ اسی طرح ایسی شاعری بھی نہ ہو جس سے جنسی ہیجان پیدا ہوتا ہو اور معاشرے میں بگاڑ کا سبب بنے۔ نیز ان کے ساتھ ساز اور موسیقی بھی نہ ہو۔ جو شاعری ایسی خرافات سے پاک ہوگی اس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ بعض شعر ایسے ہوتے ہیں جن میں بہت حکمت و دانائی کی باتیں ہوتی ہیں لہٰذا عقلمندی کی کوئی بات شعر کی صورت میں بیان کرنا بھی جائز ہے۔

70- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنْشَادِ الشِّعْرِ

شعر گوئی

2846: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَوْ قَالَتْ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَيَقُولُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوحِ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے تھے وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے: ''اللہ حسان کی روح القدس (جبریل علیہ السلام) کے ذریعے مدد فرماتا ہے جو وہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہیں۔''

الْقُدُسِ مَا يُفَاخِرُ أَوْ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ)).

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

ہم کو اسماعیل بن موسیٰ اور علی بن حجر نے حدثنا ابن ابی الزناد عن ابیہ عن عروۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْبَرَاءِ.

اور اس باب میں ابوہریرہ اور براء رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور یہ ابن ابی زناد کی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الصحيحة: ١٦٥٧، اخرجه الحاكم: ٤٨٧/٣، البغوي: ٣٤٠٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٠١٥، مسند احمد: ١٨٥٢٦، ٢٤٤٣٧ صحيح مسلم: ٢٤٩٠، صحيح ابن حبان: ٧١٤٧

فوائد الحدیث: ایسے شعر جن میں عقیدہ توحید کا اثبات، شرک کا رد، رسول اللہ ﷺ کی مدح اور دین اسلام کے احکام و مسائل اور اوامر و نواھی کو بیان کیا جائے جائز اور درست ہیں اور انہیں مسجد میں بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

2847: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ. حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَمْشِي وَهُوَ يَقُولُ:

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ
الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ
ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ
وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عمرہ قضاء کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے جبکہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے آگے آگے چلتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

کفار کی اولاد اس (رسول اللہ ﷺ) کی راہ چھوڑ دو، آج ہم اس کے قیام کی جگہ پر تمہاری گردنیں اڑا دیں گے، ایسی مار ماریں گے کہ وہ کھوپڑی کو اس کی جگہ سے ہلا دے گی اور جگری یار کو اپنے جگری یار سے غافل کر دے گی۔

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا ابْنَ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي حَرَمِ اللهِ تَقُولُ الشِّعْرَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ فَلَهِيَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ)).

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ابن رواحہ! رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور اللہ کے حرم میں تم شعر کہہ رہے ہو؟ تو نبی ﷺ نے انہیں فرمایا: "عمر! اسے چھوڑ دو، یہ ان پر تیر برسانے سے زیادہ تیز، اثر انگیز ہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔

وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ نَحْوَ هَذَا وَرُوِيَ فِي غَيْرِ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَكَعْبُ بْنُ مَالِكٍ

عبدالرزاق نے بھی اس حدیث کو معمر عن الزہری عن انس کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے علاوہ مروی ہے کہ نبی ﷺ عمرہ قضاء کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو

بَيْنَ يَدَيْهِ وَهٰذَا أَصَحُّ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْحَدِيثِ لِأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ قُتِلَ يَوْمَ مُؤْتَةَ وَإِنَّمَا كَانَتْ عُمْرَةُ الْقَضَاءِ بَعْدَ ذٰلِكَ.

سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے آگے آگے تھے اور بعض محدثین کے نزدیک یہ زیادہ صحیح ہے، کیونکہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ غزوہ مؤتہ میں شہید کر دیے گئے تھے، اور عمرہ قضاء اس کے بعد ہوا۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ٢١٠، اخرجه ابن خزيمه: ٢٦٨٠، والبغوي: ٣٤٠٤

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٢٠٢/٥، ٢١١، ٢١٢، صحيح ابن حبان: ٤٥٢١، ٥٧٨٨، شرح السنة: ٣٤٠٤

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ جب عمرۃ القضاء کیلئے ۷ ہجری میں مکہ مکرمہ تشریف لائے تو چونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے مہاجر صحابہ تقریباً سات سال کے بعد مکہ میں داخل ہو رہے تھے اس لیے جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شوق دیدنی اور جوش و جذبہ مثالی تھا وہاں مکہ والے بھی کچھ تعجب اور حیرت اور کچھ حسرت سے ان مسلمانوں کو دیکھنے کے مشتاق تھے۔

آپ ذرا چشم تصور سے دیکھیں تو نقشہ کچھ ایسے بنتا ہے کہ لوگ گلیوں بازاروں میں بھی اور اپنے گھروں کی چھتوں پر بھی یہ روح پرور نظارہ کر رہے تھے کہ آج سے سات سال قبل رات کے اندھیروں میں یا کسی بھی طریقے سے چھپ چھپا کر مکہ چھوڑنے والے آج کس شان اور آن بان سے مکہ میں داخل ہو رہے ہیں۔

سامنے دشمن ہیں جنہوں نے پچھلے سال حدیبیہ سے واپس لوٹا دیا تھا لیکن آج تین دن تک مسلمانوں کو حرم شریف میں برداشت کرنے پر مجبور ہیں۔ اس موقعہ پر سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پکار اٹھے۔

خلّوا بنی الكفار عن سبيله
اليوم نضربكم على تنزيله
ضربا يزيل الهام عن مقيله
ويزهل الخليل عن خليله

(ترجمہ متن سے پڑھ لیں)۔

کیا خوبصورت منظر ہوگا، اور کیا مسلمانوں کی شان نیز سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی جرأت اور کفار مکہ کی بے بسی؟ بس یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے تھے۔ سبحان اللہ

۲۔ اس حدیث سے جہاں شعر پڑھنا ثابت ہوتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ جب دشمن سامنے ہو تو مسلمانوں کو اسلام کی عظمت کی خاطر ایسا انداز اختیار کرنا جائز ہے۔ (بھیگی بلی بننا کوئی مسلمان کی شان نہیں)

۳۔ یہ شعر سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے ہی پڑھے تھے سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے نہیں کیونکہ جنگ موتہ، عمرۃ القضاء کے بعد ہوئی ہے۔

2848: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ قِيلَ لَهَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِنَ الشِّعْرِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَتَمَثَّلُ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا: کیا نبی ﷺ شعر سے کسی چیز کی تصویر کشی فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شعر سے تمثیل فرماتے

بِشِعْرِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَيَتَمَثَّلُ وَيَقُولُ ((وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ)).

تھے، آپ ﷺ فرماتے تھے: "وہ آپ کے پاس ایسی خبریں لائے گا جنہیں تو ساتھ نہیں لایا تھا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اور اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٨٤، سلسلة الصحيحة: ٢٠٥٧، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٨٦٧

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٩٩٧، مسند احمد : ٢٥٠٧١

فوائد الحدیث: سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بطور شاعر تعریف، شعر و شاعری کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔

2849: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَشْعَرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَتْ بِهَا الْعَرَبُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "شعراء عرب میں سے لبید کا یہ شعر سب سے زیادہ عمدہ ہے: "سنو! اللہ کے سوا ہر چیز باطل (فانی) ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جبکہ امام ثوری اور دیگر نے اسے عبدالملک بن عمیر سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح بلفظ: أصدق) "سب سے عمدہ" کی بجائے "سب سے سچا" کے الفاظ سے صحیح ہے۔ مختصر الشمائل: ٢٠٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٨٤١، صحيح مسلم: ٢٢٥٦، سنن ابن ماجه: ٣٧٥٧، مسند احمد: ٧٣٨٣، صحيح ابن حبان: ٥٧٨٣

فوائد الحدیث: شعری کلام کو بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے اور نفس مضمون کی وجہ سے اس کی تعریف بھی ہو سکتی ہے۔

2850: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَالَسْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ فَكَانَ أَصْحَابُهُ يَتَنَاشَدُونَ الشِّعْرَ وَيَتَذَاكَرُونَ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَهُوَ سَاكِتٌ فَرُبَّمَا يَتَبَسَّمُ مَعَهُمْ.

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ سو سے زیادہ بار ہم نشینی اختیار کی، آپ ﷺ کے اصحاب شعر پڑھتے اور دور جاہلیت کی بعض اشیاء کا تذکرہ کرتے، جبکہ آپ ﷺ خاموش رہتے اور بسا اوقات ان کے ساتھ تبسّم فرماتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ زُهَيْرٌ عَنْ سِمَاكٍ أَيْضًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور بے شک زہیر نے بھی اس کو سماک سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ٢١١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٦٧٠، ٢٣٢٢، سنن ابو داود: ٢١٩٤، سنن النسائي: ٨٠/٣-٨١، مسند احمد : ٢٠٨٤٤، صحيح ابن حبان: ٥٧٨١

فوائد الحدیث: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کبھی کبھار زمانہ جاہلیت کی یاد تازہ کرتے ہوئے واقعات بیان کرتے اور ساتھ ہی اسلام کی عظمت و شان اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تذکرہ کرتے تو کبھی کبھار کسی واقعہ پر ہنس پڑتے تو آپ ﷺ بھی تبسّم فرماتے۔

71- بَابُ مَا جَاءَ: لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا

تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جانا، شعروں سے بھر جانے سے بہتر ہے

2851: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا)).

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھر جائے۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٨٨، سلسلة الصحيحة: ٣٣٦، اخرجه ابن عدي في الكامل: ٢١٣٢/٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٢٥٨، سنن ابن ماجه: ٣٧٦٠، مسند احمد: ١٥٠٦

2852: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا عَمِّي يَحْيَى بْنُ عِيسَى الرَّمْلِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے کہ وہ اسے بدبو دار کر دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھر جائے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي سَعِيدٍ.

اس باب میں سیّدنا سعد، ابن عمر، ابو درداء اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٨٧، سلسلة الصحيحة: ٣٣٦، اخرجه ابو يعلى: ٧٩٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦١٥٥، صحيح مسلم: ٢٢٥٧، سنن ابو داود: ٥٠٠٩، سنن ابن ماجه: ٣٧٥٩، مسند احمد: ٧٨٧٤، صحيح ابن حبان: ٥٧٧٧، ٥٧٧٩

فوائد الحدیث: یہ وہ اشعار ہیں جن سے پیٹ کے پیپ سے بھرنے کو بہتر قرار دیا گیا ہے جو شرکیہ اور عشقیہ ہوں جن سے آدمی کے عقائد و اعمال اور اخلاق و کردار میں بگاڑ پیدا ہوتا ہو۔ ورنہ اچھے، اشعار کی تو آپ ﷺ نے خود تعریف فرمائی اور شاعر سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ (جیسا کہ گذشتہ باب میں گزرا ہے)

72- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَصَاحَةِ وَالْبَيَانِ

فصاحت اور بیان

2853: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ بِشْرِ بْنِ عَاصِمٍ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقَرَةُ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ مردوں میں سے ایسے بلیغ شخص کو ناپسند کرتا ہے جو منہ پھاڑ پھاڑ کر اس طرح بات کرتا ہے جس طرح گائے چارے کو زبان سے لپیٹتی ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے۔ اس باب میں سعد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٨٧٨، اخرجه ابن ابي شيبة: ٩/١٥، تهذيب الكمال: ١٥/٤٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٠٠٥، مسند احمد: ٦٥٤٣

فوائد الحدیث: ۱۔ جو لوگ اپنی فصاحت و بلاغت کے ذریعے لوگوں کو ہر قسم کی جائز و ناجائز معلومات فراہم کرنے اور اپنے کلام کے ذریعے لوگوں پر دھونس جما کر اپنی دنیا کمانے کا ذریعہ بناتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں فرماتے۔ اگر کوئی شخص اپنی زبان دانی اور لسانی بیان کے ذریعے حق بات کو بیان کرتا اور اسے ثابت کرتا ہے تو یہ جائز ہے۔

۲۔ گائے کے چارہ کھانے سے تشبیہ اس لیے دی گئی ہے کہ جیسے وہ ہر قسم کی چیز کو زبان سے لپیٹ کر چارہ بنا لیتی ہے اس میں ترش اور شیریں کا کوئی فرق نہیں کرتی اور نہ ہی کسی نرم یا سخت چیز کا فرق روا رکھتی ہے اسی طرح باطل پرست اور باطل گو، لوگ ہیں۔ جو جائز ناجائز کی پرواہ نہیں کرتے۔

بَابٌ

باب

2854: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَنَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَطْحٍ لَيْسَ بِمَحْجُورٍ عَلَيْهِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی سطح (چھت) پر سونے سے منع فرمایا جس پر باڑ / پردہ نہ کیا گیا ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ الأَيْلِيُّ يُضَعَّفُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو محمد بن المنکدر عن جابر کی سند سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ نیز عبدالجبار بن عمر ایلی کو حدیث میں

ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٨٢٦، صحيح الترمذي: ٢٢٩٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٧٤٨، ٢٠٧٤٩

فوائد الحدیث: ا۔ ایسی چھت پر سونا منع ہے جس کے اردگرد کوئی دیوار یا رکاوٹ نہ ہو، تاکہ کہیں آدمی بے دھیانی سے گر کر نقصان نہ اٹھائے۔

۲۔ سبحان اللہ، رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ کتنی ہمدردی، خیر خواہی اور شفقت ہے۔ (ﷺ)

2855: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا.

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس اندیشے کے پیش نظر کہ ہم اکتا نہ جائیں ہمیں وعظ فرماتے ہوئے بعض ایام میں ناغہ کر لیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنِي شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ نَحْوَهُ.

محمد بن بشار نے ہمیں حدیث بیان کی انہوں نے کہا: یحییٰ بن سعید نے ہمیں حدیث بیان کی، انہوں نے کہا سفیان نے اعمش کے حوالے سے ہمیں حدیث بیان کی کہ شقیق بن سلمہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے اسی مانند روایت کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٩٣، اخرجه الحميدي: ١٠٧، وابن ابي شيبة: ٩/ ٧٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٨، صحیح مسلم: ٢٨٢١، سنن النسائی فی الکبری: ٥٨٨٩، مسند احمد: ٣٥٨١، صحيح ابن حبان: ٤٥٢٤

فوائد الحدیث: ا۔ وعظ و تبلیغ میں مبلغین کو ایسا انداز اختیار کرنا چاہئے جو سامعین کے لیے اکتاہٹ کا باعث نہ ہو، مثلاً وعظ و تقریر زیادہ لمبی نہ ہو، قرآن و حدیث سے مزین وعظ کیا جائے، عقائد و اعمال کی اصلاح کے ساتھ فکر آخرت پیدا کی جائے۔ نہ کہ ایک ہی بات لطیفے اور جگتیں وغیرہ کو بار بار دھرا کر وعظ کا مقصد ہی فوت کر دیا جائے۔

۲۔ ایک ہی مسجد میں اگر ایسا اہتمام ہو تو کبھی کبھار ناغہ کر لیا جائے اور درس کا دورانیہ مختصر رکھا جائے، تاکہ لوگوں کے معاملات متاثر نہ ہوں۔

73- بَابٌ: أَحَبُّ الْعَمَلِ مَا دِيْمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ

ہمیشگی والا عمل زیادہ پسندیدہ ہے خواہ وہ کم ہو

2856: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ سُئِلَتْ عَائِشَةُ وَأُمُّ سَلَمَةَ أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتَا مَا

ابو صالح نے بیان کیا، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: رسول اللہ ﷺ کو کون سا عمل زیادہ محبوب تھا؟ ان دونوں نے فرمایا: جس پر دوام اختیار کیا جائے خواہ وہ قلیل ہو۔

دِيمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا دِيمَ عَلَيْهِ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

دیگر سند سے بھی امام صاحب اوپر والی حدیث کی مثل بیان کرتے ہیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو وہ عمل زیادہ محبوب ہوتا تھا جس پر دوام اختیار کیا جائے۔ یہی حدیث ہم کو ہارون بن اسحق ہمدانی نے حدثنا عبدۃ عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل اس کا معنی بیان کیا ہے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٩٤، اخرجه احمد في الزهد: ٩٢، المصنف في الشمائل: ٣١٢

تخريج الحديث: مسند احمد: ٢٤٦٢٨، ٢٤٠٤٣، ٢٦٥٩٩، صحيح بخاری: ١١٣٢، صحيح مسلم: ٧٨٢، ٧٨٣، ٢٨١٨، سنن ابو داود: ١٣٦٨، سنن النسائی: ٢/٦٨، ٣/٢٠٨، ٢٢١-٢٢٢، ٨/١٢٣، صحيح ابن حبان: ٢٥٠٧، ٣٢٣، سنن ابن ماجه: ١٢٢٥، ٤٢٣٧

فوائد الحدیث: آدمی کو نیکی والا عمل مسلسل کرنا چاہئے ایک تو اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ کیونکہ ہمیشہ نیکی والا جاری عمل ہی انسان کی زندگی کو راہ ہدایت پر رکھنے کا باعث بنتا ہے۔ اور دوسرا اس لیے بھی کہ بعض اوقات تھوڑا تھوڑا کیا ہوا عمل ایک دفعہ کیے ہوئے بہت زیادہ عمل سے بڑھ جاتا ہے اور انسان مشقت بھی محسوس نہیں کرتا۔

مثلاً ایک آدمی سال میں ایک مرتبہ تو ساری رات عبادت میں گزارتا ہے لیکن پھر سارا سال نوافل کا اہتمام ہی نہیں کرتا اگر یہ سارا سال روزانہ کی بنیاد پر دو دو رکعتیں بھی پڑھتا یا ایک دو آیتیں تلاوت کرتا تو اس ایک رات والے عمل سے بڑھ سکتا ہے۔

اسی طرح ایک آدمی ایک دفعہ ہزاروں روپیہ خرچ کرتا ہے لیکن پھر کئی کئی مہینے یا سال وہ خرچ نہیں کرتا تو اگر یہ مسلسل روزانہ یا ہفتہ وار کچھ نہ کچھ صدقہ خیرات کرتا رہتا تو ہو سکتا ہے کہ اس ایک دفعہ خرچ کیے ہوئے سے بڑھ جائے۔

74- بَابٌ: خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ

برتن ڈھانپ کر رکھو اور مشکیزوں کے منہ باندھ کر رکھو

2857: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ، وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ، وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ، فَإِنَّ

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”برتن ڈھانپ کر رکھو، مشکیزوں کے منہ باندھ کر رکھو، دروازے بند رکھو اور (سوتے وقت) چراغ گل کر دیا کرو، بسا اوقات چوہیا چراغ کی بتی کھینچ کر لے جاتی ہے اور گھر والوں کو

الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ)). جلادیتی ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. یہ حدیث دیگر کئی طرق سے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٩٠، اخرجه ابن خزيمه: ١٣١، والبغوي: ٣٠٥٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٢٨٠ و ٣٣١٦، صحيح مسلم: ٢٠١٢، سنن ابو داود: ٣٧٣١ و ٣٧٣٢ و ٣٧٣٣، سنن ابن ماجه: ٣٦٠ و ٣٤١٠ و ٣٧٧١، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧٤٥ و ٧٤٦، مسند احمد: ١٤٢٢٨، صحيح ابن حبان: ١٢٧١

فوائد الحدیث: اسلام کی یہ خوبی ہے کہ اس نے اپنے چاہنے والوں کو ہر قسم کا فائدہ پہنچایا ہے اور ہر قسم کے نقصان سے بچانے کی کوشش کی ہے۔

زیر نظر حدیث میں ہی دیکھ لیں کہ یہ ایسی معمولی کوتاہیاں ہیں جن کی انسان پرواہ نہیں کرتا لیکن اگر ان کی وجہ سے خدانخواستہ کوئی نقصان ہو جائے تو آدمی سالوں اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے کیسے اپنی امت کی راہنمائی فرمائی کہ:

۱۔ برتن ڈھانپ کر رکھو تاکہ آپ کے برتنوں میں کوئی زہریلی چیز گر کر تمہارے نقصان کا باعث نہ بنے اور وہ نقصان بعض اوقات موت کی شکل میں بھی ہو سکتا ہے۔

۲۔ اپنے مشکیزوں کے منہ بند رکھو تاکہ اس میں کوئی موذی چیز بھی داخل نہ ہو اور تمہارا پانی بھی ضائع نہ ہو جائے۔

۳۔ دروازے بند کر دو۔ کوئی چور، ڈاکو یا کوئی درندہ آکر تمہارا نقصان نہ کر دے۔

۴۔ چراغ بجھا دیں کہیں آگ لگنے کا سبب نہ بن جائے بلب وغیرہ بند کر دیں تاکہ شارٹ، سرکٹ کا خطرہ نہ رہے، گیس والے چولھے یا ہیٹر بند کر کے سوئیں کہ رات انجانے میں کمرے میں گیس پھیل کر تمہاری موت واقع نہ ہو جائے۔ وغیرہ۔ (ﷺ۔ ﷺ۔ ﷺ)

75- بَابُ مَرَاعَاةِ الْإِبِلِ فِي الْخِصْبِ وَالسَّنَةِ فِي السَّفَرِ

شادابی اور قحط سالی میں دوران سفر اونٹ کا خیال رکھنا

2858: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الأَرْضِ وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوا بِنِقْيِهَا، وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ، فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ)). سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم سرسبز و شادابی میں سفر کرو تو اونٹ کو زمین سے اس کا حصہ دو، اور جب تم قحط سالی میں سفر کرو تو پھر اس کے گودے کے ہوتے ہوئے جلدی کرو، جب تم رات کو آرام کی غرض سے پڑاؤ ڈالو تو راستے سے اجتناب کرو، کیونکہ وہ رات کے وقت جانوروں کے راستے اور کیڑوں مکوڑوں کا ٹھکانا ہیں۔"

قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں سیدنا جابر اور سیدنا انس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الصحيحة: ١٣٥٧، صحيح الترغيب: ٢٢٩١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٢٦، سنن ابو داود: ٢٥٦٩، سنن النسائي الكبرى: ٨٨١٤، مسند احمد: ٨٤٤٢، صحيح ابن حبان: ٤٧٠٢، ٤٧٠٥

فوائد الحدیث: انسانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں کے لیے بھی آپ ﷺ سراپا رحمت تھے۔ اسی لیے فرمایا کہ:

۱۔ جب تم سفر کرتے ہو تو اپنے جانوروں، سواریوں اور خیر و کا خیال رکھو اور انہیں چارہ پانی وقت پر اور ان کی ضرورت کے مطابق مہیا کرو۔

۲۔ جب تم راستہ کو چھوڑ دو تو اسے چھوڑ دو۔ تاکہ جانور اور کمزور کے لیے راستوں سے گزرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ اور تم بھی ان کے شر سے محفوظ رہ سکو۔ ہے نا نبی رحمت ﷺ

﴿وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

42

اَبْوَابُ الْاَمْثَالِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

مثالوں کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَثَلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ لِعِبَادِهِ

اللہ عزوجل کی اپنے بندوں کے لیے مثال

2859: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ ضَرَبَ مَثَلاً صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا عَلَى كَنَفَيِ الصِّرَاطِ دَارَانِ لَهُمَا أَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ، عَلَى الْأَبْوَابِ سُتُورٌ وَدَاعٍ يَدْعُو عَلَى رَأْسِ الصِّرَاطِ، وَدَاعٍ يَدْعُو فَوْقَهُ ﴿وَاللهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ وَالْأَبْوَابُ الَّتِي عَلَى كَنَفَيِ الصِّرَاطِ حُدُودُ اللهِ، فَلَا يَقَعُ أَحَدٌ فِي حُدُودِ اللهِ حَتَّى يُكْشَفَ السِّتْرُ وَالَّذِي يَدْعُو مِنْ فَوْقِهِ وَاعِظُ رَبِّهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ سَمِعْتُ زَكَرِيَّا بْنَ عَدِيٍّ يَقُولُ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ خُذُوا عَنْ بَقِيَّةَ مَا حَدَّثَكُمْ عَنِ الثِّقَاتِ وَلَا تَأْخُذُوا عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَا حَدَّثَكُمْ عَنِ الثِّقَاتِ وَلَا غَيْرِ

سیّدنا نواس بن سمعان الکلابی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے صراط مستقیم کی مثال بیان کی ہے، کہ راستے کے دونوں جانب دیواریں ہیں، ان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، دروازوں پر پردے ہیں، راستے کے سرے پر بلانے والا بلاتا ہے، ایک بلانے والا اس کے اوپر بلاتا ہے، اللہ دارالسلام (جنّت) کی طرف بلاتا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتا ہے، راستے کی دیواروں پر جو دورازے ہیں وہ اللہ کی حدود ہیں، جو شخص اللہ کی حدود میں مبتلا ہوتا ہے تو پردہ اٹھا دیا جاتا ہے اور جو اس کے اوپر بلا رہا ہے وہ اس کے رب کا واعظ (نصیحت کرنے والا) ہے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عبدالرحمن کو سنا وہ کہتے تھے میں نے سنا زکریا بن عدی بیان کرتے ہیں، ابواسحاق فزاری نے بیان کیا: بقیہ! ثقہ راویوں سے جو تمہیں بیان کرے اسے لے لو جبکہ اسماعیل بن عیاش سے حدیث نہ لو

الثِّقَاتِ. خواہ وہ تمہیں ثقہ راویوں سے بیان کرے خواہ غیر ثقہ سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج المشكاة: ١٩١-١٩٢، اخرجه ابن ابي عاصم في السنة: ١٨

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٢٣٣، مسند احمد: ١٧٦٣٤، شرح مشكل الآثار: ٢١٤١، ٢١٤٢، ٢١٤٣

فوائد الحدیث: اس حدیث میں اسلام کی مثال ایک راستے سے دے کر یہ بات سمجھائی ہے کہ نجات کی راہ صرف اور صرف اسلام کو اپنانے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے میں ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی دعوت صرف دین اسلام پر چلنے کی دعوت ہے جو اس کے خلاف کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی، منشا اور رضا نہیں ہوگی۔ بلکہ بندے کی اپنے رب سے بغاوت اور نافرمانی ہوگی مثلاً:

ایک راستہ ہے، اس کے دونوں طرف کچھ دروازے ہیں اور دروازے بھی کھلے ہیں، لیکن ان دروازوں پر پردے لٹک رہے ہیں۔ اب ایک آدمی اسی راستے پر چل رہا ہے کھلے دروازے دیکھ کر اس کا جی چاہتا ہے کہ وہ ان دروازوں میں داخل ہو جائے تو اس راستے کے آخری سرے سے اس کو آواز آتی ہے کہ منزل پر پہنچنا چاہتے ہو تو سیدھے چلے آؤ، ادھر ادھر کے دروازوں میں داخل ہوگے تو سیدھے راستے سے ہٹ جاؤ گے اس راستے سے ہٹ گئے تو منزل پر نہیں پہنچ پاؤ گے۔ اس مثال میں سمجھایا کہ اسلام سیدھا راستہ ہے دائیں بائیں کے دروازے اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں (یعنی کوئی ان میں داخل نہیں ہو سکتا ان کو کراس نہیں کر سکتا) جب آدمی ان حدود کو توڑنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پھر اپنی طرف بلاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس کا ضمیر اور نفس مطمئنہ اسے سیدھا چلنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ اب اگر یہ اپنے ضمیر کے مطابق اور اپنے رب تعالیٰ کے واعظ (قرآن و حدیث) کی بات مان لیتا ہے تو یہ ان دروازوں میں داخل ہو کر حدود اللہ کو پامال نہیں کرے گا۔ اور سیدھا چلتا ہوا اپنی منزل جنّت تک پہنچ جائے گا۔ اور اگر دائیں بائیں کے دروازوں میں داخل ہو گیا یعنی اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑ دیا تو جنّت سے محروم ہو گیا۔

2860: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيَّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ ((إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ جِبْرِيلَ عِنْدَ رَأْسِي وَمِيكَائِيلَ عِنْدَ رِجْلَيَّ، يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اضْرِبْ لَهُ مَثَلاً. فَقَالَ: اسْمَعْ، سَمِعَتْ أُذُنُكَ، وَاعْقِلْ، عَقَلَ قَلْبُكَ، إِنَّمَا مَثَلُكَ وَمَثَلُ أُمَّتِكَ كَمَثَلِ مَلِكٍ اتَّخَذَ دَارًا ثُمَّ بَنَى فِيهَا بَيْتًا، ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا مَائِدَةً، ثُمَّ بَعَثَ رَسُولاً يَدْعُو النَّاسَ إِلَى طَعَامِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَجَابَ الرَّسُولَ وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَكَهُ، فَاللهُ هُوَ الْمَلِكُ، وَالدَّارُ الإِسْلاَمُ، وَالْبَيْتُ الْجَنَّةُ، وَأَنْتَ يَا مُحَمَّدُ رَسُولٌ، فَمَنْ أَجَابَكَ دَخَلَ الإِسْلاَمَ، وَمَنْ دَخَلَ الإِسْلاَمَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَكَلَ مَا فِيهَا)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے ہاں تشریف لائے تو فرمایا: ”میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ جبریل علیہ السلام میرے سر کے پاس ہیں جبکہ میکائیل میرے پاؤں کے پاس ہیں، ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہتا ہے: ان کے لیے مثال بیان کرو، اس نے کہا: سنیں، آپ ﷺ کے کان سنتے رہیں، یاد کریں آپ ﷺ کا دل یاد کرتا رہے، آپ ﷺ کی اور آپ کی امت کی مثال، بادشاہ کی مثال کی طرح ہے اس نے گھر بنایا، پھر اس میں ایک کمرہ بنایا، پھر اس میں ایک دستر خوان لگایا، پھر ایک قاصد بھیجا وہ لوگوں کو اس کے کھانے کی طرف بلاتا ہے، پس ان میں سے کسی نے قاصد کی بات / دعوت قبول کر لی۔ اور کسی نے قبول نہ کی، پس اللہ وہ بادشاہ ہے، گھر اسلام ہے، اور کمرہ جنت ہے، محمد (ﷺ)! آپ ﷺ قاصد ہیں، پس جس نے

آپ ﷺ کی بات قبول کر لی وہ اسلام میں داخل ہو گیا، اور جو اسلام میں داخل ہو گیا وہ جنّت میں داخل ہو گیا، اور جو جنت میں داخل ہو گیا وہ اس میں سے کھا بھی لے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ. سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ لَمْ يُدْرِكْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث مرسل ہے۔ سعید بن ابی ہلال کی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ اور اس باب میں سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِإِسْنَادٍ أَصَحَّ مِنْ هَذَا.

یہ حدیث نبی ﷺ کئی ایک طرق سے اس سے زیادہ صحیح اسناد سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الاسناد) ضعيف الترمذي: ٥٣٧، اخرجه الحاكم: ٣٩٣/٤، بخاری کی حدیث اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٧٢٨١

2861: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ حَتَّى خَرَجَ بِهِ إِلَى بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَأَجْلَسَهُ ثُمَّ خَطَّ عَلَيْهِ خَطًّا، ثُمَّ قَالَ ((لَا تَبْرَحَنَّ خَطَّكَ فَإِنَّهُ سَيَنْتَهِي إِلَيْكَ رِجَالٌ فَلَا تُكَلِّمْهُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَلِّمُونَكَ)).

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی پھر فارغ ہوئے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر مکہ کی وادی بطحاء کی طرف تشریف لے گئے پھر انہیں بٹھا دیا، اور ان پر ایک لکیر کھینچ دی، پھر فرمایا: "تم اپنی لکیر سے باہر نہ نکلنا کیونکہ تیرے پاس کچھ آدمی آئیں گے، تم ان سے بات نہ کرنا بے شک وہ تم سے بات نہیں کریں گے۔"

قَالَ ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ حَيْثُ أَرَادَ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ فِي خَطِّي إِذْ أَتَانِي رِجَالٌ كَأَنَّهُمُ الزُّطُّ أَشْعَارُهُمْ وَأَجْسَامُهُمْ، لَا أَرَى عَوْرَةً وَلَا أَرَى قِشْرًا وَيَنْتَهُونَ إِلَيَّ لَا يُجَاوِزُونَ الْخَطَّ، ثُمَّ يَصْدُرُونَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ لَكِنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ جَاءَنِي وَأَنَا جَالِسٌ فَقَالَ ((لَقَدْ أَرَانِي مُنْذُ اللَّيْلَةَ)).

راوی نے بیان کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے جہاں جانا تھا چلے گئے، اس اثنا میں کہ میں اپنی لکیر میں بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ لوگ میرے پاس آئے گویا کہ وہ زط (ایک ملک یا قوم) ہیں، ان کے بال اور ان کے اجسام۔ میں کوئی عریاں دیکھتا تھا نہ کوئی بدن پوش کپڑا، وہ مجھ تک پہنچے لیکن وہ لکیر سے تجاوز نہیں کرتے تھے، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جاتے حتیٰ کہ جب رات کا آخری حصہ ہوا، لیکن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لے آئے جبکہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں آج رات بھر سویا نہیں۔"

ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ فِي خَطِّي فَتَوَسَّدَ فَخِذِي فَرَقَدَ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَقَدَ نَفَخَ، فَبَيْنَا أَنَا قَاعِدٌ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ

پھر آپ ﷺ میری لکیر میں داخل ہوئے اور میری ران پر سر رکھ کر سو گئے، میں نے اچانک سفید کپڑوں والے کچھ آدمی

مُتَوَسِّدٌ فَجِئْتُ إِذَا أَنَا بِرِجَالٍ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ بِيضٌ، اللّٰهُ أَعْلَمُ مَا بِهِمْ مِنَ الْجَمَالِ فَانْتَهَوْا إِلَيَّ، فَجَلَسَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالُوا بَيْنَهُمْ مَا رَأَيْنَا عَبْدًا قَطُّ أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا النَّبِيُّ، إِنَّ عَيْنَيْهِ تَنَامَانِ وَقَلْبُهُ يَقْظَانُ، اضْرِبُوا لَهُ مَثَلاً مَثَلُ سَيِّدٍ بَنَى قَصْرًا ثُمَّ جَعَلَ مَائِدَةً فَدَعَا النَّاسَ إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ فَمَنْ أَجَابَهُ أَكَلَ مِنْ طَعَامِهِ وَشَرِبَ مِنْ شَرَابِهِ، وَمَنْ لَمْ يُجِبْهُ عَاقَبَهُ، أَوْ قَالَ عَذَّبَهُ ثُمَّ ارْتَفَعُوا وَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ.

دیکھے، اور وہ جس قدر حسین تھے اللہ اسے خوب جانتا ہے وہ مجھ تک پہنچے، ان میں سے ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے سر کے پاس بیٹھ گیا، اور ایک گروہ آپ ﷺ کے پاؤں کے پاس، پھر انہوں نے آپس میں کہا: ہم نے ایسا کوئی بندہ نہیں دیکھا جسے اس قدر دیا گیا ہو جس قدر اس نبی ﷺ کو عطا کیا گیا ہے، ان کی آنکھیں سوتی ہیں جبکہ ان کا دل جاگتا ہے، ان کے لیے مثال بیان کرو: (ان کی مثال) ایک سردار کی مثال ہے کہ اس نے محل تعمیر کیا، پھر دستر خوان لگایا، لوگوں کو کھانے پینے کے لیے بلایا تو جس نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا اس نے اس کے کھانے، پینے میں سے کھا پی لیا، اور جس نے اس کی دعوت قبول نہ کی تو اسے سزا دی۔ پھر وہ اوپر بلند ہو گئے اور اسی وقت رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے۔

فَقَالَ ((سَمِعْتَ مَا قَالَ هَؤُلَاءِ، وَهَلْ تَدْرِي مَنْ هَؤُلَاءِ)). قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((هُمُ الْمَلَائِكَةُ أَفَتَدْرِي مَا الْمَثَلُ الَّذِي ضَرَبُوا)). قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((الْمَثَلُ الَّذِي ضَرَبُوا الرَّحْمَنُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَنَى الْجَنَّةَ وَدَعَا إِلَيْهَا عِبَادَهُ فَمَنْ أَجَابَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يُجِبْهُ عَاقَبَهُ أَوْ عَذَّبَهُ)).

آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہوں نے جو کہا ہے وہ تم نے سن لیا، کیا تم جانتے ہو وہ کون تھے؟“ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ فرشتے تھے، تم جانتے ہو انہوں نے کیا مثال بیان کی ہے؟“ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہوں نے جو مثال بیان کی ہے: الرحمٰن تبارک و تعالیٰ نے جنّت بنائی، اپنے بندوں کو اس کی طرف بلایا۔ جس نے اس کی دعوت قبول کر لی وہ جنّت میں داخل ہو گا اور جس نے اس کی دعوت قبول نہ کی تو وہ اسے سزا دے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَأَبُو تَمِيمَةَ هُوَ الْهُجَيْمِيُّ وَاسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُلٍّ وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ قَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْهُ مُعْتَمِرٌ وَهُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ طَرْخَانَ وَلَمْ يَكُنْ تَيْمِيًّا وَإِنَّمَا كَانَ يَنْزِلُ بَنِي تَيْمٍ فَنُسِبَ إِلَيْهِمْ. قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مَا رَأَيْتُ أَخْوَفَ لِلّٰهِ تَعَالَى مِنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔ اور ابو تمیمہ ہجیمی کا نام طریف بن مجالد ہے، ابو عثمان نہدی کا نام عبدالرحمن بن مل ہے۔ سلیمان تیمی یہ سلیمان بن طرخان ہے، ان سے یہ حدیث معتمر نے روایت کی ہے۔ یہ تیمی نہیں، یہ بنو تیم کے ہاں قیام کیا کرتے تھے، اس لیے ان کی طرف منسوب ہو گئے۔ یحییٰ بن سعید نے بیان کیا: میں نے سلیمان تیمی سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) صحيح الترمذي: ٢٢٩٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٣٧٨٨

فوائد الحدیث: ان احادیث میں مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے گا بس وہی جنّت میں جائے گا۔ اور جو اطاعت نہیں کریگا وہ جنّت سے محروم ہو جائے گا۔ مثلاً:

ایک آدمی بہت بڑا گھر بناتا ہے اس میں ہر قسم کے کھانے تیار کرتا ہے اور پھر ایک منادی (اعلان کرنے والا) بھیجتا ہے کہ فلاں شخص نے گھر بنایا ہے اور اے لوگو! تمہارے لیے اس میں کھانے کا انتظام کیا ہے اب جو شخص اس اعلان کرنے والے کی بات مان کر اس کے بتائے ہوئے ایڈریس پر پہنچے گا تو وہ اس گھر میں تیار کھانا کھالے گا اور اگر اس اعلان کرنے والے کی بات پر اعتبار نہ کرتے ہوئے یا اعتبار تو کر لیا لیکن اس کی بات نہ مانتے ہوئے اس گھر میں نہیں جاتا وہ اس دعوت پر کھانے سے محروم ہو گیا۔ فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی جنّت تیار کی ہے پھر اس میں ہر قسم کی نعمتیں تیار کیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا کہ جاؤ جا کر اعلان کر دو، لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جنّت تیار کی ہے اور اس میں تمہارے لیے کھانے نعمتوں کا اہتمام کیا ہے جاؤ جا کر کھالو!

اب جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ جنّت میں جائے گا اور جنت کی نعمتوں کو استعمال کرے گا۔ اور جس شخص نے آپ ﷺ کی بات پر اعتبار نہ کیا۔ (حدیث کو حجّت نہ سمجھا) ظاہر ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اطاعت نہیں کرے گا اور اس جنّت میں نہیں جائے گا۔ یا اس نے آپ ﷺ کی بات پر اعتبار تو کر لیا لیکن ویسے نافرمانی کی (سستی کی وجہ سے یا کسی اور کے کہنے پر یا کسی بھی وجہ سے) تو وہ بھی اس جنّت اور اس کی نعمتوں سے محروم ہو گیا۔

2- بَابُ مَاجَاءَ فِي مَثَلِ النَّبِيِّ ﷺ وَالأَنْبِيَاءِ قَبْلَهُ

نبی ﷺ اور آپ ﷺ سے قبل انبیاء علیہم السلام کی مثال

2862: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ بَصْرِيٌّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ الأَنْبِيَاءِ قَبْلِي كَرَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْهَا وَيَقُولُونَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ کے علاوہ اسے بہترین طریقے سے مکمل کیا، لوگ اس کے اندر جانے لگے اور وہ اس سے تعجّب کرنے لگے اور کہنے لگے: کاش کہ یہ اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

اور اس باب میں سیّدنا ابی بن کعب اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (متفق عليه) صحيح الترمذي: ٢٢٩٧، اخرجه البيهقي: في الدلائل: ١/٣٦٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٥٣٤، و صحیح مسلم: ٢٢٨٧، مسند احمد: ١٤٨٨٨

فوائد الحدیث: اس حدیث میں ختم نبوت کے مسئلے کو ایک گھر کی عمارت کی مثال سے سمجھایا گیا ہے۔ مثلاً نبوت کا محل جو سیّدنا آدم علیہ السلام سے تعمیر ہونا شروع ہوا تو کئی ایک انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد اور بعثت سے اس کی تعمیر ہوتی رہی حتیٰ کہ وہ مکمل ہو گیا۔ صرف اس میں ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اینٹ میں ہوں یعنی اس خالی جگہ کو مجھے بھیج کر پُر کر دیا گیا، اب پورا محل تیار ہے اور اس میں کوئی اور اینٹ یا روڑا لگانے کی کوئی جگہ باقی نہیں بچی، یعنی میرے بعد اب کسی اور نبی کی بعثت کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ (نبوت کا محل) مکمل ہو چکا ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَثَلِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ

نماز، روزے اور صدقے کی مثال

2863: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ أَنَّ الْحَارِثَ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ (إِنَّ اللهَ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَعْمَلَ بِهَا وَيَأْمُرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، وَإِنَّهُ كَادَ أَنْ يُبْطِئَ بِهَا فَقَالَ عِيسَى إِنَّ اللهَ أَمَرَكَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ لِتَعْمَلَ بِهَا وَتَأْمُرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، فَإِمَّا أَنْ تَأْمُرَهُمْ وَإِمَّا أَنْ آمُرَهُمْ. فَقَالَ يَحْيَى أَخْشَى إِنْ سَبَقْتَنِي بِهَا أَنْ يُخْسَفَ بِي أَوْ أُعَذَّبَ فَجَمَعَ النَّاسَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَامْتَلَأَ الْمَسْجِدُ وَقَعَدُوا عَلَى الشُّرَفِ.

سیدنا حارث اشعری نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے یحییٰ بن زکریا (علیہ السلام) کو پانچ چیزوں کا حکم فرمایا کہ وہ ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو حکم دیں کہ وہ بھی ان پر عمل کریں۔ قریب تھا کہ وہ ان میں تاخیر کرتے تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے آپ کو پانچ کلمات کا حکم فرمایا ہے تاکہ آپ ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو حکم دیں کہ وہ بھی ان پر عمل کریں۔ آپ انہیں حکم دیں گے یا پھر میں انہیں حکم دوں، یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ اگر آپ نے ان کے متعلق مجھ پر سبقت حاصل کر لی تو مجھ کو دھنسا نہ دیا جائے یا مجھے سزا نہ دی جائے، پس انہوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں اکٹھا کیا، مسجد بھر گئی اور وہ بلندیوں پر بیٹھ گئے۔

فَقَالَ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ أَعْمَلَ بِهِنَّ وَآمُرَكُمْ أَنْ تَعْمَلُوا بِهِنَّ أَوَّلُهُنَّ أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَإِنَّ مَثَلَ مَنْ أَشْرَكَ بِاللهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اشْتَرَى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ بِذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ فَقَالَ هَذِهِ دَارِي وَهَذَا عَمَلِي فَاعْمَلْ وَأَدِّ إِلَيَّ فَكَانَ يَعْمَلُ وَيُؤَدِّي إِلَى غَيْرِ سَيِّدِهِ فَأَيُّكُمْ يَرْضَى أَنْ يَكُونَ عَبْدُهُ كَذَلِكَ وَإِنَّ اللهَ أَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوا فَإِنَّ اللهَ يَنْصِبُ وَجْهَهُ لِوَجْهِ عَبْدِهِ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ وَآمُرَكُمْ بِالصِّيَامِ فَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ

انہوں نے فرمایا: اللہ نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم فرمایا ہے کہ میں ان پر عمل کروں اور تمہیں حکم دوں کہ تم ان پر عمل کرو۔" ان میں سے پہلی چیز یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، کیونکہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنے خاص مال دینار یا درہم سے ایک غلام خریدا تو اس نے کہا: یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا کام ہے پس کام کر اور مجھے ادا کر، وہ کام کرتا تھا اور نفع وغیرہ اپنے مالک کے علاوہ کسی اور کو دیتا تھا، تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اس کا غلام اس طرح کا ہو؟ اللہ

رَجُلٍ فِي عِصَابَةٍ مَعَهُ صُرَّةٌ فِيهَا مِسْكٌ فَكُلُّهُمْ يَعْجَبُ أَوْ يُعْجِبُهُ رِيحُهَا وَإِنَّ رِيحَ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَآمَرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَسَرَهُ الْعَدُوُّ فَأَوْثَقُوا يَدَهُ إِلَى عُنُقِهِ وَقَدَّمُوهُ لِيَضْرِبُوا عُنُقَهُ فَقَالَ أَنَا أَفْدِيهِ مِنْكُمْ بِالْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ. فَفَدَى نَفْسَهُ مِنْهُمْ وَآمُرُكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللّٰهَ فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِي أَثَرِهِ سِرَاعًا حَتّٰى إِذَا أَتٰى عَلٰى حِصْنٍ حَصِينٍ فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ مِنْهُمْ كَذٰلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ)).

نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے پس جب تم نماز پڑھ لو تو ادھر ادھر نہ دیکھو کیونکہ اللہ اپنا چہرہ اپنے بندے کے چہرے کی خاطر اس کی نماز میں جب وہ ادھر ادھر نہ دیکھے مرکوز رکھتا ہے، اس نے تمہیں روزے کا حکم دیا ہے، اس کی مثال اس شخص کی مثال کی طرح ہے جو ایک جماعت میں ہو اس کے پاس ایک تھیلی ہو اس میں کستوری ہو ہر ایک کو اس کی خوشبو بھی اچھی لگتی ہو، بے شک روزہ دار کی خوشبو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ اس نے تمہیں صدقہ کا حکم دیا، اس کی مثال اس شخص کی مثال کی طرح ہے جسے دشمن نے قید کر لیا ہو اور اس کا ہاتھ اس کی گردن سے باندھ دیا ہو اور اسے پیش کریں کہ وہ اس کی گردن اڑا دیں، تو اس نے کہا میں قلیل و کثیر کے ساتھ تمہیں فدیہ دیتا ہوں پس اس نے ان سے اپنی جان چھڑا لی، اور اس نے تمہیں حکم دیا کہ تم اللہ کو یاد کرو کیونکہ اس کی مثال اس شخص کی مثال کی طرح ہے کہ دشمن تیزی سے اس کے تعاقب میں نکلے حتیٰ کہ جب وہ ایک مضبوط قلعے کے پاس آیا تو اس نے ان سے اپنی جان بچا لی، اسی طرح وہ بندہ اپنے نفس کو شیطان سے صرف اللہ کے ذکر ہی سے بچا سکتا ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَأَنَا آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اللّٰهُ أَمَرَنِي بِهِنَّ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ وَالْجِهَادُ وَالْهِجْرَةُ وَالْجَمَاعَةُ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّهُ مِنْ جُثَا جَهَنَّمَ)). فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَإِنْ صَلّٰى وَصَامَ قَالَ ((وَإِنْ صَلّٰى وَصَامَ فَادْعُوا بِدَعْوَى اللّٰهِ الَّذِي سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ الْمُؤْمِنِينَ عِبَادَ اللّٰهِ)).

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں بھی تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں اللہ نے جن کا مجھے حکم دیا ہے: سمع و اطاعت، جہاد و ہجرت اور جماعت، کیونکہ جو بالشت برابر جماعت سے الگ ہوا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی اتار دی اِلّا یہ کہ وہ واپس آجائے۔ جس نے جاہلیت کا سا پکارنا پکارا تو وہ جہنم کا انگارہ ہے، ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! خواہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خواہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ پس اللہ کی پکار پکارو، جس نے تمہارا نام اللہ کے بندے مومن مسلمان رکھا ہے۔“

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْحَارِثُ الْأَشْعَرِيُّ لَهُ صُحْبَةٌ وَلَهُ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حارث اشعری صحابی ہیں۔ اور ان

غَيْرُ هٰذَا الْحَدِيثِ. سے اس کے علاوہ بھی احادیث مروی ہیں۔

حکم الحدیث: (صَحِيح) تخريج المشكاة: ٣٦٩٤، التلعيق الرغيب: ١/١٨٩-١٩٠، صحيح الجامع: ١٧٢٤

تخریج الحدیث: سنن نسائی کبریٰ: ١١٣٤٩، مسند احمد: ١٧١٧٠، صحيح ابن حبان: ٦٢٣٣

2864: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ عَنِ الْحَارِثِ الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

سیّدنا ابو سلام نے سیّدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند اس معنی میں روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو سَلَّامٍ الْحَبَشِيُّ اسْمُهُ مَمْطُورٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابو سلام حبشی کا نام ممطور ہے۔ اور علی بن مبارک نے اس حدیث کو یحییٰ بن ابی کثیر سے بھی روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

فوائد الحدیث: ا۔ اس حدیث میں چند مثالیں دے کر بعض مسائل سمجھائے گئے ہیں۔

عقیدہ توحید سمجھانے اور شرک کی قباحت بیان کرنے کے لیے ایک غلام کی مثال دی گئی ہے کہ وہ غلام کسی کا ہے، کاروبار کسی کے اخراجات سے کرتا ہے لیکن جو منافع کماتا ہے وہ اپنے مالک کو دینے کی بجائے کسی دوسرے شخص کو دے دیتا ہے جو اس کا حق نہیں رکھتا تو ایسے غلام کو کون پسند کرتا ہے اور اس کا جرم کون معاف کرے گا۔ بالکل اسی طرح انسان کو پیدا تو اللہ تعالیٰ نے کیا، اس کو ہزارہا قسم کی نعمتوں سے نوازا، اس کی دنیاوی ساری ضرورتیں پوری کیں۔ لیکن یہ عبادت غیر اللہ کی کرے تو اللہ تعالیٰ کیسے برداشت کریں گے اور ایسے مشرک کو اللہ تعالیٰ کیونکر معاف فرمائے گا۔

۲۔ دوسری مثال نماز کے متعلق بیان کی گئی ہے کہ جب آپ کسی سے کوئی بات کریں تو پوری توجہ اس کی طرف رکھیں اگر آپ کی توجہ اس کی طرف نہیں ہوگی تو وہ آپ کی بات کو نہ تو غور سے سنے گا اور نہ ہی اس کو کوئی اہمیت دے گا۔ لہٰذا جب آپ نماز پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اگر تم نماز میں ادھر ادھر جھانکنا شروع کر دو گے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی توجہ کو ہٹا لے گا اور تمہاری نمازوں کی کوئی پرواہ نہیں کریگا۔ (یعنی قبول نہیں کرے گا)

۳۔ تیسری مثال روزے کی، کستوری سے دی گئی ہے کہ اگر کسی کے پاس کستوری ہو تو اس کو سبھی پسند کرتے ہیں تو اسی طرح روزے کا ایک ایسا عمل ہے کہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے اور ہر کوئی خواہش کرے گا کہ اتنا بڑا اجر میرے لیے بھی ہو۔ اور پھر روزے دار کے منہ کی بو تو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔

۴۔ چوتھی مثال صدقے کی، دشمنوں سے آزادی کے ساتھ دی گئی ہے کہ جب انہوں نے اسے پکڑ کر باندھ لیا اور اسے قتل کرنے ہی والے تھے کہ اس کے بچاؤ کا راستہ صرف اپنا مال ان کو فدیے کے طور پر دینا ہی تھا سو اس نے دے کر اپنی جان بچالی۔ بالکل اسی طرح جب انسان کے جہنم سے بچنے کا کوئی اور سبب یا نیکی نہ ہوگی تو اس کا صدقہ اتنی بڑی نیکی ہے کہ اسے جہنم سے بچالے گی۔ لہٰذا صدقہ کیا کرو۔

۵۔ پانچویں مثال اللہ تعالیٰ کے ذکر کی، ایک بڑے مضبوط قلعے سے دی ہے کہ اگر کسی شخص کے دشمن اس کو پکڑنے کے لیے اس کے

پیچھے دوڑ رہے ہوں اور یہ نکلنے کے لیے کوئی پناہ گاہ ڈھونڈ رہا ہو کہ اسے ایک قلعہ نظر آئے تو یہ اس میں داخل ہو کر اپنے دشمنوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ مثال ہے کہ انسان کے پیچھے شیطان اس کا دشمن لگا ہوا ہے جو اسے گمراہ کر کے جہنم میں پھینکنا چاہتا ہے، اگر یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اہتمام کرے گا تو شیطان کے ہر قسم کی شر سے محفوظ ہو جائے گا۔

۲۔ ان پانچ مثالوں کے علاوہ بھی اس حدیث سے کئی ایک اہم مسئلے ثابت ہوتے ہیں۔ جنہیں اپنا کر اور ان پر عمل کر کے انسان دوزخ سے بچ کر جنّت کا وارث بن سکتا ہے۔ مثلاً:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے نہ جانے کب یہ مہلت ختم ہو جائے۔ اور ہم حکم عدولی کے جرم میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سزا کے مستحق ٹھہریں۔

۲۔ ہر مُسلمان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت فرض ہے۔

۳۔ ہر مُسلمان کو دین اسلام کی ترویج واشاعت اور غلبے کے لیے اپنی جان ومال سے جہاد کرنا چاہئے۔

۴۔ دین کی خاطر وطن، کاروبار رشتہ دار وغیرہ بھی چھوڑنے پڑیں تو دریغ نہ کرے۔

۵۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقے کو اپنائے اور اس سے سر مو انحراف نہ کرے۔ ورنہ خطرہ ہے کہ یہ انسان اسلام سے ہی خارج ہو جائے گا۔

۶۔ زمانہ جاہلیت کے رسم ورواج، عقائد واعمال شرک وبدعات وغیرہ آدمی کے جہنم میں جانے کا سبب ہیں۔ لہٰذا ان سے بچے اور اپنے اھل خانہ کو بھی اس سے بچائے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَثَلِ الْمُؤْمِنِ الْقَارِئِ لِلْقُرْآنِ وَغَيْرِ الْقَارِئِ

قرآن پڑھنے والے مومن اور قرآن نہ پڑھنے والے کی مثال

2865: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا، طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ رِيحُهَا مُرٌّ وَطَعْمُهَا مُرٌّ)).

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے مالٹے کی طرح ہے اس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور اس کا ذائقہ بھی اچھا ہے، اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور کے مانند ہے اس کی خوشبو کوئی نہیں جبکہ اس کا ذائقہ میٹھا ہے، اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ریحانہ (خوشبودار پودے) کی طرح ہے اس کی خوشبو اچھی ہے جبکہ اس کا ذائقہ کڑوا ہے، اور وہ منافق جو قرآن نہیں پڑھتا وہ حنظل (اندرائن) کے مانند ہے اس کی خوشبو بھی کڑوی اور ذائقہ بھی کڑوا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ أَيْضًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام شعبہ نے بھی اسے امام قتادہ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) (متفق علیه) صحیح الترمذي: ٢٢٩٩، اخرجه ابو نعيم في الحلية: ٩/ ٦٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٠، ٥، صحیح مسلم: ٧٩٧، سس ابو داود: ٤٨٣٠، سنن ابن ماجه: ٢١٤، سنن نسائی: ١٢٤/٨_١٢٥، مسند احمد: ١٩٥٤٩، صحیح ابن حبان: ٧٧٠، ٧٧١

فوائد الحدیث: ا۔ اس حدیث میں قرآن مجید پڑھنے والے مومن بندے کی مثال سنگترے کے ساتھ دی گئی ہے۔ کہ اس کی خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے اور ذائقہ بھی جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور اسے پسند کرتے ہیں۔

اسی طرح ایک مومن کا ایمان کی وجہ سے باطن تو پاکیزہ ہوتا ہی ہے لیکن جب وہ قرآن مجید پڑھتا یعنی اس پر عمل کرتا ہے تو اس کا نا صرف کہ ظاہر بھی پاکیزہ ہو جاتا ہے بلکہ لوگ اسے پسند بھی کرتے ہیں۔ اور اس سے دینی مسائل سیکھ کر فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔

٢۔ نیز ایسے مومن کی مثال کھجور سے دی گئی ہے جو قرآن مجید نہیں پڑھتا کہ کھجور کا ذائقہ تو اچھا ہوتا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی۔ خود تو اچھا ہے لیکن لوگوں کی خوشی اور ان کے فائدے کا باعث نہیں بنتا۔

٣۔ اس منافق کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے ایک خوشبو دار پودے "ریحانہ" (نیاز بو۔۔) سے دی گئی ہے جس کی خوشبو تو ہوتی ہے لیکن اس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ کہ قران پڑھنے سے لوگوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن نفاق کی وجہ سے اندر سے کڑوا یعنی دشمن اور نقصان دہ ہوتا ہے۔

٤۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن مجید نہیں پڑھتا ایک "خبیث" کی مثال ہے کہ جس کا ذائقہ کڑوا ہے اور اس کی بو بھی ناپسندیدہ اور کڑوی ہی ہے۔ یعنی ایسا منافق اندر، باہر سے غلیظ ہوتا ہے کہ جس سے مسلمانوں کو نقصان ہی نقصان پہنچتا ہے کسی لحاظ سے بھی کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

2866: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيَاحُ تُفِيئُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيبُهُ بَلَاءٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّجَرَةِ الْأَرْزِ لَا تَهْتَزُّ حَتَّى تُسْتَحْصَدَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن کی مثال کھیتی کے مانند ہے ہوائیں اسے جھکاتی رہتی ہیں اور مومن آزمائش میں مبتلا رہتا ہے۔ جبکہ منافق کی مثال صنوبر کے درخت کے مانند ہے وہ جھکتا نہیں حتی کہ کاٹ دیا جاتا ہے۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج الایمان لابن ابي شيبة: ٨٦، سلسلة الصحيحة: ٢٨٨٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٦٤٤، صحیح مسلم: ٢٨٠٩، سنن نسائی کبریٰ: ٧٤٨٠، مسند احمد: ٧١٩٢

فوائد الحدیث: ا۔ اس حدیث میں مومن اور منافق کی مثال بیان کی گئی ہے۔ کہ

ا۔ مومن کی مثال ایک کھیتی جیسی ہے جس کا پودا نرم و نازک ہوتا ہے جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ ہوا کے رخ پر جھک جاتا ہے۔ لیکن اس کی جڑیں زمین میں مضبوط رہتی ہیں اس طرح وہ پل کر جوان ہو جاتا ہے اور اپنے مقصد کو پورا کرتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن آدمی اپنے ایمان پر مضبوط رہتا ہے مصیبتیں، پریشانیاں اور دکھ تکلیفیں اس کی زندگی میں اتار چڑھاؤ تو رکھتی ہیں لیکن ایمان پر استقامت کی وجہ سے وہ

کامیاب ہو جاتا ہے اور اپنے مقصد جنّت کو حاصل کر لیتا ہے۔

۲۔ جبکہ منافق اپنے تکبّر، غرور کی وجہ سے عاجزی وانکساری نہیں دکھاتا اور صنوبر کے درخت کی طرح سیدھا کھڑا رہتا ہے۔ زندگی میں کوئی دکھ تکلیف یا خوشی اس کی ہدایت کا سبب نہیں بنتی حتیٰ کہ موت کی آندھی اسے توڑ دیتی ہے اور وہ جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔

2867: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَهِيَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ، حَدِّثُونِي مَا هِيَ)). قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هِيَ النَّخْلَةُ)). فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَقُولَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَحَدَّثْتُ عُمَرَ بِالَّذِي وَقَعَ فِي نَفْسِي. فَقَالَ لِأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي كَذَا وَكَذَا.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہے کہ اس کے پتے نہیں گرتے اور وہ مومن کی مثال ہے۔ مجھے بتاؤ کہ وہ کیا ہے؟“ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ جنگل کے درخت کے بارے میں سوچنے لگے جبکہ میرے دل میں خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ کھجور کا درخت ہے۔“ پس میں نے بولنے میں حیا کی، سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرے دل میں جو خیال آیا تھا میں نے اس کا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: اگر تم یہ کہہ دیتے تو وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا کہ میرے لیے اتنا اور اتنا مال ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه.

اور اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٣٠١، اخرجه الحميدي: ٦٧٧، وعبد بن حميد: ٧٩٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦١، صحيح مسلم: ٢٨١١، سنن نسائی کبریٰ: ١١٢٦١، مسند احمد: ٤٥٩٩، صحيح ابن حبان: ٢٤٣

فوائد الحدیث: ۱۔ اس حدیث میں مومن آدمی کی مثال کھجور کے درخت سے دی گئی ہے کہ جس طرح کھجور کا درخت ہر لحاظ سے پھل، تنا، شاخیں وغیرہ لوگوں کے لیے مفید اور کار آمد ہے۔ اسی طرح ایک مومن آدمی بھی اپنے جان ومال، عہدہ منصب وغیرہ کے لحاظ سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے والا ہی ہے۔

۲۔ اس حدیث کو ان لوگوں کو بار بار اور غور سے پڑھنا چاہئے جو دین کی سمجھ بوجھ اور فقاہت میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا موازنہ غیر صحابی سے کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بس ان کے مقابلے میں تو ان کو صحابیت کا شرف ہی زیادہ حاصل ہے۔ ورنہ۔۔۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

5- بَابُ مَثَلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

پانچوں نمازوں کی مثال

2868: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس سے

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ)). قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ. قَالَ ((فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا)).

نہر گزرتی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کی کوئی میل باقی بچے گی؟" انہوں نے عرض کیا: اس کی کوئی (بھی) میل کچیل باقی نہیں رہے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پس یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے اللہ ان کے ذریعے خطائیں ختم کر دیتا ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ الْقُرَشِيُّ عَنِ ابْنِ الْهَادِ نَحْوَهُ.

قتیبہ نے ہمیں حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا بکر بن مضر القرشی نے ابن الہاد سے اسی مانند ہم سے حدیث بیان کی۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٥، صحيح الترمذي: ٢٣٠١، اخرجه الدارمي: ١١٨٧، البيهقي: ٣٦١/١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٢٨، صحيح مسلم: ٦٦٧، سنن نسائی: ٢٣٠/١، مسند احمد: ٨٩٢٤، صحيح ابن حبان: ١٧٢٦

فوائد الحدیث: اس حدیث میں پانچ نمازوں کی مثال ایک نہر سے دی گئی ہے کہ جس طرح کوئی شخص ہر روز نہر میں نہائے تو اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی نہیں رہتا۔ اسی طرح جو آدمی پانچ نمازیں ادا کرتا ہے اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

6- بَابُ مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ

میری امت کی مثال بارش کے مانند ہے

2869: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ يَحْيَى الْأَبَحُّ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ، لَا يُدْرَى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کی مثال بارش کی مثل ہے پتا نہیں چلتا کہ اس کا اول بہتر ہے یا اس کا آخر۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمار، عبداللہ بن عمرو اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُثَبِّتُ حَمَّادَ بْنَ يَحْيَى الْأَبَحَّ وَكَانَ يَقُولُ هُوَ مِنْ شُيُوخِنَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی سے بھی روایت کیا گیا ہے کہ وہ حماد بن یحییٰ الابح کو ثبت کہا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ ہمارے اساتذہ میں سے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) تخريج المشكاة: ٦٢٢٧، سلسلة الصحيحة: ٢٢٨٦، صحيح الترمذي: ٢٣٠٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢٣٢٧

فوائد الحدیث: اس حدیث میں، امت محمدیہ کی مثال بارش سے دی گئی ہے جس طرح بارش ساری کی ساری خیر و برکت کا باعث ہوتی ہے۔ اسی طرح اس امت کا ہر فرد بھی بہترین اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَثَلِ ابْنِ آدَمَ وَأَجَلِهِ وَأَمَلِهِ

ابن آدم کی مثال اور اس کی اجل و امل

2870: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَلْ تَدْرُونَ مَا هَذِهِ وَمَا هَذِهِ)). وَرَمَى بِحَصَاتَيْنِ. قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ((هَذَاكَ الْأَمَلُ وَهَذَاكَ الْأَجَلُ)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ اس کی اور اس کی مثال کیا ہے؟“ اور آپ ﷺ نے دو کنکریاں پھینکیں۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تیری امل (امید) ہے اور یہ تیری اجل (موت) ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٥٣٨، التعليق الرغيب: ١٣٣/٤

تخریج الحدیث: شعب الايمان للبيهقي: ١٠٢٥٨

فوائد الحدیث: اس حدیث میں انسان کی موت اور اس کی امیدوں کی مثال بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دو کنکریاں پھینکیں ایک قریب اور دوسری دور۔ دور والی کے متعلق فرمایا کہ یہ انسانی امیدیں، آرزوئیں، تمنائیں اور خواہشات ہیں، قریب والی کے متعلق فرمایا کہ یہ آدمی کی موت ہے۔ انسان اپنی خواہشات کو پورا نہیں کرتا، کہ اسے پہلے ہی موت آجاتی ہے۔ لہٰذا خواہشات کو چھوڑ کر جو چیز قریب اور جلدی آنے والی ہے اس کی فکر کرنی چاہیے۔

2871: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِيمَا خَلَا مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغَارِبِ الشَّمْسِ، وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالاً فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ، فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ، فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ، فَعَمِلَتِ النَّصَارَى عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ، ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغَارِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ، فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلاً وَأَقَلُّ عَطَاءً. قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوا لَا. قَالَ فَإِنَّهُ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پہلی گزری ہوئی امتوں کے مقابلے میں تمہاری اجل (موت) اس طرح ہے جس طرح نماز عصر سے غروب آفتاب تک درمیانی وقفہ ہے، تمہاری مثال اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ مزدوروں کو کام پر لگایا، تو اس نے کہا: کون ہے جو ایک ایک قیراط پر آدھے دن تک میرے لیے کام کرے تو یہود نے ایک ایک قیراط پر کام کیا، پھر اس نے کہا: کون ہے جو نصف یوم سے نماز عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کرے تو نصاریٰ نے ایک ایک قیراط پر کام کیا، پھر تم ہو جو عصر سے غروب آفتاب تک دو دو قیراط پر کام کرتے ہو، یہود و نصاریٰ ناراض ہو گئے اور انہوں نے کہا: ہم نے کام زیادہ کیا ہے جبکہ اجرت کم ملی ہے؟ اس نے کہا: کیا میں نے

فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ)).

تمہاری کوئی حق تلفی کی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، اس نے کہا: پھر یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہوں عطا کروں۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٣٠٦، اخرجه ابو يعلى: ٥٤٥٤، البيهقي: ١١٨/٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٥٧، ٢٢٦٨، مسند احمد: ٥٩٠٢، صحیح ابن حبان: ٦٦٣٩، ٧٢١٧، ٧٢٢١

فوائد الحدیث: اس حدیث میں مزدور کی مثال یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں دیگر امت محمدیہ کے شرف اور فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ نے امت محمدیہ کی بہ نسبت زیادہ لمبی عمریں گزاریں لیکن ان کا اجر و ثواب اور فضیلت اس امت سے کم رہی، جبکہ امت محمدیہ کے افراد ذی وقار نے عمریں تو تھوڑی تھوڑی پائیں لیکن نیکیوں کا اجر کئی گنا زیادہ لے کر یہود و نصاریٰ سے سبقت لے گئے۔ مثلاً ہر نیکی کا اجر دس گنا، پھر اپنے اخلاص اور محنت کی بدولت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی نیکی کا اجر ستر ۷۰ گنا اور کسی کا سات سو گنا تک۔ واللہ یضاعف لمن یشاء اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے اس سے بھی بڑھا دے۔ پھر صرف ایک لیلۃ القدر کا ثواب ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

2872: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّمَا النَّاسُ كَإِبِلٍ مِائَةٍ لَا يَجِدُ الرَّجُلُ فِيهَا رَاحِلَةً)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگ سو اونٹوں کی طرح ہیں، آدمی ان میں سے کوئی ایک سواری نہیں پاتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (متفق عليه) صحيح الترمذي: ٢٣٠٣-٢٣٠٤، اخرجه ابن المبارك في الزهد: ١٨٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤٩٨، صحیح مسلم: ٢٥٤٧، سنن ابن ماجه: ٣٩٩٠، مسند احمد: ٤٥١٦، صحیح ابن حبان: ٥٧٩٧، ٦١٧٢

2873: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ لَا تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً، أَوْ قَالَ لَا تَجِدُ فِيهَا إِلَّا رَاحِلَةً.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگ سو اونٹوں کے مانند ہیں کہ تم ان میں سے کوئی ایک بھی سواری نہ پاؤ" یا فرمایا: "تم ان میں سے صرف ایک سواری پاؤ۔"

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤٩٨، صحیح مسلم: ٢٥٤٧، سنن ابن ماجه: ٣٩٩٠، مسند احمد: ٤٥١٦، صحیح ابن حبان: ٥٧٩٧، ٦١٧٢

فوائد الحدیث: ان احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ تمام لوگ ایک جیسی صفات و کمالات اور صلاحیتوں کے مالک نہیں ہوتے بلکہ ان میں کمزور اور قوی وغیرہ سبھی قسم کے ہوتے ہیں بلکہ کمزور زیادہ ہوتے ہیں اور قوی کم۔ اسی طرح ہر کسی کا ایمان اور اعمال ایک جیسا نہیں کوئی مومن

اچھا ہے تو کوئی اس سے بھی زیادہ اچھا، لیکن یہ بہت زیادہ اچھے بہت کم ہوتے ہیں زیادہ تر اضعف الایمان والے ہی ہوتے ہیں۔

2874: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ أُمَّتِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَتِ الدَّوَابُّ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهَا وَأَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ وَأَنْتُمْ تَقَحَّمُونَ فِيهَا)).

قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری اور میری امت کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی تو کیڑے اور پتنگے اس میں گرنے لگے جبکہ میں تمہیں تمہارے ازار بند کی جگہ سے پکڑتا ہوں اور تم اس میں گرتے جاتے ہو۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (متفق عليه) الضعيفة: تحت الحديث: ٣٠٨٢، صحيح الترمذي: ٢٣٠٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٤٢٦، صحيح مسلم: ١٧٢٠، مسند احمد: ٧٣٢١، صحيح ابن حبان: ٦٤٠٨

فوائد الحدیث: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہمدردی، خیر خواہی اور محنت و کوشش اور امت کی لاپرواہی اور بے رخی کو ایک مثال دے کر سمجھایا ہے کہ میں تمہیں جہنم سے بچا کر جنّت میں لے جانے کی کوشش کرتا ہوں لیکن تم ہو کہ مجھ سے چھوٹ کر اور بھاگ بھاگ کر دوزخ کی طرف جا رہے ہو۔ یعنی میری دعوت اور پیغام کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اطاعت فرمان برداری کی بجائے نافرمانی کیے جا رہے ہو۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

43

أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

فضائل قرآن کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۃ الفاتحہ کی فضیلت

2875: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا أُبَيُّ)). وَهُوَ يُصَلِّي فَالْتَفَتَ أُبَيٌّ وَلَمْ يُجِبْهُ، وَصَلَّى أُبَيٌّ فَخَفَّفَ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ مَا مَنَعَكَ يَا أُبَيُّ أَنْ تُجِيبَنِي إِذْ دَعَوْتُكَ)). فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ فِي الصَّلَاةِ. قَالَ ((أَفَلَمْ تَجِدْ فِيمَا أَوْحَى اللهُ إِلَيَّ أَنِ (اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ))). قَالَ بَلَى وَلَا أَعُودُ إِنْ شَاءَ اللهُ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَبی!'' وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اَبی رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے لیکن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے، اَبی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی لیکن اسے ہلکا پڑھا، پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا: السّلام علیک یارسول اللہ! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وعلیک السّلام، اَبی جب میں نے تجھے بلایا تو پھر تم میرے پاس کیوں نہ آئے؟'' انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے اسے نہیں پایا جو اللہ نے میری طرف وحی کیا یعنی: ''اللہ اور رسول کی بات قبول کرو جب وہ تمہیں اس چیز کی طرف دعوت دیں جس میں تمہاری حیات ہے۔'' انہوں نے عرض کیا، ضرور پاتا ہوں، میں ان شاء اللہ دوبارہ ایسے نہیں کروں گا۔

قَالَ ((تُحِبُّ أَنْ أُعَلِّمَكَ سُورَةً لَمْ يَنْزِلْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں

الإِنْجِيلِ وَلَا فِي الزَّبُورِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهَا)). قَالَ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَيْفَ تَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ)). قَالَ فَقَرَأَ أُمَّ الْقُرْآنِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الإِنْجِيلِ وَلَا فِي الزَّبُورِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهَا وَإِنَّهَا سَبْعٌ مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُعْطِيتُهُ)).

ایک ایسی سورت سکھاؤں جو تورات میں نازل ہوئی نہ انجیل میں اور نہ ہی زبور میں اور اس کے مثل قرآن میں بھی نازل نہیں ہوئی؟" انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول ﷺ! (ضرور سکھائیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نماز میں کس طرح پڑھتے ہو؟" تو انہوں نے سورۃ الفاتحہ پڑھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تورات میں اس کی مثل نازل ہوئی نہ انجیل میں اور نہ ہی زبور میں اور نہ ہی الفرقان میں۔ وہ سبع مثانی (بار بار پڑھی جانے والی سات آیات)، اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَفِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ اور اس میں ابو سعید بن المعلی کے حوالے سے بھی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٣١٠، تخريج المشكاة: ٢١٤٢ التحقيق الثاني، التعلق الرغيب: ٢/٢١٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٩٣٤٥، شرح مشكل الآثار : ١٢٠٨

فوائد الحدیث: ۱۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ عظمت حق اور شان ہے کہ آپ ﷺ جب بھی بلائیں تو اپنی تمام تر مصروفیات کو چھوڑ کر آپ ﷺ کے حکم کو قبول کرنا ہے۔ آج بھی جب رسول اللہ ﷺ کی کسی مسئلہ میں کوئی حدیث آ جائے تو اپنی خواہشات، گروہ بندی اور سارے جہان کی آراء و اقوال کو چھوڑ کر آپ ﷺ کی اتباع ضروری ہے۔

۲۔ سورۃ فاتحہ کی یہ فضیلت ہے کہ اسے قرآن مجید کہا گیا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں بیان کردہ جملہ مضامین کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں بیان کر دیا گیا ہے اس لیے اسے ام القرآن بھی کہتے ہیں۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کا سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا کہ کیف تقراء فی الصلواۃ (تم نماز میں کیسے پڑھتے ہو؟) کے جواب میں سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا، سورہ فاتحہ (ام القرآن) پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

۴۔ سورہ فاتحہ کے من جملہ فضائل میں سے یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ اس کو ہر نماز میں پڑھنا لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی بلکہ اس سورت کو ہی "الصلوٰۃ" کا نام دے دیا گیا۔ قال اللہ تعالیٰ قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ

سورۃ البقرہ اور آیۃ الکرسی کی فضیلت

2876: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ایک

أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْثًا وَهُمْ ذُو عَدَدٍ فَاسْتَقْرَأَهُمْ فَاسْتَقْرَأَ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ فَأَتَى عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ أَحْدَثِهِمْ سِنًّا. فَقَالَ ((مَا مَعَكَ يَا فُلَانُ)). قَالَ مَعِي كَذَا وَكَذَا وَسُورَةُ الْبَقَرَةِ. قَالَ ((أَمَعَكَ سُورَةُ الْبَقَرَةِ؟)). فَقَالَ نَعَمْ. قَالَ ((فَاذْهَبْ فَأَنْتَ أَمِيرُهُمْ)).

فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِهِمْ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ! مَا مَنَعَنِي أَنْ أَتَعَلَّمَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ إِلَّا خَشْيَةَ أَلَّا أَقُومَ بِهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَاقْرَءُوهُ فَإِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَهُ فَقَرَأَهُ وَقَامَ بِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا يَفُوحُ رِيحُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ، وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَيَرْقُدُ وَهُوَ فِي جَوْفِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ أُوكِيَ عَلَى مِسْكٍ)).

لشکر ترتیب دیا، وہ کافی تعداد میں تھے، آپ نے انہیں قرآن پڑھنے کو کہا تو ان میں سے ہر ایک سے قرآن پڑھوایا گیا کہ اس کو قرآن کا کتنا حصہ یاد ہے۔ آپ ان میں سے ایک شخص کے پاس آئے جو ان میں سے کم سن تھا، آپ نے فرمایا: ''فلاں! تمہیں کتنا قرآن یاد ہے؟'' اس نے عرض کیا: مجھ اتنا اور اتنا قرآن یاد ہے اور سورۃ البقرہ یاد ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے سورۃ البقرہ یاد ہے؟'' اس نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''پس جا تو ان کا امیر ہے۔''

ان کے بڑے لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم! میں نے صرف اس اندیشے کے پیش نظر سورۃ البقرہ یاد نہیں کی کہ میں اس کا اہتمام نہیں کر سکوں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن سیکھو، اسے پڑھو، کیونکہ قرآن سیکھنے، اسے پڑھنے اور اس کا اہتمام کرنے (تہجد پڑھنے) والا کستوری سے بھری ہوئی تھیلی کی طرح ہے کہ اس کی خوشبو ہر جگہ پھیل جاتی ہے، اور وہ شخص جو اسے سیکھتا ہے اور سویا رہتا ہے جبکہ وہ اس کے پیٹ (دل) میں ہے تو وہ اس تھیلی کی طرح ہے جس میں کستوری ڈال کر اس کا منہ بند کر دیا جائے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

لیث بن سعد نے سعید المقبری عن عطاء مولی ابی احمد کی سند سے نبی ﷺ سے اس حدیث کو اسی مانند مرسل روایت کیا ہے۔ اس میں انہوں نے 'عن ابی ہریرہ' بیان نہیں کیا۔

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ فَذَكَرَهُ.

ایک اور سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند اسی معنی میں روایت کیا ہے اور اس میں عن ابی ہریرہ ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٣٩، اس میں عطاء مولیٰ ابی احمد مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه:٢١٧، سنن نسائی کبریٰ: ٨٧٤٩، صحيح ابن حبان: ٢١٢٦، ٢٥٧٨

فوائد الحدیث: روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس مضمون کی تائید صحیح احادیث سے ہوتی ہے

2877: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، وَإِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ الْبَقَرَةُ لَا يَدْخُلُهُ الشَّيْطَانُ)).

فرمایا: ”اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، وہ گھر جس میں سورۃ البقرہ پڑھی جاتی ہو اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٣٠٨، احكام الجنائز: ٢١٢، اخرجه النسائي في فضائل القرآن: ٤٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٧٨٠، سنن نسائی کبریٰ: ٨٠١٥، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٩٦٥، مسند احمد: ٧٨٢١، صحيح ابن جبان: ٧٨٣

فوائد الحدیث: ١۔ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنانے کا مطلب ہے کہ گھروں میں قرآن مجید کی تلاوت، نوافل کا اہتمام اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی عادت بنائیں۔

٢۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قبرستان میں نماز پڑھنا اور تلاوت کرنا جائز نہیں البتہ دعائیہ آیات بطور دعا پڑھی جا سکتی ہیں۔

٣۔ سورہ فاتحہ کی یہ عظمت ہے کہ جس گھر میں پڑھی جائے وہاں شیطان نہیں آتا۔ (شاید اس وجہ سے ”بعض الناس“ نماز میں فاتحہ کو لازمی قرار نہیں دیتے کہ کہیں شیطان بھاگ ہی نہ جائے)

2878: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ وَإِنَّ سَنَامَ الْقُرْآنِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ، وَفِيهَا آيَةٌ هِيَ سَيِّدَةُ آيِ الْقُرْآنِ هِيَ آيَةُ الْكُرْسِيِّ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز کی ایک کوہان ہوتی ہے، اور قرآن کی کوہان سورۂ البقرہ ہے، اس میں ایک آیت ہے جو کہ آیات قرآن کی سیّدہ / سردار ہے اور وہ آیۃ الکرسی ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ. وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ وَضَعَّفَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس کو صرف حکیم بن جبیر کی روایت ہی سے جانتے ہیں۔ امام شعبہ نے حکیم بن جبیر پر کلام کیا ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ١٣٤٨، التعليق الرغيب: ٢١٨/٢

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ٦٠١٩، مسند الحميدی: ٩٩٤، مستدرک حاکم: ١/٥٦٠، ٢/٢٥٩، صحيح ابن حبان: ٧٨٠، سنن دارمی: ٣٣٧٧

فوائد الحدیث: سورہ فاتحہ کے ساتھ ساتھ آیۃ الکرسی کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے۔ (روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن نفس مضمون صحیح ہے)

2879: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْمُغِيرَةِ أَبُو سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْمُلَيْكِيِّ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ مُصْعَبٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَرَأَ حم الْمُؤْمِنَ إِلَى

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص صبح کے وقت سورۃ المومن / غافر کی پہلی تین آیات اور آیۃ الکرسی پڑھتا ہے تو ان دونوں کے ذریعے شام تک اس کی حفاظت کی جاتی ہے، اور جو انہیں شام کے

﴿إِلَيْهِ الْمَصِيرُ﴾ (غافر: ٣) وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ حِينَ يُصْبِحُ، حُفِظَ بِهِمَا حَتَّى يُمْسِيَ، وَمَنْ قَرَأَهُمَا حِينَ يُمْسِي، حُفِظَ بِهِمَا حَتَّى يُصْبِحَ)).

وقت پڑھتا ہے تو ان کے ذریعے صبح تک اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ الْمُلَيْكِيِّ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. وَزُرَارَةُ بْنُ مُصْعَبٍ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَهُوَ جَدُّ أَبِي مُصْعَبٍ الْمَدَنِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ بعض اہل علم نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن ابی ملیکہ المکی پر اس کے حفظ کے حوالے سے جرح کی ہے۔ زرارہ بن مصعب یہ ابن عبدالرحمن بن عوف اور یہ ابو مصعب مدنی کے دادا ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٥٤٠، تخريج المشكاة. ٢١٤٤ التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: سنن دارمی: ٣٣٨٦، شرح السنة : ١١٩٨

فوائد الحدیث: سورہ المومن کی ابتدائی تین آیات اور سورہ بقرہ سے آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے پڑھنے والے کی حفاظت فرماتے ہیں۔

3- بَابُ حَدِيْثِ أَبِي أَيُّوْبَ فِي الْغُوْلِ

چھلاوے کے بارے میں ابوایوب رضی اللہ عنہ کی روایت

2880: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَخِيهِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ سَهْوَةٌ فِيهَا تَمْرٌ فَكَانَتْ تَجِيءُ الْغُولُ، فَتَأْخُذُ مِنْهُ فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((فَاذْهَبْ فَإِذَا رَأَيْتَهَا فَقُلْ بِسْمِ اللهِ أَجِيبِي رَسُولَ اللهِ ﷺ)). قَالَ فَأَخَذَهَا فَحَلَفَتْ أَنْ لَا تَعُودَ فَأَرْسَلَهَا، فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ)). قَالَ حَلَفَتْ أَنْ لَا تَعُودَ فَقَالَ ((كَذَبَتْ وَهِيَ مُعَاوِدَةٌ لِلْكَذِبِ)).

سیّدنا ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا ایک احاطہ تھا وہاں کھجوریں تھیں، پس چھلاوہ آتا تو وہاں سے کھجوریں لے جاتا، انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جا، جب تو اسے دیکھے تو کہنا: بسم اللہ، رسول اللہ ﷺ کا حکم مان، وہ کہتے ہیں چنانچہ انہوں نے اسے پکڑ لیا تو اس نے قسم اٹھائی کہ وہ دوبارہ ایسے نہیں کرے گا، انہوں نے اسے چھوڑ دیا، وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے قیدی نے کیا کیا؟" انہوں نے عرض کیا: اس نے قسم اٹھائی کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے جھوٹ بولا ہے وہ جھوٹ کی طرف پھر آئے گا۔"

قَالَ: فَأَخَذَهَا مَرَّةً أُخْرَى، فَحَلَفَتْ أَنْ لَا تَعُودَ، فَأَرْسَلَهَا فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ)). قَالَ حَلَفَتْ أَنْ لَا تَعُودَ. فَقَالَ ((كَذَبَتْ وَهِيَ مُعَاوِدَةٌ

وہ کہتے ہیں انہوں نے دوبارہ اسے پکڑ لیا، تو اس نے دوبارہ نہ آنے کی پھر قسم اٹھائی، انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے پوچھا: "تمہارے

لِلْكَذِبِ)). فَأَخَذَهَا فَقَالَ مَا أَنَا بِتَارِكِكَ، حَتَّى أَذْهَبَ بِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَتْ: إِنِّي ذَاكِرَةٌ لَكَ شَيْئًا، آيَةَ الْكُرْسِيِّ اقْرَأْهَا فِي بَيْتِكَ، فَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ، وَلَا غَيْرُهُ. قَالَ: فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ)). قَالَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَتْ. قَالَ ((صَدَقَتْ وَهِيَ كَذُوبٌ)).

قیدی نے کیا کیا؟'' انہوں نے عرض کیا: اس نے دوبارہ نہ آنے کی قسم اٹھائی تو میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے جھوٹ بولا ہے، وہ دوبارہ جھوٹ کی طرف آئے گا۔'' انہوں نے اسے پکڑ لیا تو کہا: میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ میں تجھے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا: میں تمہیں ایک چیز بتاتا ہوں، وہ آیۃ الکرسی ہے، اسے اپنے گھر میں پڑھ لو، تو شیطان اور کوئی اور تیرے قریب نہیں آئے گا، پس وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''تیرے قیدی نے کیا کیا؟'' سو انہوں نے آپ ﷺ کو بتا دیا جو اس نے کہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے ٹھیک کہا جبکہ وہ جھوٹا ہے۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٢١٢، اخرجه الحاكم: ٣/٤٥٩، وابو نعيم في الدلائل: ٥٤٥

تخريج الحديث: مسند احمد: ٢٣٥٩٢، شرح مشكل الآثار: ٧٨٧، صحيح ابن حبان: ٧٨٤

فوائد الحديث: ۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چور، ڈاکو شیاطین اور جنات وغیرہ سے تحفّظ کے لیے گھروں میں آیۃ الکرسی پڑھنی چاہیے۔

۲۔ سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

۳۔ کسی بھی بات یا مسئلہ کے صحیح ہونے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق اور تائید ضروری ہے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ

سورۃ البقرہ کی آخری آیتیں

2881: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَرَأَ الآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)).

سیّدنا ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو رات کے وقت سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھتا ہے تو وہ اسے کفایت کر جاتی ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٢٦٣، صحيح الترمذي: ٢٣١٠، اخرجه النسائي في فضائل القرآن: ٢٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٠٠٨، صحیح مسلم: ٨٠٧، سنن ابو داود: ٣١٩٧، سنن ابن ماجه: ١٣٦٨، ٣١٦٩، سنن نسائی کبریٰ: ٨٠٠٣-٨٠٠٥، ٨٠١٨، ٨٠٢٠، مسند احمد: ١٧٠٦٨، صحیح ابن حبان: ٧٨١، ٢٥٧٥

فوائد الحدیث: ١۔ رات کے وقت سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں، پڑھنا سارے دن کے وظائف وغیرہ میں جو کمی رہ گئی ہے اس سے پوری ہو جاتی ہے۔

٢۔ بعض کے نزدیک تہجد اور قیام اللیل سے بھی کفایت کر جاتی ہیں۔

2882: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَرْمِيِّ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الْجَرْمِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ أَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَلَا يُقْرَآنِ فِي دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا شَيْطَانٌ)).

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اس میں سے دو آیتیں نازل فرما کر ان سے سورۃ البقرہ کو ختم / مکمل کیا، جس گھر میں انہیں تین راتیں پڑھا جائے تو شیطان اس کے قریب نہیں جاتا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الروض النضیر: ٨٨٦، التعلیق الرغیب: ٢/٢١٩، تخریج المشکاة: ٢١٤٥

تخریج الحدیث: عمل الیوم واللیلة للنسائی: ٩٦٦، ٩٦٧، مسند احمد: ١٨٤١٤، صحیح ابن حبان: ٧٨٢

فوائد الحدیث: جس گھر میں سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں امن الرسول سے آخر تک۔ تین دن تک پڑھی جائیں تو شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ

سورۂ آل عمران کی فضیلت

2883: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو عَبْدِ الْمَلِكِ الْعَطَّارِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ نَوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يُؤْتَى الْقُرْآنُ، وَأَهْلُهُ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ بِهِ فِي الدُّنْيَا، تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ، وَآلُ عِمْرَانَ)).

سیّدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن اور دنیا میں اس پر عمل کرنے والے آئیں گے، سورۂ البقرہ اور سورۂ آل عمران اس کے آگے ہوں گی۔''

قَالَ نَوَّاسٌ وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَمْثَالٍ مَا

نواس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے لیے

نَسِيتُهُنَّ بَعْدُ قَالَ ((تَأْتِيَانِ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ وَبَيْنَهُمَا شَرْقٌ، أَوْ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ سَوْدَاوَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا ظُلَّةٌ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُجَادِلَانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا)).

تین مثالیں بیان کیں ہیں، پھر انہیں میں بھولا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اس طرح آئیں گی گویا کہ دو پہاڑیاں ہیں اور ان کے درمیان سورج ہو، یا گویا کہ وہ دونوں کالے بادل ہیں، یا وہ دونوں صف باندھے ہوئے پرندوں کی ایک چھتری ہیں وہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ.

اس باب میں سیّدنا بریدہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يَجِيءُ ثَوَابُ قِرَاءَتِهِ كَذَا فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذَا الْحَدِيثَ وَمَا يُشْبِهُ هَذَا مِنَ الأَحَادِيثِ أَنَّهُ يَجِيءُ ثَوَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اہل علم کے ہاں اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اس کی قراءت کا ثواب آئے گا۔ اہل علم نے اس اور اس جیسی احادیث کی اسی طرح تفسیر کی ہے۔ کہ قراءت قرآن کا ثواب آئے گا۔

وَفِي حَدِيثِ النَّوَّاسِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَا يَدُلُّ عَلَى مَا فَسَّرُوا إِذْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَأَهْلُهُ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ بِهِ فِي الدُّنْيَا)). فَفِي هَذَا دِلَالَةٌ أَنَّهُ يَجِيءُ ثَوَابُ الْعَمَلِ.

سیّدنا نواس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے جو حدیث ہے کہ انہوں نے جو تفسیر بیان کی اس پر جو دلالت کرتا ہے کہ جب نبی ﷺ نے کہا: ”اور دنیا میں اس پر جو عمل کرتے رہے وہ لوگ (آئیں گے)۔ تو اس کی یہ دلیل ہے کہ عمل کا ثواب آئے گا۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٣١٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٨٠٥، مسند احمد: ١٧٦٣٧

فوائد الحدیث: ۱۔ قرآن مجید کو پڑھنے والے اور ان پر عمل کرنے والے جب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے تو قرآن مجید ان کی سفارش کے لیے آئے گا اور یہ دو سورتیں سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران بھی آگے آگے آئیں گی۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ان سورتوں کو یہ اعزاز بھی بخشے گا کہ یہ اپنے پڑھنے والوں پر سایہ کیے ہوئے ہونگی۔

2884: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ فِي تَفْسِيرِ حَدِيثِ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ: قَالَ مَا خَلَقَ اللهُ مِنْ سَمَاءٍ، وَلَا أَرْضٍ أَعْظَمَ مِنْ آيَةِ الْكُرْسِيِّ، قَالَ سُفْيَانُ: لِأَنَّ آيَةَ الْكُرْسِيِّ هُوَ كَلَامُ اللهِ وَكَلَامُ اللهِ أَعْظَمُ مِنْ خَلْقِ اللهِ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ نے آیت الکرسی سے بڑھ کر آسمان وزمین کی کوئی چیز تخلیق نہیں فرمائی۔ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیونکہ آیۃ الکرسی یہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام اللہ کے آسمان وزمین تخلیق کرنے سے بڑھ کر ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث سابق۔

تخریج الحدیث: خلق افعال العباد للبخاری، ص: ٣٣

فوائد الحدیث: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لہذا وہ ساری کائنات سے زیادہ عظیم و رفیع الشان ہے اور پھر آیۃ الکرسی میں اللہ تعالیٰ کی بنیادی صفات بیان ہوئی ہیں۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ سُورَةِ الْكَهْفِ

سورۃ الکہف کی فضیلت

2885: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ إِذْ رَأَى دَابَّتَهُ تَرْكُضُ فَنَظَرَ، فَإِذَا مِثْلُ الْغَمَامَةِ أَوِ السَّحَابَةِ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((تِلْكَ السَّكِينَةُ نَزَلَتْ مَعَ الْقُرْآنِ أَوْ نَزَلَتْ عَلَى الْقُرْآنِ)).

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ ایک آدمی سورۃ الکہف پڑھ رہا تھا کہ اس اثنا میں اس نے اپنی سواری کو اچھل کود کرتے ہوئے دیکھا اور اس نے بادل کے ٹکڑے کے مانند کچھ دیکھا، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کا آپ ﷺ سے ذکر کیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ وہ سکینت ہے جو قرآن کے ساتھ یا قرآن پر نازل ہوئی۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور اس باب میں اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٣١٣، اخرجه ابو نعيم في الحلية: ٣٤٢/٤، البغوي: ١٢٠٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٦١٤، ٥٠١١، صحیح مسلم: ٧٩٥، سنن نسائی کبریٰ: ١١٥٠٣، مسند احمد: ١٨٤٧٤، صحیح ابن حبان: ٧٦٩

فوائد الحدیث: ١۔ سورۃ الکہف کی یہ فضیلت ہے کہ اس کی قرأت سننے کے لئے آسمان سے فرشتے بھی نازل ہوتے ہیں۔
٢۔ ”سکینت“ سے مراد فرشتے بھی ہیں جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہے۔ اور اس سے مراد اطمینان و سکون بھی ہو سکتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک وجود کی شکل اختیار کر لی۔

2886: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ)).

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے سورۃ الکہف کے شروع کی تین آیات پڑھیں وہ دجال کے فتنے سے بچا لیا جائے گا۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

محمد بن بشار نے ہمیں حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: معاذ بن ہشام نے ہمیں حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: میرے والد نے قتادہ سے اس اسناد کے ساتھ اسی مانند مجھے حدیث بیان کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح بلفظ: ((مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ...)) وَهُوَ بِلَفْظِ الْكِتَابِ شَاذٌ) "دس آیات" کے الفاظ سے یہ روایت صحیح ہے۔
سلسلة الصحيحة: ٥٨٢، سلسلة الضعيفة: ١٣٣٦، التعليق الرغيب: ٢/٢٢٣، المشكاة: ٢١٥٣

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٨٠٩، سنن ابو داود: ٤٣٢٣، سنن نسائی كبرىٰ: ٨٠٢٥، عمل اليوم والليلة للنسائی: ٩٤٩، ٩٥٠، ٩٥١، مسند احمد: ٢٧٥١٧، صحيح ابن حبان: ٧٨٥، ٧٨٦

فوائد الحديث: سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات (حدیث الباب میں تین آیات کا ذکر ہے جبکہ باقی روایات میں دس آیات بیان ہوئی ہیں۔) تلاوت کرنے والا دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ جبکہ دجال کا فتنہ بڑا سخت ہوگا۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ يٰسٓ
سورۂ یٰسٓ کی فضیلت

2887: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَسُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ قَالَا حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ هَارُونَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْآنِ يس، وَمَنْ قَرَأَ يس كَتَبَ اللهُ لَهُ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے جبکہ قرآن کا دل سورۂ یٰسٓ ہے جس نے سورۂ یٰسٓ پڑھی تو اللہ اس کے پڑھنے سے اس کے پڑھنے والے کے لیے دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھ دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَبِالْبَصْرَةِ لَا يَعْرِفُونَ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَهَارُونُ أَبُو مُحَمَّدٍ شَيْخٌ مَجْهُولٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف حمید بن عبدالرحمن ہی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں جبکہ بصرہ میں وہ لوگ قتادہ کی روایت کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ ہارون ابو محمد مجہول شخص ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِهٰذَا.

ابو موسیٰ محمد بن مثنی نے ہم کو حدثنا احمد بن سعید الدارمی حدثنا قتیبۃ عن حمید بن عبدالرحمن کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَلَا يَصِحُّ حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

اس باب میں ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت اسناد کے حوالے سے صحیح نہیں، اس کی اسناد ضعیف ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اور اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (موضوع) سلسلة الضعيفة: ١٦٩، ضعيف الترمذي: ٥٤٣، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣٠/١٢٢

تخريج الحديث: سنن الدارمی: ٣٤١٦، مسند الشهاب: ١٠٣٥

فوائد الحديث: یہ بات مشہور بہت ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ حٰم الدُّخَانِ

سورۂ الدخان کی فضیلت

2888: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي خَثْعَمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَرَأَ حٰم الدُّخَانَ فِي لَيْلَةٍ أَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رات کے وقت سورۂ الدخان پڑھی اور صبح کی تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَعُمَرُ بْنُ أَبِي خَثْعَمٍ يُضَعَّفُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، عمر بن ابی خثعم حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ وَهُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ منکر الحدیث ہے۔

حکم الحدیث: (موضوع) تخريج المشكاة: ٢١٤٩، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٥/ ١٧٢٠

تخریج الحدیث: ابن عدی فی الکامل: ٥/١٧٢٠، الموضوعات لابن الجوزی: ١/٢٤٨

2889: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ هِشَامٍ أَبِي الْمِقْدَامِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَرَأَ حٰم الدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جمعہ کی رات سورۂ الدخان پڑھی تو اس کو بخش دیا جاتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَهِشَامٌ أَبُو الْمِقْدَامِ يُضَعَّفُ وَلَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ هٰكَذَا قَالَ أَيُّوبُ وَيُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور ہشام ابو مقدام حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ نیز حسن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ ایوب، یونس بن عبید اور علی بن زید نے اسی طرح کہا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ٤٦٣٢، المشكاة: ٢١٥٠ التحقيق الثاني، ضعيف الترمذي: ٥٤٥

تخریج الحدیث: مسند ابو یعلی: ٦٢٢٤، ٦٢٣٢، عمل اليوم والليلة لابن السني: ٦٧٩

فوائد الحدیث: یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ سُورَةِ الْمُلْكِ

سورۃ الملک کی فضیلت

2890: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ النُّكْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَرَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خِبَاءَهُ عَلَى قَبْرٍ وَهُوَ لَا يَحْسِبُ أَنَّهُ قَبْرٌ، فَإِذَا فِيهِ إِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُورَةَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ حَتَّى خَتَمَهَا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي ضَرَبْتُ خِبَائِي عَلَى قَبْرٍ وَأَنَا لَا أَحْسِبُ أَنَّهُ قَبْرٌ فَإِذَا فِيهِ إِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُورَةَ تَبَارَكَ الْمُلْكُ حَتَّى خَتَمَهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((هِيَ الْمَانِعَةُ هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے کسی صحابی نے ایک قبر پر خیمہ لگایا جبکہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ قبر ہے، وہاں ایک انسان کی قبر تھی وہ سورۃ الملک پڑھتا تھا حتیٰ کہ اس نے اسے مکمل کیا۔ پس وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے اپنا خیمہ لگایا جبکہ مجھے گمان تک نہ تھا کہ وہ قبر ہے وہاں ایک انسان سورۂ ملک پڑھتا ہے حتیٰ کہ اسے ختم کرتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ (سورت عذاب قبر سے) مانع ہے، وہ نجات دلانے والی ہے وہ اسے عذاب قبر سے بچاتی ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔ اور اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف وَإِنَّمَا يَصِحُّ مِنْهُ قَوْلُهُ: ((هِيَ الْمَانِعَةُ)) اس حدیث میں فرمان نبوی صحیح ثابت ہے۔ البتہ باقی واقعہ ضعیف ہے۔
سلسلة الصحيحة: ١١٤٠، ضعيف الترمذي: ٥٤٦، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٤٧٩/٣١

تخريج الحديث: معجم الكبير للطبراني: ١٢٨٠١

فوائد الحديث: یہ واقعہ صحیح ثابت نہیں البتہ یہ بات درست ہے کہ یہ سورت عذاب قبر سے رکاوٹ ہے۔

2891: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُشَمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ سُورَةً مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ وَهِيَ سُورَةُ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن میں تیس آیات والی ایک سورت ہے اس نے ایک شخص کے لیے سفارش کی حتیٰ کہ اسے بخش دیا گیا اور وہ سورۂ ملک ہے۔“

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حكم الحديث: (حسن) التعليق الرغيب: ٢٢٣/٢، المشكاة: ٢١٥٣، صحيح الترمذي: ٢٣١٥

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ١٤٠٠، سنن ابن ماجه: ٣٧٨٦، سنن نسائیٔ کبریٰ: ١١٦١٢، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧١٠، مسند احمد: ٧٩٧٥، صحيح ابن حبان: ٧٨٧، ٧٨٨، معجم الصغير للطبراني: ٤٩٠

فوائد الحدیث: اس سورۃ کا پُر زور سفارش کرنا اس کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔

2892: حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ مِسْعَرٍ تِرْمِذِيٌّ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ ﴿الم تَنْزِيلُ﴾ وَ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سونے سے پہلے سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ مِثْلَ هَذَا. وَرَوَاهُ مُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا. وَرَوَى زُهَيْرٌ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي الزُّبَيْرِ سَمِعْتَ مِنْ جَابِرٍ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ. فَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ إِنَّمَا أَخْبَرَنِيهِ صَفْوَانُ أَوِ ابْنُ صَفْوَانَ وَكَأَنَّ زُهَيْرًا أَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو کئی ایک محدثین نے لیث بن ابی سُلیم سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔
اور مغیرہ بن مُسلم نے عن ابی الزبید عن جابر کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔
زہیر کہتے ہیں میں نے ابو زبیر سے کہا کہ کیا آپ نے یہ حدیث جابر سے سنی ہے تو ابو زبیر نے کہا کہ مجھے اس کے بارے میں صفوان یا ابن صفوان نے بتایا ہے۔ گویا کہ زہیر نے اس حدیث کا عن ابی الزبیر عن جابر کی سند سے ہونے کا انکار کیا ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ لَيْثٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہم کو ہناد نے حدثنا ابو الاحوص عن لیث عن ابی الزبیر عن جابر کی سند سے نبی ریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

قَالَ حَدَّثَنَا هُرَيْمٌ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ تَفْضُلَانِ عَلَى كُلِّ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ بِسَبْعِينَ حَسَنَةً.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہریم نے ہم کو بیان کیا کہ فضیل نے لیث سے بیان کیا کہ طاؤس رحمہ اللہ نے بیان کیا: یہ دونوں سورتیں قرآن کی ہر سورت سے ستر نیکیاں (درجے) فضیلت رکھتی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) البتہ آخری الفاظ "یہ دونوں سورتیں قرآن کی ہر سورۃ...." ضعیف اور موضوع ہیں۔ سلسلة الصحيحة: ٥٨٥
تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧٠٦، ٧٠٧، ٧٠٨، مسند احمد: ١٤٦٥٩، الروض: ٢٢٧، المشكاة: ٢١٥٥
فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ رات کو سورۃ السجدہ اور سورہ الملک کی تلاوت فرماتے تھے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِذَا زُلْزِلَتْ

سورۃ الزلزال کی فضیلت

2893: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْحَرَشِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَلْمِ بْنِ صَالِحٍ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَرَأَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو سورۃ الزلزال پڑھتا ہے تو اسے نصف قرآن کے برابر، سورۃ الکافرون پڑھنے والے کو چوتھائی قرآن، سورۃ

إِذَا زُلْزِلَتْ (الزلزلة: ١) عُدِلَتْ لَهُ بِنِصْفِ الْقُرْآنِ وَمَنْ قَرَأَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ (الكافرو: ١) عُدِلَتْ لَهُ بِرُبُعِ الْقُرْآنِ وَمَنْ قَرَأَ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ (الاخلاص: ١) عُدِلَتْ لَهُ بِثُلُثِ الْقُرْآنِ)).

الاخلاص پڑھنے والے کو تہائی قرآن کے برابر ثواب ملتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هَذَا الشَّيْخِ الْحَسَنِ بْنِ سَلْمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی الشیخ حسن بن سلم کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

جبکہ اس باب میں سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (حسن دون فضل (زلزلت)) زالزل کی فضیلت کے علاوہ بقیہ روایت صحیح ہے۔ الضعيفة: ١٣٤٢

تخریج الحدیث: ضعيف الترمذى: ٥٤٨، اخرجه العقيلي: ١/٢٤٣، المزي في تهذيب الكمال: ٦/١٦٦

2894: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا زُلْزِلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآنِ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْآنِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سورۂ الزلزال نصف قرآن، سورۂ الاخلاص تہائی قرآن اور سورۂ الکافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَمَانِ بْنِ الْمُغِيرَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف یمان بن مغیرہ کی روایت ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح دُوْنَ فَضْلِ (زُلْزِلَتْ)) سورۃ الزلزال کی فضیلت کے علاوہ صحیح ہے۔ ضعيف الترمذي: ٥٥٠، الضعيفة: ١٣٤٥

تخریج الحدیث: ابن عدى فى الكامل: ٧/٢٦٣٨، مستدرک حاكم: ١/٥٦٦

2895: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ((هَلْ تَزَوَّجْتَ يَا فُلَانُ)). قَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَلَا عِنْدِي مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ. قَالَ ((أَلَيْسَ مَعَكَ؟ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾)). قَالَ بَلَى. قَالَ ((ثُلُثُ الْقُرْآنِ)). قَالَ ((أَلَيْسَ مَعَكَ؟ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ﴾)). قَالَ بَلَى. قَالَ ((رُبُعُ الْقُرْآنِ)). قَالَ ((أَلَيْسَ مَعَكَ؟ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ)). قَالَ بَلَى قَالَ ((رُبُعُ الْقُرْآنِ)). قَالَ ((أَلَيْسَ مَعَكَ ﴿إِذَا

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی سے پوچھا: "اے فلاں! کیا تو نے شادی کی ہے؟" اس نے عرض کیا، نہیں، اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! شادی کرنے کے لیے میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تجھے سورۂ الاخلاص بھی یاد نہیں؟" اس نے عرض کیا، جی ہاں یاد ہے، فرمایا: "تہائی قرآن" فرمایا: "کیا تمہیں سورۂ النصر یاد ہے؟" اس نے عرض کیا، جی ہاں، فرمایا: "چوتھائی قرآن" فرمایا: "کیا تجھے سورۂ الکافرون یاد ہے؟" اس نے عرض کیا، جی ہاں، آپ ﷺ نے

زُلْزِلَتِ الأَرْضُ﴾)). قَالَ بَلَى. قَالَ ((رُبُعُ الْقُرْآنِ)). قَالَ ((تَزَوَّجْ تَزَوَّجْ)).

فرمایا: ”چوتھائی قرآن“ فرمایا: ”کیا تجھے سورۂ الزلزال یاد ہے؟“ اس نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”چوتھائی قرآن“ فرمایا: ”شادی کر، شادی کر“۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ٢/٢٢٤، اخرجه ابن حبان في المجروحين: ١/٣٣٦، البزار: ٢٣٠٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢٤٨٨، ١٣٣٠٩

فوائد الحدیث: ۱۔ یہ روایات ضعیف ہیں اس لیے سورۃ الزلزال کی بیان کردہ یہ فضیلت ثابت نہیں۔

۲۔ سورہ الکفرون اور سورۃ الاخلاص کی فضیلت دوسری روایات سے ثابت ہے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورَةِ الإِخْلَاصِ

سورۂ الاخلاص کی فضیلت

2896: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ [قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا] حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ امْرَأَةٍ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَيَعْجَزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ مَنْ قَرَأَ اللهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ فَقَدْ قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)).

سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی رات کو ایک تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا؟ جس نے سورۂ الاخلاص پڑھی تو اس نے ایک تہائی قرآن پڑھ لیا۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي سَعِيدٍ وَقَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي مَسْعُودٍ.

اور اس باب میں ابو درداء، ابو سعید، قتادہ بن نعمان، ابوہریرہ، انس، ابن عمر اور ابو مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَلَا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَحْسَنَ مِنْ رِوَايَةِ زَائِدَةَ وَتَابَعَهُ عَلَى رِوَايَتِهِ إِسْرَائِيلُ وَالْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الثِّقَاتِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَنْصُورٍ وَاضْطَرَبُوا فِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ہم کسی کو نہیں جانتے کہ اس نے اس حدیث کو زائدہ کی روایت سے احسن روایت کیا ہو۔ اسرائیل اور فضیل بن عیاض نے اس کی روایت پر اس کی متابعت کی ہے۔ شعبہ اور کئی ایک ثقات نے اس حدیث کو منصور سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں اضطراب کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٢٢٥، صحيح الترمذي: ٢٣١٩

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ٢،١٧٢/١٧١، مسند احمد: ٢٣٥٤٧، ٢٣٥٥٤، صحیح بخاری: ٥٠١٤، ٥٠١٣، صحیح مسلم: ٢٨١١

2897: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ مَوْلًى لِآلِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ مَوْلَى زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَقْبَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعَ رَجُلاً يَقْرَأُ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ ۝ أَحَدٌ اللهُ الصَّمَدُ﴾ (الاخلاص: ١-٢) فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَجَبَتْ)). قُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ قَالَ ((الْجَنَّةُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نبی ﷺ کے ساتھ آیا تو آپ ﷺ نے ایک آدمی کو سورۃ الاخلاص پڑھتے ہوئے سنا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی'' میں نے عرض کیا، کیا واجب ہو گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنّت''۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنُ حُنَيْنٍ هُوَ عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور ہم اس حدیث کو صرف مالک بن انس کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔ اور ابن حنین یہ عبید بن حنین ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٢٢٤، صحيح الترمذي: ٢٣٢٠، واخرجه الحاكم: ١/٥٦٦

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ٢/١٧١، مسند احمد: ٨٠١١

فوائد الحدیث: ١۔ ان احادیث سے سورۃ الاخلاص کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس کا اجر و ثواب ایک تہائی قرآن مجید کے برابر ہے۔
٢۔ اس سے مجموعی ثواب مراد ہے ورنہ جو شخص حرفاً حرفاً اور آیت آیت کر کے پڑھتا ہے اس کو تو ایک ایک حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔

2898: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ مَيْمُونٍ أَبُو سَهْلٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَرَأَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَتَيْ مَرَّةٍ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ مُحِيَ عَنْهُ ذُنُوبُ خَمْسِينَ سَنَةً إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلَيْهِ دَيْنٌ)). وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ عَلَى فِرَاشِهِ فَنَامَ عَلَى يَمِينِهِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ مِائَةَ مَرَّةٍ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَقُولُ لَهُ الرَّبُّ يَا عَبْدِي ادْخُلْ عَلَى يَمِينِكَ الْجَنَّةَ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو ہر روز دو سو بار سورۃ الاخلاص پڑھتا ہے تو قرض کے سوا اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔'' اسی اسناد سے نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے اور وہ اپنی دائیں جانب لیٹے (سوئے) اور پھر سو بار سورۃ الاخلاص پڑھے تو جب قیامت کا دن ہو گا رب تبارک و تعالیٰ اسے فرمائے گا: میرے بندے اپنی دائیں طرف پر جنت میں داخل ہو جا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ أَيْضًا عَنْ ثَابِتٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث ثابت عن انس کی حدیث سے غریب ہے۔ اور یہ حدیث اس سند کے علاوہ دیگر طرق سے بھی ثابت سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) سلسلة الضعيفة: ٣٠٠، تخريج المشكاة: ٢١٥٨، ضعيف الترمذي: ٥٥١، حاتم ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٣٣٦٥، ابن عدى فى الكامل: ٢/٨٤٥

ب۔ الكامل لابن عدی: ٢/٨٤٥

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے۔

2899: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورۂ الاخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔''

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٣٢٢

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٣٨٧، شرح مشكل الآثار: ١٢٢١، ١٢٢٢

2900: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((احْشِدُوا فَإِنِّي سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)). قَالَ فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فَقَرَأَ (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ) ثُمَّ دَخَلَ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فَإِنِّي سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)). إِنِّي لَأَرَى هَذَا خَبَرًا جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((إِنِّي قُلْتُ سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ أَلَا وَإِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمع ہو جاؤ میں تمہیں تہائی قرآن پڑھ کر سناتا ہوں۔'' پس کچھ لوگ جمع ہوگئے تو پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور انہوں نے سورۃ الاخلاص پڑھی۔ پھر اندر تشریف لے گئے۔ ہم میں سے بعض نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں تمہیں تہائی قرآن پڑھ کر سناتا ہوں، میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ کو یہ خبر آسمان سے آئی ہے، پھر اللہ کے نبی ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا: ''میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں تمہیں تہائی قرآن پڑھ کر سناتا ہوں سنو! وہ (سورۃ الاخلاص) تہائی قرآن کے برابر ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ اسْمُهُ سَلْمَانُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔ ابو حازم اشجعی کا نام سلمان ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٣٢، التعليق الرغيب: ٢/٢٢٤، صفة الصلاة: ٨٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٨١٢، مسند احمد: ٩٥٣٥، شرح مشكل الآثار: ١٢٢٣

فوائد الحدیث: دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۲۸۹۰، ۲۸۹۱۔

2901: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَؤُمُّهُمْ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ فَكَانَ كُلَّمَا

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کا ایک آدمی مسجد قبا میں انہیں نماز پڑھایا کرتا تھا، وہ جب بھی نماز میں قراءت کرنا شروع کرتا اور جو بھی سورت پڑھتا تو پہلے سورۂ الاخلاص پڑھتا اور جب اس سے فارغ ہو جاتا تو پھر اس کے

افْتَتَحَ سُورَةً يَقْرَأُ لَهُمْ فِي الصَّلَاةِ يَقْرَأُ بِهَا افْتَتَحَ بِ (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ) حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا ثُمَّ يَقْرَأُ بِسُورَةٍ أُخْرَى مَعَهَا وَكَانَ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، فَكَلَّمَهُ أَصْحَابُهُ فَقَالُوا: إِنَّكَ تَقْرَأُ بِهَذِهِ السُّورَةِ ثُمَّ لَا تَرَى أَنَّهَا تُجْزِئُكَ حَتَّى تَقْرَأَ بِسُورَةٍ أُخْرَى فَإِمَّا أَنْ تَقْرَأَ بِهَا وَإِمَّا أَنْ تَدَعَهَا وَتَقْرَأَ بِسُورَةٍ أُخْرَى. قَالَ مَا أَنَا بِتَارِكِهَا إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ أَؤُمَّكُمْ بِهَا فَعَلْتُ وَإِنْ كَرِهْتُمْ تَرَكْتُكُمْ. وَكَانُوا يَرَوْنَهُ أَفْضَلَهُمْ وَكَرِهُوا أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ، فَلَمَّا أَتَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرُوهُ الْخَبَرَ.

ساتھ کوئی دوسری سورت پڑھتا۔ اور وہ ہر رکعت میں اسی طرح کرتا تھا، اس کے ساتھیوں / مقتدیوں نے اس سے کہا: تم یہ سورت پڑھتے ہو اور پھر تم سمجھتے ہو کہ وہ تمہیں کفایت نہیں کرے گی تو تم دوسری سورت پڑھتے ہو یا تو تم اسے پڑھو یا اسے چھوڑ دو اور کوئی دوسری سورت پڑھا کرو۔ اس نے کہا: میں اسے چھوڑنے والا نہیں ہوں، اگر تم پسند کرو کہ میں اس کے ساتھ ہی تمہاری امامت کراؤں تو میں کراتا ہوں، اور اگر تم نا پسند کرو تو میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔ وہ اسے اپنے سے افضل سمجھتے تھے اور انہیں یہ پسند نہ تھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور ان کی امامت کرائے۔ جب نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے یہ خبر آپ ﷺ کو بتائی۔

فَقَالَ ((يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ مِمَّا يَأْمُرُ بِهِ أَصْحَابُكَ وَمَا يَحْمِلُكَ أَنْ تَقْرَأَ هَذِهِ السُّورَةَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ)). فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُحِبُّهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ حُبَّهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ)).

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے فلاں! تمہارے ساتھی جو تمہیں کہتے ہیں اس سے کون سی چیز تمہیں مانع ہے، اور وہ کون سی چیز ہے جو تجھے ہر رکعت میں اسے پڑھنے پر آمادہ کرتی ہے؟“ اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں اسے پسند کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی محبت نے ہی تمہیں جنت میں داخل کرا دیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ ثَابِتٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ اس طریق سے۔ عبید اللہ بن عمر عن ثابت کی روایت سے۔

وَرَوَى مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُحِبُّ هَذِهِ السُّورَةَ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ فَقَالَ ((إِنَّ حُبَّكَ إِيَّاهَا يُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ)). حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الأَشْعَثِ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ بِهَذَا.

مبارک بن فضالہ نے ثابت بنانی کے حوالے سے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں اس سورت: قل ھو اللہ احد سے محبّت کرتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری اس سے محبت ہی تمہیں جنّت میں داخل کرا دے گی۔“ ابو داؤد سلیمان بن اشعث نے ہمیں یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا ابو الولید نے ہمیں بیان کیا انہوں نے کہا: مبارک بن فضالہ نے اس کو ہمیں بیان کیا۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٢٤٤٧، صفة الصلاة: ٨٥، صحيح الترمذي: ٢٣٢٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: تعلیقا: ٧٧٤، مسند احمد: ١٢٤٣٢، صحیح ابن حبان: ٧٩٢، ٧٩٤

فوائد الحدیث: ا۔ اس سورت میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو بڑا واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ اور کسی قسم کے شکوک وشبہات یا تاویل کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ شرک کے تمام چور دروازے بند کر دیے گئے اس لیے اس سے محبّت کرنے والے کو جنّت کی بشارت دی گئی ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی صفات سے محبّت بھی اجر وثواب اور جنّت میں داخلے کا سبب ہے۔

۳۔ نماز میں قرات کرتے ہوئے سورتوں کی ترتیب لازمی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابی احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۃ الکہف اور دوسری رکعت میں سورۃ یونس یا یوسف کی قرات فرمائی (بخاری ص ا ز ۱۰۷ کتاب الاذان) جبکہ سورۃ الکہف پندرویں اور سولہویں پارے میں ہے اور سورہ یوسف بارھویں اور تیرھویں پارے میں نیز سورہ یونس گیارھویں پارے میں ہے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعَوِّذَتَيْنِ

معوذتین کی فضیلت

2902: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ أَخْبَرَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((قَدْ أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ آيَاتٍ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (الناس: ١) إِلَى آخِرِ السُّورَةِ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (الفلق: ١) إِلَى آخِرِ السُّورَةِ)).

سیّدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے مجھ پر کچھ آیات: سورۂ الفلق اور سورۂ الناس نازل فرمائی ہیں ان جیسی کوئی آیت / سورت نہیں دیکھی گئی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح بما قبله) صحیح الترمذي: ٢٣٢٤، اخرجه البيهقي: ٢/٣٩٤

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٨١٤، سنن نسائی: ٢/١٥٨، ٨/٢٥١/٢٥٤، ٢٥٢، ٢٥٣، مسند احمد: ١٧٢٩٩، سنن ابو داؤد: ١٤٦٢، ١٤٦٣

2903: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ.

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھا کروں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) سلسلة الصحيحة: ١٥١٤، صحيح ابي داؤد: ١٣٦٣، التعليق على ابن خزيمة: ٧٥٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داؤد: ١٥٢٣، سنن نسائي: ٣/٦٨، مسند احمد: ١٧٤١٧، صحيح ابن حبان: ٢٠٠٤

فوائد الحدیث: ا۔ تعوذ اور استعاذہ کے لیے ”معوذتین“ (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) سے زیادہ جامع کوئی سورت نہیں کہ جس میں ان تمام

چیزوں سے پناہ طلب کی گئی ہے جو انسان کے لئے مضر ہو سکتی تھیں۔ خواہ وہ چیزیں ظاہری ہوں یا باطنی اس لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا لم یُر مثلھن (ان جیسی کوئی نہیں دیکھی گئیں)۔

۲۔ شیطان چونکہ انسان کا ازلی دشمن ہے اس لیے اس سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہیں، کہ شیطان کے شر سے محفوظ رکھنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ قَارِئِ الْقُرْآنِ

قاریٔ قرآن کی فضیلت

2904: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ قَالَ هِشَامٌ وَهُوَ شَدِيدٌ عَلَيْهِ قَالَ شُعْبَةُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ فَلَهُ أَجْرَانِ)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس میں مہارت رکھتا ہے تو وہ نیک عزت والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور جو قرآن پڑھتا ہے جبکہ وہ اس پر گراں / پڑھنا مشکل ہے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (متفق عليه) صحيح ابي داؤد: ١٣٠٧، صحيح الترمذي: ٢٣٢٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٤٩٣٧، صحيح مسلم: ٧٩٨، سنن ابو داود: ١٤٥٤، سنن ابن ماجه: ٣٧٧٩، سنن نسائي كبرىٰ: ٨٠٤٥، ٨٠٤٦، ٨٠٤٧، ١١٦٤٦، مسند احمد: ٢٤٢١١، صحيح ابن حبان: ٧٦٧

فوائد الحدیث: ۱۔ قرآن مجید کو آسانی اور صحیح مخارج کے ساتھ پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والا قیامت کے دن عزت والے فرشتوں یا انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوگا۔

۲۔ جو شخص مہارت نہ ہونے کے باوجود شوق سے دقت اور مشقت کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دو اجر عطا فرمائیں گے۔ ایک قرآن مجید پڑھنے کا اور دوسرا مشقت اٹھانے کا، محروم کوئی بھی نہیں رہے گا۔

۳۔ جو آدمی فاتقوا الله ما استطعتم کے تحت اپنی پوری کوشش اور اخلاص کے ساتھ کوئی بھی نیکی والا عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما کر اس کا اجر عطا فرماتے ہیں۔ بس اخلاص کے ساتھ کوشش پوری ہونی چاہئے۔

2905: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَاسْتَظْهَرَهُ فَأَحَلَّ حَلَالَهُ، وَحَرَّمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَهُ اللهُ بِهِ

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قرآن پڑھا اور اسے یاد کر لیا، اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانا تو اللہ اس وجہ سے اسے جنّت میں داخل فرمائے گا، اور اس کے گھرانے کے ایسے دس

الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ)).

افراد کے متعلق سفارش قبول فرمائے گا جن سب پر جہنم واجب ہو چکی تھی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ. وَحَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ ابو عمر بزاز كوفي يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اس کی اسناد صحیح نہیں۔ اور حفص بن سُلیمان ابو عمر بزاز کوفی کو حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) ضعيف ابن ماجه: ٣٨، ضعيف الترمذي: ٥٥٣، اخرجه ابن عدي في الكامل: ٢/٧٨٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢١٦، مسند احمد : ١٢٦٨

فوائد الحدیث: ۱۔ قرآن مجید کی سفارش اسی شخص کو حاصل ہوگی جو اس پر عمل کرے گا اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام تسلیم کرے گا۔ اپنی مرضی سے جائز اور ناجائز کا معیار مقرر نہیں کرتا بلکہ شریعت کے احکام کو مانتا اور ان کی پابندی کرتا ہے۔

۲۔ یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح روایات سے یہ مسئلہ تو ثابت ہے کہ گنہگار مسلمان کے لیے جو سفارشیں ہونگی ان میں ایک، قاری حافظ اور عالم بھی ہے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْقُرْآنِ

قرآن کریم کی فضیلت

2906: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ حَمْزَةَ الزَّيَّاتَ عَنْ أَبِي الْمُخْتَارِ الطَّائِيِّ عَنِ ابْنِ أَخِي الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ عَنِ الْحَارِثِ قَالَ: مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ يَخُوضُونَ فِي الْأَحَادِيثِ فَدَخَلْتُ عَلَى عَلِيٍّ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا تَرَى أَنَّ النَّاسَ قَدْ خَاضُوا فِي الْأَحَادِيثِ. قَالَ وَقَدْ فَعَلُوهَا قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ أَمَا إِنِّي قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((أَلَا إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ)).

حارث اعور نے بیان کیا کہ میں مسجد میں سے گزرا تو وہاں لوگ باتوں میں مشغول تھے، میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، تو میں نے عرض کیا: امیر المومنین! آپ لوگوں کو دیکھتے نہیں کہ وہ باتوں میں مشغول ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کیا انہوں نے ایسے کیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، تو انہوں نے فرمایا: لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "سنو! عنقریب ایک فتنہ ہوگا۔"

فَقُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((كِتَابُ اللهِ فِيهِ نَبَأُ مَا كَانَ قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ وَهُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدَى فِي غَيْرِهِ أَضَلَّهُ اللهُ وَهُوَ حَبْلُ اللهِ الْمَتِينُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ

میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے نکلنے کی کیا راہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی کتاب، اس میں تم سے پہلے لوگوں کی خبر ہے اور تمہارے بعد والے لوگوں کی خبر ہے، تمہارا باہمی حکم ہے؟ اور وہ قطعی ہے مذاق نہیں، جس نے کسی جابر شخص کی وجہ سے اسے ترک کیا اللہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر

الْمُسْتَقِيمُ هُوَ الَّذِي لَا تَزِيغُ بِهِ الْأَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْأَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلَقُ عَلَى كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ.

دے گا، اور جس نے اسے چھوڑ کر کسی اور چیز میں ہدایت تلاش کی تو اللہ اسے گمراہ کر دے گا، وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے، وہ ذکر حکیم ہے، وہ صراط مستقیم ہے، وہ ایسی کتاب ہے کہ ہوائے نفسانی اس کے ساتھ کجی پیدا نہیں کر سکتیں، زبانیں اس کے ساتھ التباس کا شکار نہیں کر سکتیں، علماء اس سے سیر نہیں ہو سکتے ہیں اور نہ وہ کثرت تکرار سے پرانی ہوگی، اس کے عجائب ختم نہیں ہوں گے۔

هُوَ الَّذِي لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ إِذْ سَمِعَتْهُ حَتَّى قَالُوا ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ﴾ (الجن: ١-٢) مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهِ أُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهِ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا إِلَيْهِ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ)). خُذْهَا إِلَيْكَ يَا أَعْوَرُ.

یہ وہ کتاب ہے کہ جب جنوں نے اسے سنا تو وہ پکار اٹھے: "ہم نے عجیب قرآن سنا ہے، وہ رشد و بھلائی کی طرف راہنمائی کرتی ہے، پس ہم اس پر ایمان لائے۔" جس نے اس کے مطابق کلام کیا اس نے سچ کہا، اور جس نے اس پر عمل کیا وہ اجر پا گیا، جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا اس نے عدل کیا، جس نے اس کی طرف دعوت دی تو اسے صراط مستقیم کی طرف چلا دیا گیا، "اعور! اسے یاد کر لو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ وَإِسْنَادُهُ مَجْهُولٌ. وَفِي حَدِيثِ الْحَارِثِ مَقَالٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف حمزہ زیات کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں، اس کی اسناد مجہول ہیں، حارث کی روایت پر جرح کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٢١٣٨ التحقيق الثاني، ضعيف الترمذي: ٥٥٤، حارث ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٠٤

فوائد الحدیث: ١۔ یہ روایت بھی ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ تمام حقائق قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔

١۔ فتنوں سے بچنے کا واحد راستہ قرآن و حدیث پر عمل کرنا ہے۔ لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة رسوله (موطا امام مالک)

٢۔ قرآن مجید میں بیان کردہ تمام واقعات، احکام اور پیشین گوئیاں سب حق ہیں کوئی مذاق نہیں۔ انه لقول فصل وما هو بالهزل (الطارق)

٣۔ قرآن مجید سے انحراف کرنے والا بندہ ضرور ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے کہ ان الله يرفع بهذا الكتاب اقواما و يضع به آخرين (مسلم ١/ ٢٧٢، کتاب فضائل القرآن)

٤۔ قرآن مجید کے علاوہ انسان کو کہیں سے ہدایت نہیں مل سکتی کیونکہ۔ الذي نزل عليك الكتاب بالحق۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے حق اور نازل فرمایا ہے اور فماذا بعد الحق الا الضلال۔ حق کے علاوہ گمراہی ہی ہو سکتی ہے۔ کبھی دو متضاد چیزیں حق نہیں ہو سکتیں۔ پھر قرآن مجید کے احکام ہی سدا بہار ہیں ورنہ پانچ پانچ سو علماء مل کر بھی کوئی فتویٰ دے دیں تو کسی دور میں وہ ناقابل عمل ہو جاتا ہے اور پھر

"متاخرین" کے فتوے کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

۵۔ قرآن مجید ہی ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہدایت ہے وہ صرف قرآن مجید سے ہی ملے گی، لوگوں کی بنائی ہوئی "ہدایہ" کی بات نہیں۔

۶۔ قرآن مجید کی دعوت دینے والا ہی سچا ہے۔

۷۔ قرآن مجید کے ساتھ فیصلہ کرنے والا ہی عدل وانصاف سے فیصلہ کرے گا اور کوئی نہیں۔

۸۔ اجر وثواب بھی قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی ہے۔

۹۔ قرآن مجید کی دعوت دینے والا بندہ ہی صراط مستقیم پر ہے باقی سب گمراہ۔

(نوٹ) احکام کے لحاظ سے احادیث رسول ﷺ بھی قرآن مجید میں شامل ہیں کیونکہ دونوں وحی ہیں، دونوں حُجّت ہیں، اور دونوں پر عمل کرنا فرض ہے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ

تعلیم القرآن

2907: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)).

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَذَاكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هَذَا. وَعَلَّمَ الْقُرْآنَ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ حَتَّى بَلَغَ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ.

ابو عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہی وہ چیز ہے جس نے مجھے اس جگہ پر بٹھا رکھا ہے۔ انہوں نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن کی تعلیم دی حتیٰ کہ وہ حجاج بن یوسف کے زمانے کو پہنچ گئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٣٢٦، اخرجه الدارمي: ٣٣٤١، البزار: ٣٩٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٠٢٧، ٥٠٢٨، سنن ابو داود: ١٤٥٢، سنن ابن ماجه: ٢١١، ٢١٢، سنن نسائی کبریٰ: ٨٠٣٦، ٨٠٣٧، ٨٠٣٨، مسند احمد: ٤٠٥، صحيح ابن حبان: ١١٨

2908: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین یا فرمایا: افضل شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اسے دوسروں کو سکھایا۔"

((خَيْرُكُمْ أَوْ أَفْضَلُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)).

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَكَذَا رَوَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَسُفْيَانُ لَا يَذْكُرُ فِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ.

وَقَدْ رَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَهَكَذَا ذَكَرَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَصْحَابُ سُفْيَانَ لَا يَذْكُرُونَ فِيهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَهُوَ أَصَحُّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ زَادَ شُعْبَةُ فِي إِسْنَادِ هَذَا الْحَدِيثِ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ وَكَأَنَّ حَدِيثَ سُفْيَانَ أَشْبَهُ.

قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مَا أَحَدٌ يَعْدِلُ عِنْدِي شُعْبَةَ وَإِذَا خَالَفَهُ سُفْيَانُ أَخَذْتُ بِقَوْلِ سُفْيَانَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ أَبَا عَمَّارٍ يَذْكُرُ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ: قَالَ شُعْبَةُ سُفْيَانُ أَحْفَظُ مِنِّي وَمَا حَدَّثَنِي سُفْيَانُ عَنْ أَحَدٍ بِشَيْءٍ فَسَأَلْتُهُ إِلَّا وَجَدْتُهُ كَمَا حَدَّثَنِي.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عبدالرحمن بن مہدی اور دیگر کئی ایک نے سفیان ثوری عن علقمہ بن مرثد عن ابی عبدالرحمن عن عثمان کی سند سے اسی طرح نبی ﷺ سے روایت کیا ہے جبکہ سفیان اس میں عن سعد بن عبیدہ کا ذکر نہیں کرتے۔

اور یحییٰ بن سعید قطان نے یہ حدیث عن سفیان وشعبۃ عن علقمۃ بن مرثد عن سعد بن عبیدۃ عن ابی عبدالرحمن عن عثمان کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔

اسی کے ساتھ ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا یحییٰ بن سعید عن سفیان وشعبۃ کی روایت سے بیان کیا۔

محمد بن بشار نے کہا کہ اسی طرح اس کو یحییٰ بن سعید نے عن سفیان وشعبہ کی سند سے کئی بار علقمہ بن مرثد عن سعد بن عبیدۃ عن ابی عبدالرحمن عن عثمان کی سند سے نبی کریم ﷺ سے نے بیان کیا۔

محمد بن بشار نے کہا کہ سفیان کے شاگرد اس سند میں عن سفیان عن سعد بن عبیدۃ کا واسطہ ذکر نہیں کرتے۔ محمد بن بشار نے کہا کہ یہی زیادہ صحیح ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند میں شعبہ نے سعد بن عبیدہ کا اضافہ کیا ہے گویا کہ سفیان کی روایت زیادہ مشابہ ہے۔

امام علی بن عبداللہ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے کہا کہ میرے نزدیک امام شعبہ کے پائے کا کوئی محدث نہیں لیکن جب سفیان اس کی مخالفت کرے تو میں سفیان کے قول کو اختیار کرتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابو عمار کو سنا وہ امام وکیع سے بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے کہا کہ سفیان مجھ سے زیادہ حافظ ہے۔ سفیان نے جب بھی کسی سے مجھے کوئی روایت بیان کی تو میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو اسی طرح پایا جیسے

اس (سفیان) نے مجھے بیان کیا تھا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعْدٍ.

اس باب میں سیّدنا علی اور سعد رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث گزشتہ۔

تخریج الحدیث:

2909: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)).

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اسے دوسروں کو سکھایا۔''

وَهٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث علی عن النبی ﷺ کو صرف عبدالرحمٰن بن اسحاق کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح بما قبله) صحيح الترمذي: ٢٣٢٦، اخرجه الدارمي: ٣٣٤٠، ابن عدي في الكامل: ٤/١٦١٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٣١٨، شرح مشكل الآثار: ٥١٢٦، ٥١٢٧

فوائد الحدیث: دنیا میں کئی ایک نیک اور اچھے کام ہیں جن کو کرنے والے بہترین لوگ ہیں لیکن قرآن مجید کی تعلیم و تعلّم اسے سیکھنا اور سکھانا سب سے بہترین کام ہے اور یہ کام کرنے والے سب سے بہترین لوگ ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے جس طرح خالق کو اپنی مخلوق پر برتری اور فوقیت ہے اسی طرح کلام اللہ کی تعلیم دینے اور حاصل کرنے والے بھی دوسرے لوگوں سے فوق اور برتر ہیں۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ مَا لَهُ مِنَ الأَجْرِ

قرآن کریم کا ایک حرف پڑھنے والے کا ثواب

2910: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الم حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی کتاب سے ایک حرف پڑھا تو اس کے لیے اس کے بدلے میں ایک نیکی ہے اور نیکی دس گنا ہے میں نہیں کہتا کہ: الٓمٓ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک (دوسرا) حرف ہے اور میم ایک (تیسرا) حرف ہے۔''

وَيُرْوَى هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَرَوَاهُ أَبُو الأَحْوَصِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَفَعَهُ بَعْضُهُمْ

یہ حدیث اس کے علاوہ دوسرے طریق سے سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی جاتی ہے، ابو الاحوص نے اسے ابن

وَوَقَفَهُ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

مسعود سے روایت کیا ہے ان میں سے بعض نے اسے مرفوع روایت کیا ہے جبکہ بعض نے اسے ابن مسعود سے موقوف روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ بَلَغَنِي أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ وُلِدَ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَمُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ يُكْنَى أَبَا حَمْزَةَ.

قتیبہ بن سعید کو بیان کرتے ہوئے سنا: وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ محمد بن کعب قرظی نبی ﷺ کی حیات میں پیدا ہوئے اور محمد بن کعب قرظی کی کنیت ابو حمزہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج الطحاوية: ١٣٩، تخريج المشكاة: ٢١٣٧

تخریج الحدیث: مختصر قيام الليل للمروزي: ٢٠٤، مستدرک حاکم: ١/٥٥٥، ٥٦٦، تاريخ بغداد: ١/٢٨٥۔ ٢٨٦، كتاب الزهد لابن المبارک: ٨٠٨، مصنف عبدالرزاق: ٥٩٩٣، ٦٠١٧، سنن الدارمي: ٣٣٠٨

فوائد الحدیث: قرآن مجید کا یہ اعزاز، عظمت اور فضیلت ہے کہ جو حرف بھی قرآن مجید کے کلمات کا حصہ بن گیا اس کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دس نیکیاں عطا فرماتے ہیں۔ یہ اعزاز دنیا کی کسی اور کتاب کو حاصل نہیں، کیونکہ کلام اللہ ہونے کا اعزاز بھی تو بحیثیت کتاب قرآن مجید کو حاصل ہے کسی اور کتاب کو نہیں۔

17- بَابُ مَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ إِلَى اللهِ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْهُ

بندے اللہ کا کسی اور چیز کے ذریعے ویسا تقریب حاصل نہیں کرتے جیسا وہ۔۔۔

2911: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خُنَيْسٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا أَذِنَ اللهُ لِعَبْدٍ فِي شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يُصَلِّيهِمَا، وَإِنَّ الْبِرَّ لَيُذَرُّ عَلَى رَأْسِ الْعَبْدِ مَا دَامَ فِي صَلَاتِهِ، وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ إِلَى اللهِ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْهُ)).

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بندہ جو دو رکعتیں پڑھتا ہے اس سے افضل بندے کی ایسی کوئی چیز نہیں جسے اللہ کان لگا کر سنتا ہو، نیکی بندے کے سر پر چھڑکی / پھیلائی جاتی ہے جب تک وہ نماز میں رہتا ہے، بندے کسی اور چیز کے ذریعے اللہ کا ویسا تقریب حاصل نہیں کرتے جیسا وہ اس چیز کے ذریعے کرتے ہیں جو اس سے نکلا ہے۔“

قَالَ أَبُو النَّضْرِ يَعْنِي: الْقُرْآنَ.

ابو النضر نے کہا: یعنی قرآن کے ذریعے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ.

یہ حدیث زید بن ارطاۃ عن جبیر بن نفیر کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی جاتی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ١٣٣٢، سلسلة الضعيفة: ١٩٥٧، ضعيف الترمذي: ٥٥٥، لیث ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٣٠٦

2912: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

سیّدنا جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ

الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّكُمْ لَنْ تَرْجِعُوا إِلَى اللهِ بِأَفْضَلَ مِمَّا خَرَجَ مِنْهُ)).
يَعْنِي: الْقُرْآنَ.

کے پاس اس سے بہتر کوئی چیز لے کر واپس نہیں جاؤ گے جو کہ اس سے خارج ہوئی ہے یعنی: قرآن۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَبَكْرُ بْنُ خُنَيْسٍ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَتَرَكَهُ فِي آخِرِ أَمْرِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور بکر بن خنیس پر ابن مبارک نے جرح کی ہے اور اس کی آخری عمر میں اس سے حدیث لینا ترک کر دیا تھا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٥٥٦، سلسلة الضعيفة: ١٩٥٧، مرسل ہے۔
تخریج الحدیث: المراسيل لابی داؤد: ٥٣٨، مستدرک حاكم: ١/٥٥٥، ٢/٤٤١
فوائد الحدیث: یہ دونوں روائتیں ضعیف ہیں لیکن یہ مسئلہ تو صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب نماز کی حالت میں ہوتا ہے۔ اور یہ کہ افضل نماز وہ ہے جس میں قیام لمبا ہو۔ کیونکہ جتنا لمبا قیام ہوگا اس میں کلام اللہ (قرآن مجید) کی قرات اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

18- بَابُ إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ

جسے قرآن کا کچھ حصہ بھی یاد نہ ہو تو وہ ویران گھر کی طرح ہے.....

2913: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظَبْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ)).
قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو قرآن کا کچھ بھی حصہ یاد نہ ہو تو وہ ویران گھر کی طرح ہے۔"

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٢١٣٥، ضعيف الترمذي: ٥٥٧، اخرجه الدارمي: ٣٣٠٩، قابوس ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٩٤٧
فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کے نفس مضمون کی تائید قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ہوتی ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت دلوں کو جلا بخشتی اور ایمان میں اضافہ کرتی ہے۔ جن گھروں میں قرآن مجید نہ پڑھا جائے وہ قبرستان کی مانند ہیں تو جس دل میں قرآن مجید کا کچھ بھی حصہ نہ ہوگا اس کی مثال کیا ہو سکتی ہے؟

2914: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قرآن والے سے کہا جائے گا: پڑھ اور

عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ بِهَا)).

اوپر چڑھ، اور اس طرح ترتیل سے پڑھ جس طرح تو دنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتا تھا، جہاں تو آخری آیت پڑھے گا وہی تیری منزل ہوگی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٢١٣٤، التعليق الرغيب: ٢/٢٠٨، الصحيحة: ٢٢٤٠، صحيح ابي داؤد: ١٣١٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٦٤، سنن نسائی کبریٰ: ٨٠٥٦، مسند احمد: ٦٧٩٩، صحيح ابن حبان: ٧٦٦

فوائد الحدیث: اس حدیث میں حافظ قرآن کی فضیلت ہے کہ اس کی جنّت کے درجات میں بلندی قرآن مجید کی تلاوت سے ہوگی۔ جتنا زیادہ قرآن یاد ہوگا اور آدمی ٹھہر ٹھہر کر پڑھے گا تو اتنے ہی درجات بلند ہوں گے۔

2915: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَجِيءُ صَاحِبُ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ حَلِّهِ فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ، ثُمَّ يَقُولُ يَا رَبِّ زِدْهُ فَيُلْبَسُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ يَا رَبِّ ارْضَ عَنْهُ فَيَرْضَى عَنْهُ، فَيُقَالُ لَهُ اقْرَأْ وَارْقَ وَيُزَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةً)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قرآن والا قیامت کے دن آئے گا تو وہ کہے گا: رب جی! اسے پوشاک پہنا، پس اسے عزت کا تاج پہنایا جائے گا، وہ (قرآن) پھر کہے گا: رب جی! اسے مزید دے، اسے عزت کا جوڑا پہنایا جائے گا، پھر وہ کہے گا: رب جی! اس سے راضی ہو جا، وہ اس سے راضی ہو جائے گا تو اسے کہا جائے گا: پڑھ اور اوپر چڑھ، ہر آیت کے بدلے اس کی نیکی بڑھا دی جائے گی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ.

محمد بن بشار نے ہمیں بیان کیا انہوں نے کہا: محمد بن جعفر نے ہمیں بیان کیا انہوں نے کہا: شعبہ نے عاصم بن بہدلہ عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے بیان کیا اور اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔ امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث عبدالصمد عن شعبہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

محمد بن بشار نے بیان کیا عبدالرحمن بن مہدی نے سفیان عن عاصم کے حوالے سے اسی اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ٢/٢٠٧، صحيح الترمذي: ٢٣٢٩

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ١/٥٥٢، مسند احمد: ١٠٠٨٧

فوائد الحدیث: قیامت کے دن حافظ قرآن کو اس قرآن مجید کی وجہ اور سفارش سے عزت، توقیر شان اور سارے لوگوں میں امتیاز اور زینت ملے گی سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا مستحق ہوگا۔ باقی لوگوں کو رضا والی خوشخبری جنّت میں ملے گی۔ حافظ قرآن کو حشر کے میدان میں ہی ملے گی۔

19- بَابُ لَمْ أَرَذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ أُوْتِيهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا

کسی شخص کا کوئی سورت یاد کر کے اسے بھلا دینا بہت بڑا گناہ ہے

2916: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الْوَرَّاقُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةِ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا)).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے اجر مجھ پر پیش کیے گئے حتیٰ کہ وہ تنکا بھی جسے آدمی مسجد سے نکال دیتا ہے، اور مجھ پر میری امت کے گناہ بھی پیش کیے گئے میں نے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی شخص نے کوئی سورت یا آیت یاد کی ہو اور پھر اس نے اسے بھلا دیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ وَذَاكَرْتُ بِهِ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَاسْتَغْرَبَهُ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَلَا أَعْرِفُ لِلْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ سَمَاعًا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا قَوْلَهُ حَدَّثَنِي مَنْ شَهِدَ خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ لَا نَعْرِفُ لِلْمُطَّلِبِ سَمَاعًا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ عَبْدُ اللهِ وَأَنْكَرَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ أَنْ يَكُونَ الْمُطَّلِبُ سَمِعَ مِنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے اسے نہ پہچانا اور اسے غریب جانا۔ امام بخاری نے کہا: ہم مطلب بن عبداللہ بن حنطب کا نبی ﷺ کے کسی ایک صحابی سے سماع کے متعلق نہیں جانتے۔ سوائے اس کے جو اس نے کہا: مجھے اس نے بیان کیا جس نے نبی ﷺ کا خطبہ خود سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن عبدالرحمن کو بیان کرتے ہوئے سنا، ہم مطلب کا نبی ﷺ کے کسی ایک صحابی سے سماع کے متعلق نہیں جانتے اور عبداللہ نے کہا: علی بن المدینی نے اس بات کا انکار کیا کہ مطلب کا انس رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہو۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٧٢٠، الروض النضير: ٧٢، ضعيف ابي داؤد: ٧١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٦١

فوائد الحدیث: یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ لیکن قرآن مجید کو بھول جانے کا جرم اور اس کی سنگینی تو قرآن مجید میں بھی بیان ہوئی ہے۔ اور بھول جانے سے مراد اس کے الفاظ کو بھلا دینا یا اس پر عمل نہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ (طٰہٰ ۱۲۴ تا ۱۲۶)

”جو شخص میرے ذکر قرآن مجید وغیرہ سے منہ پھیر لے گا تو اس کے لیے زندگی تنگ ہوگی اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا

کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا اے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا حالانکہ میں تو دیکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تو انہیں بھول گیا تو آج تجھے بھلا دیا جائے گا۔"

اس لیے قرآن مجید کو یاد کرنا چاہئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اس کی تعلیم کو عام کیا جائے اور اسے نظر انداز نہ کیا جائے۔ اللھم اجعل القران ربیع قلوبنا

20- بَابُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْأَلِ اللهَ بِهِ

جو قرآن پڑھے تو وہ اس کے ذریعے اللہ سے سوال کرے

2917: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى قَارِئٍ يَقْرَأُ ثُمَّ سَأَلَ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْأَلِ اللهَ بِهِ فَإِنَّهُ سَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُونَ بِهِ النَّاسَ)).

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک قاری کے پاس سے گزرے وہ قرآن پڑھ رہا تھا، پھر اس نے سوال کیا، تو انہوں نے (اناللہ وانا الیہ راجعون) پڑھا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو قرآن پڑھے تو وہ اس کے ذریعے اللہ سے سوال کرے، کچھ ایسے لوگ آئیں گے کہ وہ قرآن پڑھیں گے اور اس کے ذریعے لوگوں سے سوال کریں گے۔"

وَقَالَ مَحْمُودٌ وَهَذَا خَيْثَمَةُ الْبَصْرِيُّ الَّذِي رَوَى عَنْهُ جَابِرٌ الْجُعْفِيُّ وَلَيْسَ هُوَ خَيْثَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

محمود نے بیان کیا، یہ خیثمہ بصری ہے جس سے جابر جعفی نے روایت کیا، اور وہ خیثمہ بن عبدالرحمٰن نہیں۔

وَخَيْثَمَةُ هَذَا شَيْخٌ بَصْرِيٌّ يُكْنَى أَبَا نَصْرٍ قَدْ رَوَى عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَحَادِيثَ وَقَدْ رَوَى جَابِرٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ خَيْثَمَةَ هَذَا أَيْضًا أَحَادِيثَ.

یہ خیثمہ بصری ہے اور ابو نصر اس کی کنیت ہے۔ انہوں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ اور جابر جعفی نے اس خیثمہ سے بھی احادیث روایت کی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اس کی سند اعلیٰ درجے کی نہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسلة الصحيحة: ٢٥٧، صحيح الترمذي: ٢٣٣٠، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/ ٤٨٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٩٨٨٥، ١٩٩١٧، ١٤٨٥٥

فوائد الحدیث: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کی عظمت اور تقدس کا خیال رکھتے ہوئے اسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے کہ پہلے آدمی آیات کی تلاوت کرے اور پھر مانگنا شروع کر دے۔ ہاں! لوگ اپنی خوشی سے بن مانگے دے دیں تو یہ قرآن مجید کی برکت ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن والوں کو دنیا و آخرت میں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ لیکن اس کی قرات، تعلیم و تبلیغ اور وعظ، اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے ہونا چاہئے دنیاوی مفادات مطمع نظر نہ ہوں۔

2918: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا

سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

وَكِيعٌ حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ عَنْ أَبِي الْمُبَارَكِ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا آمَنَ بِالْقُرْآنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهُ)).

فرمایا: ”اس شخص کا قرآن پر ایمان نہیں جو اس کے محارم کو حلال جانتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَقَدْ خُولِفَ وَكِيعٌ فِي رِوَايَتِهِ. وَقَالَ مُحَمَّدٌ أَبُو فَرْوَةَ يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ الرُّهَاوِيُّ لَيْسَ بِحَدِيثِهِ بَأْسٌ إِلَّا رِوَايَةَ ابْنِهِ مُحَمَّدٍ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَرْوِي عَنْهُ مَنَاكِيرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِيهِ هَذَا الْحَدِيثَ فَزَادَ فِي هَذَا الإِسْنَادِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ صُهَيْبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد قوی نہیں۔ وکیع کی اس کی روایت میں مخالفت کی گئی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابو فروہ یزید بن سنان رہاوی کی روایت میں کوئی حرج نہیں سوائے اس کے بیٹے محمد کی اس روایت میں جسے وہ اس سے روایت کرتا ہے کیونکہ وہ اس سے منکر روایات روایت کرتا ہے۔ امام ترمذی نے کہا: محمد بن یزید بن سنان نے اس حدیث کو اپنے باپ سے روایت کیا ہے اور اس نے اس اسناد میں یہ اضافہ کیا ہے: عن مجاہد عن سعید بن مسیب عن صہیب۔

وَلَا يُتَابَعُ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ عَلَى رِوَايَتِهِ وَهُوَ ضَعِيفٌ وَأَبُو الْمُبَارَكِ رَجُلٌ مَجْهُولٌ.

محمد بن یزید کی اس کی روایت پر متابعت نہیں کی جاتی اور وہ ضعیف ہے اور ابو مبارک مجہول شخص ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٢٢٠٣ التحقيق الثاني، یزید بن سنان ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٠/٥٣٧، معجم الكبير للطبرانی: ٧٢٩٥، ابن عدی فی الكامل: ٨/٢٧٢٤

فوائد الحدیث: روایت کی سند میں ضعف کے باوجود، دوسرے دلائل سے یہ بات حقیقت ہے کہ جو شخص قرآن مجید کے احکام پر عمل نہیں کرتا اگر اس کے اوامر کو اپناتا نہیں اور اس کی نواھی سے بچتا نہیں تو اس کا قرآن مجید پر ایمان نہیں۔ اگر وہ اسے سچی کتاب سمجھتا تو کبھی بھی اس کے محارم کو حلال نہ جانتا۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ایمان صرف زبان سے اقرار کا نام نہیں بلکہ اس کے لیے اعمال سے تصدیق بھی ضروری ہے۔

2919: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((الْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ)).

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اونچی آواز سے قرآن پڑھنے والا دکھلا کر صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور پست آواز سے قرآن پڑھنے والا چھپا کر صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الَّذِي يُسِرُّ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَفْضَلُ مِنَ الَّذِي يَجْهَرُ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِأَنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ أَفْضَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ صَدَقَةِ الْعَلَانِيَةِ وَإِنَّمَا مَعْنَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لِكَيْ يَأْمَنَ الرَّجُلُ مِنَ الْعُجْبِ لِأَنَّ

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص پست آواز سے قرآن پڑھتا ہے تو وہ بلند آواز سے قرآن پڑھنے والے سے افضل ہے۔ کیونکہ چھپا کر صدقہ کرنا اہل علم کے نزدیک علانیہ صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ اور اہل علم کے نزدیک اس کا

الَّذِي يُسِرُّ الْعَمَلَ لَا يُخَافُ عَلَيْهِ الْعُجْبُ مَا يُخَافُ عَلَيْهِ مِنْ عَلَانِيَتِهِ.

معنی یہ ہے کہ آدمی خود پسندی سے بچ جائے۔ کیونکہ جو شخص چھپا کر عمل کرتا ہے تو اس پر خود پسندی کا اندیشہ نہیں جتنا علانیہ میں اندیشہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) تخريج مشكاة: ٢٢٠٢ التحقيق الثاني، صحيح ابي داؤد: ١٢٠٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٣٣٣، سنن نسائی: ٣/٢٢٥، ٥/٨٠، مسند احمد: ١٧٣٦٨، صحيح ابن حبان: ٧٣٤

فوائد الحدیث: اس حدیث میں قرآن مجید کی قرات کو صدقہ کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے کہ اگر تو انسان ریاکاری کے لئے قرآن مجید پڑھتا ہے تو ریاکاری سے صدقہ کرنے والے کی طرح اس کا اجر بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ اور اگر ریاکاری سے بچنے کے لیے پوشیدہ طور پر تلاوت کرے تو پھر اس صورت میں بہتر ہے۔ اور اگر لوگوں کو توجہ اور ترغیب کے لیے جہراً بلند آواز سے قرأت کرے تو پھر اس طرح بھی اچھا ہے۔ یعنی دونوں صورتوں میں نیت پر انحصار ہے۔ جیسی نیت ہوگی ویسا نتیجہ مرتب ہوگا۔

21- بَابُ قِرَاءَةِ سُوْرَةُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَالزُّمَرِ قَبْلَ النَّوْمِ

سونے سے پہلے سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ الزمر پڑھنا

2920: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ عَلَى فِرَاشِهِ حَتَّى يَقْرَأَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالزُّمَرَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ الزمر پڑھ کر سویا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو لُبَابَةَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ قَدْ رَوَى عَنْهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ غَيْرَ حَدِيثٍ وَيُقَالُ اسْمُهُ مَرْوَانُ. أَخْبَرَنِي بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ فِي كِتَابِ التَّارِيخِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابولبابہ، بصری الشیخ ہیں۔ ان سے حماد بن زید نے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ اور ان کا نام مروان بتایا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التاریخ میں ہمیں یہی بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٦٤١، صحيح الترمذي: ٢٣٣٢

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧١٢، مسند احمد: ٢٤٣٨٨

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ سے جو مختلف اوقات میں مختلف اوراد و وظائف ملتے ہیں یا قرآن مجید کی بعض مواقع پر مختلف سورتوں کی تلاوت کی احادیث بیان ہوئی ہیں تو ان میں کسی میں بھی تعارض اور اختلاف نہیں۔

آپ ﷺ یہ تمام وظائف کرتے تھے لیکن کبھی مکمل اور کبھی ان کا بعض حصہ تو جس صحابی نے جس وقت سنا اس نے بیان کر دیا۔

رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔

2921: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بِلَالٍ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ

سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سونے سے پہلے مسبحات (سَبَّحَ اور يُسَبِّحُ سے شروع ہونے والی سورتیں) پڑھا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ فرماتے: "ان میں

يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرْقُدَ وَيَقُولُ ((إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ)).

ایک آیت ہے جو کہ ہزار آیت سے بہتر ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) التعليق الرغيب: ١/ ٢١٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٠٥٧، سنن نسائی کبریٰ: ٨٠٢٦، عمل اليوم والليلةللنسائی: ٧١٣، ٧١٤، مسند احمد: ١٧١٦٠

فوائد الحدیث: قرآن مجید کی جن سورتوں کا آغاز "تسبیح" کے مادے سے ہوتا ہے انہیں "مسبحات" کہتے ہیں اور یہ کل سات سورتیں ہیں جن میں۔

ایک سورت "سُبْحَان" سے شروع ہوئی ہے (سورۃ بنی اسرائیل)۔

تین سورتیں "سَبَّحَ" سے شروع ہوتی ہیں (حدید، حشر اور صف)۔

دو سورتیں "يُسَبِّحُ" سے شروع ہوتی ہیں۔ (جمعہ اور تغابن)۔

ایک سورۃ "سَبِّحِ" سے شروع ہوتی ہے۔ (سورۃ الاعلیٰ)۔

22- بَابُ فِي فَضْلِ قِرَاءَةِ آخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ

سورۂ الحشر کی آخری آیات پڑھنے کی فضیلت

2922: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ أَبُو الْعَلَاءِ الْخَفَّافُ حَدَّثَنِي نَافِعُ بْنُ أَبِي نَافِعٍ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَقَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللهُ بِهِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ مَاتَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيدًا وَمَنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ)).

سیّدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص صبح کے وقت تین بار یہ پڑھتا ہے: (اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم) اور پھر سورۂ الحشر کی آخری تین آیات پڑھتا ہے تو اللہ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر و مامور فرما دیتا ہے جو صبح سے شام ہونے تک اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں، اگر وہ اس روز فوت ہو جائے تو وہ شہید کی موت مرتا ہے، اور جو شخص شام کے وقت انہیں پڑھتا ہے تو اسے بھی یہی مقام ملتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ٢/ ٢٢٥، ضعيف الترمذي: ٥٦٠، خالد بن طہمان مختلط ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٣٠٦

فوائد الحدیث: یہ روایت بھی ضعیف ہے لیکن مسئلہ فی نفسہ ایسا ہی ہے کہ قرآن مجید کو صاف ستھرا ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہئے کہ ہر

حرف اور کلمہ سمجھ میں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا:
وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ (المزمل:۴) "اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو"۔
اور قیامت کے دن حافظ قرآن کو کہا جائے گا۔ ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا (دیکھئے حدیث نمبر ۲۹۱۴)

23- بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ كَانَ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کی قراءت

2923: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَلَاتِهِ، فَقَالَتْ مَا لَكُمْ وَصَلَاتَهُ كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى ثُمَّ يُصَلِّي قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى حَتَّى يُصْبِحَ ثُمَّ نَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا.

یعلی بن مملک سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کی قراءت اور نماز کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: تمہارا آپ ﷺ کی نماز سے کیا سروکار؟ آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے، پھر نماز پڑھنے کے وقت کے برابر سو جاتے تھے، پھر سونے کی مقدار کے برابر نماز پڑھتے تھے، پھر نماز پڑھنے کے برابر سو جاتے تھے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی تھی۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کی قراءت کے متعلق بتایا۔ انہوں نے قراءت کی یہ تفسیر بیان کی کہ وہ الگ الگ ایک ایک حرف

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.
وَقَدْ رَوَى ابْنُ جُرَيْجٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ. وَحَدِيثُ اللَّيْثِ أَصَحُّ.

تھی۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اسے صرف لیث بن سعد عن ابن ابی ملیکہ عن یعلی بن مملک عن ام سلمہ کی روایت سے جانتے ہیں۔
ابن جریج نے اس حدیث کو ابن ابی ملیکہ کی سند سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ اپنی قراءت کو قطع / ایک ایک حرف جدا جدا کیا کرتے تھے، لیث کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف الترمذي: ٥٦١، ضعيف ابي داؤد: ٢٦٠، تخريج المشكاة: ١٢١٠
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٤٦٦، سنن نسائی: ٢/١٨١، ٣/٢١٤، مسند احمد: ٢٦٥٢٦، شرح مشكل الآثار: ٥٤٠٨

2924: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ هُوَ رَجُلٌ بَصْرِيٌّ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ كَانَ يُوتِرُ

سیّدنا عبداللہ بن ابی قیس (بصرہ کے رہنے والے) نے بیان کیا، میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے متعلق پوچھا کہ آپ ﷺ کس طرح وتر پڑھا کرتے تھے۔ رات

مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ مِنْ آخِرِهِ فَقَالَتْ كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَصْنَعُ رُبَّمَا أَوْتَرَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَرُبَّمَا أَوْتَرَ مِنْ آخِرِهِ. فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الأَمْرِ سَعَةً فَقُلْتُ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَتُهُ أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَجْهَرُ؟ قَالَتْ كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، قَدْ كَانَ رُبَّمَا أَسَرَّ وَرُبَّمَا جَهَرَ، قَالَ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الأَمْرِ سَعَةً قُلْتُ فَكَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَابَةِ؟ أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَتْ كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ فَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ قُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الأَمْرِ سَعَةً.

کے اول حصے میں یا اس کے آخری حصے میں؟ انہوں نے فرمایا: آپ ہر طرح پڑھ لیا کرتے تھے، بسا اوقات آپ ﷺ نے رات کے آغاز پر وتر پڑھے اور بسا اوقات رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے، میں نے کہا: الحمدللہ، جس نے دین میں وسعت رکھی۔ میں نے کہا: آپ ﷺ کی قراءت کس طرح تھی آپ ﷺ پست آواز سے قراءت کرتے تھے یا بلند آواز سے؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ ہر دو طرح سے قراءت کرتے تھے، بسا اوقات پست آواز سے قراءت کی اور بسا اوقات بلند آواز سے۔ میں نے کہا: الحمدللہ، جس نے دین میں وسعت رکھی۔ میں نے کہا: آپ ﷺ جنابت میں کس طرح کرتے تھے؟ آپ ﷺ سونے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے یا غسل کرنے سے پہلے سو جایا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ ہر دو طرح سے کر لیا کرتے تھے، بسا اوقات غسل کر لیتے اور پھر سو جاتے۔ اور بعض اوقات وضو کر کے سو جاتے تھے۔ میں نے کہا: الحمدللہ جس نے دین میں وسعت رکھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریق سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٢٢ و ١٢٩١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٠٧، سنن ابو داود: ٢٢٦، ١٤٣٧، مسند احمد: ٢٤٢٠٢، صحيح ابن حبان: ٢٤٤٧، سنن النسائي: ١/١٢٥۔ ١٢٦، ١٩٩

فوائد الحدیث: ١۔ اس حدیث سے قرآن مجید کو دونوں طرح جہراً (بلند آواز سے) "سراً" (پوشیدہ آواز سے) پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔

٢۔ وتر رات کے کسی بھی حصے میں پڑھے جا سکتے ہیں یہ نماز تہجد کا حصہ ہیں۔ امت کی سہولت کے لیے عشاء کے ساتھ پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

٣۔ غسل جنابت فوری کرنا (اگرچہ افضل ہے لیکن ضروری نہیں) یا فجر کی نماز تک اسے موخر (لیٹ) کیا جا سکتا ہے۔

24- بَابُ أَلاَ رَجُلٌ يَحْمِلُنِيْ إِلَى قَوْمِهِ لِأُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّيْ

کیا ایسا کوئی شخص نہیں جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے جائے تاکہ میں اپنے رب کا کلام پہنچا سکوں

2925: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ موقف

كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْرِضُ نَفْسَهُ بِالْمَوْقِفِ، فَقَالَ ((أَلَا رَجُلٌ يَحْمِلُنِي إِلَى قَوْمِهِ فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي)).

(عرفات) میں اپنے آپ کو پیش کرتے اور فرماتے: ''کیا ایسا کوئی شخص نہیں جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے جائے کیونکہ قریش نے مجھے منع کر رکھا ہے کہ میں اپنے رب کا کلام پہنچا سکوں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ١٩٤٧، صحيح الترمذي: ٢٣٣٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٣٤، سنن ابن ماجه: ٢٠١، سنن نسائی کبریٰ: ٧٧٢٧، مسند احمد: ١٥١٩٢

فوائد الحدیث: ۱۔ ایک مبلغ آدمی کو قرآن وحدیث کی تبلیغ کے لیے اسی طرح سے حریص اور کوشاں ہونا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچ جائے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ حج کے موقعہ پر مختلف بازاروں اور مواقف پر کہ جہاں لوگوں کی کثیر تعداد موجود ہوتی تشریف لے جاتے اور فریضہ تبلیغ ادا فرماتے۔

۳۔ ہر واعظ اور مبلغ کو جب بھی موقعہ ملے تو کوئی نہ کوئی ایک حدیث بیان کر کے اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے لیے اشتہارات اور اعلان کو لازمی قرار نہ دے۔

25- بَابٌ

باب

2926: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي، عَنْ مَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ، وَفَضْلُ كَلَامِ اللهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ''جس شخص کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے مانگنے سے مشغول کر دیا تو میں اسے مانگنے والوں کو ملنے والی چیز سے بہتر عطا کرتا ہوں، اللہ کے کلام کو دیگر کلاموں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح اللہ کو اپنی مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) تخريج المشكاة: ٢١٣٦، الضعيفة: ١٣٣٥، ضعيف الترمذي: ٥٦٢، محمد بن الحسن ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن الدارمی: ٣٣٥٦

فوائد الحدیث: روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن قرآن مجید کا کلام اللہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی مخلوق کے کلام پر فضیلت بھی قرآن وحدیث سے ثابت اور مسلمہ ہے۔ کیونکہ رب تعالیٰ خالق ہے اور باقی کائنات مخلوق۔ تو خالق و مخلوق برابر تو نہیں ہو سکتے۔

44

أَبْوَابُ الْقِرَاءَتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

قراءت کا بیان

1- بَابُ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۂ الفاتحہ کے متعلق

2927: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ يَقُولُ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ثُمَّ يَقِفُ ﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ ثُمَّ يَقِفُ وَكَانَ يَقْرَؤُهَا ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ اپنی قراءت الگ الگ پڑھا کرتے تھے آپ ﷺ پڑھتے تھے: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)) پھر ٹھہرتے اور پڑھتے: ((الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ))، پھر ٹھہرتے اور اسے پڑھتے: ((مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَبِهِ يَقُولُ أَبُو عُبَيْدٍ وَيَخْتَارُهُ هَكَذَا رَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ وَغَيْرُهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ لِأَنَّ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا وَصَفَتْ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ حَرْفًا حَرْفًا وَحَدِيثُ اللَّيْثِ أَصَحُّ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ وَكَانَ يَقْرَأُ (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ابو عبید بھی یہی پڑھتے ہیں اور اسے ہی اختیار کیا ہے، یحییٰ بن سعید اموی اور دیگر نے اسے ابن جریج عن ابن ابی ملیکہ عن ام سلمہ کی سند سے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد متصل نہیں کیونکہ لیث بن سعد نے اس حدیث کو ابن ابی ملیکہ عن یعلی بن مملک عن ام سلمۃ کی سند سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی قراءت ایک ایک حرف (الگ الگ) بیان کی۔ اور لیث کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ) پڑھنے کا ذکر لیث والی حدیث میں نہیں کہ آپ ﷺ ((مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ)) پڑھتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٣٤٣، المشكاة: ٢٢٠٥، مختصر الشمائل: ٢٧٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٦٤٧٠، أ٢٦٤٥، ٢٦٥٨٣، سنن ابو داود: ٤٠٠١، شرح مشكل الآثار: ٥٤٠٥

فوائد الحدیث: (۱) ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی قرأت کو بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے اور ہر آیت پر وقف فرماتے تھے۔

(۲) سورہ فاتحہ میں مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (الف کے ساتھ پڑھنا) اور مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (الف کے بغیر پڑھنا) دونوں طرح منقول ہے۔ ہمارے ہاں معروف قرأت الف کے ساتھ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ ہے۔

2928: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَأُرَاهُ قَالَ وَعُثْمَانَ كَانُوا يَقْرَءُونَ ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ (الفاتحه: ٤).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما، میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ ((مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ)) پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هَذَا الشَّيْخِ أَيُّوبَ بْنِ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف زہری عن انس بن مالک کی حدیث کو اس الشیخ ایوب بن سوید رملی کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

وَقَدْ رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَقْرَءُونَ ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ (الفاتحه: ٤).

زہری کے بعض اصحاب نے اس حدیث کو زہری سے روایت کیا کہ نبی ﷺ، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ) پڑھا کرتے تھے۔

وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَقْرَءُونَ ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾.

اور عبد الرزاق نے معمر عن الزہری عن سعید بن المسیب کی سند سے بیان کیا کہ "نبی کریم ﷺ، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔"

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ضعيف الترمذي: ٥٦٣، ایوب بن سوید ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: شرح مشكل الآثار: ٥٤١٩

فوائد الحدیث: روایت سند اً ضعیف ہے، اس میں بھی خلفاء ثلاثہ (سیّدنا ابو بکر صدیق، سیّدنا عمر بن خطاب اور سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم) سے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (الف کے ساتھ) پڑھنا بیان ہوا ہے۔

2929: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ ﴿أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ﴾

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ((أَنَّ النفسَ بِالنفسِ والعينُ بالعينِ)) پڑھا۔

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ

سوید بن نصر نے حدثنا عبد اللہ عن یونس بن یزید کی سند سے

يَزِيدَ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو عَلِيٍّ بْنُ يَزِيدَ هُوَ أَخُو يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. قَالَ مُحَمَّدٌ تَفَرَّدَ ابْنُ الْمُبَارَكِ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ وَهَكَذَا قَرَأَ أَبُو عُبَيْدٍ ﴿وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ﴾ اتِّبَاعًا لِهَذَا الْحَدِيثِ.

اس کی مثل روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا: ابو علی بن یزید یہ یونس بن یزید کے بھائی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابن مبارک کا یونس بن یزید سے اس حدیث میں تفرد ہے، اور ابو عبید نے اس حدیث کی اتباع کرتے ہوئے ﴿وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ﴾ پڑھا۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابو علی بن یزید مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٧٧، ٣٩٧٦، مسند احمد: ١٣٢٤٩

فوائد الحدیث: یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

عربی کلام میں بعض اوقات اعراب ظاہر کچھ ہوتا ہے جبکہ حقیقت میں اعراب کوئی اور ہوتا ہے۔ ایسی صورت کو بولتے ہیں "محلی اعراب" یعنی ظاہری اعراب تو یہ ہے لیکن محلی اعراب یہ ہے۔

آیت مبارکہ میں بھی اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ میں پہلا "النفس" ان کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، لیکن حقیقت میں (یعنی، محلًا) مرفوع ہے، تو معروف قرأت کے مطابق پہلے "العین" کا عطف "النفس" پر ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھا جاتا ہے، لیکن بعض قراء کرام اس کا اعراب "ظاہر" پر نہیں بلکہ "محل" پر سمجھ کر "العینُ" مرفوع پڑھتے ہیں۔

2930: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمَ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ ﴿هَلْ تَسْتَطِيعُ رَبَّكَ﴾ (المائدة: ١١٢).

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس طرح پڑھا: ((هل تستطيعُ ربَّك))

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ. وَرِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ الإِفْرِيقِيُّ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف رشدین بن سعد کے حوالے سے جانتے ہیں، اس کی اسناد قوی نہیں۔ رشدین بن سعد اور عبد الرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی دونوں حدیث میں ضعیف قرار دیے جاتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ضعيف الترمذي: ٥٦٥

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبراني: ٢٠/١٢٨، مسند الشاميين: ٢٢٤٤، مستدرک حاکم: ٢/٢٣٨

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت بھی ضعیف ہے، اعراب کی صورت یہ ہے کہ:

سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۱۱۲ میں بیان ہوا ہے کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ

هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ کیا آپ کا رب طاقت رکھتا ہے کہ وہ دستر خوان اتارے، تو نازل کر دے۔

اس میں لفظ "رب" کو "يَسْتَطِيعُ" کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع پڑھا جاتا ہے، جبکہ حدیث الباب کے مطابق لفظ "رب" منصوب

پڑھا جائے گا، اور اس سے پہلے عبارت محذوف نکالی جائے گی تو جملہ کچھ یوں بنے گا۔ هل تستطيع ان تسئل ربك "يَسْتَطِيْعُ" کو غائب کی بجائے "تستطيع" مخاطب کا صیغہ بنایا جائے گا اور "ان تسئل" کے الفاظ محذوف مان کر لفظ "رب" کو اس کا مفعول بنا کر منصوب پڑھا جائے گا ترجمہ یوں ہوگا۔ (اے عیسیٰ علیہ السلام کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو اپنے رب سے سوال کرے)

(۲) لیکن معروف قرأت لفظ "رب" کے مرفوع والی درست ہے، حدیث الباب ضعیف ہے۔

2- بَابُ وَمِنْ سُورَةِ هُودٍ

سورۂ ھود میں سے

2931: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَؤُهَا ﴿إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ﴾ (هود: ٤٦).

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اسے اس طرح پڑھا کرتے تھے: ((إنه عَمِلَ غير صالحٍ))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ نَحْوَ هَذَا وَهُوَ حَدِيثُ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کو کئی ایک نے ثابت بنانی سے اسی مانند روایت کیا ہے، اور یہ ثابت بنانی کی روایت ہے۔

وَرُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ. قَالَ وَسَمِعْتُ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ يَقُولُ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ هِيَ أُمُّ سَلَمَةَ الأَنْصَارِيَّةُ.

اور یہ حدیث شہر بن حوشب عن اسماء بنت یزید کے حوالے سے بھی روایت کی گئی ہے، انہوں نے کہا میں نے سنا عبد بن حمید بیان کرتے ہیں: اسماء بنت یزید یہ ام سلمہ انصاریہ ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: كِلَا الْحَدِيثَيْنِ عِنْدِي وَاحِدٌ، وَقَدْ رَوَى شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ غَيْرَ حَدِيثٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ الأَنْصَارِيَّةِ، وَهِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا.

امام ترمذی نے کہا: میرے نزدیک دونوں حدیثیں ایک ہی ہیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا گیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٢٨٠٩، صحيح الترمذي: ٢٣٣٦

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٣٩٨٢، ٣٩٨٣، مسند احمد: ٢٦٥١٨، ٢٧٥٦٩، التاريخ الكبير للبخاری: ١/٢٨٦۔ ٢٨٧

فوائد الحديث: اس قرأت کے مطابق سورہ ہود کی آیت نمبر ۴۶ میں عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ، "عَمَلٌ" کو مصدر پڑھا جاتا ہے۔ اور "غَيْرُ صَالِحٍ" اس کی صفت ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ لیکن حدیث الباب کی قرأت کے مطابق "عَمِلَ" ماضی، پڑھا گیا ہے اور "غَيْرُ صَالِحٍ" کو اس کا مفعول بنا کر نصب دیا گیا ہے۔ جبکہ موجودہ قرأت حفص میں یہ دونوں مرفوع ہی ہیں، جیسا کہ آئندہ حدیث میں بھی بیان ہوا ہے۔

2932: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَحَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَا حَدَّثَنَا هَارُونُ النَّحْوِيُّ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت: ((إِنَّهُ عَمَلٌ غيرُ صالحٍ)) کو اس طرح پڑھا۔

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾.

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٢٨٠٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٨٢، ٣٩٨٣، مسند احمد: ٢٦٥١٨، ٢٧٥٦٩، التاريخ الكبير للبخاري: ٢٨٦/١- ٢٨٧

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ سے سورہ ہود میں عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ، مرفوع ہی ذکر ہوا ہے۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۹۳۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)۔

3- بَابُ وَمِنْ سُورَةِ الْكَهْفِ

سورۂ الکہف میں سے

2933: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ بَصْرِيٌّ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَارِيَةِ الْعَبْدِيُّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ ﴿قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا﴾ (الكهف: ٧٦) مُثَقَّلَةً.

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے اس طرح پڑھا: ((قد بلغت من لدني عذراً))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

وَأُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ ثِقَةٌ وَأَبُو الْجَارِيَةِ الْعَبْدِيُّ شَيْخٌ مَجْهُولٌ لَا أَدْرِي مَنْ هُوَ وَلَا يُعْرَفُ اسْمُهُ.

امیہ بن خالد ثقہ ہے، اور ابو جاریہ عبدی مجہول شخص ہے، میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے ہم اس کا نام نہیں جانتے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ضعيف الترمذي: ٥٦٦، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣٣/ ١٨٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٨٥، مسند احمد: ٢١١٢٣، ٢١١٢٤، صحيح ابن حبان: ٦٣٢٦

فوائد الحدیث: سورۃ الکہف کی آیت نمبر ۷۶ میں مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝ میں "لَدُنِّي" کا نون مشدد بھی پڑھا گیا ہے جیسا کہ حدیث الباب میں بھی ہے اور معروف قرأت بھی، اور بغیر تشدید کے مخفف بھی پڑھا گیا ہے۔ "مِنْ لَدُنِي" دونوں قرائتیں موجود ہیں اور درست بھی لیکن زیادہ افضل نون مشدد کے ساتھ "مِنْ لَّدُنِّيْ" ہے۔

2934: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ مِصْدَعٍ أَبِي يَحْيَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ ﴿فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ﴾ (الكهف: ٨٦).

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ((فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ)) پڑھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَالصَّحِيحُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قِرَاءَتُهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور صحیح وہ ہے جو ابن

وَيُرْوَى أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَعَمْرَو بْنَ الْعَاصِ اخْتَلَفَا فِي قِرَاءَةِ هَذِهِ الآيَةِ وَارْتَفَعَا إِلَى كَعْبِ الأَحْبَارِ فِي ذَلِكَ فَلَوْ كَانَتْ عِنْدَهُ رِوَايَةٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَاسْتَغْنَى بِرِوَايَتِهِ، وَلَمْ يَحْتَجْ إِلَى كَعْبٍ.

عباس رضی اللہ عنہما سے ان کی قراءت مروی ہے۔ یہ بھی روایت کیا جاتا ہے کہ ابن عباس اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نے اس آیت کی قراءت میں اختلاف کیا ہے اور ان دونوں حضرات نے اس بارے میں کعب الاحبار کی طرف رجوع کیا ان کے پاس نبی ﷺ کی روایت ہوتی تو وہ اپنی روایت کے ذریعے بے نیاز ہو جاتے اور انہیں کعب کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔

حکم الحدیث: (صحيح المتن) صحيح الترمذي: ٢٣٣٧، اخرجه الطيالسي: ٥٣٦، الطبري في تفسيره: ١٢/١٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٨٦، شرح مشكل الآثار : ٢٨٣

فوائد الحدیث: (۱) سورۃ الکہف کی آیت نمبر ۸۶ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ کو "فِي عَيْنٍ حَامِئَةٍ" پڑھنا بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ اس لیے دونوں طرح درست ہے۔

(۲) "حَمِئَة" کا معنی ہے "کیچڑ، سیاہ مٹی" اور "حَامِئَة" کا معنی ہے "گرم پانی"۔

4- بَابُ وَمِنْ سُورَةِ الرُّومِ

سورۃ الروم میں سے

2935: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ الأَعْمَشِ، عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلَى فَارِسَ فَأَعْجَبَ ذَلِكَ الْمُؤْمِنِينَ فَنَزَلَتْ ﴿الم غُلِبَتِ الرُّومُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ﴾ (الروم: ٤) قَالَ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِظُهُورِ الرُّومِ عَلَى فَارِسَ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جس دن غزوہ بدر تھا اسی دن رومی فارس والوں پر غالب آئے تو اس نے مومنوں کو تعجّب میں ڈال دیا، تو یہ آیت نازل ہوئی: ((الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّومُ)) سے ((يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ)) تک۔ راوی نے بیان کیا، مومن رومیوں کے فارس پر غالب آنے کی وجہ سے خوش ہوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَيُقْرَأُ غَلَبَتْ وَغُلِبَتْ يَقُولُ كَانَتْ غُلِبَتْ ثُمَّ غَلَبَتْ هَكَذَا قَرَأَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ غَلَبَتْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے اس طریق سے، دونوں طرح پڑھا جاتا ہے: غَلَبَتْ اور غُلِبَتْ۔ وہ بیان کرتے ہیں: غُلِبَتْ تھا پھر غَلَبَتْ ہو گیا۔ نصر بن علی نے اسی طرح غَلَبَتْ پڑھا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٣٣٨، اخرجه الطبري في تفسيره: ٢٠/٢١

فوائد الحدیث: سورہ الروم کے شروع میں بعض نے "غُلِبَتْ" مجہول پڑھا ہے اور بعض نے "غَلَبَتْ" معروف پڑھا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے "غُلِبَتْ" مجہول ہی تھا کہ (مغلوب کر دیے گئے) پھر "غَلَبَتْ" معروف ہو گیا کہ (وہ غالب آ گئے)۔ کیونکہ پہلے رومیوں کو شکست ہوئی تھی بعد میں وہ ایرانیوں پر غالب آ گئے۔

تشریح اس "متن" کی مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔ "عہد رسالت میں دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ایک فارس (ایران) کی، دوسری روم کی۔ اول الذکر حکومت آتش پرست اور دوسری عیسائی، یعنی اہل کتاب تھی۔ مشرکین مکہ کی ہمدردیاں فارس کے ساتھ تھیں کیونکہ دونوں مشرک تھے، جبکہ مسلمانوں کی ہمدردیاں روم کی عیسائی حکومت کے ساتھ تھیں، اس لیے کہ عیسائی بھی مسلمانوں کی طرح اہل کتاب تھے اور وحی و رسالت پر یقین رکھتے تھے۔ ان کی آپس میں ٹھنی رہتی تھی۔ نبی ﷺ کی بعثت کے چند سال بعد ایسا ہوا کہ فارس کی حکومت عیسائی حکومت پر غالب آگئی جس پر مشرکوں کو خوشی اور مسلمانوں کو غم ہوا۔ اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں جن میں یہ پیش گوئی کی گئی کہ (بضع سنین) "چند سال" کے اندر رومی پھر غالب آجائیں گے۔ اور غالب (ایران) مغلوب ہو جائیں گے۔ بظاہر اسباب یہ پیش گوئی ناممکن العمل نظر آتی تھی، تاہم مسلمانوں کو اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے یقین تھا کہ ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ اس لیے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابو جہل سے یہ شرط باندھ لی کہ رومی پانچ سال کے اندر دوبارہ غالب آجائیں گے۔ نبی ﷺ کے علم میں یہ بات آئی تو فرمایا کہ (بضع) کا لفظ تین سے لے کر نو (۹) تک کے عدد کے لیے استعمال ہوتا ہے تم نے پانچ سال کی مدت کم رکھی ہے، اس میں اضافہ کر لو، چنانچہ آپ کی ہدایت کے مطابق سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس مدت میں اضافہ کروالیا۔ اور پھر ایسا ہی ہوا کہ رومی ۹ سال کی مدت کے اندر اندر یعنی ساتویں سال دوبارہ فارس پر غالب آگئے، جس سے یقیناً مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی۔" (تفسیر احسن البیان ص ۹۲۰، تفسیر سورۃ الروم)

2936: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ النَّحْوِيُّ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ﴿خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ﴾ (الروم: ٥٤) فَقَالَ مِنْ ضُعْفٍ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے سامنے ((خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ)) پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (مِنْ ضُعْفٍ) پڑھو۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

عبد بن حمید نے ہمیں بیان کیا انہوں نے کہا: یزید بن ہارون نے فضیل بن مرزوق عن عطیہ عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف فضیل بن مرزوق کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) الروض النضير: ٥٣٠، اخرجه الحاكم: ٢/٢٤٧، صحيح الترمذي: ٢٣٣٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٧٨، مسند احمد: ٥٢٢٧

فوائد الحدیث: (۱) سورۃ الروم کی آیت نمبر ۵۴ میں "من ضعف" کو پیش کے ساتھ "من ضُعفٍ" اور زبر کے ساتھ "من ضَعْفٍ" دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

(۲) پیش والی قرأت قریشیوں کی ہے اور زبر والی قرأت بنو تمیم کی۔

5- بَابُ وَمِنْ سُورَةِ الْقَمَرِ

سورۂ القمر میں سے

2937: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ (القمر: ١٥).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ((فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ)) پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٣٤٠، اخرجه ابويعلى: ٥٣٢٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٣٤١، صحيح مسلم: ٨٢٣، سنن ابو داود: ٣٩٩٤، سنن نسائی کبریٰ: ١١٥٥٥، مسند احمد: ٣٧٥٥، ٣٨٥٣، صحيح ابن حبان: ٦٣٢٧

فوائد الحدیث: سورہ القمر میں فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ کو تعلیل اور ادغام کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یعنی "مُدَّكِرٍ" اصل میں "مُذْتَكِرٌ" تھا۔ باب افتعال کے فاکلمے میں "ذال" تھا چنانچہ باب افتعال کی "تا" کو "دال" سے بدل دیا پھر "ذال" کو بھی "دال" سے تبدیل کر کے دو حرف ایک جنس کے ہونے کی وجہ سے "دال" کو "دال" میں ادغام کر دیا تو یہ "مُدَّكِرٍ" ہو گیا۔

6- بَابُ وَمِنْ سُورَةِ الْوَاقِعَةِ

سورۂ الواقعہ میں سے

2938: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ هَارُونَ الأَعْوَرِ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ ﴿فَرُوحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ﴾ (الواقعه: ٨٩).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے: ((فَرُوحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هَارُونَ الأَعْوَرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ "ہم اسے صرف ہارون اعور کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔"

حکم الحدیث: (صحيح الاسناد) صحيح الترمذي: ٢٣٤١، اخرجه الحاكم: ٢/٢٣٦، ابو نعيم في الحلية: ٣/٦٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٩٣٨، سنن نسائی کبریٰ: ١١٥٦٦، مسند احمد: ٢٤٣٥٢

فوائد الحدیث: (١) سورۃ واقعہ کی آیت نمبر ٨٩ میں فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ میں "فَرَوْحٌ" کی راء پر فتحہ بھی پڑھا گیا ہے، اور ضمہ "فَرُوْحٌ" بھی پڑھا گیا ہے۔

(٢) "جَنَّةُ نَعِيْمٍ ۝" مضاف، مضاف الیہ ہیں۔ موصوف، صفت نہیں۔

7- بَابُ وَمِنْ سُورَةِ اللَّيْلِ

سورۂ اللیل میں سے

2939: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَدِمْنَا الشَّامَ فَأَتَانَا أَبُو الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ: أَفِيكُمْ أَحَدٌ يَقْرَأُ عَلَيَّ قِرَاءَةَ عَبْدِ اللهِ قَالَ فَأَشَارُوا إِلَيَّ فَقُلْتُ نَعَمْ أَنَا. قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَ عَبْدَ اللهِ يَقْرَأُ هَذِهِ الآيَةَ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُهُ يَقْرَؤُهَا ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ (اللیل: ۱) ﴿وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى﴾ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَأَنَا وَاللهِ هَكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا وَهَؤُلَاءِ يُرِيدُونَنِي أَنْ أَقْرَأَهَا (وَمَا خَلَقَ) فَلَا أُتَابِعُهُمْ.

علقمہ نے بیان کیا، ہم شام آئے تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم میں کوئی ہے جو مجھے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کی قراءت سنائے؟ انہوں نے میری طرف اشارہ کیا، تو میں نے کہا: جی ہاں؛ میں، انہوں نے کہا: تم نے عبداللہ کو یہ آیت کس طرح پڑھتے ہوئے سنا: ((واللیل إذا یغشی)) میں نے کہا: میں نے انہیں اسے پڑھتے ہوئے سنا: ((والیل اذا یغشی والذکر والانثی)) ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ ﷺ اسے اسی طرح پڑھتے تھے، جبکہ یہ مجھ سے چاہتے ہیں کہ میں اسے پڑھوں: ((وَمَا خَلَقَ)) پس میں ان کے پیچھے نہیں چلوں گا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَكَذَا قِرَاءَةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى﴾.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت اسی طرح ہے: ((واللیل اذا یغشی والنہار إذا تجلی والذکر والانثی))۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٣٤٢، اخرجه الحميدي: ٣٩٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۷۴۲، صحیح مسلم: ۸۲۴، سنن نسائی کبریٰ: ۸۲۹۹، ۱۱۶۷۶، ۱۱۶۷۷، مسند احمد: ۲۷۵۳۵، صحیح ابن حبان: ۶۳۳۰، ۷۱۲۷

فوائد الحدیث: (۱) سورۃ اللیل کی آیت نمبر تین میں رسول اللہ ﷺ نے "الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ ۝" سے پہلے "وما خلق" پڑھا ہے۔ اور نہیں بھی پڑھا۔

(۲) تمام قراء کرام وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ کی قرأت پر متفق ہیں اور اسی طرح پڑھا جاتا ہے جیسا کہ ہمارے ہاں بھی مصحف میں موجود ہے۔

(۳) سیّدنا عبداللہ بن مسعود اور سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہما نے جس طرح رسول اللہ ﷺ سے خود سنا تھا وہ اسی کو ترجیح دیتے تھے۔ یعنی "وَمَا خَلَقَ" کے بغیر۔ وہ یہ آیت پڑھتے تھے۔

8- بَابُ وَمِنْ سُورَةِ الذَّارِيَاتِ

سورۂ الذاریات میں سے

2940: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ

مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ أَقْرَأَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ﴿إِنِّي أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾.

نے مجھے اس طرح پڑھایا: ((إِنِّي أَنَا الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِينُ))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح المتن) صحيح الترمذي: ٢٣٤٣، اخرجه الطيالسي: ٣١٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٩٣، سنن نسائی کبریٰ: ٧٧٠٧، ١١٥٢٧، مسند ابو یعلی: ٥٣٣٣، مستدرک حاکم: ٢/٢٣٤، ٢٤٩، الاسماء والصفات للبیهقی، ص: ٤٣، ٦٦، مسند احمد: ٣٧٤١، صحیح ابن حبان: ٦٣٢٩

فوائد الحدیث: سورۃ الذاریات کی آیت نمبر ۵۸ میں جمہور کی قرأت ہے ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین۔

جبکہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ہے انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین۔ یعنی جمہور کی قرأت میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ بات بیان کی گئی ہے۔ "کہ بے شک اللہ تعالیٰ تو خود رزق دینے والا اور بڑی طاقت و قوت والا ہے"۔ جبکہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس مفہوم کو "انا" متکلم کی ضمیر کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

9- بَابُ وَمِنْ سُورَةِ الْحَجِّ

سورۂ الحج میں سے

2941: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ وَالْفَضْلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى﴾ (الحج: ٢).

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پڑھا: ((وترى الناس سكرٰى وماهم بسكرٰى))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهَكَذَا رَوَى الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ. وَلَا نَعْرِفُ لِقَتَادَةَ سَمَاعًا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ أَنَسٍ وَأَبُو الطُّفَيْلِ. وَهُوَ عِنْدِي حَدِيثٌ مُخْتَصَرٌ إِنَّمَا يُرْوَى عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي السَّفَرِ فَقَرَأَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ﴾ (الحج: ١) الْحَدِيثَ بِطُولِهِ وَحَدِيثُ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عِنْدِي مُخْتَصَرٌ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ حکم بن عبدالملک نے اسی طرح قتادہ سے روایت کیا، قتادہ کا صرف سیّدنا انس رضی اللہ عنہ اور ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔ اور میرے نزدیک یہ حدیث مختصر ہے۔ قتادہ عن الحسن عن عمران بن الحصین سے یہی روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر پر تھے تو آپ ﷺ نے ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ﴾ پڑھا۔ مکمل حدیث۔ اور حکم بن عبدالملک کی روایت میرے نزدیک اس حدیث سے مختصر ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح الترمذي: ٢٣٤٤

تخریج الحدیث: معجم الکبیر للطبرانی: ١٨/٢٩٨، مستدرک حاکم: ٢/٢٤٥، ٣٨٥۔ ٣٨٦،

فوائد الحدیث: سورۃ الحج کی آیت نمبر ۲ میں امام حمزہ اور امام کسائی "سُکَارٰی" کو "سَکْرٰی" پڑھتے ہیں اس لیے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے رسول

اللہ ﷺ سے قراءۃ بیان فرمائی کہ آپ ﷺ کی قرأت بھی کاف کے بعد الف کے ساتھ تھی۔ "وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى"۔

10- بَابُ فَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ

قرآن یاد کرتے رہو

2942: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((بِئْسَمَا لِأَحَدِهِمْ أَوْ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ فَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان میں سے یا تم میں سے کسی کا یوں کہنا برا ہے: میں فلاں اور فلاں آیت بھول گیا ہوں بلکہ وہ اسے بھلا دی گئی ہے، پس قرآن یاد کرتے رہا کرو، پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ آدمیوں کے سینوں سے اونٹ کے اپنی رسی سے نکل جانے سے بھی زیادہ تیزی سے نکلنے والا ہے۔"

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الظلال: ٤٢٢، صحيح الترمذي: ٢٣٤٥، اخرجه ابو يعلى: ٥١٣٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٠٣٢، صحيح مسلم: ٧٩٠، سنن نسائی: ٢/١٥٤، مسند احمد: ٣٦٢٠، صحيح ابن حبان: ٧٦١

فوائد الحدیث: قرآن مجید کی عظمت اور شان میں سے یہ بھی ہے کہ یہ اپنے سے لاپرواہی کرنے والے کے پاس نہیں ٹھہرتا بلکہ بہت جلد اس سے رخصت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کو یاد کرنا چاہیے اور جو سورتیں یا حصہ یاد ہو اسے بار بار دہراتے رہنا چاہیے تاکہ بھولے نہیں۔ اسے یاد رکھنے کے لیے بڑا اہتمام کرنا چاہیے اور کامل توجہ اور دھیان سے قرآن مجید کے ساتھ محبّت کا ثبوت دینا چاہیے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

قرآن سات قراءتوں پر نازل ہوا

2943: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: مَرَرْتُ بِهِشَامِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ قِرَاءَتَهُ، فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَنَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ہشام بن حکیم بن حزام کے پاس سے گزرا وہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سورۂ الفرقان پڑھ رہے تھے، میں نے ان کی قراءت کو غور سے سنا، وہ اسے بہت سی قراءتوں پر پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں سنائی تھیں، پس قریب تھا کہ میں دوران نماز ان سے لڑ پڑوں، میں نے انتظار کیا حتیٰ کہ انہوں نے سلام پھیرا، جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر ان کے گلے میں ڈال دی، اور میں نے کہا: تمہیں یہ سورت کس نے پڑھائی ہے جو میں نے تمہیں پڑھتے ہوئے سنا

سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا فَقَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسے مجھے پڑھایا ہے۔

قَالَ: قُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ وَاللهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَهُوَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي تَقْرَؤُهَا. فَانْطَلَقْتُ أَقُودُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ.

میں نے انہیں کہا: تم نے جھوٹ بولا ہے اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ ہی نے مجھے یہ سورت پڑھائی ہے جو آپ پڑھ رہے تھے، پس میں انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا؟ تو میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے انہیں سورہ الفرقان ان حروف قراءتوں پر پڑھتے ہوئے سنا ہے جو آپ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائیں، آپ ﷺ نے مجھے سورۂ الفرقان پڑھائی تھی۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ! اقْرَأْ يَا هِشَامُ!)). فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَكَذَا أُنْزِلَتْ)). ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اقْرَأْ يَا عُمَرُ)). فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَكَذَا أُنْزِلَتْ)). ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ)).

نبی ﷺ نے فرمایا: ''عمر! اسے چھوڑ دو، ہشام! پڑھو۔'' انہوں نے اسی قراءت پر پڑھا جو میں نے سنی تھی، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح نازل کی گئی۔'' پھر نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ''عمر! تم پڑھو۔'' میں نے اسے اس قراءت پر پڑھا جو آپ ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح نازل ہوئی ہے۔'' پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ قرآن سات قراءتوں پر نازل کیا گیا، پس اس میں سے جو میسر، آسان ہو اس میں پڑھو۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مالک بن انس نے اس اسناد سے زہری سے اسی مانند روایت کیا ہے اِلّا یہ کہ انہوں نے اس میں مسور بن مخرمہ کا ذکر نہیں کیا۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٣٢٥، صحيح الترمذي: ٢٣٤٧، اخرجه الطيالسي: ٣٩

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٤١٩، ٥٠٤١، صحيح مسلم: ٨١٨، سنن ابو داود: ١٤٧٥، سنن نسائی: ٢/١٥٠، ١٥١، مسند احمد: ١٥٨، صحيح ابن حبان: ٧٤١

فوائد الحديث: (۱) قرآن مجید کے نزول کے وقت عرب میں مختلف قبیلوں کے کلام کرنے کے لیے اپنے اپنے لہجے اور انداز تھے پھر ان میں سے بعض ان پڑھ، بوڑھے، بچے اور غلام وغیرہ ہر قسم کے افراد تھے۔ جیسا کہ آج کل بھی ایک ہی علاقے میں ایک ہی زبان بولی جاتی ہے مگر ان کے الفاظ کی ادائیگی، انداز یا حروف کی کمی بیشی کے باوجود اس سے وہی زبان مراد لی جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح قرآن مجید کو تمام قبائل کے لیے آسان رکھنے کی خاطر انہی کے لہجوں میں ادائیگی کو قبول کر لیا گیا ہے۔

جیسا کہ حدیث الباب سے بھی سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے اختلاف سے واضح ہے اور آئندہ حدیث

سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

(۲) بعد ازاں جب اسلام کا پیغام حدود عرب سے نکل کر عجمیوں تک بھی پہنچا تو قرأتوں کے اختلاف کی وجہ سے امت میں اختلاف کا خدشہ پیدا ہوا تو سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے صرف ایک ہی قرأت، قریش کی قرأت میں قرآن مجید کے نسخے تیار کروا کر سلطنت اسلامیہ میں پھیلائے تاکہ امت اختلافات سے بچ جائے۔

(۳) آج بھی اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ درس و تدریس اور تعلیم و تعلّم میں تو تمام قرأتوں کا علم ہونا چاہیے، سیکھیں بھی اور سکھائیں بھی لیکن عوامی سطح پر نمازوں میں قرأت یا مختلف قرأتوں کا اظہار شاید سادہ لوح لوگوں کی پریشانی کا باعث بن جائے اس لیے احتیاط لازم ہے۔

2944: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: لَقِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جِبْرِيلَ فَقَالَ ((يَا جِبْرِيلُ إِنِّي بُعِثْتُ إِلَى أُمَّةٍ أُمِّيِّينَ مِنْهُمُ الْعَجُوزُ، وَالشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْغُلَامُ وَالْجَارِيَةُ، وَالرَّجُلُ الَّذِي لَمْ يَقْرَأْ كِتَابًا قَطُّ)). قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ.

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے ملاقات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جبریل! مجھے اُمّی / اَن پڑھ امت کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، ان میں بوڑھے ہیں، زیادہ عمر رسیدہ ہیں، لڑکے اور لڑکیاں ہیں اور ایسے افراد ہیں جنہوں نے کبھی کوئی کتاب پڑھی ہی نہیں۔“ انہوں نے کہا: اے محمد (ﷺ)! قرآن سات قراءتوں پر نازل کیا گیا ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ أَيُّوبَ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي أَيُّوبَ وَسَمُرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَأَبِي بَكْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا عمر، حذیفہ بن یمان، ابوہریرہ، ام ایوب، (یہ حضرت ابوایوب کی زوجہ محترمہ ہیں) سمرہ، ابن عباس، ابو جہیم بن حارث بن صمہ، عمرو بن عاص اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث ابی بن کعب سے کئی ایک طرق سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٣٢٨، اخرجه الطيالسي: ٥٤٣، وابن ابي شيبة: ١٠/٥١٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢١٢٠٤، صحيح ابن حبان: ٧٣٩

فوائد الحدیث: یہ حدیث دلیل ہے کہ امت کی سہولت کے لیے قرآن مجید کو مختلف قرأتوں میں پڑھا گیا ہے۔

12- بَابُ مَا قَعَدَ قَوْمٌ فِي مَسْجِدٍ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ

جب کچھ لوگ مسجد میں بیٹھ کر اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے

2945: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ أَخِيهِ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے (مسلمان) بھائی سے دنیا کی کوئی تکلیف دور کی تو اللہ اس سے قیامت کے دن کی تکلیفوں میں

الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا قَعَدَ قَوْمٌ فِي مَسْجِدٍ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ)).

سے کوئی تکلیف دور کر دے گا۔" جس نے کسی مُسلمان کی ستر پوشی کی تو اللہ اس کی دنیا و آخرت میں ستر پوشی کرے گا، جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی تو اللہ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، اللہ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مُسلمان) بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے، جو کسی راہ پر چل کر علم حاصل کرتا ہے، اللہ اس کے لیے جنّت کی راہ آسان فرما دیتا ہے، جب کچھ لوگ مسجد میں بیٹھ کر اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور اسے باہم پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، جس کے عمل نے اسے پیچھے چھوڑ دیا تو اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ هَذَا الْحَدِيثِ وَرَوَى أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. فَذَكَرَ بَعْضَ هَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کئی ایک نے اسی طرح اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اس حدیث کے مثل روایت کیا ہے۔ اور اسباط بن محمد نے اعمش سے روایت کیا انہوں نے کہا مجھے ایوب عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے حدیث بیان کی گئی۔ اور انہوں نے اس حدیث کا کچھ حصہ ذکر کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج حدیث ۱۴۲۵ کے تحت گزر چکی ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦٩٩، سنن ابن ماجه: ٢٢٥، مسند احمد: ٧٤٢٧

فوائد الحدیث: (۱) اسلام خیر خواہی اور ہمدردی کا دین ہے اس لیے بعض اوقات رسول اللہ ﷺ "النصح" (خیر خواہی) پر بھی بیعت لیا کرتے تھے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کرو گے۔

اس سے معاشرہ پُر امن، پُر سکون اور خوشحال ہو جاتا ہے کہ کسی کو کسی دوسرے سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ ہم ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کی بجائے، ہمدردی اور خیر خواہی کی روش اپنائیں۔ جو انسان دنیا میں کسی کے ساتھ جس قسم کی نیکی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح کا بدلہ اسے آخرت میں عطا فرمائیں گے۔ اس لیے بغض، حسد اور کینے سے معاشرہ جہنم اور زندگی عذاب نہ بنائیں اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے کے لیے اچھے اخلاق و کردار کا مالک بنیں۔

(۲) فضول کاموں میں وقت گزارنے کی بجائے قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس پر توجہ دیں اور اپنا وقت دین سیکھنے میں صرف کریں۔

(۳) آخرت میں کوئی حسب نسب یا مال و دولت کام نہیں آئے گا، صرف اس دنیا میں کیے ہوئے اعمال ہیں جن کی بنیاد پر انسان کامیاب بھی ہو سکتا ہے اور ناکام بھی۔ لہٰذا اس دنیا کی زندگی کی شکل میں ملی ہوئی مہلت سے فائدہ اٹھائیں۔ اپنی آخرت کو سنواریں نہ وقت ضائع کریں اور نہ ہی آخرت برباد۔ وباللہ التوفیق۔

13- بَابٌ فِي: كَمْ أَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟

میں کتنی مدت میں قرآن پڑھا کروں

2946: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! فِي كَمْ أَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَالَ ((اخْتِمْهُ فِي شَهْرٍ)). قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ ((اخْتِمْهُ فِي عِشْرِينَ)). قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ ((اخْتِمْهُ فِي خَمْسَةَ عَشَرَ)). قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ ((اخْتِمْهُ فِي عَشْرٍ)). قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ ((اخْتِمْهُ فِي خَمْسٍ)). قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ فَمَا رَخَّصَ لِي.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں کتنی مدت میں قرآن پڑھوں؟ فرمایا: ”اسے ایک ماہ میں ختم کرو۔“ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں، فرمایا: ”اسے بیس دن میں ختم کرو۔“ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں، فرمایا: ”پندرہ دن میں ختم کر لیا کرو میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا دس دن میں اسے ختم کرو۔“ میں نے عرض کیا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، فرمایا: ”پانچ دن میں اسے ختم کرو۔“ میں نے عرض کیا، میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، تو آپ ﷺ نے (اس سے کم مدت میں قرآن ختم کرنے کی) مجھے رخصت نہ دی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔ اس کو ابو بردہ عن عبداللہ بن عمرو کی حدیث سے غریب سمجھا گیا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے تین دن سے کم مدت میں قرآن پڑھا تو اس نے اسے سمجھا نہیں۔“

وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ ((اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي أَرْبَعِينَ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں فرمایا: ”چالیس دنوں میں قرآن پڑھو۔“

قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَلَا نُحِبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَأْتِيَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، وَلَمْ يَقْرَإِ الْقُرْآنَ لِهَذَا الْحَدِيثِ.

اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، ہم کسی شخص کے لیے پسند نہیں کرتے کہ اس پر چالیس دن سے زیادہ عرصہ گزر جائے اور وہ قرآن نہ پڑھے جو اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُقْرَأُ الْقُرْآنُ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ لِلْحَدِيثِ الَّذِي رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَخَّصَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَرُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ يُوتِرُ بِهَا وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

بعض اہل علم نے کہا: اس مروی حدیث کے مطابق تین دن سے کم مدت میں قرآن ختم نہیں کرنا چاہیے، بعض اہل علم نے اس بارے میں رخصت دی ہے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

أَنَّهُ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ فِي الْكَعْبَةِ وَالتَّرْتِيلُ فِي الْقِرَاءَةِ أَحَبُّ إِلَى أَهْلِ الْعِلْمِ.

سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ وتر والی رکعت میں قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کعبہ میں ایک رکعت میں قرآن پڑھا۔ قراءت میں ترتیل اہل علم کے ہاں پسندیدہ ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ضعيف الترمذي: ٥٦٧، اخرجه الدارمي: ٣٤٨٩، النسائي في فضائل القرآن: ٩٠

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٤/٢١٤، سنن النسائی الکبری: ٨٠٦٥، ٢٧٠٨، مسند احمد : ٦٨٤٣، ٦٥١٦، صحيح بخاری: ٥٠٥٤، صحيح مسلم: ١١٥٩، سنن ابو داود: ١٣٨٨، ١٣٩٥، سنن ابن ماجه: ١٣٤٦، ابن حبان: ٧٥٦، ٧٥٧

2947: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ ((اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي أَرْبَعِينَ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں کہا: ”چالیس دن میں قرآن مکمل کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَرْبَعِينَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ان میں سے بعض نے معمر عن سماک بن فضل عن وہب بن منبہ کی سند سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن عمرو کو حکم دیا کہ وہ چالیس دن میں قرآن کریم پڑھیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٢٦١، سلسلة الصحيحة: ١٥١٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٣٩٥، سنن نسائی کبریٰ: ٨٠٦٨

فوائد الحدیث: (۱) قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اسے پوری محبّت، عقیدت اور احترام کے ساتھ پڑھنا چاہیے جو اس کے معنی و مفہوم کو سمجھ سکتا ہے اسے خوب غور و فکر کر کے تلاوت کرنی چاہیے۔ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے کہ اسے اس کا مفہوم ہی سمجھ نہ آسکے۔

(۲) اگر عام آدمی ہے تو اس کو بھی ٹھہر ٹھہر کر تمام حروف کی احسن انداز میں ادائیگی کرتے ہوئے تلاوت کرنی چاہیے۔

(۳) آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف حضرات کو مختلف مدت کی تعیین کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کی تکمیل کی ہدایات فرمائی ہیں، لہٰذا اس کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ایک ہی اصول سب پر لاگو نہیں ہوتا۔

(۴) جن لوگوں نے اپنے پیشواؤں کے متعلق مبالغہ اور غلو کرتے ہوئے انہیں ایک ٹانگ پر کھڑا کر کے ایک ایک رات میں یا اس سے بھی کم وقت میں قرآن مجید مکمل کروائے ہیں، انہیں ان احادیث کی روشنی میں ضرور کچھ نہ کچھ غور کرنا چاہیے۔

2948: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ قَالَ ((الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ)). قَالَ وَمَا

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ کو کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”الحال المرتحل“ اس نے عرض کیا: الحال المرتحل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو قرآن کو اس کے شروع سے

الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ قَالَ ((الَّذِي يَضْرِبُ مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلَى آخِرِهِ، كُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ)).

اس کے آخر تک پڑھتا ہے (اور پھر اول سے شروع کر دیتا ہے) جب اترتا ہے تو ساتھ ہی پھر کوچ کرتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اس کو ابن عباس کی حدیث سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ اور اس کی اسناد قوی نہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا مسلم بن ابراہیم حدثنا صالح المری عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی کی سند سے نبی ﷺ سے اس کی مثل اس کا معنی بیان کیا ہے۔ اور اس میں سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حوالہ ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ الرَّبِيعِ.

امام ترمذی نے کہا: یہ میرے نزدیک نصر بن علی عن ہیثم بن ربیع کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ضعيف الترمذي: ٥٦٨، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣٠/٣٨٥، صالح ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبراني: ١٢٧٨٣، مستدرک حاكم: ١/٥٦٨، شعب الايمان للبيهقي: ٢٠٠١، ٢٠٦٩

فوائد الحدیث: یہ روایت اس سند کے ساتھ اس معنی میں ضعیف ہے، اگر "الحال المرتحل" کو عام نیکی کے کاموں پر محمول کر لیا جائے تو پھر دیگر روایات کی روشنی میں اس معنی کی تائید ہوئی ہے (یعنی ایک نیکی کے بعد دوسری نیکی شروع کر لی جائے) خواہ وہی عمل ہو یا کوئی اور تو پھر گنجائش نکل سکتی ہے۔

2949: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے تین دن سے کم مدت میں قرآن پڑھا تو اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

محمد بن بشار نے ہمیں حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: محمد بن جعفر نے ہمیں حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: شعبہ نے اسی اسناد سے اسی مانند ہمیں حدیث بیان کی۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ١٢٦٠، تخريج المشكاة: ٢٢٠١، سلسلة الصحيحة: ١٥١٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٣٩٠، ١٣٩٤، سنن ابن ماجه: ١٣٤٧، سنن نسائی کبریٰ: ٨٠٦٧، مسند احمد: ٦٥٣٥، صحيح ابن حبان: ٧٥٨

فوائد الحدیث: اس حدیث سے قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنے کی مدت کا تعین ہو سکتا ہے کہ تین دن سے کم میں ختم نہیں کرنا چاہیے۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۲۶۴۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

تنویر الأحوذی

اردو شرح

جامع ترمذی شریف

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300 - 4826023, 0334 - 4842982

E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161

اسٹاکسٹ

مکتبہ اہلِ حدیث

امین پور بازار فیصل آباد

041-2624007

0333-6574758